

دسمبر 2009ء

اردو انگریزی

گفتار ایمان

ماہنامہ

لاہور

ختم نبوت نمبر

مدیر اعلیٰ
محمد نعیم طاہر رضوی

بیان: حکیم ہلسنت حضرت
حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ

مدیر مسئول: محمد نعیم طاہر ضوی

مدیر: محمد رضوان قادری

نائب مدیران: محمد نقاش علی رضوی

احسن شیخ

مدیر انتظامی: ڈاکٹر محمد جمیل

مدیر ترسیل: محمد خرم خان

مدیر اشتہارات: محمود علی قادری

انتظامیہ: راشد علی رضوی

محمد ندیم، محمد سلطان اکرام

محمد راحیل قادری

زیر تعاون:

نام ہمارو 25 روپے

سازند (عام) 250 روپے

سازند (کتاب خانے و ادارے) 300 روپے

تاحیات (پاکستان) 6000 روپے

دیگر معائنات:

سازند 35 امریکی ڈالر

تاحیات 250 امریکی ڈالر

امریکہ 35 ڈالر

یورپ اور عرب ممالک 30 ڈالر

عراق، ایران، ترکی، بھارت 20 ڈالر

ترسیل ذرا اور لاری و انتظامی امور میں رابطہ کا پتہ:

دبلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ

کنز الایمان پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 54810

ڈرافٹ: کنز الایمان اکاؤنٹ نمبر 5685-71-5685-71، لاہور کینٹ پاکستان

ختم نبوت نمبر کنز الایمان

ذی الحجہ 1430ھ دسمبر 2009ء، شمارہ 12، جلد 19

مجلس ادارت

- مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی
- ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
- ڈاکٹر رابع حسین نعیمی

مجلس مشاورت

- سید اویس علی سہروردی
- محمد طارق فاروقی رضوی
- حافظ محمد شعیب

قیمت
موجودہ شمارہ
400
روپے

Tel: 0092-42-36680752, 36681927

Mob: 0092-333-4284340

Fax: 0092-42-35710581

kanz_ul_iman@hotmail.com

Www.kanzuliman.org

پرنٹر: محمد نسیم چاچا پرنٹنگ پریس صدر لاہور چھاؤنی

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	خدائے شہدِ زمن حمد	راجا رشید محمود ج
2	دامنِ کرم نعت	حضرت مفتی محمد اختر رضا خان ج
3	حسن سراپا نعت	مقصود احمد بک ح
4	قطعہ تاریخ اشاعت	سید عارف محمود مجبور رضوی خ
5	انتساب	محمد نعیم طاہر رضوی ڈ
6	اسلام اور غدار وطن	محمد نعیم طاہر رضوی ز
7	تقریظ	حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی 1
8	تقریظ	حضرت مفتی محمد جمیل احمد نعیمی 2
9	تقریظ	حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی 3
10	پیش گفتار	حضرت علامہ محمد شہزاد مجددی 5
11	مقدمہ	حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی 7
12	تقدیم	صلاح الدین سعیدی 13
13	مقام نبوت	حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ 17
14	شانِ حبیب الرحمن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ 26

ماہنامہ کنتز الایمان کے خصوصی شمارے

نمبر شمار	نام شمارہ	صفحات	تاریخ اشاعت
1	تحریک خلافت و ترک موالات نمبر	112	نومبر 1994ء
2	تحریک پاکستان نمبر	264	اگست 1995ء
3	پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید نمبر	40	جنوری 1996ء
4	ختم نبوت نمبر	112	ستمبر 1997ء
5	قائد اعظم نمبر	160	ستمبر 1998ء
6	حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نمبر	80	مئی 1999ء
7	چودھری حمایت علی شہید نمبر	112	دسمبر 1999ء
8	حکیم محمد عوی اسر ترمی نمبر	304	جنوری 2001ء
9	قائد ملت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ نمبر	288	فروری 2004ء
10	انٹرنیشنل سٹی ڈائریکٹری نمبر	480	مارچ 2004ء
11	حضرت سید امیر شاہ گیلانی رحمہ اللہ نمبر	64	جنوری 2005ء
12	غازی محمد اسحاق شہید نمبر	64	جون 2005ء
13	تحفظ ناموس رسالت نمبر	520	جون 2007ء
14	ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نمبر	256	جولائی 2009ء

15	قرآن مجید اور ختم نبوت	قاری ریاض احمد فاروقی	30
16	ختم نبوت کے موضوع پر چہل حدیث	ڈاکٹر محمد سلطان شاہ	36
17	خاتم النبیین	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی مدظلہ	49
18	ختم نبوت	علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	52
19	دلائل ختم نبوت	علامہ قاری محمد طیب نقشبندی	72
20	ختم نبوت اور کاذب مدعی نبوت	راجہ رشید محمود	94
21	ختم نبوت پر عقلی دلائل	محمد نعیم طاہر رضوی	109
22	انگریزی نبی	انجاز احمد (نومسلم، سابق قادیانی)	115
23	اسلام کا بدترین مجرم	محمد امجد کبھوہ	121
24	قادیانیوں کے گندے کفریہ عقائد	علامہ حافظ غلام حسین کلیاوی	146
25	میرا قبول اسلام	عرفان محمود برق (نومسلم سابق قادیانی)	171
26	مرزا قادیانی ایک جعلی حکیم خطرہ جان	عرفان محمود برق	177
27	کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟	حضرت مولانا عنائت اللہ چشتی مدظلہ	185
28	نوکر و بی بی دا	محمد گوہر الطاف	190
29	مرزا قادیانی ایک بین الاقوامی بے حیاء	قاری ریاض احمد فاروقی	197
30	قادیانیوں کی پوشیدہ سازشیں۔۔۔۔۔ بے نقاب	میر محمد افضل خان	207
31	تھالی کا بیگن	اشتقاق احمد	212
32	مرزا قادیانی کا تعارف	علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی مدظلہ	226
33	مرزا قادیانی کا نجات کا سب سے بڑا جعلساز	پروفیسر حافظ محمد کمال بٹ	238
34	مرزا قادیانی کو موت کیسے آئی؟	از ابو حمزہ لاہوری	242

35	شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی	محمد طاہر عبدالرزاق	251
36	عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت	بارون الرشید	266
37	وفا	محمد طاہر عبدالرزاق	268
38	مجاہدین ختم نبوت کے ایمان افروز واقعات	محمد طاہر عبدالرزاق	274
39	مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر کیوں؟	امام احمد رضا خان مدظلہ	299
40	میں نے ربوہ میں کیا دیکھا؟	جی آرا عوان	314
41	میں نے ربوہ دیکھا	محمد شاہد	335
42	قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر ایک نظر	عرفان محمود برق	340
43	قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟	محمد عمر حیات	349
44	قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت	مفتی محمد امین	356
45	مولانا احمد رضا خان بریلوی مدظلہ اور تحفظ ختم نبوت	محمد انور قریشی	368
46	رد مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ	محمد صادق قصوری	381
47	رد مرزائیت میں علمائے اہلسنت کا حصہ	محمد نشاطا بش قصوری	390
48	امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ مدظلہ	صادق علی زاہد	400
49	قادیانیوں کا جشن صد سالہ اور ان کے شاطر خلفاء	عرفان محمود برق	415
50	آستین کے سانپ	محمد بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ	435
51	پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور معرکہ قادیانیت	محمد عبدالحکیم شرف قادری	443
52	خدا را اسلام۔۔۔ خدا وطن سر ظفر اللہ خان قادیانی	محمد بدیع الزماں بھٹی	447
53	ڈاکٹر عبدالسلام کون؟	محمد حمزہ طاہر	456
54	قادیانیوں کے بھیانک انجام	عمران محمود (نومسلم، سابق قادیانی)	461

55	مرزا قادیانی کا عبرت ناک انجام	محمد بدیع الزماں بھٹی (ایڈووکیٹ)	480
56	قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن	عمران محمود (سابق قادیانی)	481
57	قادیانیت، خطرہ، جائزہ، تجاویز	جناب عبدالباسط	488
58	پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی	از یونس خلش	402
59	آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں	حامد میر	517
60	”قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں	ڈاکٹر وحید عشرت	521
61	انسانی حقوق اور قادیانی جماعت	پروفیسر منور احمد ملک	530
62	اشھو مسلمانو! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں	حاجی محمد امجد کمبوہ	535
63	تحریک ختم نبوت 1953ء کی داستان	شفقت عثمانی۔ خلیل احمد رانا	543
64	تحریک ختم نبوت 1953ء کے مخالفین کے عبرت ناک انجام	عاطف ندیم سندھو	570
65	قادیانی شبہات کے دندان شکن جواب	ملک کاشف علی	578
66	مرزا قادیانی کی حمایت میں مرزائی دلائل کے جوابات	ریاض احمد فاروقی	583
67	قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟	محمد سہیل انجم	598
68	قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب	شاہد امین فریدی	603
69	قادیانی معجزات	پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)	610
70	فتنہ قادیانیت (نامور شخصیات کے تاثرات)	طاہر محمود بٹ	620
71	علامہ اقبال اور قادیانیت	جسٹس (ر) جاوید اقبال	635
72	قادیانی امت اور پاکستان	رائے محمد کمال	659
73	مصر کا معرکہ	پروفیسر محمد الیاس برنی	721
74	علامہ اصغر علی رومی کی ایک علمی جھڑپ	اقتباس ”رئیس قادیاں“	728

75	مختلف ممالک کے عدالتی فیصلے	مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی	731
76	رو قادیانیت پر کتب و رسائل کی فہرست	محمد صادق قصوری	737
77	علامات ظہور مہدی	حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحیم آباد	744
78	مسیح علیہ السلام اور مہدی دو شخصیتیں	جیل احمد ندیری	747
79	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں	مولانا محمد عبداللہ	763
80	ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں	محمد نعیم طاہر رضوی	777
81	حضرات شعراء کے فیصلے	غلام مصطفیٰ مجددی	791
82	تحفظ ختم نبوت کی قانونی جنگ کے مجاہد اول	صلاح الدین سعیدی	798
83	قادیانیوں کی شرعی حیثیت اور ان کا بائیکاٹ	محمد تین خالد	801
84	علامہ شاہ احمد نورانی اور تحریک ختم نبوت	صادق علی زاہد	828
85	ختم نبوت پر رسائل و جرائد کے خصوصی شمارے	محمد احمد حسن قادری	839
86	قادیانیت اور ابوالکلام آزاد	راجا رشید محمود	841
87	مرزا قادیانی کی انگریز دوستی	مولانا عبدالکحیم اختر شاہ جہانپوری	848
88	قادیان کا خود ساختہ نبی	مولانا شاہ احمد نورانی	853
89	زندگی آقا کی جب کامل نمونہ ہوگی	شاعر نعت راجا رشید محمود	856
90	قطعہ تاریخ	محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری	858
91	قطعہ تاریخ	محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری	859
92	عقلمند ختم نبوت زندہ باد	سید عارف محمود مجبور رضوی	860
93	ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا	علامہ محمد اشرف آصف جلالی	862
94	نبوت کا جھوٹا دعویدار	محمد ابراہیم عاجز قادری	863

خُدا کے شکر

شاعر حمد و نعت راجا رشید محمود، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”نعت“ لاہور

لب پہ ہے تحمید و توصیف و تحیاتِ خدا
یہ ہے اک محمود تلخیصِ عنایاتِ خدا
مصطفیٰ (ﷺ) جس کی حقیقت کو سمجھ پائے فقط
ہے ورائے عقل و فہم و علم وہ ذاتِ خدا
جو خدا کے دین کی خاطر شدائد کو سہیں
اُن بھی بختوں کو ملتی ہیں مراعاتِ خدا
انفرادی، اجتماعی، جو پریشانی بھی ہو
بس علاج اس کا تو واحد ہے مناجاتِ خدا
چاہ یہ ان کی اگر تھی، تو تھی خواہش اُس کی بھی
ذاتِ سرور (ﷺ) سے ہوئی تھی یوں ملاقاتِ خدا
وہ قدیم اپنی حقیقت میں ہے اور حادث ہے یہ
جو نفی مخلوق کی ہے، وہ ہے اثباتِ خدا
عمر بھر ان کو بیاں کرنے میں کوشاں بھی رہو
مکہ میں جا کر جو پائی ہیں مراعاتِ خدا
زندگی معمول پر چلتی جو ہے محمود کی
صدقہ محبوب رب (ﷺ) ہے یا ہے خیراتِ خدا

95	مرزا غلام احمد قادیانی ”علامہ اقبال“ کی نظر میں	864
96	ترانہ ختم نبوت	865
97	ترانہ ختم نبوت	866
98	وجاہت ختم نبوت	867
99	نقدِ اردو	868
100	آج کو بتاؤں بہت غور ہے مرزا	869
101	جھوٹا نبی	870
102	غازی ختم نبوت	871
103	تمہیں محمدیؐ کا عشق اب بھی پکارتا ہے	872
104	تعارف کنز الایمان سوسائٹی	875

اسلام کیا ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول برحق مان کر آپ کی تمام تعلیمات کو برحق تسلیم کرنا اور ان میں سے کسی کا انکار نہ کرنا اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک بات کا انکار بھی کفر ہے۔ اسلام کے لیے تو سب کا اقرار ضروری ہے۔ لیکن کفر کے لیے سب کا انکار ضروری نہیں ہے۔ اسلام کی کسی ایک یقینی بات کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اسلام کا یہی معیار ہے جس پر کسی کے عقائد پرکھ کر اس کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانی اس اصول پر اسلام سے خارج ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مان کر آپ کی قطعی اثباتِ تعلیم کا انکار کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی چابی پیدا نہ ہوگا۔ اس بات کا انکار اسلام کا انکار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر بات میں سچا ہونے کا انکار ہے اور غور کیا جائے تو یہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہی انکار ہے۔ اسلام کے قطعی عقیدہ ختم نبوت کے یہ لوگ (قادیانی) منکر ہیں۔

دامنِ کرم

حضرت مفتی محمد اختر رضا الازہری

ترے دامنِ کرم میں جسے نیند آگئی ہے
جو فنانہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرضِ مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے درِ جود سے لگی ہے
وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدا یہ مرے نفس کی بدی ہے

جو پئے سوال آئے مجھے دیکھ کر یہ بولے
اسے چین سے سلاؤ کہ یہ بندہ نبی ہے
میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہدیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

میں گناہگار ہوں اور بڑے مرتبوں کی خواہش
تو مگر کریم ہے جو تری بندہ پروری ہے
تری یاد تھکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہو گئی ہے

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بد نصیبیاں
چلی آکھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بیکسی ہے
ترا دل شکستہ اختر اسی انتظار میں ہے
کہ ابھی نویدِ وصلت ترے در سے آرہی ہے

حسنِ سراپا

مقصود احمد تبسم (متحدہ عرب امارات)

مُشک بھرے گیسوئے محمد ﷺ
جن لوگوں کا عشق سلامت اُن کو آج بھی غارِ حرا میں
خالداک بھی جنگ نہ ہارے اُن کی جیت میں رازِ یہی تھا
حیرانی میں گم تھیں حلیمہ پیار سے جب حجرِ اسود نے
کب سے غزال مرے اندر کا چاہتا ہے، ہودشہِ مدینہ
سُر جو جھکے تو یاد رہے مجددوں کا کعبہ کے میں ہے
مظہرِ حق اور ہاتھ یز اللہ نمازاغ آنکھیں چہرہ ضعی کا
دیکھو رفعتِ ساعید سیمیں دونوں جہاں کا بوجھ اٹھالیں
میرے نبی کی پنڈلی مبارک شاخِ نخلِ رحمت و نعمت
مُصنّفِ رُخِ اصحاب سے پوچھو جس کی نمازِ عشق یہی تھی
ہر سجدہ معراج کا طالب جب سے جبینِ شوق نے دیکھے
ظاہر تو مل مل کے دھویا باطن کا باقی ہے تنہم
تیرا طواف کریں گے فرشتے دنیا تیرے قدم پوئے گی
اُن اصحاب کی دیکھو عقیدت جو جیتے جی کرتے وصیت
اُن کی ذات میں گم ہو جاتا اپنی جاں قرباں کر دیتا
میں ہوں مریضِ عشق طبیبو میرا علاج مجھی سے پوچھو
مجھ کو مرا مقصود ملے جب نزع کا عالم مجھ پہ ہو طاری
حسن کا مظہر روئے محمد ﷺ
آتی ہے خوشبوئے محمد ﷺ
ٹوپی میں تھے موئے محمد ﷺ
بڑھ کر پھو ما زوئے محمد ﷺ
بن کے بھروں آہوئے محمد ﷺ
دل کا کعبہ کوئے محمد ﷺ
والہی گیسوئے محمد ﷺ
اتنے قوی بازوئے محمد ﷺ
لاٹانی زانوئے محمد ﷺ
دیکھتے رہتے روئے محمد ﷺ
محرابی ابروئے محمد ﷺ
لاؤ خاکِ سُوئے محمد ﷺ
دل کو جھکا دے سُوئے محمد ﷺ
رکنا کفن میں موئے محمد ﷺ
دیکھتا جو بھی خُوئے محمد ﷺ
میری دوا ہے کوئے محمد ﷺ
آ جائے خوشبوئے محمد ﷺ

قطبہ تاریخ اشاعت

”خلوصِ نجم اقبال محمد نعیم طاہر“

1430ھ

”اشاعتِ خاصِ جانِ علم ماہنامہ کنز الایمان“

2009ء

سید عارف محمود مجبور رضوی، گجرات

اس بات پر ہے مرکز ایمان کی بنا
مگر ہے جو بھی ختم نبوت کا دہر میں
مردود دو جہان ہے مرزائے قادیان
پوری ہوئی ہے اس کی خباثت کو ایک صدی
پالا گیا تھا دین میں تخریب کے لئے
لعنت برس رہی ہے ہر اک آن، ہر گھڑی
پائے گا نہ سکون کبھی بھی وہ قبر میں
مامور اس کی بیخ کنی پر ہیں اہل حق
اس باب میں رقم ہوئے تاریخی معرکے
ہر دور میں مقام رسالت مآب ﷺ پر
ہر چیز اپنی وقف کی اسلام کے لئے
رکھا ہے تاریخ ختم نبوت کو سر بلند

سرکار ﷺ پر ہے ختم، نبوت کا سلسلہ
واجب ہے ارتداد کی اس شخص کو سزا
کذاب ہے لعین ہے ذلت کا پیشوا
سوسال کی ہوئی ہے ذلالت کی اقتدا
انگریز کا لگایا ہوا ایک نفل تھا
پنجاب کے میلہ کذاب پر بجا
ہوگا کبھی نہ اس کا جہنم سے اخلا
اس روز سے کہ جب سے ہوئی اس کی ابتدا
اس ضمن میں ہیں اہل سنن، اہل حق نما
ہر اک متاعِ ذیست انہوں نے ہے کی فدا
خدمات دین کے لئے ان کی ہیں بے بہا
جھیلی ہے قید و بند کی ہر ایک اتلا

اونچا کیا ہے نام شہِ ختمِ مرسلین ﷺ
تحریری و تقریری ہر اک محاذ پر
فتویٰ کی ہو زبان یا میدانِ شاعری
دجال قادیان کے تردید و توڑ میں
یہ سلسلہ ہے آج بھی جاری بزور و شور
اس سلسلہ کی ایک کڑی میں ہوا ہمیں
پیش نظر خصوصی اشاعت مرے ہے آج
دیتی ہے یہ پیام نبی ﷺ کے غلام کو
ہوش و خرد سے کام نہ رکھ اس مقام پر
بانے جہاں میں خاص اشاعت عقیدتیں
کھلتے ہیں اس سے عشق محمد ﷺ کے گل کدے
تازہ ہوئی ہے اس سے عقیدت کی داستاں
پرکھیں گے اس سے دودھ اور پانی کا ہم فرق
تاریخِ حفظِ ختم نبوت کے باب میں

جاں سے گزر کے پائی غلامی کی انتہا
رکھا ہے بند ناطقہ مرزا کا جابجا
پیش نظر رہی ہے سرکار ﷺ کی رضا
ہے تابناک طرزِ عمل اہل دین کا
جو کہ شروع ہوا تھا بدستِ شہِ رضا رضی اللہ عنہ
نمبر بنام ختم نبوت بجا عطا
کرتی ہے عام ختم نبوت کی جو ضیاء
حرمت پہ شاہِ دین ﷺ کی تو جان و دل لٹا
کر سر قلم حضور ﷺ کے ہر بد زبان کا
دکھلا رہی ہے عزم و عمل کا یہ ارتقاء
ملتی ہے اس سے دامنِ محبوب ﷺ کی ہوا
روشن یہ کر رہی ہے چراغِ رہ و وفا
پائیں گے اس سے اہل نظر روح کی غذا
ہے از سر اہم یہ ”بلند پایہ تذکرہ“

1430ھ=1+

مہجور بار دیگر اشاعت کا سال کہہ ٹو

”نفع سان ختم نبوت“ کہہ بر ملا

2009ء

پٹائی نارووال میں ختم نبوت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ
جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے۔ حاضرین گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ نارووال کا ایک منہ
پھٹ قادیانی جلسہ کے ایک کونے سے کھڑا ہو کر بک بک کرنے لگا۔ لوگوں نے اسے وہیں
دبوج لیا اور پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت امیر ملت ”شیخ“ سے نیچے اترے اور آپ نے اپنے
ہاتھوں سے اس مردود کی پٹائی کی۔

اسلام اور وطن کے خدار

تاریخ عالم اٹھا کر دیکھئے۔ کفر نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہمیشہ ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ وہ کون سا جال ہے، جو اسلام کو مقید کرنے کے لئے استعمال نہ کیا گیا۔ وہ کون سی خطرناک سازش ہے، جو اسلام کی گردن کاٹنے کے لئے تیار نہ کی گئی۔ وہ کون سا تنگ انسانیت حربہ ہے، جو اسلام کے تار و پود بکھیرنے کے لئے استعمال نہ کیا گیا۔ وہ کون سی درندگی ہے جس کی مشق سینہ اسلام پر نہ کی گئی۔ وہ کون سے ہولناک مظالم ہیں، جو اسلام کے نام لیواؤں پر روا نہ رکھے گئے۔ لیکن جب ہندوستان پر فرنگی استعمار قابض ہو چکا تھا۔ مسلمان غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ کفر نے اسلام پر ایک نیا، نرالا اور اچھوتا حملہ کیا۔ ایک خوفناک سازش تیار ہوئی۔ ایک بھیانک منصوبہ بنا۔ جس کے تحت اسلام کو اسلام کے نام پر لوٹنے کا پروگرام بنا۔ نبی اکرم جناب محمد عربیؐ کو آپؐ کے نام پر لوٹا جائے۔ قرآن کو قرآن کے نام پر لوٹا جائے۔ احادیث کو احادیث کے نام پر لوٹا جائے۔ حج کو حج کے نام پر لوٹا جائے۔ مکہ اور مدینہ کو مکہ اور مدینہ کے نام پر لوٹا جائے۔ اسی طرح دیگر اسلامی شعائر و اصطلاحات کو انہیں کے نام پر غارت کیا جائے۔ کفر نے اپنے اس خاص ایکشن کو ”قادیانی ایکشن“ کا نام دیا اور اس کی قیادت ایک تنگ دین، تنگ وطن، تنگ انسانیت اور تاریخ انسانیت کے بدترین شخص مرزا قادیانی کو سونپ دی گئی۔ کفر نے اپنا کفریہ لباس اتارا۔ کفریہ ہتھیار توڑے۔ چہرے سے کفریہ نشان مٹائے۔ کفریہ عادات و اطوار ترک کئے۔ کفریہ چال اور کفریہ رنگ ڈھنگ ختم کیا۔ کفر نے اجلا اسلامی لباس پہنا۔ چہرے پر داڑھی سجائی۔ ماتھے پر محراب ابھارا۔ سر پر عمامہ رکھا۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑی۔ لیوں پر قرآن کی آیات سجائیں۔ زبان پر اسلامی وعظ جاری کی۔ اور بغل میں دو دھاری چھری رکھی۔ اور مسلمانوں میں ٹھس گیا اور ایسا کھل مل گیا کہ پہچان مشکل ہو گئی۔

پھر کفر نے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ کفر مختلف جگہوں پر اسلامی جلسے اور دینی اجتماع کرنے لگا۔ عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرے ہونے لگے۔ اسلامی کتابیں چھپنے لگیں۔ اسلامی لٹریچر پورے ہندوستان میں تقسیم ہونے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی سادہ لوح مسلمان مرزا قادیانی کو ایک اسلامی رہنما سمجھ کر اس کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔ یعنی مرزا قادیانی کی دکان نبوت پر پیشاب کی بوتل آب زم زم کا لیبل لگ کر بکتے لگی۔ کتے کا گوشت بکرے کے گوشت کے نام پر فروخت ہونے لگا۔ زہر تریاق کے نام پر بکتے لگا۔ شیطنیت و رجمانیت کے نام پر فروخت ہونے لگی اور جہنم، جنت کے نام پر بکتے لگی۔

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو مجاہد ختم نبوت، مجددِ مملکت
ضیغم اسلام، قائد ملت اسلامیہ، امام انقلاب

حضرت علامہ

الشاہ احمد نورانی صدیقی

(سابق صدر جمعیت علماء پاکستان)

اور

شہداء ختم نبوت

کے نام کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محمد نعیم طاہر رضوی

مدیر اعلیٰ۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور

لیروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے
اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام
سیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

جھوٹی نبوت کے موجد انگریز نے 1947ء میں سرزمین ہندوستان سے انتقال کیا لیکن بانی پاکستان محمد علی جناح کی وفات کے بعد گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں نے کاروبار حکومت سنبھال لیا۔ انہوں نے پاکستان میں قادیانیت کو کوئی بنیادوں پر استوار کیا اور قادیانیوں کے مشن ارتداد کو چلانے کے لئے راستہ ہموار کیا، انہیں کلیدی عہدوں پر بٹھایا گیا اور ہر طرح کی مراعات دی گئیں۔

1974ء میں قادیانیوں نے ربوہ ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر ختم نبوت۔ زندہ باد کے نعرے لگانے پر حملہ کر دیا۔ طلباء نے اپنی الگ بوگی بک کر رکھی تھی اور یہ طلباء شامی علاقہ جات کی سیر سے واپس آرہے تھے۔ قادیانی غنڈوں نے طلباء کی بوگی کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر انہیں جانوروں کی طرح گھسیٹتے ہوئے باہر نکالا اور ان پر وحشیانہ تشدد کیا۔ یہ خبر ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس تحریک میں عاشقان رسول عربی نے عشق و محبت کے ایسے باب رقم کئے جنہیں زمانے کی گردش لیل و نہار کبھی نہ منا سکے گی۔ مسلک قومی اسمبلی میں پہنچا۔ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک پر قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 7 ستمبر کو مسلمانوں نے ایسی خوشی منائی کہ ایسی خوشی شاید انہوں نے گذشتہ پوری صدی میں نہ منائی ہو۔

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ گویا اب قادیانی آئینی کافر بھی بن گئے۔ لیکن قادیانی نہ پارلیمنٹ کے فیصلے کو مانتے ہیں اور نہ آئین کو۔ وہ آج بھی بڑی ڈھٹائی سے خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر قابض ہیں۔ پورے وطن میں این جی اوز کی صورت میں ان کا جال پھیلا ہوا ہے۔ تعلیم، صحت، معاشی مراعات اور فلاح عامہ کے نام پر مسلمانوں کو مرتد بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان کے راز پاکستان کے دشمنوں کو پہنچانا ان کا فرض اولین اور نعوذ باللہ پاکستان کا ختم ہو جانا ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ اسی لئے مصور پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے یہ صدا آ رہی ہے۔ ”قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں“ غدار تو ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ یہ کلیدی عہدوں پر بیٹھے ہزاروں غدار کیا گل کھلا رہے ہیں؟ یہ ایک ہولناک اور خوفناک باب ہے۔

اہل وطن! جب چمنستان وطن میں جگہ جگہ سانپوں کی ملیں بنی ہوں اور ہر بل کا نکشن اسرائیل، بھارت اور امریکہ سے جا ملتا ہو۔ تو پھر اہل وطن تم کس طرح سلامت رہ سکتے ہو؟

مسلمانو! ہر قادیانی کا مذہبی عقیدہ ہے۔ کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ اکھنڈ بھارت بنے گا۔ اس لئے ہر قادیانی پاکستان کا غدار ہے۔ ہر قادیانی کا وجود پاکستان کے لئے خطرہ ہے۔ جب تک پاکستان میں قادیانی موجود ہیں۔

پاکستان کو استحکام نہیں مل سکتا۔ پاکستان میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا۔

پاکستان میں فرقہ واریت کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی۔

پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔

پاکستان بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بننے سے نہیں بچ سکتا۔

کسی گاؤں کے کنویں میں کتا مر گیا۔ لوگ گاؤں کے مولوی صاحب کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو۔ لوگوں نے سارا پانی نکال دیا۔ پانی نکالنے کے بعد لوگ دوبارہ مولوی صاحب کے پاس آئے۔ اور انہیں بتایا۔ کہ ہم نے سارا پانی نکال دیا ہے۔ اور کنویں میں جو نیا پانی آیا ہے۔ اس میں سے یہ پیالہ بھر کر آپ کے لئے لائے ہیں۔ کہ سب سے پہلے آپ پانی پیئیں اور اس کے بعد ہمیں پینے کی اجازت دیں۔ مولوی صاحب نے پانی پینے کے لئے پیالہ منہ کے قریب کیا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ پیالے میں کتے کے بال تیر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے پیالہ پر رکھ دیا۔ اور لوگوں سے پوچھا ”کیا تم نے کنویں کا سارا پانی نہیں نکالا تھا؟“

”سارا پانی نکال کر باہر پھینک دیا تھا؟“ سب نے جواب دیا۔

”کتا کہاں پھینکا تھا؟“ مولوی صاحب نے پوچھا۔

”کتا تو کنویں میں ہی پڑا ہے۔ کتے کے بارے میں تو آپ نے کچھ کہا ہی نہیں تھا“ سادہ لوح

لوگوں نے جواب دیا۔

مولوی صاحب ان کی اس سادہ لوحی پر بیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔

عزیز مسلمانو! انگریز جاتے ہوئے پاکستان کے کنویں میں ”قادیانیت“ کا کتا پھینک گیا ہے جس سے پورے ملک کی آب و ہوا میں بد بو پھیل چکی ہے۔ ہم بار بار بد بو سے تنگ آ کر کنویں کا سارا پانی تو بار بار نکالتے ہیں۔ لیکن قادیانیت کا کتا نہیں نکالتے۔ ہم ہزار جن کر لیں۔ جب تک یہ کتا پاکستان کے کنویں سے نہیں نکلے گا، پاکستان کی آب و ہوا کبھی صاف نہیں ہوگی۔

اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے قادیانی کتے کو وطن عزیز سے نکالنے کے لئے۔

الحمد للہ کنز الایمان سوسائٹی نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں اہلسنت کے مختلف

مدارس کے اندر ”تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت“ کے حوالے سے مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

اب تک لاہور کے مختلف مدارس، مساجد، سکول اور کالجز کے اندر تقریباً 27 پروگرامز کئے جا چکے ہیں۔ اور

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ دہلی کراچی۔ سابق چیرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

لاہور کی کنز الایمان سوسائٹی تقریباً 33 عیشوں سے علم و ادب کی بہترین خدمات انجام دے رہی ہے۔ ہزاروں لوگ اس کی خدمات سے مستفیض ہو چکے ہیں اور ہورہے ہیں۔

ماہنامہ کنز الایمان کافی عرصے سے میرے مطالعہ میں ہے اور اس کے کئی خصوصی شماروں کی حسین یادیں بھی میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔ زیر نظر خصوصی شمارہ ”ختم نبوت نمبر“ ایک بہت ہی حساس نوعیت اور اہمیت کا حامل شمارہ ہے، جس سے ہمیں بجا طور پر بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

اللہ کرے یہ بنیادی عقائد کی درستگی اور استحکام کا باعث بنے اور ہمارے نوجوان قلم کار اس موضوع کی طرف خاص توجہ دیں اور ختم نبوت پر اپنے بزرگوں سے تصنیفی کارناموں کو مختلف فورموں پر متعارف کرائیں۔ اور تحریر و تقریر دونوں محاذوں کے سنی سپاہی اس ”ختم نبوت نمبر“ سے مکاحقہ استفادہ کریں۔

دعا ہے مولائے کریم محمد نعیم طاہر رضوی کو مزید ہمت بخشے کہ وہ مسلک حق اہلسنت کی مزید خدمت انجام دیتے رہیں اور ان کی تمام مساعی مقبول بارگاہ الہی ہوں۔ آمین ثم آمین۔

محمد اطہر نعیمی

آئندہ انشاء اللہ پورے ملکی پیمانے پر ان پروگرامز کو کیا جائے گا۔ تاکہ وہ طبقہ جسے کل کو منبر و محراب کا وارث بننا ہے اس کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قندہ قادیانیت کے بارے میں مکمل آگاہی ہو۔ اسی طبقے کے ذریعے جب یہ شعور عوام و خواص تک منتقل ہوگا تو ان شاء اللہ ملک پاکستان میں قادیانیت دم توڑ دے گی۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ کا زیر نظر ”ختم نبوت“ نمبر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ ایک مکمل دستاویز ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے چاہے علماء کرام ہوں۔ چاہے عوام الناس ہوں یا زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد ہوں۔ ”ختم نبوت نمبر“ سے انھیں اتنی معلومات کا خزانہ مل جائے گا کہ جو انہیں اس سلسلے کی سینکڑوں کتابوں سے بے نیاز کر دے گا۔ عقیدہ ختم نبوت اور قندہ قادیانیت کے بارے میں جتنے بھی مضامین اس نمبر میں شامل کئے گئے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ وہ سب اپنے قاری کو عقیدے کا تحفظ، عشق رسول ﷺ کی چنگاری، معلومات اور انکشافات، کی لڑی اور فکر کی راہ فراہم کریں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

مسلمانو! آؤ وعدہ کریں کہ ہم گستاخان رسول ﷺ، قادیانیوں کو اس دھرتی پر زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ ہم ان پر صدیق اکبر ﷺ کا قبر بن کر گریں گے۔ ہم ان پر فاروق اعظم ﷺ کا جلال بن کر گریں گے اور انھیں جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔ ہم خالد ﷺ کی شمشیر لے کر لٹکیں گے، ہم وحشی ﷺ کا نیزہ لے کر آئیں گے۔ ہم معاذ اور معوذہ کا جذبہ لے کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ شہداء یمامہ کی داستان عشق و وفا کو دہرائیں گے۔ ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف نعرے لگائیں گے۔ عالم کی فضاؤں میں ”لانی بعدی“ کا پرچم لہرائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی جرات کے گیت گائیں گے۔ حضرت پیر مرعلی شاہ رضی اللہ عنہ کی محبت کے چراغ جلائیں گے۔ حضرت ابوالحسنات شاہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ کے قصے ساری دنیا کو سنائیں گے۔ باغیان ختم نبوت کو خشکی سے بھگائیں گے اور پھر انہیں پکڑ کر جہاز میں لاد کر بحر اقیانوس کی گہرائیوں میں غرق کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام و نشان مٹائیں گے۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کے درون تک عذاب کا مزا چکھائے گا۔ ان شاء اللہ۔

یہ نمبر قادیانیوں کی سہ سالہ جشن خلافت کے موقع پر 2008ء میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن ان کی خباثتیں اتنی ہیں کہ ہر پہلو کو شامل کرتے کرتے لیٹ ہو گیا اور اب یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ عظیم الشان نمبر آپ کو کیسا لگا اپنی آراء سے ضرور نوازیں۔

اس کی تیاری میں محترم عرفان محمود (برقی)، محمد خرم خان، نے بھرپور تعاون کیا۔ ان کا بے حد ممنون ہوں۔ اس سے قبل کنز الایمان کے مختلف موضوعات پر 14 خصوصی نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب یہ پندرہواں خصوصی نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کیسا لگا اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان علامہ جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ دہلی گجراتی۔ بانی انجمن طلباء اسلام

ختم نبوت پر علماء و محققین اور دانشوروں کا تحریری کام بے شمار ہے، لیکن اشاعتی کمزوریوں کے باعث یہ عظیم قلمی ذخیرہ مظہر عام پر اس انداز میں نہیں آیا۔ جس طرح آنا چاہئے تھا۔

اب سنی اشاعتی ادارے اور جریدے اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اب امید ہو چلی ہے کہ ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ انہیں تازہ کاوشوں میں لاہور کی کنز الایمان سوسائٹی کے روح رواں عزیز القدر محمد نعیم طاہر رضوی کا عزم بھی خوب ہے، جو ماہنامہ کنز الایمان کے ”ختم نبوت نمبر“ کی صورت میں اظہار پذیر ہو رہا ہے۔

ماہنامہ کنز الایمان اس سے قبل بھی متنوع عنوانات کے تحت خصوصی شمارے پیش کر چکا ہے، جو مقبولیت کے خاص مقام پر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اہل سنت کے تمام طبقات اس ضخیم اور مستند نمبر سے استفادہ کریں گے۔ خصوصاً ہمارے واعظین اور خطیب حضرات اپنے جلسوں کو تحقیق کا شاہکار بنائیں گے اور فی نسل اس کے مطالعے سے تاریخ کے کئی پہلوؤں سے شناسا ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اخبارات و جرائد کے سنی ایڈیٹروں کے لئے یہ ایک بہترین ماخذ ثابت ہوگا کہ وہ اپنے ہر شمارے میں ختم نبوت پر کوئی نہ کوئی تحریر ضرور اپنے پرچے کی زینت بنائیں۔

جمیل احمد نعیمی

تقریظ

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
استاذ الحدیث جامعہ جہوریہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
دبیر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو اعزازات و کرامات سے نوازا کہ باقی انسانوں سے ممتاز فرمایا بالخصوص امام الانبیاء سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایسی خصوصیات عطا فرمائیں جو دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کو مہرہت نہیں ہوئیں۔

ان خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت اور اعزاز ختم نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین (یعنی جن کے بعد کوئی نبی نہیں) بنا کر آپ کے دین کو عالمگیر اور دائمی بنایا اور یوں باقی تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔

اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہی ختم نبوت کے منکر اور جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے تھے جیسے مسیلہ کذاب وغیرہ۔ لیکن برصغیر پاک و ہند میں مرزا قادیانی کذاب نے ختم نبوت کی خوبصورت عمارت میں نقب لگانے کی سعی مذموم کی اس نے اس آڑ میں جہاد کا انکار کر کے غیر مسلموں کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی، پاکیزہ شخصیات کے خلاف گندی زبان استعمال کی اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔

آپ پر اس کتاب خصوصی اشاعت کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اہل سنت و جماعت کے علماء مشائخ نے اس قادیانی دجال کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرنے میں سبقت لی اور نمایان کردار ادا کیا۔ عقیدہ ختم نبوت، قادیانیت کا فتنہ، اس فتنہ کے خلاف اہل سنت کی خدمات اور اس طرح کے دیگر کئی موضوعات پر وسیع مضامین کا خوبصورت

گلدستہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

محترم محمد نعیم طاہر رضوی زید مجدہ نہایت متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے ماہنامہ ”کنز الایمان“ کے چیف ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے اس موثر جریدہ کے کئی اہم نمبر نکالے اور مختلف موضوعات کے اہل سنت و جماعت کے سکالرز کے مضامین کو یکجا کر کے ملت اسلامیہ کو نہایت قیمتی علمی ذخیرہ عطا کیا۔

جب مختلف حضرات کے رشحات قلم (مضامین) مختلف رسالوں میں بکھرے پڑے ہوں تو ہر شخص کی ان تمام رسائل و جرائد تک رسائی ممکن نہیں ہوتی لیکن جب ان کو یکجا کر دیا تو یوں سمجھیں کہ مختلف مارکیٹوں سے متعدد انواع کا ساز و سامان خرید کر ایک پیکٹ کی شکل میں آپ کے گھر پہنچا دیا گیا۔

ختم نبوت کے حوالے سے محترم محمد نعیم طاہر رضوی کی اس کاوش کو ہر ذی شعور خراج تحسین پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات میں مزید برکتیں پیدا فرمائے اور اس کتاب کو قادیانی سازشوں کے خلاف ایک ضرب کاری کی صورت عطا فرمائے۔ آمین۔



عقیدہ:- اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات، میں نہ افعال میں نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

عقیدہ:- وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج۔

(بہار شریعت)

پیش گفتار

علامہ پیر محمد شہزاد مجددی

سربراہ دارالخلاص، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم

مطلع نور رسالت رخ زیبا تیرا

مقطع ختم نبوت قد رعنا تیرا

عقیدہ ختم نبوت کتاب الہی کا اہم ترین مضمون ہی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان ہمارے ایمان کا بنیادی تقاضا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ سے ہمارے ایمانی و روحانی تعلق کی جلا و بجا اس میں ہے کہ ہم اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کے کمالات و صفات اور مدارج و مراتب کی بھرپور معرفت حاصل کریں۔ بقول اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر اور اشاعت خصوصی دراصل اسی مسلک علم و فرقان کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس اہم علمی و ستادیز اور مجموعہ مضامین و مقالات میں رنگارنگ اور متنوع تحریریں یکجا ہو کر قارئین کیلئے نہ صرف معلومات میں اضافے کا باعث ہوں گی بلکہ ایمان کی تازگی اور تحفظ عقائد کا سامان بھی بہم پہنچائیں گی۔

مدیر ماہنامہ ”کنز الایمان“ محمد نعیم طاہر رضوی زید مجدہ اس عظیم کاوش پر مبارکباد اور ہدیہ تہنیت و تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے فیضان تربیت و صحبت کی برکت سے انقلاب از کتاب کا پرچم مستقل طور پر اٹھا رکھا ہے۔ یہ

بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ کنز الایمان سوسائٹی اور اس کی اشاعتی و علمی خدمات دراصل بانی مرکزی مجلس رضا حضرت حکیم اہل سنت ہی کے علمی و فکری مشن کا تسلسل اور تجدیدی کارناموں کا جھگمکا تا عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ اس سلسلہ خیر کو تسلسل اور دوام بخشے اور برادر محمد نعیم طاہر رضوی کی توفیقات میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاء النبی الامین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ

اجمعین



مسئلہ۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانا اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ۔ بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ لاش زمین کو سپرد (بطور امانت دفن) کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں۔ یہ ناجائز اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح دوسرے شہر کو لاش اٹھالے جانے کو بھی اکثر علماء نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔

مسئلہ۔ اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دو پہر بعد روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ۔ جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم کرنا ناجائز یا مکروہ ہے، غلط ہے۔

(بہار شریعت)

مقدمہ

رئیس التحریر: حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی

سینئر نائب صدر: جمعیت علماء پاکستان

ماہنامہ کنز الایمان اہل سنت کا بے باک ترجمان ہے عزیز محترم فاضل شعلہ بیان جناب محمد نعیم طاہر رضوی اس کے مدیر اعلیٰ اور سرپرست ہیں ان کا ایک نکاتی ایجنڈا کہ ہر حال میں اہل سنت حنفی بریلوی کے عقائد و نظریات کو ہر دور کے غل و غش سے پاک کر کے عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اس کے لئے فنِ قلم کاری اور نظریاتی پاکیزگی کو وہ ہر حال میں مقدم رکھتے ہیں۔ تقریباً 19/18 سال سے اس کی گاہے بگاہے زیارت ہوتی رہتی ہے۔ محمد نعیم طاہر رضوی پوری بے باقی سے اپنے مشن کو پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مشن کو کبھی مال بنانے کی مشین نہیں بننے دیا اس وقت میرے سامنے ماہنامہ کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر موجود ہے نمبر کی کتابت شدہ کئی کاپیاں میں نے دیکھی ہیں خدا کے فضل سے بڑی محنت سے کام کیا گیا ہے کون نہیں جانتا قادیانی فتنہ برطانوی استعمار کا خود کا شتہ پودا ہے۔ انکار ختم نبوت اور اہانت رسول ﷺ قادیان کے بنیادی عقائد ہیں۔ آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی اس دور کا میلہ کذاب اور برطانوی سامراجی استعماری سیاست کا آلہ کار ہے اس کے خلاف اہل ایمان ہمیشہ برسر میدان معرکہ آزمایا رہے ہیں۔ قادیانی کی مخالفت ایمان کا حصہ نہیں ہمارے ایمان کی روح ہے۔ جناب محمد نعیم طاہر رضوی اسی تاریخ کا تسلسل ہیں اور کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر وہی صدائے حق اور غلغلہ ایمان ہے۔ محترم محمد نعیم طاہر رضوی نے اس نمبر کو مرتب کرنے کیلئے جانکاہ محنت کی ہے۔ بہت سے اہل قلم کے نوادرات اس نمبر میں جمع فرمانے کی سعادت حاصل کی ہے حقیقت یہ ہے کہ آنجنابی مرزا قادیانی 1840ء میں پیدا ہوا اور 27 مئی 1908ء کو مر گیا۔ اس نے اس عرصہ میں ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان سے فتنہ انکار ختم نبوت کو اٹھایا اس طرح وہ برصغیر کا یمامہ بن گیا گویا اب اس کا نام قادیان سے زیادہ یمامہ صحیح لگتا ہے اور مرزا ہندوستان کے میلہ کذاب کے روپ میں صاف نظر آتا ہے۔

انکار ختم نبوت اسی طرح کفر ہے جس طرح اللہ کی توحید کا انکار کفر ہے حضور کی ختم نبوت پر ایمان ضروریات دین میں سے ہے اس کا انکار صریحاً کفر ہے۔ قادیانی تحریک اصل میں دینی ہرگز نہیں بلکہ سامراجی سیاست کی آلہ کار کفریہ تحریک ہے۔

علمائے اہلسنت کثر ہا اللہ نے اسدق لصادقین سید المتقین خلیفہ بلا فضل سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی سنت کو ہمیشہ زندہ رکھا۔ قادیانی تحریک اصل میں 1899ء سے شروع ہوئی کہ اس وقت قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ اہل اسلام کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آج بھی اپنے ظاہری جسم کے ساتھ زندہ ہیں ان پر موت کا ورد نہیں ہوا مگر آنجہانی قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ اپنایا اور خود کو ان کی جگہ پر مسیح قرار دے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور تمام دنیائے اسلام سے بغاوت کی یہ اس کا ارتکاب جرم 1899ء میں ہے اسی وقت عالم اسلام کے عظیم ترین عالم دین شمس العارفین سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ ظاہری حیات میں موجود تھے۔ انہوں نے ”شمس الہدیہ“ کے نام سے انتہائی مدلل منہ توڑ اور بہت ہی مستند کتاب تحریر فرمائی جس میں ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آج بھی اپنی ظاہری حیات سے زندہ ہیں اور قادیانی کا دعویٰ سراسر جھوٹ ہے۔ اسی وقت عالم اسلام کے علمی قائد اعظم مجدد اعظم سیدنا امام مجدد احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے قادیانی کا محاسبہ کیا۔

مرزا قادیانی نے 1900ء میں نبی ہونے کی بڑھانک دی اور وہ 1908ء میں مر گیا اس وقت اہلسنت کے قائدین اعظم حضرت مجدد اعظم بریلوی رحمہ اللہ، شمس العارفین سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ، امیر اہلسنت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمہ اللہ، جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا غلام دہگیر قصوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا نواب الدین رمدی رحمہ اللہ اور دیگر علماء حق موجود تھے۔ انہوں نے قادیانی کا خوب محاسبہ کیا اور قادیانی تحقیقی کا انجرجھر بلا دیا۔ اس وقت علماء دیوبند میں سے مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن دیوبندی جیسے لوگ موجود تھے لیکن خدا گواہ کہ علماء دیوبند کو قادیانی کی زندگی میں اس کے رد میں ایک لفظ لکھنے تک کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ مولانا گنگوہی 1904ء میں فوت ہوئے۔ ”ریس قادیان“ نامی کتاب جو ان کے خلیفہ مولانا رفیق دلاوری کی تحریر ہے کے مطابق مولانا گنگوہی نے قادیانی کو مرد صالح قرار دیا اور اس کے خلاف کفر کے فتوؤں کو مسترد کر دیا۔ دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی 1943ء میں فوت ہوئے جبکہ مرزا قادیانی 1908ء میں مر گیا۔ اس کے مرنے کے 35 سال بعد بھی حکیم الامت نے ایک لفظ بھی

قادیانی کے خلاف نہ لکھا جبکہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کی ڈیڑھ ہزار کتاب ہے۔ اس طرح علمائے دیوبند کا دامن قادیانی کے رد سے اس کی حیات میں بالکل خالی ہے۔

دیوبندی خطابت کے شاہسوار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مرید جانا مرزا نے ”حیات امیر شریعت“ کے نام سے کتاب لکھی ہے اس میں تحریر ہے کہ بخاری صاحب 1891ء میں پیدا ہوئے اس طرح مرزا قادیانی کی موت کے وقت بخاری صاحب 16/15 سال کے نوجوان تھے یوں ان کی خطابت بھی مرزا قادیانی کی زندگی میں کوئی جوہر نہ دکھا سکی۔ یوں قادیانی کفر کے خلاف اگر کوئی آواز اٹھی ہے تو وہ صرف اور صرف علمائے اہلسنت کی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ”شمس الہادیہ“ 1899ء میں چھپ گئی جبکہ موجودہ الحمد بیٹ لیڈر پروفیسر ساجد میر کے دادا مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے 1934ء میں شہادت القرآن کے نام سے حیات مسیح پر ایک کتاب شائع کی جس کے دیباچے میں لکھا کہ انہوں نے حیات مسیح علیہ السلام پر پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ”شمس الہادیہ“ سے فیض حاصل کیا ہے۔ اسی طرح دیوبند کے ایک شیخ الحدیث انور شاہ کاشمیری نے ”عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام“ کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں بھی انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے بھی حضرت پیر مہر علی شاہ کی کتاب سے فیض حاصل کیا ہے۔

سیدنا اعظم حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی چھ کتابیں کم از کم مرزا کی زندگی میں آگئی تھیں جس میں مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا ہے یوں اہلسنت کا دامن قادیانی کے رد سے بھرا ہوا ہے اور سنی قوم فخر سے کہہ سکتی ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے رد کی سعادت حاصل کی ہے۔

پاکستان بن جانے کے بعد حضرت قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی جہاں اہل سنت نے نظریہ پاکستان میں حمایت کی تھی اور متحدہ قومیت کے خلاف کانگریس اور کانگریسی مولویوں کا شدید محاسبہ کیا تھا وہاں قائد اعظم مرحوم سے آغاز پاکستان میں تین غلطیاں سرزد ہوئیں: قائد اعظم کی پہلی غلطی: پہلا وزیر خارجہ سر چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا۔ یہ شخص آنجہانی مرزا قادیانی کا خاص آدمی تھا اس نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے پوری دنیا کے پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی بھرتی کئے جس کا نتیجہ اب تک ہم بھگت رہے ہیں۔

قائد اعظم کی دوسری غلطی: نواب مظفر علی قزلباش کو پاکستان کا پہلا وزیر داخلہ بنانا تھا یہ کٹر رافضی انتہا پسند شیعہ تھا۔ انہوں نے پاکستان میں پولیس کی بھرتی میں فرقہ وارانہ ذہن کا

بھر پور استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب بھی کئی جگہوں پر قحانوں میں شیعوں کا قبضہ ہے۔ قائد اعظم کی تیسری غلطی: یہ تھی کہ انہوں نے موج کوثر اور رد کوثر کے مصنف شیخ محمد اکرم انجلا پسند کو پاکستان کی نصاب سازی پر لگا دیا انہوں نے پاکستان اور تحریک عشق رسول اور تحریک آزادی ہندوستان میں ان لوگوں کو نصاب کے اندر داخل کر دیا جو ان سب تحریکوں کے مخالف تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے انتہائی قریبی شخص سر ظفر اللہ خان کا پاکستان کا وزیر خارجہ بننا 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا باعث بنا۔ اس تحریک میں بھی اہل سنت کا نمایاں ترین کردار ہے کہ حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری اس کے سربراہ تھے اور حضرت مولانا عبدالحمید بدایونی، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے ان کے ساتھ مل کر تمام مکاتب فکر کی قیادت کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ سندھ کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد صاحب داد خان بھی اس ہی قافلے میں شریک تھے۔ خواجہ ناظم الدین اس وقت پاکستان کے دوسرے وزیر اعظم تھے ان سے یہ تو نہ ہو سکا ہے کہ وہ قادیانیوں کو کافر قرار دے دیں مگر قادیانی امت کی علمی شرعی اور اخلاقی حیثیت پوری دنیا کے سامنے ان علمائے حق نے تمام مکاتب فکر کو ساتھ لے کر ظاہر کر دی۔ مسلمان قادیانیوں کو کافر ہی سمجھتے ہیں اور ہندو، سکھ اور عیسائی کی طرح قادیانی بھی مسلمانوں کے سلام و کلام سے خارج ہو گئے۔ قادیانیوں نےقلیدی اداروں پر سازشوں سے مسلط ہو کر پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشیں کیں چنانچہ مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد یحییٰ خان کے دور میں پاکستان کے نائب صدر کے عہدے تک پہنچ گیا۔ 1974ء میں حالات نے پھر پلٹا دکھایا قادیانیوں کے شر سے نجات کیلئے پھر تحریک اٹھی اس سے پہلے 1956ء اور 1962ء کے آئین بنانے کیلئے تین مرتبہ قومی اسمبلی وجود میں آئی۔ علمائے دیوبند مفتی محمود وغیرہ ان اسمبلیوں کے اندر رہے مگر کسی کو اسمبلی کے فورم پر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کرنے کی توفیق نہ ہوئی ختم نبوت، ختم نبوت کے نام پر پوری قوم کے سامنے نعرہ زنی کر نیوالے حضرات قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر قادیانیوں کے خلاف ایک لفظ بھی ثابت نہیں کر سکتے مگر 14 اپریل 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان نے نئی نئی کرڈ لی 13 جون 1970ء کو نوہ یک سنگھ میں جمعیت علماء پاکستان نے ”آل پاکستان سنی کانفرنس“ کا انعقاد کیا۔ 14 جون 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان کا نیا انتخاب وجود میں آیا۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماء پاکستان

نائب صدر منتخب ہوئے اس وقت ہی جمعیت نے کیمسٹروں اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا کام شروع کر دیا۔ یحییٰ خان سے مغربی پاکستان کے منتخب قائدین نے جب ڈھا کہ میں ملاقات کی اس وقت قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے مشرقی پاکستان گئے اور ڈھا کہ کے ایوان صدر میں یحییٰ خان کے ساتھ مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد جو اس وقت پاکستان کا نائب صدر بنا ہوا تھا بیٹھا ہوا تھا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے سانچے کی تحقیق حمود الرحمن نے کی اس میں مرحوم ولی خان نے بیان دیتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی واحد سیاستدان تھے جنہوں نے یحییٰ خان کو ڈانٹ کے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے جب تک اس قادیانی کو نہ اٹھایا جائے گا ہم آپ سے بات نہیں کریں گے۔ چنانچہ ولی خان مرحوم کے بقول یحییٰ خان نے اس کو اٹھا دیا مولانا شاہ احمد نورانی، ولی خان، میاں ممتاز دولتانہ، پروفیسر غفور اور مفتی محمود نے بعد میں مذاکرات کئے گویا واضح ہو گیا کہ قادیانیوں سے حقیقی نفرت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت بریلوی کا ورثہ ہے 30 جون 1974ء کو جب قومی اسمبلی کا اجلاس بنگلہ دیش بن جانے کے بعد منعقد ہوا تو پورے ہاؤس میں جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر علامہ شاہ احمد نورانی نے قرارداد پیش کی کہ قادیانی کافر ہیں ان کو آئین میں بھی کافر لکھا جائے۔ اس پر پیپلز پارٹی نے ہنگامہ کیا مگر اسمبلی کے ارکان نے اس قرارداد کی حمایت کی دو ارکان اسمبلی مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحق بلوچستانی نے اس قرارداد پر دستخط نہ کئے۔

30 جون 1974ء سے 7 ستمبر 1974ء تک قومی اسمبلی میں امام نورانی کی قرارداد پر بحث کی گئی اس وقت کا قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد خود اسمبلی میں پیش ہوا پاکستان کے انارنی جنرل کوئٹہ کے یحییٰ بختیار تھے قائد کے مطابق قادیانی سربراہ سے ارکان اسمبلی سوال جناب یحییٰ بختیار کو جمع کرواتے تھے اور وہ پڑھ کر مرزا ناصر سے سوال کرتے تھے۔ اس واقعہ میں ڈیڑھ سو سوالات صرف جمعیت علماء پاکستان نے کئے جن میں علامہ امام شاہ احمد نورانی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ نذیر سلطان اور مہر غلام حیدر بھروانہ نے اسمبلی سے باہر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی کے مشورہ سے مرتب کئے تھے۔ اس عرصہ میں پورے ملک میں ختم نبوت کی تحریک چلی جمعیت علماء پاکستان اور اہلسنت کے تمام علماء و مشائخ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اس تحریک کے جنرل سیکرٹری تھے۔

اسمبلی کے اندر نورانی اور اسمبلی کے باہر علامہ محمود احمد رضوی شیخ القرآن علامہ غلام علی اودکاڑوی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور دیگر تمام علماء و مشائخ اہلسنت نے اتفاق رائے سے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ پینچلز پارٹی کی حکومت سے منوالیا۔ اس تحریک کی قیادت کا سہرا تمام اہلسنت بالخصوص قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی کے سر اقدس پر ہے یوں قادیانیوں کا آئینی مقام متعین ہو گیا کہ وہ پاکستان میں اقلیت ہیں، سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں کی طرح وہ بھی ایک غیر مسلم ٹولہ ہے۔ امام نورانی نے صدر پاکستان، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے تمام ججز، گورنر، وفاقی اور صوبائی وزراء کیلئے ایک حلف نامہ لکھا جس میں ہر ایک کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ وہ قادیانی نہیں مسلمان ہے یوں اہلسنت نے تحریک ختم نبوت کے ساتھ انصاف کیا اور دور حاضر کے مسئلہ کذاب آنجمنی مرزا قادیان کی امت کو اس کے اصل آئینی مقام پر پہنچایا۔ جناب محمد نعیم طاہر رضوی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے "کنز الایمان" میں کافی حد تک جمع کر دیا اور ثابت کر دیا کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیاؤں نے قادیانی مکرو فریب کے پردے چاک کر دیئے اور ثابت کر دیا کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح حق سنی ہی ادا کر سکتا ہے صرف ختم نبوت، ختم نبوت کے نام پر چندہ اندوزی اس کا انجام نہیں ہے میں ایک مرتبہ پھر "کنز الایمان" کی انتظامیہ اور جناب محمد نعیم طاہر رضوی کو اس عظیم فکری، دستاویز کو شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

آؤ مل کر نعرہ لگائیں محمد نعیم طاہر رضوی زندہ باد۔

شیزان کا بائیکاٹ

پہلے شیزان کی تشہیر بڑے زور شور سے ہوا کرتی تھی، میرا پہلے ارادہ تھا کہ شیزان کو اپنے دواخانے کی زینت بناؤں، لیکن "ختم نبوت" کے مطالعے کے بعد شیزان کو بالکل ترک کر دیا، میری اہلیہ کو شیزان ختے میں دی گئی تھی، میں نے اسے بہت بُرا بھلا کہا اور شیزان کو چکھا تک نہیں، اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے خواب میں دو بار روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دی۔ (ذاکرمحمد شاہ صدیقی، کراچی)

تقدیم

جناب صلاح الدین سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ

ممتاز ادیب و شاعر:- ڈاکٹر یکثر تارخ اسلام فاؤنڈیشن، لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ہی ختم نبوت کے انکاری پیدا ہو گئے تھے جن کے حوالے سے فکری رہنمائی تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھی اور اس سے چھٹکارا پہلے ہی خلیفہ نے دلا دیا تھا

بعد کی صدیوں میں بھی نبوت کے جھوٹے دعویدار ابھرتے اور اپنے بھیا یک انجام کو پہنچتے رہے۔ لیکن جس شدت اور گہرائی کے ساتھ 20 ویں صدی کے کذاب نے سازش کی اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی 20 ویں صدی کی جھوٹی نبوت کے خدوخال واضح کرنے والے تمام اہل قلم اس بات پر متفق ہیں کہ اس جھوٹی نبوت کی تشکیل فرنگی کارخانے میں ہوئی۔ اور اس کی ضرورت تو آبادیاتی مقاصد کی تکمیل کے لئے تھی۔ بہر حال اللہ کی حکمت بالغہ نے ہر دور میں دین حق کی آبیاری کرنے والے باغبان اس امت میں پیدا فرمائے۔

بھارتی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک غیر معروف قصبہ قادیان میں 1940ء میں پیدا ہونے والے مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو اس کی اس جرأت خویشتہ پراتر پردیش میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے بھارتی پنجاب میں حضرت مولانا نواب الدین رمداسی نے موجودہ پاکستانی پنجاب میں تاریخی بیگم شاہی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا قادر بھیروی نے اسے کافر قرار دیا۔ اور خانقاہی نظام کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے میدان مناظرہ میں اس لعین کو شکست فاش دی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا ملعون کے خلاف دس کتابیں لکھیں۔ جو آج بھی مسلم قوم کی علمی و فکری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ آپ کے خلیفہ علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر مولانا محمد الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" 3 جلدوں میں ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے۔ جو بعد کے مصنفین اور محققین کے لئے ایک بہترین ماخذ ثابت

ہوئی۔

1952ء میں مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلی قرارداد منظور کرائی۔ اور قادیانیوں کو ملک کے اہم کلیدی عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔

ساتھ ہی قادیانیوں کو کافر قرار دینے، اعلیٰ عہدوں سے ہٹانے اور ان کے مرکز ”ربوہ“ کو کھلا شہر قرار دینے کے تین نکاتی مطالبے کے حق میں علماء اور عوام سڑکوں پر نکل آئے تحریک ختم نبوت کی قیادت امام محمد رضا کے خلیفہ مفسر قرآن، غازی کشمیر حضرت مولانا سید محمد ابوالحسنات قادری (خلیب تاریخی جامع مسجد وزیر خان لاہور) کر رہے تھے۔ اُن کو اکثریت کے علاوہ اقلیتی فرقوں کا اعتماد بھی حاصل تھا۔ یہ تحریک ختم نبوت 1952ء سے شروع ہو کر 1953ء تک چلی۔ اور اس نے لوگوں کے قلوب و اذان پر گہرا اثر چھوڑا اس تحریک میں سید ابوالحسنات کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید غلیل احمد قادری اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی کو پھانسی کی سزا ہوئی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص مدد سے اُن کی سزائیں حکومت کو خود ہی معاف کرنا پڑیں۔ ورنہ وہ تو سزائے موت کو خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔ بلکہ اپنے لئے سعادت سمجھ رہے تھے۔

اولاً اس تحریک میں حکومت نے بے انتہا تشدد کیا لیکن جب علماء کرام کا جذبہ دیکھا تو خود ہی نرمی کر دی اور علماء نے بھی ایجنسیشن چھوڑ کر علمی و فکری محاذ سنبھال لیا۔

20 سال بعد پھر قادیانیوں نے سر اٹھایا تو مسلمان قائدین کو اُن کی سرکوبی کرنی پڑی 30 جون 1974ء کو قائد اہلسنت امام علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اسمبلی میں وہی مطالبہ دہرایا۔ جو 1952ء میں امام احمد سعید کاظمی کر چکے تھے۔ اور جسے ایجنڈا بنا کر تمام مکاتب فکر نے تحریک 1953ء چلائی تھی۔ اس بار یہ تحریک سڑکوں پر بھی چلی اور ساتھ ہی ساتھ اسمبلی کے فلور پر بھی چلی مولانا نورانی کی بے مثال قیادت میں دسمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو مسلمانوں کو قرار آیا۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے علمی اور سیاسی دونوں محاذوں سے نئی نسل کو متعارف کرایا جائے۔ اہلسنت کے کئی جریدوں نے ختم نبوت نمبر شائع کئے لیکن جس وسیع پیمانے پر کenz الایمان سوسائٹی نے کام کیا وہ اسی کا حصہ ہے۔ اصل میں کenz الایمان سوسائٹی کے بانی و صدر اور کenz الایمان جریدے کے مدیر شہیر بھائی محمد نعیم طاہر رضوی کی

شخصیت نے سنجیدگی، ذکاوت، ایثار اور استقلال کے عناصر راہِ سعادت سے تشکیل پائی ہے پچھلی صدی نے انہیں ایک بہترین منتظم کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

بہترین تعارف وہی ہوتا ہے جو ”وقت“ کراتا ہے۔ ورنہ ستائش باہمی کے کئی کردار، خود اپنی خبریں اور تصویریں لئے اخباروں کے دفاتر کی خاک چھاننے والے کئی مصلح دیکھتی آنکھوں گر در راہ ہو چکے۔ نعیم طاہر رضوی ایسے کڑیل جوان نے ذمہ داری کا جو بوجھ اپنے شانوں پر سہارا تھا وہ ماہ و سال کی گردش کے باوجود آج بھی اٹھایا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگی کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں۔ لیکن نہ کندھے بوجھ ہوئے نہ بازو شل ہوئے بلکہ پیش قدمی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں صرف گویوں کی قدر باقی رہ گئی ہے۔ قلمی جہاد بڑے دل گردے کا کام ہے۔

لیکن نعیم بے سروسامانی کے باوجود اپنے چند مخلص ساتھیوں سے مل کر بڑی خاموشی اور صبر و ضبط کے ساتھ تاریخ ساز جدوجہد کر رہے ہیں۔ میڈیا کی تیزی و تند طوفانی لہروں میں بہنے والی قوم کو ”مطالعہ“ کی دعوت دینا پہاڑوں سے سر نکلانے والی بات ہے۔ مگر شاید محمد نعیم طاہر رضوی کا عزم پہاڑوں سے بہت بلند ہے کہ 25 سال سے قوم کے نو نہالوں کو خواندگی کا شعور بانٹ رہے ہیں۔

اگر اُن کے پرچے کے خصوصی شماروں کا شمار کیا جائے تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اتنے ”نمبرز“ کسی اور جریدے کی تاریخ میں نہیں مل سکتے۔ جبکہ ان نمبروں کے علاوہ مختلف کتابتیں اور کتابچے اس پر مستزاد ہیں۔ پھر درس قرآن، محفل ذکر اور مذہبی تہواروں پر تقریبات تو شمار سے باہر ہیں۔ اور پھر دوسری تنظیموں کے ساتھ تعاون اور ہر جگہ ”باجماعت حاضری“ تو وہ اوصاف ہیں کہ قلم ان اوصاف کے آگے جیس سائی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ کا تو کہنا ہی کیا پنجاب بھر میں یہی ایک سالانہ کانفرنس ہے جس نے فکر و رضا کی لاج رکھی ہوئی ہے۔ اور اب تو ماشاء اللہ اس کا دائرہ بلوچستان تک وسیع کر دیا گیا ہے۔

بات کہیں سے کہیں نکل گئی بات ہو رہی تھی کenz الایمان کے ”ختم نبوت نمبر“ کی یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو گئی ہے کہ جس میں ختم نبوت کے علمی مباحث، اعتراضات کے جوابات، جوابی اعتراضات، مناظرانہ گرفت، پیچ در پیچ الجھنوں کے حل، تاریخی مغالطوں کی تصحیح، خوبصورت طرز استدلال، ذخیرہ دلائل، منصف مزاج کو دعوت انصاف، سکارڈ کو دعوت تحقیق اور یارانِ نکتہ داں کے لئے صلائے عام ہے۔ کوئی بھی مضمون بھرتی کا نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی

تحریر شامل ہے جو کسی لالچ یا خوف کے پس منظر میں لکھی گئی ہو۔ ہر تحریر ضمیر کی آواز ہے۔ تحقیقی کا نتیجہ ہے۔ رجحانوں کا حاصل ہے۔ سحر خیزی کی دین ہے۔ آمد ہی آمد ہے۔ عطا ہی عطا ہے۔ لکھنے والے سطحی نہیں کوئی محراب و منبر کی رونق ہے، تو کوئی سجادہ فقر کا وارث، کوئی چیف جسٹس ہے تو کوئی وکیل، کوئی شاعر رنگین نوا ہے تو کوئی بے باک صحافی، کوئی ادیب ہے تو کوئی دانشور الغرض یہ مرتب امت کے بہترین دماغوں کی فطری تخلیقات کا نمائندہ ہے۔

اتنے کثیر مشاہیر کی تحریریں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہوں انہیں ترتیب دینا بجائے خود ایک بڑی حساس ذمہ داری اور ذوق سلیم کا کڑا امتحان ہے۔ لیکن محمد نعیم طاہر رضوی تبریک و تحسین کے بجا طور پر مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ کام بڑی دیانت و فراست سے انجام دیا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ان کی زبردست کامرانیوں کے پیچھے ان کے مرشد گرامی حضرت مفتی محمد اختر رضا بریلوی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کی امی جان کی مقبول دعائیں کار فرما ہیں۔ میں اس موقع پر تمام قارئین کو اس دعا میں شامل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں ہستیاں قائم و دائم رہیں اور محمد نعیم طاہر رضوی کو دعاؤں کے حصار میں لئے رہیں اور وہ منزل بہ منزل گامزن رہیں۔ اے کردگار عظیم ختم نبوت نمبر کے تمام کارکنان کو جنگ یمامہ کے شہیدوں کے صدقے اپنی اور اپنے محبوب علی علیہ السلام کی رضا عطا فرمادے اور ختم نبوت کا سچا پکا مجاہد بنادے۔

آمین۔ آمین۔ آمین۔

الحی اپنی رحمت سے شہیدوں کے وسیلے سے
سعیدی کو بنا دے نغمہ خواں ختم نبوت کا



نعیم طاہر رضوی غلامِ اعلیٰ حضرت ہے

یہ جس نے تھام رکھا ہے علم احمد رضا خاں کا

(راجا رشید محمود، مدبر ماہنامہ ”نعت“ لاہور)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ

مقام نبوت

نبی وہ مقدس انسان ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ منصبِ ہدیٰ اور اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے اپنے بندوں کی طرف بھیجے اور اس منصبِ ہدیٰ اور منصبِ تبلیغ احکام پر فائز اور مامور فرمائے۔

علمائے علم لغت نے لفظ ”نبی“ کے آٹھ معنی لکھے ہیں۔ پہلے میں لغوی معنی عرض کروں گا اور اس کے بعد یہ عرض کروں گا کہ وہ تمام معنی شرعی نبی میں پائے جاتے ہیں۔ علمائے علم لغت نے فرمایا۔

1، النَّبِيُّ الْمُنْخَبَرُ۔ 2، الْمُنْخَبَرُ۔ 3، الْكَطْرِيقُ الْوَاضِحُ۔ 4، الْخَارِجُ۔

5، الْمُنْخَرَجُ۔ 6، الْكَظَاهِرُ۔ 7، الْكَسَامِعُ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ۔ 8، الْمُرْتَفَعُ (1)

لفظ نبی کے یہ آٹھ معنی علمائے علم لغت نے لکھے ہیں۔ اور جس مقدس انسان کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاتا ہے اور جس کا مفہوم میں نہایت مختصر الفاظ میں عرض کر چکا ہوں۔ اُس میں یہ آٹھوں معنی لغت کے پائے جاتے ہیں۔

نبی کو ”مُنْخَبَرُ“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہدایات الہیہ اور پیغامات ربانیہ کی خبر اللہ کے بندوں کو دیتا ہے۔

نبی کو ”مُنْخَبَرُ“ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا جاتا ہے۔ نبی کو ”الطَّرِيقُ الْوَاضِحُ“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ چونکہ انسان کے مقصدِ تخلیق کی تکمیل کے لئے انبیاءِ علیہم السلام کی بعثت ہوتی ہے اور انسان کی تخلیق کا جو بنیادی مقصد ہے وہ خدا کی معرفت اور خدا تک پہنچنا ہے۔ دینی و دنیوی سعادتیں حاصل کرنا اور نجاتِ اخروی پانا، یہ نبی کی بعثت کا مقصد ہوتا ہے۔ تو گویا ان مقاصد کے حصول کے لئے طریق واضح اور روشن راستہ ہے۔ نبی کی ذات دنیوی سعادتیں اور نجاتِ اخروی حاصل کرنے کا

1۔ نبی کے معنی کی تفصیلات حسب ذیل کتب معتبرہ میں درج ہیں۔

مسامرہ جلد دوم، طبع مصر، صفحہ 83، نبراس شرح عقائد صفحہ 8۔ شرح مواقب جلد نمبر 8، صفحہ 717، طبع مصر۔ مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ 500، طبع مصر۔ اقرب المبرار جلد دوم صفحہ 1659، طبع مصر۔ الشفا قاضی عیاض اندلسی صفحہ 73، مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ 281۔

روشن راستہ ہے، نبی خدا تک پہنچنے کا روشن راستہ ہے، اس لئے ”الطریق الواضح“ کے معنی بھی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔

”الحارج“ کے معنی ہیں ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانے والا، چونکہ نبی صاحب ہجرت ہوتا ہے اور ہجرت کے معنی آپ جانتے ہیں کہ ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانا، جیسے ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ اس میں خارج ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی ہجرت کا مفہوم اس میں پایا جاتا ہے۔

نبی کو ”الخارج“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ چونکہ نبی اعدائے دین کی ایذا رسانی کی وجہ سے ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جاتا ہے۔ اور وہ کفار سبب ہوتے ہیں نبی کے ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ منتقل ہونے کا، تو اس اعتبار سے نبی کو خارج بھی کہا جاسکتا ہے۔

نبی کو ”الظاہر“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو وہ علامات نبوت عطا فرماتا ہے اور وہ آیات نبوت اور معجزات عطا فرماتا ہے کہ نبی جن کا حامل ہو کر کمال ظہور کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

يعرفونه كما يعرفون ابناءهم

تو اس کمال ظہور کی صفت کے ساتھ متصف ہونے سے نبی شری میں ”الظاہر“ کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ نبی شری میں ”السامع الصوت الخفي“ کے معنی بھی موجود ہیں۔ کیونکہ السامع الصوت الخفي کا مفہوم یہ ہے کہ ہلکی سے ہلکی اور پوشیدہ سے پوشیدہ آواز سننے والا۔ آپ کو معلوم ہے کہ نبی اللہ کا خطاب سُنا ہے۔ اللہ کا کلام سُنا ہے، اللہ کی وحی سُنا ہے، وہ ایسی ہلکی اور ایسی خفیہ ہوتی ہے کہ جس تک نبی کا ہی ادراک پہنچ سکتا ہے اور نبی کی ہی قوت سماعت اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ دوسروں کی قوت اس کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے۔ بلکہ اس دنیا میں بھی ہلکی سے ہلکی آواز سُنا یہ نبی کی شان ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر وادی غمرہ سے گزرے، تو چیونٹیوں کی ملکہ نے دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آسمان کی بلندیوں پر آرہا ہے، اگر یہ لشکر یہاں اتر گیا تو یہ جو میری چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہیں یہ اس لشکر کے اترنے سے پامال ہو جائیں گی۔ تو چیونٹیوں کی ملکہ نے چیونٹیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میری چھوٹی چھوٹی چیونٹیو تم ان سوراخوں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر اتر کر تمہیں پامال کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فنبسم ضاحكا من قولها

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام، چیونٹیوں کی ملکہ کی بات سن کر مسکرا پڑے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت

سلیمان علیہ السلام بہت فاصلے اور بلندیوں پر تھے اور چیونٹیوں کی ملکہ چیونٹیوں سے یہ بات زمین پر کہہ رہی تھی۔ اب دیکھئے کوئی انسان زمین پر موجود ہو تو کبھی چیونٹی کی آواز نہیں سُنتا، لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اتنی بلندیوں سے اس کی آواز کُسن لیا۔ تو ثابت ہوا کہ ”السامع الصوت الخفي“ کے معنی بھی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔

اور انبی کے معنی ”المرتفع“ رفعت اور بلندیوں والا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔ وہ اپنے علم کے اعتبار سے اپنے عمل کے اعتبار سے اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے بلکہ یوں کہیے کہ نبی جسمانی اور روحانی اعتبار سے ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہ رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے۔ جو کائنات میں کسی اور کے لئے متصور نہیں ہوتی، یہاں تک کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔ ”ورفعنا لك ذكرك“۔

اے محبوب! آپ کو اتنی رفعت عطا فرمائی گئی ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بھی آپ کے لئے بلند فرمایا۔ بہر حال یہ آٹھ معنی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ نبی اپنے کمالات عالیہ اور عملیہ کے اعتبار سے تمام غیر انبیاء سے فائق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کو وہ علم عطا فرماتا ہے جو غیر نبی کے لئے متصور نہیں۔ نبی کو وہ حکمت دیتا ہے جو کسی غیر نبی کے لئے متصور نہیں۔ نبی کے جسمانی قوی، نبی کا علم، نبی کی انسانوں کے جسمانی قوی سے بہت بلند و بالا اور قوی ہوتے ہیں۔ نبی کے روحانی قوی، نبی کا علم، نبی کی عقل تمام انسانوں سے بلند و بالا اور اعلیٰ اور اتم ہوتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بحث کی حکمت تو تخلیق انسانی کے مقصد کی تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ہم نے جن و انس کو اپنی عبادت و معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت کا مفہوم یہی نہیں کہ ہم پانچ وقت نماز ہی پڑھ لیں یا روزہ رکھ لیں یا زکوٰۃ دے دیں یا حج کر لیں۔ بلکہ انسان کی عبادت تو ہر سانس میں ہے۔ وہ جو سانس لے، جو عمل کرے، جو حرکت کرے، اُس کے اندر اپنے رب کی رضا مقصود ہو۔ جو کام بھی رضائے رب کے لئے کیا جائے اور وہ کام ایسا ہو کہ جس کام کے کرنے کا طریقہ شرع شریف سے ثابت ہے۔ وہ سب کام عبادت ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کا کھانا کھانا بھی عبادت ہے، پانی پینا بھی عبادت ہے، اپنے اہل و عیال کے حقوق متعلق کو پورا کرنا یہ سب عبادت ہے، چلنا پھرنا بھی عبادت ہے۔

اب غور فرمائیے! کہ انسان اپنی زندگی میں جتنے مرحلوں سے گزرے گا وہ سب عبادت کے مرحلے

ہیں۔ اب اُس کو معلوم نہیں کہ کس طریقے سے میں اپنے رب کو راضی کروں اور کس طرح اپنی زندگی کو گزاروں اور کس طرح میں بات کروں اور کس طرح میں کوئی کام کروں اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کروں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رب سے اپنی کمزوریوں کی بنا پر وہ کوئی احکام نہیں لے سکتا۔ کوئی ہدایات نہیں لے سکتا اور کوئی حکم اپنے رب سے وہ حاصل نہیں کر سکتا، اس لئے کہ اُس کے اندر کچھ ایسی بشری کمزوریاں ہیں کہ جن کمزوریوں کی وجہ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ تو اب اگر اُس کو کوئی فیض نہ پہنچے اور اُس کو کوئی ایسا طریقہ حاصل نہ ہو جس کی بنا پر وہ اپنے اس مقصد تحقیق میں کامیاب ہو، تو کس طرح وہ کامیابی حاصل کرے گا اور وہ کیا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مقصد تحقیق کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ اب وہ انبیاء بھی اگر انہی بشری کمزوریوں میں مبتلا ہوں تو پھر اُن کی نبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسمانی قوی عام انسانی قوی سے بہت بلند و بالا اور قوی ہوتے ہیں۔ ان کی روحانیت بہت عظیم ہوتی ہے۔ اُن کا علم بہت کامل ہوتا ہے۔ اُن کی حکمت کامل ہوتی ہے۔ اُن کے اخلاق اخلاقی عظیم ہوتے ہیں، اُن کا ہر قول، اُن کا ہر فعل نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے شرع کی دلیل اور مخائب اللہ ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب آپ فرما دیجئے کہ تم میری اتباع کرو۔

اور اسی قرآن میں فرمایا۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

اگرچہ یہاں اللہ اور رسول اور اولی الامر تینوں کی اطاعت کا ذکر ہے۔ لیکن اللہ کی اطاعت کے لئے اطیعوا کا لفظ فرمایا۔ اور رسول کی اطاعت کے لئے بھی اطیعوا کا لفظ فرمایا۔ اور اولی الامر کا عطف کر دیا ماقبل پر، وہاں اطیعوا کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت تو اسی بات میں ہوگی جو خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ہو اور جو بات کسی غیر رسول کی خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہو تو ہرگز اُس میں اُس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اور جب بھی کوئی غیر رسول کوئی حکم ہمارے سامنے رکھے گا تو ہمیں حق ہے کہ ہم اُس کے حکم کے صحیح ہونے اور اس کی اطاعت کے واجب ہونے پر ہم اُس سے دلیل طلب کر لیں اگر اُس کا حکم صحیح ہے اور اس کے پاس اُس حکم کے واجب الاتباع ہونے کی دلیل

موجود ہے تو ہم اُس کی اطاعت کریں گے اور اگر وہ حکم صحیح نہیں ہے اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو پھر ہم اُس کی اتباع نہیں کریں گے اور اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لا طاعت مخلوق معصية في الخالق

یعنی ایسی بات میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہو سکتی جس میں خالق کی معصیت ہو۔

تو اس لئے اولی الامر کے لئے مستقلاً اطیعوا کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ اُس کا عطف ماقبل پر غور فرمادیا اور دونوں کے لئے فرمایا ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول“ حالانکہ ”الرسول“ میں بھی اطیعوا کی بجائے عطف کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں اطیعوا فرمایا۔ یہ کیوں؟ مقصد یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے حکم پر تم کوئی دلیل طلب نہیں کر سکتے اسی طرح رسول کے حکم پر بھی تم کوئی دلیل طلب نہیں کر سکتے۔ بغیر طلب دلیل کے تم پر واجب ہے کہ خدا کی اطاعت کرو اور بغیر طلب دلیل کے تم پر واجب ہے کہ تم رسول کے حکم کی اطاعت کرو اور یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب رسول عام بشری کمزوریوں سے بالاتر ہو۔ اور اگر اُس کے اندر وہ بشری کمزوریاں ہیں اور اگر وہ غلطی کرتا ہے، اگر وہ گنہگار ہو سکتا ہے اور وہ اس قسم کی بشری کمزوریوں سے متصف ہو سکتا ہے تو پھر اُس کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس کی اطاعت کا واجب الاتباع ہونا، یہ متصور ہی نہیں ہوتا۔

میں آپ کو بتاؤں کہ اللہ کی اطاعت بھی مستقلاً ہے اور رسول کی اطاعت بھی مستقلاً ہے۔ مگر یہ مستقلاً اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا کی طرح معاذ اللہ، رسول بھی معبود ہوتا ہے۔ اللہ کا رسول معبود نہیں ہوتا وہ تو عبد ہوتا ہے۔ وہ مخلوق ہوتا ہے، خالق نہیں ہوتا، وہ تو خدا نہیں ہوتا خدا نما ہوتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جس طرح اللہ کے حکم پر تم کوئی دلیل طلب کرنے کا حق نہیں رکھتے، اسی طرح رسول کے حکم پر بھی تم کوئی دلیل طلب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ اس اعتبار سے ہم رسول کی اطاعت کو مستقل کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حکم تو رسول کا اپنا ذاتی ہو گا ہی نہیں، وہ تو اللہ ہی کا حکم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیں رسول کی زبان سے ملے گا۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ رسول ہونے کی حیثیت سے رسول جو کچھ کہے گا اور وہ شرع کی دلیل قرار پائے گا۔ اسی لئے ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو حجت شرعیہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا مسلک یہ ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے مگر اُس کی وضاحت حدیث میں ہے اور حدیث میں بھی سب کچھ ہے مگر اس کی وضاحت مجتہدین اور فقہاء کے اجتہادات میں ہے اور اُن کی فقہ میں ہے۔ جس طرح کہ قرآن کا فہم اور قرآن پر عمل حدیث کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح احادیث کا فہم اور احادیث پر عمل کرنا یہ فقہاء اور مجتہدین کے اجتہادات اور اُن کی فقہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تو اس وقت اتنا موقع نہیں کہ میں ان تفصیلات میں جاؤں۔ میں نے اجمالی طور پر آپ کی خدمت

میں عرض کر دیا ہے۔ بہر حال مجھے بتانا یہ تھا کہ نبی عام بشری کمزوریوں سے بالکل پاک ہوتا ہے اور نبی بشر ضرور ہوتا ہے مگر وہ بے عیب بشر ہوتا ہے۔ نبی عہد ضرور ہوتا ہے مگر ایسا عہد ہوتا ہے کہ جو تمام عباد اللہ میں ممتاز، سب سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا عہد ہوتا ہے کہ جو اللہ اور عباد اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور وہ آئینہ ہوتا ہے۔ حسن الوہیت کا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی جو ابتدا ہوتی ہے وہ انبیاء سے ہوتی ہے اسی لئے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

وَالصَّادِقِينَ وَالشَّاهِدِينَ وَالصَّالِحِينَ (سورة النساء، 69، پارہ 5)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ۔

کیونکہ نبوت پہلا انعام ہے اور نبوت سے صدیقیت کا ظہور ہوگا اور صدیقیت سے پھر شہادت اور صالحیت کا ظہور ہوگا۔ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ صالحیت ہو یا شہادت یا صدیقیت ہو یہ سب نبوت کا حُسن ہیں اور نبوت، بتا مہایہ الوہیت کا حُسن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے الوہیت کا آئینہ بنایا۔ اللہ کے کلام کا جلوہ اللہ کے نبی کی ذات میں نظر آتا ہے۔ جب تک اللہ کا کلام، اللہ کا نبی ہمیں نہ سنائے ہمیں اللہ کے کلام کا علم ہی نہیں ہو سکتا۔ اللہ اپنے علم کا جلوہ اپنے نبی کو دیتا ہے۔ اپنی قدرت کا مظہر اپنے نبی کو بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے جلوے اپنے نبی کو عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیاں اور خوبیاں اور تمام اوصاف حسنہ اور تمام کمالات کا آئینہ اپنے نبی کو بناتا ہے۔ پھر اُس نبی سے ظہور ہوتا ہے تو صدیقین کا جلوہ سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حُسن الوہیت کے جلوے ہمیں انبیاء میں نظر آتے ہیں اور نبوت کے حُسن کے جلوے ہمیں صدیقین میں نظر آتے ہیں۔

صدیقیت کا کمال، شہادت کا کمال اور صالحیت کا کمال، ان سب آئینوں میں جو ہم دیکھ رہے ہیں خدا کی قسم اُن سب کا منہا نبوت کا مقام ہے اور نبوت اور کمالات نبوت کو جو منہا ہے وہ بارگاہ الوہیت ہے۔

بہر نوع مجھے کہنے دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو ایسی صفت عطا فرمائی کہ جس صفت کی بنا پر وہ تمام کائنات میں ممتاز ہے۔ نبی کو خدا سمجھنا یا خدا کا شریک سمجھنا یا خدا کا بیٹا سمجھنا شرک ہے کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں ہے۔ نبی خدا نہیں ہوتا۔ خدا نما ہوتا ہے یعنی خدا کے احکام کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ خدا کی معرفت عطا فرماتا ہے۔ نبی واجب الوجود نہیں ہوتا بلکہ وہ ممکن ہوتا ہے، نبی قدیم نہیں ہوتا وہ حادث ہوتا ہے۔ نبی خالق نہیں ہوتا، بلکہ وہ مخلوق ہوتا ہے۔ اور نبی معبود نہیں ہوتا بلکہ وہ عبد ہوتا ہے۔ مگر ایسا عبد

کہ تمام عباد میں ممتاز اور ایسا بشر کہ تمام نبی نوع بشر سے ممتاز، بے عیب اور بے نقص۔ تو اللہ تعالیٰ نبوت کے لئے ایک ایسے مقدس انسان کو منتخب فرماتا ہے جو کمالات انسانیت سے متصف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس میں تمام علمی اور عملی استعداد کو پیدا فرمادیتا ہے۔ اور اسی لئے قرآن کریم میں ایک اور مقام پر فرمایا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسلہ (سورة الانعام آیت 125)

”اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔“

معلوم ہوا ”جعل رسالت“ کے لئے ایک خاص محل ہوتا ہے اور وہ محل وہ ہے کہ جو جسمانی روحانی، ظاہری، باطنی طور پر اعلیٰ، اکمل اور اعظم ہوتا ہے۔ میں مختصر طور پر عرض کروں گا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا ظہور صدیقین میں ہوا شہداء اور صلحاء میں ہوا۔ یہ نبوت کا آئینہ صدیقیت کا حُسن اپنے اندر رکھتا ہے اور صدیقین کمال نبوت کا مظہر ہیں۔

اور مجھے کہنے دیجئے کہ جتنے صدیقین ہوئے اور امت مسلمہ میں صدیق اکبر جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، اُن کا کمال صدیقیت یہ حضور ﷺ کے کمال نبوت کے حُسن کا ظہور ہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کو اللہ تعالیٰ نے صدیقیت کے علاوہ شہادت بھی عطا فرمائی۔ یہ بھی حُسن نبوت کا ظہور ہے اور اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے حُسن صدیقیت کے ساتھ حُسن شہادت سے بھی نوازا۔ وہ بھی جمال نبوت ہے اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ تعالیٰ نے حُسن صدیقیت کے ساتھ حُسن شہادت بھی اُن کو عطا فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کو ان تمام خوبیوں سے نوازا۔ اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی جو شہادت ہے وہ شہادت محمدی کا ظہور ہے۔ اس موضوع پر اور کچھ زیادہ تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا۔ اتنا عرض کروں گا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی شہید فرمایا۔

وہو بکل شہنی شہید اور رسول کے حق میں شہید کا لفظ ارشاد فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ ویسکون الرسول علیکم شہیدا۔ اور اسی طرح مومنین کے حق میں فرمایا۔ لتکونوا شہداء علی الناس۔

اللہ بھی شہید ہے، رسول بھی شہید ہے اور مومنین بھی شہید ہیں۔ تو اب شہید کا مفہوم کیا ہے؟ اگر یہ کہیں کہ فقط مقتول فی سبیل اللہ کو شہید کہا جائے یعنی جو اللہ کی راہ میں مقتول ہو جائے، تو پھر نہ اللہ شہید ہو سکتا ہے نہ رسول شہید ہو سکتا ہے اور نہ تمام مومنین شہید ہو سکتے ہیں۔ اصل میں شہید کے معنی ہیں۔

الشہادة والشہود، الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة

(مفردات القرآن، امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ مطبوعہ اہل حدیث اکادمی لاہور صفحہ 553)

یعنی شہادت اور شہود کے یہ معنی ہیں کہ حاضر ہونا اور فقط حاضر ہونا نہیں بلکہ مشاہدے کے ساتھ

حاضر ہونا، دیکھتے ہوئے، سنتے ہوئے اور جانتے ہوئے حاضر ہونا، یہ ہے شہادت اور شہود، تو میں مختصر طور پر عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے شہید ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت، اپنی حکمت اور سمجھ بصر کے ساتھ تمام کائنات پر حاضر ہے کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت اور اپنی سمجھ و بصر کے ساتھ حاضر نہ ہو۔ اسی لئے ہم اللہ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کر جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ شہید ہے کہ وہ اپنی کائنات اور اپنے بندوں پر حاضر ہے اور مومنین شہید ہیں اس اعتبار سے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں محلِ عزت پر حاضر ہیں۔ اس لئے مومنین کو شہید کہا گیا اور مقتولین فی سبیل اللہ ان کے لئے تو خاص قسم کا محلِ عزت اور محلِ کرامت مقرر فرمایا ہے جو خدا کی بارگاہ میں ہے اور جب یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں اُس محلِ عزت اور محلِ کرامت پر پہنچیں گے جو ان مقتولین فی سبیل اللہ کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے تو یوں کہنے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اس محلِ کرامت میں خدا کے سامنے موجود ہوں گے۔ تو جس قدر بھی مومنین مقتول فی سبیل اللہ ہیں اُن کے شہید ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اپنے مرتبے اور اپنے اپنے منصب کے مطابق یہ محلِ کرامت اور محلِ عزت پر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ تو یوں کہنے کہ بندے کا حاضر ہونا بندے کا شہید ہونا بایں معنی ہے کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہے اور خدا کا شہید ہونا اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے بندوں پر حاضر ہے۔ خدا بندوں پر حاضر ہے اس لئے شہید ہے اور بندے مومنین، مقتولین فی سبیل اللہ اپنے اپنے مناسب اور اپنے اپنے مراتب اور درجات کے اعتبار سے محلِ کرامت پانے کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ لہذا یہ شہید ہے تو مومن اس لئے شہید ہے کہ وہ رب کی بارگاہ میں حاضر ہے اور رب اس لئے شہید ہے کہ وہ اپنے بندوں پر حاضر ہے اور رسول بھی شہید ہیں۔ قرآن نے کہا۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

رسول کے شہید ہونے کا مقصد کیا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ اُس کے شہید ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم تو خدا پر حاضر اور خدا ہم پر حاضر اور رسول ہم پر بھی حاضر اور خدا پر بھی حاضر، رسول بندوں پر بھی حاضر ہے کیونکہ اگر بندوں پر حاضر نہ ہوتا تو خدا کے ہاں وہ گواہی کیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

ہر نبی اپنی امت پر شہید ہوتا ہے اور گواہ ہوتا ہے۔ اگر نبی اپنی امت اور اپنے غلاموں پر حاضر نہ ہو تو ان کی شہادت رب کی بارگاہ میں دے نہیں سکتا اور اگر وہ خدا پر حاضر نہ ہو تو اُس کی شہادت بندوں کے سامنے دے نہیں سکتا۔ اس لئے نبی خدا پر بھی حاضر ہے اور بندوں پر بھی حاضر ہے۔ خدا کی بات بندوں کو پہنچاتا ہے اور بندوں کی بات خدا کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ اور اسی بنا پر اُس کو شہید ہونے کا

منصب حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ اور ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا الْخ“

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام منصبِ نبوۃ پر جب فائز ہوتے ہیں تو انسانی تخلیق کے مقصد کی تکمیل کے لئے فائز ہوتے ہیں تو اس لئے اللہ تعالیٰ اس کام کو انجام دینے کے لئے انہیں کامل علم عطا فرماتا ہے اور اُن کا کامل علم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

وَعَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُن تَعْلَمُونَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

میں عرض کر رہا تھا کہ کامل علم جب تک نہ ہو نبی منصب رسالت کے مطابق کام انجام نہیں دے سکتا اور نبی کے قوی اور نبی کا علم اگر کامل نہ ہو تو وہ ان تمام منصب کی تکمیل نہیں کر سکتا نبی کو اللہ تعالیٰ اتنی روحانی قوت عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنی امت اور اپنے غلاموں کے قلوب کا تزکیہ کرتا ہے اگر نبی کی روحانیت اکمل نہ ہو، نبی کی روحانیت اقویٰ نہ ہو تو کیسے وہ ہمارا تزکیہ فرما سکتا ہے۔ قرآن نے کہا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

ایتہ ویز کیہم

تو اس آیت میں صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو اس لئے بھیجتا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کو اس

لئے بھیجا کہ ہمارے نفس کا تزکیہ کریں۔ ہمارے باطن کو پاک کریں جب تک اُن کی روحانیت اتنی قوی نہ ہو کہ اُس کا اثر ہمارے باطن تک پہنچے تو کس طرح ہم پاک ہو سکتے ہیں۔

”وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ“



شان حبیب الرحمن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(پارہ 22، سورہ احزاب رکوع 5)

محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

یہ آیت کریمہ حضور انور ﷺ کی صریح نعت ہے، اس کے متعلق چند امور قابل غور ہیں۔ اولاً تو شان نزول، دوم اس کے فائدے، تیسرے خاتم النبیین کے معنی اس آیت کا گزری ہوئی آیات سے تعلق وہ اس طرح کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضور سید عالم ﷺ سے ہوا جس کا ذکر اس آیت سے پہلے کی آیت میں ہے۔

فلما قضی زید منها وطرا زوجنا کھا

پھر جب زید کی غرض ان سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی، حضرت زینب فخر فرمایا کرتی تھیں کہ سب بیویوں کا نکاح تو ان کے اہل قرابت کرتے ہیں اور میرا نکاح میرے رب نے عرش پر کیا، چونکہ حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنا فرزند فرمایا تھا اور منہ بولا بیٹا بنایا تھا، اس لئے بعض کفار نے اعتراض کیا کہ حضور ﷺ نے اپنے فرزند کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس اعتراض کا رب نے جواب دیا کہ یہ حرمت کے احکام تو نسب فرزند کے لئے ہوتے ہیں، ہمارے محبوب ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں پھر ان کا کوئی فرزند کیوں کر ہوگا اور جب فرزند ہی نہیں تو اس کی بیوی حضور ﷺ کو کیونکر حرام ہوگی۔

اس آیت میں چند طرح سے نعت ثابت ہو رہی ہے۔ اولاً تو یہ کہ اعتراض ہو محبوب ﷺ پر اور جواب دے پروردگار، پھر یہ بھی نہیں کہ ان سے فرمایا جاتا کہ محبوب آپ کہہ دو۔ نہیں بلکہ خود جواب دہ جس کے معنی ہوئے کہ حبیب پر اعتراض کرنا یقیناً پروردگار پر اعتراض کرنا ہے۔ اسی لئے پہلے فرمایا گیا تھا وَاجْنَابْنَا کھا ہم نے آپ کا نکاح کر دیا، کہو آپ پر کون اعتراض کرتا ہے؟

دوسرے یہ کہ سارے قرآن کریم میں حضور ﷺ کو نام پاک سے کہیں یاد نہ فرمایا گیا۔ بلکہ صرف چار جگہ ایک تو یہاں سورہ فتح میں ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ تیسرے سورہ محمد میں ”بِمَا نَزَّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ چوتھے ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَّسُولٌ“ اس نام پاک کے آنے میں بہت سی مصلحتیں ہیں چار جگہ نام پاک آیا کہ لفظ محمد میں حرف بھی چار ہی ہیں۔ اللہ جانے چار میں کیا خصوصیات ہیں، میں نے ایک نعت میں دو شعری اس مطلب کے عرض کئے ہیں اپنے دیوان سالک میں۔

چار رسل، فرشتے چار، چار کتب، دین چار
سلسلے دونوں چار چار، لطف ہے عجب چار میں
آتش و آب و خاک و باد سب کا انہیں سے ہے ثابت
چار کا سارا ماجرا، ختم ہے چار یار میں

کلمہ محمد حضور ﷺ کا اسم ذاتی ہے۔ اور باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفائیہ جیسے کہ کلمہ اللہ خدا کا اسم ذاتی، باقی اسماء صفاتیہ ہیں مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ محمد میں حرف چار ہیں۔ اللہ میں بھی چار، محمد میں تشدید ایک، اللہ میں بھی ایک، مگر لفظ اللہ کی تشدید پر الف ہے اور یہاں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم، پھر اللہ بول تو دوں لو لب علیحدہ علیحدہ ہو جاویں اور محمد بول تو نیچے کا ہونٹ اوپر سے مل جاوے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات بلند و بالا کہ ہم بندوں کی وہاں تک رسائی ناممکن مگر محمد رسول اللہ ان بچوں کو اس بلند و بالا تک پہنچانے والے ہیں۔

ایک نکتہ ہے محمد کے نام میں جس کو ہم نے اپنے دیوان میں اس شعر میں ادا کیا۔

تری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا

جو اسے منائے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

لفظ محمد کے عدد بانوے اور بانوے میں دہائی نوکی ہے اور نو کے عدد میں عجب تماشا ہے کہ نو کو سارے پہاڑے میں گن جاؤ مگر نو ہی رہتا ہے۔ 9، 18، 27، 36، 45، 54، 63، 72، 81، 90۔ ان کے مکتوبی عددوں کو ملاؤ تو نو ہی بن رہے ہیں، اسی طرح ایک سے لے کر نو تک کی اکائیاں لو، جن کناروں کی اکائیاں ملاؤ گے تو نو ہی بنے گا، جیسے کہ 1 اور 2 اور 3 اور 4 اور 5۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں بارہ حروف ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں بھی بارہ حروف ہیں، اسی

طرح ابو بکر صدیق اور عمر ابن الخطاب ابن عفان اور علی بن ابوطالب کے ان سب میں

بارہ بارہ حروف ہیں۔ اس لفظ محمد میں بہت سی تاثیرات ہیں، اگر کسی کے فطرت لڑکیاں ہوتی

ہوں تو اپنی حاملہ بیوی کے شکم پر انگلی سے لکھ دیا کرتے ”مَنْ كَانَ فِي هَذَا الْبُطْنِ فَاسْمُهُ“

مُحَمَّدٌ“ چالیس روز تک یہ عمل کیا جاوے، مگر شروع حمل ہو، تو انشاء اللہ لڑکانی پیدا ہوگا، اور جس بچہ کا نام محمد ہو اس کا ادب و احترام کیا جاوے، اس نام کو بگاڑ کر نہ لیا جاوے، غرضیکہ اس کے بہت سے آداب ہیں۔

محمد کے معنی ہیں ہر طرح تعریف کے لائق کہ اس میں نقص اور عیب کی گنجائش نہ ہو، جو ان کو محمد کہہ کر ان میں عیب نکالے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ اسی لئے کفار آپ کو مذم کہہ کر نکو اس کیا کرتے تھے، سرکار نے فرمایا کہ رب نے مجھے ان کی گالیوں سے بچالیا۔ کہ وہ مذم برا کہتے ہیں اور ہم محمد ہیں۔ ﷺ۔ یا اس کے معنی ہیں سب کا سر اہوا، یعنی خالق بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور ساری مخلوق بھی اور ہمیشہ آپ تعریف کئے ہوئے کہ دنیا کی آفرینش سے پہلے آپ کی تعریف شروع ہوئی اور قیامت تک بلکہ ہمیشہ آپ کی تعریف ہوتی رہے گی۔ اور ہر جگہ تعریف کیا ہوا عرش فرش، بحر و بردشت و جبل ہر جگہ حضور کی تعریف ہے۔ محمد میں دو میم، ایک ح اور ایک دال ہے۔ دو میم سے مراد ملک دنیا و آخرت ہے، ح سے مراد رحمت اور دال سے مراد دائمی یعنی نبی ﷺ ہوں جس جہان کی دائمی رحمت۔

”اَبَا اَسَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ“ میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں یعنی حضرت فاطمہ زہرا، رقیہ، کلثوم و زینب علیہن السلام کے والد ہیں۔ مرد کے باپ نہیں، رہے حضرت ابراہیم اور طیب و طہار و قاسم رضی اللہ عنہم وہ بچپن شریف ہی میں وفات پا گئے ان کو مرد نہ کہا جائے گا۔ ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ حضور ﷺ کو باپ کہہ کر پکارے تو بھائی کہہ کر پکارنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

”خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ“ میں فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے پچھلے نبی خاتم ختم سے مشتق اور ختم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور آخری کے بھی، بلکہ مہر کو بھی خاتم اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ مضمون کے آخر میں لگائی جاتی ہے یا یہ کہ جب کسی تھیلے پر مہر لگ گئی تو اب کوئی چیز باہر کی اندر اور اندر کی باہر نہیں جاسکتی اسی طرح یہ آخری مہر لگ چکی، بارغ نبوت کا آخری پھول کھل چکا۔ خود حضور ﷺ نے ”خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ“ کے معنی فرمائے ہیں کہ ”لا نبی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہیں اب جو شخص کسی طرح کا ظلی، بروزی، اصلی عارضی، مرقاتی، مذاقی، شرابی، افیونی، نبی حضور ﷺ کے بعد مانے وہ بے دین اور مرتد ہے۔

اسی طرح جو ”خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ“ کے معنی کرے بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک تشریف لائیں گے، مگر وہ پہلے کے نبی ہوں گے نہ کہ بعد کے اور اب امتی کی حیثیت سے تشریف فرما ہوں گے۔ آخری فرزند کے معنی ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی فرزند پیدا نہ ہوا نہ کہ پہلے والے بھی وفات پا گئے۔ تو اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر، حضرت ادريس حضرت الیاس علیہم

السلام کے زمانہ میں زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں اور حضور ﷺ کی آمد پر سب کے احکام منسوخ ہو گئے۔ اب بعد میں نبوت نہ ملی، جیسے کہ آفتاب کے نکلنے پر جو تارا جس جگہ بھی ہوتا ہے۔ وہاں ہی چھپ جاتا ہے، خضر و الیاس تو زمین پر زندہ ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ و ادريس علیہم السلام آسمانوں پر، مگر جہاں بھی جوتھے ان کے احکام وہاں ہی ختم ہو گئے۔

سب جگہ گئے رات بھر چکے جو تم کوئی نہیں

اگر ایک مجسٹریٹ دوسرے مجسٹریٹ کی پکھری میں گواہی دینے جاوے تو اگرچہ وہ اپنے حلقہ کائج ہے مگر یہاں گواہ کی حیثیت سے حاضر ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ مگر اب جو آئیں گے سلطنت مصطفیٰ ﷺ میں آئیں گے، نبوت کا ظہور نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ نبوت کا تعلق ایک رب سے ہے، رفع درجات تقرب وغیرہ کا اور ایک مخلوق سے تبلیغ احکام کا تو جو قرب الہی ان کو حاصل ہو چکا ہے۔ وہ تو کبھی بھی زائل نہیں ہو سکتا ہے۔ مخلوق کو تبلیغ فرمانا وہ ختم ہو گیا اپنے احکام کی تبلیغ نہیں فرما سکتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے گئے تو فرمایا کہ اے موسیٰ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں میرے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا۔ یعنی میں آپ کے حلقے میں نہیں، فرمایا بہت اچھا۔ اب جو کچھ کام خضر سے واقع ہوئے وہ دین موسیٰ کے سراسر خلاف تھے کہ بچہ کو گناہ سے پہلے ہی ختم کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر موسیٰ علیہ السلام ان پر اپنے احکام جاری نہ فرما سکے، آخر یہ کیوں؟ کیا نبی نہ رہے تھے، نبی تو تھے مگر یہاں تبلیغ نہ فرما سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زمانہ محمدی کا حال ہے۔

سوئیڈن میں ایک قادیانی کو گولی مار کر مرزا قادیانی بنا دیا:

سوئیڈن کے شہر مالو میں ایک قادیانی کو جو مقامی پوسٹ آفس میں ملازمت کرتا ہے، وہاں کے لوگوں نے (مسلمانوں نے نہیں) گولی مار کر مرزا قادیانی بنا دیا۔ تفصیلات کے مطابق گولی اس کی آنکھ میں لگی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا، اس کی ایک آنکھ بالکل ضائع ہو چکی ہے، اگرچہ وہ شدید زخمی حالت میں زیر علاج ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس سوئے جہنم روانہ ہوتا ہے یا بچ جانے کی صورت میں مرزا قادیانی کی طرح نبی، مسیح یا مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ کیونکہ وہ قادیانی کا آنکھ شریک بھائی ہو چکا ہے، اور یہی قادیانی کی جھوٹی نبوت کی بڑی پہچان ہے۔

قرآن مجید اور ختم نبوت

رب کائنات نے جب گلشن ہستی کو آباد کیا تو اس میں ہنگامہ زندگی برپا کرنے کے لئے اپنی سب سے احسن تخلیق انسان کو اس میں بسایا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر ہستیاں مختلف اوقات میں مختلف ادوار میں، مختلف مقامات پر تشریف لاتی رہیں اور انسانیت کی رہبری کا فریضہ عظیم سرانجام دیتی رہیں۔ نبوت کا یہ روشن سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اور سید البشر جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ اس بزم تہنیتی میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آدم سے پہلے نبی کوئی نہیں اور خاتم کے بعد نبی کوئی نہیں۔ دین اسلام میں اس عقیدہ کو ”عقیدہ ختم نبوت“ کہا جاتا ہے۔ دین اسلام کی رفیع الشان عمارت اسی عقیدہ کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ دین اسلام کا مرکز محور یہی عقیدہ ہے اور دین اسلام کی روح و جان یہی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی سی لچک یا جھول انسان کو ایمان کی رفعتوں سے گرا کر کفر کی پستیوں میں غرق دیتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اس اہمیت و حیثیت کا حامل ہے کہ قرآن مجید ایک سومرتبہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم دوسو مرتبہ زائد اپنی زبان نبوت سے اس عقیدہ کی حقانیت پر گواہی دے رہے ہیں۔

اب ہم قرآن پاک کی چند آیات و بیانات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کرتے ہیں۔

اعلان ختم نبوت:

رب العزت نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تخت ختم نبوت پر بٹھا کر آپ کے سر اقدس پر تاج ختم نبوت بٹھا کر اور کائنات کی فضاؤں میں ”خاتم النبیین“ کا پرچم لہرا کر آپ کی ختم نبوت کا اعلان یوں کر کر رہے ہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین وکان

الله بكل شیء علیما

”نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔“

جب ہم مندرجہ بالا آیت کی گہرائی میں جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ زبان عرب میں خاتم یا خاتم کا لفظ جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری اور ختم کرنے والا ہی ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ملے۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب ”لسان العرب“ میں لکھا ہے۔

خاتم القوم وخاتمہم وخاتمہم ختام القوم خاتم القوم (ت کے زیر سے)

اور خاتم القوم اخرہم

لغت کی مشہور کتاب ”تاج العروس“ میں ہے کہ

ومن اسمائه علیہ السلام الخاتم والخاتم وهو الذی ختم النبوة بمجمعه

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے خاتم اور خاتم ہے۔ اور وہ ذات اقدس ہے جس نے آکر نبوت ختم کر دی۔

خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جاسکے۔ اس کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگانے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکل سکتی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اندر جاسکتی ہے۔

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین، مفسرین اور اکابرین امت محمدیہ نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کئے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

تکمیل دین:

عرفات کا وسیع و عریض میدان تھا، حجۃ الوداع کا مبارک موقع تھا، جمعہ کا دن تھا، ختم نبوت کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پروانے جمع تھے۔ نبیوں کے سردار ختم نبوت کے تاجدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پروانوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور تاریخ میں انقلاب برپا کر دینے والا خطاب فرما رہے تھے۔ انسانیت کو دستور حیات عطا کر رہے تھے کہ ملائکہ کے سردار اور وحی کے پیامبر جناب جبرائیل علیہ السلام آیات لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

یہ آیت کریمہ اس بات کا اعلان تھا کہ دین اسلام ظاہری، باطنی، صوری، معنوی ہر لحاظ سے مکمل ہو چکا۔ نبوت کی نعمت پوری ہو چکی، قانون و شریعت کے معاملات طے ہو چکے۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، مکروہات و مستحبات اور حرام و حلال کے اصول بن چکے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ جب بھی کوئی نیا دین آیا، اسے کوئی نیا نبی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آتا تو کوئی نیا نبی بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو گئی۔ لہذا نبوت و رسالت آپ ﷺ پر ختم، دین آپ ﷺ پر ختم، شریعت آپ ﷺ پر ختم، سلسلہ وحی آپ ﷺ پر ختم، آسمانی کتب آپ ﷺ پر ختم، آپ ﷺ کا دین خاتم الادیان، آپ ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع، آپ ﷺ کی کتاب خاتم الکتاب، آپ ﷺ کی مسجد خاتم المساجد، آپ ﷺ کی نبوت ختم نبوت اور آپ ﷺ کی ذات اقدس خاتم النبیین ﷺ ہے۔

عالمگیر نبوت:

نبی کریم ﷺ سے قبل تشریف لانے والے سارے نبیوں کی نبوتیں محدود علاقے، محدود وقت اور محدود انسانوں کے لئے تھیں۔ کوئی نبی ایک گاؤں کے لئے نبی بن کر آیا، کوئی ایک قصبہ کے لئے نبی بن کر آیا، کوئی ایک شہر کے لئے نبی بن کر آیا اور کوئی ایک ملک کے لئے نبی بن کر آیا۔ لیکن جب آمنہ کے لال اور عبداللہ کے درویش جناب محمد کریم ﷺ کی باری آئی تو رب کائنات نے نبی کریم ﷺ کا تعارف یوں کرایا۔

قل یا ایہا الناس انی رسول للہ علیکم جمیعاً

”آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

نبوت محمدی کا دامن ساری کائنات کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ نبوت محمدی کا بحر بیکراں زمان و مکاں کی قیود سے بالاتر ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت ہر زمان کے لئے، ہر مکاں کے لئے، ہر جہاں کے لئے، اور ہر انسان کے لئے! کوئی رنگت، کوئی زبان، کوئی قومیت اور کوئی وطن آپ کی عالمگیر نبوت سے مستثنیٰ نہیں۔ خاتم النبیین ﷺ نبی ہیں ہر گورے کے لئے، ہر کالے کے لئے، ہر غمی کے لئے، ہر عربی کے لئے، مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، تحت الثریٰ سے ثریا تک اور فرش سے عرش تک۔ غرضیکہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے، وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے۔

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں

کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

نبوت محمدی کا آفتاب عالمتاب:

یا ایہا النبی انا ارسلک شاعداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ

و سر اجا منیراً

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سر اجا منیرا کے دلوں نام سے پکارا ہے، یعنی روشنی دینے والا سورج، اس دلکش اور روح پرور نام سے مندرجہ ذیل دلنشین حقائق ثابت ہوتے ہیں۔

1: جس طرح مادی سورج اپنے خالق کے بتائے ہوئے مقررہ راستہ پر حرکت کرتا ہے اور اپنی راہ سے نہیں بھٹکتا ورنہ کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح مادی برحق ﷺ اپنے مالک کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رہے اور حق کا نور بکھیرتے رہے۔ نعوذ باللہ اگر آپ ﷺ ذرا بھی اپنے راستہ سے ہٹ جاتے تو کائنات میں مایوسی، ہولناکی اور کفر و ضلالت کے سائے پھیل جاتے۔

2: جس طرح سورج یوم آخر تک اس کائنات کو اپنی نورانی شعاعوں سے منور کرتا رہے گا اسی طرح نبوت کا آفتاب بھی قیامت تک اپنی ضیا پاشیاں کرتا رہے گا اور منزل کی تلاش میں سرگرداں مسافروں کو منزل تک پہنچاتا رہے گا اور ان کے قلب و نظر کو نور ایمان بخشتا رہے گا۔ اگر سورج نہ ہوتا تو نس قمرز کے رنگ ہوتے، نہ چمکتے ہوئے ستارے اور دمکتا ہوا مہتاب ہوتا، نہ آسمان سے بارش کا مصفا پانی برستا، نہ گلستان میں بہار آتی۔ نہ پھل ہوتے، نہ سبزیاں، نہ درخت ہوتے نہ مہکتے پھول، نہ ہی حیوانات ہوتے اور نہ ہی انساناں، المختصر ثابت یہ ہوا کہ سورج پر انسانی حیات کا دار و مدار ہے۔ اگر سورج کا وجود نہ ہو تو انسانی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آؤ اکل دنیا! اپنے خالق و مالک کی بات بھی سن لو کہ مادی سورج کا مالک اپنے ”سراجا منیرا“ کے بارے میں کس اہم بات سے تمہارے کانوں کو نواز رہا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک، لولاک ما خلقت الجنة، لولاک لما خلقت النار

”(اے میرے چہیتے اور لاڈ لے رسول) اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ زمین و آسمان

ہوتے اور نہ کوئی مخلوق نہ جنت و جہنم پیدا ہوتے۔“

ذرا ایک فرق ذہن نشین کر لیجئے کہ رب العزت نے فرمادیا کہ اگر یہ ”سراجا منیرا“ نہ ہوتا تو یہ مادی سورج بھی نہ ہوتا۔ یہ مادی سورج جس کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں، اس سورج کو

بھی روشنی رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے طفیل ملی ہے۔ جس طرح ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ایران، یونان، جاپان، مصر، روس، امریکہ، افریقہ، مشرق، مغرب، شمال، جنوب کو روشن کرنے کے لئے صرف ایک ہی مادی سورج ہے۔ اسی طرح روحانیت کا نور نکھیرنے کے لئے صرف ایک ہی سرا جامیرا ہے۔ جس کی روشنی سے دلوں سے کفر و ضلالت کے اندھیرے کا فور ہو جاتے ہیں۔ مادی سورج اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سورج میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مادی سورج طلوع ہوتا ہے اور چند گھنٹے روشن رہنے کے بعد شام کو غروب ہو جاتا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی نبوت کا سورج قیامت تک غروب نہیں ہوگا۔ مادی سورج کو گرہن لگ جاتا ہے اور اس کی روشنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے سورج کو نہ کمی گرہن لگا ہے اور نہ قیامت تک گئے گا اور نہ ہی اس کی رخشندگی میں فرق پڑے گا۔

خورشید کے کاسے میں ترا صدقہ انوار
خیرات ترے نور کی سکول قمر میں

معیار حق:

قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین O

تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (یعنی محمد ﷺ) اور کتاب مبین (یعنی قرآن مجید) یہاں روشنی سے مراد نبی کریم ﷺ کی روشن شخصیت اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

نبی خاتم محمد رسول اللہ ﷺ سے قبل جن انبیائے کرام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ان میں سے آج بھی کوئی آسمانی کتاب اور صحیفہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ساری کتب اور صحائف دشمنان اسلام کے سفاک ہاتھوں سے تحریف و تبدل کا شکار ہو گئے۔ لیکن آخری نبی ﷺ پر نازل ہونے والی آخری کتاب کی حفاظت کا ذمہ رب ذوالجلال نے خود اٹھالیا اور انسانیت کی راہنمائی کے لئے یہ کتاب قیامت تک اپنی حقیقی حالت میں موجود رہے گی۔ نبی آخر الزمان ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے سارے نبیوں میں سے کسی بھی نبی کی تعلیمات اور سیرت مکمل طور پر موجود اور دستیاب نہیں۔ اکثریت کے تو نام ہی معلوم نہیں، صرف چند مشہور انبیائے کرام کی زندگی کے بارے میں چند اوراق مطالعہ کے لئے مل جاتے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ اور تعلیمات کا ہر جز اور ہر پہلو اپنی پوری درخشانی اور دلکشی کے ساتھ زندہ تابندہ ہے اور روز آخر تک انسانیت کے مطلع حیات پر سیرت مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب اپنی صوفیانیاں کرتا رہے گا اور انسانیت کے چہرے کو ضیا بخشا رہے گا۔ کیونکہ

قرآن آخری کتاب اور صاحب قرآن آخری نبی ﷺ اس لئے خدائے رحیم و کریم نے قرآن مجید اور صاحب قرآن کی سیرت کو محفوظ و مامون کر لیا اور رہتی دنیا تک آنے والے جن و انس کو مخاطب کر کے یہ اعلان کر دیا۔

قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین O

اور خود خاتم النبیین ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں موجود اور آئندہ آنے والے انسانوں کو مخاطب کر کے رشد و ہدایت کا یہ سر شقیث عطا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو تمام رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گئے وہ دو چیزیں اللہ کا قرآن اور میری سنت ہے۔“

الحمد للہ! آج انسانیت کے پاس اللہ کے آخری نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب، اللہ کے آخری نبی ﷺ کی سنت مطہرہ اور اللہ کے آخری نبی ﷺ کی سیرت طیبہ رہبری اور راہنمائی کے لئے موجود ہے۔ اس لئے انسانیت کو قطعاً کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

کائنات کے باسیو ارب رحیم و کریم نے تمہیں ایسا رسول اعظم ﷺ عطا کر دیا جس کے بعد کسی رسول ﷺ کی ضرورت نہیں۔ وہ ایسی کتاب لے کر آیا جس کے بعد انسانیت کو کسی کتاب کی احتیاج نہیں۔ وہ ایسی شریعت لے کر آیا جس کے بعد انسانیت کی شریعت کی محتاج نہیں۔ وہ ایسا نظام لے کر آیا جس کے سوا کسی نظام کو دوام نہیں۔ اس کا وجود چراغ فروزاں جو تیرہ و تار شبوں میں روشنیاں پھیلائے۔ اس کی ہستی وہ ابر رحمت جو بحر و بر، کوہ و دمن، نشیب و فراز، سب پر حیات بخش پانی کی بارش برسائے۔ اس کا جسم اطہر وہ خوشبو جو سارے عالم کے دماغوں کو مہکائے۔ اس کا سراپا وہ چشمہ شیریں جس سے ہر پیا سا اپنی تشنگی بجھائے، اسکی ذات وہ بہار جو دلوں کی وادیوں میں ایمان کے پھول کھلائے اور اس کی شخصیت ”معلم اعظم“ جو تمام زمانوں کے انسانوں کو تمام علوم پڑھائے اور انسانیت کو علم کے نور سے جگمگائے۔

تو آؤ اس گلشن ہستی کے رہا نشیو! اس محسن انسانیت، قائد انسانیت، فخر انسانیت، اور باعث تخلیق انسانیت کے حضور نہایت ادب و احترام کے ساتھ زبان، دہن و دل سے ہدیہ تبریک پیش کریں۔

ریاض خدا کا گل سرسبد	محمد ﷺ ازل ہے محمد ﷺ ابد
محمد ﷺ کہ حامد بھی محمود بھی	محمد ﷺ کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمد ﷺ سراج، و محمد ﷺ منیر	محمد ﷺ بشیر و محمد ﷺ نذیر
محمد ﷺ کلیم و محمد ﷺ کلام	محمد ﷺ پہ لاکھوں درود و سلام

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ جی، سی یونیورسٹی، لاہور

ختم نبوت کے موضوع پر چہل حدیث

نوٹ: اس مضمون میں صحاح ستہ کی تمام احادیث ”موسوعة الحديث الشريف“ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع الرياض، 2000ء سے نقل کی گئی ہیں اور احادیث کے نمبرز اس کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا اور ان پر وحی نازل فرمائی تاکہ وہ اولین پیغام پر عمل پیرا ہو کر اپنے امتوں کے سامنے لائق تقلید نمونہ پیش کر سکیں۔ نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ السلام و انشاء پر اختتام پذیر ہوا۔ خلقی عالمین نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو رحمتہ للعالمین کے لقب سے سرفراز فرمایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہر عالم کے لئے رحمت کبریا ہیں۔ اس کے علاوہ رب کریم نے حضور سید انام ﷺ پر دین نبیین کی تکمیل فرما دی اور وحی جیسی نعمت کو تمام کر دیا اور اسلام جیسے عالمگیر (Universal)، ابدی (Eternal) اور متحرک (Dynamic) دین کو رہتی دنیا تک کے لئے اپنا پسندیدہ دین قرار دے دیا۔ قرآن مجید میں حضور اکرم، نبی معظم، رسول مکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان اس آیت مبارکہ میں کیا گیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔
(سورة الاحزاب 40:33)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(بریلوی، احمد رضا خان، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، صفحہ 509) یہ نص قطعی ہے ختم نبوت کے اس اعلان خداوندی کے بعد کسی شخص کو قصر نبوت میں نقب زنی کی سعی لا حاصل نہیں کرنی چاہئے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مہبط وحی ﷺ کے بہت سے ارشادات

کتب احادیث میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ یہاں ایسی احادیث پر مبنی اربعین پیش کی جارہی ہے تاکہ مکرر من ختم نبوت پر حق واضح ہو سکے اور یہ عمل اس حق پر تقصیر کے لئے نجات اخروی کا باعث ہو، کیونکہ محدثین کرام نے اربعین کی فضیلت میں روایات نقل فرمائی ہیں۔ حافظ ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی التوفی 430ھ نے حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من حفظ علی امتی اربعین حدیثا ینفعہم اللہ عز وجل بها، قیل له: ادخل من ای ابواب الجنة شئت۔

جس شخص نے میری امت کو ایسی چالیس احادیث پہنچائیں جس سے اللہ تعالیٰ عز وجل نے ان کو نفع دیا تو اس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(الاصفہانی، ابی نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ مصر: مکتبۃ الخانجی بشارع عبد الحزیز و مطبعة السعادة بجوار محافظہ، 1351ھ/1932ء)۔ 4:189

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لِيْ وَمَنْ لِّلْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَنْ لِيْ رَجُلٌ بَنَى بَيْتًا لَّحَسَنَةً وَاجْمَلَةً اِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْوُوْنَ لَهُ وَيَعْبُوْنَ لَهُ وَيَقُوْلُوْنَ، هَلَا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّبَنَةَ؟ قَالَ لَانَا اللَّبَنَةُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا، اس کو بہت عمدہ اور آراستہ پیراستہ بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگا دی گئی۔ آپ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں انبیاء کرام کا خاتم ہوں۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث مبارکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ، حدیث 3534، 3535)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ الْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يَبْدَأُ اَنْهُمْ اَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ اَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ

ہم سب آخر والے روز قیامت سب سے مقدم ہوں گے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ حالانکہ ان (پہلے والوں) کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان سب کے بعد۔

(صحیح مسلم، کتاب الحجۃ، باب حدیثیہ حدہ لامة لیوم الحجۃ، حدیث، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982)

3:- حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: قُولُوا بِبَيِّنَةِ الْأَوَّلِ قَالًا، أَعْطَوْهُمُ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث 3455)

4:- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکتھب شہادت اور بیچ کی انگلی کو اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

میں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة والنازعات، حدیث 4936، کتاب الطلاق، باب اللعان، حدیث 5301، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت أنا والساعة كهاتين، حدیث 6503، 6504، 6505)

5:- امام مسلم نے تین اسناد سے یہ حدیث بیان کی ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَفِي حَدِيثٍ عَقِيلٍ: قَالَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: وَمَا الْعَاقِبُ؟ قَالَ: الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، عقیل کی روایت میں ہے زہری نے بیان کیا عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفصائل، باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث 6107)

6:- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْخَاشِرُ الَّذِي يُخَشِّرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ

بے شک میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ کفر کو مٹائے گا اور میں خاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفصائل، باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث 6106)

7:- حضرت محمد بن جبیر اپنے والد گرامی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْخَاشِرُ الَّذِي يُخَشِّرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ

میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔ میں خاشر ہوں یعنی لوگ میرے بعد حشر کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں۔ یعنی میرے بعد دنیا میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث 3532-صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب من بعدی اسمہ احمد حدیث 4896)

8:- امام مسلم نے تقدراویوں کے توسط سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَقِّي، وَالْخَاشِرُ، وَلَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَلَبِيُّ الرَّحْمَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اپنے کئی نام بیان کئے، آپ نے فرمایا، میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مققی اور خاشر ہوں اور لبی التوبہ اور لبی الرحمة ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفصائل، باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث 6108)

9:- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْخَاشِرُ الَّذِي يُخَشِّرُ النَّاسَ عَلَى عَقْبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں مامی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا میرے قدموں میں حشر کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ علیہ السلام، حدیث 6105))

10:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فَبِكُمْ وَإِمَامَكُمْ مِنْكُمْ

اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور امام تم میں سے کوئی شخص ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم الاثرین علیہ السلام، حدیث 392)

11:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِتْنَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعَا هُمَا وَاحِدَةً، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہ آپس میں نہ لڑیں، دونوں میں بڑی جنگ ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور قیامت اس وقت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہوں۔ ہر ایک یہ کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حدیث 3571)

12:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ: الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ

نبوت میں سے (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا مگر خوش خبریاں رہ جائیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا خوش خبریاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔

(صحیح بخاری، کتاب التعمیر، باب البشائر، حدیث 6990)

13:- حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک خطبہ میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال و خروج عیسیٰ ابن مریم و خروج یاجوج ماجوج، حدیث 4077۔ المستدرک للحاکم حدیث 8621)

14:- حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اور انبیاء کرام کا خاتم ہوں۔

(المستدرک للحاکم، تفسیر سورة الاحزاب، حدیث 3566۔ جلد 7، صفحہ 453۔ مسند احمد، حدیث 453)

عرباض بن ساریہ، جلد 4، صفحہ 127)

15:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ الخیر والثناء نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْمُقْضَى لَهُمْ قَبْلُ الْخَلَائِقِ

ہم (امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) اہل دنیا میں سے سب سے آخر میں آئے ہیں اور روز قیامت کے وہ اولین ہیں جن کا تمام مخلوقات سے پہلے حساب کتاب ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب حدیثیہ جلد الامۃ لیوم الجمعة حدیث 1982)

16:- حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

(المجموع للکبیر للطبرانی، عن ضحاک بن رمل الجعفی، حدیث 8146، جلد 8، صفحہ 303)

17:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَ آخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ

میں خلقت کے اعتبار سے انبیاء کرام میں پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں۔

(الفردوس ہما ثورا خطاب للعلی، حدیث 282:3، 4850۔ حدیث 411:4، 7190)

18:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں درود

شریف کے یہ الفاظ سکھائے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَ اِمَامِ

الْمُتَّقِينَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ، (وَقَائِدِ

الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَفِيضُ بِهِ الْاَوَّلُونَ

وَالْآخِرُونَ (اس کے بعد پورا درود ابراہیمی ہے)

الحی اپنا درود رحمت اور برکات رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے خاتم محمد پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول اور امام الخیر اور (قائد) الخیر اور رسول رحمت ہیں۔
الحی آپ ﷺ کو اس مقام محمود پر قافز فرما جس پر اولین و آخرین رک رک کرتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی التمشید، حدیث 906)

19:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: إِنَّ لَكَ مَوْضِعًا فِي الْجَنَّةِ - وَلَوْ غَاشَ لَكَانَ صِدْقًا نَبِيًّا -

جب اللہ کے پیغمبر ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی (کا انتظام) ہے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ بوذ کروفاۃ، حدیث 1511)

20:- امام ابن ماجہ سے مروی روایت میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ - وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا جب وہ چھوٹے تھے۔ اگر فیصلہ (تقدیر) یہ ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو اس کا صاحبزادہ زندہ رہتا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ بوذ کروفاۃ، حدیث 1510)

21:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبَوَةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بِرَأَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهٗ

اے لوگو! علامت نبوت میں سے صرف رویائے صالحہ (سچا خواب) ہی باقی ہے جو مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی دیکھتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث 3899 - صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب النہی عن قرآۃ القرآن فی الركوع والسجود، حدیث 1074)

22:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فِي عَزْوَةِ تَبَوُّكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّخَلَفْنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون، موسیٰ کے ساتھ لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6218-6221)

23:- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ الخیرۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ، مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ، قَالَ: ابْنُ وَهْبٍ: تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ، مُلْهَمُونَ -

تم سے پہلے پچھلی امتوں میں محدث تھے۔ اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔ ابن وہب نے کہا محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة - باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، حدیث 6204)

24:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب قولہ ﷺ "لو كان نبی بعدی كان عمر" حدیث 3686)

25:- حضرت ام کرزہ الکعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ختمی المرتبہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ذَهَبَتِ النَّبَوَةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

نبوت ختم ہوگئی، صرف بشارات باقی رہ گئے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث 3896)

26:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لَا يَأْتِي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

بے شک میں آخر الانبیاء ہوں، اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوة بمسجدی مکة والمدینہ حدیث 3376)

27:- حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا جھوٹا

دعویٰ کرنے والوں کی اطلاع ان الفاظ میں دی:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہو جائیں جن میں سے ہر

ایک کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ نبی ہے۔ (ابن ابی شیبہ فی مصنف، حدیث 503/7، 37565)

28:- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سیدانام ﷺ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُ مُحَمَّدٌ

اے ابوذر! انبیاء کرام میں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری حضرت محمد

ﷺ ہیں۔ (الفرودس بمأثور الخطاب للذہبی، عن ابوذر، حدیث 39/1: 85)

29:- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: أَتَخْلِفُنِي فِي

الصَّبِيحَانِ وَالْيَسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى

إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي

رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ چھوڑا تو انہوں نے

عرض کیا: کیا آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی مناسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے

بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة تبوک، حدیث 4416)

30:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدانام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرَّعْبِ،

وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طُهْرًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى

الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ۔

مجھے تمام انبیاء کرام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے

اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی۔ تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا

گیا۔ چوتھے میرے لئے تمام زمین پاک اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی۔ پانچویں میں

تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد ومواضع الصلوة، حدیث 1167)

31:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ بَيْنِي وَإِسْرَائِيلَ كَأَنَّتَ تَسُوسُهُمُ أَنْبِيَاءُ هُمْ كُلُّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ

لَيْسَ كَمَا إِنَّا فِيكُمْ نَبِيٌّ بَعْدِي

بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء کرام چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو

اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بے شک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ابو بکر عبد اللہ بن محمد ابی شیبہ، امام، المصنف، جلد 15، صفحہ 58۔ کراچی: ادارۃ القرآن 1406ھ)

32:- حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ مگر یہ کہ

میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6218)

33:- حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

وَرَأَيْتُ الْخَلَاءِمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ

اور میں نے آپ ﷺ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس

کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اثبات خاتم النبوة، حدیث 6084)

34:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ خَزَّائِنُ الْأَرْضِ فَوَضَعَ فِي يَدَيَّ

أَسْوَارَ أَنْ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبَّرَ أَعْلَى وَأَهْمَانِي فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا

فَنَفْخَتُهُمَا فَدَهَبَا فَأَوْ لَتَهُمَا الْكَذَّابِينَ الَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبٌ صَنْعَاءٍ

وَصَاحِبِ الْيَمَامَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا، میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور

میرے ہاتھوں میں سونے کے دو ٹکڑے رکھے گئے جو مجھے بہت بھاری لگے اور میں ان سے

شکر ہوا، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ

اڑ گئے۔ میں نے اس خواب یہ کہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں۔ ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ۔ (صحیح مسلم، کتاب الرذایا، حدیث 5936)

35:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ کے آخر میں ہے:

لَا وَلَهُمَا كَذِبٌ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَالْآخَرُ مُسَيِّلَمَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ میرے بعد دو چھوٹے شخصوں کا ظہور ہوگا۔ ایک ان میں سے صنعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرذایا، حدیث 5818-2274)

36:- حضرت وہب بن معہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کی امت کہے گی:

وَأَنِّي عَلِمْتُ هَذَا يَا أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَأَمْتُكَ آخِرُ الْأُمَمِ

اے احمد! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ ﷺ اور آپ کی امت اُنٹوں میں آخری ہیں۔

(المستدرک للحاکم، باب ذکر نوح النبی، حدیث 4017-597، 2)

37:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔ سنو بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس روایت کی بابت راوی کے استفسار پر حضرت سعد نے فرمایا۔ ”میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے۔“ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6095)

38:- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک طویل حدیث مبارکہ میں ہے:

بَيْنَ كَيْفِيَّةِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

حضور اکرم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان میر نبوت ہے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب وصف آخر من علی رضی اللہ عنہ، حدیث 3638)

39:- حضرت عامر اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6217-سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ، فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 121)

40:- علامہ علاء الدین علی المصطفیٰ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ میں حضور اکرم ﷺ کا یہ قول رقم کیا ہے:

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا اِمَّةٌ بَعْدَكُمْ، فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَاقِيمُوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَاطِيعُوا وِلَاةَ اَمْرِكُمْ، اَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو اور ہجگانہ نماز قائم کرو اور اپنے پورے مہینے کے روزے رکھو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، (پس) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(علی المصطفیٰ الہندی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث: 43638، بیروت: موسوعة الرسالة، 1400ھ/1985ء جلد 15، صفحہ 947)

41:- علامہ علاء الدین علی المصطفیٰ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي اِلَّا الْمَبَشَرَاتِ، الرُّوِيَا الصَّالِحَةِ

(ایضاً، حدیث 41422، جلد 15، صفحہ 370)

42:- علامہ علاء الدین علی المصطفیٰ بن حسام الدین الہندی رحمہ اللہ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

بَايِهَ النَّاسُ اِنَّه لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا اِمَّةٌ بَعْدَكُمْ، اِلَّا اِفَاعَبِدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَصَلُّوا اِرْحَامَكُمْ، وَاَدَا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بَهَا الْفَسْكَمَ، وَاطِيعُوا وِلَاةَ اَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت ہے۔ سنو! اپنے رب کی عبادت کرو اور ہجگانہ نماز پڑھو اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنی رشتہ

داریاں جوڑو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشدلی سے ادا کرو اور اپنے اللہ الامر کی اطاعت کرو، تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(علی المرتضیٰ الہندی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث: 43637، بیروت: موسوعة الرسالة)

1405/ھ 1985ء جلد 15، صفحہ 947

43:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تو انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ، اتخلفنی فی الخالفة، فی النساء والصبيان؟ فقال: اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هرون من موسى؟ قال: بلی یا رسول اللہ، قال: فادبر علی مسرعا کانی انظر الی غبار قدمیه یسطع، وقد قال حماد: فرجع علی مسرعا۔

یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والوں میں (یعنی) عورتوں اور بچوں میں جانشین بنارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ اُس (راوی) نے کہا: پس علی رضی اللہ عنہ تیزی سے مڑے تو میں نے گویا ان کے قدموں کا غبار اڑتے دیکھا اور حماد نے کہا: پس علی تیزی سے مڑے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث: 1490، احمد محمد شاہر (شرح وضع قہارہ) مصر: دارالمعارف)

1374/ھ 1955ء جلد 3، صفحہ 50

44:- امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں، امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، علامہ جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور میں، علامہ علی المرتضیٰ الہندی نے کنز العمال میں امام ترمذی نے مجمع الزوائد میں حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے:

لا نبی بعدی ولا امة بعدکم

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

(زغلول، ابو طاہر محمد السعید بن بسوی، موسوعة اطراف الحديث النبوی الشریف (بیروت: دارالمعارف)

1414/ھ 1994ء جلد 7، صفحہ 285

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی مدظلہ

خاتم النبیین

لفظ خاتم ختم سے بنا ہے جس کے لغوی معنی ہیں مہر لگانا۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں تمام کرنا، ختم کرنا، کیونکہ مہر یا تو مضمون کے آخر پر لگتی ہے جس سے مضمون بند ہو جاتا ہے یا پارسل بند ہونے پر لگتی ہے۔ جب نہ کوئی شے اس میں داخل ہو سکے نہ اس سے خارج۔ اسی لئے تمام ہونے کو ختم کہا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ (سورہ بقرہ 7)

اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی۔

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِقُ أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورہ یس 65)

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔

فَإِنْ يَشَاءِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ (سورہ شوریٰ 24)

تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر رحمت و حفاظت کی مہر لگا دے۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ خَتَمُهُ مِنْسَكٌ (سورہ مطففین 25-26)

نخاری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی ہے اس کی مہر مشک پر ہے۔

ان جیسی تمام آیتوں میں ختم بمعنی مہر استعمال فرمایا گیا ہے کہ جب کفار کے دل و کان پر مہر لگ گئی تو نہ باہر سے ایمان داخل ہو۔ نہ وہاں سے کفر باہر نکلے۔ یوں ہی جنت میں شرابا طہور ایسے برتنوں سے پانی جائے گی جن پر حفاظت کے لئے مہر ہے تاکہ کوئی توڑ کر نہ باہر سے کوئی آمیزش کر سکے نہ اندر سے کچھ نکال سکے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(سورہ احزاب 40)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

اس جگہ خاتم عربی معنی میں استعمال ہوا۔ یعنی آخری اور پچھلا۔ لہذا اب حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے اس معنی کی تائید حسب ذیل آیات سے ہوتی ہے اور ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔

اَلْيَوْمَ اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت (یعنی نبوت) تم پر پوری کر دی۔
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ بِكُمْ وَلَئِنْ كُنْتُمْ

(سورہ آل عمران 81)

پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریں تو تم سب نبی پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
محمد ﷺ رسول ہی ہیں ان سے پہلے سارے رسول گزر چکے ہیں۔

لَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ امَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(سورہ نساء 41)

تو کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب آپ کو ان سب پر گواہ و نگہبان لائیں گے۔

ان آیتوں سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کا دین مکمل ہے۔ اور دین کے مکمل ہو چکنے کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی ﷺ تمام نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں کسی نبی کی بشارت یا خوشخبری نہیں دیتے۔ اور پچھلے نبی کی تصدیق ہوتی آئندہ کی بشارت۔ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی ہوتا۔ تو اس کے بشیر بھی ہوتے تیسرے یہ آپ سارے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر گواہ ہیں۔ لیکن کوئی نبی حضور کا گواہ یا حضور کی امت کا گواہ نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں چوتھے یہ کہ سارے نبی آپ سے پہلے گزر چکے کوئی باقی نہ رہا۔

مرزائی اعتراض:

خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں سے افضل جیسے کہا کرتے ہیں فلاں شخص خاتم الشعراء یا خاتم

المحدثین ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ شاعروں یا محدثوں میں آخری شاعر یا آخری محدث ہے بلکہ محدثوں میں افضل ہے نبی ﷺ نے حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا۔ "اَنْتَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِيْنَ" تم مہاجرین میں خاتم یعنی افضل ہونہ یہ معنی کہ آخری مہاجر ہو کیونکہ ہجرت توقیامت تک جاری رہے گی۔ لہذا آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ ہاں آپ سب سے افضل ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں۔

جواب:

خاتم ختم سے بنا ہے۔ جس کے معنی افضل نہیں۔ ورنہ "خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ" کے معنی یہ ہوتے کہ اللہ نے کافروں کے دل افضل کر دیئے۔ جب ختم میں افضلیت کے معنی نہیں۔ تو خاتم میں جو اس سے مشتق ہے یہ معنی کہاں سے آگئے۔ لوگوں کا کسی کو خاتم الشعراء کہنا مبالغہ ہوتا ہے۔ گویا اب اس شان کا شاعر نہ آئے گا۔ کہا کرتے ہیں فلاں پر شعر گوئی ختم ہو گئی۔ رب تعالیٰ کا کلام مبالغہ اور جھوٹ سے پاک ہے۔ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) ان مہاجرین میں ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ آخری مہاجر ہیں۔ کیونکہ ان کی ہجرت فتح مکہ کے دن ہوئی جس کے بعد یہ ہجرت بند ہو گئی۔ لہذا وہاں بھی خاتم آخر کے معنی میں ہیں سرکار نے فرمایا۔ "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْيَوْمِ" آج کے بعد اب مکہ سے ہجرت نہ ہوگی اگر وہاں خاتم کے معنی افضل ہوں۔ تو لازم آئے گا۔

حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ سے بھی افضل ہو جائیں۔ کیونکہ حضور بھی مہاجر ہیں۔

مرزائی اعتراض:

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ (علیہ السلام) کیوں آپ کے بعد آئیں گے۔ آخری نبی کے بعد کوئی نبی نہ چاہئے؟

جواب:

آخری نبی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ یا آپ کے بعد کوئی نبی باقی نہ رہے۔ آخری اولاد کے معنی یہ ہیں کہ پھر کوئی بچہ پیدا نہ ہو۔ نہ یہ کہ پچھلے سب مرجائیں۔ نیز حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا تشریف لانا اب نبی کی حیثیت سے نہ ہوگا۔ بلکہ حضور کے امتی کی حیثیت سے یعنی وہ اپنے وقت کے نبی ہیں اور اس وقت کے امتی۔ جیسے کوئی حج دوسرے حج کی پکھری میں گواہی دینے کے لئے جائے تو وہ اگر چہ اپنے علاقہ میں حج ہے مگر اس علاقہ میں گواہ۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)، حضرت محمد ﷺ کے علاقہ میں ان کے دین کی نصرت و مدد کرنے تشریف لائیں گے۔

ختم نبوت

رسول اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرنا ایمان کیلئے اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب رسول اکرم ﷺ کو محض نبی یا رسول ہی نہ مانا جائے بلکہ آپ کو خاتم النبیین بھی تسلیم کیا جائے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اُس کے آخر میں ہمارے آقا اور تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا۔ آپ پر نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔

آپ کے بعد کسی لحاظ سے کوئی شخص بھی نبی نہیں ہو سکتا ہے جو بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا کذاب اور دجال ہوگا۔ امت مسلمہ پر اُس کا انکار لازم اور اُس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔

ختم نبوت امت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آمد کے بعد زمانہ کے لحاظ سے کسی معنی میں بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ ظلی بروزی اور نہ کسی اور حیثیت میں وہ نبی بن سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی میں وقت کے لحاظ سے آخری ہونا ایک اہم جزو ہے۔ اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ امت نے ہمیشہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور اُن سے صفیہ ہستی کو پاک کیا جنہوں نے ختم نبوت کے اس معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔

خالق کائنات جل جلالہ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بیان کیا لہذا ختم نبوت کا منکر پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ہمارے ہاں اس فتنے کا نام قادیانیت ہے۔ اُن کو احمدی بھی کہتے ہیں، مرزائی بھی کہتے ہیں اور بعض اُن کو غلامیہ بھی کہتے ہیں۔

جو جھوٹا مدعی نبوت ہے اُس پر اُس کے سب ماننے والوں پر حکم نکر کا ہے ہر لحاظ سے ان سے اجتناب ضروری ہے، ان کی تکفیر کا عقیدہ رکھنا ایمان کیلئے لازمی ہے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پ ۲۲ سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰)

Muhammad is not the father of any of your men, yes He is the Messenger of Allah and the last one among all the Prophets And Allah knows all things.

(ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے)

خالق کائنات جل جلالہ نے اس مقام پر بڑے خوبصورت انداز میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ ہم اس کے نکات پر گھنٹوں بحث کرتے رہتے ہیں لیکن آج کی گفتگو کا انداز کچھ اور ہے۔ آج محاسبہ قادیانیت کے لحاظ سے قرآن مجید کی آیات پیش کر دوں گا اور اُن پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو آگے بڑھاؤں گا۔

اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ ختم نبوت محض ایک آیت کا ہی سبق نہیں بلکہ قرآن مجید کی درجنوں آیات قادیانیت کے رد میں موجود ہیں۔ بندہ ناچیز تو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ سے قادیانیت کا رد اور ختم نبوت کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بڑی حسین بات لکھی۔

مفتر اند معنی خاتم النبیین اس است کہ رب العزت نبوت ہمہ انبیاء جمع کر دودل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را معدن آن کرد و مہر بر آن نہاد تا بیچ دشمن بموضع نبوت راہ نیافت نہ ہوئے نفس نہ دوسوہ شیطان

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت جمع کر کے رسول اکرم ﷺ کے مبارک دل میں رکھ دی اور آپ کے دل کو اُس نبوت کیلئے معدن قرار دے دیا۔ نبوت کو دل میں رکھنے کے بعد مہر لگا دی تا کہ کسی دشمن کو نبوت کی چوری کی تو قیض نہ ہو سکے، نبوت کی چوری کی طرف اُس کو راستہ نہ مل سکے۔ شیطان کے دوسوے اور نہ ہی نفس کی خواہش کو راستہ ملے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے یعنی ختم رسالت اور ختم نبوت کیلئے ختم نبوت کے الفاظ کو ہی بولا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس خصوصی مقام پر خاتم النبیین کا لفظ بولا اور خاتم

المسلمین کا لفظ نہیں بولا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اللہ تعالیٰ نے ذکر تو دونوں منصبوں یعنی نبوت اور رسالت کا کیا لیکن ختم کے لحاظ سے یہ فرمایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے عرف عام میں لفظ ختم نبوت بولا جاتا ہے۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور رسول بھی کوئی نہیں ہو سکتا لیکن عمومی طور پر ختم نبوت اس آیت کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ آیت کریمہ میں اس کے بولنے کی حکمت یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ کمال طریقے سے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش کی نفی کرنا چاہتا تھا، اُس نے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ اس مطلب کو بیان فرمادیا ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں منطق میں ایک قانون ہے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی

ایک ہے نبی ہونا اور ایک ہے رسول ہونا۔ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ نبی بڑھتا ہے تو رسول بن جاتا ہے۔ اس طرح کہ جو بھی رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بھی نبی ہو وہ رسول بھی ہو کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

اس کی مثال اس طرح سمجھی جاسکتی ہے۔ ایک ہے سندھی ہونا اور ایک ہے پاکستانی ہونا۔ پاکستانی ہونا عام ہے اور سندھی ہونا خاص ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص سندھی نہیں تو اُس کے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ سندھی نہیں تو ہو سکتا ہے وہ پنجابی ہو بلوچی ہو۔ لیکن جس وقت ہم یہ کہیں گے کہ وہ پاکستانی نہیں تو اس سے سب کی نفی ہو جائے گی کہ وہ بلوچی بھی نہیں، پنجابی بھی نہیں، عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اکرم ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ رسول اکرم ﷺ ختم میں سے کسی کے باپ نہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ خاتم المرسلین ہیں تو یہ وہم پڑ سکتا تھا کہ آپ کے بعد کوئی رسول تو نہیں ہو سکتا، شاید کوئی نبی ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جب نبوت کی نفی ہوگی تو رسالت کی تو بطریق اولیٰ نفی ہو جائے گی، جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو وہ رسول کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس انداز میں مبالغے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نفی کرنے کیلئے یہ عام کی نفی فرمادی تاکہ اس کے ذریعے سے خاص کی نفی خود بخود ہو جائے۔

خاص کی نفی کی جاتی تو پھر عام کی گنجائش باقی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی عام کی نفی فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہو سکتا تو اب طریق اول واضح ہو گیا کہ جب نبی کی گنجائش نہیں تو رسول کی گنجائش کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

یعنی خالق کائنات جل جلالہ نے کمال طریقے سے اس ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید میں آیات کے لحاظ سے جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں درجنوں آیات ایسی نظر آتی ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کرتی ہیں۔ آج میں آپ کے سامنے تیس ۳۰ آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو بیان فرمایا۔

پہلی آیت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

اس کی وضاحت پیچھے ہو چکی۔

دوسری آیت:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

اے میرے نبی ﷺ آپ یہ ارشاد فرمادیں۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کے آیا ہوں۔

اناس کے ساتھ جو خطاب ہے یہ ان لوگوں کیلئے بھی تھا جو صدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان کیلئے بھی تھا جو صدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان کیلئے بھی تھا جو قیامت تک آنے والے ہیں، سب کو اناس سے بیان کر دیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کو حکم دے دیا گیا کہ آپ قیامت تک کے آنے والے لوگوں کیلئے اور جمع انسانیت کیلئے اعلان کر دیں کہ مجھے میرے خدا نے ایک دو صدیوں کا ہی رسول نہیں بنایا، قیامت تک کی ساری انسانیت کا رسول بنایا ہے۔

اس آیت نے بعد میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش بالکل ختم کر دی۔ رسول اکرم ﷺ کو جمع انسانیت کیلئے رسول بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔

تیسری آیت:

بَكَرَكَ الْإِدْيُ نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

(پ ۱۸ سورۃ الفرقان، آیت ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

وہ رب بڑی برکت والا ہے جس نے قرآن کو اپنے عبد خاص پہ نازل کیا۔

کس لئے؟ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

تاکہ آپ سارے جہانوں کے نذیر بن جائیں، سارے جہانوں کو ڈرائیں، سارے جہانوں کیلئے منذر بن جائیں، سارے جہانوں کیلئے توحید و رسالت کے پیغام کو عام کریں یعنی رسول اکرم ﷺ کی حیثیت کو واضح کر دیا گیا کہ آپ ایک جہاں کیلئے نہیں بلکہ بعد میں جتنے زمانے آئیں گے سب کیلئے آپ کو نبی بنا دیا ہے۔

چوتھی آیت:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

(پ ۲۲ سورۃ الباء، آیت ۲۸)

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔

ہم نے آپ کو جہج انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کے بھیجا ہے۔ تمام انسان جو قیامت تک آنے والے ہیں آپ ان کو بشارت دیں کہ اگر تم مجھے اور میرے رب کو مان لو گے تو تمہیں جنت ملے گی اگر نہیں مانو گے تو تمہیں جہنم میں پھینکا جائیگا۔ آپ کو تمام انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا، یہ آپ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے۔

پانچویں آیت:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

(پ ۷ سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کی رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک دوسری تو آپ کے سپرد ہو اور ان کی حل مشکلات اور ان کی ہدایت کا ذمہ آپ کیلئے ہو اور بعد میں کسی اور کی ڈیوٹی لگنی ہو۔

خالق کائنات جل جلالہ فرماتا ہے نہیں، نہیں، ہم نے آپ کو ہمیشہ کیلئے اور تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ پہلے عالمین جو گزر چکے تھے اُن میں بھی رحمت آپ ہی کی تھی لیکن اُس وقت آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا لہذا نبوت پہلے انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی۔ جب آپ کا ظہور ہو گیا، آپ کائنات میں جلوہ گر ہو گئے، اب جتنے جہاں بعد میں آنے والے ہیں اُن سب کو آپ کی رحمت نے پیٹ میں لے رکھا ہے، لہذا اب آگے کسی اور کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

چھٹی آیت:

لَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(پ ۵ سورۃ النساء، آیت ۴۱)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں اُن سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے

قیامت کا دن ہوگا ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لیں گے جو اُن کے نبی ہو گئے، وہ اُن کے گواہ ہو گئے۔

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

اور ہم آپ کو ساری امتوں پر گواہ بنادیں گے۔

آپ کو اوّل سے لے کر آخر تک جتنے پیغمبر گزر گئے اُن کی امتوں کیلئے بھی اور آپ کی اپنی امت کیلئے بھی گواہ بنادیں گے۔

جب رسول اکرم ﷺ آئے بڑے مشاہدے کے ساتھ جلوہ گر ہو گئے اور آپ کو ایسی بڑی گواہی کا منصب دے دیا گیا۔ اب آپ کے بعد کسی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ رسول اکرم ﷺ کو ہولاء شہید کہہ کر جہج انسانیت کیلئے اپنے دربار کا گواہ بنا کر آپ کی عظمت اور منصب کو واضح فرما دیا ہے۔

ساتویں آیت:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا تَأْتُونَ بَشِيرًا وَلَا نَذِيرًا

(پ ۳ سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۳)

اور محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ محض رسول ہیں یعنی خالق نہیں، اللہ نہیں معبود نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

آپ سے پہلے بھی رسول آتے رہے اور ان کے ماننے والے پھر جاتے رہے۔ آپ کی آمد ایک نذرانہ انداز میں ہے چونکہ اُن کے بعد نئے رسول پھر آتے رہے اور آپ کے بعد کوئی نیا رسول یا نبی نہیں آئے گا لہذا خالق کائنات نے اس انداز میں انسانیت کو چھوڑا۔

اَلَّذِيْنَ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ

کیا ان کا وصال ہو جائے یا شہادت ہو جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ نہیں، نہیں، یہ ہمیشہ کی نبوت لے کر آئے ہیں۔ اگر وصال ہو بھی جائے گا پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے لائے ہوئے پیغام کو چھوڑ دے اور اُس سے پیچھے ہٹ کر مرتد ہو جائے، دین کا باغی ہو جائے۔ ان کو ہم نے ہمیشہ کی نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا ہے لہذا اگر وصال ہو جائے گا تو پھر بھی ان کی نبوت کا جھنڈا ہرا تار ہے گا۔

آٹھویں آیت:

وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شٰهِيْدًا

(پ ۵ سورۃ النساء، آیت ۷۹)

اور اے محبوب! ہم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

ہم نے آ کر لو سارے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور تمہارے رسول ہونے پر میری گواہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ یہاں بھی رسول اکرم ﷺ کو جمع انسانیت کیلئے رسول بنانے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

نویں آیت:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ

(پ ۶ سورۃ النساء، آیت ۷۰)

اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے۔

اے سارے لوگو! قیامت تک آنے والی انسانیت! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آ گئے ہیں جو کہ حق لے کر آئے ہیں۔ وہ حق ایسا ہے جو قیامت تک کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور مزید کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں آئے گی۔ اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے جمع انسانیت سے خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی جامعیت اور عالمگیریت کو بیان فرما دیا ہے۔

دسویں آیت:

الرَّ - كِتَابُ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ -

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت ۱)

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔

اے میرے نبی ﷺ! ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ کیوں؟ تاکہ آپ "الناس" کو یعنی ساری انسانیت کو، قیامت تک آنے والے لوگوں کو اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے آئیں۔

دیکھئے اسی سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو وہاں "الناس" کا لفظ نہیں بلکہ لفظ قوم ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِاٰيٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ -

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۵)

ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات دے کر بھیجا تاکہ تم اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔

وہاں قوم تک دائرہ محدود تھا لیکن یہاں چونکہ ختم نبوت کا جھنڈا ہرا تار ہے۔ اسلئے خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا:

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ

تاکہ آپ جمع لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں ان کو پیغام دیں۔

اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا واضح ذکر ہو گیا کہ آپ لوگوں کے ہادی ہیں، آپ ہی لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں گے۔ کیونکہ قیامت تک آپ کی تعلیمات موجود رہیں گی، اللہ تعالیٰ کے اذن سے تصرف موجود رہے گا تو پھر کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ آئے اور آ کر یہ کام کرے جبکہ آپ اور آپ کی تعلیمات بطریق احسن وہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ راستے روشن ہیں اُجالے بٹ رہے ہیں اور محسوس آباد ہو رہی ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہ نے فرما دیا کہ قیامت تک ظلمت سے نور کی طرف نکالنے کا منصب ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ کے بعد اس منصب کے لحاظ سے کسی کے آنے کی محاجرت باقی نہیں رہی۔ کسی معنی میں بھی نبوت و رسالت کے لحاظ سے کوئی بھی نہیں آ سکے گا۔

گیارہویں آیت:

وَلَقَدْ اَسْتَهْزِئْ بِرَسُوْلٍ مِنْ قَبْلِكَ

اور بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا۔

یہاں استدلال کا انداز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی کیلئے بہت سی آیات نازل فرمائیں۔ آپ کو جو تکلیفیں آرہی تھیں وہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو آتی رہی ہیں۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ کی جرأت و استقامت میں کوئی فرق نہیں ہے، ہر لمحہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ

کی چاہت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی بھی فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ اسْتَنْهٰی بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

کچھ احمق لوگ مذاق کرتے ہیں لیکن آپ نہ گھبرائیں، آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کی گنجائش ہوتی تو خالق کائنات ضرور اس انداز میں بیان کرتا کہ آپ سے پہلے بھی یہ معاملہ چلتا رہا ہے اور آپ کے بعد بھی ایسا ہوتا رہے گا۔ جو پہلے نبی آئے تھے انکو بھی مشکلات کا سامنا تھا اور جو آپ کے بعد آئیں گے ان کو بھی سامنا ہوگا۔ جبکہ خالق کائنات جل جلالہ نے کہیں بھی بعد والا احتمال نہیں چھوڑا اور اس انداز میں بیان کیا کہ آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن آپ تو جامع نبوت لے کر آگئے ہیں، سب سے بڑا پیغام آپ کا ہے تو اس لحاظ سے مصیبتیں بھی بڑی برداشت کرنی پڑیں گی۔ خالق کائنات نے اس اسلوب میں ختم نبوت کو بیان فرمادیا ہے۔

بارہویں آیت:

وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ فَاصْبِرْ وَاَعْلٰی مَا كُذِّبُوا

(پ ۷ سورۃ الانعام، آیت ۳۳)

اور تم سے پہلے رسول بھجوائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس بھٹکانے پر آپ سے پہلے لوگوں کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے اس پر صبر کیا، ان کے منہ پر لوگ کہتے تھے کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو تو وہ صبر کرتے رہے۔ یہ جو آپ کے زمانے کے بھگوڑے مشرک اگر ایسی باتیں کرتے ہیں تو اس سے سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیئے، میرے محبوب طبیعت ہشاش بشاش رہے۔ یہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ تو یہاں پر بھی یہ بات کی گئی کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہوتی رہی لہذا اگر بعد میں کسی نے آنا ہوتا تو اس کی بھی بات کی جاتی۔ ”ومن بعدک“۔ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ایسا اسلوب اختیار نہیں کیا تو اس میں ختم نبوت کا واضح سبق موجود ہے۔

تیرھویں آیت:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعِزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (پ ۲۶ سورۃ الاحقاف، آیت ۳۵)

تو تم صبر کرو جیسا اہم والے رسولوں نے صبر کیا

اے میرے محبوب ﷺ آپ ایسے ہی صبر کریں جیسے آپ سے پہلے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ماضی میں صبر کیا ہے اور آپ بھی صبر برقرار رکھیں۔ یہ نہیں کہ کہیں کوئی بے صبری ہو گئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ اب صبر کی تلقین کی جائے۔ ہرگز ایسا مسئلہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ

اب صبر کر رہے ہیں اس صبر کو آپ آئندہ بھی قائم رکھیں۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور یہاں جو لفظ بولے ہیں وہ بھی یہ ہیں کہ آپ سے پہلے بھی رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام صبر کرتے رہے۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی گنجائش ہوتی تو یقیناً وہ بھی اللہ کا سچا نبی ہوتا اور وہ بھی صابر ہوتا اور اس کا بھی حوالہ دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہرگز گنجائش ہی نہیں چھوڑی اس واسطے بعد والا تذکرہ کسی مقام پر بھی نہیں فرمایا۔

چودھویں آیت:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ

(پ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا اور عالم ارواح میں ان سے یہ عہد لیا کہ جب باری باری میں تمہیں بھیجوں گا تو تم اپنی اپنی نبوت کا اعلان کرو گے اور تم ہی قرار پاؤ گے، میں تمہیں کتاب بھی دوں گا، حکمت بھی دوں گا۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

جب تم سب اپنی باری مکمل کر لو گے، تم سب کی نبوت کا زمانہ گزر جائے گا، پھر تمہارے پاس ایک رسول آئیں گے ان کی شان کیا ہوگی؟

مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ

وہ اس سب کی تصدیق کریں گے، جو کچھ تم لے کے گئے ہو گے۔ ان کا قرآن جو کچھ پہلے آچکا ہے سب کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

اے انبیاء علیہم السلام:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

تم نے ان پر ضرور ایمان بھی لانا ہے اور ضرور ان کے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ اس مقام پر لفظ تم نے واضح کر دیا کہ اس میٹنگ میں کوئی بعد والے پیغمبر کی گنجائش ہوتی تو اس کو بھی ضرور شامل کیا جاتا۔

بلکہ تمام انبیاء سے عہد لیا جا رہا تھا اور یہ کہا جا رہا تھا کہ تم سب پہلے جاؤ گے اور تمہارے بعد میرے محبوب علیہ السلام جائیں گے۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

تم اپنی نبوت کا زمانہ مکمل کر چکے ہو گے، اس کے بعد میرے محبوب ﷺ تشریف لائیں گے اور وہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ یہاں پر واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بیان کر دیا کہ جس کو بھی میں نے نبی بنانا ہے اُس کو اپنے محبوب سے پہلے بھیجوں گا اور پھر محبوب ﷺ کو مُصَدِّق بنا کے بھیجوں گا، پھر بعد میں تصدیق کرنے جائیں گے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آئی نہیں سکتا اس لیے اُس کی تصدیق ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ سے پہلے پہلے جس نے پہنچنا ہے وہ پہنچے گا اور آپ آئیں گے۔ ”ثم“ کے لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احتمال ہی ختم کر دیا۔ جب آپ جلوہ گر ہو جائیں گے اُس وقت تو پہلوں کی تصدیق کا معاملہ ہوگا، پھر کسی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی۔ رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو دو نوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا:

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

وہ ایسے رسول ہونگے جو تم سب رسولوں کی کتابوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کے محفیوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ نبی اُس کی تصدیق کریں گے تو اب یہ وقت سرکاری طرف سے تصدیق کا وقت ہے۔ اللہ نے اُن کو تو نور دیا ہوا ہی ہے لیکن ادھر رجسٹریشن ہو رہی ہے، نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تصدیق ہو رہی ہے۔ اگر کوئی نبوت بعد والی بھی ہوتی تو پھر آپ کا وصف یہ ہونا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ پھر یہ فرماتا:

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ وَلَمَّا بَعَثَكُمْ

کہ ایسے رسول آئیں گے جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس کی بھی تصدیق کریں گے اور جو بعد میں آئے گا اُس کی بھی تصدیق کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ذیل تاکید کے ساتھ ختم نبوت کو واضح فرما دیا کہ وہ آئیں گے تو اُس سے پہلے جس نے آنا ہوگا وہ آچکا ہوگا۔ اللہ نے ازل سے انتخاب کر رکھا ہے اُن خوش بخت ذاتوں کا جن کو رسول اکرم ﷺ کے سمیت نبوت دینی تھی، ازل سے اُن کو نبوت دینے کا اعلان فرما رکھا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے حتی طور پر واضح لفظوں میں بیان فرما دیا۔

پندرہویں آیت:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

(پ ۶ سورۃ المائدہ، آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور آج میں نے تم پر اپنی نعمت کی انتہاء کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

اب دیکھو!

کئی صدیوں سے یہ ہدایت کا سلسلہ جاری تھا، اللہ تعالیٰ اُمّتوں کو نصاب دیتا تھا، اُن کے چھوٹے چھوٹے نصاب تھے، تقویٰ و طہارت اور تزکیہ نفس کے یہ سبق تو بعد کے ہیں، شروع میں تو یہ سبق بھی پڑھانے لازم تھے کہ یہ انسانیت ہے، تم میں اور حیوانوں میں فرق یہ ہے کہ تم نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپنا چاہیے، تمہارے لئے یہ لباس ہیں۔

اس طرح انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کو یہ سبق پڑھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ رسماً لوگوں کے شعور کو بیدار کیا جا رہا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ کا عہد زریں آیا اور اس اُمت کی ذہانت سامنے آگئی تو خالق کائنات جل جلالہ نے یہ اعلان فرما دیا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وہ جو کئی صدیوں سے میری ہدایت کا سلسلہ جاری تھا اور چھوٹے چھوٹے نصاب میں دے رہا تھا آج میں نے اس جامع نصاب کو مکمل کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور نعمت کی انتہاء کر دی ہے۔ پہلی اُمّتوں کو میں نے اتنا نہیں دیا جتنا تمہیں دیا ہے۔ اُن سب کو جو دیا تھا اُس سے ایک جامع نصاب میں نے اس اُمت کو دے دیا ہے۔

یہاں تک کہ بچے کی ولادت سے کئی ماہ پہلے سے لے کر اُس کی وفات کے بعد تک جتنے درمیان میں معاملات ہیں، وہ سب کے سب بیان کر دیئے ہیں۔ یہاں تک رسول اکرم ﷺ ہمارا شاد فرمانے لگے:

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ

میں تو تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں، عین باپ نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں باپ کی طرح ہوں۔ کس انداز میں فرمایا ”شفقت اتی کرتا ہوں کہ باپ بھی بالآخر ایسی شفقت نہیں کر سکتے گا“ میں ایک طرف تو تمہیں بتوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کے دربار تک پہنچا رہا ہوں اور دوسری طرف چھوٹی باتیں بھی بیان کرتا ہوں کہ جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھنا ہو تو طریقہ کیا ہونا چاہیے، منہ کس طرف ہونا چاہیے، کتنے ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔ میری نبوت کا بلند منصب دیکھو، میری باتوں کا مان دیکھو، یہ میری تمہارے ساتھ شفقت ہے کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی کہ کل تمہیں ضرورت پڑے اور میں نے وہ بیان نہ کی ہو، میں سب کچھ بیان کرنے کیلئے آگیا ہوں۔

تکمیل ایمان سے ختم نبوت کا بیان

سولہویں آیت:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ-

(پس سورۃ البقرہ، آیت ۴)

متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اُس چیز پر جو اے محبوب علیہ السلام آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

بندہ مومن تب بنے گا جب پہلی کتب پر بھی ایمان لے آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ لوگ کامیابی والے ہیں، ہدایت والے ہیں، تقویٰ والے ہیں کہ اے نبی اکرم ﷺ جو تجھ پہ قرآن اتر رہا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے پہلے ہدایت کی کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لائے والے ہیں۔

اب اگر بعد میں بھی کسی کی گنجائش باقی ہوتی تو لازم کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِكَ

جو آپ پر اتاری ہوئی کتاب پر بھی ایمان لائے اور جو پہلے اتر چکی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں اور جو بعد میں اتریں گی اُس پر بھی ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہرگز اس انداز میں بیان نہیں کیا، اور واضح کر دیا کہ بعد میں کوئی نبی ہی نہیں ہوگا اور اُس کی کتاب کہاں سے آئے گی۔ سب کچھ پہلے آچکا ہے اور یہ نبوت بعد والی پہلی نبوتوں اور کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور اپنے امتوں پر اُس کو لازم قرار دے رہی ہے۔

ستترہویں آیت:

لَكِنَّ الرَّاٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ-

(پس سورۃ النساء، آیت ۱۶۲)

ہاں جو اُن میں علم میں کچھ اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اتر اور جو تم سے پہلے اتر۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ وہی بیان کر رہا ہے جو اس سے پہلی آیت میں بیان فرمائی۔

وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

ایمان کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ جو آپ پر کتاب اتاری ہے اس پر ایمان لے آئیں اور جو آپ سے پہلے کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں۔

اٹھارہویں آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ

(پس سورۃ النساء، آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لے آؤ اللہ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام پر نازل کی اور اُن کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے نازل کیں۔ یہاں بھی پہلے کا ذکر موجود ہے۔

انیسویں آیت:

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ (پس سورۃ الزمر، آیت ۶۵)

اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

آپ کی طرف اس پیغام کی وحی کی گئی، اس توحید کی وحی کی گئی جو آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف کی گئی۔ پہلے پیغمبر بھی توحید والا پیغام عام کرتے رہے، فکر آخرت والا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے، یہ سب کا مشترکہ پیغام ہے۔ نبوت کا پیغام اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام ہے، فکر آخرت کا پیغام دیتے ہیں۔ رب ذوالجلال نے فرمایا ”یہ آپ کی طرف بھی آیا ہے اور آپ سے پہلوں کی طرف بھی آیا ہے“۔ گنجائش ہوتی تو بعد کا تذکرہ ضرور ہوتا کیونکہ یہ اہم مقام ہے جہاں نبوت کی حیثیت کو واضح کیا جا رہا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے بعد والے تمام احتمالات ختم فرما دیئے ہیں۔

بیسویں آیت:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ-

(پس سورۃ النساء، آیت ۶۰)

یہاں پر اُس کو بیان کیا گیا جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے جو نازل کیا گیا، بعد والا احتمال ختم کر دیا گیا۔

اکیسویں آیت:

كَذَٰلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ

(پس سورۃ الشوری، آیت ۳)

ایسے ہی اللہ نے آپ کی طرف وحی کی اور اُن لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے آچکے ہیں۔ بعد والا احتمال ختم کر دیا گیا۔

بہت سی آیات میں اُمت کو اس انداز میں بیان کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی اور اُمت کی اب گنجائش باقی نہیں رہی جب اور اُمت ہی نہیں ہوگی تو اور نبی کہاں سے آئے گا۔

بائیسویں آیت:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ ۴ سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰)

تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

تم کو ساری امتوں کا سردار بنایا گیا۔ جب سردار اُمت آجائے تو پھر ادنیٰ اُمت کی ضرورت کیا ہے۔ یہ جب آگئی تو سارے منصوبے اس کے پاس، سارے کام ان کے پاس، ساری عظمتیں ان کے پاس، ہر بندگی کی توفیق اس کے پاس، ہر علم کا کمال ان کے پاس۔ پہلی ساری امتیں یکجا ہو کر وہ کام نہ کر سکیں جو اس تنہا اُمت نے کیا۔ وہ امتیں اپنے نبی پر نازل ہونے والی کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کو تو محفوظ رکھا ہی ہے اس کے ساتھ انہوں نے اُن کی ہر ہر حدیث کو بھی محفوظ رکھا اور اس انداز میں محفوظ رکھا کہ صرف حدیث کی حفاظت کیلئے پینسٹھ علوم ایجاد کر ڈالے اور پھر حدیث کو سمجھنے کیلئے اصول حدیث کو بنایا۔ قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر کو بنائے۔ احکام کو سمجھنے کیلئے اصول فقہ کو بنایا۔ پہلی اُمتوں میں اس طرح کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یہ خیر امت آگئی ہے، سردار امت آگئی ہے، یہ تمام امتوں میں سے آخری امت ہے۔ اس کے بعد جب اُمت کا تصور نہیں تو نبی کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔“

تیسویں آیت:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔

(پ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کی تم لوگوں پر گواہ ہو۔

ہم نے تجھے افضل اُمت بنایا ہے تاکہ تم باقی سارے لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گواہ بننا یہ منصب صرف پیغمبروں کا تھا لیکن رسول اکرم ﷺ کی نسبت سے اس اُمت کو بھی یہ گواہی کا منصب مل گیا ہے۔ اب وہ امت ظاہر ہو گئی جس کو من وجہ وہ سیٹ دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ گواہی دے سکیں گے۔

اب فضیلت والی اُمت کے بعد کسی ادنیٰ اُمت کا تصور باقی نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو افضل ترین اُمت کہہ رہا ہے تو یہ آخری اُمت ہے جن کی کتاب سب سے افضل ہے، جن کے پیغمبر سب سے افضل ہیں، جن کا نظام سب سے افضل ہے اور جن کا پیغام سب سے افضل ہے۔ لہذا ان کے بعد کوئی پیغام ہے نہ دعوت ہے، کوئی کتاب ہے نہ کوئی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی عظمت کے ساتھ ختم نبوت کی عظمت کو ثابت فرما دیا ہے۔

چوبیسویں آیت:

وَاذْ قَالِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

(پ ۲۸ سورۃ الصف، آیت نمبر ۶)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے تھے ”اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کے آیا ہوں اور میں اُس کی تصدیق کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی شکل میں آ چکی ہے اور میں اس رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام ”احمد“ ہوگا۔“

اب یہاں پر اس اسلوب کو واضح کر دیا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور کے آنے کی گنجائش باقی رہتی تو آپ کا یہ انداز ہوتا کہ لوگو! میں رسول بن کے آ گیا ہوں اور جتنی پہلی کتابیں ہیں اُن کی میں تصدیق کر رہا ہوں اور جو بعد میں آئے گا اُس کا میں اعلان کر رہا ہوں اور اُن کے بعد جو آئے گا اُس کا اعلان کر رہا ہوں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نبی تو بار بار کی ہے۔ ڈیڑھ سو احادیث میں نبی موجود ہے ختم نبوت کا بیان موجود ہے لیکن ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے بعد کسی کے آنے کی گنجائش باقی ہے۔

محبوب علیہ السلام سے پہلے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ اسلوب دے رہے تھے اور پہلوں کی تصدیق کر رہے تھے اور بعد میں آنے والے کی بشارت دے رہے تھے۔ آگے رسول اکرم ﷺ کو بھی ایسا کرنا چاہیے تھا اگر بعد میں کوئی نبی ہوتا ایسی آیت بھی آپ پر نازل ہونی چاہیے تھی اور ایسا خطاب آپ کا اُمت کے سامنے ہونا چاہیے تھا لیکن کسی مقام پر ایسا لفظ موجود نہیں ہے لہذا اس آیت کا اسلوب ختم نبوت کی گواہی کو ثابت کر رہا ہے۔

پچیسویں آیت:

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَىٰ الْحَقِّ ذِكْرًا لِّمَنْ هُمْ مُسْتَقِيمُونَ (پ ۲۶ سورۃ الاحقاف، آیت ۳۰)

بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی۔

یہ ایک آیت نہیں، اس آیت کے مضمون کی بہت سی آیات ہیں

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ پیغمبر پہلی کتابوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اگر بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کا پیغام آتا ہوتا تو تصدیق کیلئے اُس کو بھی شامل کیا جاتا۔ خالق کائنات جل جلالہ نے اس احتمال کو ختم کر کے ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔

چھبیسویں آیت:

(پ ۷ سورۃ الانعام، آیت ۱۹)

اس میں انداز یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ قرآن مجید کا تعارف ایسا کروا رہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے بعد پھر کسی کی بحیثیت نبی آنے کی مجال کیسے ہو سکتی ہے؟

رب ذوالجلال فرماتا ہے:

أَوْحَىٰ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لَا نُنْذِرُكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۹)

میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی۔

لا نُنْذِرُكُمْ بِهِ تاکہ میں تمہیں اس کے ساتھ ڈراؤں۔

جو صحابہ سامنے موجود تھے اُن کو فرمایا

”وَمَنْ بَلَغَ“ یہاں تک یہ قرآن قیامت تک پہنچے گا جو پڑھ کے ڈریں گے وہ میرے ڈرانے سے ڈر رہے ہونگے۔ یہ ایک دو صدیوں کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ڈراتا رہے گا قرآن ہمیشہ کے ڈرانے کیلئے آیا ہے۔ قرآن مجید کا تعارف بحیثیت کتاب ختم نبوت کو واضح کر رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کتاب ختم نبوت والی دے دی ہے۔ اس کتاب کے بعد اور کتاب کی گنجائش باقی نہیں رہی تو اس سینے کے بعد

کوئی اور حامل وحی سیدہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمام گنجائشیں ختم کر ڈالی ہیں۔

ستائیسویں آیت:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا

شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (پ ۱ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳)

اگر تم کو اُس پر شک ہے جو علم اپنے عبد خاص پہ نازل کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے یا اپنی طرف سے پڑھ رہے ہیں۔ اگر اے کافر تمہیں اس کتاب میں شک ہے تو پھر اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ اور صرف تم ہی نہیں بلکہ اپنے حمایتی بھی ساتھ ملاؤ۔ اگر تم اُس دعوے میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں انہوں نے خود گھڑا ہوا ہے تو پھر ایسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ، یہ سورت تم نہیں بنا سکتے۔

یہ چیلنج جس طرح اُس وقت تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی ایسے ہی آج بھی یہ چیلنج موجود ہے اور قرآن مجید

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اس سے اس بات کو آج بھی بحیثیت چیلنج بیان کر رہا ہے۔ یہ قرآن رسول اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ معجزہ نبوت کا ہوتا ہے۔ معجزے کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک معجزہ حسی ہوتا ہے اور دوسرا معجزہ عقلی ہوتا ہے۔ حسی معجزہ وہ ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جائے جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پہاڑ سے نکلے تھی وہ معجزہ حسی تھا لیکن قرآن مجید عقلی ہے۔ حسی معجزہ جب تک حس کے سامنے ہے تو معجزہ ہے غیب ہوا تو ختم ہو گیا پھر خبر باقی رہ گئی۔

لیکن معجزہ عقلی وہ ہوتا ہے جب تک عقل سلامت ہے معجزہ بھی سلامت ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی والا معجزہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا والا معجزہ محدود وقت کیلئے تھا اس واسطے اُن کی نبوتیں محدود وقت کیلئے تھیں۔

لیکن نبی علیہ السلام کو معجزہ دائمی دے کر اعلان کر دیا ہے کہ جن کا معجزہ ہمیشہ کا ہے اُن کی نبوت بھی ہمیشہ کی ہے۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی حقیقت کو واضح فرمایا۔

اتھائیسویں آیت:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (پ ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۷)

قرآن مجید کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن سارے جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔ سارے جہانوں کیلئے نصیحت سے اس کی جامعیت بیان کر دی گئی۔ قیامت تک ہمیشہ کیلئے یہی نصیحت ہے، اس

کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی اس جامعیت نے قیامت تک کیلئے یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہی نصیحت ہے اور یہی ہدایت ہے تو اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مضمون کو بھی واضح فرما دیا ہے۔

انتیسویں آیت:

هُدًى لِّلنَّاسِ

(پ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۵)

ہم نے اس کو جمع انسانیت کیلئے ہدایت بنایا۔ خواہ وہ پہلی صدی کے ہوں، چودھویں صدی کے ہوں، بیسویں کے ہوں، خواہ قیامت تک کے لوگ ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے ”یہ ہدایت ہے اب اس کے بعد کسی کو کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بھی ختم نبوت کا بیان ہے۔“

تیسویں آیت:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت ۵۲)

یہ لوگوں کو حکم پہنچاتا ہے۔

یہ قرآن جمع انسانیت کیلئے تبلیغ ہے ”بلاغ للناس“ ہے یہ سب تک رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کی جو عالمگیریت اور آفاقیت ہے اس نے بھی واضح کر دیا کہ اس قرآن نے گنجائش نہیں چھوڑی کہ اب کوئی اور صحیفہ اترے یا کوئی نبی ہو اس پر وحی اترے اور لوگوں کو اس کی ضرورت پڑے، نہیں، نہیں۔

یہ کافی ہے اور قیامت تک کیلئے بلاغ للناس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تمام جہات کو بیان فرما دیا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ ہر لفظ میرے نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے اور یہ معجزہ عقلی ہے۔ ہر لفظ یہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ محبوب علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا اور اس کی مثل نہیں بن سکتی، اس کے لفظ جیسا لفظ نہیں بن سکتا، اس کی آیت جیسی آیت نہیں بن سکتی۔ جس کی نبوت ہوتی ہے معجزہ اسی کا ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بول رہا ہو اس کی نبوت بھی بول رہی ہوتی ہے جس کا معجزہ چمک رہا ہو اس کی نبوت بھی چمک رہی ہوتی ہے جس کا معجزہ موجود ہو اس کی نبوت کا زمانہ بھی موجود ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بالکل شاداب ہر ابھر اور تازہ ہو اس کی نبوت کا اسلوب بھی تازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ آج بھی اعجاز کے ساتھ موجود ہے اور اس کا اعجاز باسی نہیں ہوا۔ اس کا اعجاز ماند نہیں پڑا تو اس کا ہر لفظ ہی اپنے قرآن ہونے کے لحاظ سے نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کا بیان کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں۔ ایسے ہی ڈیڑھ سو احادیث براہ راست ختم نبوت کو ثابت کرتی ہیں۔ میں اپنی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی محدث کہہ یا مہدی کہہ، کوئی مہدی کہہ یا مسیح کہہ، کوئی اس کو (جھوٹا) نبی کہہ، یہ سارے معاملات تو بعد میں آئیں۔ کوئی نبی تب بنتا ہے جب اس کا ایمان صحیح ہوتا ہے۔ یہ تو ایسا انسان ہے کہ اس کا اپنا ایمان ہی صحیح نہیں جو اپنے ایمان کے لحاظ سے پہلے ہی کافر تھا۔ کیا کافروں میں سے کوئی مہدی ہوتا ہے یا کافر بھی کوئی مہدی ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی مسیح ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی نبی ہوتا ہے؟ یہ شخص قطع نظر اس کے کہ وہ دلائل کو دیکھا جائے بذات خود اپنے عقیدے میں نبوت کے اعلان سے پہلے بھی اپنی حیثیت کے لحاظ سے جو بیان کر رہا تھا اس کا خود ایمان ہی نہیں تھا، یہاں تو نبی ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ایمان کے لحاظ سے اس کی صورت حال کیا تھی؟

اس کی کتاب البریۃ کا صفحہ نمبر ۷۹ ہے۔

اس میں اس نے اپنے آپ کو خدا بنا کے پیش کیا ہے۔ یعنی عمومی طور پر تو ہم اس کو جھوٹا مدعی نبوت کہتے ہیں وہ تو خدا بننے کے درپے تھا۔ اس نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کشف میں میں نے دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اس حالت میں یہ کہہ رہا تھا ہم ایک نیا نظام، ایک نیا آسمان، ایک نئی زمین چاہتے ہیں، سو میں نے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کر دیا۔

تو یہ غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے آپ کو زمین و آسمان کا خالق بھی کہتا ہے اور اپنے آپ کو خدا بھی کہہ رہا ہے، ایسا شخص تو انسان کہلانے کا حق دار نہیں چہ جائیکہ اس کو مسلمان کہا جائے اور پھر مسلمان سے اس کے جو عہدے ہیں۔ محدث، مجدد یا اس طرح کے اور عہدے اس کو دیئے جائیں، یہ تو انسانیت کی طرف میں داخل ہی نہیں ہے کیونکہ کافروں کو حیوان کہا گیا ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔ یہ انسان کہلانے کے قابل نہیں چہ جائیکہ اس کو آگے کوئی منصب دیا جائے یہ ختم نبوت کے موضوع پر ایک غریبی گفتگو تھی۔ قادیانیت ایک ناسور ہے۔

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟

کہنے لگی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

یہ قادیانیت کفر کی سالی ہے اور اس کے ہاتھ میں آری ہے جس کا مقصد اسلام کے درخت کو کاٹنا ہے۔ اللہ ان کو ان کے مذموم مقاصد میں ناکام فرمائے اور مسلم اُمہ کو اپنی غیرت و حمیت بیدار رکھتے ان کا پوری طرح تعاقب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

علامہ قاری محمد طیب نقشبندی، مانچسٹر (انگلینڈ)

دلائل ختم نبوت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين وَاخِرِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

اما بعد

تفسیر آیت ختم نبوت:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔
محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء میں سے سب
سے آخری نبی ہیں۔

سورۃ الاحزاب کی مذکورہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر نص صریح ہے۔ لیکن اس
کے معنی میں گمراہ لوگوں نے تحریف کی اور آپ کے بعد دروازہ نبوت کھولنے کی کوشش کی مگر انہیں اپنی
کوششوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھتی ہے۔

خاتم النبيين کا معنی آخری نبی ہونا حدیث کی روشنی

میں:

مرزائی مذہب مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کے لئے خاتم النبيين کا یہ معنی کرتا ہے کہ آپ
مرتبہ انبیاء میں اتنا عظیم ہے کہ تمام انبیاء کے مراتب وہاں ختم ہو جاتے ہیں۔ گویا آپ مرتبے میں سب
سے آخری نبی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے
کہ فلاں محدث خاتم الامم ہیں یعنی تمام محدثین کا علم و فضل اس پہ ختم ہو جاتا ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ
اس کے بعد کوئی محدث دنیا میں نہیں آئے گا۔ یہی معنی خاتم النبيين کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ
کہتے ہیں ہم بھی نبی ﷺ کو خاتم النبيين مانتے ہیں مگر مرتبے کے اعتبار سے نہ کہ زمانے کے اعتبار سے۔

مگر مرزائیوں نے یہ معنی کر کے قرآن میں تحریف کی ہے۔ جب خود رسول اللہ ﷺ نے کثیر
احادیث میں لفظ خاتم النبيين کی تفسیر فرمادی ہے کہ اس کا معنی آخری نبی ہے اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی
نبی نہیں آئے گا۔ تو پھر صاحب قرآن ﷺ کی تفسیر سے منہ موڑ کر اپنی طرف سے قرآن کی من مانی تفسیر کرنا
چہ معنی دارد؟ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری اور گزشتہ انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب آراستہ و مزین
کیا مگر ایک کونے میں ایک پتھر نہ لگایا۔ لوگ آکر اس مکان کی تعریف کرنے لگے کہ کتنا
خوبصورت ہے۔ مگر تعجب سے کہتے کہ یہ ایک پتھر کی جگہ کیوں خالی ہے؟ آگے آپ
ﷺ نے فرمایا:

لَا نَالَا اللَّيْنَةَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کہ میں ہی وہ پتھر ہوں اور خاتم النبيين ہوں۔

(بخاری شریف کتاب المناقب باب 18 حدیث 3534، مسلم کتاب الفضائل حدیث 22)
گویا رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ آپ جب تک مبعوث نہ ہوئے تھے قصر نبوت میں
صرف ایک پتھر کی کمی تھی آپ کے آنے سے وہ آخری پتھر لگ گیا اور قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اس لئے
آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَاَنَا اللَّيْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کہ میں خاتم النبيين ہوں۔ کیونکہ میں وہ آخری پتھر ہوں۔

اس حدیث نے کس قدر وضاحت فرمادی کہ خاتم النبيين کا معنی آخری نبی ہے بس۔

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک طویل حدیث کے

ضمن میں) فرمایا:

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي

میری امت میں تیس کذاب (نہایت جھوٹے لوگ) پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی
سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جب کہ میں خاتم النبيين ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(ابوداؤد کتاب المغتن والملاحم باب اول 4252۔ ترمذی کتاب المغتن باب 43 حدیث 2219)

اس حدیث میں کس قدر واضح و اشکاف الفاظ میں اللہ کے رسول فرما رہے ہیں کہ میں خاتم النبيين

اس معنی میں ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مگر افسوس مرزائی گروہ نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہے۔ مرزائی لوگ لائے بعدی کے معنی میں یہ ڈنڈی مارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہے۔ جیسے لا صلوة الا بغاتحة الكتاب۔ یعنی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اسی طرح حدیث میں لانکاح الا بولی۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے احتاف نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح کامل نہیں۔ یہ معنی نہیں کہ اس کے بغیر بالذکر کی نکاح کر ہی نہیں سکتی۔ اسی طرح لائے بعدی کا یہ معنی ہے کہ آپ کے بعد کوئی کامل یعنی صاحب شریعت نبی نہیں ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کا یہ ترجمہ کرنا بھی عظیم گمراہی ہے۔ اگر کوئی مشرک کہے کہ لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل خدا نہیں۔ ویسے اللہ کے سوا چھوٹے خدا بھی ہیں تو مرزائی اسے کیا جواب دیں گے۔ خدا کے بند جب رسول اکرم ﷺ پر مارے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہے تو پھر اس میں کامل یا غیر کامل کا فرق کرنا کھلی گمراہی کے سوا کیا ہے۔

(3) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے چھ چیزوں کے ذریعے تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(1) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

(2) میری رعب سے مدد کی گئی۔

(3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

(4) میرے لئے تمام زمین کو پاک اور مسجد بنادیا گیا۔

(5) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور

(6) مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم کتاب المساجد حدیث 5، ترمذی کتاب السیر باب 5، مسند احمد 2، ص 412)

ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا: میں قصر نبوت کا آخری پتھر ہوں۔ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ تُو میں نے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا۔

خَتَمَ بِنَبِيِّنَ اور خَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ کے الفاظ کس قدر صراحت سے بتا رہے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر کچھ اور کرنا پرلے درجے کی تحریف قرآن اور الحادوزندہ یقین ہے۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا: ”پس آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ہو جائے تو مسلمان پر فرض ہے کہ بلا توقف و بلا عذر اسے قبول کرے نہیں تو اس میں الحادوزندہ یقین کی رگ ہوگی۔“

(برکات الدعاء ص 18، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6)

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں جب خود رسول اللہ ﷺ سے خاتم النبیین کی تفسیر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو پھر اسے بلا توقف و بلا عذر مان لینا ہر مسلمان پر فرض ہے یا نہیں اور خود مرزا اور اس کی جماعت اس تفسیر سے منہ موڑتی ہے تو کیا ان میں الحادوزندہ یقین کی رگ ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ وہ در کریں۔

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا مرزا قادیانی کی تحریرات سے:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ کتابیں جو 1900ء سے قبل چھپیں ایسی ایسی عبارات سے بھری پڑی ہیں جو خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بتاتی ہیں اور ختم نبوت کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہیں۔ اس کے بعد 1901ء میں مرزا قادیانی نے قلابازی کھائی اور کھلے عام دعویٰ نبوت کیا۔ پھر وہ خاتم النبیین کے معنی میں تبدیلی و تحریف کرنے لگا۔ بہر حال یہاں اس کی چند پہلی تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔

”اور کیونکہ ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت نامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا۔۔۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 387، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3، سن طباعت 1891ء)

اسی کتاب میں آگے صفحہ 412 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

”ہر ایک دانائے سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔“ (حوالہ مذکورہ)

اسی کتاب میں آگے چل کر صفحہ 414 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

”اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔“ (حوالہ مذکورہ)

اسی کتاب میں آگے صفحہ 431 پر مرزا قادیانی مزید واضح الفاظ میں لکھتا ہے کہ

4: ”اکیسویں آیت یہ ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“ (حوالہ مذکورہ)

مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی پڑھئے اور نیرنگی زمانہ پر تعجب کیجئے وہ لکھتا ہے کہ
5: ”اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔“ (آسانی فیصلہ، صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4، سن طباعت 1892ء)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات کے بعد کیا کوئی شک رہ جاتا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے جس کی آمد پر وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی گئی۔ اب جبرئیل وحی نبوت لے کر نہیں آ سکتا اور ختم اس آیت کے بعد بھی کوئی نیا نبی مانتا ہے وہ خدا سے شرم نہیں رکھتا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اس سے بھی واضح کاف الفاظ میں خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی عربی کتاب حملہ البشریٰ میں آغا:

”الاتعلم ان الرب المتفضل سمی نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بخیر استثناء وفسره فی قوله لانی بعدی بیان واضح للطالین ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تعلیقها

کیا تم نہیں جانتے کہ فضل و کرم والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھا ہے۔ جس میں کسی نبی کا استثناء نہیں اور اس کی تفسیر ہمارے نبی نے اس قول ”لانی بعدی“ سے کر دی ہے۔ جو طالین کے لئے واضح بیان ہے اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا ظہور جائز مانیں تو ہمیں وحی نبوت کا دروازہ کھولنا پڑے گا جبکہ اسے اللہ نے بند کر دیا ہے۔“ (حملة البشریٰ ص 200 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7)

مرزا قادیانی کا خود کو محمد (ﷺ) قرار دینا:

مگر اسی مرزا قادیانی نے چند برس بعد دعویٰ کیا کہ میں عین محمد ﷺ ہوں اور میری شکل میں محمد ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں آگئے ہیں اور جب میں محمد ﷺ ہی ہوں تو خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی بلکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لعمادہ حقوا بہم وہی نبی خاتم النبیین ہوں اور خدا نے مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔۔۔ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں پس اس طرح خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔“

اب غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212 تاریخ طباعت 1901ء 5 نو مبر) اب جو شخص خود کو رسول اکرم ﷺ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا بلکہ میری شکل میں خود حضور ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں آکر دعویٰ نبوت کر رہے ہیں اس سے بڑا ملعون، شیطان اور ہال کون ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ کو تو فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف کتاب العلم، باب 38، مسلم کتاب احادیث 10) گویا شیطان کو تو جرأت نہیں کہ کسی کے خواب میں آکر کہے میں محمد ﷺ ہوں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا میری شکل میں خود حضور ﷺ ہی دعویٰ نبوت کر رہے ہیں۔ وہ شیطان کا بھی باپ نکلا۔ اس کے مکر و فریب اور شیطانیت نے تو شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ شیطان بھی اس سے پناہ مانگتا ہے۔ تاریخ اسلام میں کئی جھوٹے مدعیان نبوت آئے۔ انہوں نے خود کو نبی کہا مگر خود کو معاذ اللہ محمد ﷺ قرار دینے کی جرأت کسی نے نہ کی یہ جرأت صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو ملی یا اس کا راز تو آید و مرداں چھیں کنند۔

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوسرے جنم میں کسی دوسری مخلوق کے روپ میں پھر جاتا ہے۔ اسے وہ تاریخ کہتے ہیں لیکن ہندو بھی یہ نہیں مانتے کہ کوئی شخص پہلے ہی نام اور اوصاف کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آ سکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ کہہ کر کہ تیرہ سو برس کے بعد اس کی شکل میں حضور ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں پہلے اوصاف کے ساتھ آگئے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حال ایہ ہوتا ہے کمال۔

لفظ خاتم النبیین سے کوئی نبی مستثنیٰ نہیں:

یاد رہے اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا۔ خاتم المرسلین یا خاتم الرسل نہ

فرمایا۔ اس لئے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ رسول کا درجہ خاص ہے اور نبی کا عام۔ نبی تو ہر اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ نے وحی نازل فرمائی اور اسے خلق خدا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ جبکہ رسول یا مرسل کا لفظ انبیاء میں سے صرف انہی پر بولا جاتا ہے۔ جنہیں اللہ نے کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت یا نیا صحیفہ عطا فرمایا۔ اگر خاتم المرسلین کہا جاتا تو کوئی کہنے والا کہتا کہ آپ نے فرمایا صرف ایسے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کیا ہے جو نئی کتاب یا نئی شریعت لانے والے ہوں مطلقاً ہر نبی کی آمد کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا مگر اللہ نے خاتم النبیین کہہ کر اس گمراہی کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ امام ابن کثیر نے اس آیت کے تحت یہ تقریر اختصار فرمائی ہے۔

پھر لفظ النبیین جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے قواعد نحو کے مطابق جب یہ معرف بالام (الف لام کے ساتھ مل کر) ہو تو یہ اپنے تمام افراد کو گھیر لیتا ہے کسی فرد کو باہر نہیں رہنے دیتا۔ قرآن میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہیں جیسے

الحمد لله رب العلمین

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

(فاتحہ)

ولا الضالین

ہمیں گمراہوں میں سے گمراہ کا راستہ نہ دکھا

(فاتحہ)

هدی للمتقین

قرآن تمام متقین کے لئے ہدایت ہے

(بقرہ: 2)

اعدت للكفرین

جہنم تمام کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(بقرہ: 24)

اولئك هم الخسرون

وہ سب خسارے میں ہیں

(بقرہ: 27)

الا علی الخشعین

نماز خشوع والوں میں سے کسی پر بھاری نہیں

(بقرہ: 45)

وانی فضلتکم علی العلمین

میں نے آپ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی

(بقرہ: 47)

وموعظة للمتقین

ہم نے اسے تمام متقین کے لئے نصیحت بنایا

(بقرہ: 66)

واذاخذ الله ميثاق النبیین

اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا

(عمران: 15)

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء: 107)

یہ دس مثالیں ہم نے ایک دو منٹ میں قرآن کریم سے نکال لی ہیں اور ایسی مثالیں قرآن کریم میں قریباً ہر صفحہ پر نظر آتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جمع مذکر سالم معرف بلام ہونے کی صورت میں اپنے تمام افراد کا احاطہ واستغراق کرتی ہے۔ لہذا خاتم النبیین میں تمام انبیاء شامل ہیں۔ خواہ وہ تشریف ہوں یا غیر تشریف ہوں۔ صاحب کتاب ہوں یا غیر صاحب کتاب۔ حضور ﷺ سب کی آمد کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ جمع مذکر سالم معرف بالام اگر کہیں سارے افراد کو محیط نہ ہو تو وہاں ضرور کوئی قرینہ خارجی اس سے مانع موجود ہوتا ہے۔ جیسے ویقتلون النبیین یعنی یہود انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہاں سارے انبیاء مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ یہود سب انبیاء کو قتل نہیں کر سکے۔ یہ قرینہ حالیہ استغراق سے مانع ہے۔ جبکہ خاتم النبیین میں استغراق سے مانع کوئی قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ استغراق پر دلالت کرنے والے سینکڑوں قرآن موجود ہیں۔ اور ویقتلون النبیین میں سب انبیاء بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک نبی کا قتل سب انبیاء کے قتل کے مترادف ہے۔ جیسے کہ ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کذبت ثمود المرسلین کہ قوم ثمود نے سب رسولوں کو جھٹلایا۔ (شعراء: 141)

ختم نبوت پر قرآن کریم سے چند آیات:

1: والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک

اور وہ جو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو اے رسول ﷺ آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

(بقرہ: 4)

قرآن تا قیامت ہدایت بن کر اترتا ہے اگر حضور ﷺ کے بعد وحی اترنے کا سلسلہ جاری ہوتا تو یہاں ساتھ یہ بھی کہا جاتا: وما ینزل من بعدک۔ کہ مومنین اس وحی پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے بعد نازل کی جائے گی۔ مگر بعد والی کسی وحی کا ذکر نہ کیا گیا۔ صرف آپ پر اور آپ سے پہلے اترنے والی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ جو اس امر کی دلیل بین ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نہیں اترنے والی۔

2: یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے حکم

والوں کی اطاعت کرو۔

(نساء: 59)

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بعد حکم والوں کی اطاعت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی علماء اور مسلم حکام جو اللہ اور اس کے رسول کے بیان کردہ احکام کا اجرا کرتے ہیں۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد حکام اور علماء تو آتے رہیں گے تاکہ اللہ و رسول کے فرامین کا نفاذ کریں۔ مگر کوئی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اسی لئے یہاں اولی الامر کے لئے علیحدہ لفظ ”طبیعوا“ نہ لایا گیا۔ ان کی اطاعت کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ ان کی اطاعت اصل میں حکم خدا و رسول ہی کی اطاعت ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی نیا حکم نافذ نہیں کر سکتے۔

3: قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم

اے پیارے رسول ﷺ! آپ فرما دیں۔ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تب اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(آل عمران: 31)

اس آیت میں تاقیامت آنے والے ہر مسلمان کو محبت الہی اور نجات اخروی کے حصول کے لئے ایک ہی طریقہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے اتباع رسول ﷺ یعنی آپ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں آ سکتی جس کی اطاعت پر نجات اخروی موقوف ہو اور اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنا ممکن ہو تو اس کی اطاعت پر نجات موقوف ہوگی صرف رسول اکرم کی اطاعت نجات کے لئے کافی نہ ہوگی اور یہ مفہوم آیت کے خلاف ہے۔

4: ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجري من تحتها الانهار۔ ومن

يتول يعذبه عذابا الیما۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو منہ پھیرے اسے اللہ دردناک عذاب دے گا۔

(فتح: 17)

اس آیت میں بھی رسول اکرم ﷺ کی اطاعت پر جنت کا حصول موقوف ہونا بتایا گیا ہے گویا جس نے آپ کی اطاعت کر لی اسے کسی دوسری شخصیت کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ میری اطاعت لازم نہیں نہ مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ شخص اعلیٰ درجے کا پاگل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر کہے کہ مجھ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا تو وہ شخص اس آیت کا مذاق اڑا رہا ہے کیونکہ اس آیت میں صرف آپ کی

اطاعت ہی نجات کے لئے کافی قرار دی گئی ہے اور اس مفہوم کی آیات قرآن کریم میں سینکڑوں ہیں۔ ان کہیں کہ سارا قرآن ختم نبوت کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔

5: النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امہتہم

نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بڑھ کر ان پر حق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (احزاب: 6)

اس آیت میں نبی ﷺ کے لئے تاقیامت آنے والے ہر مومن کی جان پر اختیار دیا گیا ہے اور یہ شان ایک نبی ہی کے لئے ہو سکتی ہے اور آپ کے بعد یہ اختیار کسی کو نہیں دیا گیا پھر آپ کی ازواج مطہرات کو تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور یہ عظمت بھی آپ کے سوا کسی دوسرے شخص کی ازواج کے لئے ماننا قرآن کا مقابلہ ہے اور آپ کی بیویاں اسی لئے تمام مومنوں کی مائیں ہیں کہ آپ بحیثیت کی ساری امت کے باپ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کا یہ منصب نہیں کہ وہ ساری امت کا باپ ہو۔ لہذا اس کے لئے نبوت بھی نہیں مانی جاسکتی۔ بات بہت صاف ہے۔

6: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

بالتحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نمونہ کامل ہے۔ (احزاب: 21)

اس آیت میں نبی ﷺ کی ذات کو ہر مومن کے لئے تاقیامت نمونہ کامل قرار دیا گیا ہے۔ گویا ہر شخص پر لازم ہے کہ آپ کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے اور آپ کی اطاعت میں زندگی گزارے۔ ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جس کی سیرت کو نمونہ کامل کہا جاسکے اور ہر نبی امت کے لئے نمونہ کامل ہی ہوتا ہے۔ اب یہ منصب رسول اکرم ﷺ پر ختم ہو گیا۔ کسی اور کے لئے ماننا قرآن کی مخالفت اور کفر ہے۔

7: ومن یعص الله رسواء فقد ضل ضللا مبینا

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔

(احزاب: 36)

یہ آیت بھی واضح دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہی مومنوں کے لئے تاقیامت مطاع مطلق ہیں۔ آپ کے سوا یہ منصب کسی کا نہیں اور یہی نبی کی شان ہوتی ہے جیسے اللہ فرماتا ہے۔

8: وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اسی لئے تھا تاکہ بحکم الہی اس کی اطاعت کی جائے۔

(نساء: 64)

جب مطاع مطلق حضور ﷺ ہی ہیں تو پھر نبوت بھی صرف آپ کے لئے ہی مختص ہے۔

9: واقموا الصلوة واتوا الزکوة واطيعوا الرسول لعلکم ترحمون
اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(نور: 56)

اس آیت میں حضور ﷺ کو لقب رسول سے یاد کیا گیا۔ جس کا صاف معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور رسول نہیں ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ قیامت تک سارے مسلمان جان لیں کہ لفظ رسول کا مصداق صرف رسول اکرم ﷺ ہی ہیں۔ اگر کوئی اور رسول بھی آنے والا ہوتا تو پھر اطیعوا صہوا کہا جانا چاہئے تھا۔ تا کہ لقب رسول آپ سے مختص نہ ہوتا اور ایسی آیات تو قرآن میں سینکڑوں ہیں جن میں مطلقاً رسول ﷺ کو لقب رسول یا لقب نبی سے یاد کیا گیا۔ ایسی تمام آیات ختم نبوت کی دلیل ہیں۔ جیسے

10: قل اطيعوا الله واطيعوا الرسول (نور: 54)

11: ويقولون امنا بالله وبالرسل (نور: 47)

12: اذادعوا الى الله ورسوله (نور: 51)

13: ومن يطع الله ورسوله (نور: 52)

الغرض جس بھی سورۃ کو لے لیں ہر سورۃ ایسی آیات سے بھری پڑی ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم میں ایسی آیات کی بھی کثرت ہے جن میں حضور سید عالم ﷺ کو لقب نبی سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسے
يسابها النبي قرآن کریم میں بکثرت ہے۔ کئی سورتوں کا آغاز ہی ان کلمات سے ہوا ہے۔ جیسے سورۃ احزاب 'سورۃ طلاق' سورۃ تحریم اور فرمایا گیا:

13: ان اولی الناس باہرہیم للذین اتبعوہ وهذا النبی

بے شک ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع کریں اور یہ نبی ﷺ ان سے قریب تر ہیں۔

معلوم ہوا قرآن کے ماننے والوں کے لئے ایک ہی نبی ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ کے علاوہ بھی کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو آپ کا نام لے کر کہا جاتا کہ محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں۔

14: ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوہم

اولیاء

اگر وہ اللہ اور نبی ﷺ پر اور جو کچھ آپ پر اتارا گیا اس پر ایمان رکھتے ہوتے تو مشرکین کو

اپنا دوست نہ بناتے۔

یہ آیت بھی بتا رہی ہے کہ اللہ کو رب ماننے کے بعد جس انسان کو نبی ماننا ضروری ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں۔

15: ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للشرکین ولو کانوا

اولیٰ قریبی

نبی ﷺ اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش مانگیں خواہ وہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان والوں کے لئے اب اگر کوئی نبی ہے وہ تو صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔ اس انداز سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ ختم نبوت کی خوشبو لئے ہوئے ہے۔ تفصیل کے لئے میری کتاب "ختم نبوت اور قادیانیت" دیکھیں۔

مرزائیوں کا ایک آیت سے بقاء نبوت پر غلط استدلال:

مرزائی گروہ ایک آیت سے اجراء نبوت پر استدلال کرتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ

اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلا و من الناس۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ (حج: 75)

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت میں صیغہ مضارع یصطفیٰ فرمایا گیا۔ جو حال و استقبال کے لئے ہے۔ گویا اللہ اب بھی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

مگر مرزائیوں کا یہ استدلال قطعی غلط ہے۔ اس آیت میں اللہ نے صرف اپنی شان بیان فرمائی ہے کہ وہی فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے رسول چنتا ہے۔ کسی فرشتے یا انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ از خود رسول بن جائے یا یہ کہ فرشتے اور انسان باہمی مشاورت سے اپنے میں سے کسی کو رسول منتخب کر لیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ ہی جسے چاہے بطور رسول چن سکتا ہے اور اس آیت میں مشرکین مکہ کے اعتراض کے جواب میں وہ کہتے تھے اللہ نے اس شخص محمد ﷺ کو رسول کیوں چنا ہے۔ ہم میں سے کسی کو کیوں نہیں چنا۔ اللہ نے اس کا جواب دیا کہ رسول چنتا اس کا کام ہے تمہارا نہیں۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ اب بھی رسول چن رہا اور بھیج رہا ہے۔ پھر یہاں لفظ رسلًا غرما یا گیا ہے۔ اور رسول اس نبی کو کہتے ہیں جو نئی کتاب یا نئی شریعت لے کر آئے اور خود مرزائی بھی مانتے ہیں کہ اب ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ پھر وہ کس منہ سے اس آیت کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔

(مائدہ: 81)

ختم نبوت پر چند احادیث نبویہ:

کچھ احادیث تو ابھی ہم نے لفظ خاتم النبیین کا معنی بتاتے ہوئے لکھی ہیں۔ چند احادیث مزید لکھی جاتی ہیں۔

1: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء ہی کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور ان کا حاکم ہوتا (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام ان کے حاکم بنے) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر آپ کا کیا حکم ہے کہ ہم ان خلفاء سے کیا معاملہ کریں۔ فرمایا جو پہلے خلیفہ بنے پہلے اس کی اطاعت کرو پھر دوسرے کی۔ انہیں ان کا حق دو۔ اللہ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء جلد اول، صفحہ 491 مطبوعہ کراچی۔ مسلم کتاب الامارۃ، مسند احمد بن حنبل جلد 2، صفحہ 297)

اس حدیث نے خوب واضح کر دیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریفی اور ظلی بروزی قسم کا نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ اب امت کی قیادت خلفاء کریں گے جن کا کام رسول خدا ﷺ کا حکم کے بیان کردہ احکام کا اجرا ہے۔ یہ حدیث صرف شریعت والے انبیاء کا ختم ہونا ہی بیان نہیں کر رہی بلکہ بالخصوص غیر صاحب شریعت انبیاء کا راستہ محدود کر رہی ہے۔ پہلی امتوں میں ایک نبی کتاب یا شریعت لاتا پھر اس کی تبلیغ کے لئے اس کے بعد انبیاء بھیجے جاتے جو غیر تشریفی یا غیر صاحب شریعت انبیاء ہوتے۔ مگر امت محمدیہ میں ان کی جگہ خلفاء نے لے لی۔ لہذا مرزا یوں کا یہ نظریہ باطل ہو گیا کہ حضور ﷺ صرف صاحبان شریعت انبیاء کے خاتم ہیں۔

2) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماجی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں جس کے بعد حشر بپا ہوگا۔ (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ قیامت آئے گی) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(بخاری کتاب المناقب باب 7، مسلم کتاب الفہائل حدیث 124)

یہ حدیث خوب واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا فضیلت کے اعتبار سے نہیں زمانے

کے اعتبار سے ہے۔

3: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے وہ انبیاء نہ تھے اگر میری امت میں ایسا کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔“

(بخاری کتاب الفہائل باب المناقب عمر بن خطاب، حدیث 3689، مسلم کتاب فضائل الصحابہ، حدیث 23)

یہاں محدثین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے دلوں پر اللہ الہام کا نور ڈالتا ہے اور اپنی حکمت ان کی زبان پر جاری کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ ان کی زبان پر بولتا ہے۔ ایسے لوگوں پر وحی نہیں آتی۔ بلکہ وہ تائید الہی سے بات کرتے ہیں۔ اسی لئے محدث کہلاتے ہیں۔ پتہ چلا امت محمدیہ میں وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ محدثین کا دروازہ کھلا ہے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا شخص محدث ہی ہو سکتا ہے۔ نبی نہیں ہو سکتا۔ تو چودھویں صدی میں انگریزوں کی روٹیوں پر پلنے والا غدار ملت شخص کس طرح دعویٰ نبوت کر سکتا ہے۔

4: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(بخاری کتاب المغازی باب 79)

ابھی پیچھے اسی سورۃ احزاب کی آیت 33 کی تفسیر میں ہم بتا آئے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا تو وہ آبدیدہ ہو گئے۔ عرض کرنے لگے کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ میرے جیسے بہادر کی تو میدان جنگ میں ضرورت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے وہ تعلق رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔“

یعنی ہارون علیہ السلام بھی اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے نائب بنتے تھے۔ مگر وہ نبی تھے جبکہ اے علی تم میرے نائب ہو اور میرے بھائی ہو مگر تم نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں بلکہ میرے بعد کوئی نبوت ہی نہیں۔ جب مولا علی شیر خدا نبی نہیں بن سکتے حالانکہ وہ دارالحکومت کا دروازہ ہیں اور سلاسل روحانیہ کے پیشوا ہیں۔ گویا علم ظاہری و باطنی اور شریعت و طریقت دونوں کا منبع و مخزن ہیں تو کسی

دوسرے ایک چشم گل کو دعویٰ نبوت کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے۔ مگر کیا کیا جائے۔
خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

5: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہوں میں لڑائی نہ ہو ان کے درمیان عظیم جنگ ہوگی (شاید یہ 1914ء کی عالمی جنگ کی طرف اشارہ ہے) اور قیامت نہ آئے گی جب تک تمیں کے قریب دجال و کذاب نمودار نہ ہوں۔ ان میں سے ہر کوئی سمجھے گا وہ اللہ کا رسول ہے۔“ (بخاری کتاب المغتن باب 35، مسلم کتاب المغتن حدیث 84)

6: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو نبوت میں سے صرف مبشرات (اچھی خواہیں) ہی رہ گئی ہیں۔

(بخاری کتاب التعمیر باب 5، مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث 207)

7: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض وصال میں اپنے گھر کا پردہ اٹھایا۔ اس وقت آپ کا سر بندھا ہوا تھا۔ (دوسری وجہ سے آپ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی) اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی مبشرات میں سے صرف اچھی خواہیں رہ گئی ہیں۔ جنہیں ایک مسلم دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث 208)

اس حدیث نے مرزائی فتنے کا قلع قمع کر کے رکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ ایک نبی کو جن ذرائع سے معارف نبوت عطا فرماتا ہے ان میں سے ایک خواب بھی ہے اسی لئے حدیث میں ہے کہ اچھی خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب صرف اچھے خواب ہی باقی رہ گئے۔ معارف نبوت کے باقی تمام ذرائع محدود ہو گئے ہیں۔ یعنی فرشتے کے ذریعے پیغام ملنا براہ راست کسی کے دل پر اللہ کا اپنا کلام ڈالنا اور ایسے ہی وحی کی دیگر تمام اقسام مکمل طور پر بند ہو گئیں۔ اب صرف ایک جزء رہ گئی ہے اچھی خواہیں۔ اگر کوئی سر پھر ا کہے کہ چلو نبوت کا کچھ تو باقی ہے۔ لہذا نبوت مکمل بند تو نہیں ہوئی تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے ایک جزء کے پائے جانے سے کل کے پائے جانے کا دعویٰ محض حماقت ہے۔ جس شخص کے پاس ایک پھول ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس ایک باغ ہے۔ جس نے کسی علم کا صرف ایک سبق پڑھا ہو کیا وہ اس علم کی امامت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جس کے پاس ایک اینٹ ہو کیا وہ محل کا مالک کہلا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو صرف اچھی خوابوں کی بنیاد پر دعویٰ نبوت کیسے کیا جاسکتا ہے؟

8: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انی اخرا الانبیاء و مسجدی اخر المساجد۔

”میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد سب سے آخری مسجد ہے۔“

(مسلم جلد 1 صفحہ 446 مطبوعہ کراچی)

اس حدیث کی تشریح ایک اور حدیث کرتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔

(کنز العمال بروایت دیلمی ابن نجار و بزار)

9: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بعثت انا والساعة کھاتین۔ میں اور قیامت ہم دونوں ان دو انگلیوں کی طرح پیچھے

گئے ہیں۔ (بخاری کتاب الدقاق باب 39، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 39)

حضور ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارے سے بتایا کہ جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں۔ یونہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

10: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم آخری امت ہیں اور روز قیامت ہم سب سے پہلے ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ

پہلے لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد۔

(بخاری کتاب الوضو باب 68، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 19)

یہ دس احادیث میں نے بخاری و مسلم سے بطور برکت کے پیش کر دی ہیں۔ ورنہ ختم نبوت پر

احادیث کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ختم نبوت اور قادیانیت میں اڑھائی سو 250

احادیث جمع کی ہیں۔ من شاء فلینظرھا

ختم نبوت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع:

رسول اکرم ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ بنے اور انہیں سب سے پہلے جس مسئلے سے نمٹنا پڑا وہ منکرین ختم نبوت کی جماعت تھی۔ یمامہ میں مسیلہ کذاب نے دعویٰ نبوت کر دیا اور دیگر طاقتوں میں مختلف مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سب سے مضبوط تر مسیلہ کذاب تھا۔ اس کے گرد قریباً ایک لاکھ افراد جمع ہو گئے تھے۔ مسیلہ کذاب اللہ کی توحید رسول اکرم ﷺ کی رسالت اور امام قیامت پر ایمان رکھتا تھا۔ پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرتا تھا۔ اس نے اذان کے لئے

ایک شخص مقرر کیا تھا اور اسے کہہ رکھا تھا کہ اشدھد ان محمد رسول اللہ پر آواز زیادہ بلند کرے۔

(تاریخ طبری جلد 3، صفحہ 244)

مگر اس کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے واجب القتل قرار دیا۔ کیونکہ وہ خود کو رسول کہتا تھا۔ اس نے کئی اقوال گھڑ رکھے تھے جو اس کے بقول اس پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام کا ایک عظیم لشکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں مدینہ طیبہ سے یمامہ پہنچا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں اللہ نے اسلام کو فتح دی اور مسیلہ کذاب قتل ہو گیا۔ اس کے دس ہزار ساتھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جبکہ مسلمانوں میں سے شہید ہونے والوں کی تعداد الہدایہ میں چھ سو اور طبری میں بارہ سو مذکور ہے۔ ان شہداء میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ الغرض صحابہ کرام نے اس بات پر اجماع کیا کہ ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی دور خلافت راشدہ میں دعویٰ نبوت کرتا تو اس کا انجام بھی مسیلہ کذاب والا ہی کیا جاتا۔

ختم نبوت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض اقوال:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”چلو امین کے پاس چلتے ہیں۔ اسے دیکھ آئیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ اس کا حال پوچھنے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم وہاں گئے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ رسول اکرم ﷺ اللہ کے ہاں دنیاوی زندگی سے بہتر ہیں۔ وہ فرمانے لگیں مجھے معلوم ہے کہ وہ اللہ کے ہاں دنیا سے بہتر مقام میں ہیں۔ مگر میں اس لئے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا دل بھر آیا اور وہ بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ام ایمن حدیث 102)

پتہ چلا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم بھی یہی جانتے تھے کہ حضور ﷺ کے بعد وحی نہیں آسکتی جب وحی نہیں آسکتی تو نبوت کہاں سے آئے گی اور جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہم پر وحی نہیں آسکتی چودھویں صدی میں انگریزوں کے ایک غلام پر کیسے آسکتی ہے۔

مولانا علی المرتضیٰ شیر خاں رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے درود شریف پڑھتے تھے۔

اللهم داحی الموحوات وبادی المسبوكات اجعل شرائف صلواتك ونوامی برکاتك علی محمد عبدك ورسولك الفتح لما اعلق والخاتم لما سبق۔

”اے اللہ زمینوں کے بچھانے اور آسمانوں کے بنانے والے اپنی سب سے اعلیٰ رحمتیں اور سب سے لمبی برکتیں اپنے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرما جو بند دروازوں کے کھولنے والے ہیں اور نبوت کے چلے آنے والے سلسلہ کو بند کرنے والے ہیں۔“

(الشفاء للقاظمی عیاض جلد 2، صفحہ 56 مطبوعہ ملتان)

حضرت عبداللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم بچپن میں فوت ہو گیا اور اگر اللہ کو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا منظور ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا اور نبی بنتا مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔“

(بخاری شریف، جلد دوم کتاب الادب، صفحہ 914 مطبوعہ کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ختم نبوت پر مزید اقوال میری کتاب ”ختم نبوت“ اور قادیانیت میں دیکھے

ہائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض اقوال سے مرزائیوں کا غلط

استدلال:

در منشور میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے فرمایا:

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده

”لوگو! یہ تو کہو کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(در منشور جلد 5، صفحہ 204)

جواب اول:

مرزائی لوگوں کو چاہیے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے اسی در منشور کے اسی صفحہ پر مذکور

دوسرے صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی بیان کر دیں تاکہ مسلمان دھوکے میں نہ پڑیں۔ چنانچہ شعبی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا:

صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین لا نبی بعده

”اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

”جب تم نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو یہی کافی ہے۔ کیونکہ ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آنے والے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو حضور ﷺ سے پہلے بھی ہوئے اور آپ کے بعد بھی۔“
(درمنشور جلد 5 ص 204)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کا لانسبی بعدہ کے سے روکنا اس لئے ہے تاکہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی نفی نہ ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ ضرور آنا ہے اور وہ نبی ہوں گے۔ لہذا کوئی شخص لانی بعدی کی آڑ میں ان کے آنے کی نفی نہ کرے۔ (جیسا کہ مرزائی کرتے ہیں) یہ قول مرزائیوں کے لئے مفید نہیں بلکہ مہلک ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے تو مرزائی شجر کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مرزائی یہی سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ نہیں آئیں گے۔ اور جس عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا حدیث میں ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مگر صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خوب وضاحت فرمادی کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم ﷺ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے۔

جواب دوم:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ لانسبی بعدہ نہ کہوان کا ذاتی اجتہاد تھا اور انہوں نے ایک مخصوص معنی میں صرف لانی بعدہ کہنے سے منع کیا مگر ان کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خود ان سے مروی احادیث اس کی صراحت کر رہی ہیں کہ ان کا کیا عقیدہ تھا۔ چنانچہ امام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لم یبق بعدی من النبوة شیء الا المبشرات

”میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی سوا مبشرات کے۔ پھر آپ نے فرمایا ہمیشہ مبشرات وہ اچھی خواہیں ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔“

(کنز العمال جلد 15، صفحہ 371 حدیث 41423 بروایت مسند احمد و خطیب)

کیا اس حدیث کے پڑھنے کے بعد کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتی تھیں؟ مرزائی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے بھی بقاء نبوت پر دلیل لاتا ہے کہ فرمایا: جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور رسول خدا ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے بعد فرمایا جنت میں اس کے لئے ایک دائی مقرر کی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ: ولو عاش لکام صدیقاً نبیاً۔ ”اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی بنتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے تمہیل قبط آزاد ہو جاتے

اور کسی قبیلے کو آئندہ غلام نہ بنایا جاتا۔“ (ابن ماجہ کتاب الجنائز باب 27 حدیث 1511)

مرزائی ان الفاظ کو کہ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا رسول اکرم ﷺ کے الفاظ قرار دیتے ہیں مگر صحیح ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں۔ بہر حال ان کے الفاظ ولو عاش لکام صدیقاً نبیاً کا معنی یہ ہے کہ لو عاش لکام اہلاً لکونہ صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو اس بات کے اہل تھے کہ سچے نبی ہوتے۔ چنانچہ حضرت انس سے بھی یہ قول یوں مروی ہے کہ ”سیدی ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بوقت وصال حضرت ابراہیم بن محمد کی عمر کیا تھی انہوں نے جواب دیا۔“

ماملأ مہدہ ولو بقی لکام نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم اخرو الانبیاء

انہوں نے گہوارہ بھی نہ بھرا اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن سکتے تھے مگر وہ باقی نہ رہے کیونکہ تمہارے نبی ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ (تاریخ کبیر لابن عساکر جلد 1 صفحہ 294)

اس عبارت سے لو عاش لکام صدیقاً نبیاً کے الفاظ کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان کا یہی معنی ہے کہ حضرت ابراہیم فی ذلہ نبی ہونے کے اہل تھے۔ اور اگر حضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو وہ نبی بنتے مگر چونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اس لئے اللہ نے انہیں اس عمر سے پہلے ہی اٹھالیا جس میں انہیں کو نبوت دی گئی تاکہ کوئی گمراہ انسان ان کی نبوت کا قائل نہ ہو جائے۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کثیر احادیث ختم نبوت کے متعلق مروی ہیں۔ جیسے آپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے کچھ دن قبل اپنے گھر کا پردہ اٹھا کر فرمایا: اے لوگو! نبوت کے اہل میں سے صرف اچھی خواہیں رہ گئی ہیں۔ پھر آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لنبوة ولکم الخلافة۔ ”میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت۔“

(کنز العمال جلد 13، صفحہ 511 حدیث 37312 بروایت ابن عساکر)

ابن عباس سے مروی ہے یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ نبوت صرف حضور ﷺ کے لئے ہے اور امت کے لئے صرف خلافت ہے گویا امت کے کسی فرد کے لئے نبوت نہیں ہے۔ اس کے باوجود مرزائیوں کا یہ تاثر دینا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں کس قدر ظلم عظیم اور کذب اکبر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ختم نبوت پر چند عقلی دلائل:

نبی اکرم ﷺ آفتاب نبوت ہیں اور دوسرے انبیاء نبوت کے ستارے ہیں۔ امام بوہری رحمہ اللہ

نے اسی لئے فرمایا:

كانه شمس فضلهم كواكبها
ليظهرن انوارها للناس في الظلم

یعنی رسول اکرم ﷺ آفتاب فضیلت ہیں اور دوسرے انبیاء اس کے ستارے جو لوگوں کے لئے اپنے انوار اندھیروں میں ظاہر کرتے تھے۔ انبیاء کرام آسمان فضل پر ستارے بن کر چمکے مگر اندھیرا چھٹ نہ سکا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فاران کی چوٹیوں سے آفتاب محمدی جلوہ گر کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر توحید رسالت کی روشنی پھیل گئی۔ کروڑوں سینے نور قرآن سے جگمگا اٹھے۔ اسی لئے قرآن نے آپ کو سرانم (چمکا دینے والا آفتاب) کہہ کر یاد فرمایا۔ (احزاب: 46)

اور محمدی آفتاب کی روشنی بڑھتی ہی جا رہی ہے ایک وقت آنے والا ہے کہ ہر سینہ اس کے نور سے منور فرمایا جائے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سب ستارے چھپ جاتے ہیں۔ ستارے ختم نہیں ہوتے وہ اپنی جگہ چمکتے ہی رہتے ہیں مگر آفتاب کے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء آج بھی زندہ اور موحودات ہیں۔ مگر محمدی آفتاب کے نور نے انہیں چھپا دیا ہے۔ دوستو جب پہلے انبیاء کا نور بھی مدنی آفتاب کے آگے ماند پڑ گیا ہے تو کسی کی نبوت کا ستارہ کیوں کر چمکے گا اور اس کے چمکانے کی کیا ضرورت ہے؟

دوم:

جب کاغذ پر پلکار سے دائرہ کھینچا جائے تو اس کی ایک ٹانگ کاغذ میں پیوست کر کے دوسری ٹانگ کو گول گھمایا جاتا ہے جس سے گول دائرہ کھینچ جاتا ہے اور دائرہ یوں کھینچا ہے کہ پلکار جس نقطہ سے دائرہ شروع کرتی ہے اسی نقطہ پر واپس آ جاتی ہے تو دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اللہ نے بھی صفحہ دہر پر دائرہ نبوت کھینچا تو قدرت کی پلکار نے ذات محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقطہ سے دائرہ شروع کیا اور اسی نقطہ پر لا کر کر دیا۔ اسی لئے حدیث مبارکہ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے واذا اخذنا من النبيين ميثاقهم و منك من نوح (احزاب: 5) کے تحت فرمایا: ”میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب انہما کے بعد۔“ (ابن ابی حاتم جلد 9، صفحہ 3116 حدیث 17594)

”حضرت میسرۃ الفخریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی آپ نے فرمایا: اس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔“

(در منشور جلد 6، صفحہ 569 بروایت احمد طبرانی حاکم)

تو نبوت سب سے پہلے حضور ﷺ کو عطا کی گئی اور سب سے آخر میں آپ کو مبعوث کیا گیا گویا دائرہ نبوت آپ سے شروع کیا گیا۔ تو ضروری تھا کہ وہ آپ ہی پر ختم ہو مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

دوستو! جب دائرہ نبوت مکمل ہو چکا ہے تو کوئی نیا نبی کیسے آ سکتا ہے۔ خواہ وہ مسیلہ کذاب ہو یا مسیلہ پنجاب۔

سوم:

جب بہت سی رقیں جمع کرنا ہوں تو انہیں ایک دوسری کے نیچے لکھتے جاتے ہیں پھر آخر میں لائن نکال کر اس کے نیچے ان تمام رقیوں کا مجموعی عدد لکھا جاتا ہے۔ اس میں اوپر والی تمام رقیں آ جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ نے سب انبیاء کو کونا کونا کون صفت و کمالات عطا فرمائے اور معجزات بخشے آخر میں اللہ نے ہر ایک کو تمام صفت و کمالات اور معجزات کو جمع کیا جائے تو اللہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو سب کمالات نبوت کا جامع بنا کر آخری نبی کی صورت میں مبعوث فرمادیا۔ جب مجموعی عدد آ گیا تو مزید کوئی اضافہ نہیں آ سکتا۔ یہاں تین عقلی دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ”ختم نبوت اور قادیانیت“ میں مزید عقلی دلائل سے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا ہے وہاں ضرور دیکھ لیں۔



جنت

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔ جو کوئی مثال اس جنت میں دی جائے سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے۔ (بہار شریعت)

راجا رشید محمود، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”نعت“ لاہور

ختم نبوت اور کاذب مدعی نبوت

ہر نبی مخلوق خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت، شریعت یا کتاب لاتا ہے۔ بنی نوع انسان کی نجات کے لئے اللہ کریم جل وعلا کے پروگرام سے نبی براہ راست واقف اور مطلع ہوتا ہے اور اس پروگرام کو وحی الہی رہنمائی میں وہ لوگوں تک پہنچاتا ہے اور خود اس پروگرام پر عمل کر کے علامۃ الناس کو دکھاتا بھی ہے تاکہ انہیں بھی نیکی کے اس راستے پر چلنے کی ترغیب ہو۔

اصل چیز انسانیت کی ہدایت ہے جسے نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو بھیجے سلسلہ جاری رکھا۔ ایک نبی بھیجا جاتا۔ وہ بعض امور کے لئے ہدایت جاری کرتا اور کچھ پہلورہ جاتے پھر دوسرا نبی آتا اور بعض احکام جاری کرتا، لیکن پھر کچھ امور رہ جاتے سارے عالم انسانیت کے لئے لحاظ سے مکمل ہدایت پہلے کبھی نازل نہ کی گئی تھی۔ نہ پہلے انبیاء کی عملی رہنمائی زندگی کے تمام شعبوں کو مسمیٰ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی میں زندگی گزاری تھی اور فقر و استغنا کے لئے ان کی حیات مبارک میں کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی زندگی گزاری۔ ان کی پاک زندگی میں ازدواجی رہنمائی نہیں ملتی۔ چنانچہ پہلی ساری شریعتیں جزوی تھیں۔ پہلے تمام انبیاء کی زندگی ہر لحاظ سے پوری انسانیت کے لئے مکمل نمونہ بھی نہ تھیں۔ پہلے کسی نبی کے ہاں پورے کا پورا ضابطہ اعلیٰ بھی نہیں ملتا۔

جب تک کوئی چیز اپنے کمال کو نہیں پہنچتی، اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں اور جب مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے، اس میں ارتقاء کا کوئی سوال نہیں ہوتا، اس میں تغیر نہیں آتا وہ آخر تک اسی کمال پر رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، اسے آگے بڑھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ شریعت احکام ربانی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ارتقائی منازل طے کرتا ہوا حضور مقرر موجود باعث ظہور کائنات ﷺ تک پہنچا تو اپنے منصبائے کمال تک پہنچ گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔

سورۃ الاحزاب میں ہے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه

کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بعثت لا تمم مكارم الاخلاق

میں اس لئے آیا ہوں کہ نظام اخلاق کو مکمل کر دوں۔

اللہ نے حضور ﷺ پر دین مکمل کر دیا۔ حضور ﷺ کی زندگی کو نمونہ کامل قرار دیا۔ حضور ﷺ نے ہر عرصے اخلاق کو پورا فرمانے کے لئے اپنی تشریف آوری کا اعلان فرمایا تو پھر سرکار ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کیا حاجت رہ جاتی ہے۔ جب دین نے اپنے مرتبہ کمال کو جالیا، جب نبی الانبیاء ﷺ کی ہدایت مطہرہ ہر بندے کے لئے کامل نمونہ قرار دے دی گئی۔ یعنی اُس میں زندگی کے ہر پہلو کے لئے اعلیٰ موجود ہونے کا اعلان فرما دیا گیا اور حضور ﷺ نے نظام اخلاق کی تکمیل بھی فرمادی اور حضور ﷺ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے کی بات بھی واضح ہو گئی۔ ”وما ارسلناك الا رحمة للعالمين“

ان کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہی۔

اللہ تعالیٰ کا نظام رحمت ہے جو ہمیں بچائے ہوئے ہے۔ سورج کی حدت کے اور ہمارے درمیان نظام رحمت حائل ہے کہ ہم جل بھن نہیں جاتے۔ طوفانوں کے راستے میں یہی نظام رحمت رکاوٹ ہے کہ ہم محفوظ ہیں۔ یہی نظام رحمت کائنات کو ایک خاص پروگرام کے تحت چلا رہا ہے۔ اسی نظام رحمت کی وجہ سے کہ پورا نظام شمس دھڑام سے گر نہیں پڑتا۔ ایک سیارہ دوسرے سیاروں سے نہیں ٹکرا جاتا۔ ہر فرد سے روشن نہیں ہے لیکن اسی نظام رحمت کی بدولت سورج سے روشنی لے کر اس کے انعکاس کو ہر فرد کے روپ میں ہم پر نچھاور کرتا ہے اور ہم اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہی نظام رحمت ہمارے وجود و خلیوں کو پیدا کرتا ہے ختم کرتا ہے، انہیں ترتیب اور تنظیم بخشتا ہے۔ یہ نظام رحمت نہ ہوتا تو ایک کروڑوں خلیوں کو جنم نہ دے سکتا اور ایک خلیے سے جسم انسانی کے ہر حصے کے خلیے الگ الگ ایک جسم کے تحت جنم لیتے، ختم ہوتے اور انسانی جسم کو چلاتے نہ رہتے۔ یہی نظام رحمت قرآن کی زبان میں ”واللعاالمين“ کہلاتا ہے۔ پہلے انبیاء تو اپنے اپنے علاقے، اپنے اپنے قبیلے کے لئے رہنمائی کی ذمہ داری سنبھالتے رہے۔ اب حضور ﷺ تمام دنیاؤں کے لئے رحمت بن کر آئے، کوئی سیارہ، کوئی مقام، کوئی ملک ان کے دائرہ رحمت سے باہر نہیں۔ انہوں نے نظام اخلاق کی بھی تکمیل فرمادی، ان پر دین مکمل ہو گیا، ان کی سیرت مطہرہ نمونہ کامل بھی قرار دی گئی۔ پھر اُن کے بعد کیا اضافہ ممکن ہے۔ کیا ترقی

رہ گئی، کس تکمیل کی حاجت ہے۔ چنانچہ نبوت کا سلسلہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما کان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً۔

محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

سنن ابی داؤد اور ترمذی شریف میں ایک حدیث پاک ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف اور ترمذی شریف کی ایک حدیث پاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”جب لوگ قیامت کے دن تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال حضور ﷺ کے پاس آئیں گے تو یہ کہیں گے کہ انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔“

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ”حضور ﷺ نے دیگر انبیاء کرام پر اپنی چھ فضیلتوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ ”مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا۔“

داری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ”میں قادمِ مرسلین ہوں، اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔“ صحیحین میں ہے۔

”میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا ہو، آراستہ پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آکر اس گھر کا پھیرا لگاتے ہوں۔ ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی ہو مگر کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی) حضور ﷺ نے فرمایا میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں“

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی شریف میں حضرت ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں مروی ہیں جن میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابن ماجہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں سب نبیوں سے آخر میں آنے والا ہوں اور تم سب اُمّتوں کے آخر میں آنے والے ہو۔

غرض قرآن وحدیث میں حضور سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے واضح اعلانات ملتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، دجال اور کذاب لوگوں کی خبر بھی حضور ﷺ نے سنائی کہ وہ بعد میں بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے جو جھوٹا ہوگا۔

آقا حضور ﷺ کے بعد بہت سے جھوٹوں نے ”نبی“ ہونے کا ادعا کیا جن میں میلہ کذاب بہت مشہور ہے۔ کہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں اس نے یہ حرکت کرنے کی جسارت کر لی تھی۔

آقا حضور ﷺ کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کے سد باب کا اعزاز حاصل ہوا۔ اسود بنی قبیلہ بنو اسلم سے تھا۔ اس نے 15 صفر 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ سجاح قبیلہ بنو تغلب کے سردار کی لڑکی تھی اور شہر موصول کی رہنے والی تھی اس نے 28 ربیع الثانی 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ علم بن ہشام (المقتع) نے 11 اپریل 759ء کو یہ جھوٹ بولا۔ قرمط 859ء کو کوفہ میں پیدا ہوا۔ اسے 3 اپریل 891ء کو اس جھوٹ کی جسارت ہوئی۔ مرزا علی محمد باب 1819ء میں شیراز میں پیدا ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہا اللہ ایرانی اور تلام احمد قادیانی نے بھی یہی حرکت کی۔ علامہ اقبال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے متعلق کہا۔

آں ز ایسا بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد
سینہ ہا از گرمی قرآن تہی!
از چنین مرداں چہ اُمید ہی

وہ ایران سے تھا اور یہ ہندی نسل سے ہے۔ وہ حج سے بیگانہ تھا، یہ جہاد سے بیگانہ ہے۔ ان کے سینے قرآن کی گرمی سے خالی تھے، ایسوں سے بھلائی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ ہنری النسل ہے۔ اس لئے برصغیر میں اس کے ماننے والے موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد برلاس قوم سے ہونے کا مدعی تھا۔ اس کا سوانح نگار عبدالقادر (سابق سوداگر مل) کے قول، ”کوئی مستند دستاویز ایسی نہیں جن کی بنا پر صحیح تاریخ ولادت بتائی جاسکے“، البتہ مرزا بشیر احمد نے اس تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد 13 فروری 1835ء مطابق 14 شوال 1250ھ کو پیدا ہوا۔“ (حیات طیبہ از عبدالقادر صفحہ 12)

مسلمان پہلے ہی دن سے قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ مگر برطانوی حکومت اور اس کے زیر اثر لوگ

ان کی حمایت پر کمر بستہ رہے۔ آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجہد سے مجبور ہو کر پاکستان قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا، اور 1984ء میں اس اعلان پر عمل درآمد کے لئے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈی نینس جاری کر دیا۔

قرآن و احادیث میں واضح طور پر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بعثت انبیاء کا سلسلہ سرکار ﷺ پر ختم ہو چکا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریف معنوی کی اور ”خاتم النبیین“ کی نئی تعبیر کی لکھا۔

”وہ خاتم الانبیاء ہے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اُس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ، الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔“ (ہقیقۃ الوحی از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 27)

مرزا قادیانی کے ملفوظات میں بھی ہے۔

”خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“

(ملفوظات۔ مرزا غلام احمد قادیانی، جلد پنجم صفحہ 290)

قادیانیوں پر اہل اسلام کی طرف سے جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک اعتراض کا جواب یوں دیا۔

”خاتم النبیین کے معنی ہیں ”نبیوں کی مہر“ جس طرح مہر کاغذ پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقوش قدم ثبت ہو جاتے ہیں گویا دوسرے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دے کر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل قیام نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔“

(جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات، مرتبہ محمد اسد اللہ قادیانی صفحہ 9)

سیدھی سی بات ہے کہ جس چیز کو بند کرنے کے بعد اس پر مہر یا سیل لگا دیتے ہیں۔ اس کو عربی میں ”ختم“ کہا جاتا ہے۔ جیسے سورہ بقرہ میں ہے۔ ”ختم اللہ علی قلوبہم“۔ کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ یعنی اب ان کے دلوں میں ہدایت نہیں آ سکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا واضح مطلب اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور جب احادیث نبوی

ﷺ میں واضح طور پر یہی معنی موجود ہیں تو یہ بات قابل بحث ہی نہیں رہتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نبی بننے کے شوق میں مرزا غلام احمد قادیانی اتنی سی بات کو بھی لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا نہیں۔ سورہ الانعام میں ارشاد خداوندی ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالہ

کہ اللہ خوب جانتا ہے وہ کسے رسول بنائے گا۔

گردہ انبیاء میں کوئی نبی قسط دار نبی نہیں بنا۔ نبی تو وہ ازل ہی سے ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن ہوتا ہے وہ اپنی نبوت کا اعلان فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پگھوڑے سے اپنی والدہ کی بریت اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ یا حضور حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذن پاتے ہی لوگوں پر یہ حقیقت واشکاف کر دی۔ حالانکہ آپ اُس وقت بھی نبی تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر الہام ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مجدد بنا۔ پھر بعثت لینا شروع کی۔ پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں اس پر انکشاف ہوا کہ وہ ”نبی“ ہے۔ تاریخ احمدیت میں ہے۔

1900ء کے آخر اور 1901ء کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۲) پر یہ انکشاف ہوا کہ مقام نبوت صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے۔ اور نبی شریعت کا لانا، پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہ راست منصب نبوت و رسالت کا حصول، نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم۔ مرتبہ دوست محمد شاہد، صفحہ 198)

تعریف نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان 5 نومبر 1901ء کو اشتہار ”ایک غلطی کا رالہ“ (مشمولہ الحکم قادیان۔ 10 نومبر 1901ء صفحہ 7، 5) کے ذریعے کیا گیا۔ دوست محمد شاہد نے اس کا ذکر کر کے حاشیے میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ پہلے 1900ء میں مولوی عبدالکریم اپنے خطبات جمعہ میں اس خیال کا اظہار کرتے رہے۔ 17 اگست 1900ء کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا کو مرسل ثابت کیا اور لا نفسرق بین احدہم والی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا نے پسند کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 192)۔ یعنی اس کے نبی ہونے کا اسے خود بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم نے اس کی نبوت کا ثابت کرنا شروع کیا اور اس نے اس کو پسند کر کے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا کا بیٹا اور دوسرا خلیفہ) لکھتا ہے۔

”پس یہ ثابت ہے کہ 1901ء سے پہلے کہ وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے

انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“

(حقیقۃ النبوة از میاں بشیر الدین محمود احمد صفحہ 121)

یعنی مرزا مردود ایسا ”نبی“ ہے جسے پہلے خود بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کیا ہے۔ وہ قسط وار ترقی کرتا رہا اور آخر کار مولوی عبدالکریم نے اپنے ”خطبات جمعہ“ کے ذریعے اسے یقین دلایا کہ وہ نبی ہے چنانچہ وہ نبی بن بیٹھا۔

نبی کے لغوی معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا ہے ہیں۔ تمام انبیاء کرام غیب کی خبریں دیتے رہے۔ حضورؐ فرج موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ بھی خدا تعالیٰ کی عطاۃ خاص سے معاملات غیب پر مطلع کئے گئے تھے اور عالم باکان و مائکون تھے۔ سب کچھ ان کے سامنے آئینہ تھا اور کتب احادیث میں ایسے واقعات بکھرے ہوئے ہیں کہ سرکارِ مصلیٰؐ نے لوگوں کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً قرآن کریم نے حضورؐ سے 615ء میں جبکہ ایران کی عظمت کا ذکر کیا تھا اور سلطنت روم کمزور نہ تھی، یہ خبر دلوائی کہ اگرچہ رومی مغلوب ہو گئے۔ لیکن اس شکست کے بعد عنقریب چند سال میں وہ غالب آجائیں گے۔ (سورہ روم) اور دنیا جانتی ہے کہ 623ء میں اہل روم پارسیوں پر غالب آ گئے، 2 ہجری میں مسلمان پریشان حال تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔

”بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تم لوگ بے خوف و خطر مسجد حرام میں داخل ہو گے“

(سورہ فتح)

اور 8 ہجری میں مسلمان مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہو گئے۔ 12 رمضان المبارک 2 ہجری کو حضورؐ نور مجسمؐ نے جب بدر کے موقع پر فرمایا۔ میرا رب ارشاد فرماتا ہے کہ

ان یقاتلوکم یولئو اکم الادیار

اگر اہل مکہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیریں گے۔

(سورہ آل عمران)

تاریخ شاہد ہے کہ جب بدر میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔

مختلف احادیث مبارکہ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے وقوع سے پہلے سرکارِ دو عالمؐ نے خبر دے دی تھی اور وہ حضورؐ کی دی ہوئی خبر کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئے۔ مثلاً خزیم بن اوس سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں حیرہ فتح ہوا۔ حضرت ابوذرؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں کہ حضورؐ نے کسریٰ اور قیصر کے ہلاک ہونے کی خبر دی۔ یہ بھی فرمایا کہ اُن کے خزانے مالی غنیمت بن جائیں گے اور ان کے بعد

کسریٰ اور قیصر نہیں ہوں گے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ثابت بن قیس، بن شماس، حضرت رافع بن خدیج، ام ورقہ، عمار بن یاسر، نعمان بن بشیر، اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس سلسلے میں واقع ہونے والے بہت سے واقعات بتا دیئے تھے۔

حضرت عمر، اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے کئی حدیثیں مروی ہیں کہ حضورؐ نے حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں معلومات مہیا فرمادی تھیں جو بعد میں اسی طرح سامنے آئیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے ہزار ہا معاملات میں پہلے سے خبر دی جو من و عن درست ثابت ہوئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک خصائص الکبریٰ فی معجزات غیر الوری، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ہے۔ جس میں ہزار ہا ایسے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضورؐ نے شام میں پھیلنے والے طاعون کی خبر دی۔ حضرت زید بن ارقمؓ کے طویل عمر پانے اور نابینا ہونے کی خبر دی۔ آپؐ نے خبر دی کہ چوتھی صدی میں لوگ بدل جائیں گے۔ آپؐ نے خوارج کی خبر دی، بغداد کی تعمیر کی خبر دی، غرض ٹھہر صادقؐ نے مختلف معاملات میں جو جو کچھ اپنے نام لیا اور فقہ کے سامنے فرمادیا۔ وہ درست ثابت ہوا۔ لیکن حضورؐ کے بعد جن کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے بھی اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش میں بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ دیکھنا چاہئے کہ ان پیشگوئیوں کا کیا حال ہوا۔

مسیلہ کذاب نے 7 ربیع الاول 10ھ کو پیشگوئی کی کہ

”محمد ایک مہینے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور اسلام کا آفتاب غروب ہو جائے گا اور بے

شک یہ کلام آسمانی فضل سے نازل ہوا۔“ (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 198)

دنیا جانتی ہے کہ حضورؐ محبوبؐ کبریاؐ 12 ربیع الاول 11 ہجری تک اس دنیا میں رونق افروز رہے اور مسیلہ کذاب ٹھہرا۔

اسود غسانی نے 27 جمادی الثانی 11 ہجری کو یہ کہا کہ

”اسلام تین سال کے بعد مٹ جائے گا اور میں یہ پیشگوئی خالق ارض و سماء کے حکم سے کر

رہا ہوں۔“ (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 196)

کے معلوم نہیں کہ اسلام آج تک موجود ہے۔ سراج نے 5 ذی قعدہ 11 ہجری کو یہ پیشگوئی کی کہ حکومتِ روم دو سال کے بعد عرب پر غالب آجائے گی اور یہ خیر نسیم آسمانی نے پہنچائی ہے۔

(تاریخ ابوالفدا - جلد چہارم صفحہ 211)

اس خبر کا حشر بھی دنیا جانتی ہے۔

المقتبع نے 16 اکتوبر 759ء کو پیشگوئی کی کہ ابو مسلم خراسانی دو سال کے بعد یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔ (تاریخ العرب صفحہ 344) تاریخی شواہد سامنے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی 2 نومبر 784ء تک زندہ رہا۔

قرمط نے 23 مارچ 968ء کو خبر دی کہ

”دو مہینے کے بعد آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور بے شک یہ ایک

(میزان الادیان جلد اول، صفحہ 218)

عجیب بات ہے۔“

ظاہر ہے کہ یہ خبر جھوٹ نکلی۔

مرزا علی محمد باب نے 5 اپریل 1848ء کو شاہ ایران کے دو سال بعد ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی لیکن وہ 1856ء تک زندہ رہا۔

مرزا نے 1891ء میں کہا کہ

”عرشِ اعظم پر محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہو چکا ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ

وہ اس دنیا میں ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔“

لیکن ہوا یہ کہ وہ آخر دم تک محمدی بیگم کی زیارت سے محروم ہی رہا۔ اسی طرح اس نے عیسائی پادری آتھم کی موت کے بارے میں کہا کہ

”وہ 5 دسمبر 1894ء تک مر جائے گا۔“

لیکن وہ زندہ رہا اور عیسائیوں نے اس کا بڑی شان و شوکت سے جلوس نکالا۔ مرزا نے زندگی میں بہت پیشگوئیاں کیں اور ان کا انجام بھی ہوا۔ لیکن اس نے اپنے بارے میں جو پیشگوئی کی تھی۔ اس کا حال دیکھئے کہا۔

”بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ۔“

(مواہب الرحمن - از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 21)

لیکن ہوا یہ کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں مر گیا۔ 1907ء میں اُس نے اس الہام کا دعویٰ کیا کہ

”میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء میں چودہ

مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان

سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک

میرے اختیار میں ہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد دوم، صفحہ 132)

لیکن عمر نہ بڑھی اور اللہ نے ”خالفین“ ہی کی بات سچ کر دکھائی۔ مرزا مئی 1908ء سے آگے نہ آ سکا۔ اس کے باوجود مرزا کا دعویٰ ملاحظہ ہو۔

”میں سچ کہتا ہوں کہ جس کثرتِ تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے

اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا۔ اگر دنیا میں اس کثرتِ تعداد اور انکشافات تام

کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تربیۃ القلوب مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 147)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لئے ”غیر مستقل نبوت“ گھڑی ہے۔ حالانکہ قرآن و احادیث کی

دوسے جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ نبوتِ مستقل کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ غیر مستقل نبوت کا کوئی تصور

نہیں ہے۔ لیکن مرزا نے اپنے لئے کبھی ظلی، کبھی بروزی نبی کی اصطلاح گھڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ

کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی امتی ہیں۔ اس لئے ظلی نبی ہیں۔

”حضور ﷺ کے بعد“ صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکامِ شریعت جدیدہ ساتھ

رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص

جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی قرار پاتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی

رکھا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نبوت بھی باعث

امتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ کوئی مستقل نبوت نہیں۔“

(ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم، مرزا غلام احمد قادیانی طبع اول صفحہ 181)

اسی طرح ”ازالہ اوہام“ میں لکھتا ہے۔

”ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔“ (جلد اول، صفحہ 138)

”چشمہ معرفت“ میں ہے۔

”وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ سے نور لیتی ہے، وہ ختم

نہیں۔“ (صفحہ 324)

قادیانیوں نے بھی مرزا کی نبوت کو ظلی کہا ہے۔ لیکن اس کا مرتبہ سب انبیاء سے بڑا بتایا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (عجیہ اللہ علیہ) نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسولِ کریم

ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے

آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔“

(الفضل قادیان 29 اپریل 1967ء)

کبھی مرزا اپنی نبوت کو بروز کی قرار دیتا ہے۔

”اب بعد اس (خاتم الانبیاء) کے کوئی نبی نہیں مگر، وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہو۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے، وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔“ (کشتی نوح، مرزا غلام احمد قادیانی، صفحہ 24)

الہدٰی کی 4 ستمبر 1903ء کی اشاعت میں کسی نے مرزا سے پوچھا کہ بروز کے کہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ ”جیسے شیشہ میں انسان کی شکل میں آتی ہے۔“ حالانکہ وہ شکل بذات خود الگ قائم ہوتی ہے۔ اس کا نام بروز ہے۔

(ملفوظات۔ جلد ششم۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 122)

مرزا نے اپنی بیویوں کو ”امہات المؤمنین“ قرار دیا، اپنے گھر والوں کو ”اہل بیت“ کہا۔ جن لوگوں نے مرزا کی زیارت کی انہیں ”صحابہ“ بنایا، اسی قسم کا ایک ”صحابی“ سید سرور شاہ قادیانی کہتا ہے۔

”بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت (ﷺ) کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں ”من یک قطره ز آب لال محمد (ﷺ)۔“ لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے۔ ”من فرق بینی المصطفیٰ فما عرفنی ومارحی“ کہ جو مجھ میں اور آنحضرت (ﷺ) میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔ اس نے نہ مجھے دیکھا، اور نہ مجھے پہچانا۔“ (اخبار الفضل قادیان، 26 جنوری 1916ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح بتدریج ترقی کی، اس کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ مرزا کے مرنے کے بعد ”ارتقاء“ کا یہ عمل جاری نہیں رہا۔ درست نہیں۔ مرزا تو ایک مولوی سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ظلی، بروز کی اور نبی شریعت کے بغیر نبی ہے۔ لیکن اس کے صاحبزادے نے ظلی، بروز کی والی فتح بھی اڑا دی۔ اس نے اپنے باپ کو ”حقیقی نبی“ قرار دیا۔

”در حقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو، اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالات نبوت اُس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں۔ جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔“

(القول الفیصل، میاں بشیر الدین محمود احمد صفحہ 160)

خود مرزا نے لکھا۔

”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔“ (اربعین نمبر 4، صفحہ 45-83)

اب مرزا کی وحی یا کسی کے اس پر کئے گئے ”الہامات“ کا ذکر بھی ہو جائے۔ خداوند قدوس نے تو ایسا کیا تھا۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

ہم نے ہر رسول پر صرف اس کی قوم کی زبان میں وحی نازل کی۔

لیکن مرزا پر کئی زبانوں میں ”وحی“ نازل ہوئی۔ اگرچہ اس نے خود کہا تھا۔

”یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔“ (چشمہ معرفت۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 209)

بیشتر ”الہامات“ اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا والا الہام بن گیا۔ کچھ الہامات معنوی لحاظ سے عجیب و غریب ہیں۔ مثلاً۔

”انت بمنزلة ولدی“ (تو مجھ سے بیٹے کی بجائے) اس سوال کے جواب میں کہ اس الہام کے معنی کیا ہیں، قادیانیوں کا موقف ہے کہ کسی کو ”بیٹے کی بجائے“ کہنا پیار کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ در نہ خود مرزا کہتا ہے کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں ہے۔

(جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات۔ صفحہ 39)

بہر حال مرزا کے خدا نے تو اس کو بیٹے کی بجائے ہی دیا۔

قرآن پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا کے ”خدا“ نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے۔ ان نے کہا تھا۔ ”یا آدم اسکن۔“ مرزا کے ”الہام“ میں مخاطب عورت ہو گئی لیکن فعل مذکر ہی رہا۔

”یا مویم اسکن“ (حرف محرمانہ۔ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 324-325)

اور مرزا کا خدا تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ اردو ”الہام“ دیکھئے۔

”بہت سے سلام میرے تیرے پر ہوں“ (حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 102)

اس پر جو الہامات انگریزی میں نازل ہوئے۔ انکی زبان بھی اتنی ہی غلط ہے جتنی مرزا "پڑھے لکھے" آدمی کی ہونی چاہیے تھی۔ مثلاً دیکھئے ھقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 303 انگریزی الہامات کے بارے میں حاجے میں لکھتا ہے۔

"چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا" (ھقیقۃ الوحی صفحہ 304)

ایک خط میں اس سلسلے میں شکوہ کرتا ہے کہ

"چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندوؤں کے سے دریافت کئے مگر قابل اطمینان نہیں۔" (مکتوبات احمدیہ، جلد اول صفحہ 68)

اور پھر انگریزی الہامات ہی پر کیا منحصر ہے۔ سنسکرت اور عبرانی وغیرہ میں بھی اس پر یہ عتاب ہوتی رہیں۔ لکھتا ہے۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوئے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ جیسے انگریزی، سنسکرت، یا عبرانی وغیرہ" (نزول المسیح صفحہ 57)

مرزا کا نام "غلام احمد" تھا۔ لیکن اس کے کئی "الہامات" میں اسے "احمد" کے نام سے پکارا ہے۔ خود اس نے اپنے بارے میں کہا۔

لیکن آخر زماں نام من است

آخریں جاے ہمیں جام من است

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتا رہا۔ اس نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ۔۔۔ من بعدی اسمہ احمد" کی آیت کے مصداق حضور نور محمد ﷺ نہیں بلکہ وہ خود ہیں۔ بات تو اس کے بیٹے اور "خلیفہ دوم" نے کہی۔

"اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین بھیرودی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چمکا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح

موعود علیہ السلام ہی ہیں۔" (انوار خلافت میاں بشیر الدین محمود احمد۔ صفحہ 61)

مرزا بشیر الدین محمود احمد نے 1915ء کے سالانہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ "اسمہ احمد سے حضور محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء مراد نہیں ہیں۔"

(الفضل قادیان، 19 اگست، 1916ء)

حالانکہ خود مرزا نے 4 نومبر 1900ء کو "اشتہار واجب الاظہار" میں کہا تھا۔

"ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ، دوسرا احمد ﷺ۔ اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسم احمد ﷺ کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور حکیمانی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد ﷺ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔

(تبلیغ رسالت جلد نہم، مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 91)

معلوم ہوا کہ مرزا تو "احمد" حضور ﷺ کا اسم مبارک سمجھتا تھا لیکن اس کا بیٹا اس سے بھی دو قدم

اگے نکل گیا۔ اس نے واضح طور پر کہا کہ

"احمد حضور ﷺ کا نام نہیں تھا اور "احمد" کے سلسلے میں قرآن میں جو نشانات ہیں حضور ان کے مصداق بھی نہیں ہیں اور نہ ہی حضور ﷺ نے خود یہ فرمایا ہے کہ "اسمہ احمد" والی پیشگوئی میرے بارے میں ہے۔"

(الفضل 19 اگست 1916ء)

مرزا نے بھی "خاتم" کے معنی مہر کہہ کر حضور رسول کریم ﷺ کی مہر کے ذریعے نبوت کی راہ کھولنی چاہی تھی۔ ان کے صاحبزادے نے بات کو اور بھی واضح کر دیا۔ 1927ء میں اُس سے سوال کیا گیا کہ

کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے تو اُس نے کہا

"ہاں، قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے، جب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔"

(الفضل قادیان 27 فروری، 1927ء)

مرزا نے اپنے آپ کو بہت کچھ بنالیا تھا۔ وہ مسیح موعود بن بیٹھا تھا۔ (حیات طیبہ از عبدالقادر، صفحہ 90۔ تاریخ احمدیت جلد سوم، صفحہ 546۔ تہذیب الوحی صفحہ 64۔ وغیرہ)

اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اور حضور ﷺ کا مظہر اتم کہا۔

(ھقیقۃ الوحی صفحہ 72)

اس نے اپنے آپ کو کُرن بھی قرار دیا (تمہ حقیقہ الوحی صفحہ 85) وہ ”مہدی معبود“ بھی بن گیا (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 169، 170۔ ملفوظات جلد ششم صفحہ 423، وغیرہ) لیکن اس نے کہا کہ مہدی ایک ہی ہونا تھا اور وہ خود اس کی صورت میں ”ہو گیا“۔ 17 جنوری 1903ء کو ایک مقدمے کے سلسلے میں جہلم جیش ہوا تو خدام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا

”مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں۔ مگر مہدی تو بہر حال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔“ (سیرت المہدی حصہ سوم، صفحہ 169)

لیکن ”ظہور مرزا“ کچھ اور کہتا ہے۔ اس کا بیٹا حسب عادت اس سے کئی ہاتھ آگے نکل گیا کہتا ہے۔

”مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔“ (افضل قادیان 27 فروری 1927ء)

دنیا جانتی ہے نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ سچا ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کو تو آپ کے سخت ترین دشمن بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کے صدق کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ جس نبوت کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو۔ جو شخص جھوٹی نبوت کا داعی ہو۔ اس کے کلام میں سچ تلاش کرنا ہی بے وقوفی ہے۔ لیکن مرزا کے ”سچ“ کی ایک مثال ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ لکھا ہے۔

”بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبے کی ہے جو اس کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتاب بعد از کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 41)

صورت حال یہ ہے کہ بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

اس مختصر مضمون میں یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کے محل میں نقب لگانے کی جرات کی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد اپنی نبوت کا کھڑاگ کھڑا کیا۔ انہوں نے اگر شیطان کے زیر اثر کئی لوگوں کو بوجہ اپنے جھگڑے میں پھنسا لیا۔ لیکن ان کا جھوٹ ان کی ایک ایک بات سے، ان کی ایک عبارت سے واضح ہے۔ اب جن لوگوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے لگا دی ہو، ان پر احقاق حق اور ابطال باطل کی کسی کوشش کا ثبوت اثر تو ہونے سے رہا۔ مگر ایسے لوگ متلاشیان حق ہیں، انہیں ضرور غور کرنا چاہئے کہ شیطان کے چیلے چاننے دین کو کمزور کرنے اور ملت کو پارہ کرنے کی کوششوں میں کس کس طرح مصروف ہیں۔

مقام طاہر رضوی

دہلی ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور

ختم نبوت پر عقلی دلائل

ختم نبوت کے باغی کہتے ہیں کہ نبوت رحمت خداوندی ہے۔ اگر نبوت بند ہوگئی تو رحمت بند ہوگئی۔ لہذا نبوت کا ختم ہونا رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ اس لئے اس کو جاری رکھنے کے لئے نبوت جاری ہے۔ ایمان نبوت سے کہتے ہیں کہ نبوت بہت بڑی رحمت خداوندی ہے۔ ہاں نبوت کی پہلی رحمت آدم کی صورت میں آئی پھر یہ رحمت کبھی نوح علیہ السلام، کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کبھی ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں آئی، کبھی داؤد علیہ السلام کی شکل میں، کبھی موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں، اور کبھی رحمت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تشریف لائی۔ لیکن یہ رحمتیں مخصوص مقامات اور مخصوص زمانوں کے لئے تھیں۔ ان میں کوئی دائمی رحمت دائمی، ہمہ گیر اور عالمگیر نہ تھی۔ لیکن جب محبوب رب العالمین خاتم النبیین ﷺ اس گلشن ہستی میں رونق افروز ہوئے تو مالک کائنات نے پوری کائنات کو مخاطب کر کے یہ مژدہ جان فزا سنا دیا۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر“

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو رب العزت نے سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رحمت کا سلسلہ جو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اس کا ختم نبوت ﷺ کی عظیم شخصیت پر ختم ہو گیا اور رحمت اپنی تکمیل و معراج کو پہنچ گئی۔ اس کی مزید تکمیل کے لئے اس مثال کو دیکھئے۔ آسمان نبوت خالی پڑا تھا۔ نبوت کا کوئی بھی ستارہ ابھی آسمان نبوت پر نہ تھا۔ نبوت کا پہلا ستارہ آدم علیہ السلام، کی صورت میں چمکا۔ پھر نوح علیہ السلام کا ستارہ منور ہوا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا ستارہ صوفشاں ہوا۔ کہیں ہود علیہ السلام کا ستارہ ضیا بار ہوا، کہیں یعقوب علیہ السلام کا ستارہ

جنگ لگانے لگا، کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ستارہ تابندہ ہوا۔ ستارے آتے رہے اور اپنی اپنی روشنیاں بکھیرتے رہے۔ حتیٰ کہ آسمان نبوت ان ستاروں سے بھر گیا۔ مگر دنیا میں اجالا نہ ہوا، دن نہ نکلا۔ اسی رات ہی رات تھی۔ پھر فاران کی چوٹیوں سے وہ آفتاب نبوت طلوع ہوا۔ جس کی ضیا بارکروں کے اندھیروں کے سینے چیر دیئے، کفر و شرک کے سائے چھٹ گئے، سحر کا سپیدہ نمودار ہوا اور یہ ظلمت کا کائنات جتنے نور بن گئی۔ پھر آفتاب نبوت نے اعلان کر دیا کہ اب کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں۔ پوری دنیا کو روشن کرنے کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں اور میں قیامت کی آخری شاہد تک روشن ہوں۔

مندرجہ بالا مثال سے ہر صاحب فہم یہ سمجھ گیا کہ جس طرح آفتاب کی موجودگی میں کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں اسی طرح خاتم النبیین محمد عربیؐ کی عالمگیر نبوت کی موجودگی میں نبی کی نبوت کی ضرورت نہیں۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبی اکرمؐ کی کامل اطاعت کی وجہ سے نبوت ملی، اس سرور کائناتؐ کی اتباع کا حق ادا کر دیا۔ وہ فانی الرسول تھا اور وہ نبوت کے راستے پر چلتے چلتے خود بن گیا۔ (معاذ اللہ)

ان عیاروں، مکاروں، دغا بازوں اور جلسازوں سے کوئی پوچھے کہ کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سلیمان فارسیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت انسؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت جابرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت اشعریؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ ایسے جلیل القدر صحابہ کرام، بخاریؓ، امام مالکؓ، امام احمد بن حنبلؓ، امام ترمذیؓ، ابن ماجہؓ، طبرانیؓ، ابویہؓ، ابن حبانؓ، ابن عساکرؓ، ابن جوزیؓ، حافظ ابن حجرؓ، طحاویؓ، ابویہؓ اور نسائیؓ ایسے محدثین، ابن کثیرؓ، علامہ زبیریؓ، سید محمود آلوسیؓ، ابن ابی عمیرؓ، ابن کثیرؓ، علامہ جلال الدین سیوطیؓ، قاضی شامیؓ،

ابن کثیرؓ، اور علامہ اسماعیل حقؓ ایسے مفسرین کتاب، چشتی اجمیریؓ، حضرت داتا علیؓ، بابا فرید گنج شکرؓ، حضرت میاں میرؓ، نظام الدین اولیاءؓ، قطب الدین گیلانیؓ، اور مجدد الف ثانیؓ ایسے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے سرور کائناتؐ کی اطاعت و اتباع نہیں کی۔

اطاعت کی تو تمہارے بنا پستی نبی مرزا قادیانی نے جس نے فرنگی کی گود میں بیٹھ کر نبوت کا ڈرامہ ادا کیا، دین اسلام کو ارتدادی قبا پہنانے کی ناپاک جسارت کی۔ قرآنی آیات میں تحریف کے جھوٹے ہائے، احادیث رسولؐ کو اپنے غارت گر قلم سے مسخ کیا، شعائر اللہ کو ابلیسی بلڈوزروں سے کچل ڈالا، اپنی زہریلی زبان سے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ دشمن اسلام فرنگی کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا اور پوری امت مسلمہ کی اعلیٰ پیشانی پر کفر کا شپہ لگا دیا۔

قفس ارتداد کے اسیر قادیانیو! تمہارے انگریزی براڈ نی کی اطاعت کا یہ عالم کہ وہ عورتوں سے منہ نہ لگاتے تھے، انیوں کھاتا تھا، شراب کے جام لٹھحاتا تھا، بے تحاشا گالیاں بکتا تھا، مریدوں کا چندہ ہڑپ کر کے بیوی کے زیورات بناتا تھا۔ حیا سوز شاعری کرتا تھا، محمدی بیگم سے شادی رچانے کے لئے غلیظ خط و کتابت کرتا تھا اور مسلمانوں کو رسول رحمتؐ کے دین سے ہٹا کر انہیں مرتد بنا کر جہنم کے گڑھے میں پھینکتا تھا۔ کیا یہی اطاعت ہے؟ کیا یہی اتباع ہے؟ کیا یہی پیروی ہے؟

شرم تم کو مگر نہیں آتی

جھوٹی نبوت کے فریب خوردہ انسانو! نبوت ایک عطائی اور وہی گوہر ہے۔ کوئی شخص اطاعت، عبادت، ریاضت، محنت اور لیاقت کے ذریعے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، اگر نبوت ان اوصاف کے حصول سے ملتی ہوتی تو ابو بکرؓ کا کون ثانی تھا، عمرؓ کا کون ہمسر تھا، عثمانؓ کا کون مثل تھا، علیؓ کا کون مقابل تھا اور دیگر صحابہ ان اوصاف میں کتنے ممتاز تھے؟ لیکن ان میں سے کسی نے دعویٰ نبوت نہ کیا بلکہ ہمیشہ خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت کا اعلان اور تحفظ کیا اور اس عقیدہ کی مست پر ڈالنے والوں کی سرکوبی کی اور اس راہ میں کسی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

رخ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

کلمہ طیبہ اور دلیل ختم نبوت:

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اس کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں۔

1 لا الہ الا اللہ 2 محمد رسول اللہ

پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے۔ اور دوسرے حصہ میں خاتم النبیین ﷺ کی عالمی نبوت و رسالت کا ذکر ہے۔

پہلے حصہ کے حروف بارہ ہیں۔ اور دوسرے حصہ کے حروف بھی بارہ ہیں۔ پہلے حصہ میں کوئی نقطہ نہیں اور دوسرے حصہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں۔ جو پہلے حصہ کے حروف کی تعداد میں تبدیلی کرے وہ بھی کافر۔ اور دوسرے حصہ کے حروف کی تعداد میں تبدیلی کرے وہ بھی کافر، جو پہلے حصہ میں کوئی نقطہ لگائے وہ بھی کافر۔ جو دوسرے حصہ میں کوئی نقطہ لگائے وہ بھی کافر۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو حکم دینا ہوتا تو ”یا“ جو عربی زبان میں خطاب کے لئے آتا ہے، سے خطاب کر کے اور نبی کا نام لے کر حکم دیا جاتا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ۔ مالک کائنات اپنے بھیجے ہوئے انبیائے کرام سے اسی طرح خطاب فرماتے رہے۔ لیکن جب خاتم النبیین ﷺ کو یا لکھا اللہی، یا لکھا الرسول سے ختم نبوت کو کہیں بھی ”یا محمد“ کہہ کر خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ سید المرسلین کو یا لکھا اللہی، یا لکھا الرسول سے خطاب فرمایا۔ آنحضرت ﷺ سے قبل حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بھی اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی بھی یا ایہا النبی اور یا ایہا الرسول نہیں فرمایا اور اس لئے نہیں فرمایا کہ ان کے بعد نبی اور رسول آنے تھے۔ لیکن جس ذات اقدس کے بعد کوئی اور نبی و رسول پیدا نہیں ہوتا تھا، اسے یا ایہا النبی اور یا ایہا الرسول کے خطاب سے نوازا گیا۔ لہذا کلمہ طیبہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ ربوبیت اللہ پر ختم ہے اور نبوت رسالت رسول اللہ پر ختم ہے۔ خدا کے سوا جو خدائی کا دعویٰ کرے وہ فرعون، نمرود اور شداد ہے اور جو اللہ رب مانے وہ مشرک فی الربوبیت ہے۔ اور رسول اللہ کے بعد جو دعویٰ نبوت و رسالت کرے، وہ عیسیٰ مسیح کذاب اور مرزا قادیانی ہے اور جو انہیں نبی مانیں وہ مشرک فی النبوت ہیں۔ دونوں قسم

مشرکین اپنے جعلی خداؤں اور جعلی نبیوں سمیت جہنمی ہیں۔

تمام نبیوں نے اپنے بعد آنے والے نبیوں کے بارے میں پیش گوئیاں کیں لیکن جب رحمت دو عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کسی نئے نبی کے آنے کی پیش گوئی نہ کی بلکہ اعلان فرمایا۔ انسا عالم النبیین لا نبی بعدی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا، خاتم المرسلین نہیں کہ مبادا اس کا مطلب کوئی یوں لے کہ رسالت ختم ہو گئی اور نبوت ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ خاتم النبیین میں ”النبیین“ رسول اور نبی دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہذا آپ کی ذات اقدس نبوت و رسالت دونوں ختم ہو گئیں۔

محسن انسانیت ﷺ اول النبیین بھی ہیں اور آخر النبیین بھی کیونکہ عالم ارواح میں سب سے پہلے منصب نبوت آپ کو عطا کیا گیا اور بعثت میں سب سے آخر ہیں۔

آپ کی ہستی مبارک پر نبوت ختم ہوئی تو نبوت کے سارے کمالات آپ ﷺ پر ختم ہو گئے جملہ انبیائے کرام کو جزوی طور پر جو کمالات نبوت ملے تھے، وہ آپ کو کلی طور پر عطا کر دیئے گئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

قانون فطرت ہے کہ ہر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے اور ایک انتہا، نبوت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا جناب محمد عربی ﷺ پر اور انتہا کے بعد کوئی مغناش باقی نہیں رہا کرتی۔

بعثت محمدی سے پہلے خدا تک پہنچنے کے بہت سے دروازے تھے۔ یہ آدم علیہ السلام کا دروازہ ہے۔ اس سے داخل ہو جائیے، خدا کا قریب مل جائے گا۔ یہ نوح علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ تک رسائی ہو جائے گی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے خدا مل جائے گا۔ یہ یوسف علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، خدا مل جائے گا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے گی۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا دروازہ ہے، مالک سے رابطہ ہو جائے گا۔ لیکن جب بعثت محمدی ﷺ ہو گئی تو یہ سارے چھوٹے دروازے بند کر دیئے گئے اور نبوت محمدی ﷺ کا ”بین گیت“ کھول دیا گیا اور رب ذوالجلال نے یہ اعلان کر دیا اب جو بھی مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اسے ”بین گیت“ سے گزر کر آنا ہوگا۔

جس طرح ہر مسلمان کا ایک جسمانی باپ ہے، اسی طرح ہر مسلمان کا ایک روحانی باپ ہے، جس کے جوتوں کی خاک کے ذروں پر جسمانی باپ کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ اس روحانی باپ کا نام اسم گرامی ”محمد“ ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے جسمانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنی ماں کی عصمت کے سفینے کو اپنے ہاتھوں سے غرق کرتا ہے اور اگر کوئی دوسرے روحانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی کشتی کو اپنے ہاتھوں سے ڈبو دیتا ہے۔ لہذا جس طرح کسی مسلمان کا دوسرا جسمانی باپ نہیں ہو سکتا، اسی طرح کسی مسلمان کا دوسرا روحانی باپ (نبی) نہیں ہو سکتا۔

تاجدار ختم نبوت ﷺ کی صفت ختم نبوت نے پوری امت کو وحدت کی لڑی میں پرو رکھا ہے اور اس لڑی کے موتی مؤمنین کہلاتے ہیں۔ ختم نبوت کی وجہ سے آج اسلامی برادری عالمگیر برادری ہے۔ ختم نبوت کی بدولت سب کے رہبر و رہنما محمد عربی ﷺ ہیں۔ ختم نبوت کے طفیل قرآن سب کا امام ہے، ختم نبوت کی برکت سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ سب کا کلمہ ہے۔ ختم نبوت کی رحمت سے بیت اللہ سب کا قبلہ ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا رہتا تو امت چھوٹی چھوٹی کلزیوں میں بٹ جاتی۔ لہذا رب رحیم نے نبوت کا باب بند کر کے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مبعوث فرما کر اہل دنیا کو بے پایاں رحمت سے نوازا ہے۔

زمانہ رہتی دنیا تک سائے گا زمانے کو
دروہ ان کا، کلام ان کا، پیام ان کا، قیام ان کا



عقیدہ ۵۔ وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے۔ علم ذاتی اس کا خلاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے کافر ہے۔ علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔
عقیدہ ۶۔ وہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔
(بہار شریعت)

امام احمد (نومسلم، سابق قادیانی)

انگریزی نبی

مارکونی نے ریڈیو بنایا۔-----
نیوٹن نے قوانین حرکت بنائے۔-----
ایڈیسن نے بلب بنایا۔-----
گراہم بیل نے ٹیلی فون بنایا۔-----
رائٹ برادران نے ہوائی جہاز بنایا۔-----
ارشمیدس نے قانون ارشمیدس بنایا۔-----
سرفلمنگ نے پینسلین بنائی۔-----
میخائل کلاشکوف نے کلاشکوف بنائی۔-----
ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کھوٹا اینی پلانٹ بنایا۔-----
اور۔۔۔۔۔ انگریز نے قادیانی بنائے۔

کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔۔۔ اور۔۔۔ فرنگی نے مرزا قادیانی دریافت کیا۔ مرزا قادیانی انگریزی حکومت کا ایک سیل میں تھا۔ ایک بزنس پروموٹر تھا۔ ایک تشہیری ایجنٹ تھا۔ وہ انگریزی مصنوعات کی تشہیر کا کنٹریکٹر تھا۔ وہ انگریزی مصنوعات کو اپنے چھابڑے میں لے کر گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ اور شہر شہر گھومتا رہتا۔ اور انگریزی مصنوعات بیچتا۔ اس کے چھابڑے میں کون کون سا مال ہوتا تھا؟ اس کے چھابڑے میں کفر، الحاد، منافقت، زندہ بقیہ، ارتداد، جھوٹی نبوت، جھوٹی مجددیت، ولایتی مہدیت، بنائستی مسیحیت، اطاعت انگریز، غلامی ملکہ، قصائد انگریز گورنمنٹ، تردید جہاد، خداری اسلام، ایمائے نبوت، توہین رسالت، توہین الوہیت، توہین قرآن، توہین حدیث، توہین اسلام، توہین صحابہ و ائمہ، توہین اولیاء، توہین مسلمان عالم جیسی اشیاء تھیں۔ مرزا قادیانی اپنے اس زہریلے اور جہنمی چھابڑے کو سر پر اٹھائے آوازیں لگاتا اپنی اشیاء بڑھاتا۔ ان کی تشہیر کرتا۔ جو اس سے سودا خرید لیتا وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔

آج ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تم انگریزوں کے خودکاشتہ پودے ہو۔ تو وہ بڑے چڑتے ہیں۔ بدکتے ہیں۔ حالانکہ بین ثبوت موجود ہیں۔ واضح شہادتیں حاضر ہیں۔ کتابیں گواہی دینے کے لئے موجود ہیں۔ الفاظ زندہ ہیں۔ صفحات آن ریکارڈ ہیں۔ پھر بدکنا کیسا؟ پھر چڑنا کیسا۔ صنعت کا صانع، فخر ہونا چاہئے۔ حوالوں کے لئے چند آئینے پیش خدمت ہیں جن میں قادیانی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

ہوتا ہے ایک ہل میں کھنڈر دل بسا ہوا

پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔“

(تزیان القلوب، صفحہ 25، مصنف مرزا قادیانی)

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دوحے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت ”حکومت برطانیہ ہے“

(شہادت القرآن، صفحہ 86، مصنف مرزا قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو عطا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔“ (تزیان القلوب، صفحہ 26، مصنف مرزا قادیانی)

”اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورت الامام، صفحہ 23، مرزا قادیانی)

”صرف یہی انتہا ہے کہ سرکار دولت مدار۔۔۔ اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت احترام و احتیاط اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“

(مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد 7، صفحہ 18، مرزا قادیانی)

”انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔“

(اشتہار مندرجہ ”تبلیغ رسالت“ جلد دہم، صفحہ 123، مرزا قادیانی)

”گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد پورا کرتے ہیں۔ اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔“ (برکات خلافت، صفحہ 65)

”ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں بیروں کے نیچے کچل ڈالتا، کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے۔ اور احسان کی بارش سے مہربانی کے عینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔“

(نور الحق، حصہ اول، صفحہ 4، از مرزا قادیانی)

”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچا دے۔“

(نور الحق، صفحہ 33، از مرزا قادیانی)

”ہم اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر گزار رہیں۔“ (ازالہ طبع دوم، حاشیہ، صفحہ 57)

”اب رحمت کی طرح خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو دور سے لایا۔ جس کا شکر ہر فرد ہندوستان پر فرض عین سے بھی بڑھ کر فقیہ رکھتا ہے۔“ (ازالہ اوہام، مصنف مرزا قادیانی)

”میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کریں۔“

(ضرورت الامام، صفحہ 23، مصنف مرزا قادیانی)

”میرے مریدوں کی ایک جماعت تیار ہوئی ہے جو اس گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔“

(گورنمنٹ کے نام عریضہ "تبلیغ رسالت" جلد 6، صفحہ 65، مرزا قادیانی)

:"اس پاک جماعت (فرقہ احمدیہ) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع و اقسام

کے فوائد مقصود ہوں گے۔" (ازالہ اوہام، صفحہ 849-821، مصنف مرزا قادیانی)

:"اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا

ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔"

(الہامی قاتل نمبر 1، جلد 18، صفحہ 8)

:"غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کرے

اور موردِ مرام گورنمنٹ ہے اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ

ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے واعظوں سے ہزاروں دلوں میں

گورنمنٹ کے احسانات جمادیئے ہیں۔" (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، مصنف مرزا قادیانی)

:"ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں

اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔"

(اشتہار مرزا قادیانی، مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، صفحہ 5)

:"بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا

مکہ میں گزارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔"

(بیان مرزا قادیانی مندرجہ "ملفوظات احمدیہ" جلد اول، صفحہ 46)

:"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران

میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(اشتہار مرزا قادیانی، مرزا 22 مارچ، 1897ء)

:"یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا گھناؤنا کہاں ہے۔"

ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لئے دانش پس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں

کافر ہو اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔"

(تبلیغ رسالت" جلد دہم، صفحہ 132، مصنف مرزا قادیانی)

:"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضرور

ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو (اپنی حمایت و نصرت سے) قائم رکھا جائے۔"

(الفضل قادیان" 3 جنوری 1945ء بیان مرزا بشیر الدین محمود)

مندرجہ بالا تحریرات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مرزا قادیانی کہیں اپنے باپ، دادا کی مسلمانوں سے

لڑائیوں اور انگریزوں سے وفاداریوں پر نازاں نظر آتا ہے۔ کہیں خود کو انگریز کا خود کاش پودا لکھ کر خوشی

قص کرنا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں فرنگی کی حمایت و تائید میں کتابیں لکھ کر انہیں بیرونی ممالک میں بھیج کر

اپنی منفیت پر فخر کرنا نظر آتا ہے۔ کہیں ملکہ کے گلے کا تنوید بن کر لکھ رہا ہے۔ کہیں انگریزی سلطنت کی

طاقت کے لئے خون بہا دینے کا اعلان کر کے اپنی بہادری و شجاعت کی خود ساختہ تاریخ رقم کر رہا ہے اور

کہیں انگریزی حکومت کے تحفظ کے لئے اپنے چیلے چانٹوں کی فوج تیار کر کے دربار فرنگی میں اپنی قیمت

میں اضافہ کر رہا ہے۔ ہم تو اس تنگ دین و ملت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

ہلاکت آفریں اس کی ہر ایک بات

عبارت کیا، اشارت کیا ادا کیا

قادیانیوں کی یہ ضمیر فروش، وطن فروش، ایمان فروش، غیرت فروش، اور قوم فروش کس لئے تھی؟

اس لئے کہ قادیانیت اور فرنگیت ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ دونوں کا کام ایک تھا۔ دونوں کا سفر ایک

تھا۔ دونوں کی منزل ایک تھی اور وہ تھی کراۓ ارض سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ۔

ان میں سے ایک سفاک قاتل تھا، دوسرا اس کی تیغ بھاء، ایک ستم گر تیر انداز تھا دوسرا زہر میں بجا

ہوا تیر، ایک زہر ساز تھا دوسرا زہر فروش، ایک سانپ تھا دوسرا اس کو پالنے والا، المختصر ایک چور اور

اگرچہ چور کی ماں! چور اور چور کی ماں میں کتنا گہرا تعلق تھا، وہ چور کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔

"دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ ان کو

حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول

کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس میں

گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ،

گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی اپنی ترقی، گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا

تنزل سمجھنا چاہئے۔

(بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 4، نمبر 6، مورخہ 6 مارچ 1917ء)

محترم قارئین! سوال اٹھتا ہے کہ انگریز نے یہ غیبت پودا کیوں لگایا؟ اس کی آبیاری اور انتہائی

گہداشت کیوں کی؟ جواباً عرض ہے۔۔۔ تاکہ۔۔۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی جگہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت چلائی جائے۔

اسلام کی رفیع الشان عمارت کو مسمار کر کے اس کے کھنڈرات پر قصر قادیانیت تعمیر کیا جائے۔

شجر اسلام کو قادیانی چوہوں کے نوکیلے اور ٹیکے دانٹوں سے کترایا جائے۔

مسلمانوں کو اسلام کی بجائے قادیانیت کی چھت کے نیچے لایا جائے۔

مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے۔

ہندوستان میں اسلامی اور آزادی کی تحریکوں کو پکلا جاسکے۔

مسلمانوں کو کفر سے برسر پیکار ہونے کی بجائے آپس کی سر پھٹول میں مصروف کیا جائے۔

مختلف فرقوں کو دست و گریباں کیا جائے۔ اور مزید نئے نئے فرقے بنائے جائیں۔

ممانعت جہاد کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

ہندوستان میں توہین رسالت کی فضا پیدا کی جائے۔

دنیا کے مختلف مسلمان ممالک میں قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے حکومت کے اہم عہدوں

بٹھایا جائے۔ اور ان کی جاسوسی سے اہم ملکی راز حاصل کئے جائیں۔

نومسلموں کو اسلام کے نام پر قادیانیت کی دعوت دی جائے اور انہیں مسلمان کے نام

قادیانی بنایا جائے۔

پوری دنیا میں اسلام کی نمائندگی قادیانیت کے سپرد کی جائے۔

اے قوم حجاز! آج بھی عالمی کفر اور قادیانی اپنے ان اہداف پر بھرپور کام کر رہے ہیں۔ اور اسی

منزل حاصل کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ ان کا حصول منزل کیا ہے؟ اس کے تصور سے ہی جسم

اٹھتا ہے اور روح کانپ کانپ جاتی ہے۔

رسول رحمت مکی علیہ السلام کے امتیو! میں نے ساری تشویش ناک صورت حال تمہارے سامنے رکھ دی

ہے اور اس پر تمہاری تشویش اور تڑپ دیکھنا چاہتا ہوں۔

تری	آکھ	کو	آزمانا	پڑا
مجھے	قصہ	غم	سنانا	پڑا



نور احمد کبوتر

اسلام کا بدترین مجرم

بد گفتار، لعنتی سردار، ہرزہ سرائی میں منہ زور، نبوت کا چور، جھوٹ کا مجسمہ انگریز کے بوٹ کا تسمہ،

اوامشات کا بندہ، سوچ کا گندہ، عادات ذلیل فطرت رزائل، بد شکل کوتاہ عقل، مکروہ خدو خال بے ذہنگی

ہاں، ایک آنکھ سے کانا کفر میں سیانا، دل سیاہ ضمیر شاہ، فرنگی کا غلام، دشمن خیر الانام، گالیوں کی برسات

اندہ کی سیاہ رات، ایمان کا شکاری درانگریز کا بھکاری، دولت کا حریص منافقت کا مریض، اخلاق کا

قائل سراپا باطل، تنگ شرافت لائق حقارت، فتنہ ساز نوسر باز، علامت فساد مگر جہاد، کلیسا کا پجاری ملکہ

مصدقے داری، امام وجل و تلخیص باعث فخر ابلیس، پیشوائے مرتدین، رہنمائے زندیقین، منکر حدیث

الہی نصیحت، خدار ابن غدار، انگریز کا زلہ خوار، کافر کبیر زلف ملکہ و کٹوریہ کا اسیر، مسیلمہ کذاب کا ترجمان،

اسوہی کا نشان کفر کی برہان شیطان کی پہچان، دشمن قرآن بانی فتنہ قادیان، شخصیت بڑی شیطانی ہے،

امہرا غلام احمد قادیانی ہے۔

یہ تنگ انسانیت بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک پسماندہ گاؤں

”قادیان“ میں پیدا ہوا۔ اس کے بیٹے بشیر احمد نے اپنی کتاب ”سیرت المہدی“ میں اس کی تاریخ

پیدائش 1836ء لکھی ہے۔ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی تھا۔ باپ کا نام غلام

موسیٰ دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا۔ مرزا قادیانی کو بچپن میں دسوندی اور سندھی کے ناموں

سے بھی پکارا جاتا تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر مکتب بھیجا گیا لیکن تعلیم حاصل کرنے کا ذوق و شوق

رہا۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر مکتب میں کان پکڑوا کر اس کی پٹائی کی جاتی۔ آخر تعلیم ادھوری چھوڑی اور چند

کتابیں پڑھ کر مکتب سے بھاگ اٹھا۔ پھر ادھر ادھر آوارہ گردی میں وقت ضائع کرتا رہا۔ والدین اپنے

اولاد کو دیکھ کر بیٹے کے ہاتھوں بڑے تنگ تھے۔ آخر گھر کی جھڑکیوں سے تنگ آ کر مسٹر قادیانی گھر سے

بھاگ کھڑا ہوا اور قادیان سے سیالکوٹ آ گیا اور یہاں ایک دوست کی سفارش پر سیالکوٹ کی کچہری میں

دوپے ماہوار پر بطور مشی ملازم ہو گیا۔ اسی حقیقت کی منظر کشی کرتے ہوئے مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا

گورداس لکھتا ہے۔

”اور ایسا ہوا کہ ان دنوں میں آپ گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے قادیان سے باہر چلے گئے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی اور گزراہ کے لئے ضلع کچہری میں ملازمت بھی کر لی۔“ (تحدہ شہزادہ ویلہ صفحہ 341، بحوالہ رئیس قادیان)

سیرت المہدی کے مطابق مرزا قادیانی کی سیالکوٹ کی کچہری کی مدت ملازمت 1864ء ہے۔ دوران ملازمت فرنگی کو قادیان کے اس مٹھی کی صورت میں مسیلمہ کذاب کے گلے کا موتی مل گیا۔ اس مقدمہ کے لئے انگریز ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اور ذمہ دار شخص اس سے ڈی سی آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تھا مسیحی مشن کا۔ یہ فرد انگلیٹنڈ روانہ ہو گیا اور قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا۔ باپ نے کہا نوکری کی فکر کرو۔ جواب دیا کہ میں نوکر ہو گیا ہوں اور پھر بغیر مرسل کے پتہ کے مٹی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی بحث و مباحثہ، اشتہار بازی اور کفر و ارتداد پر مبنی تصانیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

انگریز نے اے۔ پی۔ ”ریموٹ کنٹرول“ کو بتدریج ترقی دینا شروع کی اس نے اپنے ملازم نبی کو اس طرح ترقی دے کر اس طرح وہ اپنے دیگر دنیاوی ملازمین کو اپنے وضع کردہ قوانین کے تحت عنایت کرتا تھا مثلاً سب سے پہلے کانشیل..... حوالدار..... اے ایس آئی..... سب انسپٹر..... ڈی ایس پی..... ایس پی..... ایس ایس پی..... ڈی آئی جی یعنی انسپٹر جنرل..... لم فزیر کھانے والے اور ام انہماک پینے والے فرنگی نے بالکل ایسے ہی اپنے خود ساختہ نبی کو پروموشن دی۔ عالم بنایا..... مناظر بنایا مصنف بنایا..... محدث بنایا..... مہدی بنایا..... مثیل مسیح بنایا..... مسیح بنایا..... ظلی طور پر محمد رسول بنایا..... عین محمد بنایا اور آخر اسلام سے بغض و عناد اور نفرت و دشمنی کی انتہا کرتے ہوئے اسے محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی افضل بنا دیا۔ معاذ اللہ۔

یہ الگ بات ہے کہ بنانے والا بھی کافر تھا اور بننے والا بھی کافر و مرتد حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے خدا کا دعویٰ بھی کر دیا۔ قادیانی مرزا قادیانی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا تے ہیں اسے نبوت پر بٹھاتے ہیں۔ پوری دنیا میں اس کا تعارف خدا کے انتہائی برگزیدہ بندے کی حیثیت سے کر رہا ہے اسے کردار کا آفتاب اور گفتار کا مانتاب کہتے ہیں۔ ان کے بقول وہ علم و حکمت کا بحر بیکراں ہے شرافت اس پہ نازاں ہے۔ صداقت اس کے قدموں میں بچھ بچھ جاتی ہے۔ روحانیت اس کی عظمت جبکہ جسک کر سلام عرض کرتی ہے۔ انسانیت اس کی شخصیت پر تحسین و آفرین کے پھول نچا د کر ہے۔ غرض کہ وہ دین و ملت کا محسن اعظم ہے۔ لیکن ہم جھوٹ کے اس پہاڑ کو سچائی کی ٹھوک سے اڑا دے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ بدخصلت اس فرش خاکی پہ جنم لینے والا بدترین انسان تھا جس کے

پیشطان کی حکمرانی تھی۔ جس کا دماغ ابلیسی سازشوں کا ہیڈ کوارٹر تھا اور جس کا دل کفر و ارتداد کا معاویہ تھا۔ جس کا باطن قبر کی تاریکی سے زیادہ کالا تھا اور جس کی زبان گالیوں اور گستاخیوں کی گونج گئی تھی۔ یہ شخص شراب وافیون کا رسیا تھا۔ زنا جیسے فعل خبیث کا عادی تھا۔ بے غیرت و بے حیا تھا۔ بال مطلق اور مخبوط الحواس تھا۔ جھوٹ بولنا اور فراڈ کے ذریعہ لوگوں سے رقم حاصل کرنا اس کی سرشت میں داخل تھا۔ چور اور لٹیہرا تھا۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کا خدا را اور یہودی و نصاریٰ کا پالتو تھا۔ اس کی زبان نے دعویٰ نبوت اور جہاد کے حرام ہونے کا اعلان کیا۔ ہم آپ کے سامنے اس مجرم اسلام کی شخصیت کے چند پہلو رکھتے ہیں اور پھر فکر و تدبر کی دعوت دیتے ہیں اور قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ تمہاری ہی کتابوں کے حوالہ جات ہیں اور اگر کسی قادیانی مائی کے لال میں جرأت و ہمت ہے تو جواب دے۔

شرابی:

مرزا قادیانی شراب کا رسیا تھا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مشروب جو اس کے آقا انگریز کا من ہلا دہ ہو انگریزی نبی اسے چھوڑ دے۔ کذاب قادیان اپنے ایک چہیتے مرید حکیم محمد حسین کو ایک خط لکھتا ہے۔

”محبی خوکیم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بیجا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام“ (خطوط امام بنام غلام صفحہ 5)

سودائے مرزا کے حاشیہ پر حکیم محمد علی پرنسپل طیبہ کالج امرتسر لکھتے ہیں۔

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ہے۔ ”ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے، جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے ہے۔“

(21 دسمبر 1929ء سودائے مرزا صفحہ 39 حاشیہ)

افیمی:

”حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی دو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک

بڑا جزا فینون تھا اور یہ دو کسی قدر اور فینون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استہمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد۔ اخبار الفضل جلد 17، نمبر 4 مورخہ 19 جولائی 1929ء)

بے حیا:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ:

حضرت ام المؤمنین (نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا قادیانی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانوتھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دہانے بیٹھی، چونکہ وہ لٹاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اسے پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو وہ دہا رہی ہے وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ ”بھانو! آج بڑی سردی ہے۔“ بھانو کہنے لگی ہاں جی تدے تے تہاڑیاں لٹاں لکڑی واگوں ہو یاں نیں۔“ (جسبی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں) خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتنا نا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 3، صفحہ 210، مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

رات کا وقت، کمرے میں تنہائی، غیر محرم عورت کا ٹانگیں دہانا، اور ٹانگیں دبوانے کے دوران مرزا قادیانی کا یہ کہنا ”بھانو! آج بڑی سردی ہے۔“ ساری تصویر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔

بے غیرت:

مرزا قادیانی اس قدر پرلے درجے کا بے غیرت تھا کہ اس نے اپنی پیدائش کے واقعہ کو بھی اپنے قلم سے لکھا ہے۔ اس شرمناک واقعہ میں جہاں اس نے اپنی غیرت کی دھجیاں بکھیریں ہیں وہیں اپنی ماں کی عصمت کی چادر کو بھی اپنے غلیظ ہاتھوں سے تار تار کیا ہے۔ اس تنگ انسانیت کے آوارہ قلم کی آوارگی اور بے حیثی ملاحظہ ہو۔

”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرا سر اس کے پاؤں میں تھا۔“

(تریاق القلوب، صفحہ 379، مصنفہ مرزا قادیانی)

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

زانی:

لیجئے ”آج بڑی سردی ہے“ کا معمہ حل ہو گیا جب اپنے ہی دل جلے مرید نے چھپے ہوئے بوڑھے مرزا قادیانی کی نام نہاد پارسائی کا شیشہ چکنا چور کر دیا۔ میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ میں لاہوری دل کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک خط جس میں اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل، مورخہ 31 اگست 1938ء)

مرزا قادیانی کے زانی ہونے کے ثبوت میں اور بھی شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ہم گندگی کو مزید تعفن پھیلاتا نہیں چاہتے۔ مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ہے۔

نبوت بھی رسیلی ہے، پیہر بھی رسیلا ہے

لتیرا:

”پنپالہ کے ایک رئیس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ مرزا صاحب کے خواص سے دعا کی سفارش کرائی۔ ان کو جواب دیا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی۔ دو ہاتھ ہونی ضروری ہیں۔ گہرا تعلق ہو یا دینی خدمت۔ رئیس سے کہو کہ ایک لاکھ روپیہ دے تو ہم دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کو ضرور لڑکا دے گا۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 257، مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

دوافروش تو دیکھے ہیں لیکن دعا فروش پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔ (مؤلف)

چور:

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود

تمہارے دادا کی پنشن مبلغ 700 روپے وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 34، مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیانی)

قارئین! ذرا غور فرمائیے یہ واقعہ مرزا قادیانی کی جوانی کا ہے اور جوانی میں انسان عقلی طور پر جوان ہوتا ہے۔ مرزا امام الدین، مرزا قادیانی سے رقم لے کر بھاگا نہیں بلکہ دونوں ٹھہرے اڑائے رہے۔ دونوں نے 700 روپے کی خطیر رقم جو آج کل کے سات لاکھ سے بھی زائد بنتی ہے خوب خرچ لے کر اڑائی۔ پھر جب رقم ختم ہو گئی تو مرزا قادیانی کو گھریا دیا لیکن ساتھ ہی جب باپ کا جوتا یاد آئے بجائے گھر آنے کے گھر سے بھاگ گیا۔ پوری کہانی کو اگر بنظر قارئین دیکھیں تو امام الدین ایک فرضی کردہ نظر آتا ہے۔ اور ساری ہیرا پھیری اور کارستانی مرزا قادیانی کی نظر آتی ہے۔ کیا مرزا قادیانی عین جوانی میں ایسا اہل وقت جو امام الدین کے اشاروں پر تاجتار ہوا؟ کیا مرزا قادیانی ایسا بھولا بھال تھا کہ امام الدین کو کوئی دن جلد ہر چاہتا تھا پھر اتار رہا؟

رشوت خور:

رشوت کسی بھی معاشرے کی بدترین لعنت ہے۔ ہر معاشرے کی اخلاقی اقدار کو پامال کر دیتا ہے۔ مرزا قادیانی بھی پکار رشوت خور تھا اور اس میں یہ برائی بدرجہ اتم موجود تھی۔ مرزا احمد علی شیشی کتاب دلیل العرفان میں لکھتے ہیں کہ

”فشی غلام احمد امرتسری نے اپنے رسالہ ”کالج آسمانی“ کے راز ہائے پنہائی میں لکھا تھا کہ مرزا نے زمانہ محرمی میں خوب رشوتیں لیں۔ یہ رسالہ مرزا کی وفات سے آٹھ سال پہلے 1900ء میں شائع ہو گیا تھا مرزا قادیانی نے اس کی تردید نہیں کی۔ اسی طرح مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مناظرہ روپڑ میں جو 21-22 مارچ 1932ء میں ہوا، ہزار ہا کے مجمع میں بیان کیا کہ مرزا صاحب نے سیالکوٹ کی نوکری میں رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہ سیالکوٹ ہی کا جائز کمائی تھی جس سے مرزا صاحب نے چار ہزار روپیہ کا زیور اپنی دوسری بیگم کو ہوا کر دیا۔“

(روداد مناظرہ روپڑ، مطبوعہ کشن سٹیم پریس جالندھر صفحہ 13)

رشوت خوری کا ایک نرالا اور اچھوتا اور ماؤرن انداز بھی ملاحظہ ہو۔

”ہمارے تانا فضل دین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب پکھری سے واپس آتے تو چونکہ آپ اہل ہمد تھے مقدسے والے زمینداران کے مکان تک پیچھے آ جاتے۔“ (یا مرزا قادیانی خود لے آتا۔ مؤلف)

مغبوط الحواس:

”ایک دفعہ مرزا صاحب اور سید محمد علی شاہ تلاش روزگار کے خیال سے قادیان سے چلے۔ کلاں کے قریب ایک نالے سے گذرتے ہوئے مرزا صاحب کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا مگر اس وقت تک انہیں معلوم نہ ہوا جب تک وہاں سے بہت دور جا کے یاد نہیں آیا۔ (انہوں کی کچھ زیادہ ہی مقدار کھالی ہوگی۔ مؤلف)

(حیات النبی جلد 1، صفحہ 58، از یعقوب علی قادیانی)

بد زبان:

دجال قادیان کی بدزبانی، غلیظ اور گندی گفتگو کے چند نمونے قارئین کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رویہ و تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کہ جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“ (حیات احمد جلد اول نمبر 3، صفحہ 25)

”آریوں کا پریشہر (خدا) ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 116)

”خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔“

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 13، مصنفہ مرزا قادیانی)

کذاب:

دجال قادیان کے رگ و ریشے میں جھوٹ رچا بسا تھا۔ یہ مجسمہ جھوٹ ساری زندگی بڑی ڈھنکائی جھوٹ بولتا رہا ہزاروں صفحے جھوٹ لکھ کر سیاہ کر دیئے۔ مرزا قادیانی کی ہر کتاب کذب و افتراء کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ مرزا قادیانی کا صرف ایک ایسا جھوٹ پیش کرتے ہیں جو آج بھی اس کی مرقد پر اتر رہا جوتے مار مار کر اس کی ہڈیاں پختا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو ”ہم مکہ میں مریم کے یاد میں“

(تذکرہ صفحہ 536، از مرزا قادیانی)

لیکن مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو برائڈ رتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ کے ٹٹی خانہ میں اس کی پرتھن لاش بذریعہ ٹرین قادیان پہنچائی گئی اور خاک قادیان کے گندے خمیر سے اٹھنے والا یہ قادیانی پر داز خاک قادیان کی مٹی میں ہی دبا دیا گیا۔ کہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور کہاں قادیان کی گندی ٹال کے کنارے ریٹکنے والا یہ کرم غلاظت!

گندہ:

”بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو پاخانہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مگر پاخانہ کے واسطے کوٹھے کے اوپر اور جگہیں بھی تھیں۔ پس اس نیچے والے کمرے کو حضور نے صاف کرایا اور اسے خوب دھویا گیا اور اس میں فرش کیا گیا اور دوپہر کے وقت دو یا تین گھنٹے کے قریب حضور بالکل علیحدہ اندر سے کنڈی لگا کر اس میں بیٹھے رہتے تھے۔“

(ذکر حبیب صفحہ 34، از مفتی محمد صادق)

اور بھی کمرے موجود ہیں لیکن نبی افرنگ نے اپنے لئے ”ٹٹی خانہ“ کا انتخاب کیا۔ اندر سے کنڈی بند اور کمرے میں مرزا قادیانی تین تین گھنٹے بند کیونکہ روح کو سرور آتا ہوگا۔ جس طرح مچھلی پانی میں شاداں و فرجاں ہوتی ہے اسی طرح مرزا قادیانی بھی ”ٹٹی خانہ“ میں مسرت و فرحت محسوس کرتا ہوگا۔ ٹٹی خانہ سے اتنی عقیدت کہ زندگی کے آخری سانس بھی وہیں لینے پسند کئے۔ (مؤلف)

نالائق:

”چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔“ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 138، بشیر احمد قادیانی)

جب نبی قیل ہونے لگے تو امتیوں کا کیا بنے گا؟ مزید سیجئے۔

”ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود جب کوئی نظم لکھتے اور ایسے موقع پر کسی اردو لفظ کی تحقیق منظور ہوتی تو بسا اوقات حضرت ام المؤمنین سے اس کی بابت پوچھتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد 3، صفحہ 7، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

دعویٰ نبوت کا اور شاگردی بیگم کی۔ کیا شان ہے تیری اے قادیانی نبوت۔ (مؤلف)

فاتر العقل:

”بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگاہی (جوتا) ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے۔ اور بائیں پاؤں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا۔ ہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 58، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

تماشا بین:

مرزا قادیانی کا نام نہاد صحابی مفتی محمد صادق قادیانی بیان کرتا ہے۔

”ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح مفتی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات کو تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔“

(ذکر حبیب صفحہ 18، مصنفہ مفتی محمد صادق)

اس دین کے کیا کہنے جس میں نبی بھی تھیٹر میں اور صحابی بھی تھیٹر میں۔ (مؤلف)

دلال:

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ

جب میاں ظفر احمد کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تو حضرت نے کہا کہ ہمارے گھر دو لڑکیاں رہتی ہیں میں ان کو لاتا ہوں۔ آپ جس کو پسند کریں نکاح کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور نے ان دونوں لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ پھر اندر آ کر (میاں ظفر احمد) سے کہا کہ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں ظفر احمد نے دیکھ لیا تو لڑکیاں چلی گئیں اور حضرت صاحب نے پوچھا بتاؤ کون پسند ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے منہ والی تو حضرت نے فرمایا ہمارے خیال میں گول منہ والی اچھی ہے۔ پھر فرمایا بے منہ والی کا چہرہ بیماری وغیرہ کے بعد بد نما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول، صفحہ 259، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

یہ خوب و دوشیزائیں کون تھیں؟ ان کے والدین کہاں تھے؟ بیٹیوں کے رشتے ناٹے تو ہمیشہ والدین کرتے ہیں لیکن یہاں سب کچھ مرزا قادیانی کے ہاتھ میں ہے کیا وہ ان جیسی درجنوں لڑکیاں اغوا کر تھیں اور مرزا قادیانی عورتوں کا کاروبار کرتا تھا؟ مرید بے مراد کی بیوی داغ مفارقت دیتی ہے۔ مرزا قادیانی فوراً وہاں پہنچتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تیری ضرورت میرے پاس ہے۔ دو لڑکیاں لاتا ہے۔ لڑکیاں انتخاب کے لئے کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ ورائٹی دکھاتا ہے۔ ایک لمبے منہ والی دوسری گول منہ والی۔ پھر ایک شاطر دوکاندار کی طرح گا ہک کو گھیرنے کے لئے کہتا ہے۔ پسند کرو۔ پھر ایک فلاسٹر کی طرح لمبے منہ اور گول منہ پر بحث کرتا ہے اور گول چہرہ کے حق میں دلائل دیتا ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مرزا قادیانی نے گھر میں ”میرج سنز“ کھول رکھا تھا۔ لڑکیاں بہلا پھسلا کر اغوا کر کے لائی جاتی تھیں اور پھر نوجوان لڑکوں سے ان کی شادیاں کروا کر دلالی کی بھاری رقوم حاصل کرتا تھا۔ خود سوچئے کہ بہلا کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر ایک لاکھ روپیہ مطالبہ کرتا ہے۔ وہ اتنی محنت و مشقت والا کام مفت میں کرے۔ (مؤلف)

بے غیرت خاوند:

”بیوی صاحبہ مرزا جی کے مریدوں کو ساتھ لے کر لاہور وغیرہ سے کپڑے بھی خود ہی خرید لایا کرتی تھیں۔“ (کشف الظنون مرتبہ ڈاکٹر بشارت احمد لاہور صفحہ 88)

سچائی امت میں غیرت پیدا کرتا ہے لیکن نبی قادیان کے گھر پر بے غیرتی کا جھنڈا اہرا رہا ہے شرافت سرپیٹ رہی ہے اور حیا منہ چھپائے بیٹھی ہے۔

توجہ فرمائیے! مرزا قادیانی کی جوان بیوی جو اسے بڑھاپے میں ملی مریدوں کے ساتھ شہلختی جا رہی ہے۔ گاڑی میں سوار ہو رہی ہے۔ قادیان سے لاہور آ رہی ہے۔ خاصا طویل سفر ہے۔ رات میں کھانے پینے کی احتیاج ہے۔ لاہور آ گیا ہے۔ تانگہ میں سوار ہو کر بازاروں میں جا رہی ہے۔ مریدوں کی معیت میں شاہنگ ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں واپسی ایک دن میں ہے یا چار دن میں۔ اگر ایک دن سے زیادہ ہے تو رات کہاں ٹھہرتی ہے۔ پھر واپسی ہوتی ہے۔ رن مرید خاوند سرچڑھی بیوی استقبال کرنے کے لئے سراپا انتظار بنے سر کے بل کھڑا ہے۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جس کی غیرت نے گھر کا پہن لیا ہو اور جس کی حمیت لاش بن چکی ہو۔

جی ہاں! خاتم النبیین ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کرنے والوں پر خدا کی پہلا ہی طرح پڑتی ہے اور رب ذوالجلال ان کے ذہنوں سے عزت و غیرت کا مفہوم جھین لیتا ہے۔ (مؤلف)

باغی جہاد:

سات سمندر پار سے آیا ہوا فرنگی ہندوستان پر قابض ہو گیا تھا۔ لیکن باغیرت اسلامیان ہند نے اس کی غلامی کا طوق پہننے سے انکار کر دیا۔ فرنگی کے خلاف جب بھی کوئی مرد قلندر نعرہ جہاد بلند کرتا تو کفن و دش مجاہدین میدان کارزار میں کود پڑتے اور اپنے خون نایاب سے جرأت و شجاعت کی ایک رخشندہ تاریخ رقم کر جاتے۔ سفید چمڑی اور کالے دل والے انگریز نے مسند رسول ﷺ پر بیٹھنے والوں کو درختوں سے لٹکا کر پھانسیاں دیں۔ سر بازار داڑھیاں موڑ کر سنت محمد کریم ﷺ کا مذاق اڑایا۔ برف کے بلاکوں پر باندھ کر ان کی موت کا قصہ دیکھا گیا۔ دیکھتے ہوئے انگاروں پر لٹکا کر ان کی چرپی کھیلنے کا ہول ناک منظر قہقہے لگا کر ملاحظہ کیا۔ جیلوں میں بھوکا رکھ کر تڑپا تڑپا کر مارا گیا اور لاشوں کو سور کی کھال میں سی کر آتش کیا گیا لیکن شہیدان اسلام کے جسموں کے ریشے ریشے اور خون کے قطرے قطرے سے الجہاد الہی کی صدا نہیں بلند ہوتی تھیں لیکن اس وقت نبی افرنگ دہلیز فرنگی پر بیٹھا اپنے پھٹے ہوئے منہ اور ارد ادبی زبان سے تنبیخ جہاد کے نئے لاپ رہا ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے جہاد مکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
لعنت صد لعنت بر پد را فرنگ۔ (مؤلف)

(اعلان مرزا قادیانی مندرجہ تلخیص رسالت جلد نمبر 49، مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

انگریزی نبی کی ایک اور خدمت انگریز ملاحظہ ہو۔

”میری زندگی کا اکثر حصہ اس سلطنت کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ انکشی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (تزیان القلوب صفحہ 15، مصنفہ مرزا قادیانی)

انگریز کا بچہ جمورا:

فرزند ان اسلام انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔ لیکن انگریزی بچہ جمورا اپنے آقا کے اقتدار کے استحکام کے لئے ڈوب ڈوب کر دعائیں کر رہا تھا۔ ملاحظہ کیجئے۔

”اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کو عمر دراز دے

کر ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرمادے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے شرف فرمادے گی۔“

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریضہ خاکسار غلام احمد قادیان المرقوم 27 ستمبر 1899ء مندرجہ بالا تبلیغ رسالت جلد ہشتم مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

آوارہ شاعر:

انگریزی نبی پر شاعری کا بھی بھوت سوار تھا لیکن اس کی طبیعت کے عین مطابق اس کی شاعری بھی حیا سوز اور فحاشی کا مظہر تھی۔ طائفہ قادیانیت سے پر زور التماس ہے کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر نہار منہ سارے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے با آواز بلند اپنے نبی کا یہ عارفانہ کلام پڑھیں۔ کلام پیش خدمت ہے۔

”چپکے چپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی ہے زنا لیکن پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے“

(آریہ دھرم صفحہ 76-77 مصنفہ مرزا قادیانی)

گپوڑیہ:

آپ نے منجن بیچنے والوں، سرمہ فروشوں اور مجمع لگا کر دوائیاں بیچنے والوں کی گپیں سنیں ہوں گی لیکن آج ہم آپ کو قادیان کے گپوڑیہ کی چند گپیں سناتے ہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی انیون کے نشہ میں دھت، ادھکلی آنکھوں کے ساتھ حاضر خدمت اور اس کی گپیں نظر مطالعہ:

- 1: ”کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔“
- 2: ”اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمیوں نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام کے ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 41، مصنفہ مرزا قادیانی)

”بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ مٹی تھا اور آدھا چوہا بن گیا۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 41)

کھسیانا:

”حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس جگہ حضرت لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کمرے میں گھڑا رکھا ہوا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور تنگی بیٹھ کر نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔“

(ذکر حبیب مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 38)

صاحبان عقل و خرد عورت کا آنا۔ قدموں کی چاپ۔ گھڑوں کی گھڑ کڑا ہٹ، پانی کی تزاخ واک۔ عورت کا نہا کر کپڑے پہننا لیکن مرزا قادیانی کا مصروف تحریر رہنا اور عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا عقل سے بالا ہے۔ ہو مرزا قادیانی جیسا شراب و کباب و عورت کا رسیا اور وہ اس منظر سے محروم ہے درحقیقت عیار مرزا قادیانی اپنی کافی اور نیزگی آکھ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دل پر اشرار کو لکھیں بخش رہا تھا۔ (مولف)

عاشق نامراد:

ایام بڑھاپا میں انگریزی برانڈ نبی ایک نو عمر دوشیزہ ”محمدی بیگم“ پر دل ہار بیٹھا۔ ایسا لٹو ہوا کہ بار بار شہ کے پیغامات بھیجتا لیکن محمدی بیگم کے باپ نے کہا اے بڑھے کھوسٹ اور مجموعہ امراض شرم کر حیا کر بے ایمان کہیں کے تیرا ہمارا کیا تعلق اس پر دجال قادیاں نے جھٹ الہام جھاڑ دیا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے نکاح میں آئے گی اور آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا ہے۔ جب شیطانی الہام سے بھی کام نہ بنا تو بد معاش قادیان نے بڑکیں لگانا شروع کر دیں کہ دروازہ جو شخص اس لڑکی کے ساتھ شادی کرے گا اس کا باپ تین سال میں اور شوہر اڑھائی سال میں مر جائے گا۔ بڑکیں بھی فضا میں بکھر کے رہ گئیں اور کوئی ان سے مرعوب نہ ہوا تو ایک پیشہ ور بد معاش کی طرح منتوں اور سماعتوں پر اتر آیا اور خود کو کوسے ہوئے اور ڈرامہ کرتے ہوئے کہنے لگا کیا میں چوڑا یا ہمارا ہوں جو میرے ساتھ محمدی بیگم کی شادی نہیں چاہتے۔ جب سارے داؤ استعمال کر چکا تو آخر میں

شکار کو پھنسانے کے لئے ضمیر فروشی اور ایمان فروشی سے حاصل کردہ دولت کا جال پھینکا اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا میری درخواست مان لو میں اپنی زمین اور جائیداد سے تیسرا حصہ اس کے نام کر دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ محمدی بیگم کے بھائی محمد بیک کو پولیس میں اعلیٰ عہدے پر ملازم کروادیتا ہوں اور ایک امیر کبیر گھرانے میں اس کی شادی بھی کروادیتا ہوں۔ لیکن مجنون قادیان کی سب آرزوئیں دل ہی میں دم توڑ گئیں، سارے اربانوں کا خون ہوا شادی گیت نوحہ ہو گئے، گلے کے پھول حسرتوں کی مرقد پر بکھر کر رہ گئے، نکاح کے چھوہارے انگارے بن گئے، شہنائیوں نے ماتم کا روپ دھارا نولوں کی سلامی کی بجائے عزت کی نیلائی ہوئی سر پر سہرے کے بجائے گلے میں ذلت کا طوق پڑا اور مرزا قادیانی دولہا کی بجائے غم فراق میں جلنے والا چولہا بن گیا کانٹوں پر ترپے مرزا قادیانی کی حسرت کا آنکھوں کے سامنے ایک نوجوان مرزا سلطان محمد کے ساتھ مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کی شادی ہو گئی بارات شان سے آئی اور مرزا قادیانی کے سینے پر مونگ دلتے ہوئے روانہ ہو گئی روائی بارات کا جگر شکن منظر دیکھ کر مرزا قادیانی ٹپ ٹپ آنسو بہاتا اور موت کو پکارتا ہوا یہ گارہا ہوگا۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

چندہ چور:

”لہذا یہاں کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ کے سامنے کہا کہ ہم جماعت کے لئے مقروض ہو کر اپنے بیوی اور بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتے ہیں مگر یہاں بیوی صاحبہ کے کپڑے اور زیورات بن جاتے ہیں۔“

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، اخبار الفضل جلد 26، 21 اگست 1938ء)
سچ ہی تو کہا تھا دل جلے مرید نے۔ وہ تنگی کاٹ کر چندہ دے اور ”مسز مرزا قادیانی“ مریدوں کے چندوں سے نت نئے زیورات بنانا کراپی زینائش نمائش میں مصروف ہو۔ چندہ چور مرزا قادیانی نے اپنی لاڈلی اور چمپتی بیوی نصرت جہاں بیگم کو جو زیورات پہنائے اس کی کل رقم 3505 روپے ہے۔

(قادیانی نبوت صفحہ 85، بحوالہ فسانہ قادیان، مصنفہ حافظ محمد ابراہیم کیر پوری)

اس زمانہ میں سونا تقریباً بیس روپے تولہ تھا۔ اس حساب سے اس زمانہ میں چندہ چور مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کو تقریباً 175 تولے سونا پہنایا یعنی دوسیر تین چھٹانک۔ (مؤلف)

فرشتگان مرزا

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر افضل البشر حضرت محمد ﷺ تک سارے انبیائے کرام پر وحی والے فرشتے کا نام ”جبرائیل“ ہے لیکن قادیان کے انگریزی نبی پر وحی لانے والے فرشتوں کی طرف مندرجہ ذیل ہے پڑھئے اور سر دھنئے۔

لیچی ٹلیچی:

”5 مارچ 1905ء کو خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنا نام ٹلیچی ٹلیچی بتایا۔“
(حقیقت الوحی صفحہ 232، مصنفہ مرزا قادیانی)

درشنی:

”ایک فرشتہ میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کی تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی ہوں۔“

(تذکرہ صفحہ 31، مصنفہ مرزا قادیانی)

خیراتی:

”تین فرشتے آسمان سے آئے ایک کا نام خیراتی تھا۔“

(تریاق القلوب صفحہ 192ء)

مٹھن لال:

”خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں پٹالہ میں اسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ارد گرد اس کے عملہ کے لوگ بیٹھے ہیں میں نے جا کر ایک کاغذ اس کو دیا اور یہ کہا کہ یہ میرا پرانا دوست ہے۔ اس پر دستخط کر دو اس نے بلا تامل اس پر دستخط کر دیئے۔ یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ ہے۔“

(تذکرہ صفحہ 515، مصنفہ مرزا قادیانی)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسٹر گاں کا ہندو فرشتہ ہے۔ (مؤلف)

شیر علی:

”میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 31، مصنفہ مرزا قادیانی)

حنیظ:

”ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا۔ میں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میرا نام حنیظ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 757، مصنفہ مرزا قادیانی)

ہمدرد فرشتہ:

”میں نے کشف میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جا رہے ہیں تب میں نے اس کو غلوت میں لے جا کر کہا کہ لوگ پھرتے جا رہے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔“

(انوار السلام صفحہ 52، مصنفہ مرزا قادیانی)

میٹھی روٹیوں والے فرشتے:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بیان کیا کہ:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ”اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں اور کہا کہ ایک تمہارے لئے اور دوسری تمہارے مریدوں کے لئے ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم، صفحہ 263، مصنفہ مرزا بشیر قادیانی)

کشف والہامات مرزا

انبیائے کرام کا کلام فصاحت و بلاغت کا مرقع ہوتا ہے جس سے حکمت و دانائی اور معرفت الہی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ لسان نبوت سے نکلا ہوا ہر لفظ رشد و ہدایت کا چراغ بنتا ہے۔ اور یہ چراغ معاشرہ انسانی میں ایمان کی روشنیاں بکھیرتے ہیں اور شیطان کی پھیلائی ہوئی ظلمت کو بجھا کر شاہد انسانیت کو منور کرتے ہیں۔ لیکن اب ملاحظہ کیجئے انگلستانی نبی کے الہامات و کشف جنہیں پڑھ کر کبھی

آگے لگتی ہے۔ اور کبھی اس کی فائزہ عقلی و بے ہودگی پر ہنسی آتی ہے۔ یوں تو مرزا قادیانی کے الہامات کو مان کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں لیکن بطور نمونہ۔ چند الہامات پیش خدمت ہیں۔

عربی:

”ربنا حاج۔ ہمارا رب حاجی ہے۔“ (برائین احمدیہ نمبر 3، صفحہ 523)

عبرانی:

”ایلی ایلی لما سمعتی ایلی اویں۔“ (البشری حصہ اول صفحہ 26، مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجابی:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے یہ الہام سنایا کہ ”پٹی پٹی گئی“ (تذکرہ صفحہ 801)

فارسی:

”الہام ہوا۔ ”سلامت بر تو اے مرد سلامت“ (تذکرہ صفحہ 297)

ہندی:

”ہے کرشن ردور گو پال“

(البدرد جلد دوم نمبر 41-42، مورخہ 29 اکتوبر، 8 نومبر 1903ء صفحہ 322)

انگریزی:

I shall help you. I am with you. I love you.

(حقیقت الوحی صفحہ 303، مصنفہ مرزا قادیانی)

یہ الہامات مرزا قادیانی کی ملکہ معظمہ کی زبان میں ہے جس نے اسے نبوت عطا کی لیکن تالائق

قادیانی نبی اپنی ملکہ کی زبان بھی نہ سیکھ سکا اور غلط الہامات جھڑتا رہا۔ بطور نمونہ۔ ”He halts in

the zila Peshwar وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔“

(البشری جلد دوم صفحہ 4، مصنفہ مرزا قادیانی)

پانچویں جماعت کا بچہ بھی جانتا ہے ہے انگریزی میں ضلع کو District کہتے ہیں۔ لیکن مرزا

قادیانی ضلع کو Zila کہہ رہا ہے۔

عجیب و غریب الہامات

پیپر منٹ:

”حضور مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا ”خاکہ پیپر منٹ۔“
(الحکم قادیان 24 فروری 1905ء)

شعنا نعسا:

(براہین احمدیہ صفحہ 556، مصنفہ مرزا قادیانی)

پلاطوس:

”پریش عمر پراطوس یا پلاطوس۔“
(مکتوبات احمدیہ، جلد اول، صفحہ 68)
قادیانیوں کا فرض ہے کہ اپنے گرو کے الہام کی تفسیر بھی لوگوں تک پہنچائیں ورنہ دنیا محروم جائے گی۔ (مؤلف)

غثم، غثم:

”غثم۔ غثم۔ غثم۔“ (البشری جلد دوم صفحہ 50، مصنفہ مرزا قادیانی)
شاید مرزا قادیانی پر اس کے فرشتے ٹپٹی ٹپٹی نے فائرنگ کردی ہے۔ (مؤلف)

ایک دانہ:

”ایک دانہ کس کس نے کھانا۔“ (البشری جلد دوم، صفحہ 107، مصنفہ مرزا قادیانی)

ایک انڈہ:

”ایک انڈہ میرے ہاتھ میں ہے جو کہ ٹوٹ گیا۔“ (تذکرہ صفحہ 645، مصنفہ مرزا قادیانی)

تین استرے:

”خواب میں دکھائے گئے۔ 1، تین استرے۔ 2، عطر کی شیشی۔“ (تذکرہ صفحہ 774)

خطرناک:

”کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا۔ ”خطرناک۔“ (تذکرہ صفحہ 752)

لہیکہ:

”الہام ہوا مرزے ”ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 806، از مرزا)

پیٹ:

”پیٹ پھٹ گیا (یہ دن کے وقت کا الہام ہے)۔“ (البشری جلد دوم صفحہ 19، از مرزا)

برقی:

”آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوشنما برقی ایک ڈبہ میں دیکھی۔“
(مکاشفات صفحہ 36، از مرزا قادیانی)

بیر:

”رویائیں کسی نے بیروں کا ڈھیر چار پائی پر لا کر رکھ دیا۔“ (مکاشفات صفحہ 37، از مرزا)

سونف:

”رویائیں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی۔“ (مکاشفات صفحہ 45، از مرزا)

مرزا قادیانی کی زبان یہود و نصاریٰ کی تلوار سے زیادہ خطرناک اور بچھو و سانپ کے ڈنک سے زہریلی تھی یہ بناستی نبی اپنے پھٹے ہوئے کفریہ منہ اور لچر و آوارہ قلم سے تامرگ ذلیل گستاخیوں کے مارے لگتا رہا۔ مرید خاص شیطان و جال قادیان ایسی بکواس کرتا ہے کہ ولید بن مغیرہ سن لے تو شرم کے گردن جھکا لے۔ راجپال کے ماتھے پہ پسینہ آجائے اور ملعون سلمان رشدی بھی اس ملعون خلقت پر کمرے اس ازلی بد بخت نے رب العالمین کا بھی لحاظ نہ کیا۔ رحمۃ اللعالمین علیہ کا بھی پاس نہ کیا۔ کرام پر بھی سب و شتم توڑے۔ قرآن پر بھی نشتر چلائے۔ احادیث کے بھی ٹکڑے کئے۔ صحابہ کی تابعدار ہستیوں پر کچھڑا اچھالا۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم پر زبان طعن دراز کی، درود شریف کی حرمت کو اہل ایماء کرام کی عزتوں کو پامال کیا اور شعائر اسلام کا وہ مذاق اڑایا کہ الامان والحفیظ۔

ذیل میں مرتد اعظم مرزا قادیانی کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کے چند نمونے سپرد قلم کئے گئے ہیں۔ جنہیں لکھتے ہوئے قلم رخصت چاہتا ہے اور ہاتھ احتجاج کر رہا ہے۔ لیکن ”چہرہ قادیانیت“ مسلمانوں کو دکھانا اسلام کی ضرورت اور عشق رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ لہذا نقل کفر کفر نہ باشد۔

گستاخ خدا:

”حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور اس طرح باتیں

کرتا ہے اگر کچھ باتیں بیان کر دوں تو جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جائیں۔“ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 88، از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

گستاخ رسول ﷺ:

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی میں نے پوری کی۔“ (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گلزار یہ صفحہ 165، مصنفہ مرزا قادیانی)

گستاخ انبیائے کرام:

”زندہ شد ہر نبی باندہم۔ ہر رسول نہاں در پیرانہم“ (نعوذ باللہ)

ترجمہ: زندہ ہو ہر نبی مری آمد سے تمام رسول میرے کرتب میں چھپے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ)

(نزول مسیح صفحہ 100، از مرزا قادیانی)

گستاخ قرآن:

”قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا کے) منہ کی باتیں ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(تذکرہ صفحہ 102-103، از مرزا قادیانی)

گستاخ حدیث:

”جو حدیث میرے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دو۔“ (معاذ اللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 30، از مرزا قادیانی)

گستاخ حج بیت اللہ:

”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان) ثواب زیادہ ہے۔“

(معاذ اللہ)۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352، از مرزا قادیانی)

گستاخ صحابہ کرام:

”جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 71، طبع اول)

(اللہ)۔

گستاخ اہل بیت:

”اور میں محمد ﷺ کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ بس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں جس کو

(اعجاز احمدی صفحہ 70، از مرزا قادیانی)

اے ایمان کہاں تو پدر شیطان اور کہاں خاندان نبوت۔ (مؤلف)

گستاخ درود شریف:

”سلام علی ابراہیم۔ ابراہیم پر سلام یعنی اس عاجز (مرزا) پر۔“ (معاذ اللہ)

(اربعین نمبر 2 صفحہ 200-711، از مرزا قادیانی)

کتبی ڈھٹائی سے یہ مردود قادیانی جد الانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ اپنا نام لکھا رہا

(مؤلف)

گستاخ حجر اسود:

”کیے پائے من بوسید، من کفتم کہ حجر اسود منم“ (معاذ اللہ)۔ ایک شخص نے میرے پاؤں چومے

(تذکرہ صفحہ 36)

کہا حجر اسود میں ہی ہوں۔

”جی اے غلیظ پاؤں کو حجر اسود کہہ رہا ہے۔“ (مؤلف)

گستاخ روزہ:

”روزہ رکھو کہ وہ فحشی کر دیتا ہے۔“ (معاذ اللہ) (آریہ دھرم صفحہ 23، از مرزا قادیانی)

گستاخ اولیاء کرام:

”میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 35)

گستاخ علماء اسلام:

”یہ (مولوی) جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔“ (استغفر اللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم، مصنفہ مرزا قادیانی)

گستاخ امت مسلمہ:

”میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں ہیں۔“ (نعوذ

(نجم المہدی صفحہ 53، از مرزا قادیانی)

قادیانی حربوں سے نا آشنا سادہ لوح مسلمان اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اس قدر

کے کردار کا مالک تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ سر ظفر اللہ، ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبدالسلام، نسیم احمد، کنور اور لیس،

فیل ریٹائرڈ ظفر چوہدری وغیرہ ایسے بڑے بڑے لوگ اس کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اسکو نبی اور

رسول کیوں مانتے ہیں؟ اس کو اپنا مرشد اور رہبر کیوں تسلیم کرتے ہیں؟ بالفرض انہیں بڑا تسلیم کرنا پڑا ہے اور ان جیسے کلیدی آسامیوں پر بیٹھے ہزاروں قادیانیوں کو قابل اور ذہین بھی مان لیا جائے تو کیا قادیانی اللہ کا نبی اور رسول بن جائے گا اور ان دجالوں کی جماعت کو اس دجال کی نبوت کی دلیل کے طور پر تسلیم کر لیا جائے گا؟ اے سادہ لوح مسلمان یاد رکھ ایمان قدرت کا سب سے جلیل القدر تحفہ ہے اور یہ صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو محلات میں رہنے والوں کو نعمت ایمان سے محروم کر دے کسی دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں رہنے والے کے دل کو ایمان کا خزینہ بنا دے۔ وہ چاہے بادشاہوں کو حالت کفر میں مارے اور انہیں جہنم کا ایندھن بنا دے اور اس کی مشابہت ہو تو غربت و افلاس کی حالت میں اپنے والے کو مسند ولایت پہ فائز کرے اور بعد از موت جنت الفردوس اس کا مقدر ٹھہرے۔ قریش ابو جہل دولت ایمان سے محروم رہا اور حبشہ کا غلام بلال حبشی رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ کا اعزاز پائے۔ سیم وزر میں کھیلنے والا ابولہب رسول خدا ﷺ کا چچا ہونے کے باوجود قس کفر میں انتہائی مہر موت مر جائے اور ایران سے آنے والا غربت کا مارا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رفیق خاتم النبیین ﷺ تاجدار ختم نبوت کا کلیوں کو شرماتا بچپن، شہنم سے مطہر لوہکن اور رشک و مہتاب و آفتاب جوانی اپنی آگ سے دیکھنے والے بہت سے بد قسمت کفر کی ظلمت میں دم توڑ گئے اور روم سے آنے والے مصیب رضی اللہ عنہ آغوش نبوت میں آئے اور دامن مصطفیٰ ﷺ کی شہنشاہی ہواؤں سے لطف اندوز ہونے لگے۔

اے سوائی مسلمان! کیا تو نے دیکھا ہے کہ برنارڈ شا اور سٹیفن لیکاک ایسے ادیب، ولیم ورڈز اور جان کیٹس ایسے شاعر، ابراہم لنکن اور وینڈل فلپ ایسے مقرر، لوئی پاجرا اور ہائمن ایسے ڈاکٹر، اور اوپن ہائم ایسے قانون دان، چرچل اور گاندھی ایسے سیاست دان، ایڈیسن اور جارج سٹیفنسن سائنس دان، آئن سٹائن اور نیوٹن ایسے ماہرین طبیعیات، کارل ماکس اور آدم سمٹھ ایسے ماہرین برٹریڈ رسل اور ہیگل ایسے فلاسفر، نیپولین اور فکٹری ایسے جرنیل، ہٹلر اور سالن ایسے منتظمین، برزین کیٹزی ایسے حکمران، لینن پول اور گمن ایسے مؤرخین، لارڈ میکالے ایسا ماہر تعلیم اور مکملیو ایسا ماہر فلکیات اس دنیا سے ناکام و نامراد چلے گئے کیا یہ اپنے اپنے علم و فن کے دائرہ میں بڑے لوگ نہ تھے؟ یقیناً ہاں روزگار اور تازہ عصر تھے۔ لیکن کیا ان کا علم ان کو گمراہی سے بچا سکا اور ان کی ذہانتیں ان کی عاقبتوں کو سبکیں؟ تکمیل نبوت کے بعد اس بزم ہستی میں ہر لمحہ فطرت کی یہ صدا گونجتی ہے کہ اب جو بھی منزل تک چاہتا ہے، اسے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہونا ضروری ہے جس کے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ ﷺ ہے اسے قدم قدم پر ٹھوکرین لگتی ہیں۔ اس کی عقل اسے کفر و ضلالت کے لٹ و دو لٹ ریگستانوں میں لے کر ہے اور منزل کی تلاش میں ابلہ پاسر گرداں مسافر ویرانوں میں سسک سسک کر دم توڑ دیتا ہے۔

اب آپ کے سامنے نور ایمان سے محروم اور عقل کے شکار کئے ہوئے چند قادیانی بڑوں اور چند دیگر لوگوں کا تماشہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کو ان کے سوال کا جواب بھی مل جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اتنے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی کیسے بھٹک سکتے ہیں؟ وہ دیکھیں گے کہ اس خار میں صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ قادیانی ہی دھکے نہیں کھا رہے بلکہ دیگر اعلیٰ تعلیم یافتہ کفار بھی شریک سفر ہیں۔ اگر سر ظفر اللہ جیسا خود ساختہ عقل مند مرزا قادیانی جیسے کانے بھیگے اور فائر عقل کو نبی مانتا ہے تو اس میں اچھبے کی کیا بات؟ بنی اسرائیل کے دانشوروں نے بھی تو پھڑے کو خدا مانا تھا۔ اگر ڈاکٹر محمد السلام مرزا قادیانیوں کی گالیوں اور خرافات کو کوئی ماننا ہے تو اس میں فکر کرنے کی ضرورت! بھارت کا سابقہ صدر مرار جی ڈیسائی بھی تو اپنا پیشاب پیتا ہے اور اسے "Water of life" (آب حیات) کہتا ہے۔ اگر ایم ایم احمد ختم نبوت کا انکار کرتا ہے تو اس میں پریشانی کی کیا وجہ! روس کا صدر گوربا چوف بھی خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے۔

اگر مرزا طاہر بھٹوہ خود کو مرزا قادیانی جیسی عجیب و غریب مخلوق کا خلیفہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتا ہے تو اس میں کیسی حیرانی! ڈاکٹر بھی تو خود کو بندر کا بیٹا کہلوانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اگر انہی کھوپڑی کی قادیانی امت مرزا قادیانی پر درود و سلام بھیجتی ہے تو اس میں کیسی پریشانی! بھارت کا وزیراعظم راجیو گاندھی بھی تو مونے تازے ننگے دھڑنگے بت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر رام رام کرتا ہے۔

جھوٹی نبوت کے مجاورو! اب قادیانی نبوت کی دوکان بند کرو۔ اب یہ سٹیج شو شپ کر دو۔ میٹھی گولیوں کی صورت میں قادیانی نبوت کا زہر بیچنے کا شیعہ دھندہ ختم کرو۔ ہزاروں انسانوں کو جہنم کے اٹھاس شعلوں کے حوالے کر چکے ہو باقی بھولی بھالی صورتوں پر ترس کھاؤ۔ انسانوں کی "جہنم سپلائی" کا لہجہ جو تم نے شیطان سے لے رکھا ہے اسے واپس کر دو۔ جھوٹی نبوت کے جھوٹے پیروکارو! تم اپنے اس گرو گمنال کو خوبصورت سے خوبصورت لباس پہناؤ لیکن یہ ہر لباس میں ننگا نظر آتا ہے۔ تم اس کے جسم پر زین سے بہترین خوشبوئیات چھڑکو لیکن اس کے جسم سے ارتداد کی بدبو کے بھبھوکے اٹھتے رہیں گے۔ تم اس کے چہرے پر اعلیٰ سے اعلیٰ طمع کاری کرو لیکن اس کے کردہ خدو خال تم سے چھپائے نہ چھپیں گے۔ تم پوری قوت لگا کر اس کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کرو لیکن موٹر سائیکل کی پلیٹ جیسی اس کی پیشانی پر لکھ ہوئے دجال اور کذاب کے الفاظ تم سے مٹائے نہ مٹیں گے۔

درجیم محمد کریم رضی اللہ عنہ! دجال قادیان مرزا قادیانی کوئی معمولی نوعیت کا مجرم نہیں۔ یہ عالم اسلام اور اسلام کا مجرم ہے۔ اس کی فرد جرم شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خدا کی عاقبتی کرنے کے جرم میں یہ فرعون، نمرود اور شداد ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے کے جرم میں یہ اسود غنی

اور میلہ کذاب ہے۔ تو ہین رسالت کرنے کے جرم میں یہ ابو جہل، ابولہب، اور ولید بن مغیرہ ہے۔ قرآن کریم کی تحریف کرنے کے جرم میں مرتد ہے۔ تعلیمات اسلامیہ کو منسوخ کرنے کے جرم میں زندیق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے کے جرم میں یہ خارجی ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرنے کے جرم میں یہ شمر ہے۔ اسلام کو گالیاں دینے کے جرم میں راجہال اور سلمان رشدی ہے۔ ظاہر اہل اسلام اور باطن کافر ہونے یعنی منافق ہونے کے جرم میں یہ عبداللہ بن ابی ہے۔ خود کو انسان کا بچہ نہیں بلکہ کرم خاکی کہنے کے جرم میں یہ ڈارون کی اولاد ہے۔ جھوٹے خدا شداد نے بہشت بنائی اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ بنایا۔ اس کفریہ نقالی کے جرم میں یہ مشن شداد کا علمبردار ہے۔ اے مسلمان! یہ خطرناک مجرم آج بھی دندناتا ہوا زندہ ہے کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک زندہ رہتا ہے۔ جب تک اس کے نظریات زندہ رہتے ہیں۔ پرسوں یہ ملعون مرزا بشیر الدین جنہی کی صورت میں زندہ تھا۔ کل یہ مردود مرزا ناصر دوزخی کی صورت میں زندہ تھا اور آج یہ فخر شیطان مرزا طاہر کی صورت میں زندہ ہے اور جب تک فرش خاکی پر ایک بھی قادیانی زندہ رہے گا یہ اس کی صورت میں زندہ رہے گا۔ اس کی ارد گردی تحریریں چھپ رہی ہیں۔ اس کے ایمان سوز لکچرز کی اشاعت بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ اس کا یوم پیدائش اور یوم مرگ بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ خود تو مر گیا لیکن اپنی قائم کردہ "مرگ یونیورسٹی" سے تعلیم یافتہ ہزاروں چیلے چائے کفر و ارتداد کی تبلیغ کے لئے چھوڑ گیا جو آج بھی چمن اسلام میں بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں اور محاذ اللہ بڑی شدت سے اس روز بدکا انتظار کر رہے ہیں۔ جب چمن ایک زوردار دھماکے سے دیرانے میں تبدیل ہو جائے گا اور دور دور تک خاک اڑتی دکھائی دے گی۔ اے فرزند ان اسلام! اس دین برحق کے لئے ہادی برحق رضی اللہ عنہ نے طائف کے بازاروں میں ہار کھائے، میدان اُحد میں دندان مبارک شہید کرائے، عزیز واقارب جان کے دشمن بن گئے۔ مکہ معظمہ جیسے وطن سے نکالے گئے، شان اقدس میں فحش گالیاں بکی گئیں، گلے میں کپڑے کا پھندا ڈال کر دھار گیا۔ حالت نماز میں جسم اطہر پر غلیظ اور جھڑی رکھی گئی۔ اس دین متین کی عمارت کی تعمیر کے لئے صحابہ کرام نے اپنی ہڈیوں کی اینٹیں اور خون کا گارا پیش کیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہوئے انگاروں پر لیٹ کر دفاعِ اسلام کی تاریخ رقم کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جسم کے ٹکڑے کر دیا کہ اسلام سے عشق کا لاثانی باب لکھا، حضرت حبیب رضی اللہ عنہ تختہ دار قبول کر اسلام پر فدا ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اسلام کی حفاظت کرتے کرتے سر کشا کر اسلام پر فدا ہو گئے۔ طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ، نور الدین زنگی رضی اللہ عنہ، صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ، محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ اور سلطان محمود غزنوی رضی اللہ عنہ ایسے فرزند ان اسلام نے باطل کے پرچے اڑا دیے اور عالم کے چار سوا اسلام

مہم لہر دیا لیکن آج کے مسلمان! آج قادیانیوں کی یلغار میں گھرا ہوا اسلام تیرا منہ تک رہا ہے۔ تجھے دے کے لئے صدا دے رہا ہے۔ تجھ سے سوال کر رہا ہے کہ میرے بیٹے تو کٹ مرا کرتے تھے لیکن میری روت پر آج نہیں آنے دیتے تھے۔ تم کس قسم کے مسلمان ہو کہ آج جھوٹی نبوت نے میرے جسم پر ایلے تیروں کی بارش کر رکھی ہے اور تم خاموش تماشا کی ہو۔ تمہاری غیرت کہاں گئی؟ تمہاری شجاعت کہاں گئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا عشق و وفا کا رشتہ کہاں گیا؟

اے مسلمان! بہت سوچا ہے اب بیدار ہو جا۔ بہت لٹ چکا ہے اب ہوشیار ہو جا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل سے برسرِ پیکار ہو جا۔ اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کو پھر زندہ کر۔ جہاد کا علم لہرا کر اٹھ، شہادت کا جذبہ لے کر اٹھ، طوفان کی صورت چل۔ سیلاب کی صورت چل، قادیانیت کے شمر خبیثہ کو بہالے اور اہل کفر و ارتداد میں یہ اعلان کر جا۔

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمی کوئی نبی نہیں



جہنم کے شرارے (پھول) اونچے اونچے کھلوں کی برابر اڑیں گے گویا زروانوں کی قطار کہ پیہم آتے ہیں گے آدمی اور پھر اس کا ایندھن ہے۔ یہ جو دیہا کی آگ ہے اس آگ کے ستر جڑوں میں سے جڑ ہے۔ اس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہو گا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا ہو گا جیسے تانبے کی چٹیلی کھولتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔ سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہو گا اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا کہ ساری زمین پر یہ ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لئے تو سب فدیہ میں دے دے گا؟ عرض کرے گا ہاں۔ پوچھے گا کہ جب تو پشت آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تو نہ مانا۔ آگ کی آگ ہزار برس تک دھونکاؤں گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس، اور یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی تو اب وہ زری سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔ جبریل علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دی جائے تو تمام زمین اس کے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں۔ (بہار شریعت)

حضرت علامہ حافظ غلام حسین کلایوی

قادیانیوں کے گندے کفریہ عقائد

قادیانیت کیا ہے؟ قادیانیت محمد عربیؐ سے بغاوت کا نام ہے۔ قادیانیت سرکارِ دو عالمؐ کے خلاف بغض و عناد کا ایک دہکتا ہوا آتش فشاں ہے۔ قادیانیت شافع محشرؑ کی ختم نبوت پر ڈاکر زنی اور قذافی کا نام ہے۔ قادیانیت جناب خاتم النبیینؑ کی کجی اور کجی نبوت کے متوازی مرزا قادیانی کی مکروہ انگریزی نبوت کا نام ہے۔ قادیانیت یہودیت کا دوسرا نام ہے اور بقول علامہ اقبال قادیانیت یہودیت کا چرہ بہ ہے۔ قادیانیت سبیلہ کذاب کے غلیظ اور پلید مشن کا نجس اور منحوس نام ہے۔

فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا قادیانی، جہنم مکانی، نسل شیطانی نے 1901ء میں اشارہ فرنگی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹالہ کے ایک چھوٹے اور غیر معروف گاؤں ”قادیان“ کے رہنے والے اس کذاب نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ یہ بد بخت کبھی عالم کے روپ میں سامنے آیا۔ کبھی ایک سازش کے تحت عیسائیوں سے مناظرے کر کے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ کبھی دجل و فریب سے پرکتا ہیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا۔ کبھی اپنی تعلیمات کے اشتہارات شائع کر کے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔ کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا۔ کبھی مامور من اللہ بنا۔ کبھی ملہم بنا۔ کبھی خود کو محدث کہا، کبھی اپنے آپ کو امام زماں لکھا۔ کبھی مہدی کا بہروپ اختیار کیا۔ کبھی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ کبھی ظلی و بروزی نبی بنا۔ کبھی ظلی طور پر رسول اللہ بنا اور آخر 1901ء میں تمام حدود پھلانگتے ہوئے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کر دیا۔

مرزا قادیانی اور اس کی اُمت خبیثہ کے عقائد باطلہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان قزاقوں نے کس طرح شعائر اور اصطلاحات اسلامی کو نسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے ان کے نزدیک۔

مرزا قادیانی ”خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول“ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی باتیں ”احادیث“ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا خاندان ”اہل بیت“ (نعوذ باللہ)

”قمر الانبیاء و فخر المرسلین“ (نعوذ باللہ)

”سیدۃ النساء“ (نعوذ باللہ)

”امہات المؤمنین“ (نعوذ باللہ)

”صحابہ کرام“ (نعوذ باللہ)

”مدینہ المسیح“ (نعوذ باللہ)

”مسلمان“ (نعوذ باللہ)

”خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء“ (نعوذ باللہ)

”مسجد اقصیٰ“ (نعوذ باللہ)

”جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ“ (نعوذ باللہ)

”اصحاب بدر“ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد ایم اے

مرزا قادیانی کی بیٹی

مرزا قادیانی کی بیویاں

مرزا قادیانی کے ساتھی

مرزا قادیانی کا شہر

مرزا قادیانی کی اُمت

مرزا قادیانی کے جانشین

مرزا قادیانی کی عبادت گاہ

مرزا قادیانی کا قبرستان

مرزا قادیانی کے 313 گمشتے

قادیانی کلمہ:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے۔

”مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔ اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی“ (نعوذ باللہ)

(کلمہ الفصل صفحہ 158، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ، اپریل 1915ء)

خدا تعالیٰ کی توہین:

”وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کا جانے والی آگ ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(سراج منیر، صفحہ 55، ط 30، مرزا قادیانی)

”وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔“ (نعوذ باللہ)

(تجلیات الہیہ صفحہ 4، از مرزا قادیانی)

”قیوم العالمین (اللہ تعالیٰ) ایک ایسا وجودِ عظیم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور

تیندوے کی طرح اس وجودِ عظیم کی تاریخیں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔“ (نعوذ باللہ)
(توضیح المرام صفحہ 42، مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے کہا کہ نبوت اور وحی کا دروازہ بند مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ:
”کیا کوئی عقل مند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا اسٹا تو ہے مگر بولتا نہیں،
(یعنی وحی نہیں بھیجتا) پھر اس کے بعد یہ سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں کیا زبان پر کوئی مرض
لاحق ہوگئی ہے۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ براہین پنجم، صفحہ 144، از مرزا قادیانی)
”آہ بن خدا تیرے (مرزا) اندر اتر آیا۔“ (نعوذ باللہ)

(تذکرہ، صفحہ 316، کتاب البریہ صفحہ 84)

”میں مرزا نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی
ہوں۔“ (نعوذ باللہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، از مرزا قادیانی، کتاب البریہ صفحہ 85)

”اَنْتَ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِی“ اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(حاشیہ صفحہ 23، اربعین، 4، مرزا قادیانی)

”خدا نے مجھے (مرزا) الہام کیا کہ تیرے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔“ ”کسان اللہ نزل
من السماء“ ”گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا۔“ (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 96، تذکرہ صفحہ 144)

مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ نمبر 34 ”مقدمہ اسلامی قربانی“ میں لکھتا ہے۔
”حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر
طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ (مجھے
والے کے لئے اشارہ کافی ہے)“ (نعوذ باللہ) (ص 12)

جس سے رجولیت کی طاقت کا اظہار ہو رہا ہے کہ اسے حمل قرار پائے گا۔ تو اس کے متعلق مرزا
قادیانی نے خود لکھا کہ:

”میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں فح کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں
حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینہ کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینہ سے زیادہ نہیں مجھے مریم
سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 46، 47، از مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

”خدا نکلنے کو ہے۔ اَنْتَ مِنْی بِمَنْزِلَةِ بَرُوْزِی۔ تو مرزا مجھ (خدا) سے ایسا ہے جیسا کہ
میں (خدا) ہی ظاہر ہو گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(سردرق آخری ریویو جلد 5، شمارہ 3، 15 مارچ 1906، کا الہام، تذکرہ صفحہ 204، طبع 4)
عاطب بنی اللہ بقولہ اسمع یا ولدی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہ کر خطاب کیا کہ اے

میرے بیٹے سن۔“ (نعوذ باللہ) (البشری جلد 1، صفحہ 49)

”خدا قادیان میں نازل ہوگا۔“ (نعوذ باللہ) (البشری جلد 1، صفحہ 56)

”مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء صفحہ 6، از مرزا لعنہ اللہ علیہ)

”سپا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء صفحہ 11، از مرزا لعنہ اللہ علیہ)

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین:

”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب
جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج
کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے
رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (نعوذ باللہ)

(اربعین نمبر 4، ط 2، صفحہ 17، مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

”یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا
ہے۔“ (نعوذ باللہ) (حقیقت البیوتہ صفحہ 228)

”نبی پاک ﷺ کو کئی الہام سمجھ نہ آئے۔ نبی ﷺ سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ
آئے۔“ (ازالۃ الاحوٹ مطبع لاہوری، مصنفہ مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی میں نے پوری کی ہے۔“ (معاذ اللہ)۔

(حاشیہ تحفہ گوڑویہ صفحہ 165، مصنفہ مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

(تحفہ گوڑویہ صفحہ 67، مصنفہ مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ، ربوہ)

”آں حضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تحفہ گوڑویہ صفحہ 67، از مرزا قادیانی)

”میرے نشانات دس لاکھ ہیں۔“ (نحوذ باللہ)

(برائین احمدیہ صفحہ 56، از مرزا قادیانی)

”نشان، معجزہ، کرامت اور خرق عادت ایک چیز ہے۔“

(برائین احمدیہ حصہ پنجم، لصرۃ الحق صفحہ 50، از مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

”سوال نمبر 5، ایسے موقع پر معراج پیش کر دیتے ہیں۔“

”حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ کہنے مونسے

والا وجود تو نہ تھا۔“ (نحوذ باللہ) (ملفوظات احمدیہ جلد نہم صفحہ 459)

”آں حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کا ہاتھ کا پیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور

تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا قادیانی کا مکتوب مندرجہ الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ

کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نحوذ باللہ)

(اخبار الفضل 17 جولائی 1966ء)

”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیاں 25 اکتوبر، 1906ء)

ہلال اور بدر کی نسبت:

اور قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ مکی بعثت کے زمانہ میں اسلام

ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی اور قادیانی بعثت کے زمانہ میں اسلام بدر کا مثل کی طرح

روشن اور منور ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر

(چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے۔۔۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے

چاہا کہ اسلام اُس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے روستے بدر کی طرح مشابہ

ہو، (یعنی چودھویں صدی)۔“ (نحوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 184، طاقادیانی)

بڑی فتح مبین:

انتہار افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی فتح مبین،

حضرت ﷺ کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی

جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا

قادیانی لعنہ اللہ علیہ) کا وقت ہو۔“ (نحوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 193، 194)

ذہنی ارتقا:

یہ بھی کہا گیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء، آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ) کا ذہنی ارتقاء۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ

تھا۔۔۔ اور یہ جزوی افضلیت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ) کو

آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص

کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور

ہوا۔“ (نحوذ باللہ)

(ریویو، مئی 1929ء بحوالہ قادیانی مذہب، صفحہ 266، اشاعت نہم مطبوعہ، لاہور)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نحوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس دئی

الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (نحوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، از مرزا قادیانی مطبوعہ ربوہ، تیسرا ایڈیشن)

محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں:

قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا،

پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی

بروزی شکل میں آئے۔ یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد ﷺ کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے

دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ (نحوذ باللہ) چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ (یعنی چھٹی

صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی لعنہ اللہ علیہ) کی بروزی صورت

اختیار کر کے چھپے ہزار (یعنی تیرہویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 180، طبع اول قادیان 1319ء)

مرزا بعینہ محمد رسول اللہ:

چونکہ قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کمالات کے ساتھ مرزا کی بروزی میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا وجود (نعوذ باللہ) بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 171)

اے مرے پیارے مری جان رسولِ قدنی تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ قدنی پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے تجھ پر پھر اترتا ہے قرآن رسولِ قدنی

(نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان، 16 اکتوبر 1922ء)

مرزا خاتم النبیین:

مرزا قادیانی اپنے بارے میں بھونکتا ہے۔

”میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لم یلحقوا بہم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ، مصنفہ مرزا قادیانی)

”مبارک ہیں وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(کشتی نوح صفحہ 56، از مرزا قادیانی، طبع اول قادیان 1902ء)

مرزا افضل الرسل:

”آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچایا گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(مرزا کا الہام، مندرجہ تذکرہ طبع دوم صفحہ 342)

آخر اولین و آخرین:

روزنامہ الفضل قادیان مسلمانوں کو لکارتے ہوئے کہتا ہے۔

”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو اپنے خود سچے اسلام کی طرف آ جاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ۔ ناقل) جو سچ موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بروقتوں کی راہیں کھلتی ہیں۔ اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی آخر اولین و آخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(افضل قادیان، 26 ستمبر 1917ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 211، 212 طبع نہم لاہور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر:

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ قادیانی عقیدہ میں محمد رسول اللہ کا قادیانی ظہور (جو مرزا قادیانی کے روپ میں ہوا ہے) مکی ظہور سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھپے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نیک قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھپے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ از مرزا قادیانی صفحہ 181)

”اس (آنحضرت ﷺ) کے لئے چاند کا کسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج اٹھ گئے۔“ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی، صفحہ 71، از مرزا العزیز اللہ علیہ)

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے

غلام زادے کو دعویٰ پیہری کا ہے

انبیاء کرام کی توہین:

”میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا، جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہیں کی۔“ (نعوذ باللہ) (تمتہ حقیقۃ الوحی صفحہ 135، از مرزا قادیانی)

زندہ شد ہر نبی بآدم

”زندہ ہوا ہر نبی میری آمد سے، تمام رسول میرے کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔“ (نعوذ باللہ) (نزول المسح صفحہ 100، از مرزا قادیانی)

”حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ علیہ) کو جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ ایسے مقام پر پہنچنے کہ نبیوں کو اس مقام پر رشک ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ عید، مرزا بشیر الدین لعینہ اللہ، اخبار الفضل قادیان جلد 20، شمارہ 93، مورخہ 5/1933ء)

”جس (مرزا لعینہ اللہ) کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی۔“ (نعوذ باللہ) (الفضل قادیان جلد 2، نمبر 146، مورخہ 30، مئی 1915ء)

”آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ علیہ) جو آدم اول سے شان میں بڑھا ہوا تھا۔ اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

(ملائکہ اللہ صفحہ 65، تقریر مرزا بشیر محمد، طبع)

”اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح (علیہ السلام) کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (نعوذ باللہ)

(تمتہ حقیقۃ الوحی صفحہ 37، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا لعینہ اللہ علیہ) اسرائیلی یوسف (علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دُعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب (علیہما السلام) قید میں ڈالا گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(برائین احمدیہ پنجم صفحہ 76، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ علیہ) کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جٹک ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور کی جٹک ہوتی ہے تو ہمیں اس

کی پروا نہیں ہوگی۔“ (نعوذ باللہ)

(مرزا بشیر الدین محمود لعین، در لائل پور مندرجہ الفضل جلد 21، نمبر 138، مورخہ 20 مئی 1931ء)

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ظہر ایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“ (نعوذ باللہ) (حقیقۃ الوحی صفحہ 72، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

”آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ 7، از مرزا قادیانی لعین)

”مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، نہ زائد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، منکبر، خود مین، خدا کی داد عویٰ کرنے والا۔“ (نعوذ باللہ) (مکتوبات احمدیہ صفحہ 21، 24، جلد 3)

”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا اپنی عادت کی وجہ سے۔“ (نعوذ باللہ)

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 75، مصنفہ مرزا قادیانی لعین)

”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کہانی ہے اور خراب چال چلن نہ خدا کی بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا کی داد عویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ست بچن حاشیہ صفحہ 176، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا

آدی ہو سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 7، حاشیہ از مرزا قادیانی)

”صبح کی استعجالی اپنے زمانے میں دوسرے راستہ بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ بجائی نمی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملایا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں بجائی کا نام حضور رکھا۔ مگر صبح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“ (نعوذ باللہ) (مقدمہ دافع البلاء، از مرزا)

”یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 5، از قادیانی ملعون)

”ممکن ہے کہ آپ (یسوع صبح) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 7، حاشیہ)

اسلام کی توہین:

اسلام وہی جو مرزا کہے، مسلمان وہی جو مرزا کو مانے:

”جس اسلام میں آپ (مرزا علیہ السلام) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ (مرزا علیہ السلام) کے سلسلہ کا ذکر نہیں۔ اسے آپ (مرزا) اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد 2، نمبر 85، مورخہ 31 دسمبر، 1914ء)

”پس اسلام کی تبلیغ کرو جو صبح موعود (مرزا ملعون) لایا۔“ (نعوذ باللہ)

(منصب خلافت صفحہ 20، مرزا)

”تجویز آئی کہ ایسا رسالہ شائع کریں جس میں مرزا کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس

(مرزا قادیانی علیہ السلام) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام کو پیش کرو گے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر 16، شمارہ 32، مورخہ 19 اکتوبر 1928ء)

” (مسلمان) خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔“ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفصل صفحہ 143، از بشیر ایم اے لعین)

”حضرت صاحب (مرزا) نے علماء مشائخ ہند کو جو خط لکھا اس میں سلام مننون بسم اللہ وغیرہ نہیں لکھی کیونکہ وہ مسلمان نہ تھے اور آپ (مرزا لعین) ان کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیتے تھے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد 8، شمارہ نمبر 4، 22 جولائی 1920ء)

”صبح موعود (مرزا علیہ السلام) کے منکروں کو مسلمان کہنا خبیث عقیدہ ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت ربی کا دروازہ بند ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفصل صفحہ 125)

صحابہ کرام کی توہین:

”جیسا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 18، از مرزا علیہ السلام)

”بعض کم تدبر کرنے والے صحابی (رضی اللہ عنہ) جن کی درایت اچھی نہ تھی، جیسے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)“ (نعوذ باللہ) (حقیقۃ الوحی صفحہ 34، از مرزا علیہ السلام)

”اکثر باتوں میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بوجہ اپنی سادگی اور کم درایت کے ایسے دھوکے میں پڑ جایا کرتا تھا۔ ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی۔“ (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 34، از مرزا علیہ السلام)

”اس کو چاہئے کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 41، از مرزا علیہ السلام)

”بعض نادان صحابی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 285، از مرزا لعین)

﴿پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (علیہ السلام) کی تلاش کرتے ہو۔﴾ (نعوذ باللہ)

(ملفوظات احمدیہ جلد 1، صفحہ 101)

﴿میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر (علیہ السلام) کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر (علیہ السلام) کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(اشتبہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 9، صفحہ 30، از مرزا احمد)

﴿ابوبکر و عمر (علیہ السلام) کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (ملعون) کی جوتیوں کے تھے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری فروری 1915ء 3/2 صفحہ 57، احمدیہ انجمن اشاعت)

﴿جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔﴾ (نعوذ باللہ) (صفحہ 171، خطبہ الہامیہ طبع اول)

﴿اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی لعینہ اللہ) نے امام حسن و امام حسین (علیہ السلام) سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں ہاں سمجھا۔﴾ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 52، از مرزا عبد اللہ)

﴿میں (مرزا عبد اللہ) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (علیہ السلام) دشمنوں کا کشتہ ہے۔﴾ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی صفحہ 81، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ)

﴿تم نے خدا کے جلال و مجد کو بھلا دیا اور تمہارا در صرف حسین (علیہ السلام) ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کے پاس گویہ (ذکر حسین علیہ السلام) کا ڈھیر ہے۔﴾ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی صفحہ 82)

﴿میری اولاد سب تیری عطا ہے

ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں

یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درشین اردو صفحہ 45، مجموعہ کلام از مرزا قادیانی)

﴿حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعین) نے فرمایا

کہ بلا نیست سیر ہر آسم

صد حسین است در گریام

﴿میرے گریبان میں سو حسین (علیہ السلام) ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا لعین) نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین (علیہ السلام) کے برابر ہوں۔ لیکن میں (مرزا بشیر الدین) کہتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین (علیہ السلام) کی قربانی کے برابر میری ہر

گمراہی کی قربانی ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(خطبہ مرزا بشیر لعین مندرجہ الفضل جلد 13، شمارہ 80، 26 جنوری 1926ء)

﴿میری (مرزا قادیانی کی) اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(تقریر مفتی صادق قادیانی لعین، الفضل قادیان جلد 11، صفحہ 8، 53 جنوری 1926ء)

﴿عزیز لمتہ الحقیقہ (مرزا قادیانی لعین کی لڑکی لعین) سارے انبیاء کی بیٹی

ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد 2، صفحہ 156، مورخہ 17 جون 1915ء)

﴿مرزا قادیانی ملعون کی گھر والی لعین ام المؤمنین ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(سیرۃ المہدی)

قرآن و سنت کی توہین:

﴿قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ

کلام مجید ہے۔ خدائے پاک وحدہ کے منہ سے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(نزل المسیح صفحہ 99، از مرزا لعین)

﴿مرزا نے اپنا الہام لکھا کہ!

”ما انسا الا کما لقن“، یعنی قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا لعین) منہ کی باتیں

ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ) (تذکرہ صفحہ 668، طبع دوم)

﴿میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل

ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق اور

میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے

ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی صفحہ 31، طبع 10، از مرزا لعین)

﴿پھر اقرار کرتا پڑے گا کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم

سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ازالہ اوہام صفحہ 8، حاشیہ صفحہ 13، طبع ۱۹۸۸ء)

✽ ”میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہو گئی ہیں۔“

(نعوذ باللہ) (ایک مجذوب کا کشف، ازالہ اوہام صفحہ 288، طبع پنجم)

✽ ”قرآن زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔ بموجب

حدیثوں کے۔“ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ 297، طبع پنجم)

یہی وجہ ہے کہ مرزا پر خود ساختہ نازل ہونے والی وحی کے مجموعہ کلام کا نام ”تذکرہ“ رکھا گیا۔
قرآن مجید کا ایک نام ”تذکرہ“ بھی ہے۔ کلا انہا تذکرہ

✽ ”یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان۔۔۔ میں نے

دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ازالہ اوہام صفحہ 75، از مرزا قادیانی)

حرمین شریفین کی توہین:

✽ ”حضرت مسیح موعود (مرزا عین) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بارہا یہاں

آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا،

تم ڈرو کہ تم سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی

سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟“ (نعوذ باللہ)

(مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ حقیقت الروایا، صفحہ 46)

✽ ”مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر

فرمایا۔ (حالانکہ یہ مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف کے لئے ہے۔ ناقل) اور اس کو تمام جہانوں

کے لئے ام قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ بشیر الدین محمود، الفضل قادیان 3 جنوری 1925ء)

✽ ”تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور

قادیان۔“ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ 34، از مرزا عین، طبع پنجم)

✽ ”ہم مدینہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہنک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح

قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ

نے ان تینوں مقامات (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قادیان) کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو

اپنی تجلیات کے لئے چن لیا۔“ (نعوذ باللہ)

(تقریر بشیر محمود، الفضل قادیان 3 ستمبر 1935ء)

✽ ”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین با

برکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(بشیر الدین محمود، الفضل 11 دسمبر 1932ء)

✽ ”والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی

القادیان، مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جو مسیح موعود (مرزا عین) نے قادیان میں بنایا۔“ (نعوذ

باللہ) (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ 21، طبع ربوہ)

✽ ”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔۔۔ جیسا کہ حج میں رفت فسوق اور جدال منع

ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ محمود مندرجہ برکات خلافت صفحہ 5، مجموعہ تقاریر بشیر جلسہ سالانہ 1914ء)

✽ ”جیسے احمدیت کے بغیر یعنی (مرزا عین) کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے۔ وہ

شک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی شک رہ

جاتا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (پیغام صلح 19 اپریل، 1933ء)

✽ ”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (قادیان میں)

ثواب زیادہ ہے۔ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی

ہے۔“ (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352)

علماء و اولیاء امت کی توہین:

✽ سیدنا پیر مر علی شاہ گولڑی مدظلہ کے متعلق لکھا۔

”مجھے (مرزا عین) ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح

نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون (پیر صاحب)

کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 75، از مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ)

✽ ”لومڑی کی طرح بھاگتا پھرتا ہے۔۔۔ جاہل بے حیا۔“ (نعوذ باللہ)

(نزل المسیح صفحہ 63، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿مولانا ذریعہ حسین دہلوی کے متعلق لکھا کہ وہ گمراہ اور کذاب ہے﴾ (نعوذ باللہ)

(انجام آیت صفحہ 251، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿مولانا عبدالحق دہلوی کے متعلق لکھا کہ وہ لاف زنون کا رئیس ہے۔ اسی طرح مولانا عبد اللہ ٹوکی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کو بھی۔

(انجام آیت صفحہ 251، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا﴾ (نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 35، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ، طبع اول)
 ﴿جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ میں ان سب سے افضل ہوں۔﴾ (مفہوم) (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 391، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿حضرت مرزا صاحب (لعین)، جمیع اہل بیت طہیّین، طاہرین، کہ اس میں دیگر اولیاء اللہ و محمدین اُمت بھی شامل ہیں۔ ان سب۔۔۔ بڑھ گئے جو کچھ ان میں متفرق تھا وہ آپ میں مجموعی طور پر آ گیا۔﴾

(الفضل قادیان جلد 3، صفحہ 107، مورخہ 18 اپریل، 1972ء)
 ﴿سویہ عاجز (مرزا لعینہ اللہ) بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکر اُمت اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان ہستیوں پہ فضیلت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب (الف ثانی علیہ السلام) سے بھی بہتر ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(حیات احمد جلد 2، نمبر 2، صفحہ 79، مولفہ یعقوب قادیانی لعینہ)

مسلمانوں کی توہین:

﴿یہ الہام شائع کیا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 9، صفحہ 27)

تمام مسلمانوں کے لئے فتویٰ کفر:

﴿کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔

لواء انھوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(آئینہ صداقت صفحہ 35، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد)
 ﴿ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(الفصل صفحہ 110، مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی لعینہ اللہ، مندرجہ ریو جلد 14، مارچ، 1915ء)

﴿جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔﴾ (نعوذ باللہ)
 (نزل المسیح از مرزا قادیانی)
 ﴿جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(انوار الاسلام صفحہ 30، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿میرے مخالف جنگلوں کے سو رہ گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں۔﴾

(نعم المہدی صفحہ 53، از مرزا غلام احمد قادیانی لعینہ اللہ)
 ﴿تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔﴾ (نعوذ باللہ)

(محمد علی لاہوری قادیانی لعینہ، منقول از مباحثہ راوپنڈی صفحہ 240)
 ﴿میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔﴾ (نعوذ باللہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547)

اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔ ”الا ذیتہ البغایا“ عربی کا لفظ ”البغایا“ جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغیہ ہے جس کا معنی بدکار فاحشہ زانیہ ہے۔ اور زانیہ نے خطبہ الہامیہ صفحہ 17 میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے اور ایسے ہی انجام آیت صفحہ 282، نور الحق صفحہ 123 میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ:

✽ ”حضرت مسیح موعود (مرزا لعل اللہ) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ کو ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ (لعل اللہ) نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ (لعل اللہ) کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین (لعین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“ (نور اللہ)

(انوار خلافت صفحہ 93، 94، مصنفہ بشیر الدین محمد)

✽ ”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا لعین) نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔۔۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا ہماری ذریعہ رشتہ نامہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔“ (نور اللہ)

(کلمۃ الفضل جلد 14، نمبر 4، صفحہ 169۔ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی لعین)

✽ ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (نور اللہ) (انوار خلافت صفحہ 90، از مرزا محمود بن مرزا قادیانی لعل اللہ)

✽ ”غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔“ (نور اللہ)

(انوار خلافت صفحہ 93، از مرزا محمود، نیز الفضل مورخہ 21 اگست 1917، الفضل 30 جولائی 1930ء)

✽ ”نیز معلوم عام بات ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح

لہذا جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ

”نائب چودھری محمد ظفر اللہ خان لعل اللہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“

(الک صفحہ 22، عنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر مہتم نشر و اشاعت نظارت دعوت و اصلاح مدرسہ انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

الگ دین، الگ امت:

مرزا غلام احمد قادیانی لعل اللہ کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس قسم کی کوشاں ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

✽ ”حضرت مسیح موعود (مرزا لعین) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“ (خطبہ مرزا محمود احمد الفضل جلد 19، صفحہ 13)

✽ ”میں نے اپنے نمائندوں کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلاوا بھیجا کہ پاریسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پاریسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں اس طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پاریسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دودو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل 13 نومبر، 1946ء)

مرزائیوں کے قبرستان میں مسلمانوں کا بچہ بھی دفن

نہیں ہو سکتا:

✽ ”کیونکہ غیر احمدی جب بلا استثناء کافر ہیں تو ان کے چھ ماہ کے بچے بھی کافر ہوئے

اور جب وہ کافر ہوئے تو احمدی قبرستان میں ان کو کیسے دفن کیا جاسکتا ہے۔“

(اخبار پیغام صلح جلد 24، صفحہ 49، مورخہ 13 اگست 1936ء)

یہ ہیں قادیانیوں کے غلیظ کفریہ عقائد۔

لمحہ فکریہ:

اے افراتولت اسلامیہ! یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آج ہمارے ملک پاکستان میں ہر محلے میں مسجد ہے۔

دینی ادارے ہیں۔

مذہبی جماعتیں ہیں۔

رفاعی تنظیمیں ہیں۔

اسلامی عسکری پارٹیاں ہیں۔

اسلامک یوتھ فورسز ہیں۔

اسلامی طلبہ تنظیمیں ہیں۔

حمدیہ نعتیہ بزمیں ہیں۔

مذہبی رسائل ہیں۔

اسلامی صحافت کے علمبردار جرائد ہیں۔

مذہبی اشاعتی ادارے ہیں۔

اسلامک ریسرچ سنٹر ہیں۔

لیکن دینی اداروں کے اس جھوم میں قادیانی بڑے آرام و سکون سے رہ رہے ہیں۔ اور اسے ارتدادی مشن میں پوری قوتوں سے سرگرم ہیں۔ اسلام کے متوازی ایک نئی نبوت اور نیا دین لا کر اسلام کی روح ”عقیدہ ختم نبوت“ پر حملہ آور ہیں اور اپنی مکاری سے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔

لیکن یہ مذہبی طبقہ ان کا راستہ نہیں روکتا۔ ان کا مد مقابل نہیں بنتا۔ ان کے ارتدادی تقفن کو محسوس نہیں کرتا۔ ان کے ایمان شکن اور اسلام سوز عقائد کا محاسبہ نہیں کرتا۔ ان کی سازشوں کو طشت ازہام نہیں کرتا۔ عوام الناس کو ان کی زہرناکیوں سے آشنا نہیں کرتا۔ اور اگر کہیں قادیانیت کے دام تزدیر میں پھنس کر کوئی مسلمان قادیانی ہو جائے تو اس سے صرف نظر کرتا ہے۔

اگر صرف پاکستانی مذہبی طبقہ قادیانیوں کی سرکوبی کے لئے صرف ایک ہفتہ وقف کر دے تو پاکستان میں قادیانی نام کی کوئی خباثت ڈھونڈے سے بھی نہ ملے۔ اور پاکستان قادیانیت کی نحوست سے

محفوظ رہے۔

لیکن یہ مذہبی طبقہ ایسا کیوں نہیں کرتا؟

قادیانیت کو برائی نہیں سمجھتا؟

قادیانیت قادیانیوں کی ہلاکت خیز یوں اور شرانگیزیوں سے واقف نہیں؟

قادیانیت عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور نزاکت سے آشنا نہیں؟

قادیانیت حضور خاتم النبیین ﷺ سے ان کا جذباتی تعلق نہیں؟

کچھ بھی ہو۔ دنیا اور آخرت کے محاسبے سے ہماری جان نہیں چھوٹی۔۔۔

کیونکہ حق کو نہ جاننا بھی جرم ہے۔۔

حق کو نہ ماننا بھی جرم ہے۔

حق کی حفاظت نہ کرنا بھی جرم ہے۔

حق آئیے سوچئے۔۔ ہم کتنے بڑے مجرم ہیں۔۔

حفظ ختم نبوت سے ہماری بے اعتنائی۔۔۔

حفظ ختم نبوت سے ہماری لاپرواہی۔۔۔

حفظ ختم نبوت سے ہماری بے رخی۔۔۔

حفظ ختم نبوت سے ہماری چشم پوشی۔۔۔

حفظ ختم نبوت سے ہماری عدم دلچسپی۔۔۔

ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کتنا ترپا رہی ہے۔ کتنا لارہی ہے۔ کتنی اذیت پہنچا رہی ہے؟

راقم السطور اپنے تجربے کی بنیاد پر بڑے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں

اہمیت صرف اس لئے زندہ ہے۔ کہ مسلمان نہیں جانتا کہ:

قادیانیت اسلام کے خلاف کس ہولناک سازش کا نام ہے؟

قادیانیت اسلام کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کس طرح چل رہی ہے؟

قادیانیت اپنے دودھ دھاری خنجر سے کس طرح مسلمانوں کے ایمانوں کی شہ رگ کاٹ رہی ہے؟

قادیانیت رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کیا کیا نذیان بک رہی ہے؟

قادیانی نبوت پوری دنیا میں نبوت محمدی ﷺ کے مقابلہ میں کس طرح متعارف کرائی جا رہی ہے؟

قادیانیت اسلامی شعائر کا کس طرح مثلہ کر رہی ہے؟

اور پھر راقم نے اپنے تجربے کی آنکھوں سے یہ بھی دیکھا کہ جب ایک مسلمان قادیانیت کے کفر کو

جانچ گیا۔ قادیانی عقائد و نظریات سے واقف ہو گیا۔ تو پھر!!!

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی کو دیکھ کر دانت نکالتا تھا اب وہ قادیانی کو دیکھ کر دانت پیتا ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے ہاتھ ملاتا تھا اب وہ قادیانی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہے۔

ایک وقت وہ تھا جب وہ اپنے قادیانی دوست کو دیکھ کر خوشی سے اس کی آنکھوں میں چمک اٹھتا تھا۔

لیکن اب اس کی آنکھوں میں غیرت کی سرخی آ جاتی ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتا تھا، لیکن آج قادیانی کو دیکھ کر اسے

ہونے لگتی ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے گلے ملتا تھا۔ لیکن اب وہ قادیانی کا گلا دبانے کے لئے

تیار ہے۔

ایک وقت وہ تھا جب وہ قادیانی کا منہ چومتا تھا، لیکن اب وہ قادیانی کے منہ پر تھوکتا ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ذرا غم ہو تو یہ ٹٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مسلمانو!

ختم نبوت دین کی اساس ہے۔

ختم نبوت دین کی روح ہے۔

ختم نبوت دین کی آبرو ہے۔

مسلمانو! جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے!

وہ کلمہ طیبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کی توحید کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کے قرآن کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ناموس رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ انبیائے سابقین کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ فرشتہ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کے امین ہونے کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مکہ مکرمہ کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مدینہ منورہ کی عصمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ بیت اللہ کی عظمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ رسول ﷺ کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عزتوں کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اہل بیت کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ملت اسلامیہ کے ایمان کا چوکیدار ہے۔

وہ وحدت امت کا نقیب ہے۔

وہ اسلامی فکر جہاد کا علمبردار ہے۔

وہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا محافظ ہے۔

وہ وطن عزیز کے خلاف سازشیں کرنے والے خدا روں کے لئے مجاہد کبیر ہے۔

وہ ہردود نصاریٰ کی خطرناک چالوں کو ناکام بنانے والا بیدار مغز سپاہی ہے۔

اور جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام نہیں کرتا۔ وہ ان تمام اسلامی عظمتوں سے پہلو تہی کرتا ہے۔ منہ

کھاتا ہے۔ بے رغبتی کا مظاہرہ کرتا ہے۔۔۔!!!

کیونکہ یہی عہد حاضر کا سب سے بڑا جہاد ہے۔

یہی وقت کی آواز ہے۔

یہی اسلام کی صدا ہے۔

یہی عشق رسول ﷺ کی دلیل ہے۔

اور یہی شفاعت رسول ﷺ کا ذریعہ ہے۔

تو آئیے۔۔۔ اسلام کی اس صدا پر۔۔۔ جہاد کی اس پکار پر لبیک لبیک کہتے ہوئے گلی گلی، کوچہ

کوچہ پر قریہ بستی بستی، گاؤں گاؤں، شہر شہر اور ملک ملک تحفظ ختم نبوت کی روشنی بکھیر دیں۔

صدائے حق کی جرأت سے تو زندہ کر زمانے کو

کہ تیرے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

اے افراد ملت اسلامیہ! اٹھو اللہ کے لئے۔۔۔ اللہ کے رسول کے لئے۔۔۔ اللہ کے دین کے

جاگو۔۔۔ اور جگاؤ۔۔۔ اور قادیانیوں سے برسر پیکار ہو جاؤ۔

اے میرے مسلمان بھائیو! حضور سرور عالم ﷺ کا ایک فرمان خصوصی توجہ سے سنئے۔ ہمارے آقا

ﷺ نے فرمایا

”جو لوگ منکر کو دیکھیں اور بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ برائی کرنے

والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک ہی عذاب میں لپیٹ لے۔“

مسلمانو! اس وقت روئے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہوگی۔۔۔ اور اس برائی کو

خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے۔۔۔

آؤ دیکھتے ہیں، کہیں میں مجرم تو نہیں۔۔۔ کہیں آپ مجرم تو نہیں۔۔۔

آؤ جلدی سے اپنی شناخت پر پڑ کرتے ہیں۔۔۔

مبادا کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں کڑک پڑیں۔۔۔

کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔

کہیں فرشتے زمین کے اس کلوے کو اٹھا کر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پھینک دیں۔

جلدی کیجئے۔۔۔ جلدی کیجئے۔

چو کھٹے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو

جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے



ایمان و کفر

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں

اور کسی ایک ضروری دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔

ضروریات دین و مسائل دینی جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عز و جل کی وحدانیت انہما

کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہ۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضور کے

بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں نہ شمار کئے جاتے ہوں مگر علماء کی

صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ (بہار شریعت)

عرفان محمود برق (نومسلم، سابق قادیانی)

میرا قبول اسلام

ماہنامہ ”کنز الایمان“ کے لئے خصوصی ایمان افروز اور چشم کشا تحریر

جناب عرفان محمود برق صاحب جو روزنامہ تبصرہ کے ایڈیٹر بھی ہیں، چند سال قبل انہوں نے اور ان کے خاندان کے کئی افراد نے پوری تحقیق اور مطالعہ کے بعد قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ ان کی زندگی قادیانیت کے کفریہ و باطل عقائد کی نقاب کشائی اور عقیدہ اتم نبوت ﷺ کے فروغ و بلاغ کے لئے وقف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان علماء و زعماء اور محققین نے قادیانیت اور مرزا قادیانی کے بارے میں جو کچھ لکھا، انہوں نے حقیقتاً انہیں اس سے زیادہ کاذب اور زندقہ پایا کیونکہ ان کے پاس قادیانی ذریت کی اصل کتابیں موجود ہیں۔ آئیے گھر کے اس بھیدی کی زبانی قادیانی فتنے سے آگاہی حاصل کریں۔

(ادارہ)

میرا قبول اسلام:

میری حیات مستعار میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی

کتاب میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ مرزا قادیانی سے میری عقیدت کیشی کسی علمی سطح یا حقیقت شناسی کی

دستی بلکہ محض وراثت کی ایک اندھی تقلید تھی۔ جس نے میری نگاہوں سے تصویر کے دوسرے رخ کو

کل طور پر چھپا رکھا تھا۔

اس دور میں مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اکثر یہ باتیں میرے کانوں سے ہوتی ہوئیں آئینہ

میں سے جا بکراتیں کہ مرزا قادیانی ایک بدسیرت جھوٹا مدعی نبوت تھا جس کی ساری زندگی بدکاریوں اور

دھوکے کی دلدلوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ لیکن ان گوش گزاریوں کو میں فراموشیوں کے سپرد کرنا ہی لازم

نہ تھا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس طرح کے معترضین کے اعتراضات زیادہ تر بے بنیاد اور بلا دلیل

ہوتے تھے اور اگر کوئی دلیل دی بھی جاتی تو ان قادیانی کتب سے جن کے نام ہی میں پہلی دفعہ سنتا تھا لئے یہ باتیں میری عدم توجہ کا باعث بنیں۔ تاہم اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں نے ایک روز کو سوچ و پکار کے بعد نگاہ منصفانہ سے تحقیق کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا اور ان کتابوں کی تلاش شروع کر دی جن سے معتزین مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی تحریرات پر اعتراضات کرتے تھے۔ ان کتابوں میں قادیانی کی اپنی اور اس کے مریدوں کی کتابیں شامل تھیں۔

آخر ایک مدت کی جاں فشانیوں اور عرق ریزیوں کے بعد میں چند کتابیں حاصل کرنے کا میاب ہو گیا۔ پھر خالی الذہن ہو کر مح سیاق و سباق ان کتب کا مطالعہ کیا گیا تو میری حیرت کی انتہا رہی کہ فی الحقیقت ان کتب کی تحریرات سے یہی عیاں ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی انگریزوں کا لے پالک اور مدعی نبوت تھا جس کی شخصیت چال بازیوں، دھوکا دہیوں، سیاہ کاریوں اور بہت سی منفی عادات کی گروہ اٹی ہوئی تھی۔ میں جیسے جیسے مبداء فیض کی زرہ نوازیوں سے ان حقائق سے آگاہ ہوتا گیا ویسے ویسے قادیانی سے میری چاہت و رغبت کے تمام نیچے اُدھڑتے چلے گئے اور آخر ایک دن کچے دھاکے کی ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئے۔

میری لکشن اسلام میں داخل ہونے کی ایک بڑی وجہ میرے وہ خواب بھی تھے۔ جو میری دلچسپی کے لئے چراغ راہ ثابت ہوئے۔ خاص طور پر ایک خواب تو مجھے اس دور میں آیا جب میں تیرہ چودہ برس کا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ

حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے محلے میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضور ﷺ اپنے دست مبارک میں پھلوں کا ایک طشت اٹھائے ہوئے بعض گھروں میں پھل بانٹ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ ہماری گلی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو پھل بانٹتے بانٹتے ایک قادیانیوں کے گھر سے پھل گھر کے پاس ہی رک جاتے ہیں اور آگے نہیں بڑھتے۔ میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا یہ دیکھ کر یک لخت پریشان ہو جاتا ہوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ آگے کیوں نہیں تشریف لارہے؟ پھر جیسے ہی آپ ﷺ اپنی نظر رحمت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور واپس مڑ جاتے ہیں تب ساری بات میری سمجھ میں آ جاتی ہے اور میری ساری پریشانی فوراً چھٹ جاتی ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ دوسرا خواب میں نے اس وقت دیکھا جب میں قادیانیت کے متعلق کافی تحقیق کر چکا تھا اور بہت حد تک جھوٹا گردان چکا تھا۔ اس خواب میں میں نے دیکھا کہ

ایک بہت بڑا چٹیل میدان ہے۔ سورج کی آتش کی کرنوں سے زمین کا سینہ بہت تپ چکا ہے۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن ہے جو مزید گرمی کا باعث بن رہا ہے۔ اتنے میں ایک خوفناک قسم کا فرشتہ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنے ہاتھ میں پکڑے میری طرف آتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری بھی کلائی پکڑ کر اس آگ کی جانب دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ میں اس سے اپنی کلائی چھڑانے کی بہت کوشش کرتا ہوں۔ لیکن وہ نہیں چھوڑتا اور آگ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے۔ جیسے جیسے ہمارے اور اس آگ کے درمیان فاصلہ سمٹتا جاتا ہے ویسے ویسے گرمی کی شدت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر وہ فرشتہ یک لخت مجھے چھوڑ دیتا ہے اور میں فلا بازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر جاتا ہوں۔ گرنے کے فوراً بعد میں جیسے ہی سر اٹھا کر اس فرشتے کی جانب دیکھتا ہوں تو وہ الاؤ کے بہت قریب پہنچ کر مرزا قادیانی کو اس میں پھینک دیتا ہے۔ آگ بھوکے شیر کی طرح مرزا قادیانی پر جھپٹتی ہے اور اسے اپنے اندر گہرائی میں لے جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلتی ہے اور میں گھبرا کر اٹھ جاتا ہوں۔ میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد میں نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے قادیانیت پر مکمل لعنت بھیجی اور اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ۔

میرے قبول اسلام کے بعد جو مخالفت کی تیز و تند آندھیاں چلیں اور ایمان کو خش و خاشاک کی لہروں میں لے جانے والے سیلاب آئے ان میں حائل اگر خدائے لم یزل کی عطا کردہ ثابت قدمی اور درمیت عالمیان رضی اللہ عنہم کی نگاہ فیضان نہ ہوتی تو یقیناً ایسی پیش آمدہ چیرہ دستیوں سے میرا ایمان چراغ کی طرح غمٹانے کے بعد کبھی کاگل ہو چکا ہوتا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر قادیانیوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ انھیں میرا قبول اسلام نہایت گراں گزرا۔ اس مسئلے کے فوری حل کے لئے انہوں نے اپنے لاہور کے سب سے بڑے علماء و مہدات خانے دارالذکر میں اپنے جماعتی عہدے داران، مربیوں (قادیانی پنڈتوں) اور ہمارے بعض ذمہ دار افراد کا اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں مختلف قادیانی پنڈتوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی انہوں نے ہر روز مجھے میرے گھر میں جا کر اس بات کا درس دینا ہے کہ اس دنیا میں صرف قادیانیت ایک سچا مذہب ہے اور مسلمانوں والا اسلام نہایت لعنتی ہے۔ (نعوذ باللہ) اس اجلاس میں جماعتی علماء داران نے میرے باپ اور بھائیوں کو بھی خوب ملامت کی کہ ان سے ایک بچہ نہیں سنبھالا گیا۔ اس کے بگڑتے ہوئے عقائد کو اپنے رعب کے پیسے تلے کچل دیا ہوتا تو اس کی کیا جرأت تھی کہ وہ غیر

احمدیت (اسلام) قبول کرتا۔ لہذا میرے باپ اور بھائیوں کی سزایہ تجویز کی گئی کہ انہیں اب ہر مسلمان میں مجھے قادیانیت کے اندھے کنوئیں میں دوبارہ دھکیلنا ہے۔ چاہے اس سلسلے میں انہیں سخت سے سخت اقدامات کرنے پڑیں یا بڑی سے بڑی لالچ بھی دینی پڑے تو کوئی پروا نہیں۔ اجلاس کے فوراً بعد قادیانی پندتوں اور ہمارے گھر والوں نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔ اب ہر روز ہمارے گھر میں کوئی نہ کوئی قادیانی پندت آتا اور مجھے سمجھانے کی سر توڑ کوششیں کرتا کہ قادیانیت ایک زندہ مذہب ہے جس کا نام اسلام اور مسلمانوں والا اسلام ایک مردہ اسلام ہے۔ اب جس نے حجات کا لباس پہننا ہے وہ پہلے مرزا قادیانی اللہ کا نبی اور رسول مانے تب اسے جنت ملے گی ورنہ وہ کافر اور جہنمی ہی رہے گا۔ مجھ سے جہاں تک ہوتا قادیانی پندت کو اس کی خرافات کا جواب دیتا اور وہ کوئی بات منقہ نہ دیکھ کر واپس چلا جاتا۔

ایک طرف قادیانی پندت میرے ایمان کے ننھے پھولوں کو مسلمانوں کی کوششوں میں مصروف دوسری طرف ہمارے گھر والوں کے بدلتے رویے پھری ہوئی آندھیاں بن کر میرے دل میں روشنی نبوت کے چراغ کو گل کرنے کی کوششوں میں سرگرم عمل تھے۔ اس سلسلے میں کبھی تشدد کے حربے استعمال کئے جاتے تو کبھی لالچ کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا، کبھی بائیکاٹ کا خوف دلایا جاتا۔ کبھی جائیداد عاق کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔ لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ ثابت قدمی کے پہاڑ کے آگے ارتدادی آندھیوں کا کوئی زور نہ چلتا اور میرا ایمان مزید قوی ہوتا جاتا۔

وہ فکر جس کے باعث میرے ماتھے پر تشویش کی سلونٹیں پڑتیں اور میں راتوں کو بے چینی کروٹیں بدلتا وہ یہ تھی کہ کسی طرح ہمارے گھر والے خصوصاً میری زندگی کی سب سے عظیم ہستی میری پیاری ماں اسلام کے مہکتے گلستان میں داخل ہو جائے اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچ جائے۔ میں نے ہمت کر کے سب سے پہلے اپنی پیاری ماں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی ایک تو وہ پہلے ہی سے ناراض تھیں اور دوسرا اس دعوت کی وجہ سے مزید ناراض ہو گئیں۔ لیکن میں نے ہمت جاری رکھی انہیں قادیانیوں کی کتابوں میں جیسے کفریہ عقائد سے آگاہ کرتا گیا جن میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ اس کی بیہودہ گوئیوں کی وحی اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول اس کی فاحشہ بیویوں کو امہات المؤمنین اس کے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اس کے بدکار ساتھیوں کو کرام، اس کے درندہ صفت خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے گندے شہر (قادیان) کو مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا گیا تھا۔ (نعوذ باللہ) اس تبلیغ کا اثر میری پیاری ماں پر یہ ہوا کہ خدا کی رحمت سے وہ رفتہ رفتہ سمجھتی گئیں کہ قادیانیت اسلام کے خلاف کتنا بڑا فراڈ ہے۔ آخر انہوں نے میرے ہاتھ پوشیدہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی۔ الحمد للہ۔

اول اسلام کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں دو آم پکڑے ہوئے ہیں اور ایک خوفناک قسم کی کتیا ان سے وہ آم چھیننے کی کوشش کر رہی ہے۔ آپ دوڑ رہی ہیں اور وہ کتیا متواتر آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔ دوڑتے دوڑتے آپ ایک چمنستان میں داخل ہو جاتی ہیں اور کتیا یہ دیکھ کر واپس مڑ جاتی ہے۔

یہ خواب میری پیاری ماں نے مجھے سنایا تو میں نے اس کی تعبیر انہیں یہ بتائی کہ آسمان یعنی پھلوں کے باغ میں ہیں اور کتیا سے مراد وہ قادیانی مبلغ ہے جو ہمارے گھر میں ہمیں مرزا قادیانی کی تبلیغ کرنے کے لیے آیا ہے۔ وہ آپ کے اور آپ کے دو بیٹوں کے پیچھے زیادہ پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ اسے اسی طرف سے اللہ تعالیٰ نے دعوت دے دی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے دو بیٹوں کو اس کتیا یعنی قادیانی مبلغ سے بچالیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ میرے ایک بھائی کو بھی اسلام کی دعوت عطا فرمائے گا۔ اس خواب کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے اپنی رحمت کے موتی میرے ایک بھائی کی زندگی میں بھی گرا دیئے اور میری پیاری ماں کا ایمان شائین بن کر بلند یوں کو پہنچ گیا۔

وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتا جب میری اشکوں کی رمل جھم ساری رات میری پیاری ماں کے سر ہانے لگی رہی اور خدا تعالیٰ سے یہ فریاد کرتی رہی کہ وہ انہیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔ انہیں دل کا شہید ایک اللہ اور ڈاکٹروں نے نا اُمیدی کا اظہار کیا تھا۔ ساری رات میری پیاری ماں ہسپتال میں شدت درد سے لڑ رہی تھیں اور میں اکیلا ان کے سر ہانے درود و سلام کا ورد کرتا رہا اور ان کی زندگی کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اس وقت ان کی زندگی نے ان سے وفاندگی اور وہ مجھے اپنی مستائے محروم کر کے یونہی روتا ہوا چھوڑ گئیں۔ اور 14 جولائی بروز جمعہ 2003ء کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات سے ایک گھنٹہ قبل انہوں نے میرے پوچھنے پر دوبارہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ قادیانی نہیں تھے اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو مسلمان میرا جنازہ پڑھیں اور مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جب میں نے اپنے گھر والوں کے سامنے وصیت کا ذکر کیا تو انہوں نے یقین نہ کیا اور اپنے قبرستان میں قبر کی کھدائی کا آرڈر دے دیا۔ قادیانی پندت اور قادیانی مبلغ ہمارے گھر میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے انہیں دعوتوں اور اہل محلہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میری ماں مسلمان تھیں اور ان کی یہ وصیت تھی کہ مسلمان جنازہ پڑھیں۔ اس اعلان کے سننے کی دیر تھی کہ ہماری ساری مغل مسلمان مجاہدین سے بھر گئی۔ میرے گھر میں مزید رابطے کر کے پورے شہر کے نامور علماء کرام کو بھی اکٹھا کر لیا۔ عظیم سکالر، پروانہ ختم کتاب محمد طاہر عبدالرزاق صاحب بھی پہنچ گئے۔ خطیب ختم نبوت جناب مولانا غلام حسین کلیا لوی

مدظلہ العالی نے جنازہ پڑھایا اور میری پیاری ماں کو لاہور کے مشہور قبرستان بدھو آوا میں دفن کر دیا۔
درجنوں کی تعداد میں قادیانی پاس کھڑے یہ سارا منظر دیکھتے رہے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ
جنازے کی چارپائی کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ یا کسی بھی قسم کی کوئی مداخلت کر سکے۔

وفات کے بعد اکثر میری پیاری ماں مجھے میرے خوابوں میں نہایت خوشنما جگہوں پر لے
جاتی ہیں۔ اور یہ حوصلہ دیتی رہتی ہیں کہ میرے لال مرتے دم تک ہمت نہ ہارنا۔ مشکلات اور پریشانیوں
کبھی مت گھبرانا، اپنے گھر والوں اور دوسرے قادیانیوں کو دعوت و تبلیغ کرتے رہنا۔ اس سے خدا کا
اور حبیب ﷺ خدا بہت خوش ہوتے ہیں۔



اگر جہنم کا داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کل کے کل اس کی ہیبت سے مرعوب
اور قسم بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کاٹنے لگیں
انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے زمین تک دفن نہ جائیں۔ یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے
واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے
اسے جہنم میں پھر نہ جائے مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اس آگ سے
ڈرتا جس سے آگ بھی پناہ مانگتی ہے۔ دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے۔ حدیث میں
کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی نہ پہنچے گی۔
انسان کے سر برابر سیدہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے
حالانکہ یہ پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر اس میں مختلف طبقات وادی اور کوئیں ہیں۔ بعض وادی ایسی ہیں کہ
بھی ہر روز ستر مرتبہ یا زیادہ ان سے پناہ مانگتا ہے۔ یہ خود اس مقام کی حالت ہے اگر اس میں اور کچھ
نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا مگر کفار کی سرزنش کے لئے اور طرح طرح کے عذاب مہیا کئے۔ لوہے کے ایسے
گرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اس کو اٹھا
سکتے۔ اونٹ کی گردن برابر بچھو اور اللہ جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی
درد، بے چینی ہزار برس تک رہے۔ (بہار شریعت)

ان محمد برق (نومسلم، سابق قادیانی)

مرزا قادیانی ایک جعلی حکیم خطرہ جان

حق و صداقت کی شمع سے فروزاں خدا تعالیٰ کا پیغمبر تو اس کی رضا جوئی کے تابع رہتا ہے اور تمام علوم
اسی عالم الغیب سے سیکھتا ہے لیکن ابلیسی نبوت کا اُستاد شیطان ملعون اور شیطان صفت انسان بننے
والا۔ ہونا مدعی نبوت مکتب بھی جاتا ہے اپنے استادوں سے گالیاں بھی سنتا ہے اور مرغابن کر جوتے بھی کھاتا
ہے۔ کہ مرزا قادیانی جو ان تمام عوامل سے گزر کر فرنگی کے اشارہ ابرو پر مدعی نبوت ہوا۔ مرزا قادیانی نے
اپنی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں تھیں۔ وہ اپنی کتاب ”کتاب البریہ“ میں لکھتا ہے۔

”میں نے فن طبابت کی چند کتابیں اپنے والد سے جو ایک نہایت حاذق طبیب تھے،
پڑھیں۔“ (کتاب البریہ، حاشیہ صفحہ 150)

طب جیسے حساس شعبے میں اتنی محدود معلومات کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی نے ستم یہ ڈھایا کہ وہ
اور سند معالجت پر آبیضہ اور مختلف امراض کی ادویات سازی کرنے لگ گیا۔ جہلانے سمجھا کہ شاید یہ
حکیم صاحب ہیں اور فنی خبریں رکھتے ہیں اس لئے ان کی دی ہوئی دوا ضرور اکسیر اعظم کا درجہ
لے گی۔ چنانچہ انھوں نے یہ سوچ کر مرزا قادیانی سے مختلف امراض کی ادویات یعنی شروع کر دیں۔

جب تریاق الہی ذلت و رسوائی بن گئی:

اسی دور میں ایک دفعہ ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹی اس موقع پر مرزا قادیانی نے یہ پیشگوئی
کرائی کہ اُسے الہام ہوا ہے کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یوں تھے۔

”ما کان اللہ یعد بہم وانت فیہم انه اوی القرية۔ ولا الا کرام لہلک
المقام“ خدا ایسا نہیں ہے کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔

وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس تباہی سے بچائے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا
اور تیرا اکرام مد نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔“ (تذکرہ، صفحہ 436)

”اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تو تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے

محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔“

(دافع البلاء، صفحہ 4، 5، درروحانی خزائن جلد 18، صفحہ 265، 266، از مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی نے پورا ہونے سے صاف انکار کر دیا اور مرزا کی مزید ذلت و رسوائی کا سبب بن گئی۔ قادیان میں طاعون کی وبا اس قدر زور سے حملہ آور ہوئی کہ قادیانیوں کو خش و خاشاک کی طرح بہا کر لے گئی اور مرزا قادیانی سمیت اس کے امتی جیج اٹھے۔

”اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اٹھالے۔“

(اخبار بدر قادیان، 4 مئی 1905ء)

ایک دفعہ کی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 232، درروحانی خزائن جلد 22، صفحہ 233 از مرزا قادیانی)

قادیان میں طاعون کی وبا پھوٹنے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے گرد پھر مریضوں کا جھوم لگ گیا۔ ایسی صورت میں مرزا قادیانی نے اپنی جیسی جھاڑتے ہوئے بھگ کا گھوٹا پی کر ایک دوائی تیار کی۔ ”تریاق الہی“ کے نام سے موسوم کیا گیا اس دوائی کی تیاری میں مرزا نے طب سے بے بہرہ وری اور حقیقت ناشناسی کا ثبوت یوں بہم پہنچایا کہ جتنی بھی دیسی انگریزی ادویات ہاتھ لگتی گئیں انھیں اسکی کے کس کروا تا گیا اور آخر بہت سی فالتو، حرام، مکروہ، غیر ضروری اور ضرر رساں ادویات کا جھون قاتل کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے اس بات کا اقرار یوں کیا ہے کہ:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)

نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی ”تریاق الہی“ تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اول نے ایک بڑی تھیلی یا قوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پھو کر اس میں ڈلوادیئے۔ لوگ کونستے پیٹتے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر ڈال دیا۔ اسی طرح واکیم پی کی ایک بوتل لا کر ساری الٹ دی (مگر چند سطور بعد مرزا بشیر احمد قادیانی اس بات کا بھی اقرار ہی ہے کہ) طبی تحقیق کرنے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ چھان بین بھی ضروری ہوتی ہے۔ تاکہ اشیاء کے خواص متعین ہو سکیں۔

(سیرت المہدی، حصہ سوم صفحہ 318، 319)

حکیم نور الدین کا اقرار:

جب حکیم نور الدین (خلیفہ قادیان) نے مرزا قادیانی کی یہ احمقانہ حرکت دیکھی تو بے ساختہ اس

الہی کہہ ہی دیا کہ مرزا قادیانی کی یہ بیانی ہوئی دو کسی طبی فائدے کی بجائے غیر جاندار اور بے اثر ہے

والفہم۔

مرزا بشیر احمد قادیانی سیرت المہدی میں لکھتا ہے:

”تریاق الہی“ میں مرزا قادیانی نے دیسی انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم 218)

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں:

مرزا قادیانی کے بنائے ہوئے اس ضرر رساں نسخے جسے ”تریاق الہی“ کا اعزاز حاصل تھا لوگوں نے کثیر تعداد میں استعمال کیا۔ لیکن صحت کے ان طلب گاروں کے ساتھ مرزا قادیانی کی روحانیت اور اس کے ”تریاق الہی“ نے کیا سلوک کیا؟ پڑھئے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اس جگہ (قادیان) زور طاعون کا بہت ہو رہا ہے۔ کل آٹھ آدمی مرے تھے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔“

(مرزا قادیانی کا مکتوب محررہ 16، اپریل 1906ء)

”قادیان میں ابھی تک کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔ ابھی اس وقت جو لکھ رہا ہوں ایک ہندو بیچتا تھا نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بد دیوار ہے۔ چند گھنٹہ بیمار رہ کر اسی ملک عدم ہوا۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 116)

”مخدومی کرمی اخو یکم سینہ صاحب سلمہ!“

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ ایک دو مشتبہ وار دانتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک کھٹی لگی تھی۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر اول مکتوبات نمبر 38)

”قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملہ بھی ہوئے۔ پھر خدا نے حضرت مسیح موعود کے مکان کے ارد گرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں۔“

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 122)

یہ تھا کذاب قادیان کی روحانیت اور ”تریاق الہی“ کا فیض کہ جس شخص نے طاعون کی وبا کا شکار ہوا تھا اسے بھی طاعون نے پچھاڑ کر مرزا کی کذبت اور اس کی جعلی حکمت خطرہ جان کو سب کے سامنے افشاں کر دیا۔ اور یہ ثابت کر دکھایا کہ

مرجے دے لکیاں آکھے تے گندی موت مر جاویں گا
تے جے لائی لو محمد ﷺ سوں رب دی تر جاویں گا

مرزا کی جعلی حکیمی کے مزید نمونے:

جنو غذا نقصان پہنچاتی اسے زیادہ استعمال کرتا:

مرزا قادیانی کو دستوں کی بیماری تھی، جاہل سے جاہل تر نیم حکیم بھی اس بات سے آشنا ہے کہ دستوں میں دودھ کا استعمال مزید دستوں کا باعث بنتا ہے۔ لیکن جاہلیت کے عالمی گولڈ میڈلسٹ کا اعتراف یہی قادیان کو ہی حاصل تھا کہ وہ دستوں میں بھی دودھ کا استعمال زیادہ کر دیتا تھا۔ جس سے اس کی دستوں کی مزید برسات برس پڑتی اور تقریباً سارا دن اس کا لیٹرین کے چکروں میں گزرتا۔

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

”دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی، پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے، کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آگیا۔ اس لئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اس کے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی، حصہ دوم صفحہ 134)

قادیانیوں! خصوصاً قادیانی ڈاکٹروں، حکیموں اور میڈیکل افسروں و مرزے کے اس جاہلانہ عمل کی پیروی کرتے ہوئے تم پر بھی لازم ہے کہ جب تمہیں دستوں کا مرض آگھرے تو تم صحت کے سائنسی و طبی تمام قوانین و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً دودھ کا استعمال زیادہ کر دو اور لیٹرین کو بار بار اپنے دیدار کا شرف بخشو اور اگر دست مزید ترقی کرتے جائیں تو مزید دودھ منگواتے جاؤ، پیتے جاؤ، اور ساتھ ساتھ اپنے جعلی نبی کے طبی نسخوں کو بھی داد دیتے جاؤ۔

گرمی دانوں کا علاج گرم کپڑے:

”گرمی دانے“ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ جسم پر نکلنے والے وہ ابھار جو گرمی کے باعث نمودار ہوتے ہیں۔ ساری دنیا کے ڈاکٹر و حکیم حتیٰ کہ ایک عام انسان بھی اس بات سے بخوبی آشنا ہے کہ اگر جسم گرمی دانے نکل آئیں تو گرم لباس سے مکمل جتنب رہنے میں ہی دانش مندی و عافیت ہے۔ لیکن مرزا قادیان کی عقل و حکمت کی داد دیجئے کہ شدید موسم گرما میں جب گرمی دانوں کا عذاب اس کے سارے جسم کو پھوہا رہتا تو بجائے نرم دسر لباس کے مزید گرم لباس پہن لیتا۔

مرزا بشیر احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:

”بعض اوقات گرمی میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پشت پر گرمی دانے نکل آتے تھے۔“

پھر مرزا قادیانی ان گرمی دانوں کا علاج کیسے کرتا، مرزا بشیر احمد قادیانی ہی لکھتا ہے کہ:

”بدن پر گرمیوں میں عموماً لٹل کا کرتہ استعمال فرماتے تھے اس کے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے۔ پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ عموماً جراب بھی پہنتے تھے۔“

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 66)

(پھر گرم پانی سے نہاتا بھی ہوگا اور دھوپ کے نیچے بیٹھ کر آٹھ دس انڈے ہڑپ کر کے کہتا ہوں گا کہ میں خاندانی حکیم ہوں۔ ناقل)

مرغا ذبح کروا کے سر پر باندھ دیا:

ایک دفعہ قادیان میں مرزا قادیانی کا ایک عزیز سخت بیمار ہو گیا۔ جس سے اس کا دماغ بھی کافی تڑپا ہوا۔ مریض کے گھر والوں نے مرزا قادیانی کو بطور معالج اس کا علاج کرنے کے لئے بلوایا۔ مرزا قادیانی نے وہاں بھی اپنی جاہلیت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے اس مریض کا علاج یہ تجویز کیا کہ ایک مرغا ان کروا کے ویسے ہی خون میں تھنڑا ہوا اس بیچارے کے سر پر باندھ دیا۔

سیرت المہدی میں مرزا بشیر احمد قادیانی اس واقعہ کے متعلق یوں رقمطراز ہے:

”حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المؤمنین نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کروا کے سر پر باندھا۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 27، از مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے متعلق اس طرح کے درجنوں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن سے وہ جعلی علاج یا نیم حکیم تو بڑی دور کی بات ایک کم فہم انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن قادیانیوں کی مرزا قادیانی کے متعلق اندھی تقلید کی انتہا دیکھنے کے بجائے مرزے کی ان بیہودہ اور جاہلانہ حرکات دیکھ کر اس سے علم و حکمت کے تمام بندھن توڑ کر اسلام کے چمنستان روح افزا میں داخل ہوتے وہ اب تک اسے ”علم الطب“ کا شہنشاہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ قادیانیوں کا روزنامہ اخبار ”الفضل“ اپنے 21 اکتوبر 2002ء

کے شمارے میں لکھتا ہے:

”سیدنا واما نا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا قادیانی) نے اپنی روحانی آنکھ اور چشم بصیرت سے جہاں ”علم الادیان“ پر ایسی انقلابی روشنی ڈالی کہ دن چڑھا دیا وہاں ”علم الابدان“ یعنی میڈیکل سائنس اور طب کے سلسلہ میں بھی پوری عمر بے شمار روحانی تجربات و مشاہدات کے بعد دنیائے طب کے لئے ایسے پیش قیمت راہنما اصول رکھے جو صرف اور صرف ایک ربانی مصلح ہی کی خدائما شخصیت سے مخصوص ہو سکتے ہیں اور دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ آج تک طب اور سائنس کے ماہر فاضلوں کا لٹریچر ان پہلوؤں کے اعتبار سے بہت حد تک خاموش ہے۔“

قادیانی اخبار ”الفضل“ یہاں جھوٹ بولنے میں اپنے گرو گھنٹال مرزا قادیانی کو بھی مات دے گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے طب کے میدان میں جو انسانیت کش اور ضرر رساں اصول مرتب کئے ہیں ان کی نظیر طب اور میڈیکل سائنس کے ماہرین میں تو کیا کسی فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے اس شخص میں بھی نہیں پائی جاتی جس کی عقل ہمہ وقت محو پرواز رہتی ہے۔

لیکن اگر باقی باتوں سے قطع نظر ایک لمحہ کے لئے مرزا قادیانی کو نیم حکیم بھی تسلیم کر لیا جائے پھر بھی اسلام اور جدید سائنس مرزے کی تردید پر کمر بستہ نظر آتی ہے کیونکہ نیم حکیم کی گنجائش نہ دین اسلام میں ہے نہ ہی جدید سائنس میں ملاحظہ فرمائیں۔

جاہل معالج اسلام اور جدید سائنس کے آئینہ میں:

اولاً اسلام نے انسانیت کے لئے حفظانِ صحت کے ایسے اصول مرتب کئے ہیں کہ بندہ زیادہ سے زیادہ بیماریوں سے قبل از وقت بچا رہے۔ تاہم اگر کوئی بیماری حملہ آور ہو جائے تو اس کا مناسب علاج بھی پیش کیا ہے۔ طب کو باقاعدہ ایک فن کے طور پر پروان چڑھانے اور اس فن کے ماہرین پیدا کرنے میں سب سے زیادہ دخل اسلام کو حاصل ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے ہسپتال مسلمانوں ہی نے قائم کئے اور سب سے پہلے رجسٹرڈ ڈاکٹروں اور سرجنوں کا ایک باقاعدہ نظام بھی انہی نے وضع کیا تاکہ مختلف بیماریوں کا صحیح طبی خطوط پر علاج کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں تاجدار کائنات ﷺ کا فرمان امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ (اور امت مرزا کے لئے باعث حق شناسی) ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

”ومن تطب ولم يعلم منه الطب قبل ذلك فهو ضامن“

”جس شخص نے علم الطب سے نا آگہی کے باوجود طب کا پیشہ اختیار کیا تو اس (کے غلط علاج، معنثر اثرات) کی ذمہ داری اسی شخص پر عائد ہوگی۔“

(سنن ابن ماجہ 256)

حضور نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ بیمار ہو گئے ان کے علاج کے لئے دو آپ ﷺ آئے۔ آپ ﷺ بھی موقعہ پر تشریف فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں میں سے جسکا علاج زیادہ ہے وہ علاج کرے۔ چنانچہ ان دونوں میں سے جس طبیب کا علم طب پر عبور اور تجربہ زیادہ

اس نے اس صحابی رسول کا علاج کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

”یکما اطب من تطب وهو لا يعرف طباً فهو ضامن“

”اگر کسی نیم حکیم کی وجہ سے کوئی مر گیا تو اس کی موت کا ذمہ دار وہ ڈاکٹر اور حکیم ہوگا۔“

(ابوداؤد کتاب الطب)

اس فرمان نے جہاں لوگوں کو طب میں تخصیص کے لئے ہمیز دی وہاں اسلام کی اولین صدیوں میں ہی سالوں سے بچنے کے لئے میڈیکل کا ایک باقاعدہ امتحانی نظام وضع کرنے میں بھی مدد ملی یہی وجہ ہے کہ

ان میں بڑے بڑے ماہرین طب اور سرجن پیدا ہوئے۔

دنیا میں سب سے پہلے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے لئے امتحانات اور رجسٹریشن کا باقاعدہ نظام عباسی دور کے دور میں 931ء میں بغداد میں وضع ہوا جسے جلد ہی پورے عالم اسلام میں نافذ کر دیا گیا۔

اس میں ہوا کہ ایک جعلی حکیم کے ناقص علاج سے ایک مریض کی جان چلی گئی۔ اس حادثے کی اطلاع اس کو پہنچی تو تحقیقات کا حکم ہوا۔ پتہ یہ چلا کہ اس عطائی طبیب نے میڈیکل کی مروجہ تمام کتب کا

تسلیم کیا تھا۔ اور چند ایک کتابوں کو پڑھ لینے کے بعد مطب (Clinic) کھول کر بیٹھ گیا تھا۔

اس حادثے کے فوری بعد حکومت کی طرف سے معالجین کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے ایک بورڈ

گیا۔ جس کی سربراہی اپنے وقت کے عظیم طبیب سنان بن ثابت کے ذمہ ہوئی۔ اس بورڈ نے سب

پہلے صرف بغداد شہر کے اطباء کو شمار کیا تو پتہ چلا کہ شہر بھر میں کل 1000 طبیب ہیں۔ تمام اطباء کا

موجودہ قریبی امتحان اور انٹرویو لیا گیا۔ ایک ہزار میں سے 700 معالج پاس ہوئے۔ چنانچہ رجسٹریشن

انہیں پر یکٹس کی اجازت دے دی گئی۔ اور ناکام ہو جانے والے 300 اطباء کو پریکٹس کرنے

دک دیا گیا۔

61ھ کے مشہور طبیب ابن سہیل بغدادی نے اپنی مشہور کتاب ”مختارات“ میں مسند معالجت پر

بیٹنے کے لئے چند ضروری شرائط رقم کیں ہیں۔ اور لطف یہ کہ مرزا قادیانی میں ان رقم کردہ شرائط سے ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی۔ ابن سہیل بغدادی لکھتے ہیں کہ:

”اس معالج پر اعتماد کیا جانا چاہئے جس نے علم کی تحصیل اپنے وقت کے بڑے بڑے اساتذہ فن سے کی ہو اور عملی مشق و تجربہ کے لئے ایک مدت دراز تک ماہرین کی خدمت میں رہا ہو اور ان کی نگرانی میں مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کیا ہو اور ان بزرگوں سے سند مہارت حاصل کی ہو۔ تب جا کر بیماریوں کی طرف رجوع کرے۔“

اسلام اور مسلمان اطباء کی ان ہدایات سے آج عالمی ادارہ صحت (World Health Organization) کی تنظیم بھی متفق ہے اور قانوناً مطالبہ کرتی ہے کہ تمام معالجات (Quacks) کی پریکٹس کو مسدود کر دیا جائے۔

(Preventive and social Medicine, By Dr. Seal P 160)

یورپ میں عطائیت کے خاتمے کے لئے سب سے پہلا قانون 1861ء میں معرض وجود میں آیا۔ اس کی رو سے ہر وہ شخص جو علاج معالجے کا دعویدار ہے لیکن اس کے پاس کسی مستند محکمے، کالج یا انسٹی ٹیوٹ کی سند یا اجازت نہیں تو قانوناً ایسے شخص کو پریکٹس کرنے کی قطعی اجازت نہیں اور اگر ایسے معالج سے کسی مریض کو نقصان پہنچا تو اس کا تاوان معالج کو ادا کرنا پڑے گا۔

قادیانیو! سوچو کہ اگر مرزا قادیانی آج اس دور میں زندہ ہوتا تو یقیناً ایک مجرم کی حیثیت سے اس کا مقدمہ چلتا اور وہ جیل سازی کرنے اور لوگوں کو موت کے گھوڑے پر سوار کرنے کے جرم میں پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا جاتا۔ پھر تم کف افسوس ہی ملتے رہ جاتے کہ کاش ہمارا نبی طب و حکمت کے میدان میں قدم نہ رکھتا تو شاید پھانسی کے پھندے سے بچ جاتا اور یہ ذلت و رسوائی دیکھنا نصیب نہ ہوتی۔

پہلے غازی ختم نبوت:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ حیات میں یمن وغیرہ کے نگران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے، اُسود غسی نے دعویٰ نبوت کیا اور اسی جتھہ بنالیا، حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اُسود غسی کو قتل کیا، اس لحاظ سے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ پہلے غازی ختم نبوت ہیں۔

حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ

کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟

نبوت کمالات انسانی کا آخری مرتبہ ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبے اور درجے ہیں۔ کوئی نبی بھی مراتب و درجات سے محروم نہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ 1- مرد ہو، 2- مسلمان ہو، 3- صالح ہو، 4- صاحب مکالمہ و مخاطبہ ہو، 5- اس کے الہام قطعی سچے ہو۔ جھوٹے نہ ہو۔ چونکہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہے۔ اس لئے ہر صاحب عقل، طالب صدق و صفا کو حق ہونا چاہئے کہ مراتب و درجات کے متعلق جو نبوت کے لئے بمنزلہ سیرمی کے ہیں۔ دل کھول کر بلا حجاب گفتگو کر سکے۔ لیکن مرزا اور اس کے تلمیذ پیر و کاروں کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا تو پہلی مرتبہ (یعنی یہ کہ مرزا مرد تھا یا عورت) میں ہمارے گردان ہوگا کہ اس کے لئے کوئی یقینی فیصلہ کرنا سہی لا حاصل ہوگا بلکہ اہل انصاف کو تو مجبوراً عورت ہی کہنا پڑے گا۔ میں چند عبارتیں مع حوالہ جات صفحہ و سطر ہدیہ ناظرین کر کے مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ امکان نبوت پر گفتگو کرنا لفظ نبی کی توہین ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے موضوع گفتگو یہ رکھیں۔ کہ مرزا مرد تھا یا عورت۔ جب یہ مرحلہ طے ہو جائے۔ تو مسلمان تھا یا کافر۔ علی ہذا القیاس۔ بتدریج کلام تک پہنچیں۔ مرزا کی کتابوں میں اس قدر مواد موجود ہے کہ اس کے حالی موالی اللہ کے فضل سے اہل عربی فہم ہو جائیں گے۔

مندرجہ ذیل امور مرزا کے کلام سے ثابت ہوتے ہیں۔

- 1: پردے میں نشوونما پانا۔ 2: حیض کا آنا۔
- 3: اس سے خدا کا بد فعلی کرنا۔ 4: مرزا کا حاملہ ہونا۔
- 5: دروازہ سے تکلیف پانا۔ جو سراسر عورت کے خواص ہیں۔

ا پردے میں نشوونما پانا:

دو برس تک میں نے صفت مریت میں پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ (کشتی نوح صفحہ 46، سطر 21، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

2 حیض کا آنا:

بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ ”وہ“ ”بچہ ہو گیا“ (اربعین نمبر 4، صفحہ 19، حقیقت الوحی صفحہ 143)

(وہ کا لفظ حیض ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ جو بعد میں بچہ ہو گیا۔ سوال و جواب کی بے رٹلی دیکھو۔ سبحان اللہ وہ نبی صاحب۔ مؤلف)

3 خدا کا مرزا سے بدفعلی کرنا:

قاضی یار محمد، بی۔ او۔ ایل پلیدیٰ جو مرزا کا خاص مرید ہے اور بعد میں قادیان چلا گیا تھا۔ اس وطن نور پور، ضلع کانگڑہ۔ اپنے ٹریکٹ نمبر 34، موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتا ہے۔

کہ آپ پر (مرزا) اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔

(سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔)

قاضی کے بیان کی تائیدات خود مرزا کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ اختصاراً دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 63، سطر 12۔

1: مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو قابل بیان نہیں۔

(افسوس قاضی یار محمد نے بیان کر دیا۔ مؤلف)

2: براہین حصہ پنجم صفحہ 61، شانک، عجیب اے مرزا تیرے حسن کی شان ہی عجیب ہے۔

3: انجام آتھم صفحہ 55۔

(انت من مائنا۔ اے مرزا تو میرے پانی سے ہے۔) یعنی تجھے میرا مخصوص پانی سیراب کر رہا ہے۔ مؤلف)

بحمدك الله من عرشه و يمشى اليك عرش سے خدا تیرے محاسن بیان کرتا ہوا تیری طرف آ رہا ہے۔ اكان للناس عجباً آیا اس تعلق کو لوگ عجب سمجھتے ہیں۔ قل هو الله عجیب۔ لوگوں کو کہہ دے کہ میرا خط ہے ہی عجیب۔ كمثلك در لا يضاع۔ تیرے جیسے موتی نہیں ضائع کئے جاتے۔ انت مرادی۔ میری تیرے سوا مرادی نہیں صفحہ 59 کتاب مذکور سرك سرك۔ تیرا میرا مجید ہی ایک ہے۔

حالات اجازت نہیں دیتی ورنہ اس قسم کی ہزاروں عبارتیں ہیں۔ جو قاضی یار محمد کی تائید کرتی ہیں۔

مرزا قادیانی کا خدا:

ظہون بالا سے ناظرین کو ایک گونہ تشویش ہوگی کہ خدا بھی ایسے کام کرتا ہے۔ اس تشویش کو مٹانے کے لئے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مرزا کا خدا کون تھا؟ بلاشبہ رب العلمین کی نسبت ایک لمحے کے لئے اس تصور کرنا انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ لیکن جب ناظرین پر مرزا کا خدا واضح ہو جائے گا تو انہی کریں گے کہ بیشک سچ ہے اور یونہی ہونا چاہئے۔

حقیقت الوحی صفحہ 103۔ البشری جلد دوم صفحہ 79۔ انی مع الرسول اجیب۔ اخطی واصیب۔ خطا کر گیا ہے اور کبھی خطا سے بچ بھی جاتا ہے۔ البشری جلد دوم صفحہ 179 صلی واصوم۔ اسہروانا۔ نماز گزار۔ روزہ رکھوں گا۔ جاگوں گا۔ سوؤں گا۔ ان دو عبارتوں سے مندرجہ ذیل اوصاف مستطہ ہوتے ہیں۔ ظاہر کرتا۔ کبھی سچ جاتا۔ نماز پڑھتا۔ روزہ رکھتا، جاگتا۔ سونا جو سراسر انسان کے خواص ہیں اور انسانیات دن ایسے کام کرتے ہی ہیں۔ مرزا سے کسی (شیطان) نے کر لیا اور فرط محبت میں آکر مرزا کو خدا سمجھ لیا یا کہہ دیا۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مرزا کا ایک عجیب پر راز و نیاز الہام جس کے صحیح و غلط کسی نے نہیں کئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر منکشف کئے ہیں لیکن تہذیب، تفصیل و احاطت نہیں دیتی کہ اسے رقم کیا جائے۔ الہام یہ ہے۔ ”رہنا حاج“۔ (شائقین حضرات زبانی بیان کر سکتے ہیں۔ مؤلف)

مرزا کا حاملہ ہونا:

حقیقت الوحی کا حاشیہ صفحہ 337۔ ”پھر وہ مریم (یعنی مرزا) عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی۔“ کشتی نوح صفحہ 47۔ ”مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی مہینے کے جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔۔۔ الخ“

ارد زہ سے تکلیف پانا:

کشتی نوح صفحہ 47۔ ”پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تھے کھجور کی طرف

ضروری عرضداشت:

مذکورہ حوالہ جات کو دیکھ کر ایک منصف تو مجبوراً فیصلہ کرے گا کہ مرزا ایک فاحشہ عورت تھی۔ کیونکہ ان کا انکار کرنا ممکن ہی نہیں جس شخص نے خود مرزا آنجمانی کو دیکھا یا فوٹو جو ”حقیقت الوحی“ میں دیا گیا

اس کی نظر سے گزرا تو وہ بھی یقیناً کہہ گا کہ مرزا عورت نہیں بلکہ ایک خاصہ بھلا و ہرمل مرد تھا اور اسے سامنے دونوں پہلو موجود (یعنی حوالہ جات مذکورہ اور نوٹ) تو وہ عجب کھکش میں پڑ جائے گا اور اسے ضرور درمیانی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ جو مرزا محمود کے متعلق اخبار ”مہلبہ“ اور رسالہ ”تائید الاسلام“ کے چھپ چکا ہے اور آج تک کسی قادیانی کو تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔ جو بمنزلہ تصدیق سمجھی جاتی ہے اور یہ کہ مرزا محمود کو یہ صفت وراثت میں ملی ہو اور بہت ممکن ہے کہ یہ غریب بدو، کجغوریں، چھوٹی لالچی فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ کئی جگہوں پر کھلونوں کی دکانیں بھی تھیں۔ اکثر مقامات پر کھانے سامان سے لدے ہوئے گشتی شال بھی تھے۔

مسجد نبوی ﷺ سے ملتی بائیں طرف ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں دنیا جہان کی ہر قسم خریدنے کو ملتی ہیں۔ مختلف دکانوں پر لکھا ہوا تھا۔ کل شی 2 ریال ”کل شی 5 ریال“ سونے، کے سے لدی ہوئی دکانیں کہ جن میں منوں کے حساب سے نہیں تو سیروں کے حساب سے سونا ضرور ہوا مجال ہے کہ کبھی کوئی چوری ڈاکہ کی واردات ہوئی ہو۔ ہر طرف امن ہی امن ہے۔ یہ سب کچھ سڑاؤں کے نفاذ کی برکت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی یا تر اسے واپس آنے والے مذہب بیزار لوگ کے قصیدے پڑھتے ہوئے نہیں ٹھکتے اور مکہ مدینہ کا نام لیتے ہوئے ان کی زبانوں میں بل پڑ جاتا جہاں سکون ہی سکون ہے۔ شر اور فساد نام کو نہیں۔ وحشی طور پر بھی کہیں شور شرابا نظر نہیں آتا۔ یہاں قرآن مجید کی آڈیو کیسٹوں کی دکانوں پر بھی تلاوت کی آواز، دکان کے اندر داخل ہوں تو سنائی دیتی سڑکیں صاف ستھری ہیں۔ فریٹک کے حوالے سے ایک بات قابل ذکر ہے کہ پیدل چلنے والے نے کراہ کرنے کے لئے سڑک پر پاؤں رکھا اور سوکھو میٹر کی رفتار سے چلتی ہوئی گاڑی فوراً ہلکی کر اٹھانے پینے کی اشیاء یہاں تک کہ سوشس، ٹافی، بیکری کے پیک سامان پر بھی اس کی ایک پائری کی درج ہے۔ آپ نے مشروب پی کر بوتل سڑک یافتہ پاتھ پر پھینک دی۔ اسی وقت ڈیوٹی پر کھڑا پولیس میں ملبوس خاکروب آئے گا اور بوتل اٹھا کر ڈرم میں ڈال دے گا۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں حد کے جنگلوں کے ساتھ مختلف ملکوں سے آنے والے زائرین کے بیسیوں قیمتی اٹیچی کیس، بریف کیس بیک لٹکے رہتے ہیں۔ کوئی سپاہی یا کوئی چوکیدار وہاں کھڑا نظر نہیں آتا اور کسی دوسرے کو جرأت نہیں کہ ہاتھ لگا سکے۔ پتہ ہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان بنادیا جائے گا۔

مسجد نبوی ﷺ سے ملتی بائیں طرف ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں دنیا جہان کی ہر قسم خریدنے کو ملتی ہیں۔ مختلف دکانوں پر لکھا ہوا تھا۔ کل شی 2 ریال ”کل شی 5 ریال“ سونے، کے سے لدی ہوئی دکانیں کہ جن میں منوں کے حساب سے نہیں تو سیروں کے حساب سے سونا ضرور ہوا مجال ہے کہ کبھی کوئی چوری ڈاکہ کی واردات ہوئی ہو۔ ہر طرف امن ہی امن ہے۔ یہ سب کچھ سڑاؤں کے نفاذ کی برکت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی یا تر اسے واپس آنے والے مذہب بیزار لوگ کے قصیدے پڑھتے ہوئے نہیں ٹھکتے اور مکہ مدینہ کا نام لیتے ہوئے ان کی زبانوں میں بل پڑ جاتا جہاں سکون ہی سکون ہے۔ شر اور فساد نام کو نہیں۔ وحشی طور پر بھی کہیں شور شرابا نظر نہیں آتا۔ یہاں قرآن مجید کی آڈیو کیسٹوں کی دکانوں پر بھی تلاوت کی آواز، دکان کے اندر داخل ہوں تو سنائی دیتی سڑکیں صاف ستھری ہیں۔ فریٹک کے حوالے سے ایک بات قابل ذکر ہے کہ پیدل چلنے والے نے کراہ کرنے کے لئے سڑک پر پاؤں رکھا اور سوکھو میٹر کی رفتار سے چلتی ہوئی گاڑی فوراً ہلکی کر اٹھانے پینے کی اشیاء یہاں تک کہ سوشس، ٹافی، بیکری کے پیک سامان پر بھی اس کی ایک پائری کی درج ہے۔ آپ نے مشروب پی کر بوتل سڑک یافتہ پاتھ پر پھینک دی۔ اسی وقت ڈیوٹی پر کھڑا پولیس میں ملبوس خاکروب آئے گا اور بوتل اٹھا کر ڈرم میں ڈال دے گا۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں حد کے جنگلوں کے ساتھ مختلف ملکوں سے آنے والے زائرین کے بیسیوں قیمتی اٹیچی کیس، بریف کیس بیک لٹکے رہتے ہیں۔ کوئی سپاہی یا کوئی چوکیدار وہاں کھڑا نظر نہیں آتا اور کسی دوسرے کو جرأت نہیں کہ ہاتھ لگا سکے۔ پتہ ہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان بنادیا جائے گا۔



مسئلہ۔ اگر جان، مال آبرو کا اندیشہ ہے۔ ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے لئے جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یا لے لے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے۔ اس کو لینا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ ماہ صفر کا آغاز ”آخر چہار شنبہ“ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کرتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کرتے ہیں پوریاں پکاتے ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے نکلے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ اس روز حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ یہ باتیں خلاف واقع ہیں۔

مسئلہ۔ مسجد میں اذان کہتا مکروہ ہے اور کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لہذا اذان ثانی جمعہ منبر پر اذان ہوا تھا کہ فاصلہ پر جیسا کہ ہندوستان میں اکثر رواج پڑ گیا ہے اس کی کوئی سند کی کتاب میں حدیث اور فقہ دونوں کے خلاف ہے۔

(بہار شریعت)

سلسلہ بہت دور تک چلا جائے گا۔ کیونکہ مرزا اپنے آپ کو بڑے شد و مد سے فارسی النسل ثابت کر رہے ہیں۔ جنہوں نے لڑکوں سے تعیش ظاہر کیا اور عشقیہ اشعار کو لڑکوں چسپاں کیا۔ تاریخ دانوں پر پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ایک متنبی گزرا ہے۔ جس کا نام ابن ابی زکریا المالکی

مسجد نبوی ﷺ سے ملتی بائیں طرف ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں دنیا جہان کی ہر قسم خریدنے کو ملتی ہیں۔ مختلف دکانوں پر لکھا ہوا تھا۔ کل شی 2 ریال ”کل شی 5 ریال“ سونے، کے سے لدی ہوئی دکانیں کہ جن میں منوں کے حساب سے نہیں تو سیروں کے حساب سے سونا ضرور ہوا مجال ہے کہ کبھی کوئی چوری ڈاکہ کی واردات ہوئی ہو۔ ہر طرف امن ہی امن ہے۔ یہ سب کچھ سڑاؤں کے نفاذ کی برکت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی یا تر اسے واپس آنے والے مذہب بیزار لوگ کے قصیدے پڑھتے ہوئے نہیں ٹھکتے اور مکہ مدینہ کا نام لیتے ہوئے ان کی زبانوں میں بل پڑ جاتا جہاں سکون ہی سکون ہے۔ شر اور فساد نام کو نہیں۔ وحشی طور پر بھی کہیں شور شرابا نظر نہیں آتا۔ یہاں قرآن مجید کی آڈیو کیسٹوں کی دکانوں پر بھی تلاوت کی آواز، دکان کے اندر داخل ہوں تو سنائی دیتی سڑکیں صاف ستھری ہیں۔ فریٹک کے حوالے سے ایک بات قابل ذکر ہے کہ پیدل چلنے والے نے کراہ کرنے کے لئے سڑک پر پاؤں رکھا اور سوکھو میٹر کی رفتار سے چلتی ہوئی گاڑی فوراً ہلکی کر اٹھانے پینے کی اشیاء یہاں تک کہ سوشس، ٹافی، بیکری کے پیک سامان پر بھی اس کی ایک پائری کی درج ہے۔ آپ نے مشروب پی کر بوتل سڑک یافتہ پاتھ پر پھینک دی۔ اسی وقت ڈیوٹی پر کھڑا پولیس میں ملبوس خاکروب آئے گا اور بوتل اٹھا کر ڈرم میں ڈال دے گا۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں حد کے جنگلوں کے ساتھ مختلف ملکوں سے آنے والے زائرین کے بیسیوں قیمتی اٹیچی کیس، بریف کیس بیک لٹکے رہتے ہیں۔ کوئی سپاہی یا کوئی چوکیدار وہاں کھڑا نظر نہیں آتا اور کسی دوسرے کو جرأت نہیں کہ ہاتھ لگا سکے۔ پتہ ہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان بنادیا جائے گا۔

سلسلہ بہت دور تک چلا جائے گا۔ کیونکہ مرزا اپنے آپ کو بڑے شد و مد سے فارسی النسل ثابت کر رہے ہیں۔ جنہوں نے لڑکوں سے تعیش ظاہر کیا اور عشقیہ اشعار کو لڑکوں چسپاں کیا۔ تاریخ دانوں پر پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ایک متنبی گزرا ہے۔ جس کا نام ابن ابی زکریا المالکی

مرزا غلام احمد کی بڑی بھانج کو چلتا ہے تو وہ ان ناجائز تعلقات کا ختی سے نوش لیتی ہے۔ جس کا نتیجہ بھرے جوڑے اور غلام قادر کی بیوی میں ٹھن جاتی ہے اس ساری صورت حال کو مرزا غلام احمد کو اپنی کابینہ مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المہدی میں میر ناصر نواب کی بیوی اور اپنی نانی کی زبانی سے بیان کرتا ہے۔ بیان کو ذرا پوری توجہ سے پڑھئے۔

نو کرو وہٹی دا

”ان دنوں جب بھی تمہارے تایا (مرزا غلام قادر) گورداسپور سے قادیان آتے تھے تو ہمارے لئے پان لایا کرتے تھے اور میں ان کے واسطے کوئی اچھا سا کھانا تیار کر کے بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ جو میں نے شامی کباب ان کے لئے تیار کئے اور بھیجے لگی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ گورداسپور واپس چلے گئے ہیں۔ جس پر مجھے خیال آیا کہ کباب تو تیار ہی ہیں میں ان کے چھوٹے بھائی (مرزا غلام احمد) کو بھجوا دیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے نائن کے ہاتھ تمہارے ابا کو کباب بھجوا دیئے اور نائن نے مجھے آکر کہا کہ وہ بہت ہی شکر گزار ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بڑی خوشی سے کباب کھائے اور اس دن انہوں نے اپنے گھر سے آیا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اسکے بعد میں ہر دوسرے تیسرے دن ان کو کچھ کھانا بنا کر بھجوا دیا کرتی تھی۔ اور وہ بڑی خوشی سے کھاتے تھے۔ لیکن جب اس بات کی اطلاع تمہاری نانی کو ہوئی تو انہوں نے بہت برا منایا کہ میں کیوں ان کو کھانا بھیجتی ہوں۔ کیونکہ وہ اس زمانہ میں تمہارے ابا کے سخت مخالف تھیں اور چونکہ گھر کا سارا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ہر بات میں انہیں تکلیف پہنچاتی تھیں مگر تمہارے ابا صبر کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرتے تھے۔“ یعنی بہت ڈھیٹ تھے۔ (ناقل)

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 110، مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد نے جہاں اپنے شیطانی جال میں میر ناصر نواب کی بیوی کو جکڑ رکھا تھا۔ وہاں اس کے بھائی ناصر نواب کی نوخیز بیٹی نصرت جہاں بیگم پر بھی اپنی حریص آنکھ رکھی ہوئی تھی اور لڑکی کو بھی اس نے گھیر لیا تھا اور وہ بڑھا کھوسٹ اس سے شادی رچانا چاہتا تھا۔ مرزا قادیانی کے پاس ماں بیٹی سے ملنے کے مواقع تھے اور وہ جی بھر کر ان سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ مرزا کی بھی اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ ان کی اپنی کتابیں مرزا قادیانی کی خباثت پر گواہی دے رہی ہیں۔ پڑھئے:

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (زوجہ مرزا قادیانی) نے کہ جب میں چھوٹی لڑکی تھی۔ تو میر صاحب (یعنی خاکسار کے نانا جان) کی تبدیلی ایک دفعہ یہاں قادیان بھی ہوئی تھی اور ہم چھ سات ماہ یہاں ٹھہرے تھے۔ پھر یہاں سے دوسری جگہ میر صاحب کی تبدیلی ہوئی۔ تو وہ

تقریباً ایک صدی بیتی، مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک نہر کی کھدائی کا کام شروع کیا اس نہر کو قادیان سے دواڑھائی میل مغرب کی جانب سے بھی گزرتا تھا۔ قادیان کے قریب جب اس کی کھدائی شروع ہوئی تو محکمہ نہر کے ایک ملازم میر ناصر نواب کی ڈیوٹی اس نہر پر لگی۔ میر ناصر نواب کا رہنے والا تھا اور ملازمت کے سلسلہ میں بعد اہل و عیال یہاں آیا تھا۔ اور قادیان کے قریب ”گاؤں“ ”تھلہ“ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ قادیان میں اس کی ملاقات ایک شخص مرزا غلام قادر سے ہوئی تھی اور تھوڑی ہی مدت بعد یہ ملاقات ایک گہری دوستی میں بدل جاتی ہے۔ ایک دن میر ناصر نواب اہلیہ بیمار ہو جاتی ہے۔ پردیس میں آیا ہوا میر ناصر نواب بیماری سے پریشان ہو جاتا ہے اور دوا پریشانی کا اظہار اپنے دوست مرزا غلام قادر سے کرتا ہے۔ مرزا غلام قادر اسے کہتا ہے کہ تم فکر نہ کرو۔ باپ ایک ماہر طبیب ہے۔ تم بیوی کو لے کر میرے گھر آ جانا، میں والد صاحب سے اس کا علاج دوں گا۔ میر ناصر نواب بیوی کو لے کر قادیان پہنچتا ہے۔ اس کے دوست مرزا غلام قادر کا باپ مرزا غلام قادر مرغنی مریضہ کی نبض دیکھتا ہے اور ایک نسخہ لکھ دیتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد دونوں کی دوستی اور پیہمی ہے۔ اس واقعہ کے کچھ مدت بعد غلام قادر کا باپ مرزا غلام مرغنی مر جاتا ہے۔ مرزا غلام قادر نواب سے کہتا ہے کہ آپ گاؤں ”تھلہ“ میں رہتے ہیں۔ وہ گاؤں بد معاشوں کا گاؤں ہے اور پردیسیوں کا وہاں رہنا مناسب نہیں۔ میں گورداسپور میں رہتا ہوں اور ہمارا قادیان والا مکان ہے۔ میرا چھوٹا بھائی غلام احمد اس مکان کے ایک حصہ میں رہتا ہے اور وہ بھی کبھی کبھی گھر آتا ہے۔ اس کا زیادہ وقت باہر ہی گزرتا ہے۔ اس لئے آپ کو پردہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ ناصر نواب مرزا غلام قادر کی پیشکش کو قبول کر لیتا ہے اور اپنی فیملی کو لے کر قادیان میں منتقل ہو جاتا ہے یہاں پہنچتے ہی مرزا غلام احمد اور میر ناصر نواب کی بیوی کے محبت بھرے تعلقات استوار ہو جاتے۔ طائر محبت آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر دل ثار کرنے لگتے ہیں۔ اطراف سے تحائف کا تبادلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب ان محبت بھرے خفیہ تعلقات کا پتہ مرزا غلام

تمہارے تایا سے بات کر کے ہم کو تمہارے تایا کے مکان میں چھوڑ گئے تھے اور پھر ایک مہینہ کے بعد آکر لے گئے۔ اس وقت تمہارے تایا قادیان سے باہر رہتے تھے اور آٹھ رو کے بعد یہاں آیا کرتے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ خاکسار نے پوچھا کہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں آپ نے دیکھا تھا یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رہتے تو اس مکان میں تھے مگر میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور والدہ صاحبہ نے مجھے وہ کمرہ دکھایا جس میں ان دنوں حضرت صاحب رہتے تھے۔“

(سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ 56، 57۔ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیان قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ میرنا صرنواب پورا ایک مہینہ گھر پر نہیں۔ مرزا قادیانی کا مرزا غلام قادر ہفتہ کے بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے قادیان آتا ہے۔ گھر میں میرنا صرنواب کے خانہ کے ساتھ مرزا قادیانی گھسا ہوا ہے اور اپنی شنیع حرکات میں مصروف ہے۔

صلائے عام ہے یا ران نکتہ داں کے لئے

بیٹا ماں سے پوچھ رہا ہے کہ کیا آپ نے شادی سے پہلے مرزا قادیانی کو دیکھا تھا۔ جس کے لئے میں نصرت جہاں بیگم کمال سادگی سے کہہ رہی ہے کہ انہیں تو نہیں دیکھا تھا مگر ان کا کمرہ دیکھا تھا۔ مکان دیکھا ہے۔ مگر نہیں دیکھا۔

ہائے اس سادگی پر کون نہ مر جائے

مرزا قادیانی نے نصرت جہاں بیگم سے شادی کے لئے اس کی ماں سے اصرار کیا تو اس کی ماں اسے جواب دیا۔ تھوڑی دیر صبر کرو میں تمہارے لئے راستہ بناتی ہوں تاکہ ہماری عزت بھی لوگوں کے نگاہوں میں محفوظ رہے۔ اور تمہارا کام بھی بن جائے۔ نصرت جہاں بیگم کے لئے جو بھی رشتہ آئے میں اس کے باپ سے اس رشتہ کے بارے میں انکار کر دیا کروں گی اور پھر جب پانچ سات رشتوں ٹھکرا دوں گی تو اس کے ساتھ ہی تمہارے لئے راستہ ہموار کر دوں گی۔ میرنا صرنواب قادیان سے رخصت لے کے اپنے شہر دہلی واپس چلا جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر میرنا صرنواب کی بیوی اس سے کہتی

کہ اب نصرت جہاں بیگم اٹھارہ سالہ جوان ہو چکی ہے۔ ہمیں اس کی شادی کا سوچنا چاہئے اور اس ساتھ ہی وہ اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں مرزا غلام احمد کی ضرورت دینی چاہئے کہ با اثر اور تعلقات رکھنے والا آدمی ہے۔ میرنا صرنواب کی بیوی اسے شیشے میں اتار لیتی ہے۔ اور میرنا صرنواب فوراً مرزا قادیانی کو اس بارے میں خط لکھتا ہے اب اس کہانی کی صورت حال مرزا بشیر احمد سنئے۔ جسے وہ اپنی نانی کی زبانی بیان کر رہا ہے۔

اس کے بعد ہم رخصت پر دہلی گئے اور چونکہ تمہاری اماں اس وقت جوان ہو چکی تھی۔ میں ان کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اور میر صاحب نے ایک خط تمہارے ابا (مرزا قادیانی) کے نام لکھا کہ مجھے اپنی لڑکی کے واسطے بہت فکر ہے آپ دعا کریں کہ خدا کسی نیک آدمی کے ساتھ تعلق کی صورت پیدا کر دے۔ تمہارے ابا نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں خود شادی کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ گو میری پہلی بیوی موجود ہے۔ اور بچے بھی ہیں مگر آجکل میں عملاً مجرد ہی ہوں۔ وغیرہ ذلک۔ (کتنی بے تکلفی تھی ماں اور دادا میں۔ یہیں سے دال میں کالا کالا مرزا قادیانی پکڑا جاتا ہے۔ ناقل)

میر صاحب نے اس ڈر کی وجہ سے کہ میں اسے برامانوں کی مجھ سے اس خط کا ذکر نہیں کیا (اس بدھ کو کیا پتہ تھا کہ سارا کھیل ہی تیرا بنایا ہوا ہے) اور اس عرصہ میں اور بھی کئی جگہ سے تمہاری اماں کے لئے پیغام آئے۔ لیکن میری کسی جگہ تسلی نہ ہوئی۔ حالانکہ پیغام دینے والوں میں سے بعض اچھے متول آدمی بھی تھے اور بہت اصرار کے ساتھ درخواست کرتے تھے۔

بالآخر ایک دن میر صاحب نے ایک لدھیانہ کے باشندے کے متعلق کہا کہ اس کی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے اور ہے بھی وہ اچھا آدمی اسے رشتہ دے دو۔ میں نے اس کی ذات وغیرہ دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا۔ اور میں نے انکار کیا۔ جس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہو گئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑ دوں گی۔ میں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے۔ (تیر چلا دیا۔ ناقل) میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر میرے سامنے رکھ دیا کہ لو پھر مرزا غلام احمد کا خط بھی آیا ہوا ہے۔ (کسی ذریعہ سے مرزا قادیانی کو خط بھیجنے کا پیغام بھجوا دیا ہو گا) جو کچھ ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہیے۔ میں نے کہا اچھا غلام احمد کو لکھ دو۔ پتا نہ تھا کہ مرزا غلام نے اسی وقت قلم دوات لے کر خط لکھ دیا (تیر نشانے پر لگا۔ مبارک ہو۔ ناقل) اور اس کے آٹھ دن بعد تمہارے ابا دہلی پہنچ گئے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم، صفحہ 110-111 مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

میرنا صرنواب کے دہلی جانے کے وقت سے لے کر شادی کی ہاں ہونے تک درمیانی وقت میں مرزا قادیانی کے دل پر غم فراق کے آرے چلتے رہے۔ اس کی آنکھیں نصرت جہاں کو دیکھنے کے لئے لگی رہیں اور تپ بھر میں اس کا دماغ ابلتا رہا۔ اس کے دن انگاروں پر اور راتیں کانٹوں پر بسر ہوتی تھیں۔ وہ کس کرب، درد و سوز کے ساتھ چلاتا تھا۔ اس کیفیت کا پتہ ہمیں خود قادیانی ہی بتاتے ہیں۔

حوالہ پیش خدمت ہے۔

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح (مرزا قادیانی) موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے۔ جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نو جوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے۔ جسے میں جانتا ہوں۔ بعض شعر بطور نمونہ درج ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا ایسے پیار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

سب کوئی خداوند بنا دے کسی صورت سے وہ صورت دیکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت روئے ہیں اب ہم کو ہشا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سز کی ہوش ہے تم کو نہ پاکی سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا
میری دوسو یوں سے بے خبر ہو میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 232-233 مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

بچپن سالہ دولہا اٹھارہ سالہ دلہن کو لینے کے لئے دہلی پہنچ گیا۔ بارہ رات میں مرزا قادیانی کے قریب ہندو دوست بھی شامل تھے۔ نکاح ہوا مرزا قادیانی اٹھارہ سالہ دلہن کو چمک چمک کرتی گاڑی میں بٹھا قادیان لے آیا۔ والدین نے بیٹی کے ساتھ ایک عورت کو بھی بھیجا۔ قادیان پہنچ کر نصرت جہاں بیگم اور اداس اور گھبرائی رہنے لگی۔ وہ دیدے کھول کھول کر فضاؤں میں گھورتی رہتی اور کبھی کبھی ان اداس

نے مونے اور گرم گرم آنسو گر کر اس کے کپڑوں میں پھیل جاتے۔ وہ آنسو بھری سرخ آنکھیں کھول کر فضاؤں میں گھورنے لگتی گویا اڑ کر دہلی جانا چاہتی ہو۔ دل کا غم قلم کے ذریعے کاغذ پر پھیل گیا نصرت جہاں بیگم نے اپنے والدین کو اپنی دلی کیفیات بیان کرتے ہوئے خط لکھے۔ جس کی گواہی ان الفاظ میں دیتی ہے۔

”اب تمہاری اماں قادیان آئیں تو یہاں سے ان کے خط گئے کہ میں سخت گھبرائی ہوئی ہوں اور شاید میں اس غم اور گھبراہٹ سے مر جاؤں گی۔ چنانچہ ان خطوں کی وجہ سے امارے خاندان کے لوگوں کو اور بھی اعتراض کا موقع مل گیا اور بعض نے کہا کہ اگر آدمی لپک تھا تو اس نیکی کی وجہ سے لڑکی کی عمر کیوں خراب کی۔ اس پر ہم لوگ بھی کچھ گھبرائے اور رخصتانہ کے ایک مہینہ کے بعد میر صاحب قادیان آ کر تمہاری ماں کو لے گئے۔ جب وہ دہلی پہنچیں تو میں نے اس عورت سے پوچھا جس کو میں نے دلی سے ساتھ بھیجا تھا کہ لڑکی کیسی رہی؟ اس عورت نے تمہارے ابا کی بہت تعریف کی اور کہا لڑکی یونہی شروع شروع میں اجنبیت کی وجہ سے گھبرا گئی ہوگی ورنہ مرزا صاحب نے تو ان کو بہت ہی اچھی طرح سے رکھا ہے اور وہ بہت اچھے آدمی ہیں اور تمہاری اماں نے بھی کہا کہ مجھے انہوں نے بڑے آرام کے ساتھ رکھا مگر میں یونہی گھبرا گئی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد واپس ہمارے پاس آ گئیں۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 111-112، مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی) اس مندرجہ بالا بیان کو پڑھ کر ذہن میں بہت سے سوال ابھرتے ہیں۔

نصرت جہاں بیگم اداس اداس اور پریشان پریشان رہی؟

نصرت جہاں بیگم کیوں گھبراہٹ سے مری جا رہی تھی؟

تھوڑے دنوں کے بعد نصرت جہاں بیگم کا گھبراہٹ کیسے خوشی سے جھوم اٹھا؟

اب ہم ذہنوں پر زور دے کر ان سوالوں کے جوابات تلاش کرتے ہیں تو خود مرزا قادیانی ہی

ان تمام سوالوں کا جواب دے دیتا ہے۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

”اس شادی کے وقت مجھے یہ ابتلاء پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دوسری چیزیں یعنی ذیابیطس اور دوسرے مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات مجھے تنگی قلب

بھی ہوتا تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کا عدم تھی۔ (دہلی کیا لینے گئے تھے۔ ناقل)
اور پیرانہ سالی کے رنگ میری زندگی تھی۔ غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الہی
سے دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے الہام سے دو آیتیں بتائیں اور میں نے
کشفی طور پر یہ دیکھا کہ ایک فرشتہ (حکیم نور الدین۔ ناقل) وہ دوائیں میرے منہ میں
ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی
کہ میں نے یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دیا
میں مل سکتی ہے وہ بھی دی گئی۔۔۔۔۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ
کی طرح تھا اور اپنے آپ کو خدا واد طاقت میں پچاس مردوں کے قائم مقام پایا۔“

(تزیان القلوب صفحہ 67-68 مصنفہ مرزا قادیانی)
واہ رے بھگتو! بیوی تو اس راز کو چھپاتی رہی اور تو نے ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی۔ دوائیں
سہارے اور دوستوں کے تعاون سے مرزا قادیانی کا گھر پرانی سائیکل کی طرح چوں چوں اور کھڑکھڑ
چل تو پڑا لیکن نصرت جہاں بیگم نے گھر کے ہر میدان میں مرزا قادیانی کو شکست فاش دیتے ہوئے
نصرت کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ گھر میں مرزا قادیانی کی حالت اس تانگے کے سریل گھوڑے کی طرح
تھی جس پر آٹھ سواریاں لدی ہوں اور وہ سخت گرمی میں پسینے میں شرابور، چابک کھاتا اور منہ سے ہمارے
نکالتا ہوا کھنڈے دار سڑک پر پٹالہ سے قادیان جا رہا ہو۔

قبر میں مرزا قادیانی باؤلا کتا

حضرت مولانا مہتاب شیر محمد صاحب شرق پورٹی نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور
دیکھا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤلے کتے کی ہے، اور باؤلے پن کا اس پر دور
پڑا ہوا ہے، اس کا منہ دم کی طرف ہے، بھونک رہا ہے اور گول چکر کاٹ رہا ہے،
سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ اس کشف کا فقیر نے
ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا، فوراً تڑپ اٹھے، فرمایا: ”خدا گواہ ہے واقعاً یہ بات
معلوم ہوتی ہے، واقعاً مرزا کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے!“

امام احمد فاروقی
(امام احمد غوثیہ چوہان روڈ لاہور)

مرزا قادیانی ایک بین الاقوامی بے حیاء

حیاء اور اسلام:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال و مزین کیا ہے۔ ان
خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی شرم و حیاء ہے۔
شرعی نقطہ نظر سے شرم و حیاء اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں
کو چھوڑ کر رہتا ہے۔

دین اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے تاکہ مومن باحیاء بن کر معاشرے میں امن و
آرامی لانے کا ذریعہ بنے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا
تھا کہ وہ شرم نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے سنا تو ارشاد فرمایا۔

(فان الحیاء من الایمان (متفق علیہ، مشکوٰۃ باب الرفق والحياء)

پس حیاء ایمان کا جز ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الحیاء لا یأتی الا بخیر (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

حیاء خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔

گو کہ انسان جس قدر باحیاء ہوگا اتنا ہی اس میں خیر و عافیت اور عرفان حق بڑھتا جائے گا۔ حیاء ان
خیرات میں سے ہے جس کی وجہ سے انسان دارين میں عظمت و فضیلت حاصل کرتا ہے۔
امام اہل بیت، خاتم الرسل، مولائے کل، ہادی عالم ﷺ نے فرمایا۔

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار

(رواہ احمد و الترمذی، مشکوٰۃ 431)

”حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جفاء حیاء ہے اور جفاء جہنم میں جانے کا سبب ہے۔“

حیاء کی وجہ سے انسان کے قول و فعل میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے باحیاء انسان مخلوق کی بھی پرکشش بن جاتا ہے۔ پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے آئی تو چال ڈھال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا پسند آیا کہ قرآن میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و جاء ته احلاهما تمشی علی استحياء (القصص، پارہ 20، آیت 25)

”آئی ان کے پاس ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی۔“ سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیاء انسان کی رفتار و گفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اس کا مقبول و محبوب ہوگا۔ لہذا جو شخص حیاء جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں محروم القسم ہے ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ”جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کر۔“

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیاء انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا اس کی زندگی شتر ہے طرح ہوتی ہے۔

حیاء ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ حیاء اور پاکدامنی لازم و ملزوم ہیں ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

بے حیائی اور مرزا قادیانی:

قادیانی مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ حالانکہ ایک نبی اور رسول صفت تو بہت دور کی بات، اس مردود میں ایک شریف انسان والی صفات بھی نہیں پائی جاتی تھیں۔ کوئی عیب ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کی ذات میں نہ پایا جائے۔ کوئی ایسا جرم نہیں جو اس بد بخت کوئی ایسی گندگی نہیں جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ کوئی ایسی برائی نہیں جس سے یہ خالی ہو۔ ہم یہاں مرزا قادیانی کی صرف بے حیائی کا ذکر کریں گے۔ اگر کسی قادیانی میں ذرہ بھر کی

اللہ انشاء اللہ مرزا قادیانی کے بے حیاء کردار کا مطالعہ کرنے کے بعد (جو آئندہ صفحات میں بحوالہ الہی کتب کے یہاں درج کئے جا رہے ہیں) یقیناً اسلام قبول کرے گا۔

مرزائیوں کی شہرہ آفاق کتاب سیرۃ المہدی 1935ء جو مرزائیہ کتاب گھر قادیان نے شائع کی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے حالات زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیرت المہدی کے دواہم مضبوط مشہور زمانہ راوی ہیں ایک مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم (اس کی ماما) دوسرا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے بیٹا مرزا قادیانی۔ یقیناً ان دونوں شخصیات کی مرزا قادیانی کے بارے میں بیان کردہ روایات قادیانیوں کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

غیرتی و بے حیائی:

مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”راوی ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ (مرزائی امت کی ماما) نصرت جہاں بیگم نے ایک دن سنایا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ہاں ایک بوڑھی عورت ملازمہ مساعہ بھانوتھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ مرزا قادیانی کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دہائی تھی اس لئے اسے یہ پتا نہ لگا کہ جس چیز کو میں دباری ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی۔ ہاں جی تدے تے تہاڑی ٹان لکڑی واگر ہویاں ہویاں ایں۔ یعنی جی ہاں اسی لئے تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔“

(سیرت المہدی، از مرزا بشیر احمد قادیانی، جلد دوم، صفحہ 210)

قارئین کرام! کوئی غیرت مند مرد غیرت مند عورت کے ساتھ رات نہیں گزارتا، غیرت مند عورت کسی شخص کے ساتھ رات بسر نہیں کرتی۔ اس لئے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

”جب کوئی مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔“

جب دواجنبی مرد و عورت کہیں خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے۔ جو ان کے جنسی جذبات کو برکراہیت کر تا رہتا ہے یہاں تک کہ ان پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ الہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لہذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں یکجا ہونے کا منع کرنے والے دوکے شیطان تمہارے درمیان آجائے اور تمہیں برائی کے راستے میں لگا دے تنہائی میں اپنے ساتھ خلوت اختیار کرنے کو منع فرما دیا اس ایک بہت بڑے فتنے کا اندیشہ ہے اور شیطان مردود ہونے کے ساتھ ہے نفس پر مسلط ہے۔ ایسے وقت میں شیطان لعین بد صورتی کو بھی خوبصورت شکل میں پیش کرے اور جب شہوت غالب آئے اور جنسی ہیجان میں ابھار پیدا ہو جائے تو پھر صورت کو نہیں دیکھا جائے۔ جذبات کو تسکین پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔

اس روایت کے مطابق مرزا قادیانی اُس کی بیوی نصرت جہاں بیگم، بیٹا بشیر، بھانویہ وغیرہ بے حیا، بے شرم تھے کوئی غیرت مند عورت، غیر عورت کو خلوت میں اپنے خاندان کے ساتھ نہ کرتی۔ عجیب بات یہ ہے کہ خدمت کا وقت بھی خاص رات کا، خاندان بھی خاص بھانویہ، جسم کا خاص نیچے والا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا گھر بے حیائی کا مرکز تھا۔

بوڑھی عورت کی خدمت کرنی چاہیے اہل اسلام کے بے شمار واقعات شاہد ہیں بوڑھوں کی خدمت پر، لیکن مرزا قادیانی وہ بے رحم، بے ضمیر شخص تھا جو بوڑھی عورت سے رات کو ناگھنٹیں دوایا کرتا تھا۔ کہ گھر میں جوان لڑکے موجود، بیوی موجود، نوکر موجود، پھر غیر عورت کے ساتھ رات بسر کرنا۔ پھر کی تنہائی میں یہ کہنا کہ بھانویہ آج تیری حس کمزور ہو رہی ہے۔ ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ یہ جملہ "حس کمزور ہو رہی ہے" کس قدر مرزا قادیانی کی ذہنی آوارگی پر دلالت کر رہا ہے۔

پھر بھانویہ نے سامنے سے اور لطیفہ کر دیا۔ وہ لطیفہ اس عبارت سے واضح ہو چکا ہے عقل مند لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

آئیے قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید سے سوال کرتے ہیں کہ اس گندے کردار کے مرد اور عورتوں کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

”گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔“ کیا یہ سیرۃ المہدی ہے؟ نہیں یہ سیرت شیطان مرزا قادیانی ہے۔ نامحرم عورت کے ساتھ طہر حرام ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار ختم نبوت کی سیرت پڑھیں۔

پیکر شرم و حیا و محبوب کبریا امام الارض و السماء خاتم الانبیاء علیہ الخیر و النعماء کا غیر عورتوں کے رو بہ معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود۔ بخاری شریف میں ہے

”سیدہ طیبہ عقیقہ، عائشہ الصدیقہ صلوٰہ اللہ علیہا فرماتی ہیں جو مسلمان عورتیں سیدنا نبی کریم ﷺ کے پاس ہجرت کے بعد بیعت کے لئے آتی تھیں تو آپ ﷺ زبانی فرماتے

میں نے تم سے بیعت کی یہ نہیں کہ آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوں۔ قسم خدا کی آپ ﷺ نے کبھی بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔

یہ ہے سیرت امام المعصومین خاتم النبیین ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا حالہ لیں۔ آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کی زندگی نبی کریم ﷺ کی مبارک برکت والی زندگی کا عکس ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کا یہ کمال ہے کہ دشمن اعظم بھی آپ ﷺ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے

”ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ (ﷺ) کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملائے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں۔ اور بیعت کر لینے کے لئے آتی تھیں۔ بلکہ دور ہٹا کر صرف زبانی تلقین کرتے تھے۔“

(نور القرآن نمبر، صفحہ 74۔ روحانی خزائن صفحہ 449، جلد 9، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) مرزا قادیانی کی بے حیائی کے بارے میں مزید سنئے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے۔

”بیان کیا نور الدین خلیفہ اول نے کہا کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی مرزا قادیانی بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹھہرے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ مرزا قادیانی

سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم خود مرزا قادیانی کے پاس گیا اور کہا کہ اے مرزا قادیانی لوگ بہت ہیں بیوی کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے

بعد مولوی عبدالکریم سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟“

(سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ 63)

اندازہ کیجئے کہ وہی بھی شریعت کا محافظ و پھرے دار ہوتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی جو بڑے بڑے علماء و دعوے کرنے والا تھا۔ یہ شریعت کا کتنا بڑا قاتل تھا۔

کوئی بھی غیرت مند اپنی بیوی کے لئے بڑی غیرت کا جذبہ رکھتا ہے۔ یہاں چھوٹے چیلوں کو تو دل آیا۔ لیکن مرزا قادیانی کو غیرت نہ آئی۔ ہوتی غیرت تو آتی۔ نہ اسے اپنی عورتوں پر غیرت نصیب

ہوئی نہ دوسری عورتوں پر اس لئے تو دنیا کہتی ہے ”مرزا قادیانی بین الاقوامی بے حیاء تھا۔“ یہاں خاص بات یہ کہ ساری مرزائی امت مرزائی بیوی کو ماما جان کہتے ہیں۔ لیکن نور الدین بیوی صاحبہ کہہ کر ہاتھ کرتا ہے۔ مرزا قادیانی بھی بیوی صاحبہ کہہ کر ہاتھ کرتا ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ تیسرا یہ کہ مرزا قادیانی کتنی بے غیرتی کے ساتھ بکواس کر رہا ہے۔ جاؤ جی میں ایسے پردے کا کمال نہیں ہوں۔ واضح طور پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کا انکار ہے۔

خدا مرد، مرزا عورت:

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیاء ہونے پر ایک ایسا حوالہ سنئے جو آپ نے پہلے کبھی سنا ہوگا، نہ سنیں گے۔ اتنا بڑا اللہ کا گستاخ بے ادب نہ پیدا ہوا نہ ہوگا۔ جتنا بڑا مرزا قادیانی اللہ و خدا کا شریک کا گستاخ تھا۔ محبت باری تعالیٰ میں محو ہو کر یہ واقعہ پڑھیں اور اس بے غیرتی کو ختم کرنے کے اپنی تمام تر توانائیاں دے کر لائیے۔

مرزا قادیانی کا قریبی مرید قاضی یار محمد لکھتا ہے کہ

مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر کی ہے کہ

”کشف کی حالت مرزا قادیانی پر اس طرح طاری ہوئی گویا مرزا قادیانی عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی 12 ٹریکٹ نمبر 34، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی)

مرزا کے مرید کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے اپنی حالت یہ ظاہر کی کہ گویا مرزا قادیانی عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ وہ حالت کیسی ہوگی؟ جو مرید نے دیکھی تھی۔ وہ حالت کوئی مرزائی جمع میں بنا کر دکھا دے تو ہم اسے انعام دیں گے۔

اصل میں مرزا قادیانی کے پاس شیطان آیا تھا جس نے اُسے بہلا پھسلا کر اُس سے یہ فعل اور مرزا سمجھا کہ شاید یہ خدا ہے۔

مرزا ایو! کسی ہسپتال سے مرزا قادیانی کے دماغ کا علاج ہی کر لیا ہوتا تو شاید یہ باتیں نہ کرتا۔ یہ رسوائیاں نہ ہوتیں۔ ہمیں اب مرزا پر آنے والی شیطانی، انگریزی وحی کی سمجھ آئی ”Love You“ (تذکرہ)

وحی بھی انگریزی اور لانے والا ٹیپی ٹیپی بھی انگریزی، تہذیب بھی انگریزی، اطاعت بھی انگریزی، اسی لئے تو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں تحریر کیا ہے کہ ”اسلام کے“

ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا۔ دوسرا حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا۔“ کسی مرزائی میں یہ جرأت و ہمت ہے کہ قرآن سے اس آیت کی نشاندہی کر دے۔ جس آیت میں یہ حکم ہے کہ حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا یہ اسلام کا دوسرا حصہ ہے۔ یقیناً یہ حکم نہیں بلکہ اس کے برعکس حکم ہے لیکن مرزا قادیانی کی بات غیث ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن وحدیث کا نام لیتا۔

ننگی عورت اور مرزا ایک کمرے میں:

مرزا قادیانی کا قریبی مرید مفتی محمد صادق لکھتا ہے۔

”مرزا قادیانی کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔

ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں مرزا قادیانی بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام

کرتا تھا۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں

اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ مرزا قادیانی اپنے کام تحریر میں مصروف

رہا اور کچھ خیال نہ آیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو اتفاقاً ایک اور خادمہ آنکلی۔ اس

نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ مرزا قادیانی کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو

نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا ”ابھو کجھ دیدالے“۔ یعنی اسے کیا دکھائی

دیتا ہے۔“ (ذکر حبیب، مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 38-39)

چند اہم باتیں:

مرزا قادیانی اور ایک غیر عورت ننگی حالت میں دونوں ایک کمرہ میں موجود تھے۔

دوسری خادمہ اتفاقاً دھرا گئی جس نے دونوں اشخاص یعنی مرزا اور غیر عورت کو ایک کمرہ میں پایا۔

اوپر سے آنے والی خادمہ نے اُس ننگی عورت کو کہا کہ تو تمام کپڑے اتار کر مرزا کے کمرہ میں اور

موجودگی کی حالت میں نہا رہی تھی۔ تجھے شرم نہیں آئی کہ مرزا کے کمرہ میں اور اس کی موجودگی

کی حالت میں اور پھر تمام کپڑے اتار کر اس کے بالکل سامنے نہا رہی ہے یہ تو نے کیا کیا؟

اس نے ہنس کر جواب دیا کہ مرزا قادیانی کو نظر ہی کم آتا ہے۔ یعنی کوئی چیز اُس کو نظر آتی ہی نہیں۔

وہ عورت مرزا قادیانی کے کمرہ میں کیوں نہا رہی تھی؟ ناپاک مرزا قادیانی اس کو شاید مزید

ناپاک کر رہا ہوگا اس کے سوا اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی نے یہاں پر بے حیائی کی مثال قائم کر دی ہے۔ اس سے بڑی بے حیائی کیا ہو

سکتی ہے۔

مرزا کی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ دیوانی تھی اس لئے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

1: تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ دیوانی تھی تو مرزا قادیانی تو دیوانہ نہ تھا وہ باہر آ جاتا۔ یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ دونوں ہی دیوانے تھے۔

2: اس عورت کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ آخر وہ کتاب لکھ رہا تھا اس کی لکھائی نظر آرہی تھی تو وہ عورت کیوں نظر نہیں آ سکتی؟ اس عورت کا کمرے میں آنا قدموں کی آواز آتا، اپنے کپڑے اتارنا، نلکے کھولنے کی آواز آتا، پانی گرنے کی آواز آتا، مرزا قادیانی کانوں سے بھی محروم تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا؟

قارئین کرام! یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار اور یہ ہے اس دجال کا گندہ کریم کہ ایک شرابی، انفس انسان ایسے گندے کریم کہ شریف انفس بھی نہیں کہہ سکتا، کجا کہ اسے نبی اور رسول کہا جائے۔ خدا تعالیٰ مرزائیوں کو ہدایت دے کہ کتنے گندے کریم کہ شریف انفس کو انہوں نے نبی سمجھ لیا ہے۔ نبی علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ ”تیس (30) بڑے کذاب اور دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ وہ صاف جھوٹے ہونگے۔“

یہ حدیث نبی علیہ السلام سے تو اتر کے ساتھ منقول ہے یہ قادیانی نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کو تو نہیں مانتے مگر زانی شرابی، گندے کریم اور مرگی والے شخص کو نبی مان کر بہت خوش ہیں۔ معلوم نہیں اس میں ان کو ملامت کیا آ رہا ہے؟ عذاب جہنم پر کیوں صابر ہیں؟ مگر اصل میں شیطان نے ان کو پھنسا ہوا ہے۔ اب خدا تعالیٰ ہی رحم فرمائے تو ہدایت پاسکتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے لئے محنت بھی کریں اور دعا بھی کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ یہی اصل ہمدردی ہے۔

خادمہ زینب کی رات کو خدمت مرزا:

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب مرزا قادیانی کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت

میں مجھے نہ نیند نہ غودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی ہوتی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوئم، صفحہ 273، روایت نمبر 910)
اس کے علاوہ ایک اور نوجوان لڑکی عائشہ مرزا کے پاؤں دباتی تھی اس کے متعلق لکھا ہے۔
”مرزا قادیانی کو مرحومہ عائشہ کی خدمت (پاؤں دبانے) بہت پسند تھی۔“

(الفضل 20 مارچ، 1928ء)
ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ مرزا قادیانی کا محبوب مشغلہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزارنا اور اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی اتنا بڑا بے حیا تھا کہ اس کی محفل صحبت میں جو بھی آتا بے حیائی کا سامنا جاتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی حقیقت میں ابلیس تھا۔

چونکہ یہ طبقہ حیا سے عاری ہے ان کی اصل نسل میں حیا نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کہ بچا بچہ اور عورتیں والا ہوتا ہے۔ اور اپنی امت میں بھی حیا پیدا کرتا ہے اور جھوٹا مدعی نبوت خود بھی بے حیا ہوتا ہے اور اپنی امت میں بھی بے حیائی پیدا کرتا ہے۔

ہوں بشر کی جائے نفرت:

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیا ہونے پر اس کا مشہور زمانہ شعر جس میں اس نے اپنی حقیقت بیان کیا ہے۔ اگر اس حقیقت کو موجودہ مرزائی تسلیم کر لیں تو جھگڑا ہی ختم ہو سکتا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درشمن، مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ)
مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں آدم کی اولاد سے نہیں ہوں۔ میں مرزائیوں سے سوال کرتا ہوں کہ آدم کی اولاد سے نہیں تو کس کی اولاد ہے؟ شاید یہ شیطان کی اولاد ہوگا۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی اولاد سے نہیں تو نبی کیسے بنا۔ اگر یہ آدم کی اولاد سے ہے تو اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اور آدم کے لئے والا کذاب یا دجال تو ہو سکتا ہے مگر نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس کا ایک بھی جھوٹ ثابت ہو تو اس کا خدا کی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں۔

ملیفہ:

مرزا قادیانی کے یہ الفاظ ”ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار“ خاص طور پر قابل غور

ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں انسان کی وہ جگہ ہوں جس سے انسان نفرت اور شرم کرتا ہے اب اس تشریح اور نام مرزا کی خود ہی بتا دیں کہ وہ بدن انسانی میں سے کونسا مقام ہے؟ جو مرزا قادیانی نے لقب اپنے لئے خود پسند کیا ہے۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

آخر میں میں تمام مرزائیوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ ایسے کذاب جھوٹے اور کھوکھلے انسان کو جس نے بے شمار جھوٹ بولے ہوں جس نے انبیاء کو صریح گالیاں دی ہوں جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ غبی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گوہ کے ڈھیر سے معاذ اللہ تشبیہ دی ہو۔ جس نے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسا رکھا اور عورتوں کو کلتیا سے بدتر کہا ہو۔ جس نے اُمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکاروں کی اور حرامی کہا ہو۔ جس نے اللہ کے قرآن کو اپنے منہ کی باتیں کہا ہو۔ جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو جس نے آسمانوں کو اور انسان کو بھی خود پیدا کرنے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے عورت ہونے کا دعویٰ کیا ہو، جس بے وقوف انسان نے میں سے میں پیدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جو اپنی پیشگوئیوں میں بھی صریح جھوٹا ثابت ہوا ہو۔ جس نے سرتاج انبیاء امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے اللہ کے پیغمبر کی صریح توہین کی ہو۔ جس نے علماء اسلام کو گالیاں دی ہوں اور علماء کو حرامی لکھا ہو، جس کا کریکٹر ہی ایسا گندہ ہو کہ جو شریف انسان بھی ثابت نہ ہو سکے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا ہو۔ ایسے بد بخت، بد قول گستاخ، بد تمیز اور کذاب شخص کو چھوڑ دیں اور امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں۔ قیامت کے دن ذلیل و رسوا نہ ہوں اور دائمی جہنم سے بچ جائیں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا

سب سے پہلی بشارت:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ فرما رہے تھے کہ آپ کو یمن سے اسوہ غسی کے قتل کی تفصیلات پر مشتمل بشارت پہنچی۔ اس لحاظ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلی جو غیر ملکی بشارت سنائی گئی وہ جھوٹے مدعی نبوت اسوہ غسی کے قتل کی تھی۔

مقام بہار میجر امیر افضل خان کی گراں بہا تصنیف

قادیانیوں کی پوشیدہ سازشیں۔۔۔ بے نقاب

”تا شہد کے اصل راز اور قادیانیوں کی سازشیں“ سے ماخوذ

ہائڈری کیشن میں قائد اعظم نے سر ظفر اللہ خان کو کیوں وکیل مقرر کیا۔ اس بارے میں ہمیں جو معلوم ہو سکا۔ وہ یہ تھا کہ قائد اعظم جانتے تھے کہ قادیانیوں اور انگریزوں میں گڑھی چھتی تھی۔ ان کے پروردہ تھے اور سب سے زیادہ چہیتے۔ گورداسپور میں ویسے بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور قائد اعظم یقین کرنا چاہتے تھے کہ قادیان کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع پاکستان کو مل جائے گا اور ان کی ہماری مسلم اکثریت والی ریاست بھی ہماری جھولی میں ہوگی اور اگر مہاراجہ ہری سنگھ کو عقل نہ آئی تو مسلمان مجاہد اس پر قبضہ کر لیں گے۔

قائد اعظم کو البتہ زیادہ فکر حیدر آباد کی تھی اور کشمیر کو پاکستان کے ساتھ ملانے کے بعد وہ سارا زور آباد کو بچانے اور جنوب بھارت میں اس ریاست کو مسلمانوں کی جائے پناہ بنانا چاہتے تھے۔ ان کے دو چوٹی کے لیڈروں یعنی نہرو اور ٹنیل میں کشمیر اور حیدر آباد پر ہر حالت میں قبضہ کرنا چاہتا تھا اس سلسلے میں اگر کشمیر پاکستان کو دینا پڑ جاتا تو اسے چنداں پرواہ نہ تھی۔ لیکن نہرو جو کشمیری برہمن تھا، اور حالات میں کشمیر کو بھارت کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔ جنرل نوابزادہ شیر علی پاکستان آنے سے پہلے سردار گل سے ملے تو ٹنیل نے انہیں کہا تھا کہ ”اپنے بادشاہ سلامت“ کو گزارش کرنا کہ وہ حیدر آباد اور کشمیر کے بارے میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کریں۔ بہر حال اس معاملے پر زبانا روشنی جنرل شیر علی خود ہی اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن ہم مات کھا گئے۔ نہ کشمیر ملا نہ حیدر آباد کو بچا سکے۔ لیکن شاید اس وقت قائد اعظم ان لوگوں اور قادیانیوں کی سازش کو نہ سمجھ سکے۔ قادیان جو پاکستان کو نہ ملا اور قادیانی ”مظلوم“ بن کر پاکستان میں داخل ہوئے تو قائد کو ظفر اللہ پر کوئی شک نہ گزرا اور اسی وجہ سے انہوں نے ظفر اللہ کو پہلے اسی میں کشمیر کا مقدمہ لڑنے کے لئے وکیل بنایا اور بعد میں وزیر خارجہ بھی، جس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔ گو ظفر اللہ نے لمبی اور بے معنی تقریریں کر کے جان بوجھ کر کشمیر کا مقدمہ خراب کیا لیکن اس وقت اس طریق کار کو نہ سمجھ سکے۔ (صفحہ 25، 26)

قادیانیوں کے مقاصد اور سازش:

قادیانیوں نے بھی باؤنڈری کمیشن کے سامنے جس کا سربراہ ریڈ کلف تھا، سکھوں کی طرح ایک لڑنے کی درخواست دی اور ظفر اللہ کو کیل بنایا اور یہ بات اس زمانے میں ہی سامنے آگئی تھی کہ قادیانیوں نے اپنے آپ کو باقی مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا تھا اور اس علاقے میں خصوصی مراعات مانگیں۔ قادیانیوں پوزیشن بابائے روم کی دینی کن سٹی کی طرح ہونی چاہئے۔ اس سے مسلمانوں کا کیس کمزور ہوا اور قادیانیوں سمیت ضلع گورداسپور کا زیادہ علاقہ بھارت کا حصہ بن گیا۔

یہ ایک سازش تھی۔ اگر قادیان پاکستان کا حصہ بن جاتا اور کشمیر بھی پاکستان کو مل جاتا تو قادیانیوں کے خلاف جو تحریک 1953ء میں شروع ہوئی تھی، وہی تحریک 1947ء یا زیادہ سے زیادہ 1948ء میں شروع ہو جاتی جو مذہبی مسلمان تحریک پاکستان سے علیحدہ ہونے کے باعث نیچے چلے گئے تھے۔ ان کے لئے اوپر آنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف قادیانیوں کو ختم کرنے کی تحریک چلاتے بلکہ قادیانیوں کو ختم کرنے کے لئے کوشش کرتے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنائے جانے اور اسلام کے نظریے قائم ہونے والے ملک میں کسی جھوٹے نبی کا مرکز نہیں ہو سکتا۔

سازش یا ”جوڑ“ یہ تھی کہ قادیانی مظلوم بن کر پاکستان میں داخل ہوں حالانکہ مشرقی پنجاب قادیانیوں کا بال بھی بیگانہ ہوا۔ مرزا غلام احمد کا پوتا، میجر داؤد، میجر وحید حیدر اور میجر صفدر بیگ وغیرہ قادیانیوں کو بحفاظت مشرقی پنجاب سے نکال رہے تھے۔ پھر بریگیڈ نیر ایوب کی جگہ بھی قادیانیوں کو بریگیڈ نیر نذر آ گیا۔ سیالکوٹ کا پہلا ڈپٹی کمشنر مرزا غلام احمد کا پوتا ایم ایم احمد تھا۔ لاہور میں بھی قادیانی افسر بے دین لوگ اور قادیانیوں کے دوست ان کی ”بحالی“ کے کام پر لگے ہوئے تھے۔ ظفر اللہ کے قصبہ ڈسکہ میں قادیانیوں کا ایک مرکز قائم تھا جہاں سے ہدایات موصول ہوتی تھیں کہ کس قادیانی کہاں بھیجا جائے اور اس طرح ”مظلوم قادیانی“ پنجاب پر چھا گئے اور بعد میں جھوٹے نبی کا ایک مرکز ربوہ میں بھی بنا لیا گیا۔ قادیانیوں کے مرکز کو قادیان سے نکالنے کے لئے تین دفعہ سوسوفروں کا کارواں فوج کی حفاظت میں قادیان بھیجا گیا۔ سب خیریت سے ”مظلوم“ بن کر پاکستان آ گئے۔ 1953ء تک ان کے خلاف کوئی تحریک نہ چل سکی۔ لیکن جب تحریک چلی تو ان کا ہمدرد جسٹس منیر احمد تھا۔ (صفحہ 21-27)

آدم خان:

آدم خان بس گزارہ ہی تھے۔ ان کے کافی نمبر کاٹ دیئے گئے اور بمشکل کڑل بنے۔ بہر حال

پہلے نشان حیدر سرور شہید کی ان کے ماتحت بہادری اور پھر ان کی قادیانی بیوی کی کوششوں نے ان کی کنبلی کے چند ماہ بعد میجر جنرل بنادیا۔ ان کا لہجہ سخت کلامی تھا۔ ہر اچھے اور قابل افسر کے پیچھے پڑ جاتے تھے تاکہ اپنی خامیوں کو چھپائیں۔ (صفحہ 35)

سیالکوٹ میں قادیانیوں کی سازش:

یہ وکرام کے مطابق سرحد کے مجاہدین بروقت مظفر آباد کے علاقوں میں داخل ہو کر سری نگر کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے جس کی تفصیل آگے چل کر آئے گی لیکن سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر ایم ایم احمد مجاہدین کو جوں کی طرف نہ جانے دیا۔

خان قیوم کھلی مجلسوں میں سینکڑوں دفعہ کہہ چکے تھے کہ جب سرحد کے مجاہدین وادی کشمیر میں داخل ہوئے تو پنجاب کے مجاہدین کو حکومت نے روک لیا اور نواب ممدوٹ نے 1954ء میں ریل کے ایک سفر کے دوران راقم کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ ایسا لیاقت علی کے حکم پر کیا گیا تھا بلکہ اس کے دو وزیر ممتاز دولتانہ اور قادیانیوں کی لیاقت علی کے ہم خیال تھے۔

یہ کچھ تو بڑی سطح پر تھا بلکہ اس زمانے میں سیالکوٹ سے فریئر فورس رجمنٹ کو نکال کر ایبٹ آباد لایا گیا اور اس کی جگہ انبالہ سے 15 پنجاب رجمنٹ کو لانے میں دیر کر دی گئی کہ سیالکوٹ چھاؤنی میں سلطان فوجی صرف 16 پنجاب کے تھے اور اس رجمنٹ کے ہندوؤں اور سکھوں کو جان بوجھ کر سیالکوٹ میں رکھا گیا اور اکتوبر، نومبر 1947ء میں بھارت بھیجا گیا۔ یہ لوگ اپنی رائفلیں اور بارود گوردوارے کے سامنے ماتحت رکھے ہوئے تھے۔

ادھر ایم ایم احمد اور 16 پنجاب کا کرنل ہو برٹ دونوں مل کر سرحد کی سخت دیکھ بھال کر رہے تھے کہ یہاں سے کشمیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔ آخر اس میں کیا راز تھا۔

راز یہ تھا کہ ہماری فوج کے کئی افسر عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس چیز کو امریکن اور ہندی اخباریں بھی تسلیم کر چکی ہیں کہ پاکستانی فوج میں کئی لوگ عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ اکثر کہتے ہیں اور کچھ اپنے دل میں یہ عزم لئے ہوئے تھے کہ سیالکوٹ محاذ سے آگے پیش قدمی ہوئی تو میرا ہدف قادیان ہوگا کہ اس سے میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خوش ہوں گے اور ہمیں دونوں جہان حاصل ہو جائیں گے۔

راقم اس پہلو کو ذاتی طور پر جانتا ہے اور اگر کسی زمانے میں بھی سیالکوٹ سے بھارت کی طرف قدمی ہوتی تو نہ صرف کشمیر پاکستان کا حصہ بن گیا ہوتا بلکہ قادیان کی بھی اینٹ سے اینٹ بچ گئی

اسلامی تجاویز کا قادیانی سربراہ:

اس وقت تماشہ یہ بنا کہ جی ایچ کیو میں کرنل صفدر بیگ کو اس کام پر لگایا گیا کہ فوج میں اس شخص کے حوالے سے مختلف سوچوں اور تحقیقوں کا خلاصہ تیار کرے۔ صفدر بیگ نہ صرف قادیانی بلکہ مرزا غلام احمد کی ایک بیوی کا رشتہ دار تھا تو اس نے ان تمام تجاویز سے روح محمدی کو نکال کر باہر پسپا کر دیا۔ ایوب خان کے پاس اب وقت نہ تھا کہ ایسی باتوں کی طرف دھیان دے۔ ظفر اللہ کو بھی پاکستان میں رہنے کی ضرورت نہ تھی کہ قادیانی ہر جگہ چھا چکے تھے۔ فوج کا چیف آف جنرل شاف الدین قادیانی تھا جو اسلام کی کوئی بات نہ سننا چاہتا تھا۔ ظفر اللہ اب بیچ بن کر بین الاقوامی دنیا میں جا رہا تھا کہ پاکستان میں سب ”خیریت“ تھی۔ ایوب کو ادھر پراٹھایا جا رہا تھا اور وہ ترکی، یورپ اور امریکہ کا دورہ کر رہا تھا۔ ساتھ سکندر مرزا تھا۔ (صفحہ 92)

ایوب خان کو موقع اچھا ملا:

اس کے مشیروں میں فاروقی کی قسم کے لوگ تھے جو لاہوری قادیانی تھے۔ پھر ایک فضل الرحمن جو ”ماڈرن اسلام“ کا دعویٰ کرتا تھا۔ انگریزوں کے پرانے تنخواہ دار غلام احمد پر دیز جس کا ذکر بلال کے اکرام فکری زبان سے ہو چکا ہے، وہ بھی ایوب خان کا خاص دوست تھا۔ آخری دنوں میں ایک اور سپہ دین الطاف گوہر آگیا تو اسلام کے لحاظ سے ایوب خان کا دور تاریک ترین ہے کہ اہل مغرب مکمل طور پر ہمارے اوپر چھا چکے تھے۔

ہوائیں ان کی، فضا ئیں ان کی، سمندر ان کے، جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ۔

(اقبال) (صفحہ 107)

اختر کی مری میں ایوب خان سے ملاقات:

اختر ملک قادیانی تھا۔ لیکن عام لوگوں کو اس نے اس سلسلہ میں ہمیشہ اندھیرے میں رکھا۔ اور اچھا ایکٹر ہونے کی وجہ سے وہ بھی فوج میں خاصا پاپور تھا۔ بہر حال وہ ایم ایم احمد، مرزا غلام کے پوتے اور حکومت کے مالیاتی سیکرٹری کے ساتھ اکثر ملاقاتیں کرتا تھا اور ایک آدھ دفعہ وہاں پر بھنوکو بھی دیکھا گیا اور ہم جب صدر ہاؤس میں تھے تو ایک دن یہ بات بھی سنی کہ سیکورٹی والوں کو کچھ کاغذات ملے ہیں یا زہا

یہ چلا ہے کہ شاید اختر ملک کسی سازش میں ملوث ہے اور اس کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ لیکن انہی دنوں ایوب خان نے مری جانا تھا اور راقم بھی حفاظتی دستوں کے ساتھ وہاں گیا۔ لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہ تھی کہ جنرل اختر ملک نہ صرف ایوب خان کو آکر صدر ہاؤس ملا اور لمبی کانفرنس ہوئی بلکہ فون کر کے اپنے اہل گھر عطا محمد ملک سے کچھ کاغذات بھی منگوائے اور ایک نقشہ بھی اور حکم بھی دیا کہ مال روڈ کو استعمال کر کے لہار راستہ اختیار نہ کریں۔ قارئین کو معلوم ہو گا کہ گرمیوں کے موسم میں مال روڈ کو صدر بھی استعمال کیا کرتا۔ (صفحہ 120-121)

اختر ملک کی چالاکیاں:

اختر ملک نے جو کچھ کیا اور جنگ کا ہیرو بھی بن گیا۔ اس میں اس کی دوہری شخصیت کی داد دینا پڑتی ہے۔ حالانکہ جنگ کے بعد انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اختر ملک پر مقدمہ چلایا جاتا لیکن مقدمہ کون لے گا؟ ایوب خان، جس کو خود ”دھکا“ دیا گیا تھا اور اس کے بعد اس نے کہا ”میری توبہ“ یا محمد موسیٰ مقدمہ لے گا؟ ایوب خان کے مطابق ”سمجھتا“ کچھ نہ تھا۔ یا پھر بیٹی مقدمہ چلاتا جو خود بھنوکو کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ یہ ہے کہ بھنور اور عزیز احمد کو کچھ نہ کہا گیا۔ (صفحہ 123-124)



مسئلہ۔ اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتی۔ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لے۔ قرآن عظیم کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں۔ ان میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی نہیں۔ وہ سب حق ہیں۔ اس میں امت کے لئے آسانی یہ ہے کہ جس کے لئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے۔ عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے۔ ہمارے ملک میں قرأت عاصم بردایت حفص کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے۔ اور وہ معاذ اللہ غلط ہو گا۔

عقیدہ۔ قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے۔ یوہیں قرآن مجید کی احکاموں نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا۔ (بہار شریعت)

تھالی کا بینگن

آدمی یا گرگٹ:

مرزا لکھتا ہے:

”میرے بزرگ چینی سرحدوں سے پنجاب میں پہنچے“ (مطلب یہ کہ میں چینی نسل کا ہوں) پھر لکھتا ہے:

”میں فارسی ہوں“

”میں قوم کا برلاس مغل ہو“

”میں اگر چہ علوی تو نہیں مگر بنی فاطمہ سے ہوں“

”میری بعض دادیاں سادات میں سے تھیں“

ملاحظہ فرمایا آپ نے مرزا چینی نسل کا تھا، مغل برلاس قوم کا بھی تھا، علوی تو نہیں تھا بنی فاطمہ سے بھی تھا، اور مرزا کی بعض دادیاں سادات سے تھیں۔

اس سے بھی بڑھ کر پر لطف بات مرزا نے یہ لکھی ہے:

”میں بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہوں“

لیجئے اب مرزا انسان سے معجون بن گیا، ابھی کیا ہے آگے آگے دیکھئے، لکھتا ہے کیا:

”میں حسنین سے بہتر ہوں“۔ (استغفر اللہ)

”میں ہی مسیح موعود ہوں“

”مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا“

نوٹ:- احادیث کی روشنی میں عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام دو الگ الگ شخصیات ہیں

مرزا نے ان دونوں شخصیات کو بھی اپنے میں جمع کر لیا، آگے چلیے لکھتا ہے:

”میں پہلے مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہوں“۔ (معاذ اللہ)

”خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا، پھر عیسیٰ رکھا“

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا پہلے مریم تھا، یعنی عورت، پھر عورت سے مرد بنا۔

”خدا نے میرا نام بیت اللہ رکھا“

لیجئے! اب مرزا انسان سے اللہ کا گھر بن گیا۔

”میں حجر اسود ہوں“

پہلے بیت اللہ بنا، پھر حجر اسود بھی بن گیا، مطلب یہ کہ کچھ بننے سے رہ نہ جائے۔ لیکن اس کی یا

اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب میں یہ بات پڑھنے میں نہیں آئی کہ لوگ مرزا کو حجر اسود سمجھ کر بوسہ دیتے تھے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہاں مرزا اور مرزائیوں سے چوک ہو گئی۔ قادیانیوں کو چاہیے تھا کہ روزانہ قادیان کی مسجد

کی کوئی جگہ میں بیٹھ کر مرزا کو بوسہ دیا کرتے۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“

اب معلوم نہیں، یہاں مرزا کی سچے خدا سے کیا مراد ہے، مرزا نے اپنے کچھ نام بھی بتائے ہیں۔ وہ

میں ہیں، کیا کیا ہیں:

”میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں یعقوب ہوں،

میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داود ہوں، میں سلیمان ہوں، میں یحییٰ ہوں، میں

ظل محمد اور احمد ہوں“

آگے چل کر لکھتا ہے:

”یہ تمام نام میرے رکھے گئے“۔ گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے، اب ذرا

ذہن میں لائیں اس کا یہ دعویٰ: میں معجون مرکب ہوں، جب اتنے سب نبی اور رسول ایک

مفصص میں جمع ہو جائیں تو وہ معجون مرکب نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا۔ مرزا نے اس پر بس

نہیں کی، یعنی تمام انبیاء کے نام اپنے اوپر فٹ کرنے کے بعد بھی اس کا اطمینان نہیں ہوا،

آگے چل کر اس نے لکھا:

”میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کی مثل ہوں (یعنی پہلے صرف مثل مسیح بنا

تھا، اب خدا کی مثل بھی بن گیا) میں خدا کا مظہر ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں (یہ اس لیے کہا

کہ عیسائی بھی مرزا سے محروم نہ رہیں) میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں۔ سورہ

اخلاص میں اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، مرزا نے سب کا

کھلا انکار کر دیا ہے۔ مزید کہا: مجھے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی گئی ہے۔

ایک جگہ پر لکھتا ہے:

”میں خدا کا جانشین ہوں، میں خالق ہوں، میں خدا ہوں، میں ردّ گو پال ہوں (ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے) ردّ گو پال کو ردّ گو پال بھی کہتے ہیں، اس کا نام بھی مجھے دیا گیا“ میں کرشن ہوں۔“

”میں آریوں کا بادشاہ ہوں“

”امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں“۔ (یہاں سکھوں کو خوش کیا گیا)

”میں کرم خاکی ہوں“۔ (یعنی خاک کا کیڑا ہوں)

غرض مرزا نے اپنے ننانوے کے قریب نام گوائے ہیں، وہ محض صفاتی نام نہیں مختلف اشخاص مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ تھا کہ اب مرزائی بتائیں، مرزا کیا تھا، کون تھا، کیا نہیں تھا اور کون نہیں تھا۔

مرزا کو عجیب و غریب الہامات بھی ہوتے تھے اور کشف بھی ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ مرزا کا دعویٰ ہے مجھے الہامات ہوتے ہیں اور کشف بھی، چنانچہ اس کا ایک الہام بھی لگے ہاتھوں سن لیں، لکھتا ہے:

”میں نے ایک مرتبہ خدا کو دیکھا، میں نے جن باتوں کا ارادہ کیا تھا، ان کیلئے ایک کاغذ اللہ

تعالیٰ کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو زائد سرخی تھی، اس کو جھاڑا (یعنی اللہ تعالیٰ نے قلم پر لگی سیاہی کو

جھاڑا) اور اچانک جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور میرے ایک ساتھی عبد اللہ کے کپڑوں پر لگے، اور چونکہ کشفی حالت میں انسان قریباً بیدار بھی

ہوتا ہے، اس لیے ان قطروں کے گرنے کی اطلاع ہو گئی، میں نے ان قطرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہاں تک کہ عبد اللہ نے بھی وہ قطرات اپنے کپڑوں پر دیکھے، کوئی ایسی

چیز ہمارے پاس نہیں تھی کہ ہم خیال کرتے کہ یہ سرخی اس چیز سے گری ہے، یہ تو وہی سرخی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑا تھا۔ وہ کپڑے اب تک محفوظ ہیں اور قطرات دیکھے

جاسکتے ہیں۔“

آپ نے ملاحظہ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مرزا کے لئے دستخط بھی کیے، قلم کو بھی جھاڑا۔ قرآن کے مطابق اللہ کو دیکھا نہیں جاسکتا وہ جو کرنا چاہتا ہے صرف ”کن“ (ہو جا) فرماتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ اس

کشف میں مرزا نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے سرخی سیاہی سے دستخط فرمائے اور قلم بھی جھاڑا۔ اس کا قلم اتنا چھوٹا سا تھا جس کے قطرے مرزا کے کپڑوں پر پڑے اور قطروں کی صورت میں دیکھے

سکتے ہیں۔ مرزائی سراغ تو لگائیں یہ بہرہ پیا کون تھا؟ جو مرزا کا خدا بنانا ہوا تھا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر

میں کوئی مان بیٹھے، مرزائیوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ کپڑوں کے دو جوڑوں پر سرخی رنگ کی روشنائی

بڑے چمڑک کر رکھ دینا کیا مشکل کام تھا۔

انگریزی الہام:

مرزا کا کہنا تھا مجھے الہام بھی ہوتے ہیں، یعنی اللہ کی طرف سے باتیں اس کے دل میں ڈالی جاتی

ہیں۔ اسے کی بات یہ کہ مرزا کو الہام عربی زبان میں نہیں، اردو یا انگریزی زبان میں بھی ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں میں بے شمار الہامات درج کیے ہیں۔ آج ہم اس کتاب میں وہ الہامات آپ کو بھی

دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سب کے سب مرزا کی اپنی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں۔ یعنی ہم اپنی

کتاب سے نہیں لکھ رہے۔ لیکن ملاحظہ فرمائیے مرزا کو الہام ہوا:

”آئی لوو یو..... I Love you

”میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“

”آئی ایم وڈ یو..... I am with you

”میں تمہارے ساتھ ہوں۔“

”مرزا الہام ہوا:

”آئی شل ہیلپ یو..... I shall help you

”یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔“

”آئی کین، واٹ آئی دل ڈو..... I can, what I will do

”میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔“

یہ غالباً دیسا انگریزی ترجمہ ہے، جس طرح کا ابتدائی کلاسوں کے بچے سکولوں میں پیش کرتے ہیں

میرا اس کے بعد بہت ہی زور سے بدن کا نپا (مرزا کا) اور یہ الہام ہوا:

”وئی کین واٹ وئی دل ڈو..... We can what we will do

”ہم کر سکتے ہیں جو ہم کریں گے۔“

آگے مرزا لکھتا ہے:

”اور اس وقت ایسا معلوم ہوا، گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔“

آپ نے اس الہام کے الفاظ پڑھے۔ آپ آخری جملے پر غور کریں، لکھتا ہے: گویا ایک انگریز

ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔

یہاں مرزا نے اپنے خدا کا مزید تعارف کروادیا ہے۔ اس نے خود اپنی کتاب میں اس بات کا کیا ہے کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پولاد ہوں۔ اب جس پودے کو انگریز نے لگایا، اسے الہامات بھی انگریزوں طرف سے ہو سکتے تھے۔ مطلب یہ کہ انسان لاکھ جھوٹا ہو، کبھی نہ کبھی اس کے منہ سے سچ نکل ہی جائے۔ شیطان تک کبھی کبھار سچ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مزید ملاحظہ کیجئے: God is coming by his army

”گاڈ آئنگ بائی ہز آرمی“۔ اللہ اپنی فوج کے ساتھ آ رہا ہے۔

”بائی“ کے لفظ پر غور کریں۔

”The days“ دی ڈیز شل کم ون گاڈ شل ہلپ یو۔ وہ دن آئیں گے جب اللہ تمہارا

کرے گا۔“ پہلے ”Shell“ کی فصاحت پر غور کریں۔

یہ الہامات مرزا کی کتاب حقیقۃ الوحی سے لیے گئے ہیں۔

غلط انگریزی کے علاوہ مرزا کو پنجابی میں بھی الہام ہوتے تھے۔ اس کا ایک الہام ہے

”پٹی پٹی گئی۔ یعنی پٹی تباہ ہو گئی۔“

مرزا نے اس فرشتے کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ الہامات یا وحی اس تک پہنچاتا تھا۔ اس نے اس

پٹی پٹی لکھا ہے۔ اسی کتاب میں لکھتا ہے:

”5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے

سامنے آیا۔ اس نے بہت سارو پیہ میرے سامنے ڈال دیا (مرزا خواب میں بھی روپے ہی

دیکھتا تھا کیا نبوت ہے؟) میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا: نام کچھ نہیں، میں نے کہا

آخر کچھ تو ہوگا۔ اس نے کہا: میرا نام پٹی پٹی ہے۔ پٹی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو

کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔“

مرزائیوں کی ایک عجیب بات چلتے چلتے آپ کو بتا دوں، مرزائی خود کو مرزائی کہتے ہوئے

گھبراتے ہیں، خود کو احمدی کہتے ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کیا آپ مرزائی ہیں، تو فوراً جواب

کہتے ہیں، جی نہیں، ہم تو احمدی ہیں۔

اب آپ مرزا کا ایک الہام پڑھیں۔ آپ کو پڑھ کر حیرت ہوگی۔

لکھتا ہے:

”اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے.....“ انا انزلنا قریباً من القادیاں۔“

یعنی بے شک ہم نے نازل کیا قادیان میں۔ جس روز یہ الہام ہوا، اس روز میرے بھائی مرزا

مرزا میرے پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے انہوں نے یہ الفاظ پڑھے، یعنی ”انا

انزلنا قریباً من القادیاں۔“ تو میں سن کر بہت حیران ہوا کہ قادیان کا نام اور قرآن میں درج ہے۔ تب

میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں

الہام آں میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے: مکہ، مدینہ، قادیان۔

”یہ کشف تھا جو مجھے کئی سال ہوئے دکھایا گیا۔“

آپ نے کشف ملاحظہ فرمایا، الہام پڑھا۔ اب ذرا مرزائی قادیان کا لفظ قرآن میں دکھادیں۔

یہ کشف میں تو اگر کپڑوں پر سرخی کے قطرات گر جائیں تو وہ بھی محفوظ رہتے ہیں اور دیکھے اور دکھائے

جاتے ہیں۔۔۔ پھر جب کشف میں مرزا نے قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھ لیا تو اب مرزائی ہمیں دکھادیں۔

اس دکھا سکتے تو کم از کم غور ہی کر لیں کہ وہ کس دلدل میں پھنس گئے ہیں، فرشتے کا نام پٹی پٹی بوقت

حضور جو نقد رقم لے کر آتا تھا اور قرآن میں قادیان کا نام۔ اس پر دعویٰ نبوت کا..... ہے نا کمال۔

مرزا کبھی کوئی سچ بول لیتا تھا اور یہ سچ تھا کہ اُس نے بتا دیا کہ اُس کا خدا اور رقم لانے والا فرشتہ کس

گم کے ہیں۔ اب چند اور الہامات اردو زبان میں:

”اے مرزا تو ہم سے میری اولاد جیسا ہے۔“

استغفر اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: نہ اس (اللہ) نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے، اور

مرزا لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ فرمایا کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے، اولاد جیسا کوئی اسی

صورت ہی ہو سکتا ہے جب اولاد بھی موجود ہو، جس کسی کی کوئی اولاد نہیں، اس سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے،

تو آپ کی اولاد جیسا ہوں، یا کوئی کہہ سکتا ہے، آپ میرے لیے میری اولاد جیسے ہیں، کسی کے ہاں

اولاد ہوگی بھی یہ بات کہی جاسکے گی۔ اس سے ثابت ہوا، مرزا کو جو عقیدہ سکھایا گیا وہ عیسائیوں والا تھا، وہ

مسیحی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتا تھا۔ اس سے سکھانے والوں کا بھی پتا چلتا ہے اور اس بات کا بھی

کہ مرزا مرتد ہونے کے ساتھ مشرک بھی تھا۔

خطبہ الہامیہ نامی کتاب میں مرزا نے لکھا ہے:

”مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔“

ذرا غور فرمائیں۔ یہاں مرزا نے جھوٹ کی انتہا کر دی۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس تحریر میں

مرزا نے خود کو سب سے بڑا جھوٹا نبی ثابت کر دیا۔ یاد کیجئے، مرزا نے پیشگوئی کی تھی کہ محمدی بیگم سے جس کا

لاٹ ہوگا، وہ مر جائے گا، اس نے مدت بھی مقرر کی تھی کہ اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ لیکن اگر اللہ

نے مرزا کو زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی تھی، تب تو مرزا خود اپنی اس صفت سے کام لے کر بیگم کے والد احمد بیگ کو ہلاک کر سکتا تھا، یہ تو اس کے لئے ایک سنہری موقع تھا، اسی طرح پادری آتھم کو بھی اس نے مرنے کا وقت بتا دیا تھا۔ وہ بھی نہ مرے..... اب مرزا کو چاہیے تھا، اپنی اس صفت سے کام لے کر عبداللہ آتھم کو مقررہ وقت پر موت کی نیند سلا دیتا اور اعلان کر دیتا کہ دیکھو! میں نے آتھم کے اتنی مدت میں مرجانے کی پیش گوئی کی تھی اور یہ مر گیا۔ لیکن مرزا نے اپنے ہاتھوں سے مواقع ضائع کر دیے۔

اسی سال تک زندہ رہنا، مرزا کی اشد ترین ضرورت تھی ورنہ وہ جھوٹا ثابت ہوتا، وہ خود کو 68 سال سے اوپر زندگی نہ دے سکا۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسی ذلت اور کذب بیانی سے محفوظ رکھے۔ اب ایک اور الہام سن لیں۔ مرزا نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے۔

”اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ تو جس چیز کو ”کن“ کہہ دے، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔“
کن کہنا صرف اللہ کی صفت ہے، اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن مرزا نے یہاں کیا ہے کہ اللہ نے اس صفت میں اسے شریک کیا ہے۔ یہ اتنے بڑے جھوٹ ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں مرزا نے اپنے ایک الہام میں بھی لکھا ہے:

”ایک دن میں نے دیکھا، میرے مقابلے میں چند لوگوں نے پتنگ اڑائی، (یعنی مرزا بھی اس الہام کے وقت پتنگ اڑا رہا تھا) چنانچہ ایک شخص کی پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین پر گرتے دیکھا۔
پھر کسی نے کہا: ”غلام احمد کی ہے۔“

یہاں مرزا نے اپنا رشتہ ہندوؤں سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ ہندو بھی ہے۔ ایک روز مرزا نے خواب دیکھا کہ برطانیہ کی ملکہ اس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہے۔ مرزا نے اپنے مرید عبدالکریم سے کہا کہ حضرت مکہ معظمہ کمال مہربانی فرما کر ہمارے ہاں تشریف لائی ہیں اور روز قیام فرمایا ہے، ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

آپ نے دیکھا! انگریز کی طرف سے مقرر کیے جانے والے نبی کے ہاں انگریز ملکہ ہی آ سکتی ہے۔ مرزا کا ایک اور الہام پڑھیے:

”21 رمضان المبارک کی رات میں نے ایک خواب دیکھا، میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر تیرا خدا قادر ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے، بھینس بن جائے۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے، جس

کو کسی میں پتھر خیال کرتا ہوں، کبھی لکڑی، تب میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دے۔ میں اس دعا میں لگ گیا، اب سراٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔ وہ بڑی روشن اور لمبی تھیں۔ میں خدا کی قدرت کو دیکھ کر وجد میں آ گیا اور کہہ دے میں گر گیا۔“

آپ نے مرزا کا خواب سنا! کیا نعوذ باللہ کوئی نبی اس جیسی لغو اور بے ہودہ باتیں کر سکتا ہے۔ پتھر کو انسان بنانے کی فکر میں جتنا انسان کے بارے میں محض ایک بات کہی جاسکتی ہے کہ اس کا ذہنی توازن بگڑا ہے۔ کیا یہ صاحب اللہ کا امتحان لے رہے تھے؟ اس قسم کے خواب اور الہام سنا کر مرزا اپنی دکان بھانپ کر بس لوگ کسی طرح اسے نبی مان لیں۔

مرزا نے ایک روز خواب دیکھا کہ وہ ایک جنگل میں ہے اور اس کے ارد گرد بہت سے درندے، بندر اور سور اس خواب سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

وہ اکتنا درست نتیجہ نکالا مرزا نے، اللہ مرزائیوں کو بھی یہی نتیجہ نکالنے کی توفیق دے۔ یوں بھی اللہ کی کے الٹ وہ کوئی اور نتیجہ نکال بھی کیسے سکتے ہیں؟

مرزا نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلی اور ایک کبوتر مرزا کے پاس ہے جس پر وہ بلی حملہ کرتی ہے اور مار مارتے سے بھی باز نہیں آتی۔ آخر اس نے کبوتر کی ناک ہی کاٹ دی۔ خون بہنے لگا، بلی پھر بھی مار مار کر مرزا نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کر دیا۔ بار بار رگڑتا تھا، لیکن اسے سراسیمہ نہ تھا۔ آخر مرزا نے کہا: ”آؤ! اسے پھانسی دے دیں۔“

اس خواب میں سب سے پر لطف بات یہ ہے کہ بلی کے منہ میں کبوتر کی ناک آئی۔ جو اس نے مار مار کر اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کر دیا۔ بار بار رگڑتا تھا، لیکن اسے سراسیمہ نہ تھا۔ آخر مرزا نے کہا: ”آؤ! اسے پھانسی دے دیں۔“

اس خواب میں سب سے پر لطف بات یہ ہے کہ بلی کے منہ میں کبوتر کی ناک آئی۔ جو اس نے مار مار کر اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کر دیا۔ بار بار رگڑتا تھا، لیکن اسے سراسیمہ نہ تھا۔ آخر مرزا نے کہا: ”آؤ! اسے پھانسی دے دیں۔“

سینا بھی میرے پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر بھی شکار کیا گیا۔“

خواب آپ نے پڑھا! آپ کو بتاتے چلیں کہ شیخ بوعلی سینا خوارزم بادشاہ کے زمانے میں تھے۔ خوارزم بادشاہ کی حکومت بعد میں ہوئی۔ مرزا اس خواب کا ذکر کرنے سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

لکھ گیا کہ خوارزم بادشاہ بوعلی سینا کے وقت میں تھا۔ معلوم ہوا مرزا تاریخ کے اعتبار سے بھی پیدل تھا، لیکن اس خواب میں زیادہ مزے کی بات کہ مرزا کے ایک ہاتھ میں ڈنڈا تھا، وہ بھی زار روس کا اور بعد میں وہ بندوق بن گیا، دوسرے ہاتھ میں خوارزم بادشاہ کی تیر کمان تھی۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ سے تیر شیر پر کیسے چلایا گیا ہاتھ سے اس زمانے کی بندوق چل سکتی تھی، نہ تیر۔

معلوم ہوا، مرزا جتنی بے وقوفانہ باتیں شاید ہی دنیا میں کسی نے کی ہوں گی۔ حیرت مرزا ہے جنہوں نے ان سب باتوں کو درست سمجھ لیا، آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔

مرزا کی طبیعت خراب تھی، خواب میں اسے ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا: ”خاکسار پیپر منٹ“

مطلب یہ کہ مرزا کا علاج بھی بذریعہ وحی تجویز کیا گیا اور وہ بھی مہمل انداز میں۔ اب ایک واقعہ اور پڑھ لیں! لکھتا ہے:

”میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ کچہری میں گیا، تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔ ایک طرف کارندہ ایک مثل اٹھائے کھڑا ہے جسے وہ حاکم (اللہ تعالیٰ) کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

حاکم نے مثل اٹھا کر کہا: ”مرزا حاضر ہوا!“

تو میں نے باریک بینی سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہے۔ اس سے کہا: ”اس پر بیٹھو!“

اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ انگریز حاکموں کو خدا سمجھنے کی بیماری میں مبتلا تھا۔ ایک جگہ مرزا لکھتا ہے:

”ایک روز کشف کی حالت میں ایک بزرگ کی قبر پر خود کو دعا مانگتے دیکھا۔ وہ بزرگ میری دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت میں نے سوچا کہ اپنی عمر پندرہ سال بڑھا لوں گا، جب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے، اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی، جب میں اس بزرگ سے خوب لڑا جھگڑا (یعنی قبر میں سوئے ہوئے بزرگ سے اب لڑائی جھگڑائی)

کا ہار ہا ہے) آخر میں اس نے کہا: ”مجھے چھوڑو، میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے پھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے۔ اس بزرگ نے آمین کہی۔“

نوٹ:- غور کے قابل بات اس جھوٹے کشف میں یہ ہے کہ یہ کشف 1903ء میں لکھا۔ 1903ء میں مرزا مر گیا، یعنی اس کشف کے صرف پانچ سال بعد، جب کہ کشف کے مطابق عمر 15 سال

کا کم از کم تھی، لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ مرزا اپنے ہی اس مذموم کشف کی رو سے صاف جھوٹا ثابت ہو گیا۔ مرزا کے اتنے بڑے جھوٹ ہیں جو اٹھائے جائیں نہ دھرے جائیں۔

اللہ مرزائیوں کو عقل عطا فرمائے۔ آمین!

آئینہ:

اب ہم مرزا کے جھوٹا ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

عورت نبی نہیں ہو سکتی۔
مرزا لکھتا ہے: ”میں مریم ہوں۔“
نبی شاعر نہیں ہوتا۔

مرزا شاعر بھی تھا، اس کی شاعری کی کتاب کا نام ”درشمن“ ہے۔
کوئی نبی مصنف نہیں ہوتا۔

مرزا قریباً 83 کتابوں کا مصنف تھا۔
نبی کامل عقل اور کامل حافظہ کا مالک ہوتا ہے۔ کامل شعور کا مالک ہوتا ہے۔

جبکہ مرزا کی تحریروں سے ثابت ہے کہ اسے جنون تھا، حافظہ ناقص تھا اور شعور کا یہ عالم تھا کہ راکھ

دلی کھاتا تھا، ایسا کوئی بے عقل ہی کر سکتا ہے۔
نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔

مرزا کی اپنی تحریروں کے مطابق اس کے تین استاد تھے۔ ان میں سے ایک صحابہ جنیٰؓ کو گالیاں

نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔
مرزا نے دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔

مجھ پر وحی آتی ہے۔ مرزا پر وحی لانے والے فرشتے کا نام ٹیپی ٹیپی تھا۔ یہ اس نے خود لکھا ہے۔
نبی ملازم یا نوکر نہیں ہوتا جبکہ مرزا نے انگریز کی نوکری کی۔

نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

مرزا الہامی میں مرا، قادیان میں دفن ہوا۔ پیش گوئی اس کی روضہ نبوی ﷺ میں دفن ہونے کی یہ خود کو عیسیٰ اور مسیح کہتا ہے۔

حالانکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے اور مرزا کا باپ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں باتیں کیں۔

اور مرزا سے ایسی کوئی بات سرے سے ثابت نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اخلاق بہت بلند تھا۔ آپ اخلاق کا مثالی نمونہ تھے۔

جبکہ مرزا دوسروں کو گالیاں دیتا نہیں تھکتا تھا، اس کی کتابیں گالیوں اور لعنت کے الفاظ سے بھری ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قدر میا نہ تھا۔

مرزا کا قد اس کے الٹ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کھانا بہت سادہ اور مقدار میں بہت کم ہوتا تھا۔

مرزا نے خوب بھنے مرغ کھائے، اڑے اڑائے کھانے کی ایسی خواہش تھی کہ راکھ تک روٹی کھائی، انیون بھی کھائی اور شراب بھی پی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا۔

مرزا زندوں کو مارنے کی فکر میں رہتا تھا۔ بہت سے لوگوں کے مرنے کی پیش گوئیاں کیں، ان کے مرنے کی دعائیں کیں، وظیفے پڑھے اور پڑھوائے لیکن ہر بار ناکام و نامراد رہا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔

مرزا کو یہ کہاں نصیب!

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینار پر اتریں گے۔ آپ اپنے نیزے سے دھال قتل کریں گے، نیزے کی نوک پر لگا ہوا خون لوگوں کو دکھائیں گے اور فرمائیں گے: لوگو! میں نے دھال کو قتل کر دیا ہے۔

مرزا نے تو ان کے آسمان سے نازل ہونے ہی کا انکار کیا ہے، خود قادیان میں دفن ہوا اور سارا عمر کبھی کسی نیزے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو ختم کریں گے۔

مرزا نے کسی عیسائی کو مسلمان نہیں کیا، بلکہ اس نے تو عیسائیوں کی تعریفوں کے پل باندھے ہیں۔

یہودی بچ جائیں گے چن چن کر قتل کر دیئے جائیں گے۔

مرزا نے کسی یہودی کو قتل نہیں کیا۔

کئی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہیں دے گی یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پناہ نہیں دیں گے اور پکار کر آئیں گے اے مسلمان! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔

مرزا کے زمانے میں یہودی آرام سے زندگی بسر کرتے رہے، ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ ہوا تو ان کی اپنی کتب ہی سے ثابت کر دیں۔

اس وقت اسلام کے سوا باقی سب مذاہب مٹ جائیں گے۔

مرزا نے تو خود اسلام میں رخنہ ڈالے۔ انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کی تعریفیں کیں۔

اس وقت جہاد موقوف ہو جائے گا، یعنی ختم ہو جائے گا، اس لیے کہ کوئی کافر ہی نہیں بچے گا تو جہاد کیا جائے گا؟

مرزا کے زمانے میں دنیا کافروں سے بھری رہی، پھر بھی اس نے جہاد کو حرام قرار دیا، اس نے کہا چھوڑ دو اے دوستو اب جہاد کا خیال

دیں گے لئے منع ہے اب جنگ اور قتال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال اور دولت اتنی عام ہو جائے گی کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔

مرزا نے تنگ دستی میں اضافہ کیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اور مرزا چندے جمع کرتا رہا۔ اس نے کہا

دیکھو ہندوئیں دے گا وہ میری جماعت سے خارج ہو جائے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مقام خج الروحاء میں تشریف لیجائیں گے۔

مرزا نے اس مقام کا نام بھی نہیں سنا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔

اللہ مرزا نے حج کیا نہ عمرہ۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرآن اور حدیث پر عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی ان پر چلائیں گے۔

مرزا احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا تھا۔ (نعوذ باللہ)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہر قسم کی برکتیں نازل ہوں گی۔

مرزا کی زندگی میں آفات نازل ہوئیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں برکات اس قدر ہوں گی کہ ایک اتار یا ایک سیب اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کیلئے کافی ہو جائے گا۔

مرزا کی زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

کوئی زہریلا جانور کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

مرزا کی زندگی میں زہریلے جانور بدستور لوگوں کو ڈستے رہے۔

ساری زمین امن و امان سے بھر جائے گی۔

مرزا کی زندگی میں کہیں امن چین نظر نہیں آیا۔

لوگ صدقات وغیرہ وصول نہیں کریں گے کیونکہ مال کی زیادتی ہوگی۔

مرزا تو خود چندے جمع کرتا رہا۔

لہذا مرزا بالکل جھوٹا تھا۔ وہ دعوے کرتا رہا کہ میں مسیح ہوں، میں مسیح موعود ہوں، میں ہی ہوں۔ استغفر اللہ۔

بے کل مرزا:

جب بھی میں اونٹوں کو دیکھتا ہوں، مجھے مرزا کا خیال آ جاتا ہے اور ساتھ ہی بے ساختہ ہنسی آ

ہے..... آپ سوچ رہے ہوں گے..... کہ بھلا اونٹوں کا مرزا سے کیا تعلق..... بہت گہرا تعلق ہے۔

بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کا اور اونٹوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے..... اور وضاحت کیلئے یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح اونٹوں کی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی، بالکل اسی طرح مرزا کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں

یہ اور بات ہے کہ یہ اونٹ بھی مرزا کے جھوٹے ہونے کا ثبوت بن گئے، اب آپ کی حیرت

بڑھ گئی ہوگی اور آپ یہ کہہ اٹھے ہوں گے کہ وہ کیسے لیجئے ثبوت حاضر ہے۔

مرزا پر جن دنوں پیش گوئیاں کرنے کا جھوٹ سوار تھا، انہی دنوں اس نے کہیں یہ سن لیا کہ

مدینے کے درمیان ریل کی پٹری بچھائی جائے گی..... بس اسے ایک عدد پیش گوئی سوچھ گئی، لہذا ان

میں اعلان کیا:

”کے اور مدینے کے درمیان ریل جاری ہو جائے گی اور اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔“

آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی میں یہ بھی تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔

”ایک اور نشان اس زمانے کا وہ نئی سواری تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دینا تھا۔“

”چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا نام و نشان نہیں ملے گا۔“

آپ نے ملاحظہ فرمایا! مرزا کے یہ الفاظ اس کی اپنی کتابوں کے ہیں۔ مرزا کو مرے نوے

گئے۔ لیکن ابھی تک کے اور مدینے کے درمیان ریل جاری نہیں ہوئی۔ پوری دنیا میں اونٹوں کا

حکام جاری و ساری ہے۔ ان سے بار برداری کا کام بھی لیا جاتا ہے اور سواری کا بھی۔ ریگستان میں تو

برداری کے اور بھی زیادہ کام آتا ہے۔ جبکہ مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا

امکان نہیں ملے گا۔ نوے سال گزرنے پر بھی اگر مرزا کی یہ کہتے ہیں کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تو

اپنی عقلوں کا علاج کرانا چاہیے۔ اور اگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ نوے سال میں چند سال شامل

مرزا انیت سے تائب ہو جانا چاہیے اور خود کو قتل مندوں میں شمار کر لینا چاہیے۔ کیا خیال ہے آپ کا

اس بارے میں۔ اس کو کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں کہاں اور مرزا کے اپنے الفاظ ہیں، ”جھوٹ بولنا گو

کالے کے برابر ہے۔“ جس کی ایک بات بھی جھوٹ ثابت ہو جائے، اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا

چاہیے۔ ہم تو خیر پہلے ہی مرزا کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اب تو اعتبار نہ کرنے کی باری

انہوں کی ہے۔

یہ لوگ وقت کے سب سے بڑے مداری ہیں

وفا کے نام پر خون تک اچھال دیتے ہیں



مسئلہ۔ عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس کا کھانا مکروہ ہے

بلکہ فقہ میں نظر سے نہیں گزرتا۔ بلکہ فقہاء کا یہ ارشاد ہے کہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا

ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے۔

مسئلہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس ﷺ عجلین مبارک پہنچے ہوئے عرش پر گئے

اور اعلیٰ میں اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ

یہ بات سچ ہے۔ لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ۔ بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا پلیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں۔ اس سے

”نظر بد“ سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے

بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا

کام احادیث سے ثابت ہے۔

(بہار شریعت)

مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی مدظلہ

مرزا قادیانی کا تعارف

تمہید:

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ کی ختم نبوت پر ایمان ان کا ضروری ہے جتنا آپ کی نبوت و رسالت پر آپ کو نبی و رسول مان کر آپ کی خاتمیت کا انکار کرے۔ سخت مکار اور اسلام کا دشمن ہے۔

عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور کثیر آیات کریمہ، متعدد احادیث شریفہ و اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے وصال کے قریب جب کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کے بروقت قلع قمع ضروری سمجھا۔ اور اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیا کہ اہل ایمان مکرین ختم نبوت کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔

حدیث پاک کی رو سے سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کا (جھوٹا) ہی نہیں۔ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) اور دجال (دھوکہ دینے والا۔ اور حق کو چھپانے والا) ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريبا من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله

قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

کذاب اس لئے کہ اس نے مخلوق پر نہیں بلکہ خالق پر جھوٹ باندھا اور وہ بھی ایسا جس سے مجھوٹ خدا علیہ التحیۃ والثناء کی فضیلت خاصہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور دجال اس لئے کہ اس نے ولایت و قطبیت کا دعویٰ کر کے کوئی عام دھوکا نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔ اس

بعد پر ظنی و بروزی وغیرہ کے الفاظ سے اپنے دجال ہونے کو مزید واضح کر رہا ہے۔ یاد رہے کہ دجال ہر چیز حضور خویہ کو نبین ﷺ کی عظمت شان اُجاگر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ یہ شریف کی ایک روایت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔

والله خلقت الدنيا واهلها لا عرفهم كرامتك ومنزلتك عندى ولو لاک ما خلقت الدنيا

اور یقین جاننے میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا فرمایا کہ انہیں پہچان کر اس عزت و مرتبہ کی جو تمہارے اور میرے نزدیک ہے۔ اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔

چنانچہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء کے بعد نبوت کا دعویٰ جہاں اپنے دجال و کذاب کا ثبوت دے رہا ہے وہاں اُس کا یہ دعویٰ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کی تکمیل بھی کر رہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے گھٹیا کردار سے خدا کے سچے نبیوں اور رسولوں کی عظمت کا نقش بھی دلوں میں بیٹھتا ہے جیسا کہ ”تعرف الاشیاء باضدادھا“ (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) کے مطابق سیاہ راتوں کی وجہ سے چاندنی راتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نبوت کے مدعی کو قدم قدم پر ذلت و رسواؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ قدرت خداوندی ہر حال میں اپنے نبی و رسول کی امداد فرماتی ہے اور اس کے دشمنوں کو ہر رنگ میں ذلیل و خوار کرتی ہے۔

مرزا قادیانی:

حدیث مذکور تیس دجالوں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی بہت نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ جتنا اُس نے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا۔ شاید آج تک کوئی دجال بھی نہیں پہنچا سکا۔ دنیا کی بہت بڑی حکومت جو اسلام دشمنی میں بھی سب سے آگے تھی۔ اس کی سرپرستی کر رہی تھی۔ لہذا اپنے دشمنوں میں مرزا کئی دجالوں سے آگے نکل گیا۔

زیر نظر مضمون میں اس کی سیرت کے مختلف پہلو نہایت ہی اختصار کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ خود کسی مدت تک اندازہ کر سکیں کہ دعویٰ نبوت تو کیا۔ وہ دعویٰ ایمان کے بھی مال نہیں۔ وہ یقیناً کذاب و دجال ہے۔ ہاں اگر اُس کا کوئی دعویٰ قابل قبول ہے تو وہ جو اس نے خود اپنے ایک درج ذیل شعر میں کیا ہے۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

خاندانی پس منظر:

مرزا قادیانی کی قوم مغل اور گوت برلاس تھی۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ، دادے کا نام غلام پزدادے کا گل محمد تھا۔ طبیعت میں ملت دشمنی رچ بس گئی تھی اس لئے سکھوں کے زمانے میں مسلمانوں بجائے انہی کا ساتھ دیتے تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مرزا غلام مرتضیٰ نے سیالکوٹ کے انگریزوں کی حمایت میں اپنی طرف سے پچاس گھوڑے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بھیج دیے۔ غداری کے نتیجے میں اُسے دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ (مرزا قادیانی نے اس کرسی پر بڑا فخر کیا جیسا کہ اُس کی کتاب تحفہ قیصریہ میں صفحہ 16 پر مذکور ہے۔)

ولادت:

مرزا کے بقول سن ولادت 1839ء یا 1840ء (ترباق القلوب) بعض کے نزدیک 1836ء (مرزا محمود کا سپانامہ) یا 1837ء ہے۔ (موج کوثر)۔

نام مرزا غلام احمد ہے۔ (قرآن حکیم یا حدیث پاک میں کسی نبی کا نام مرکب نہیں ملتا شاید کہ نام سے بھی اس دعویٰ کی تردید کرنا چاہتی تھی۔ نیز اس کا لغوی معنی بھی اس کے دعویٰ کی تائید نہیں کرتا)

بچپن اور تعلیم:

بقول مرزا اچھ سات سال کی عمر میں قرآن حکیم اور چند فارسی کتابیں پڑھ لیں پھر کچھ عربی بھی بعد میں ایک شیعہ عالم گل علی شاہ نائی سے سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں کچھ نحو، منطق و حکمت کی تعلیم طب کی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں۔ بقول مرزا تعلیم کا شوق تو بہت تھا۔ مگر باپ حفظانِ حرم کے پیش نظر زیادہ مطالعے سے روکتا تھا۔ ضبط شدہ دیہات کی دائرائی کے لئے مقدمات کی پیروی کا خاطر خواہ حد تک علم حاصل کرنے میں حائل رہی۔

(اللہ کے نبی دنیا کو سکھانے آتے ہیں۔ دنیا میں کسی سے سیکھنے نہیں۔ وہ اپنے پیچھے والے شاگرد اور امت کے استاد ہوتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس مرزا لوگوں سے پڑھا اور پھر وہ بھی بہت حد تک تفسیر نہ حدیث، پڑھیں تو عربی اور فارسی اور علم و حکمت کی ابتدائی کتابیں۔ اتنا ناقص علم اکثر خطرہ بن جاتا ہے۔ یونہی طب کا علم بھی پورا حاصل نہ کیا گویا خطرہ ایمان ہی نہیں۔ خطرہ جان بھی۔ یہ اسی نام علم کا اثر ہے کہ عربی، فارسی اور اردو تحریریں فصاحت بلاغت سے خالی اور اغلاط سے پُر ہیں۔)

مرزا قادیانی چڑیاں مار کر وقت ضائع کرتا رہا۔ (سیرۃ المہدی) اور لوگ اسے سندھی کے نام پکارتے تھے۔ تربیت ایسی ناقص تھی کہ لڑکوں کے کہنے پر ایک دفعہ گھر میں شکر لینے آیا تو بغیر کسی

لکھنے کے (یعنی چوری) ایک برتن میں سے سفید بورا جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ راستے میں مٹھی بھر کر (سیرۃ المہدی)

دور شباب اور ملازمت:

جوانی میں آوارگی اور بھی جوان ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا کو اپنے دادے کی پنشن مبلغ سات سو روپے لینے گوردا سپور بھیجا گیا تو اس کا چچا زاد بھائی مرزا امام الدین بھی پیچھے ہو لیا۔ پنشن وصول کی تو وہاں ادھر ادھر پھرتے رہے۔ حتیٰ کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کر دی۔ گھر جاتے ڈراتا تھا اس کا مرزا سیالکوٹ کچہری میں چند روپے ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ یہیں پادریوں سے مناظرے اور خفیہ ملازمتیں بھی ہوتی رہیں۔ (دوسرا ساتھی مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اُس نے چارے کے

لے لے کر ڈاکہ مارا)

یہیں ملازمت کے دوران ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں (جن میں انگریزی میں الہامات میں مدد ملی) یہی قانونی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مختاری کا امتحان دیا مگر کامیابی نہ ملی تو باپ کے کہنے پر چار سال (1864ء تا 1868ء) کی ملازمت کے بعد گھر واپس ہو گئی۔ سیالکوٹ میں پادری ہٹلر کے ساتھ بہت روابط تھے انگریز اپنی حمایت کے لئے کسی کو نبوت کا مدعی بنانا پسند نہ کرتے تھے۔ برطانی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا نبوت کے لئے نامزد ہوا۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت)

الہام کا دعویٰ:

اب اس نے یہ تاثر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جس بالا خانے میں الہام سوچتا تھا۔ اُس کا نام بیت الفکر تھا۔ الہام نویسی کے لئے ایک سادہ سا بارہ سالہ ہندو لڑکا ملازم رکھا۔ لالہ شرمیت رائے اور لالہ ملاو ل قادیان کے دو ہندو خاص مشیر تھے۔ مقبول الدعا ہونے کے بعد انہی شہروں میں پھیل گئے تو نذر دنیا ز اور لنگر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوگ بیعت کی درخواست کرتے تھے کہ ابھی خدا کا حکم نہیں آیا۔

مجددیت کا اعلان:

حکیم محمد شرف کلانوری جس کے پاس مرزا امرتسر جا کر رہتا تھا نے مجددیت کے اعلان کا مشورہ دیا تو مرزا نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہار چھپوا کر یورپ، امریکہ و افریقہ تک کے وزراء وغیرہ کو بھیجے مگر ایک بھی نال نہ ہوا۔ حکیم نور الدین نیچری تھا۔ مرزا کا ہم مزاج تھا۔ جنوں میں مقیم تھا۔ مرزا گیا اور اس سے یاری

گانتھ لی۔ مرزا کے مختلف دعوؤں میں اس کا مشورہ بھی شامل رہا۔ مجددیت کا اعلان 1889ء میں کیا۔

ہوشیار پور میں چلہ:

زہد و ریاضت کی شہرت کے لئے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور گیا اور چلہ کشی کے اشتہارات تقسیم کر کے چلے میں بیٹھ گیا۔ یہاں الہام ہوا کہ 20 فروری 1886ء کو ایک عالمگیر کھانا حاصل لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عثمانی رکھنا۔ 22 مارچ 1886ء اور 18 اپریل 1886ء کو پھر اسی کھانا کے اشتہار شائع کئے۔ چونکہ خدا اپنے دشمن کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا لڑکی پیدا ہوئی۔ اگلے صبح رٹ شروع ہوئی تو 7 اگست 1887ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ جسے عثمانی رکھا گیا۔ مگر وہ سو سال کا ہو کر مر گیا۔ ساڑھے سات سال بعد پھر مبارک احمد پیدا ہوا۔ مرزا نے اسی کو عثمانی رکھا۔ لڑکا مر گیا مگر وہ بھی مر گیا۔

مسیح ہونے کا دعویٰ:

مجددیت میں زیادہ عظمت نظر نہ آئی تو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھ دیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ دو سال صفت مریم میں پرورش پائی۔ عیسیٰ کی روح مجھ پر نفع کی گئی۔ اور اس کے رنگ میں حاملہ ہوا۔ پھر مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ تو یوں میں ابن مریم بن گیا یہ جواب 11 سال سوچ بچار کا نتیجہ تھا۔ ورنہ مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کے دونوں دعوے اس نے باری باری 1891ء میں ہی کر دیئے تھے۔

اس کے بعد لاہور، لدھیانہ اور دہلی کے مناظروں میں بُری طرح شکست کھائی۔

”آسمانی منکوحہ“ کے حصول میں ناکامی:

مرزا احمد بیک ہوشیار پوری مرزا قادیانی کے بہنوئی کا حقیقی بھائی اور اس کی چچا زاد بہن کا داماد تھا۔ اس کی بیٹی محمدی بیگم خوش جمال تھی۔ مرزا نے اس کے حصول کے لئے الہامات گھڑ لئے اور کہا کہ میرے بجائے کسی اور سے نکاح کیا تو خاوند ڈھائی سال میں اور (لڑکی) کا باپ تین سال میں مر جائے گا۔ اور اس لڑکی کو میرے نکاح میں ہی آنا پڑے گا۔ کیونکہ خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ مگر اس پیشگوئی کا وہی حشر ہوا جو کذاب و دجال کی پیشگوئیوں کا ہوا کرتا ہے۔

مہدی ہونے کا دعویٰ:

1892ء میں کسی نے پوچھا کہ ”تم اگر مسیح ہو تو مہدی کہاں ہیں؟“ بولا۔ ”میں ہی مہدی ہوں۔ مگر اس کا اظہار زیادہ کھل کر نہیں کرتا تھا تا کہ اگر یزید مہدی سوڈانی کی طرح اُسے بھی خطرناک نہ سمجھ لیں۔

انہم عیسائی سے مناظرہ:

ہندیا ضلع امرتسر کے مسلمانوں نے عیسائی پادریوں سے مرزا قادیانی کا مناظرہ ٹھہرایا۔ مقابلے میں پادری آتھم تھا۔ پندرہ دن تک مناظرے کا نتیجہ نہ نکلا۔ تو مرزا نے مباہلے کے انداز میں بتایا کہ ہم پندرہ ماہ تک ہادیہ میں گر جائے گا۔ (یعنی مر جائے گا) مگر اس پیشگوئی کا انجام بھی مختلف نہ رہا۔ مرزا کو بہت ذلیل ہونا پڑا۔

دعویٰ نبوت:

مرزا کو مجدد، مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کے دعوؤں کے بعد اپنی اصل منزل پر پہنچنے کا خیال آیا۔ 1900ء میں اُس نے دعویٰ نبوت بھی داغ ڈالا۔

(بقول محمود مردود) جمعہ کے خطیب مرزا املا عبدالحکیم نے دوران خطبہ کئی بار مرزا کے لئے نبی اور خدا کے الفاظ استعمال کئے۔ احسن امروہی نے بُرا منایا تو مرزا نے خطیب کی تائید کی۔ پھر کھلم کھلا تحریر لکھی اس کا کفرانہ عقیدے کا پرچار کیا۔ مثلاً

- 1۔ ”سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء)
- 2۔ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(بدر 5 مارچ 1905ء)

مگر یہ نبوت کا دعویٰ بھی مختلف مرحلوں میں ملے ہوا۔ پہلے ظلی و بروزی نبی، پھر اصلی و حقیقی نبی اور امام الانبیاء وغیرہ (معاذ اللہ) پھر جامع الصفات اور افضل الانبیاء۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ

سے چھیڑ چھاڑ:

مرزا نے کافریت کا فتوہ اٹھا تو اہل دل تملنا اٹھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ”خواب میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

چنانچہ آپ نے 1899ء میں نزول مسیح اور حیات مسیح کے موضوع پر شمس الہدایت لکھی اور تمام مسلمانوں کو مطلع کیا کہ مرزا قادیانی نے اس کے دلائل کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ حضرت صاحب رحمہ اللہ نے کتبہ کوئیسی کے مقابلے کا چیلنج دے دیا۔ صورت یہ تجویز کی کہ دونوں (یعنی حضرت قادیانی اور مرزا) لاہور میں جلسہ منعقد کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے قرآن حکیم کی کوئی سورت یا

اُس سورت کی چالیس آیات لے کر دعا کریں کہ خداوند کریم سچے کو فصیح و بلیغ عربی میں بہترین معانی کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق دے اور جھوٹے سے یہ توفیق چھین لے۔ دونوں سات گھنٹے روزہ اور خاموشی سے لکھیں اور پھر ثالث فیصلہ دیں۔ پیر صاحب تاریخ طے کر کے اطلاع دیں۔

چنانچہ 25 اگست 1900ء کا دن مقرر ہوا۔ پیر صاحب ایک جم غفیر کے ساتھ ایک دن لاہور پہنچ گئے اگلے دن جب بادشاہی مسجد کو یہ جلوس روانہ ہو رہا تھا۔ راستے میں مرزائیوں کے بڑے اشتہار لگے ہوئے تھے۔ ”پیر مرزا علی کا فرار“ اہل لاہور حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مرزا کا انتظار ہو رہا ہے کہ آخر قادیان سے آخری وفد نے آکر اطلاع دی کہ مرزا نہیں آ رہا۔ وہ بات جو مرزا خط میں لکھی تھی کہ ”اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔“ عوام و خواص آنکھوں سے دیکھ لی۔

اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمہ اللہ کے متعلق اُس نے دوسری پیش گوئی کی ہوئی تھی کہ 1908ء میں جیٹھ کا مہینہ آئے گا۔ اُس میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ مگر اُس میں مرزا خود مر گیا۔ پیر صاحب فرمایا۔ الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدلہ گیا۔

مرزا قادیانی کی موت:

یہ دعا قبول ہوئی اور قدرت کاملہ نے فیصلہ فرمادیا۔ چنانچہ قریباً ایک سال بعد 26 مئی 1908ء مرزا اپنے کفر و شر کے ساتھ دنیا خالی کر گیا۔ مرزائیوں نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی مگر مرزا کے خسر میر ناصر نے اس کے آخری الفاظ بیان کر کے بات ختم کر دی۔ مرزا کا جملہ یہ تھا۔ ”میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔“

(حیات)

اسی قسم کی دعا، پیشگوئی مرزا اور اس کے ایک سابق ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم کے درمیان بھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی دوسری پیشگوئی کے مطابق مرزا قادیانی کو 14 اگست 1908ء سے پہلے مرزا چنانچہ وہ مر گیا۔ مرزا قادیانی نے جو ڈاکٹر صاحب کی موت کے متعلق پیشگوئی کی تھی وہ بھی پوری ہوئی اور وہ سالہا سال تک زندہ رہے۔

مرزا کی بدحواسیاں:

سیرۃ المہدی حصہ دوم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (معاذ

اللہ ثم معاذ اللہ) اپنی جسمانی عادات میں ایسے تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کو ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا ٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگاہی (جوتا) ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوتا پہنتے تھے۔“

(قادیانی مذہب بحوالہ سیرۃ المہدی)

”آپ کو (یعنی مرزا قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اُسی جیب میں گلو کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ یعنی مرزا بھول جاتا تھا کہ گلو کے ڈھیلوں کے لئے کونسی جیب ہے۔“ (قادیانی مذہب، بحوالہ تہذیب براہین احمدیہ) سوچو! کیا یہ بدحواسی شان نبوت کے لائق ہے۔

کھانے کی پسندیدہ چیزیں:

کرارے پکڑے۔ سالم مرغ کا کباب، گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں۔ مرغ اور بیروں کا گوشت۔ انگوڑی، گجری، گجری، سیب۔ سردے۔ سردی آم۔ برف اور سوڈا الیمینڈ ججھر۔ بازاری مٹھائیاں (ہندو کی دکان سے ہوں یا مسلمان کی دکان سے) ولائی سکٹ۔ مٹک۔ غنبر۔ مفرح غنبری۔ افیون۔ ٹانک وائن (طاقتور اور نشہ دینے والی شراب) اور برانڈی حالت مرض میں جائز سمجھتے تھے اور مرض دائمی تھا

(ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

لباس:

مختلف روایات کا خلاصہ کرتے ہوئے مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”مرزا کے سر پر روئی ٹوپی، اوپر دس گز کی پگڑی بندھی ہوئی۔ سرین کے نیچے تک شملہ لگتا ہوا۔ منہ میں پان۔ چست پاجامہ یا غرارہ پہنا ہوا۔ ٹیٹھی ازار بند۔ ایک پلے میں چابیوں کا کچھا۔ پاؤں میں اٹنی گرگاہی پہنے ہوئے (جس پر نشان لگے ہوں) اوپر پھٹا ہوا سفید چوغہ، دایاں بازو خشک لکڑی کی طرح ہلتا ہوا۔“ یہ ہے امت مرزا کیہ کا پیشوا۔

اگر اس کے ساتھ چہرے کا ناگفتنی حلیہ بھی شامل کر لیا جائے تو۔۔۔۔۔

تحریر اور زبان:

انبیائے کرام فصاحت و بلاغت اور شائستگی و لطافت کا مرکز و منبع رہے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز اور آقا دینی کی عربی، فارسی اور اردو تحریریں پڑھ کر کہیں بھی حسن زبان و بیان نظر نہیں آتا۔ صرف بے شمار اغلاط عربی، فارسی ہی میں نہیں۔ اردو تحریروں میں بھی موجود ہیں۔ تذکیر و تانیث اور وحدہ کے استعمال میں بھی ایسے گل کھلاتا ہے کہ شاید آٹھویں جماعت کے ذہین طالب علم کو بھی عار آئے۔ فقرے ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ اور جیسی موسوی شریعت کا ابتداء موسیٰ سے ہوا۔

تبصرہ: ابتداء مؤنث ہے۔

2۔ 1 کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔

تبصرہ: مرض مذکر ہے۔

3۔ یہ ایک ایسا قرارداد ہے۔

تبصرہ: قرارداد مؤنث ہے۔

یونہی وہ قیمت حد، چراگاہ کو مذکر اور انتظار، درد کو مؤنث لکھتا ہے۔

(ازالہ اوہام میں) پیشگوئیاں کافی ہیں۔ خواص اور عجائبات ختم نہیں ہو سکتی۔ وغیرہ میں واحد

کا غلط استعمال کیا ہے۔ پروفیسر غلام جیلانی برق مرحوم نے، حرف محرمانہ، میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔

جہاں تک مرزا قادیانی کی شائستگی تحریر کا تعلق ہے ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ مقام نبوت کی

تو ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہیں۔ کوئی شریف یا صالح آدمی بھی وہ طرز بیاں اختیار نہیں کر سکتا۔

کی تحریروں کا طرہ امتیاز ہے۔ صرف چند مثالیں حاضر ہیں۔

1۔ ”یہ مولوی جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے

ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم)

2۔ مجاہدین آزادی 1857ء کے بارے میں مرزا کہتا ہے۔

”ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔“

3۔ مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق۔

”نول، لیٹیم، شیطان، ملعون، خبیث، مفسد، کجبری کا بیٹا۔“

تاریخی معلومات:

مرزا قادیانی تاریخ سے کتنا نا بلد تھا۔ اس سلسلے میں اس سے کیا افسوس ناک غلطیاں ہوئیں ایک مثال یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ کے والد ماجد سیدنا حضرت ابو طالبؓ نے آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ قبل اور والدہ ماجدہ سیدنا آمنہؓ نے اس کے بعد سال بعد وصال فرمایا۔ مگر مرزا کہتا ہے۔

”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت (ﷺ) وہی ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس کا باپ پیدائش سے چند

دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“ (پیغام صلح)

اتنی جہالت اور پھر دعویٰ نبوت۔ یقیناً یہ کسی دجال اور کذاب کا کام ہی ہے۔ (مزید مثالیں حرف

مرزا کے فرشتے:

- 1۔ خیراتی (مکاشفات۔ تریاق القلوب)
- 2۔ شیرعلی (مکاشفات۔ تریاق القلوب)
- 3۔ پیچی پیچی (مکاشفات۔ البشری، ضمیمہ حقیقہ الوحی)
- 4۔ درشنی (تذکرہ صفحہ 31)
- 5۔ مٹھن لال (تذکرہ صفحہ 515)
- 6۔ حفیظ (تذکرہ صفحہ 757)

مرزا کے بعض الہامات:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

- 1۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے ہیں۔ (انجام آتھم)
- 2۔ بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ (تتمہ حقیقہ الوحی)
- 3۔ رہنا حاج۔ ہمارا رب حاجی ہے۔ (برائین) وغیرہ
- 4۔ انت منی بمنزلہ ولید۔ ”تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔“ (حقیقہ الوحی)
- 5۔ ”اسمع ولدی“ اے میرے بیٹے سن۔ (البشری)

الہام عربی، اردو، انگریزی اور پنجابی میں ہوئے۔ بعض الہام بالکل مہمل ہیں۔

1:- ضعیف شاکل مقیاس۔

2:- ہوشیاری۔

انگریزی حکومت کا غلام:

صرف ایک دو مقامات سے ضروری اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

1:- ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا

ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔“

(قادیانی مذہب، بحوالہ تریاق العظمیٰ)

2:- درخواست بخضر لفظیٹ گورنر بہادر دام اقبالہ میں ”خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی“

مورخہ 24 فروری 1899ء میں لکھتا ہے۔

”میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ دعا یہ ہے کہ اگرچہ میں خدمت خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اخلاص اور جوش و فاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں۔۔۔ اس خودکاشتنہ پودا کی نسبت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔“

(قادیانی مذہب، بحوالہ تبلیغ رسالت از میر قاسم علی قادیانی)

خدا را سوچئے اور انصاف کیجئے دشمنان اسلام کی یہ چالپوشی کس حد تک جائز ہے۔ اور کیا نبوت کے لائق ہو سکتی ہے۔ نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور گنہگار مسلمان بھی جب تک مسلمان ہے۔ اسلام خلاف ایسی سازش نہیں کر سکتا اور اتنا ضمیر فروش نہیں ہو سکتا۔

حرف آخر:

اس سارے مضمون کو جو نہایت غلجٹ میں لکھا گیا ہے۔ بغور پڑھیں اور جائزہ لیں۔ کیا مرزا قادیانی، مسیح، مجاہد، مامور من اللہ بلکہ ایک صالح مسلمان یا ایک شریف و با غیرت انسان بھی کہلانے کے لئے یہ ہے۔ وہ خدا اور رسول ﷺ کا باغی اور اسلام کا غدار تھا۔ مرزائیت مذہب کا نام نہیں بلکہ دین حق کا نام ہے۔ اسلام دشمنوں کی بدترین گھناؤنی سازش ہے۔ افسوس عالم اسلام بلکہ مسلمانان پاکستان بھی اس خطرناک عزائم سے واقف نہیں۔ صرف ہمارے وطن عزیز میں نہیں دوسرے اسلامی ممالک میں

مسلمانوں کے بھیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ سوچئے کیا یہ ملک و ملت کے لئے اچھا شگون ہے۔ حکومت کا، علماء مشائخ کا، وفادار سیاستدانوں کا، اساتذہ و طلبہ کا اور ملت کے تمام ہی خواہوں کا دشمن یہی ہے کہ اپنے دین و مذہب اور ملک و ملت کو بچانا چاہتے ہیں۔ تو دشمنوں کے خودکاشتنہ سازشوں سے کاٹ پھینکیں۔

(انتھارٹو خط تھا۔ لہذا پہلے حصے میں اکثر عبارتوں کا خلاصہ دیا گیا ہے۔)



عقیدہ۔ نبوت کسی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائی کا ہے کہ جسے چاہتا اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے۔ حصول نبوت تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے رب سے ملنے والے قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو۔ اسے کامل عطا کی جاتی ہے جو آدمی کی عقل سے بدرجہا زاہد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے مقابلے تک نہیں پہنچ سکتی۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اور جو اسے کسی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔ جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے۔

عقیدہ۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے درمیان معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہی معنی ہیں کہ ان کیلئے حفظ الہی کا وعدہ ہو گیا جس کے سبب ان سے دور گناہ شرعاً محال ہے بخلاف آئمہ اہل بیت کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

عقیدہ۔ انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے دنیائے دنیا و جہل و غیر با صفات ذمیرہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبار سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعبد سے قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(بہار شریعت)

پروفیسر حافظ محمد کمال بٹ
صدر ادارہ فروغ تعلیم القرآن لاہور

مرزا قادیانی کائنات کا سب سے بڑا جعل ساز

مطفی علیہ السلام کے لئے۔ حال یہ رہا کہ سارے کمالات و مراتب اور القابات تو اپنے حضرت و مولانا
مفسر ہوئے اور وہ جن کے لئے سب کچھ بنایا گیا ان کے لئے بشر جیسی تعریف کافی سمجھی گئی۔

تمام انبیائے کرام کا چناؤ روزِ ازل ہوا تھا (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ) نبی معصوم عن الخطا۔ نبی تربیتِ الٰہی سے بہرِ یاب ہوتا ہے۔ نبی مطلع علی الغیب ہوتا ہے۔ نبی واجبِ التعظیم ہوتا ہے۔ نبی واجبِ الاطاعت ہوتا ہے۔ نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوتا ہے۔ نبی کے خلاف کسی مومن و مومنہ کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ امتی نبی کے حکم کو بلا چون و چرا ماننا ہے۔ خدا کا ہے جس کی نشاندہی نبی نے فرمائی۔ نبی معظم کی تعظیم سے ہٹ کر نہ کوئی تصورِ توحید ہے نہ تصورِ ربوبیت اور نہ ہی کوئی تصورِ آخرت بلکہ ہر عقیدہ اور ہر ایک عمل کی اساس نبی کی تعلیم ہوتی ہے۔

اور اب وہ زمانہ آیا بچپن کا چڑی مار، غلیظ چھپڑوں کا تیراک، فرنگ کی عدالت کا نشی، کفار فرنگ کا پودا کھلانے پر فخر کرنے والا، "ریونڈر بلٹر" نامی فرنگی سے (جو برطانوی انٹیلی جنس سیکورٹی مشن میں تھا) 1868ء میں ملاقات کرتا ہے اور چند روز بعد عدالت کی نوکری چھوڑ کر مناظر بن جاتا ہے۔ بہتر توجہ اپنی ہوائے نفس کو الہام قرار دے کر مجدد، محدث، مہدی، موعود، مسیح موعود، ظلی نبی (اصلی نبی کے من گھڑت دعوے شروع کر دیتا ہے۔

ایمان والو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پیدا ہوتے ہی پتنگھوڑے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ إِنِّي الْكَتَابُ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (سورة مريم)

میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ مجھے نبی بنایا ہوا ہے۔

اور مثیل مسیح ہونے کے جھوٹے مدعی کو برس ہا برس پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ آیا وہ صرف مناظر ہے۔ یا محدث، مہدی ہے، یا عیسیٰ۔ بالآخر خدا اور خدا کا بیٹا بلکہ خدا کی جود (ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) ہونے کے کشفوں سے لے کر جے سنگھ بہادر، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (ان کو دیکھا نہ تارہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کوئی استاد تھا اور نہ سکول ماسٹر۔ مثیل مسیح ہونے کا مدعی بڑے فخر سے اپنے اس کے نام بیان کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کوئی گھر تھا نہ ٹھکانہ۔ مثیل عیسیٰ کا من گھڑت مدعی واقعات کا مالک تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی کتاب نہ لکھی اور مثیل ہونے کا کذاب و عیویدار یہ کہ پچاس جلدوں میں لکھنے کے وعدے پر اس زمانہ میں ہزاروں کما گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کارہا ایسی نہیں کی۔ جبکہ مسیح الدجال بڑے فخر سے لکھتا ہے کہ میں نے انگریز کی حمایت میں اتنی لکھیں ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کی تائید

کیا نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ممکن ہے؟ اس کا جواب سوائے انکار اور
کے کچھ نہیں۔ تمام مسلمانوں کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے۔ بلکہ مدعی نبوت سے دلیل نبوت طلب کرنا
کفر ہے۔

قرآن پاک کی آفاقیت، جامعیت و ہمہ گیریت اور لاریب و بے مثل ہونا نیز محفوظ اور
الاتباع ہونا سب کے سب ختم نبوت کے تصور کی تقاضا ہیں۔ حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جمیع
انسان کے لئے نبی و رسول ہونا ختم نبوت ہی کا تقاضہ ہے۔

معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہے۔ خصوصاً دور میں جبکہ اسلام دشمن ممالک اور اداروں کی پشت پناہی کے ذریعے فتنہ قادیانیت نئے نئے انداز اسلام دشمنی کے حربے استعمال کر رہا ہے، اہل ایمان کو فتنہ قادیانیت سے بچانا بہت ضروری ہو چکا ہے۔ مسلمان، ختم نبوت کے معاملہ میں ہمیشہ حساس رہے۔ جب تک مسلمانوں کو غلبہ و اختیار رہا۔ بخت کو موقع نہ دیا گیا کہ وہ ختم نبوت سے منحرف ہو کے شانِ مصطفیٰ ﷺ پر انگلی اٹھا سکے۔ افسوس یہاں غلامی میں ہلا۔ مسلمان زوال کا شکار ہوئے اور سیاہ بختوں کو اسلام پر چرے کے لگانے کا موقع ہاتھ لگا۔ تثلیث پرست فرنگی نے رب کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ اللہ کا اکلوتا بیٹا قرار

انہیں تین خداؤں میں سے دوسرا خدا گھڑ لیا۔ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و شان نبوت اسے ایک بھائی۔ اس نے سب سے پہلے عظمت تصور نبوت کو پامال کرنا چاہا اور بعض شوریدہ سرافرد کو کالہ ایسی تحریروں کو فروغ دیا کہ جن سے مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو گئے۔ تاثر یہ دیا گیا کہ شاہ توحید اور تعظیم رسالت اک دوسرے سے محارب و متصادم ہیں۔ بات بات پر شرک و کفر کے فتوے مارے گئے اور پھر بتدریج فضا اس قدر رکھ رہی کہ وہ ذات اقدس جس کے نام پر سرکشانا ہر دو کامیابی سمجھا جاتا تھا۔ موضوع بحث و مناظرہ ہو گئی افسوس! بہت سوں نے قرآن پڑھا۔ مگر تنقیص

حاصل رہی جبکہ مثیل عیسیٰ ہونے کا جھوٹا مدعی خود کو انگریز کا خود کا شہ پودا کہتا رہا۔ حضرت مثیل عیسیٰ کنوارے رہے اور مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویدار دو بیویوں سے شادی کرنے کے بعد اپنے قریبی داروں کی نوجوان بچی سے، جو عمر میں اس کی بیٹیوں کے برابر تھی۔ جھوٹے الہامات تر اشتراہا، رہا، اموات و عذاب کے ڈراوے دیتا رہا، لالچ و ترغیبات دیتا رہا، اس نے بیٹے کو عاق کیا، بیوی کو دی مگر مخدئی بیگم ہاتھ نہ آئی البتہ ذلت و رسوائی نامرادی حصہ میں آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لب مردے زندہ ہو جائیں۔ مٹی کے پرند ہوا میں اڑیں۔ مادر زاد اندھے بینا ہوں، برص والے تھوڑے ہوں۔ مثیل مسیح ہونے کے مدعی کے منہ سے گالیاں صادر ہوں، عدالتوں میں معافی نامے داخل کرانے لوگوں کی موت کے دعوے کرے اور ان کی زندگی اس کی رسوائیاں بڑھائے۔ خود آفتاب گولہ گاہ میں مناظرہ کی دعوت دے اور وقت مقررہ پر گھر میں گھس کے بیٹھا رہے اور ایک سو ایک بیمار یوں کا پیٹنے لیٹرین کی موت مرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان سے ”ماندہ“ اتاریں اور مثیل عیسیٰ مدعی طاعون کو دلیل نبوت ٹھہرائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ زندہ آسمانوں پر لے جائے۔ مثیل مسیح ہونے کا جھوٹا مدعی ہیضہ و پیش کے امراض میں مبتلا ہو کر اپنے پاخانہ میں سر تاقدم لت پٹ اپنے وجود سے دنیا کو پاک کرے۔

ایمان والو! خدا نے لم یزل کی قسم، کیا ایسا شخص مثیل مسیح ہو سکتا ہے؟ نبی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جائیکہ کہ وہ اس سے بھی بلند بانگ دعاوی کی لاف زنی کرتا پھرے۔

اور سبحان اللہ! اسلام اوتاروں کا مذہب نہیں۔ اللہ کا چنیدہ دین ہے۔ اوتار و مثیل تو ہندو میں ہیں جیسے رام، کرشن، مہاویر گوتم بدھ وغیرہ وشنو کے اوتار و مثیل ہے۔ قرآن پاک تو مثیل تصور سے بالکل پاک ہے۔ اور مرزا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مثیل عیسیٰ بھی اور کرشن کا اوتار بھی۔

اگر آپ کو کسی قادیانی سے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو اس سے پوچھیں آپ ”مرزا“ کو کہتے ہیں۔ تو قادیانی یہ دیکھتے ہوئے کہ سوال کرنے والا کس حیثیت علی کا مالک ہے۔ جواب مختلف امداد دے گا۔ اگر آپ اس کی بات تسلیم کرتے ہیں تو وہ بالآخر مرزا کو مثیل محمد قرار دے گا اور اگر اس سے کہنے لگیں تو وہ پسپائی اختیار کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ یہ بھی کہہ دے گا کہ ہم تو ”مرزا“ بزرگ اور نیکو کار مانتے ہیں اور پھر آپ سے بہر صورت جان چھڑانے کی کوشش کرے گا۔

دوستو! کبھی آپ کو اتفاق ہوا ہو، کسی ایسے دکاندار کا، جو جعلی اشیاء بیچتا ہو۔ آپ اس کی تعریف کریں تو وہ ہنسنے پھلا کر اپنے مال کی تعریف کے بل باندھے گا اور اگر آپ اس کی اشیاء کی بیان کرنا شروع کر دیں تو اس کی کوشش ہوگی کہ اس شخص سے جان چھڑاؤ کہ کہیں یہ دوسرے کا

یہ حال قادیانیت کا ہے۔

قادیانیت کذب و افتراء ہے۔ جعل سازی ہے۔ تنقیص رسالت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اور قادیانیت کشتی ہے۔ رد قادیانیت پڑھئے۔ سمجھئے اور اسلام کو قادیانیت سے بچائیے۔

ایمان والو! قادیانیت ایک عفریت ہے جو اسلام اور محبت مصطفیٰ ﷺ کو ٹکنا چاہتی ہے۔ عشق اللہ اس کی موت ہے۔ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کے ہوتے ہی ”مرزے ورزے“ کی محبت نہیں ہو سکتی۔ جس دل میں مدینہ اور مدینے والا ہو اس کے لئے قادیانی سے محبت ہو وہ ”حب محمد ﷺ والا نہیں“۔

ایمان و محبت مصطفیٰ ﷺ میں وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔



مسئلہ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت حدیث حدیث کے سوا حرام اور حرام ہے۔ اور ان کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود غلطی کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا پھر ان کے یہ افعال جن کو زلت و لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا سال پہلے پر مبنی ہزار ہا فوائد و برکات کے مشر ہوتے ہیں۔ ایک لغزش نبینا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر وہ نہ ہوتی جنت نہ اترتے دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اترتیں، نہ رسول آتے نہ جہاد ہوتے اور ان محبوبات کے دروازے بند رہتے ان سب کا فتح باب ایک لغزش آدم کا نتیجہ مبارکہ و ثمرہ ہے۔ (حسنات الابوار سنینات المقربین) (بہار شریعت)

مرزا قادیانی کو موت کیسے آئی؟

مرزا قادیانی ہیضہ کا شکار ہو کر 26 مئی 1908ء کو بروز منگل بوقت ساڑھے دس بجے رات میں واصل جہنم ہوا۔ اس کی ارتقی کو مال گاڑی پر لا کر قادیان لے جایا گیا اور قادیان کی خاک والے اس مدعی نبوت کو قادیان ہی کی خاک میں دفن کر دیا گیا۔ اس ملعون ازلی کے مرض الموت تک اور پھر موت سے تدفین تک کے پروگرام کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مرض:-	ہیضہ
دن:-	منگل
وقت:-	رات
تائم:-	ساڑھے دس بجے
موسم:-	گرم
مہینہ:-	مئی
تاریخ:-	26
شہر:-	لاہور
جائے مرگ:-	نئی خانہ
دفن:-	قادیان
لاہور سے قادیان جس سواری پر لے جایا گیا۔	مال گاڑی

بندہ حقیر کی عقل و دانش کے مطابق مندرجہ بالا سارے پروگرام کی تکمیل یوں ہوئی کہ کاذب مرتد ہندوستان مرزائے قادیان نے کئی علمائے اسلام سے مہبلہ کیا۔

مہبلہ سنت خاتم النبیین ﷺ سے ثابت ہے اور مہبلہ میں جھوٹے پر اللہ کا عذاب لپک نازل ہوا کرتا ہے کیونکہ اس مہبلہ میں مرزا قادیانی نے رب ذوالجلال سے لکھ کر درخواست کی کہ مولا تو جھوٹے کو سچے کی زندگی میں مار دے۔ مہبلہ میں مرزا قادیانی جھوٹا تھا اس لئے اس کذاب

سچے حریف مولا نا امترسری کی زندگی میں مارنے کا پروگرام بن گیا لیکن سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ قادیانی کو کس مرض سے مارا جائے۔ اس سوال پر ساری بیماریاں اللہ کے حضور رجوا التجا ہوئیں۔

بخار بولا "مولا تو اس کو میرے حوالے کر میں اپنی پیش سے اس کے وجود کو جلا کر خاک۔ یاہ بنا دوں گا۔" کھانسی بولی "اللہ! تو اسے میرے حوالے کر میں اس کے پیچھے دے پھاڑ دوں گی۔" کینسر بولا "رب ذوالجلال! اسے میرے شکنجے میں دے میں اس کے پورے جسم کو پھوڑا بنا دوں گا۔ اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس کی جان قسطوں میں اٹکے گی۔"

مردرد بولا "مالک کائنات! تو مجھے اس پر مسلط کر دے اس میں اس کے دماغ کے پر فچے اڑا دوں گا۔" خارش بولی "یاحی یا قیوم! تو مجھے موقع دے میں اسے ڈانس کرا کر ماروں گی۔" غرضیکہ ساری بیماریوں نے یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے اپنے حق میں خوب سے خوب تر دلائل دیئے۔ ایک کو نے میں مسٹر ہیضہ بیٹھا تھا۔ وہ بڑے احترام سے کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کہنے لگا۔

"مولا! تیرے پاس بڑی خطرناک اور ہولناک بیماریاں ہیں میں ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں لیکن مولا! کیونکہ تیری ساری بیماریوں میں سب سے گندہ میں ہوں اور تیری ساری مخلوق میں سب سے گندہ یہ ہے۔ لہذا اصول یہی ہے کہ گندے کو گندہ مارے۔ اس لئے مرزا کو مارنے کا حق میرا بنتا ہے۔ ماحول پر خاموشی چھا گئی اور فیصلہ ہیضہ کے حق میں ہو گیا۔" پھر سوال اٹھا کہ اس کی موت کا دن کونسا رکھا جائے۔

ہر دن اللہ سے التجائیں کرنے لگا کہ مرزے کی موت کے لئے اس کا انتخاب کیا جائے تاکہ مرزا اس کے دامن میں تڑپ تڑپ کر جان دے اور وہ اسے تڑپتا پھڑکتا دیکھ کر اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کر سکے۔ لیکن منگل نے روتے ہوئے کہا۔ اے اللہ مرزا قادیانی کذاب کا کہنا تھا کہ منگل کا دن بڑا منحوس ہے۔ (واضح رہے کہ سیرت المہدی میں مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 8 پر اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حضرت صاحب منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔)

اس کے منہ سے طعن و تشنیع کے یہ نکلے ہوئے تیر میرے سینے میں پیوست ہو جاتے اور میں بلبلاتا خداوند ارب میرے ساتھ انصاف یہی ہو گا کہ اسے منگل والے دن ہی مارا جائے تاکہ رتی دنیا تک اس وائس اس پر لعنتوں کی بوچھاڑ کرتے رہیں۔ کہ دیکھو مردود جس دن کو منحوس کہتا تھا اسی دن مر گیا۔ پھر کہا تھا منگل بازی لے گیا۔

سوال اٹھا کہ اسے دن کو مارا جائے یا رات کو۔

دن کہنے لگا میرے مالک! اسے دن میں مارا جائے کیونکہ یہ اپنی نبوت کا ذبہ کا سارا کام دن میں کرتا تھا۔ لوگوں سے پیسے دن میں لیتا تھا۔ بھاری رقوم کے منی آرڈروں میں وصول کرتا تھا۔ دن میں اپنے مریدوں کی محفل سجا کر انہیں اپنے الہامات سنا دیتا تھا۔ دن میں ہی مناظرے اور مباحثے کرتا تھا۔ دن میں ہی کچہری میں رش تیں وصول کرتا تھا۔ اکثر دن میں ہی لوگوں سے بیعت لیتا تھا۔ میرے مالک! اس نے مجھ میں بڑے گناہ کئے ہیں اس لئے مرا قرض چکایا جائے اور اسے دن میں ہی مارا جائے۔

رات گلو کیر آواز میں بولی میرے خالق! اگر فیصلہ اس کے گناہوں اور سیاہ کرتوتوں کے حساب سے ہی کرنا ہے تو میرے مولا! میرے دل کے زخموں کی زبان سے زخمی داستانیں بھی سن۔ میرے مولا! پلومر کی شراب رات کو پیتا تھا۔ بھانوسے ٹانگیں رات کو دواتا تھا۔ رات کو ہی اٹلیں آکر اسے اپنی شہادت دہی سے نوازتا تھا اور اگلے دن کے لئے شیطانی پروگرام عطا کرتا تھا۔ رات کو ہی عریاں اور حیا سوز شہر کرتا تھا۔ رات کے اندھیرے میں ہی اپنی باطل تصانیف کا فعل شنیع سرانجام دیتا تھا۔ لوگوں سے سارا دن کا بٹورہ ہوا چندہ رات کو ہی گنتا تھا اور خوشی سے آوارہ قہقہے لگاتا تھا۔ رات کو ہی ٹیٹی ٹیٹی سے لالچسی کے امور پر تبادلہ خیال کرتا تھا۔ اور پھر جب یہ شیطانی کام کرتے کرتے تھک جاتا تو بستر پر دراز جاتا تھا اور پھر رات کی تاریکی اور سناٹے میں نوجوان لڑکیاں اسے پنکھا جھلے لگتیں اور یہ تنگ انسانیت حیاتی کی ہواؤں میں بے غیرتی کی نیند سو جاتا۔ رات ہچکیاں لے لے کر روتی ہوئی کہنے لگی۔ میرے مالک! میرے زیر زبان اور میرے دل کی تہوں میں ایسی ایسی داستانیں چھپی ہوئی ہیں کہ اگر شرم و حیا کا بیان کرنے کی اجازت دیں تو دن خود ہی میرے حق میں دست بردار ہو جائے گا۔

جواباً دن نے بھی تڑپ کر دلائل کی مشین گن چلا دی دونوں طرف کے دلائل بڑے وزنی تھے۔ دونوں کو راضی کرتے ہوئے فیصلہ ہوا کہ مرزا کو رات کو مارا جائے گا اور دن میں اس کا جنازہ نکالا جائے گا۔ یوں رات نے فرسٹ پوزیشن اور دن نے سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔

یہ فیصلہ تو ہو گیا کہ مرزا رات کو مردار ہو گا لیکن پھر سوال اٹھا کہ رات کے کتنے بجے مارا جائے گا۔ ایک بولا! "اسے رات کے ایک بجے کیونکہ اس نے خدائے واحد کی شان میں بڑی ہرزہ مرائی کی ہے۔" دو بولا! "اسے رات کے دو بجے ختم کیا جائے کیونکہ یہ روئے زمین پر کائنات کی دو عظیم ہستی یعنی اللہ اور رسول اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔"

تین بولا! "نہیں اسے تین بجے چوڑا جائے کیونکہ اس نے اللہ، رسول اللہ اور کتاب اللہ پر بڑا رکیک حملے کئے ہیں۔"

چار بولا! "نہیں نہیں اسے چار بجے مروڑا جائے کیونکہ یہ نبی مکیؐ کے چار پیاروں اور اللہ

دنوں سے انتہائی بغض و عناد رکھتا ہے۔

اسی طرح دیگر اعداد اپنے اپنے حق میں بڑے مضبوط اور قوی دلائل دیتے رہے۔ سب سے آخر میں "دن" اٹھا اور عرض کرنے لگا۔

"اے سمیع عظیم! اگر اسے ایک بجے مارا تو اسے ایک جرم کی سزا ملے گی۔ اگر اسے دو بجے "کلین" کیا گیا تو اسے صرف دو جرائم کی سزا ملے گی۔ اگر اسے تین بجے "ٹھاہ" کیا گیا تو اسے صرف تین جرائم کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ اگر اسے چار بجے "زرگزا" کیا گیا تو اسے صرف چار جرائم کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر رات کے بار بجے بھی اس کا "خاتمہ" کیا گیا تو اس کی فرد جرم میں صرف بارہ جرائم ہوں گے لیکن میرے مالک! اس کے جرائم ان گنت اور بے شمار ہیں۔ میرے مولا! معاشرے میں جو شخص موت سے، ہر پہلو سے، اور ہر جہت سے مجرم ہوا اسے "دس نمبریا" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہر سمت اور ہر جہت سے اسلامی دنیا کا مجرم اعظم ہے۔ لہذا اس کے تمام جرائم کو ایک "اصطلاح"، "دس نمبریا" سے بھی بڑھ کر "ساڑھے دس نمبریا" ہے۔ اسے ساڑھے دس بجے مارا جائے۔ دس کا مطلب بڑا منطقی اور عقل و دانش پر مبنی تھا۔ اس لئے فوری طور پر مرزا قادیانی کی موت کا وقت ساڑھے دس بجے مقرر ہو گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی کو کس موسم میں مارا جائے گرمی میں یا سردی میں؟

گرمی نے گرما گرم دلائل دیتے ہوئے کہا۔ اے خدا! اسے گرمی کے موسم میں مردار کر کے "مہ آریہ" کر دیں۔ گرمی کے موسم میں مرزا اس کی میت بے حیثیت ایک دو دن نکال جائے گی۔ اور گرمی میں مرزا تو اپنا عمل کفن کا غلاظت میں لتھڑا جاتا اور اوپر سے چلچلاتی ہے۔ چرائی دھوپ میت سے بدبو کے بھبھوکے پھیل جاتے ہوئے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ گرمی کے جنازے کا جلوس جہاں سے گزرے گا بدبو کی تاب لاتے ہوئے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ گرمی کے جنازے کا جلوس جہاں سے گزرے گا بدبو کی تاب لاتے ہوئے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ گرمی کے جنازے کا جلوس جہاں سے گزرے گا بدبو کی تاب لاتے ہوئے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ گرمی کے جنازے کا جلوس جہاں سے گزرے گا بدبو کی تاب لاتے ہوئے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔

گرمی کے دلائل سننے کے بعد سردی نے گرمی کی افادیت پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے گرمی کے حق میں اظہار ہونے کا اعادہ کیا۔

موسم گرما کا طے ہو گیا لیکن پھر سوال اٹھا کہ مہینہ کونسا رکھا جائے؟

موسم گرما میں آنے والے سارے مہینے ماہر قانون دان کی طرح اپنے اپنے حق میں خوب سے خوب تر دلائل دیتے گئے۔ لیکن ماہ مئی سب پر سبقت لے گیا۔ مئی رب کے حضور نہایت ادب اور احترام کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

اے رب ذوالجلال! موسم گرما کا آغاز مجھ ہی سے ہوتا ہے۔ میرے آتے ہی لوگ کہنے لگتے ہیں کہ گرمی آگئی اور گرمی سے نمٹنے کے انتظامات کرنے لگتے ہیں۔ ویسے تو سارے مئی میں گرمی اپنے اوج پر ہوتی ہے، لیکن اگر مئی کے آخری عشرے کا انتخاب کر لیا جائے تو یہ سونے پہ سہاگے والا کام ہوگا۔ مرزے کی موت کا جشن بھی جو بن پر ہوگا۔ میری نوکیلی اور آگ برساتی ہوئی کریمیں مرزے کے جسم پر بدبو، نقص اور سڑاند کے ایسے طوفان اٹھائیں گی کہ الامان والحفیظ۔ اس کے علاوہ میرا ایک قدرتی حق کی بنیاد ہے کہ مئی اور م سے مرزا قادیانی۔ م سے مئی اور م سے ہی مسیح کذاب۔ م سے مئی اور م سے مینارۃ المسیح۔ م سے مئی اور م سے مرتد۔ ماہ مئی بولے جا رہا تھا اور سارے مینے چپ سادھے اس کے دلائل سن رہے تھے فیصلہ میرٹ پر ہو گیا اور مئی فاتح قرار پایا۔ پیسے نے انتہائی سرعت کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے گرم جوشی سے مئی سے مصافحہ کیا اور فرط مسرت سے بنگلگیر ہو گیا کہ اچھی ٹیم تیار ہو رہی ہے۔ پھر سوال اٹھا کہ مئی کی تاریخ کون سی رکھی جائے؟

ہر تاریخ کو باری باری بولنے کا موقع دیا گیا۔ ساری تاریخوں نے یہ ”سعادت“ حاصل کرنے کے لئے دلائل و براہین کے دریا بہا دیئے لیکن جب 26 تاریخ نے اپنے انمول دلائل دینے شروع کئے تو ساری تاریخیں اس کی ذہانت اور فطانت پر عیش عیش کر اٹھیں اور ماحول علم و حکمت کی ہواؤں سے جھومنے لگا۔ 26 تاریخ اللہ کے حضور التجا کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”رب السموات والارض! اس نبی کا ذب کا پورا نام ”مرزا غلام احمد قادیانی نبی فرنگ“ ہے اگر اس کے پورے نام کے حروف تہجی کو گنا جائے تو وہ پورے چھپیس بنتے ہیں اس لئے یہ میرا قدرتی اور فطری حق ہے۔

پھر 26 تاریخ نے مرزا قادیانی کے پورے نام کے حروف تہجی گنواتے ہوئے کہا۔

مرزا =	م۔ر۔ز۔ا =	4
غلام =	غ۔ل۔ا۔م =	4
احمد =	ا۔ح۔م۔د =	4
قادیانی =	ق۔ا۔د۔ی۔ا۔ن۔ی =	7
نبی =	ن۔ب۔ی =	3
فرنگ =	ف۔ر۔ن۔گ =	4
ٹوٹل =		26

26 مئی کی انوکھی ہزالی اور اچھوتی دلیل پر سب نے اسے مبارک باد دی اور انہیں مبارک بادوں

26 تاریخ کو گولڈ میڈل دے دیا گیا۔

26 تاریخ مقرر کرنے کے بعد پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی کو کس شہر میں مارا جائے خدا کی دھرتی پر مارے شہر جموں یا پھیلا پھیلا کر اللہ سے یہ مراد طلب کرنے لگے ہر ایک نے رب العزت کو اپنی کے بارے میں اپنے غم و غصہ سے آگاہ کیا۔

مرزا اور اپنی باری پر بڑے وقار سے اٹھا اور گویا ہوا۔

اللہ اکبر شہر تیرے رسول ﷺ کے دشمن کو دبوچنے کے لئے ترپ رہا ہے اس کی ترپ اپنے پیچھے ہڈیاں لئے ہوئے ہے۔ لیکن اے مختار کل! اس کا میرے ذمہ ایک قرض ہے جو مجھے چکانا ہے۔ وہ کہ جس قبل اس دجال نے تیرے ولی کامل پیر عمر علی شاہ گولڑوی کو مارا اور کی بادشاہی مسجد کا قلعہ دیا تھا۔ جواب میں حضرت پیر صاحب نے کہا تھا اے مرزا قادیانی تو بادشاہی مسجد ایک ہزار پر تو چڑھ جا اور دوسرے پر میں چڑھ جاتا ہوں اور دونوں چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا۔ اگر تم بھوٹا ہوگا وہ مر جائے گا۔ اس دن میں بڑا خوش تھا کہ شکار قابو آ گیا۔ اور اپنے نصیبوں پر فخر کرتا تھا۔ لیکن عین وقت پر عیار مرزا قادیانی میدان سے فرار ہو گیا اور میں دانت پستارہ گیا۔ اور آج تک انتقام کے شعلوں میں جھلس رہا ہوں۔ میرا جو دانگا رہ بن چکا ہے۔ کریم! تو اسے مار دے کہ تیرے نام کے لئے اپنے جھلنے ہوئے کلیجے کو ٹھنڈا کر سکوں۔ مولا! میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس کے جنازے کے ساتھ جو سلوک لاہور کے جیالوں نے کرتا ہے وہ کوئی اور شہر نہیں کر سکتا۔ اور میں اپنی دور بین نگاہوں سے یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ 1953 کی ختم نبوت کی تحریک میں ہمارا مائیں اپنے دس ہزار پیچھے جوان بیٹے تیرے نبی ﷺ کی عزت و ناموس پر نثار کر دیں گی۔

اللہ مقدمہ خوب لڑا اور فاتح ٹھہرا۔

اسٹریٹ نے زیر لب مسکراتے ہوئے لاہور کو مبارک باد دی اور آنکھوں کی زبان سے گفتگو کرتے ہوئے انشاء اللہ جلد ہی لاہور میں ملاقات ہوگی۔

مسئلہ تو طے ہو گیا کہ مرزا قادیانی لاہور میں مرے گا۔ لیکن پھر یہ سوال اٹھا کہ لاہور میں کس مقام پر؟ سوال سنتے ہی ”مٹی خانہ“ جست لگا کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے مالک! لوگ میدانوں میں سمرائوں میں مرتے ہیں۔ کوساروں میں مرتے ہیں۔ سمندروں میں مرتے ہیں۔ فضاؤں میں مرتے ہیں۔ شاہراہوں پر مرتے ہیں۔ گلیوں میں مرتے ہیں۔ مکانوں میں مرتے ہیں۔ کمروں میں مرتے ہیں۔ برآمدوں میں مرتے ہیں۔ باورچی خانوں میں مرتے ہیں۔ مکانوں میں مرتے ہیں۔ حتیٰ خانوں میں مرتے ہیں۔ لیکن مٹی خانوں میں کوئی نہیں مرتا۔ کریم! میری بھی ایک حیثیت ہے، ایک مکمل وقوع ہے، میرا بھی ایک جغرافیہ ہے۔ ایک موت میرے اندر بھی ہو جائے۔ اگر اس

جیسا گندہ انسان بھی مجھ میں نہ مرا تو قیامت تک مجھ میں کوئی نہیں مرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی لپکیاں لے لے کر رونے لگا۔ رب العزت کو اس پر ترس آگیا اور فیصلہ دینی خانہ کے حق میں ہو گیا۔ نے فوراً لپکیاں روک لیں اور ایک زوردار قہقہہ لگایا اور پورا ماحول زعفران زار بن گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی کو فتنے کس شہر میں کیا جائے؟

سوال سنتے ہی سارے شہر پر یڈ کرتے ہوئے سپاہیوں کی طرح الٹ ہو گئے۔ تین قادیانی اجازت طلب کر کے سب سے پہلے اپنا خطاب شروع کیا۔ قادیان رہا پتا بے مکان بولتا ہوا کہ اے عادل اعظم! اس نے میری کوکھ سے جہنم لیا۔ میری فضاؤں اور ہواؤں میں پلا بڑھا۔ اس کے ساتھ میرا نام لکھا۔ مجھے ہی اس نے نبی نبوت کا مرکز بنایا۔ اس کے برپا کردہ فتنہ کو میرے منسوب کیا جانے لگا یعنی فتنہ قادیان۔ اس لعین نے میرے وجود کو گالی بنادیا۔ میری عزت خاک دنی۔ دنیا میں مجھے ذلیل و رسوا کر دیا۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ دیگر شہر مجھے مذاق اور غصہ لے۔ میرے دن کاٹوں پر اور میری راتیں انگاروں پر بسر ہونے لگیں۔

اب اسے فتنے کرنے کا پروگرام ہے تو میری یہ التجا ہے کہ میری دھرتی پہ پلنے والا یہ زہر بلا میرے ہی سپرد کیا جائے تاکہ قبر میں لٹا کر میں اس کی پسلیاں توڑ سکوں۔ لپکتے شعلوں میں اسے جلا سکوں۔ برستے کوڑوں میں اس کی چپٹیں سن سکوں۔ بچھوؤں کو اس کے غلیظ دماغ پر ڈنک مارتا دیکھ سکوں اور سانپوں کو اس کی آوارہ زبان نوچتے ملاحظہ کر سکوں۔ مولا! یہ میرے ارمان ہیں جو میرے دل کی ایک لمبی مدت سے بھل رہے ہیں۔ خداوند! میری یہ التجائیں قبول کر لے۔ قادیان کے دلائل اسے حقیقت تھے کہ فوراً قادیان کے حق میں فیصلہ سنا دیا گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی مرے گا تو لاہور میں اور فتنہ قادیان میں ہوگا۔ اس کے جنازے کس سواری پر رکھ کر قادیان لے جایا جائے؟

یکہ بولا! اے میرے حوالے کر دے میں دولتیاں جھاڑ جھاڑ کر اس کا منہ توڑ دوں گا۔ کار بولی! اے میرے حوالے کر دے میں راستے میں کسی ویرانے میں جا کر پتھر بوجاؤں گی۔ یہ وہیں گل سڑ جائے گا۔

بس بولی! اجا جبار اسے مجھ میں سوار کر دے میں راستے میں خراب ہو جاؤں گی۔ تو یہ سڑاوند سے ہر کر دو گنا ہو جائے گا۔ باقی قادیانی دھکا لگا کر پھول کر چو گئے ہو جائیں گے۔

آخر میں مال گاڑی بولی! اے تمہارا یکے میں انسان سفر کرتے ہیں۔ کار میں بھی انسان سفر کرتے ہیں۔ اور بس میں بھی انسان سفر کرتے ہیں۔ لیکن مجھ میں بھیڑ بکریاں، گدھے، گھوڑے، بھینس، دھن، گائیں، بھینسیں، مرغیاں، بٹھیں، کتے اور خنزیر لاد کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاؤں

اے عادل اعظم! یہ انسان کے روپ میں جانوروں سے بدترین مخلوق ہے۔ لہذا اس کو جگہ میں سوار ہونے کا حق بنتا ہے۔ لہذا میں آپ کی عدالت میں بڑی عاجزی اور انکساری سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے میرا حق عنایت کیا جائے۔ مال گاڑی کے دلائل بڑے وزنی تھے۔ لہذا مال گاڑی کو اس کا مال دے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام مکمل ہو گیا۔ اور سیل کر دیا گیا۔

وقت مست خرام ندی کی طرح چلتا رہا۔ لیل و نہار کی گردش جاری رہی۔ سورج مشرق کی کوکھ سے طلوع ہو کر مغرب کی لمحہ میں ڈوبتا رہا۔ کئی گھنٹیں ہوئیں اور کئی شاہیں گزر گئیں۔ آخر 26 مئی آگیا۔ کون آگیا۔ مسٹر ہیضہ مسلح ہو کر لاہور پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی 26 مئی بروز منگل اپنے ایک مرید کے واقعہ برائے روڈ لاہور وارد ہوتا ہے۔ مریدوں کے ہجوم میں شیطانی گفتگو کا دور چل رہا ہے۔ دن کی مسافت طے کر کے اپنے اجالوں سمیت رخصت ہو چکا ہے۔ رات کی جادوگر نے اپنی سیاہ زلفیں لٹک کر تاریکیوں کے خیمے گاڑ دیئے ہیں۔ رات کے کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ دسترخوان بچھ گیا ہے۔

ہاں! مرید، مرغ، جلود، فرنی، تیز اور شیر اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ اور خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں۔ پیٹ کا اس مرزا قادیانی دونوں ہاتھوں اور تیس دانتوں سے کھانے کا صفایا کر رہا ہے۔ کہیں مرغے پہ حملہ نہیں، کہیں شیر پر یلغار ہے۔ کہیں پلاؤ سے دست پنچ ہے اور کہیں فرنی پہ شب خون ہے۔ پیٹ کا منکا بھر رہا ہے لیکن نیت کا منکا خالی ہے۔ سامنے ہیضہ کھڑا مسکرا رہا ہے اور حملے کے سنگل کا منتظر ہے۔ آن واحد اس ہیضہ ماہر کمانڈر کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے۔ پیٹ کو چھانہا ہوا لیٹرین کی طرف بھاگتا ہے۔ فارغ ہو کر آتا ہے کہ فوراً دوسرا دست ٹھاہ کر کے آتا ہے۔ پھر گولی کی رفتار سے لیٹرین کی طرف دوڑتا ہے۔ کمزوری اور نقاہت جسم پر قبضہ کر لیتی ہیں۔ جب فارغ ہو کر آتا ہے تو رات کو سورج نظر آ رہا ہوتا ہے۔ چار پانی پر لٹا دیا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہمت نہیں رہتی کہ اٹھ کر لیٹرین میں جائے۔ چار پانی کے ساتھ عارضی لیٹرین بنا دی جاتی ہے۔ مسٹر ہیضہ اپنی سپیڈ تیز کر دیتے

دست مشین گن کی گولیوں کی طرح وارد ہونے لگتے ہیں۔ دستوں اور زندگی میں دست بدست لڑائی ہونے لگتی ہے۔ مرزا قادیانی چار پانی پر گر گیا ہے۔ مضیں ڈھیلی پڑ گئی ہیں۔ ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے ہیں۔ نتھنے پھیل رہے ہیں۔ آنکھیں پتھر رہی ہیں اور انگریزی نبوت کا جسم "نوسٹ" کرتا ہے۔ قادیانی بھاگ بھاگ ڈاکٹروں کو لے آتے ہیں۔ ڈاکٹر انگریزی نبی کے جسم میں انگریزی ٹیکے لگا رہے ہیں۔ لیکن فاتح مرزا قادیانی "مسٹر ہیضہ" مرزا قادیانی کو چاروں شانے چت کر کر سینے پر سوار ہو چکا ہے۔ دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں آہستہ آہستہ رینگ رہی ہیں۔ لیجئے ساڑھے دس بجے ہیں چند ساعتیں

بالی ہیں۔ موت گھڑی دیوار عبور کر چکی ہے۔ اور فرشتہ اجل نے فولادی ہاتھوں سے غلیظ جسم سے روح لال لی ہے۔ اور مرزا قادیانی زندگی کی بیچ پر ہیضہ کی تباہ کن باؤ لنگ سے کلین بولڈ ہو گیا ہے۔ فضاؤں

میں قادیانی زبانوں کی چھین بلند ہوتی ہیں۔ نالہ و شیون شروع ہو جاتے ہیں۔ گریہ و زاری کا بازار گرم ہو گیا ہے۔ کفر بے سہارا ہو گیا ہے۔ ابلیس کا لاڈ لا بیٹا داغ مفارقت دے گیا ہے۔ ملکہ و کنور یہ کا چہیتا ہمال مر گیا ہے۔ فرنگی کا نبی انتقال کر گیا ہے۔ ٹیچی ٹیچی کا یار انا توڑ گیا ہے۔ میلہ کذاب کا ساڈ و منہ سوڑا ہے۔ جھوٹ کا ابا مر گیا ہے۔ خباثت کا تیا فوت ہو گیا ہے۔ دجل و فریب کا خالو چل بسا ہے۔ عربی و فاشی کو پھوپھا خاموش ہو گیا ہے۔ اور گالیوں کا ہیڈ ماسٹر جنم میں ٹرانسفر ہو گیا ہے۔

مرید کے گھر میں مرزا قادیانی کی لاش پڑی ہے۔ بد بو نے اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیے ہیں۔ لاہور میں مرزا قادیانی کی موت کی نوید مسرت باد صبا کی طرح پھیل جاتی ہے۔ اور عاشقانِ رسول اہل لاہور اس فرنگی نبی کو ”کڑا ہی توپوں“ کے اکیس اکیس ”کڑا ہی گولوں“ کی سلامی دینے کی خفیہ تیاری شروع کر دیتے ہیں۔

گھروں کا سارا کوڑا کرکٹ کڑا ہیوں میں ڈال کر چھتوں کی منڈیروں پر رکھ دیا جاتا ہے۔ برانڈ روڈ سے مرزا قادیانی کا جنازہ نکل کر ریلوے سٹیشن روانہ ہوتا ہے۔ جو نبی جنازے کا جلوس مرید کے گھر سے سرکتا ہے مرزے کی لاش پر ”کڑا ہی توپوں“ کی سلامی شروع ہو جاتی ہے۔ کڑا ہیوں کے گولے لگا میں قہقہے کرتے ہوئے آتے ہیں اور مرزا قادیانی کا منہ چوم چوم جاتے ہیں۔ ایسی تاریخی ”کڑا ہی باری“ ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی غلاظت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ حفاظت کے لئے آئے ہوئے سپاہیوں کی وردیاں بھی غلاظت سے بھر جاتی ہیں۔ بڑی مذمت اور مرمت کے بعد میت کو ریلوے سٹیشن پر لایا گیا۔ میت کو قادیاں لے جانے کے لئے مال گاڑی میں بٹنگ کرائی جانے لگی۔ لیکن جب اصول پرست اکابر ریلوے افسر کو پتہ چلا کہ مرزے کی موت ہیضہ سے ہوئی ہے تو اس نے ریلوے قانون کے مطابق یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ ہیضہ ایک وبائی مرض ہے۔ اس لئے خطرہ کے پیش نظر میت کو بک نہیں کیا جاسکتا۔ قادیانی بھاگ بھاگ اعلیٰ انگریز افسر کے پاس پہنچے اور رو کر کہنے لگے۔ جناب آپ کا انگریزی نبی ریلوے سٹیشن پر بے یار و مددگار پڑا ہے۔ مسلمان ہتھ دھوا کر رہے ہیں۔ اور ہم آپ کے بنائے ہوئے نبی کے خادم ذلت کی خاک چاٹ رہے ہیں۔ اعلیٰ ریلوے حکام کی طرف سے پیشکشِ حکم کے تحت میت کو مال گاڑی میں بک کیا جاتا ہے اور مرزا قادیانی مکروں، چھتروں، دنبوں، گائیوں، بھینسوں، گدھوں، گھوڑوں، مرغیوں، بظوں اور خنزیروں کی رفاقت میں قادیاں روانہ ہو جاتا ہے۔ قادیاں میں چند نفوس اس کا نام نہاد جنازہ پڑھتے ہیں اور پھر قادیان کی غلاظت کو قادیان میں گاڑ دیا جاتا ہے۔

آتش فشاں ہے زمیں ایسی جگہوں سے کہ جہاں!
لقمہ خاک ہوئے زہر اگلنے والے

عبد الرزاق

شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی

عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی جناب محمد عربی ﷺ

قرآن پاک کی وہ آیت سنائیے جس میں نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے؟

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم

النبيين و کان اللہ بکل شی علیما (سورہ احزاب)

”میں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور

خاتم النبیین کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔“

ختم نبوت کے بارے میں وہ حدیث رسول ﷺ سنائیے جس میں نبی اکرم ﷺ نے

والے جھوٹے نبیوں کے بارے میں بتایا ہے؟

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه

يكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا

يكون بعدی۔ (رواہ مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری

امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں،

والہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔“

مدعی نبوت سے جو دلیل بھی طلب کرے وہ بھی کافر ہے، یہ فرمان کس کا ہے؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

مدعی نبوت کیلئے جو استعارہ کرے، وہ بھی کافر ہے۔ یہ فرمان کس کا ہے؟

ج: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

س: صحابہ رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا۔

ج: مسئلہ ختم نبوت پر..... مسیلمہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد۔

س: پہلے شہید ختم نبوت کا نام بتائیے؟

ج: حضرت حبیب الرحمن بن زید انصاری۔

س: جنگ یرامہ میں کتنے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے؟

ج: بارہ سو۔

س: جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بتائیے؟

ج: سات سو۔

س: اس مسئلہ میں سب سے پہلا جھوٹا مدعی نبوت کون ہے؟

ن: اودسی
م: مکه

ن: کیا کوئی سبب محنت و ریاضت سے جی بن سکتا ہے؟

بوت ایف و بی اور عطائی منصب ہے۔ وہی سس محنت و ریا

نہیں کہیں گے کہ یہ کلام اللہ ہے نہ یہ نہیں

میں، ابی ہام سر ب ہیں ہوتا۔ ہری ہام سر د ہوتا۔

ہاروں عیسیٰ، ہوس عیسیٰ، ہین بیوے بی سررا قادیان

کمال دینا ہے کہ فی رجب کسی روز ان کا شکر ادا ہو۔

ج: نہیں، نہی کہ تعلیم و تربیت کا فائدہ اللہ کے

س: کہا کوئی نئی وراثت چھوڑتا ہے؟

ج: نہیں لیکر۔ مرزا قادیانی نے الکھولہ کی اور اثرت جھوٹ

س: کما ہر نمی اسی جگہ دفن ہوا جمال اس کا وصال ہوا؟

ج: جی ہاں..... ہر سحانی و ہ:

مروڈ لاہور کی لیٹرین میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی، نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کر کے نبی بنا ہے۔ کیا رکے نبی بن سکتا ہے؟

جی نہیں..... کوئی شخص اطاعت کر کے نبی نہیں بن سکتا۔ اگر اطاعت سے نبی بن سکتے

سے بڑھ کر کون اطاعت کرنے والا تھا۔

کیا اسلام میں ظلی و بروزی نبوت کا کوئی تصور ہے؟

جی نہیں..... یہ نظریہ قادیانیوں کا من گھڑت ہے۔

قرآن پاک

ایک سو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسو دیں۔

حضرت عیسیٰ قلیہ السلام جب ز

152

دور در تک کے پیرے۔

حضرت سی علیہ السلام آسمان سے زمین پر پیسے اریں

۲۷

سُحُورُتِی عَلَیْهِ سَلَامُ ۛ نَزُوں س سہریں ہو ۛ

حرف = عیسوی، قمری

از: فخری کریم

حضرت عیسیٰ / عمار

ایک سال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نزول کے

؟

حضرت شعیب علیہ السلام

- س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس چیز سے قتل کریں گے؟
 ج: اپنے نیزے سے۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس مقام پر قتل کریں گے؟
 ج: فلسطین میں، مقام "لد" پر۔
 س: نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز کس کے پیچھے پڑھیں گے؟
 ج: حضرت امام مہدی علیہ السلام۔
 س: قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کس شہر میں بتاتے ہیں؟
 ج: سری نگر، کشمیر، محلہ خانپار۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس مقام پر دفن ہوں گے؟
 ج: حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔
 س: مرزا قادیانی نے مقام "لد" سے کون سا شہر مراد لیا ہے؟
 ج: لدھیانہ۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے کس مشہور مذہبی نشان کو توڑیں گے؟
 ج: صلیب۔
 س: دجال کس چیز پر سواری کرے گا؟
 ج: گدھے پر۔
 س: دجال کی نشانی کیا ہوگی؟
 ج: اس کے ماتھے پر کافر "ک، ف، ز" کی صورت میں لکھا ہوگا۔
 س: دجال کس آنکھ سے کاتا ہوگا؟
 ج: بائیں آنکھ سے۔
 س: دجال کن دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا؟
 ج: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، کیونکہ وہاں فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔
 س: دجال کے ساتھ کتنے یہودیوں کا لشکر ہوگا؟
 ج: ستر ہزار۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دجال کی کیا حالت ہوگی؟
 ج: دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر یوں پکھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔

- س: دجال کون سے بڑے دعوے کرے گا؟
 ج: نبوت اور خدا کی دعویٰ۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نام کیا ہوگا؟
 ج: حضور اکرم ﷺ کے نام پر آپ کا نام محمد ہوگا۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے والد محترم اور والدہ محترمہ کا کیا نام ہوگا؟
 ج: حضور ﷺ کے والدین کے نام پر آپ کے والد محترم کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ ہوگا۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کس کی اولاد سے ہوں گے؟
 ج: حضور اکرم ﷺ کی اولاد سے۔
 س: کیا امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت ہیں؟
 ج: نہیں..... دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں؟
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سے پہلے کس کا ظہور ہوگا؟
 ج: امام مہدی علیہ السلام کا۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کس مقام پر لوگوں سے بیعت لیں گے؟
 ج: حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان۔
 س: امام مہدی علیہ السلام کتنے سال حکومت کریں گے؟
 ج: سات سال۔
 س: قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کیا ہے؟
 ج: اللہ کا نبی اور رسول (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی بیوی کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: ام المؤمنین (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کے ساتھیوں کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: صحابہ کرام (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی بیٹی کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: سیدۃ النساء (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی باتوں کو کیا کہتے ہیں؟

- ج: احادیث (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے خاندان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: اہل بیت (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: قمر الانبیاء (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے شہر قادیان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مدینۃ المسیح (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی قادیان کے سالانہ جلسے کی حاضری کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: ظلی حج
- س: قادیانی قرآن اور قادیان کا کیا تعلق بتاتے ہیں؟
- ج: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے، (نعوذ باللہ)
- س: قادیانیوں کا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔
- ج: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مکہ اور مدینہ سے روحانیت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اب
- فحش بھی روحانیت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قادیان کا رخ کرے۔
- س: قادیانی مرزا قادیانی کی عبادت گاہ کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مسجد اقصیٰ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے 313 گماشتوں کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: اصحاب بدر (نعوذ باللہ)
- س: جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ کون ہے؟
- ج: کافر
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو مرد مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کون ہے؟
- ج: سور، حرام زادہ، کجی کا بیٹا (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو عورت مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، وہ کون ہے؟
- ج: کتی، حرام زادی، کجی کی بیٹی (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی جب کلمہ پڑھتے تو ”محمد“ سے مراد کیا لیتے ہیں؟
- ج: مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- س: قادیانی، باعث تخلیق کائنات کسے کہتے ہیں؟
- ج: مرزا قادیانی کو (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق اب مکہ اور مدینہ منورہ والی برکات کہاں نازل ہوتی ہیں؟
- ج: قادیان پر۔ (نعوذ باللہ)
- س: سادات کے بارے میں قادیانیوں عقیدہ کیا ہے؟
- ج: اب سید صرف وہ ہوگا جو مرزا قادیانی کی اولاد سے ہوگا۔ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی، بہشتی مقبرہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟
- ج: ایسا قبرستان جہاں دفن ہونے والے بہشتی ہیں۔
- س: بہشتی مقبرے میں دفن ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟
- ج: دفن ہونے والا اپنی آمدن کا دسواں حصہ قادیانی جماعت کو دے، لیکن قادیانی اور اس
- کی اولاد کیلئے کوئی شرط نہیں۔
- س: مرزا قادیانی کیسے پیدا ہوا؟
- ج: مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں جڑواں پیدا ہوا، میرے ساتھ میری ایک بہن پیدا ہوئی،
- دونوں اہل، پھر میں نکلا اور میرا سر اس کے پاؤں میں پھنسا ہوا تھا۔
- س: مرزا قادیانی کی ماں کا کیا نام تھا؟
- ج: چراغ بی بی عرف سمیٹی
- س: مرزا قادیانی کو بچپن میں کس نام سے پکارا جاتا تھا؟
- ج: دسوندی
- س: مرزا قادیانی کو بچپن میں تیرنے کی بھی عادت تھی۔ بتائیے کہاں تیرتا تھا؟
- ج: قادیان کے چھپر میں۔
- س: بچپن میں مرزا قادیانی کن پرندوں کو پکڑ کر سرکنڈوں سے ان کے گلے کاٹا کرتا تھا؟
- ج: چڑیوں کے۔
- س: مرزا قادیانی کو اس کے باپ نے اپنی پنشن لینے بھیجا لیکن مرزا قادیانی پنشن کی رقم
- کر کے بھاگ گیا، بتائیے وہ رقم کتنی تھی؟
- ج: سات سو روپیہ۔

- س: قادیانی مرزا قادیانی کے خاندان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: اہل بیت (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: قمر الانبیاء (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے شہر قادیان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مدینۃ المسیح (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی قادیان کے سالانہ جلسے کی حاضری کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: ظلی حج
- س: قادیانی قرآن اور قادیان کا کیا تعلق بتاتے ہیں؟
- ج: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے، (نعوذ باللہ)
- س: قادیانیوں کا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔
- ج: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مکہ اور مدینہ سے روحانیت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اب
- فحش بھی روحانیت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قادیان کا رخ کرے۔
- س: قادیانی مرزا قادیانی کی عبادت گاہ کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مسجد اقصیٰ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے 313 گماشتوں کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: اصحاب بدر (نعوذ باللہ)
- س: جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ کون ہے؟
- ج: کافر
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو مرد مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کون ہے؟
- ج: سور، حرام زادہ، کجی کا بیٹا (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو عورت مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، وہ کون ہے؟
- ج: کتی، حرام زادی، کجی کی بیٹی (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی جب کلمہ پڑھتے تو ”محمد“ سے مراد کیا لیتے ہیں؟
- ج: مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

- س: مرزا قادیانی کوئی شراب پیا کرتا تھا؟
ج: ای پلو مری تاکہ وائن۔
س: مرزا قادیانی شراب کے علاوہ اور کون سا نشہ کرتا تھا؟
ج: افیم۔
س: مرزا قادیانی کا استاد بھی نشہ باز تھا، بتائیے وہ کونسا نشہ کرتا تھا؟
ج: افیم۔
س: مرزا قادیانی ایک دفعہ نہا نہا تا ڈوب چلا تھا، بتائیے کہاں؟
ج: قادیان کے چھوڑ میں۔
س: مرزا قادیانی ریشمی ازار بند (نالہ) استعمال کرتا تھا، کیوں؟
ج: کیونکہ سوئی ازار بند میں گرہ پڑ جاتی تھی اور پیشاب کپڑوں میں نکل جاتا تھا۔
س: مرزا قادیانی رات کو سوتے وقت کون سا لباس پہنتا تھا؟
ج: غرارہ۔
س: مرزا قادیانی رات کو سوتے وقت غرارہ کیوں پہنتا تھا؟
ج: تاکہ پیشاب کرنے میں سہولت رہے۔
س: مرزا قادیانی کو دن میں کتنی دفعہ پیشاب آتا تھا؟
ج: سو مرتبہ۔
س: مرزا قادیانی گھر کی ساری چابیاں اکٹھی کر کے کہاں رکھتا تھا؟
ج: ازار بند کے ساتھ باندھ لیتا تھا۔
س: گھر والوں کو مرزا قادیانی کی آمد کا دور سے ہی پتہ چل جاتا تھا، کیسے؟
ج: کیونکہ مرزا قادیانی سارے گھر کی چابیاں اکٹھی کر کے ازار بند کے ساتھ باندھ لیتا تھا اور جب وہ چلتا تھا تو چابیوں کے آپس میں ٹکرانے سے چمن چمن کا میوزک پیدا ہوتا تھا اور یہ میوزک بتاتا تھا کہ مرزا قادیانی آ رہا ہے۔
س: مرزا قادیانی کے پاؤں کو جب زیادہ سردی لگتی تو کیا کرتا تھا؟
ج: اوپر نیچے دو دو جرابیں پہنتا کرتا تھا۔
س: مرزا قادیانی جوتی کیسے پہنتا تھا؟
ج: دایاں پاؤں بائیں میں اور بائیں پاؤں دائیں میں۔

- س: مرزا قادیانی کی سیاحی کی دوا کیسی تھی؟
ج: پرانے جوتے کی دوا تیار کھی تھی۔
س: مرزا قادیانی قمیض کے بٹن کیسے لگاتا تھا؟ لگا کر دکھائیں؟
ج: اوپر والا بٹن نیچے والے کاج میں اور نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں۔
س: مرزا قادیانی سر کو تیل کیسے لگاتا تھا؟
ج: سر پر تیل لگانے کے بعد ہاتھوں کو جو تیل لگا رہتا، اسے کپڑوں پر مل کر ہاتھ صاف کر لیتا۔
س: مرزا قادیانی کا گڑ اور مٹی کے ڈھیلوں والا لطیفہ سنائیے؟
ج: مرزا قادیانی کو پیشاب بہت آتا تھا، اس لیے ایک جیب میں مٹی کے ڈھیلے رکھا کرتا تھا۔
س: مرزا قادیانی کے ساتھ استنجا کر لیتا تھا اور مٹی کے ڈھیلے منہ میں ڈال لیتا تھا۔
س: مرزا قادیانی کو عرف عام میں کس نام سے پکارا جاتا تھا؟
ج: گاماں کا نا۔
س: مرزا قادیانی کے سب سے تیز رفتار فرشتے کا نام بتائیے؟
ج: ٹیچی ٹیچی
س: وہ کون سی بیماری تھی جو مرزا قادیانی کو ڈانس کراتی رہتی تھی؟
ج: خارش۔
س: اس عورت کا نام بتائیے جو مرزا قادیانی کی ٹانگیں دبا یا کرتی تھی؟
ج: بھانو۔
س: مرزا قادیانی کی موت کس جگہ پر واقع ہوئی؟
ج: لیٹرین۔
س: جب عارف ربانی حضرت میاں شیر محمد شرجی پوری رحمہ اللہ قادیان جا کر مرزا قادیانی کے مراقبہ کیا تو انہیں کیا نظر آیا؟
ج: انہیں قبر میں ایک باؤلا کتا نظر آیا جو قبر میں دیوانہ وار چکر لگا رہا تھا۔
س: مرزا قادیانی کی ذلیل موت پر کہا گیا پنجابی زبان کا کوئی مشہور شعر سنائیے؟
ج: دو کڑیاں دوکانے مرزا مو یا مٹی خانے
س: مرزا قادیانی کی کوئی انگریزی وحی سنائیے؟

ج: I Love You

I am with you

I shall help you

س: مرزا قادیانی کی کوئی سی دودماغی بیماریوں کے نام بتائیے؟

ج: مرق، ہسٹیریا

س: مرزا قادیانی روٹی کیسے کھاتا تھا؟

ج: پہلے نوالہ توڑ کر منہ میں ڈال کر چباتا اور انگلی سالن میں ڈبو کر زبان پر لگاتا۔

س: مرزا قادیانی شاعری بھی کرتا تھا، اس کا کوئی ایک شعر سنائیے؟

ج:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

س: یہ الفاظ کس مجاہد ختم نبوت کے ہیں؟

”جو شخص نبی اکرم ﷺ کی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنی ماں بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔“

ج: ”حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ رحمہ اللہ“

س: کس بزرگ ہستی نے یہ پیش گوئی کی کہ مرزا قادیانی آئندہ چوبیس گھنٹے میں

واصل ہو جائے گا؟ اور یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی؟

ج: حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ صاحب

س: یہ الفاظ کس عظیم عاشق رسول عالم دین کے ہیں؟

”مسلمانوں کے بایکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔“

ج: حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ

س: یہ لاکر کس مجاہد اسلام کی ہے؟

”قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ

لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔“

ج: حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ

س: یہ الفاظ کس محسن ملت اسلامیہ کے ہیں؟

”قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔“

ج: حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ

س: اس بزرگ ہستی کا نام بتائیے جنہوں نے قادیانیت کو خارش زدہ کتے سے بدتر قرار دیا ہے؟

ج: جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ

س: تحریک ختم نبوت 1953ء کی قیادت کس شخص نے فرمائی؟

ج: مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ

س: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مرزا طاہر کو کب اور کہاں دعوت مبہلہ دی؟

ج: 24 اکتوبر 1988ء بمقام مینار پاکستان، لاہور۔

س: بوقت وصال یہ کس ہستی کے الفاظ تھے ”روشنی آ رہی ہے، پردے ہٹا دو۔“

ج: صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمہ اللہ

س: یہ کس بزرگ کا قول ہے

”قادیانی کو قتل کرنا رضائے الہی کا موجب ہے“

ج: خطیب ختم نبوت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ رحمہ اللہ

س: وہ کون سا قادیانی تھا جو آخری وقت اپنا پاخانہ کھاتا رہا؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: وہ کون سا قادیانی خلیفہ تھا جو بوقت موت کتے کی طرح بھونکتا تھا؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: اس ملعون قادیانی سائنس دان کا نام بتائیے جس نے پاکستان کے بارے میں یہ

امرائی کی تھی:

”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک کہ آئین میں کئی گئی ترمیم (قادیانی غیر

مسلم ہیں) واپس نہ لی جائے۔“

ج: ڈاکٹر عبدالسلام۔

س: وہ کون سا قادیانی خلیفہ تھا جس نے اپنی ساری بیٹیوں سے منہ کالا کیا؟

ج: مرزا بشیر الدین محمود

س: مرزا قادیانی کا کون سا بیٹا ”افلام بازی“ میں مشہور تھا؟

ج: مرزا بشیر احمد۔

س: کس قادیانی خلیفہ کا تفصیلی طبی معائنہ کرنے کے بعد دنیا کے ایک بہت بڑے اور
نے یہ جملہ کہا تھا:

”میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔“

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: جب غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شام رسول راجپال کو جہنم رسید کیا تو ایک قادیانی
لیڈر نے اس موقع پر مندرجہ ذیل بکواس کیا:

”وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کیلئے خون میں ہاتھ رکتے پڑیں۔“ یہ بکواس
کس لیڈر کی ہے؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: قادیانیوں کو کس تاریخ کو کافر قرار دیا گیا؟

ج: 7 ستمبر 1974ء۔

س: وزیراعظم لیاقت علی خان کو کس نے قتل کرایا؟

ج: وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی۔

س: بتائیے! یہ زہریلے الفاظ کس قادیانی سربراہ کے ہیں؟

”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان
بنا اصولاً غلط ہے۔“

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: بتائیے! یہ غدارانہ الفاظ کس قادیانی سربراہ کے ہیں؟

”ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کیلئے دونوں قومیں (ہندو
مسلم) جدا جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو
جائے، بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔“

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: ”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم
کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔“

بتائیے یہ مہلک جملہ کس قادیانی سربراہ کے گندے منہ سے وارد ہوا؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: اس قادیانی وکیل کا نام بتائیے، جو مسئلہ کشمیر کا وکیل بن کر سلامتی کونسل میں گیا اور
اسی لمبی اور بے ہودہ تقریریں کر کے اس نے مسئلہ کشمیر کے مقدمے کا استیانس کر دیا؟

ج: ظفر اللہ قادیانی۔

س: مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کس کی مکمل اطاعت کا حکم دیا؟

ج: انگریزوں کی اطاعت کا۔

س: مرزا قادیانی نے اسلام کے کس ستون کو حرام قرار دیا؟

ج: جہاد۔

س: ربوہ کے ہشتی مقبرے میں بڑے بڑے قادیانی کیوں اماٹناؤن کیے گئے؟

ج: کیونکہ قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان ٹوٹے گا، اور جب
پاکستان ٹوٹے گا تو ہم لاشیں یہاں سے نکال کر قادیان لے جا کر دفن کر دیں گے۔

س: اسرائیل میں کتنے قادیانی فوج میں بھرتی ہیں؟

ج: چھ سو۔

س: قادیانی اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد کیوں نہیں رکھ سکتے؟

ج: کیونکہ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں اور مسجد شیعہ اسلام میں سے ہے اور
ان کافر شعراء اسلام استعمال نہیں کر سکتا۔

س: مسلمان قادیانیوں سے نفرت کیوں کرتا ہے؟

ج: کیونکہ قادیانی مرتد، زندقہ، گستاخ رسول اور ختم نبوت کے باغی ہیں۔ اس لیے ہر
مسلم سے نفرت و بے زاری ہر مسلمان کی دینی غیرت کا تقاضا ہے۔

س: شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں کرنا چاہیے؟

ج: کیونکہ شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات ساز ادارے اپنے منافع میں سے ایک
حصہ قادیانی جماعت کو دیتے ہیں اور وہ رقم ہمارے آقا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور آپ
ﷺ کی امت کے خلاف خرچ کی جاتی ہے۔ لہذا جو شخص جان بوجھ کر قادیانی مصنوعات خریدتا ہے وہ
اللہ کے رسول کا معاون و مددگار ہے۔

س: بتائیے! قادیانیوں کی مشہور کتاب ”تذکرہ“ سے کیا مراد ہے اور قادیانیوں کے

ایک اس کا کیا مقام ہے؟

ہارون الرشید (روزنامہ ”جنگ“)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

مرزا غلام احمد قادیانی کی سرکاری نبوت پر بحث ہوتے ایک صدی ہونے کو آئی۔ اب اس کے تمام گوشے منور اور آشکار ہو چکے۔ اب اگر کوئی آدمی اندھا ہو تو اس کا کیا علاج، ورنہ سامنے کا ہے کہ کیا کوئی پیغمبر اپنے عہد کے سامراج کا شاخوٹا ہوتا ہے۔ سوال صرف اتنا سامنے نہیں، سوال یہ کہ انگریزی استعمار نے مرزا کی سرپرستی کیوں کی۔ اس کم شکل، بے اصل اور کم سواد آدمی کی؟ لے لے کہ استعمار کو اہل ایمان کی حمیت و غیرت سے خطرہ درپیش تھا جو جہاد کے عمل میں متشکل ہو کر پہاڑوں کو سر کا سکتی ہے۔

یہی قبیلہ انگریز کا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے، مسلمانوں کی دینی حمیت کا خاتمہ کرنے کے لئے شاطر انگریز کو دوسری چیزوں کے علاوہ ایک جعلی نبوت سازگار قادیانی ٹولے کو نظر انداز کر دیا جاتا، جیسا کہ مذہب کو بندے اور خدا کا ذاتی معاملہ قرار دینا انگریزی طبقہ بالعموم کرتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا؟

ختم نبوت کے مسئلے کو نظر انداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے پیکر میں بلکہ امت مسلمہ کے پیکر میں ہلاک کر دینے والے کینسر کو قبول کر لیا جائے۔ اگر امت نے ایک جعلی نبی کو اور استعمار کی برداری کرنے والی ذریت کو برداشت کر لیا تو وہ اس طرح کے دوسرے فتنوں کو بھی برداشت کرنا آمادہ ہو جائیں گی۔ وہ غیرت و حمیت سے محروم ہو جائے گی۔ وہ اپنی ہستی، شناخت، شخصیت اور کھودے گی اور کار کہ حیات میں اس کا کوئی جواز ہی باقی نہ رہے گا۔

اسلام کی ساری عمارت ختم نبوت پر استوار ہے۔ حجاز میں فرشتے نہیں اترے تھے، ریگ سحرش کینوں نے اللہ کا پیغام ابوتاسم علیہ السلام کی زبان سے سنا اور ان کی میلی رُوحیں اُچلی ہو گئیں۔ تعلیم اور رہنمائی کا شمر تھا کہ بیٹیوں کو زندہ گاڑ دینے والے وحشی، حیوانوں اور درختوں کی حفاظت لگے۔ انہی کے دہن مبارک اور نمونہ عمل سے روشنی پا کر خاندان کا ادارہ محترم و مقدس ٹھہرا۔ ہزاروں رشتہ دار کا حق فاقق ہوا۔ اجنبیوں اور مسافروں کی حفاظت بستیوں کی ذمہ داری قرار پائی۔ بندوں

کے حقوق کی طرح معتبر اور لازم ہو گئے، وہی تھے جنہوں نے تعلیم کو لازم ٹھہرایا اور آشکار کیا کہ انسان کا ہر ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر برائی کا بدلہ دیا جائیگا۔ انسانی زندگیوں کا احترام انہی نے قائم کیا۔ اللہ کے حکم سے اس کے بندوں کو آشنا کیا کہ ایک انسان کا قتل تمام بنی نوع انسان کے قتل کے برابر اور ایک معصوم جان کی حفاظت تمام آدمیت کی حفاظت کے مترادف ہے۔

الحی کے قائم کردہ تمدن سے ٹور لے کر دوسری اقوام نے وحشت سے نجات حاصل کی۔ شہر آباد ہوئے، در سے اور جامعات وجود میں آئیں۔ سائنسی تحقیقات کے دروازے کھلے اور محنت کو اکرام ملا۔ اللہ کی زمین پر کوئی بشر سانس نہیں لیتا جس کی گردن پر اللہ کے آخری رسول کا احسان نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایک عمارت کے سینکڑوں ستونوں میں سے ایک ستون گرا دینا چاہے، جس کے نیچے کئی ہزار پناہ پاتے ہوں تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ پھر وہ کس سلوک کا مستحق ہے، جو اللہ اور تہذیب کی عالمگیر عمارت کے دو ستونوں میں سے ایک ستون کو ڈھانے پر تیار ہو؟ اور یہ دو ستون کون سے ہیں۔ معراج کی شب ان کے درمیان دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ تھا اور سدرۃ المنتہی کے جڑیں ایں کے پر جلتے تھے۔

اولیٰ کیا ہے؟ ناشکر اور جلد باز آدم زاد کیا ہے؟ خدا کی کائنات میں وہ کیا معنی رکھتا ہے، اگر وہ انسان کی طرح محض کھانے پینے، اوڑھنے اور اپنا حصہ طلب کرنے میں لگا رہے۔ اگر وہ ازلی وابدی انسان کا نگہبان نہیں اور اگر وہ ان کے لئے آمادۂ ایثار نہیں۔

بے خبر کو کیا خبر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ لیکن قرآن مجید بار بار ان کا ذکر کرتا ہے اور ان میں پڑھ جانے والے درود میں ان کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ قاری کا ذہن سوال کرتا ہے کہ ان کا کیا مقام تھا، جس نے انہیں اللہ کے دوست (خلیل اللہ) کا مقام عطا کیا۔ قرآن مجید ارشاد کرتا ہے۔

کان ابراہیم حنیفاً

ابراہیم یکسو تھے۔ شک و شبہ، بڑبڑاہیدہ خیالی اور پراگندہ ذہنی نام نہاد دانشوروں کو مبارک ہو۔ اسلام یقین، ایمان اور یکسوئی پر استوار ہے۔ اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں اور نبیوں پر ایمان، یوم القیامت پر ایمان۔ یہ منزل مراد تک جانے والا سیدھا، سچا اور یقینی راستہ ہے۔ اگر کسی کو نجات مطلوب ہے تو وہ چلتے جاؤ۔ اگر تم اس کائنات میں ایک زندہ انسان کی طرح چلنے اور اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ہو تو ایک واضح عقیدہ اور نصب العین اختیار کرو۔ اور اگر تم محض تماشا شانی ہو، حجر اور شجر کی طرح ہو، تو اللہ کی طرح عارضی ہو، سطحی اور بے معنی ہو تو ”دانشوروں“ کے ساتھ خیالات اور شکوک کی باتیں نہ کرو۔ لیکن پھر تم حشر کے میدان میں جمع کئے جاؤ گے تو تمہارے پاس ملال کے سوا کوئی چیز نہیں ہوگا اور یہ کیسا ہلاک کر دینے والا اثاثہ ہے۔

یہ تو پوچھ لو کہ کفن کو کپڑا کتنا لگے گا۔ پھر اس کے ماموں نے اس کے چچا سے پوچھا کہ کیا قبر کا
 چھانٹا گیا ہے؟ اس کے چچا نے کہا کہ قبر کا بندوبست تو میں صبح ہی کر آیا تھا اور اپنے سامنے ہی کھدائی
 کی گئی تھی۔

اسے پتہ چلتا ہے کہ باہر دریاں بچھ گئی ہیں۔ محلے دار دریوں پر بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔ اندرون
 کے والے عزیز واقارب بھی پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس نے سنا کہ ملتان سے اس کی بہن کا
 ایک بھائی اس نے تاکید اکیا ہے کہ میں فوراً آ رہی ہوں۔ میرے آنے سے پہلے میرے بھائی کا جنازہ
 اٹھا جائے۔

ایک ایک اس کے کانوں میں ایک خوفناک آواز پڑتی ہے۔
 "میت کو غسل کے لئے تیار کرو اور غسل کا سارا سامان لے آؤ" یہ غسل کی آواز تھی۔
 غسل کے حکم پر چند نوجوان اس کی چار پائی اٹھا کر گھر کے صحن کے ایک کونے میں رکھ دیتے ہیں
 اس کے لئے ارد گرد چادریں تان دیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا بھائی اس کی کلائی سے اس کی
 "راڈ" گھڑی اتارتا ہے۔ جو اس نے اپنے ایک دوست سے دہی سے منگوائی تھی۔ پھر اس کے
 سونے کی انگوٹھی اتاری جاتی ہے جو اس کی ساس نے اسے اس کی منگنی کے دن پہنائی تھی۔
 اس کی ہاتھ تلاشی لی جاتی ہے اور اس کی جیب سے ہزاروں روپے اور کاغذات نکالے جاتے ہیں۔ وہ
 اس سے اس ڈرامہ کا کٹ دیکھتا ہے جس کی اس نے آج ہی ایڈوائس بنگلہ کرائی تھی اور کل دوستوں
 کے ساتھ امر آرت سینٹر میں وہ ڈرامہ دیکھنا تھا۔ اس کی قمیض اتار دی جاتی ہے۔ اس کی خوبصورت
 دلہن کی پینٹ جو اس نے آج ہی پہنی تھی اس کے جسم سے جدا کر دی جاتی ہے۔ اب اس کے جسم
 کا ایک جاکتہ رہ جاتا ہے۔ وہ غسل سے چیخ چیخ کر کہنا چاہتا ہے کہ خدارا! میرا جاکتہ نہ اتارنا میں
 کا ہوا جاؤں گا، لیکن اس کی زبان تو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکی تھی۔ غسل کے بے رحم ہاتھ
 اس اور اس کا واحد تن پوش جاکتہ بھی اتر جاتا ہے۔ اس تنگ دھڑنگ کو اٹھا کر نہانے والے پٹے پر
 پھینک دیتے ہیں۔ پھر پانی اور پانی کی آواز آتی ہے۔ اچانک ٹھنڈے پانی کا ایک ڈونگا اس کے جسم پر گرتا
 ہے۔ وہ کانپتا چاہتا ہے لیکن کانپ نہیں سکتا۔ پھر دھڑا دھڑا اس پر پانی کے ڈونگے گرنے لگتے ہیں۔ پھر
 اس کے ہاتھ سخت ہاتھوں سے اس کے جسم پر صابن ملنے لگتا ہے۔ اسے التماسیدھا کرتا ہے۔ کبھی کسی پہلو
 پر اور کبھی کسی پہلو پر نہلانے کے بعد اسے کفن پہنایا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں روٹی ٹھونس دی
 جاتی ہے۔ مگر کاچھڑ کا ڈھونڈا ہوتا ہے۔ کفن پر دھک بورد بکھیر دیا جاتا ہے۔ اور اسے اٹھا کر جنازے کی چار پائی
 پر اٹھاتا ہے اور چار پائی کو اٹھا کر گھر کے صحن میں رکھ دیا جاتا ہے۔ سینکڑوں مرد و زن اس کا چہرہ دیکھنے

محمد طاہر عبدالرزاق

وفا

وہ دن بھر کا تھا کہ ماندہ رات کو گھر پہنچا تو سامنے کمرے میں لگے گھریال نے بارہ دفعہ نکل کر
 اس کا استقبال کیا۔ وہ اپنے بیڈروم میں داخل ہوا۔ بستر پر پہنچتے ہی اس نے اپنا جسم بیڈ پر یوں گرا دیا
 کوئی تھا کہ ہارمز دور منزل پر پہنچ کر سر سے بھاری گھڑی زمین پر پھینک دیتا ہے۔
 اس میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ کپڑے بدل سکے۔ اس کا انگ انگ در در کر رہا تھا۔ اس
 کمرے کی لائٹ بجھائی اور بستر پر دراز ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیے
 اعصاب کو سکون دینے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں پہنچ چکا تھا۔ رات
 بچھلے پہر وہ خواب دیکھتا ہے کہ
 وہ مر چکا ہے۔ اس کے والدین، بہن بھائی اور بچے اس کی چار پائی کے گرد گھیر ڈالے ہیں
 رہے ہیں۔ وہ ان کی ولد و آوازیں سن رہا ہے۔ لیکن جواب نہیں دے سکتا۔ اس کا منہ کپڑے سے
 باندھ دیا جاتا ہے۔ کہ کہیں منہ میز ہانہ ہو جائے اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹخنوں کے قریب رہی
 دی جاتی ہیں۔ تاکہ ٹانگیں کھل نہ جائیں۔ وہ سنتا ہے کہ اس کے گھر کے ٹیلی فون سے اس کے
 اقارب کو اس کی موت کی اطلاع دی جا رہی ہے۔ وہ یہ بھی سنتا ہے کہ اس کے بھائی شہر میں رہتے
 عزیز واقارب کو اس کی موت کی خبر سننے جا رہے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ محلے کی عورتیں گھر میں
 شروع ہو گئی ہیں۔ اچانک وہ مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے آواز سنتا ہے کہ کوئی منادی اعلان کر رہا ہے۔
 "حضرات ایک ضروری اعلان سنئے، چوہدری افضل حسین تقضائے الہی سے انتقال کر
 ہے۔ اس کا جنازہ ٹھیک چار بجے اس کے گھر سے اٹھایا جائے گا۔ تمام حضرات سے اپیل کی
 جاتی ہے کہ وہ جنازہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔"
 وہ یہ خوفناک اعلان سن کر چننا چاہتا ہے لیکن قوت گویائی سلب ہو چکی ہے۔ وہ اٹھ کر بھاگتا
 لیکن اعضا حکم ماننے سے بغاوت کر چکے ہیں۔ پھر اس نے سنا کہ اس کا چچا اپنے بیٹے سے کہہ رہا
 اور کفن سینے والے درزی کا انتظام کرو۔ پھر اس کا ماموں اس کے چچا سے کہہ رہا تھا کہ پہلے محلے

کے لئے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ چیخوں کا ایک طوفان اٹھتا ہے، آنسوؤں کا ایک سیلاب بہہ جاتا ہے۔ اس کی بیوی اور بہنیں اس کے اوپر گر جاتی ہیں۔ اس کے والدین اور بچے رورور کرنا حال ہو جاتے ہیں۔ اچانک مسجد سے پھر ایک اعلان ہوتا ہے۔

”حضرات الفضل حسین کا جنازہ تیار ہے، جو احباب جنازے میں شامل ہونا چاہتے ہوں وہ مرحوم کے گھر فوراً پہنچ جائیں۔“

چار پانچ نو جوان جنازے کی چارپائی کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ گھر کی عورتیں ہوتی ہیں، لیکن وہ کلمہ شہادت کی ایک زوردار صدا لگا کر جنازے کی چارپائی اٹھا لیتے ہیں۔ ادھر جنازہ ہے، ادھر چیخوں کی خوفناک آندھی سے ماحول تھر تھرا اٹھتا ہے۔ جب جنازہ گھر سے نکلا تو اس نے اس کی نئی سوز کی گاڑی جو اس نے پچھلے مہینے ہی خریدی تھی باہر گلی میں کھڑی ہے۔ بازار سے آگے کا جنازہ گزر رہا تھا تو اسے محلے کی وہ دکانیں نظر آ رہی تھیں جہاں وہ بچپن میں گھر سے اچھل کر سلف لینے کے لئے آیا کرتا تھا۔ راستے میں اسے وہ کھیل کا میدان بھی نظر آیا جہاں وہ بچپن میں اس کے ساتھ گلی ڈنڈ اور فٹ بال کھیلا کرتا تھا۔ راہ میں اسے اپنا سکول نظر آیا جہاں ہر سال پاس ہونے والے والد صاحب اس کو پھولوں کے ہار پہنایا کرتے تھے۔ سفر کرتے کرتے جنازہ، جنازہ گاہ میں پہنچا۔ یہ جنازہ گاہ اس نے پہلے بھی کئی دفعہ دیکھی تھی، لیکن ہر دفعہ جنازہ کسی اور کا ہوتا تھا اور وہ نماز جنازہ کے لئے آتا تھا۔ لیکن آج جنازہ اس کا اپنا تھا اور دوسرے جنازہ پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ جنازہ پر رکھ کر لوگ وضو کے لئے چلے گئے۔ جو نبی لوگ واپس آئے، فضا میں ایک گرجدار آواز گونجی۔

”تمام بھائی نماز جنازہ کی نیت سن لیں۔“ یہ نماز جنازہ پڑھانے والے مولوی صاحب کی آواز تھی۔

انہوں نے کہا:

”چار تکبیر نماز جنازہ، فرض کفایہ، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے، دعا واسطے اس حاضرمیت کے، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس امام کے“

اس کے بعد امام صاحب نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا۔ اس نے سوچا کیا ان لوگوں کو نماز اس کی نیت نہیں آتی۔ لیکن جلد ہی اس کے ضمیر نے جواب دیا کہ تجھے بھی تو یہ سب کچھ نہ آتا تھا تو لوگوں کے جنازے ایسے ہی پڑھا کرتا تھا۔ اس جواب سے اس کی خوب تسلی ہو گئی۔

نماز جنازہ شروع ہونے سے قبل جب صفیں تیار ہو چکی تھیں، اچانک اس کے منہ پر صاحب جمع کے سامنے آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر میرے مرحوم بیٹے نے کسی کا قرض دیا ہو

اس کے لئے لے سکتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ادھر اس کے والد صاحب نے یہ اعلان کیا ادھر اس کا بیٹا تھا جس سے اس نے پچاس ہزار روپے لینے تھے اور کئی دفعہ رقم طلب کرنے پر وہ اسے آج تک ملتا تھا۔ صفوں سے باہر نکلا اور پوری آواز سے چلا کر سارے مجمع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں نے افضل حسین سے پچاس ہزار روپے لینے تھے، لیکن میں اس کا دوست ہونے کے واسطے اسے معاف کرتا ہوں۔“

اسی غل غل کا یہ اعلان اس پر دوسری موت طاری کر گیا اور وہ سوچتا رہ گیا کہ شقی القلب دنیا موت کے لئے کسی مذاق سے نہیں چوکتی۔ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور جنازہ سوئے قبرستان روانہ ہو جاتا ہے۔ کلمہ گارے کی چارپائی رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ قبر کے گڑھے کو دیکھ کر اللہ اللہ کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ جنازہ کی چارپائی کی ایک سائیز کو کھولا گیا۔ ایک باہمت نو جوان آگے بڑھا اور اس نے اس کی سر پر مٹھی رکھی اور اس کے سر اور پاؤں پکڑے۔ کلمہ گارے کا ایک زوردار درد ہوا اور وہ لوگوں کے بازوؤں کے سہارے زمین سے زیر زمین جا چکا تھا۔ قبر نے اسے اپنے پیٹ میں لٹالیا تھا۔ اس کا منہ قبلہ رخ کیا گیا۔ پھر اس نے اپنے محلے کے ایک بزرگ، جسے چاچا کے نام سے پکارا جاتا تھا کی آواز سنی۔

”اوقات کم ہے، شام کے سائے بڑھ رہے ہیں۔ جلدی سے سلیں رکھو اور مٹی ڈالو۔“

یہ آواز سن کر اس کے جسم میں ایک زلزلہ آ گیا۔ اس کا اہل دنیا کے ساتھ یہ آخری مصافحہ تھا۔ قبر پر مٹی ڈالی گئی۔ پھر ایک دم لوگوں نے قبر پر مٹی گرانی شروع کر دی۔ قبر میں ہولناک اندھیرا چھا گیا۔ اس کے باہر والے انسانوں کو دیکھ تو نہ سکتا تھا لیکن ابھی کسی سوراخ سے اسے ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اس وقت اس کے دل میں سخت حسرت پیدا ہوئی کاش ان آوازوں میں اس کے بیوی کی آوازیں بھی ہوتی۔ قبر کو مٹی سے مکمل ڈھانپ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی باہر سے آنے والی لاشیں ہٹا دی گئیں۔

پھر اس قدر اندھیرا چھا گیا کہ اسے قبر کی دیواریں بھی دکھائی نہ دیتی تھیں۔ اسے اس گھٹا ٹوپ میں اپنے ارد گرد اور پرچیچے سانپ اور بچھونظر آرہے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی ابھی اس پر اپنا زہریلا ڈنک آزمائے گا اور جلا کر خاک سیاہ بنا دے گا۔

ایک ایک خوفناک آواز آتی ہے اور قبر اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہے۔ وہ سخت حیران ہوتا ہے کہ اس کی ساری قبروں نے اپنے مردوں کو قبروں سے باہر پھینک دیا ہے۔ سارے قبروں والے خوف میں مبتلا ہیں۔ قبروں کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ حشر کے میدان کی طرف بھاگو۔ جہاں تم سے حساب کا حساب لیا جائے گا۔ سب سر پٹ حشر کے میدان کی طرف اس سرعت و تیزی سے بھاگتے

ہیں کہ تھوڑی دیر میں وہ حشر کے میدان میں موجود ہوتے ہیں۔

میدان حشر میں ان گنت انسان جمع ہیں۔ لوگ سخت گھبراہٹ میں ہیں اور ریوڑوں کی طرح ہلچل مچا رہے ہیں۔ سورج کی تمازت سے انسانی جسموں سے چربی پکھل رہی ہے۔ سوکھ کر کاٹنا ہو گئی ہیں۔ شدت پیاس سے ہونٹ اور زبانیں پھٹ چکی ہیں۔ بھوک کا یہ عالم ہے کہ کہنوں تک اپنا گوشت کھا چکے ہیں۔ انسانی رشتے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکے ہیں۔ کل غمگسار اور پرسان حال نہیں۔ ماں باپ اولاد کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ اور اولاد ماں باپ کو دیکھ کر گریہ کرتی ہے۔ کہ کہیں کوئی ہم سے نیکی نہ مانگ لے۔ ہر انسان نفسی نفسی پکار رہا ہے۔ زمین اس قدر گرم ہے کہ پادشاهیں نکلتے۔ ہر انسان اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہے۔

اچانک وہ دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا گردہ میدان حشر کی ایک سمت کو بھاگا جا رہا ہے۔ وہ اس سے بھاگ رہا ہے جیسے بکریوں کا ریوڑ حملہ آور شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے، لیکن اسے محسوس ہوتا ہے کہ کسی سکون گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ وہ اس گردہ کے ایک فرد کو روک کر پوچھتا ہے کہ تم لوگ کدھر ہو؟ اسے بتایا جاتا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر جناب محمد مصطفیٰ شافع روز حشر ﷺ کا دربار لگا۔ پریشان حال لوگ شفاعت رسول ﷺ حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ شافع حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں اور اپنے پیارے امتیوں کو جام کوثر بھر کر پلا رہے ہیں اور جو ایک جام اسے پھر دوبارہ پیاس نہیں لگے گی۔ اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ پروانہ شفاعت حاصل کر کے کوثر پانی کو سونے جنت جا رہے ہیں۔ اب ان پر کوئی غم نہیں وہ شاداں و فرحاں ہیں، ان کے ستاروں سے زیادہ تابناک ہیں اور ان کے قلوب اطمینان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ جنت کی ان کے لئے چشم براہ ہیں۔ رضوان جنت ان کے استقبال کا منتظر ہے۔ یہ فرحت بخش منظر دیکھ کر ڈوبا ہوا اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا اور وہ شافع رسول ﷺ کا پروانہ اور جام کوثر حاصل کرنے کے لئے دوڑنے لگا۔ لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی غیر مرئی طاقت نے اسے روک لیا ہے۔ قدموں میں کسی نے میخیں ٹھونک دی ہیں۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کا ضمیر اس کی راہ میں ایسا بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کا ضمیر ایک شعلہ بیاں مقرر کی طرح بے ٹکانہ بولنے لگا۔ اس کا ضمیر کہتا ہے ”اے بے وفا و بے مروت انسان! کس منہ سے شافع حشر ﷺ کے پاس جا رہا ہے۔ ان سے کیا تعلق؟ تیرا ان سے کیا واسطہ؟ تیرا ان سے کیا رشتہ؟ تجھے ان سے کیا محبت ہے؟ ان سے کیا چاہت ہے؟ تیری زندگی میں جب تو جوان تھا، مرزا قادیانی نے شافع حشر ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ مرزا قادیانی اور اس کے بد معاش ساتھیوں کی ساتی کوثر ﷺ کی شان میں ہرزاء سرائی کی۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرور کائنات ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید میں مرزا قادیانی نے تحریف و تبدل کیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ مرزا قادیانی نے اپنی بکواسات کو احادیث رسول کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ مرزا قادیانی نے اپنے مرتد ساتھیوں کو صحابہ رسول کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ مرزا قادیانی نے اپنے چیلوں چانٹوں کو اصحاب بدر کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ پیارے نبی ﷺ کے پیارے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دی گئیں۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ سید الکائنات ﷺ کی ازواج مطہرات کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیوی کو ”ام المؤمنین“ کہا گیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

محسن انسانیت ﷺ کے پیارے شہر مکہ و مدینہ کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے منحوس شہر ”قادیان“ کو مکہ و مدینہ کہا گیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ تیرے سامنے اسلام لٹا رہا۔ قرآن لٹا رہا۔ رسول رحمت ﷺ کے امتی مرتد ہو کر قادیانی بننے رہے اور تو دولت سینے میں مست رہا۔ تیرے کانوں پہ کبھی جوں تک نہ رہیں۔ اتنے بڑے حادثوں نے تیرے دل پر کبھی چوٹ نہ لگائی۔ اتنے بڑے سانحوں نے کبھی تجھے متغیر نہ کیا۔ اب بتا تیرا رسول ﷺ سے کیا تعلق؟ تیرا رسول ﷺ سے کیا ناتا؟ وہ حشر کے میدان میں اپنے ضمیر کے سامنے لا جواب کھڑا ہے۔ ضمیر کے سوالوں نے اسے گھائل کر رکھ دیا ہے۔ ضمیر اس کو ایک زوردار دھکا مارتا ہے اور کہتا ہے چل اب جہنم کو۔ جہاں کے لپکتے شعلے تیرے منتظر ہیں۔ جہاں کے بچھو اور سانپ تیرے انتظار میں اپنے ڈنک لئے بیکراری سے لوٹ رہے ہیں۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس کے منہ سے ذبح ہوتے بکرے کی طرح ایک دردناک چیخ نکلتی ہے۔ اس کی ہولناکی سے وہ خواب سے بیدار ہو جاتا ہے۔ وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کا جسم پسینے سے لرز رہا تھا۔ تھوڑے اوسان بحال ہوئے تو اس نے سنا کہ محلے کی مسجد سے صبح کی اذان کی آواز آرہی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جانشین کہہ رہا تھا۔

اشھد ان محمد رسول اللہ

اشھد ان محمد رسول اللہ

وہ آنکھیں کھول کر دیوانہ وار اُدھر اُدھر دیکھنے لگتا ہے۔ اچانک اس کی نظر سامنے لگے کیلنڈر پر پڑتی ہے جس پر جلی حروف میں لکھا تھا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مجاہدین ختم نبوت کے ایمان افروز واقعات

ایسے جذبے کو سلام:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے محاذ ختم نبوت پر گرفتار خدشات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شررگ پر نشتر تھا۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نور الدین نارووال سے لکھوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ اُس وقت صاحب فراش تھے۔ چاروں طرف سے اٹھائیں جاتا تھا۔ لیکن عشق رسول ﷺ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ نور الدین دندنا تا پھرے اور یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر نارووال لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر نور الدین اور اُس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نور الدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

ہار نہیں ہتھکڑیاں لاؤ:

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمہ اللہ تقریر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو ایک رضا کار نے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال دیا۔ صاحبزادہ نے ہار کو توڑا اور سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی جانب پھینک کر فرمایا میرے عزیز یہ وقت ہار پہننے کا نہیں۔ سرور کوئین محمد مصطفیٰ ﷺ کی آبرو کو خطرہ درپیش ہوا۔ میں ہار پہنوں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لاؤ، ہمیں پابہ زنجیر کر کے دیکھو کہ ہمارے ماتھے پر شکن بھی آتا ہے۔ اس کے بعد اپنے مخصوص انداز میں صاحبزادہ نے موتی بکھیرنے شروع کئے۔ جلسے پر ایک سکوت طاری تھا اور صاحبزادہ صاحب حسب عادت ساون بھادوں کی طرح برس رہے تھے۔ صاحبزادہ کی تقریر سے مسلمانوں کے جذبہ ایمان کو اس طرح ابھارا کہ بسا اوقات لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس طرح رات کے 12 بجے تک جلسہ ہوتا رہا۔ (تحریک ختم نبوت 1953ء صفحہ 279)

گلوں نے آکے مستی میں گریاں چاک کر ڈالے

چمن میں ہم نے کچھ غزل خواہوں بھی دیکھے ہیں

اہل اللہ کی نظر میں:

حکیم نور الدین بھیروی قادیانی ایک دفعہ حضرت میاں صاحب کے پاس مہاراجہ جموں کے لئے لائے گیا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا نام نور الدین ہے۔ حکیم نے کہا ہاں۔ فرمایا قادیان میں ایک کلام احمد نام کا پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ بعد ایسے دعوے کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں۔ روح محفوظ میں اُس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو۔ اس سے تعلق نہ رکھنا، دور دور رہنا ورنہ اُس کے نام بھی دوزخ میں پڑو گے۔ حکیم صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ فرمایا تم میں الجھنے کی عادت ہے۔ یہی تم لوگوں لے جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اور کبھی موعود بنا اور حکیم نور الدین اس کا خلیفہ اول بنا اور اُس کے دین کو پھیلایا۔ یہ شخص بڑا عالم تھا۔ مرزا قادیانی کو بہت کچھ سکھایا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ گمراہ ہوا۔

(”حیات طیبہ“ صفحہ 409، از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

بہادر ماں:

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
”ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا والدہ صاحبہ بمعہ میری اہلیہ اور اپنے بیٹے سلمان گیلانی کے، جس کی عمر اس وقت سوا دہ سال کی تھی، بیٹھے ہوئے ہیں۔ والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگالیا، ماتھا چومنے لگیں۔ حال احوال پوچھا، اُن کی آواز گلو گیر تھی۔ سپرنٹنڈنٹ نے محسوس کیا کہ وہ رورہی ہیں۔ میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اماں جی! آپ رورہی ہیں۔ بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کر دے تو آپ اسے ساتھ لے جائیں۔ ابھی معافی ہو جائے گی۔ میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اُسے جواب دے سکوں۔ والدہ صاحبہ تڑپ کر پولیس کیسے دستخط، کہاں کی معافی ایسے دس بیٹے حضور ﷺ کی عزت پر قربان کر دوں۔ میرا رونا تو شفقت مادری ہے۔ یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہو گیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔“

(تحریک ختم نبوت 1953ء، صفحہ 532، 533)

سرور کوئین سے سر کا سودا ہو چکا

ہم نہ پوچھیں گے امین کیا بھاء ہے بازار کا

ختم نبوت کانفرنس ربوہ:

طارق محمود صاحب خانیوال کے ایک زاہد و متقی نوجوان ہیں۔ انہوں نے ختم نبوت کانفرنس میں اپنا خوش قسمت واقعہ یوں بیان کیا۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ مسلم کالونی ربوہ کی عظیم الشان مسجد کے باہر لوگوں کا کیف و مستی میں ڈوبا ہوا ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور کسی کا منتظر ہے۔ میں نے لپک کر کسی سے پوچھا، کون آ رہا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ دریائے چناب کی جانب سے جناب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کے چنڈال کی طرف تشریف لارہے ہیں۔ میں پوری قوت سے اس جانب بھاگا۔ دیکھا تو آقا محمد ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ میں نے سلام کی سعادت حاصل کی۔ عرض کیا۔ آقا کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا میرے کچھ غلاموں نے میری عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ میں بھی شرکت کے لئے آیا ہوں۔“

اور حج حیرت میں ڈوب گیا:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں میانوالی سے قافلے گرفتاری کے لئے لاہور جاتے تھے۔ قافلہ میں میاں فضل احمد موچی بھی جا کر گرفتار ہو گیا۔ ان کی گرفتاری مارشل لاء کے تحت عمل میں آئی۔ مارشل لاء عدالت نے ان کے بڑھاپے کو دیکھ کر دیگر ساتھیوں کی نسبت کم سزا دی۔ اس پر وہ بگڑے۔ عدالت سے احتجاج کیا کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس سے عدالت نے سمجھا کہ شاید سزا کم کرنا چاہتا ہے۔ عدالت نے جب پوچھا تو کہا کہ مجھ سے کم عمر کے لوگوں کو دس سال کی سزا دی، میرے ساتھ انصاف کیا جائے اور میری سزا میں اضافہ کیا جائے۔ یہ سن کر مارشل لاء عدالت کانپ اٹھی۔ اسے بوڑھے جرنیل کی ایمانی غیرت پر جج انگشت بدنداں اٹھ کر عدالت سے ملحق کمرہ میں چلا گیا۔ انہوں نے عدالت میں کپڑا اچھا کر گرفتاری اور سزا اور آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قربانی کی بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے لئے نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔

الوکی وضع ہے سارے زمانے سے نزالے ہیں
یہ عاشق کون سی ہستی کے یا رب رہنے والے ہیں

مولانا پیر حسن شاہ بتالوی رحمہ اللہ:

کی خدمت میں ایک دفعہ مرزا قادیانی آیا آپ نے اُسے ہدایت فرمائی کہ عقیدہ اہل اسلام ثابت قدم رہنا اور خواہشات نفسانیہ ہوائے شیطانیہ کا غلام نہ بن جانا۔

آپ کے شاگرد حافظ عبد الوہاب نے مرزا کے بعد پوچھا کہ آپ نے عجیب ہدایت فرمائی۔ اس کا کیا ہے؟ فرمایا کچھ عرصہ بعد اس آدمی کا دماغ خراب ہو گا اور یہ دعویٰ نبوت کرے گا۔ شیطان اس آدمی کی مہارتھامے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے 32 سال بعد مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر (ارشاد المسترشدین، صفحہ 161)

غیرت اقبال رحمہ اللہ:

صاحبزادہ محمد اللہ شاہ استاد مظاہر العلوم سہارن پور بیان کرتے ہیں۔ کہ سید آغا صدر چیف جسٹس لاہور نے لاہور کے عائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ بھی مدعو تھے۔ اس محفل میں جھوٹے نبی کا جھوٹا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بلا دعوت آن پکا۔ جب عاشق رسول ﷺ علامہ اقبال رحمہ اللہ کی نظر اس کذاب کے منہوس چہرہ پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی انیس سرخ ہو گئیں اور ماتھے پر شکن چڑھ گئے فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا۔ آغا صاحب آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت مآب ﷺ کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی! اور کہا میں جاتا ہوں میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی بیٹھ سکتا۔ حکیم نور الدین چور کی طرح فوراً حالات کو بھاپ گیا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔ اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبال سے معذرت کی اور کہا میں نے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

عزم بالجزم:

حضرت مفتی محمد یونس ایک جلسہ میں کھڑے ہوئے فرمایا حاضرین آپ گواہ رہیں کہ آج جب کہ اللہ العالمین ﷺ کی حرمت و ناموس کے تحفظ کے لئے مجلس عمل نے قوم سے قربانیاں طلب کی ہیں۔ آپ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی حرمت پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کرنا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر حضور ﷺ کی محبت اور ختم نبوت کے سلسلہ میں میرے جسم کو کوئی زخم ہو گا تو میرے جسم کی ایک ایک بوٹی سے ختم نبوت زندہ باد کی آواز بلند ہوگی۔

(تحریک ختم نبوت 1953ء صفحہ 416)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ختم نبوت کا ایک ننھا مجاہد:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں پولیس افسر کراچی میں ان لاریوں پر ڈیوٹی دیتے رہے جو کراچی

کے رضا کاروں کو لاری میں بھر کر دو دروازہ سنان علاقوں میں چھوڑ آتے تھے۔ ایک افسر پر تحریک شامل ہونے والے دس بارہ سال کی عمر کے ایک بچے کے پاکیزہ جذبات کا بڑا گہرا اثر تھا۔ اس نے تذکرہ کرتے ہوئے پولیس افسر نے بتایا کہ آخر دم تک ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ رضا کاروں کو اتار کر لاری واپس ہونے لگی تو افسر مذکور جو خود بھی صاحب اولاد تھے۔ نے بچے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا آؤ بیٹا تم لاری میں سوار ہو جاؤ۔ بچے نے جواب دیا کیوں؟ افسر نے کہا تم بچے ہو انکا سفر بھوک، پیاس، کیسے برداشت کر سکو گے، تھک جاؤ گے۔ آؤ ہم تمہیں شہر میں اتار دیں گے۔ بچے نے بڑی جرأت سے جواب دیا کہ میں تو قید ہونے کے لئے آیا تھا۔ میری اماں نے مجھے اجازت دی کہ حضور ﷺ کے نام پر قربان ہو رہے ہیں، تم بھی جاؤ۔ میں تو اماں کی اجازت سے آیا ہوں مگر تم ہمیں نہیں ہونے دیتے اور شہر سے باہر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ بچے نے بات ختم کرتے ہی پھر نعرہ لگایا۔ "تحت ختم نبوت زندہ باد" پولیس نے لاری ڈرائیور کو کہا چلو بھی یہ بچہ نہیں مانتا۔

ابھی لاری چالیس گز چلی ہوگی کہ پولیس افسر کو پھر خیال آیا کہ معصوم بچہ اتنا طویل سفر کیسے کرے گا۔ انسانی ہمدردی، اسلامی ہمدردی یا پدرانہ شفقت کے جذبات نے پھر مجبور کیا۔ پولیس افسر نے لاری روکادی اور پیدل آکر بچے سے پھر کہا آؤ بیٹا ضد نہیں کیا کرتے۔ ساتھی رضا کاروں نے بھی سہا سہجایا کہ بیٹا تم واپس چلے جاؤ، ہم تمہیں شہر ہی میں منع کرتے تھے مگر تم اچھل کر لاری میں سوار ہو گئے تھے۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ بچہ پھر بولا صاحب آپ زیادہ ایمان دار ہیں اور مجھے آپ کمزور سمجھتے ہیں بہر حال وہ بچہ نہیں مانتا۔

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد ﷺ سے وفا کا

پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت

صبر و استقامت کا پہاڑ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ پہلی بار جیل گئے تھے حضرت مولانا ایسا نازک اور نفیس مزاج بزرگ جسے لوگ دیکھنے کو ترستے ہوں، جن کے معتقدین کا ان کی دکان پر تاننا بندھا رہا ہے، جدھر آنکھ اٹھے لوگ عقیدت سے جھک جائیں پہلی بار پکڑے گئے تھے اور آمد سخت آمد کے مصداق قید بھی ایسی جس کی میعاد کی کچھ خبر نہیں۔ اس پر ستم یہ کہ مولانا ابوالحسنات کا یہ ہی بیٹا جسے والدہ کی محبت بھری گود بھی بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئی، جسے حضرت مولانا نے بڑے لاڈ پیار سے خود ہی پالا پوسا ہو، اس جان سے پیارے لخت جگر اور اکلوتے جوان بیٹے کا کچھ پتہ نہیں

ہو گیا ہے، پکڑا گیا ہے تو کتنی قید ہوئی۔ ان کی آزمائش بھی ایسی سخت ہوئی کہ جسے معمولی انسان برداشت نہ کر سکے مگر مولانا کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ ہم سوچتے ہیں کہ خلیل احمد زندہ بھی ہے یا نہیں مگر ابوالحسنات نہ گھبراتے نہ الگ بیٹھ کر آنسو بہاتے۔ اللہ جسے حوصلہ اور صبر عطا کرے۔ جیل خانہ فخر و کرامت کا مقام نہیں۔ یہاں بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں۔ مولانا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس کام پر آج تک روٹیاں توڑتے رہے اس کے نام کی لاج رکھنے کا وقت آیا تو اب گھبراتا کیا، نمک حرامی کس کو ہونا چاہئے۔ اللہ اللہ کس جرأت اور حوصلے کے علماء تھے۔ مولانا موصوف بڑے ہی صاف دل والا تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے جیل کے ساتھی فرماتے ہیں۔

ایک روز ہم سب نے مشورہ کیا کہ ہم مولانا خلیل صاحب کے بارے میں صاف صاف بتا دیں کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہے۔ ابھی کوئی معتبر اطلاع نہیں ہے۔ خدا کرے وہ زندہ ہوں۔ اس طرح کی گفتگو کے ہم مولانا کو حوصلہ دلائیں کہ موت کا وقت تو مقرر ہے۔ جسے مرنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ دیر۔ ان خیالات کو لئے ہم مولانا صاحب کی کوٹھری میں جا دھکے اور باتوں باتوں میں لاہور کا ایک پھر خلیل صاحب کا تذکرہ آیا تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق ہم جب تسلی بخش الفاظ استعمال کر چکے تو مولانا موصوف نے نہایت آرام سے فرمایا کہ بھی بات تو ٹھیک ہے۔ خلیل میرا اکلوتا بیٹا ہے اور مجھے اس سے بڑا پناہ محبت ہے۔ اس لئے کہ میں ہی اس کا باپ ہوں، اور میں نے ہی ماں بن کر اُسے پالا پوسا ہے۔ میں بھی اولاد سے کسے محبت نہیں ہوتی مگر اس مقام پر صبر کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ پھر اس کام میں خلیل قربان بھی ہوتا ہے تو سعادت دارین ہے۔ وہ بھی تو ماؤں کے لخت جگر تھے جو سرکارِ عالم کی آبرو میں شہید ہوئے۔ ان میں خلیل بھی ہے تو میرے لئے فخر کی بات ہے۔ اللہ ہماری حقیر کی قبول فرمائے۔ مولانا کا صبر اور بے نظیر حوصلہ و استقامت دیکھ کر ہمارے حوصلے دگنے دگنے ہو گئے اور لخت تو یہ ہے کہ اس روز کے بعد ہم سب مولانا کی اور زیادہ بے حد عزت کرنے لگے۔ ہمارے بزرگ اور رفیق تو بار بار جیل بھگتے ہوئے تھے، انہیں تو اس قید و بند کو خندہ پیشانی سے کاٹ ہی لیتا تھا۔ مولانا جنکی پہلی آزمائش تھی اگر گھبراتے یا پریشانی کا اظہار کرتے تو یہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ مولانا کے دل میں دو ہرا جذبہ تھا وہ عالم دین بھی تھے اور سید زادے بھی تھے۔ آقائے نامدار مولانا کے ایک مخلص عالم دین کے فرائض بھی سامنے تھے اور یہ بات بھی تھی کہ ان کے نانا ماسٹر علی گڑھ کے مدرسے میں تھے۔ یہ دو ہرا جذبہ کا فرما تھا کہ مولانا ابوالحسنات آخر دم تک صحیح مقام تک ڈٹے۔ مولانا کے پاؤں میں لغزش نہیں آئی۔ اللہ جسے توفیق دے۔

جراغ جلنے لگے زیت کے اندھروں میں
یہ کس کے روئے درخشاں کا ذکر آیا تھا

خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب
کنونشن میں پیکر جرات وغیرت قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی جذباتی انداز میں
کرتے ہوئے فرمایا۔

”قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ
لوں گا۔ اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے منادوں گا۔“

(تعارف علمائے اہلسنت، مولانا محمد صدیق بریلوی)

حاجی غلام مصطفی مانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب:

ضلع سکھر میں حاجی غلام مصطفی مانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے
چنیوٹ کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کر چکے ہیں۔

حاجی صاحب کے ہاں ایک قادیانی آیا۔ اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب
آپ کو پیش آگیا۔ چھری لی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی زبان نکالی، ٹکڑے بھی کرتے جاتے
کہتے جاتے تھے کہ بد بخت اس زبان سے تو نے میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تھا۔
دن اُن کو گرفتار کر کے گھر سے تھانہ کو روڈی لے جا رہے تھے، اسی پہلی رات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی
سید زادی کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا بیٹی کل شہر جیل میں میرا مہمان آ رہا ہے۔
خیال رکھنا۔ چنانچہ معلوم کر کے اس بی بی نے کھانا اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔

**سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو
حکم:**

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

”حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویل
کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔“

(ملفوظات طیبہ 126/127)

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتوہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں

مذہب کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر
والی جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ
پیر مرزا قادیانی سے مباہلہ کریں۔ ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں۔ دوسرے
اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں۔ وہ
اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ بھی منظور
ہو اور جاؤ مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جاؤ، مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
زندہ کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ سچ ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے
لئے کام کرتا ہے اس کی پشت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قادیانی وفد یہ جواب پا کر واپس چلا گیا
کہ پتہ نہ چلا کہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری کہاں ہیں۔

باطل کو چیلنج:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا

”حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ، ہم دونوں اس کے میدان پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔
جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا جو کاذب ہوگا، مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس
طرح چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔“

عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

خطیب ختم نبوت صاحب زادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو
بھڑاتے ہوئے کہا۔

”جو جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنی ماں، بہن کی عزت
کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔“

حق گوئی و بیباکی:

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و
ظلمت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شیعہ جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔ جس کا
صرف قادیانیت کے سومات کے لئے گرجا و غرنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا
پر حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ

”قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہی کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح محض نجس، مردار حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بایکٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے نیل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔“

(احکام شریعت، صفحہ 112 تا 122، 177، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ

”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔“

(فتاویٰ رضویہ صفحہ 51، جلد 6، مولانا احمد رضا خان بریلوی)

جاؤ حضور ﷺ کی عزت پر قربان ہو جاؤ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آ رہی تھی، سامنے سے تڑتڑکی آ، از آئی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار ﷺ کی عزت و احترام کے لئے لوگ سینہ تانے بیٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں۔ تو برات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا۔ کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا ﷺ کی عزت پر قربان ہو دو وہ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات آقائے نامدار ﷺ کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار ﷺ کی عزت کے لئے شہید ہو گیا۔ جب اش الائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا۔ سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔ فرحہ و رحمة واسعة۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا۔ تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا کہ جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں، آج عمل کرنے جا رہا ہوں۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجا آواز میں کہا کہ گولی ران پر کیوں ماری ہے۔

اللہ جل جلالہ تو دل میں ہے یہاں دل پر گولی مارو تاکہ قلب و جگر کو سکون ملے۔ اسی تحریک ختم نبوت میں مسلمان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے لاہور کی سڑکوں پر نعرے لگا رہا تھا۔ پولیس والے نے پکڑ کر لے لیا۔ اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس والے نے بندوق کاٹ مارا اس نے نعرہ لگایا۔ وہ مارتے رہے۔ یہ نعرہ لگا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا یہ زخموں سے چور چور پھر بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی وہ نعرہ لگا رہا۔ اسے فوجی ہسپتال میں لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ فوجی نے کہا ایک سال سزا، اس سال کی سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا، اس نے سزا دو سال کر دی، اس نے پھر نعرہ لگایا، غرضیکہ ایسا ہی ہوا تا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی دیکھا کہ ہسپتال کی سزا سن کر یہ پھر بھی نعرے سے باز نہیں آ رہا تو فوجی عدالت نے کہا کہ باہر لے جا کر گولی مارو اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ہوا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے معبود میری طرف جانے والی ہوا! میرے آقا ﷺ کو میرا آخری سلام کہنا، اور کہنا کہ قتل میں آپ کا غلام تھا ختم نبوت زندہ باد۔

اور اس فلک شکاف ترانہ سے ایمان پر وجد آفریں کیفیت طاری کر دی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت کا کدہ ہا کر دو کہ یہ دیوانہ ہے۔ اس نے رہائی کا حکم سن کر پھر نعرہ لگایا ختم نبوت زندہ باد۔

(قارئین کرام! میں لکھتے ہوئے نعرہ لگاتا ہوں اور آپ پڑھتے ہوئے نعرہ لگائیں)

ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے، لوگ ہزار ہینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے۔ عصر بعد جب جلوس نکلنے بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر اپنے آپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق زندہ باد کہا۔ اہل آئیں اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے شائیں کر کے گزر گئیں۔ عید ہو گئے مگر تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کا مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ کمر سے لے کر 5 سالہ معصوم بچے جان دے کر اپنے پیارے آقا ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے جامع مسجد میں پہنچ کر اذان دی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان

آگے بڑھا۔ اس نے اشدان لالہ اللہ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا۔ لاشوں پر کھڑا ہو کر اشدان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ چوتھا آدمی بڑھاتیوں کی لاشوں پر ہو کر کہا جی علی الصلوٰۃ کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمان گئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاکِ طینت را۔

مہمان رسول ﷺ - دعوتِ خدا:-

مولانا غلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مجاہد اسلام مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ 1953ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس سے مجاہدینِ جنگِ ہند تازہ ہو گئی۔ وفاتے محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے جرم میں آپ کو سزائے موت دی گئی جب یہ خبر آپ کے والد کو پہنچی جو کراچی جیل میں دیگر علماء کرام کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہادر بہادر باپ نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا اور فرمایا۔

”میرے اللہ! ناموس رسالت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک غلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں اسوۂ بشیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔“

مولانا غلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دورانِ قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے سانپ چھوڑا گیا، نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا۔ تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درواختا سی لہو نکل آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سر بھجوا دیا لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی۔ ”شاہ جی یہ لافانہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ نبی دعوتِ جناب خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم صدقہ میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

مولانا عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری اور پھانسی

سزا:

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی کے ممبران اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں۔ لیکن قصور میں آپ

اس گھرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا۔ آپ صبح کی نماز کی تیاری کرتے کرتے کہ اپنے ایک کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لئے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا۔ یہاں سے بیانات لینے کے بعد 16 اپریل کو قتلِ منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا، جو ملٹری کورٹ شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

ملٹری کی صبح کو پیشملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے جہاں کے 9 (نو) اور ملزم بھی تھے مگر ڈی۔ ایس بی فردوس شاہ کے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو رہا کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا
You will be hanged by neck Till you are Dead.
”تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکا کی جائے گی جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے“
آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا

Please sign it.

اس پر دستخط کر دیجئے۔

علامہ نیازی:

I will sign it when i will kiss the rob.

(میں جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت اس پر دستخط کروں گا۔)

المر:

You will have sign it.

علامہ نیازی:

I am already told you that i will sign it when i kiss the rob.

”میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں اور آپ کے پنچوں میں ہوں، مجھے لے جاؤ اور پھانسی

دے دو۔“

المر:

Mr. Niazi our officers will enquire from us whether we were serve with the notice in death warrant.

”مسٹر نیازی! ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔“

مولانا نیازی:

If you so fear from your officers well i sign it for

”اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو آپ کی خاطر اس پر دستخط کیے دیتا ہوں“

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

”تم میری (Moral) کے بارے میں پوچھتے ہو تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے، تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔“

افسر کے جانے کے بعد آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو تائید ایز دی سے آپ کو سورہ ملک کی آیت یاد آگئی۔ ”خلق الموت والحیوة لیلو کم ایکم احسن عملا“ آپ نے اس آیت کا تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک لمحہ کے لئے آپ پر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً زبان پر یہ شعر آگیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں آپ کمرے سے آگئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا۔ چنانچہ اس نے کہا

”نیازی صاحب، آپ کو مبارک ہو، آپ بری ہو گئے“

آپ نے فرمایا ”میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔“

اس نے کہا ”کیا مطلب“

آپ نے فرمایا۔ ”اب انشاء اللہ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں نام بھی شامل ہوگا۔“

”میر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا۔“ میں کامیاب ہو گیا۔“

آپ کی سزائے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ادھر جیل میں قیدی آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے کر جایا گیا تو آپ نے لوگوں کو کہا کہ دلایا اور فرمایا کہ کتنے عاشقان رسول ﷺ جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔ اگر میں بھی اس نیک عمل کے لئے جان دے دوں تو میری یہ خوش قسمتی ہوگی۔

حضرت مولانا نیازی ﷺ سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے اور 14 مئی کو آپ کی موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی 1955 کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی دہن میں ہے زبان سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

مولانا فرماتے ہیں۔

”ہب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی اس پر میں نے کہا تھا کہ ”میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں۔ کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے۔“

پھولوں کی بارش:

عظیم مجاہد ختم نبوت اور بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا سید شمس الدین کو قادیانیوں نے ایک سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اس شہید مصطفیٰ ﷺ کے جسم اطہر سے بہنے والا خون جن افراد کو لگ گیا ان کے ہاتھوں سے کئی دن خوشبو آتی رہی اور جب انہیں دفن کر دیا گیا تو یکا یک پھول برسنے لگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قریبی باغ سے ہوا کے ساتھ بادام کے درختوں سے پھول اڑ کر آرہے ہیں لیکن جب ان پھولوں کا موازنہ کیا گیا تو یہ قطعی مختلف تھے۔ لوگوں نے اسے امرت قرار دیا۔

راجہ حسن نظامی رحمہ اللہ کی للکار:

اے تمہارے امیر مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اجیر شریف میں آئے میں بھی دہلی سے

وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ آستانہ خوبہ غریب نواز کی مسجد میں مرزا میرے ساتھ کھڑا ہوا اور اپنی بات کے تمام حربے مجھ پر آزمائے اور جب وہ اپنی ساری کرامت آزما چکے تو مجھ کو اجازت دی جائے کہ صرف یہ کہوں۔

”اے خدا! اس صاحب مزار کی حقانیت کے اپنی صداقت کو ظاہر کر اور ہم دونوں میں جو جھوٹا ہوا اس کو اسی وقت اور اسی لمحہ ہلاک کر دے۔۔۔“

اور اس کے بعد مرزا محمود کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے الفاظ میں جو دعا چاہے کرے۔ ایک مدت مقرر کی جائے۔ یعنی دونوں آدمیوں میں سے ایک پر ایک گھنٹہ کے اندر اس دعا پر اثر ظاہر ہونا مرزا دیکھ لے گا کہ قدرت کیا تماشا دکھاتی ہے۔ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے۔ مردانگی ہے۔۔۔ صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ کے اندر سب آجائے گا۔ ڈرو مت۔ میرے پاس اڑنے والا زہریا گیس نہ ہوگی۔ نہ میں تم کو دیکھوں گا جس اندیشہ ہو کہ مسمریزم یا پٹنا نازم کے ذریعہ مار ڈالا۔ میں تم سے دس قدم کے فاصلہ پر تمہاری طرف پھیر کر گنبد خوبہ کی جانب رخ کر کے کھڑا ہوں گا۔

اگر تم کو یہ مبہلہ منظور ہو تو ربیع الاول 1336ھ کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر شریف آباد اور مسجد میں پوری جماعت کے ساتھ آؤ اور میں بالکل اکیلا آؤں گا۔ مسجد میں بھی پاس کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی تاکہ تم کو اندیشہ نہ ہو کہ میرے آدمی تم پر مار ڈالیں گے۔

گورنمنٹ سے اجازت لینا اور انتظام کرنا یہ سب تمہارے ذمہ ہوگا اور تم کو باضابطہ ایک پر پڑے گی کہ اگر میں آج مر گیا تو میرے وارث حسن نظامی پر خون کا دعویٰ نہ کریں گے، نہ سرکار کو دخل دینے کا اختیار ہوگا۔ ایسی ہی تحریر میں بھی اپنے وارثوں سے سرکار میں داخل کرا دوں گا۔

دیکھو! بہت آسان بحث ہے۔ بہت جلدی ہندوستان کی ایک مصیبت ختم ہو جائے گی جو وجود سے پیدا ہو گئی ہے۔ اس میں دریغ نہ کرو۔ ایسا موقع قسمت سے آیا کرتا ہے۔ دیر نہ کرو اور دعوت کو قبول کر لو۔

جب تم اس ارادہ سے اجیر شریف آؤ تو اپنی والدہ صاحبہ سے دودھ بخشو کر آنا اور ریل سے ایک گاڑی کا بندوبست کر لینا جس میں تمہاری اہل قادیان روانہ ہو سکے اور نیز اپنی اہلیہ مہر بھی معاف کر لینا اور قادیان کو والد کی قبر سمیت ذرا غور سے دیکھ آنا کہ پھر تم کو زندگی میں دیکھنے نصیب نہ ہوں گے۔ اور ضرورت ہے کہ وصیت نامہ بھی مکمل کر دینا اور جاننشین کے مسئلہ کو

لے آنا۔ یہ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہارے مرنے کا پورا یقین ہے۔ اے طاوہ کچھ اور وجوہات بھی ہیں جن کو میں جانتا ہوں اور میرا قبول کر لینے والا اور میری بات کی تائید والا خدا جانتا ہے، جن کو بیان کرنا تمہاری طرح خود ستائی کرنا ہے۔

اس پیام جنگ کا جلدی چاہنے والا

حسن نظامی
(نظام المشائخ)

قادیانیت سے نجات:

مولانا شفیق الرحمن چنیوٹی مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان میں والی مرکز سے نکل کر بازار میں چوک کی طرف جا رہا ہوں۔ چوک میں لوگ کھڑے ہیں جیسے مداری کا قتل دیکھ رہے ہوں۔ میں جب اس حلقہ میں پہنچا تو دیکھا لوگوں کے درمیان چند شخص کھڑے ہیں جن کا نام انسانوں کے اور منہ کتوں جیسے ہیں اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رونے کی انداز میں چیخ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا یہ مرزا غلام احمد کے مرید ہیں۔ فوراً ذکر جاگ گیا۔ پھر توبہ کی دعا مانگا مسلمان ہو گیا۔

جب تک جان باقی ہے:

پہلی کے تختوں پر گولیوں کی بوچھاڑ میں جھٹکڑیوں کی جھنکار میں جیلوں کی جھجکتار ایک کھڑکیوں کی سب تک جان باقی ہے اور منہ میں زبان ہے یہی مطالبہ کئے جائیں گے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دو (خطاب: صاحبزادہ سیف فیض الحسن شاہ صاحب m)

وہی دہر میں راز نظام دل سمجھتے ہیں

جو تیرے عشق کو کونین کا حاصل سمجھتے ہیں

ہم کیوں برداشت کریں؟

اگر امریکہ میں ابراہم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر روس میں اسٹالن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر انگلستان میں شاہ جارج کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو پاکستان میں اے لے ٹی کے توہین کی اجازت کیوں دی جا رہی ہے؟ دنیا کے کسی ملک میں کسی خطہ میں کوئی اپنے امام، اپنے مقتدا، اپنے رہنما کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتا تو ہم محمد عربیؐ کی تذلیل کرتے دیکھ کر کیوں برداشت کر لیں۔

(خطاب: صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب)

مرزائیت دور ہوگی سنت صدیق سے

یہ قتلہ آخر دور ہوگا قتل زندیق سے

میں تیار ہوں:

اگر حضور ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس پر کٹ مرنا "تخریب" ہے۔ اگر ملت اسلامیہ کو ایک مفتری اور کاذب کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا "فساد" ہے۔ اگر پاکستان کی وحدانیت کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کو آئین کے سانچوں سے آگاہ کرنا "قتلہ" ہے۔ اگر حصولِ کلمہ کے لئے ایک ایسے وزیر خارجہ کی برطرفی کا مطالبہ کرنا جس پر قوم کے کسی بھی صحیح العقیدہ فرد کا اعتماد ہو "افتراق" ہے تو بخدا میں "تخریب پسند" ہوں اور مجھے اس "قتلہ و فساد" اور "افتراق و فتناء" پر سب سے نفرت ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نصب العین کی خاطر مجھے تختہ دار پر بھی لٹکا دیا جائے تو میں اس سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوں۔ (خطاب، مولانا اختر علی خان)

محمد ﷺ کی عزت پہ جان دے کر

شفاعت روز جزا چاہتے ہیں

پنجاب یونیورسٹی اور مرزائیت:

علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے مرزائیوں کی دونوں شاخوں کو خارج از اسلام قرار دے کر ان کی حمایت اسلام کے دروازے ان پر بند کر دیے۔ مرزائی لاہوری ہو یا قادیانی، انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا۔ اس واقعے کی پوری تفصیلات انجمن کے تحریری ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اس کے ایک معنی گواہ لاہور کے سب سے بڑے شہری میاں امیر الدین بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں، یونیورسٹی کی انتظامیہ کے رکن بھی ہیں۔ ان سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ علامہ اقبال انجمن کی جزل کونسل کے اجلاس عام کی صدارت فرمانے لگے تو آپ نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ مسلمانوں کی انجمن کا کوئی مرزائی (لاہوری یا قادیانی) ممبر نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد کے قلعین کی یہ دونوں جماعتیں خارج از اسلام ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کرسی صدارت کے عین سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میاں امیر الدین فروکش تھے۔ حضرت علامہ نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے صدر رکھنا ہے۔ اس شخص کو نکال دو۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لاہوری جماعت کا پیروکار تھا۔ حضرت علامہ کے اس اعلان سے قہرا گیا، کانپ اٹھا، جزبہ ہوا۔ کچھ کہنا چاہا۔ حتیٰ کہ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ حضرت علامہ مصرعے کہ اس

یہاں سے جانا ہوگا۔ چنانچہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، بیک بنی دو گوش نکال دیا گیا۔ انکی طبیعت کا علاج کا یہ اثر ہوا کہ بے حواس ہو گیا۔ دو چار دن ہی میں مرض الموت نے آلیا اور اس مقدمہ کی دادرسی اصل جہنم ہو گیا۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے

لحدوں کی کیا مروت کیجئے

حضور داتا صاحب ﷺ نے مجھے خواب میں مسلمان کر

لیا:

میراث نام رشید احمد خالد ہے۔ میں قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا۔ قادیان کی کفریہ اور غلیظ فضا میں پیدا ہوا۔ باپ سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ اور خرافات وراثت میں حاصل کیے اور بالغ ہونے کے بعد کراچی اور متعصب قادیانی تھا۔ میں نے مرزائیت کا لٹریچر خوب پڑھا اور قادیانیت کے بارے میں کئی نامی معلومات حاصل کر لیں۔ پاکستان بننے کے بعد میں دارالکفر ربوہ منتقل ہو گیا۔ یہاں میں کئی بارے زور و شور سے قادیانیت کا پرچار شروع کر دیا۔ میری خدمات کو دیکھتے ہوئے مجھے مرزا ناصر علی شاف میں شامل کر لیا گیا۔

وقت گزرتا گیا اور میں کفر و الحاد کی دلدل میں پھنستا گیا۔ لیکن ایک اہم نکتہ بیان کرتا جاؤں جس نے میری کایا پلٹ دی کہ قادیانی ہونے کے باوجود مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور میں اکثر ان کے مزار اطہر پر حاضری دیا کرتا تھا۔ آج سے تقریباً تین سال پہلے مجھے دردِ کمر شروع ہو گیا۔ بڑے بڑے قادیانی ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن تکلیف بڑھتی گئی۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک رات سو گیا لیکن میرے بخت جاگ اٹھے۔ خواب میں مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے پوچھا "کیوں پریشان ہو؟" میں نے نہایت مودبانہ انداز میں جواب دیا "درد گردہ نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔" حضرت نے دعا کی اور جب میں خواب سے بیدار ہوا تو درد گردہ سے مکمل نجات پا چکا تھا۔

ایک رات پھر مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت نے پوچھا "کیوں پریشان ہو؟" میں نے جواباً عرض کیا، بچوں کے کچھ معاملات ہیں۔ اس سلسلے میں بڑا درد ہوں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور میری وہ مشکلات بھی چند دنوں میں حل ہو گئیں۔ ایک رات پھر حضرت کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت نے مجھے حکم دیا کہ مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو جا۔

صبح بیدار ہوا تو میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور میرے ساتھ میزے بیوی بچے بھی مرزا کا پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گئے۔ ہمارے مسلمان ہونے کی خبر رائل فیملی میں برق بن کر گئی اور نبوت کے ایوانوں میں ہلچل مچ گئی۔ قادیانی میری جان لینے کے درپے ہو گئے۔ قادیانی تو ہم مطابق پہلے لالچ دیا گیا، میں نے انکار کر دیا۔ پھر دھمکایا گیا، خوفناک مستقبل کی پیشگوئیاں کی گئیں۔ میں نے نبوت کے ان قذاقوں سے بے باک دہل کہہ دیا یہ گردن کوئی کھری گردن نہیں، جو جھک جائے اب اس جسم میں جناب خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا خون دوڑتا ہے۔ یہ گردن کٹ تو سکتی ہے جھک نہیں سکتی اور میں نے نبوت کے لٹیروں کو لٹکار کے یہ بھی کہہ دیا میں ربوہ نہیں چھوڑوں گا اور نبوت کا مورچہ قائم کر کے تمہاری جعلی نبوت کا پول کھولوں گا۔ گھر کا بھیدی ہونے کے ناظر تھا۔ یہ لگ گئی اور ایک رات جب میں چینیوٹ سے گھر واپس ربوہ آ رہا تھا تو راستے میں مجھ پر فائرنگ کی لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون پکھے۔ میں صاف بچ گیا۔ تھانے میں میں نے ابتدائی رپورٹ کروادی اور ان کے خلاف تھوڑی بہت کاروائی بھی ہوئی۔

قابل صدا احترام جناب رشید احمد خالد صاحب نے نہایت جذباتی انداز میں کہا کہ میں نے قادیانیوں کو واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے میری ایک جان کیا، اگر رب العزت مجھے ہزار جانیں بھی کرے تو میں آمنہ کے لال ﷺ کی ختم نبوت پر نچھاور کر دوں گا لیکن تمہاری انگریزی نبوت کا قیام کرنا نہیں چھوڑوں گا۔

انہوں نے بتایا کیونکہ میں قادیانیوں کا تربیت یافتہ آدمی تھا اور ان کے کفر کے داؤ پیچ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لہذا اب میں ان کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو رہا ہوں۔ انہوں نے خداوند کریم کا شکر یہ ادا کر دیا کہ میں تینتیس قادیانیوں کو اسلام قبول کروا چکا ہوں اور انشاء اللہ زندگی کی آخری سال تک ہر قادیانی تک جناب خاتم النبیین ﷺ کا پیغام پہنچاتا رہوں گا۔

ایک مجاہد کی للکار:

ربوہ کے ہائی سکول میں ہمارا دوست قمرالزماں فاروقی مسلمان طلبہ میں زبردست قسم کا مرد تھا۔ تھیلو جی کے استاد اسلم منگلا کے ساتھ ایک بار اس نے ایسی ٹکری کی کہ منگلا سمیت پوری کالج اس کے چکے چھڑا دیئے۔ اسلم منگلا قرآن پاک کی تفسیر پڑھا رہا تھا۔ اس نے حسب عادت مرزائی قلم مرزا محمود کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ قمرالزماں نے کھڑے ہو کر کہا۔

”میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ایک غیر مسلم شخص کو قرآن کا غلط ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

اسلم منگلا کا چہرہ غصے سے لال بھسکوا ہو گیا۔ اُس نے کلاس چھوڑ دی اور شکایت کرنے چودھری محمد کے پاس جا پہنچا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مرزائی کافر قرار دیئے جا چکے تھے اور ربوہ کھلا شہر بن چکا تھا۔ پرنسپل نے فوری طور پر قمر کو اپنے دفتر میں طلب کر لیا اور کہا۔

”قمرالزماں تم نے اسلم منگلا سے گستاخی کی ہے لہذا معافی مانگو۔“

”گستاخی میں نے نہیں اسلم منگلا نے کی ہے، قرآن پاک کے معانی تبدیل کرنے کے جرم پر وہ معافی مانگے۔“

چودھری محمد علی نے یہ جواب سنا تو گر جدار آواز میں کہا۔

”لو کے اپنی آواز بند کرو، تمہیں معلوم نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔“

قمر نے کہا:

”سرا! آپ میری آواز بند نہیں کر سکتے، ہماری آواز کی گرج آپ سے کہیں زیادہ ہے اور اس گرج سے مرزائی عورتوں کے حمل گر جایا کرتے ہیں۔ بطور استاد اسلم منگلا کا احترام لازم ہے لیکن قرآن پاک کا غلط ترجمہ کرنے والا کسی احترام کا مستحق نہیں۔“

چودھری محمد علی صاحب غصے سے کانپ رہے تھے۔ کمرے میں خاموشی تھی، کچھ دیر بعد انہوں نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں شاید علم نہیں کہ میں تمہیں کالج سے تین سال کے لئے نکال سکتا ہوں۔ اگر ایسا کر دیا گیا تو تمہیں کسی کالج میں داخلہ نہیں مل سکے گا۔“

قمر نے پھر بھر پور وار کیا اور کہا۔

”سرا! ہم مسلمان اور قرآن کے محافظ ہیں اگر کسی نے اس کے الفاظ و معانی میں کوئی تحریف کی تو ہم اس کی کھال اتار سکتے ہیں۔ آپ کو بھی شاید اس بات کا علم نہیں۔“

پرنسپل کے کمرے میں موجود دیگر اساتذہ نے قمر کو چپ کرانے کی کوشش کی تو وہ اور بھڑک اٹھا اور کہا:

”پرنسپل صاحب! آپ اگر مجھے اس مقدس جرم کی پاداش میں کالج بدر کر دیں گے تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔ لیکن یاد رکھیں، اگر آپ کے کسی استاد نے قرآن حکیم کے ترجمے میں کوئی تبدیلی کی تو میں آپ سمیت سب کو الٹا لٹکا دوں گا۔ آپ کو اپنے ”نبی“ کی نبوت،

سنت اور تقاسیر پر بڑا مان ہے تو ہم بھی اپنے پیارے کالی کالی والے ﷺ کے غلام ہیں ہمیں رو بانی نہیں آتی۔“

پرنسپل اور اسلم منگلا دونوں چپ تھے انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ قدرے توقف کے بعد اٹھاتے ہوئے پرنسپل نے کہا۔

”میں پولیس کو بلاتا ہوں تاکہ وہ اس نعرے باز لڑکے کو جیل میں بند کرے۔“

قمر پھر گر جا اور کہا۔

”بے شک بلا لیں پولیس کو، دیکھتے ہیں سلاخوں کے پیچھے کون جاتا ہے میں یا آپ۔“

اب جبکہ کوئی بات کارگر ثابت نہ ہوئی تو پرنسپل نے ایس ایم شاہد کو بلوایا کہ وہ قمر کو سمجھائیں کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ایس ایم شاہد ہمیشہ پل کا کردار ادا کرتے تھے۔ انہوں نے قمر کو یقین دلایا کہ آئندہ کلاس میں مرزائی تقاسیر سے کوئی ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ تب جا کر معاملہ ٹھنڈا ہوا۔

قمر اتر ماں ہمارے دوستوں میں سب سے زیادہ نڈر اور دلیر تھا۔ اس نے شورش کاشمیری کی اور تقاریر پڑھ اور سن رکھی تھی وہ اسی انداز میں مرزائیوں کے ”لئے“ لیا کرتا تھا۔ اس نے ذاتی معرکہ کی بنا پر یونین کے الیکشن میں حصہ نہیں لیا اور نہ مرزائیوں کی عقل ٹھکانے لگ جاتی۔ یونین کے الیکشن کے دوران مرزائیوں کو یہ دھڑکانی لگا رہا کہ قمر اتر ماں کہیں مسلمان طلبہ کا امیدوار نہ بن جائے۔

(احقوں کی جنت صفحہ 165، مصنف جی آر ایم)

پاکستان، قادیانی اور بھٹو (مرحوم):

قادیانی مسئلہ یہ ایک مسئلہ تھا، جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا ایک دفعہ کہنے لگے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔

ایک بار انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اس میں میرا کیا تصور ہے ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرٹل رفیع، کیا قادیانی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مجلس ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گنہگار ہوں اور کیا معلوم کہ یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف

کے بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص خیال نہ تھا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

(بھٹو کے آخری 323 دن۔ از کرٹل رفیع الدین)

نیک سیرت ڈی سی:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کا جب آغاز ہوا۔ یہی میری زندگی کا وہ موڑ تھا جب مجھے قادیانیت کی اصلیت سے شناسائی ہوئی۔ اور ہم نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ ختم نبوت کے نعرے سے جلے ہوئے۔ میانوالی اور گردنواح میں ہم نے اس سلسلہ کو مربوط اور منظم کر دیا۔ ضلع کاہلوانے دفعہ 144 نافذ کر دیا۔ یہ ضلع میانوالی کا پہلا دفعہ 144 تھا ہم نے یہ دفعہ توڑا۔ جیل گئے۔ قمر نے DC ہمیں ملنے آیا اور اس نے ہمیں کہا کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں ابھی رہا کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم رہائی نہیں چاہتے قادیانی کے پلید وجود کی تلفی چاہتے ہیں۔ اگر ہمیں رہا کر دیا تو باہر نکلیں گے۔ ہمارا دفعہ 144 توڑیں گے۔ ہمارا ساتھی ایک مولوی رمضان دلیر اور صاحب بصیرت انسان تھا۔ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہم نے اپنے اس موقف پر استقامت اختیار کر لی۔ ڈی سی گولڑہ شریف سے مرید خاں نے کہا ”تم توڑ دیا نہ توڑو چلو باہر جاؤ میں ختم نبوت کے مسئلہ میں قادیانیوں کا طرفدار کیوں ہوں۔“ (ماہنامہ ”سوئے حجاز“ مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

رہائی نہیں اسیری چاہئے:

ہم تین ماہ تک قید و بند سے لذت اندوز ہوتے رہے۔ اس گرفتاری اور جیل کے اندر جو لطف تھا وہ آزادی میں حاصل نہیں ہوا۔ مجھے میرے ایک دوست نے میری مرضی کے بغیر خود ہی اپنے طور پر قید کر کے رہا کر دیا جبکہ میرے دوسرے کئی ساتھی میری رہائی کے چند روز بعد بھی جیل میں رہے۔ اپنی رہائی پر خوشی کے بجائے مجھے دکھ ہوا اور میں نے اپنے اس ساتھی سے تلخ کلامی کی کہ میں کسی رہائی کے حوالے سے تو جیل نہیں گیا تھا کہ تو نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ میں تو حضور ﷺ کی عظمت کا لطف میں جیل گیا تھا۔ یہ شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ الحمد للہ عزت اور وقار کا باعث ہے۔

(ماہنامہ ”سوئے حجاز“ مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

خوشاب میں مجاہدین ختم نبوت اٹھے تو قادیانی امپائر

کو نکال دیا:

28 جنوری (خوشاب) 18 واں آل پاکستان ہاکی ٹورنامنٹ خوشاب میں پاکستان ٹیلی ویژن

اور جناح ہاکی کلب خوشاب (المعروف شبان ختم نبوت ہاکی کلب) کے درمیان مقابلہ ہوا۔ قادیانی ہونے سے پہلے ایک ”ظفر“ نامی قادیانی امپائر کوچنگ کی امپائرنگ کے لئے مقرر کیا گیا لیکن نبوت کلب نے جس کی رہنمائی خان عبدالستار خان بلوچ کر رہے تھے، قادیانی امپائر کے ذریعہ کھیلنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے چیف آرگنائزنگ سیکرٹری نے مجبور ہو کر امپائر کی تبدیلی کا اعلان دے دیئے اور قادیانی امپائر فوری طور پر منسوخ کئے ہوئے گراؤنڈ سے باہر نکل گیا۔

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

ارشاد کمال قادیانی کی شادی میں بھگدڑ مچ گئی:

واقعہ کے مطابق ارشد کمال کی شادی کارڈ پر (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سورہ نمل کی آیت تھی۔ شبان ختم نبوت خوشاب نے کارڈ کی اطلاع ملتے ہی ہنگامی اجلاس طلب کر لیا اور ارشد کمال کے خلاف رپورٹ درج کرنے کا پروگرام بنایا۔ سیکرٹری جنرل شبان ختم نبوت حافظ امتیاز الحسن (ایم ایڈ) اور ایس ایچ او کے درمیان اس سلسلہ میں طویل مذاکرات ہوئے۔ ایس ایچ او تھانہ اس میں تحت پرچہ درج کرنے سے ہچکچاتے رہے کہ ”بسم اللہ“ آیات قرآنی میں شامل نہیں ہے۔ بالآخر امتیاز الحسن نے قرآن مجید کھول کر ایس ایچ او کی تسلی کروادی جس پر ارشد کمال کے خلاف پرچہ درج ہو گیا۔ ایس ایچ او نے رپٹ کی درخواست شبان ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں خود آکر وصول کی اور اسے طور پر دولہا کو گرفتار کرنے کے احکامات صادر کر دیے۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی دولہا بارات بھاگ گیا اور شہر ہی سے فرار ہو گیا۔

مسلمانوں سے خوفزدہ قادیانی:

ضلع کچہری جو ہر آباد میں آئے دن ”قادیانی“ اور ”شبان ختم نبوت کے رضا کار“ ایک دوسرے کے روبرو ہوتے رہتے ہیں۔ سولہ جنوری کو ایک کیس کی تاریخ کے سلسلے میں بیسیوں رضا کاروں کے قافلہ کا قادیانیوں سے سامنا ہوا۔ شبان ختم نبوت کے قافلہ کی رہنمائی ڈیوٹرل صدر قاری سعید احمد کر رہے تھے۔ آج کل قادیانیوں کے خلاف شبان کے رضا کاروں کی شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ خوشاب کے قادیانی، شبان ختم نبوت سے از حد خوفزدہ ہیں کیونکہ 16 جنوری کو شبان کے سابقہ صدر ضیغم کو قادیانی لیڈر عطاء اللہ پنواری نے درخواست پیش کی کہ وہ خوشاب کی ختم نبوت کے سربراہ جناب قاری سعید احمد اسد سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور قادیانی مذہب پر تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کے لیڈر نے کہا کہ ان کو جان کا تحفظ دیا جائے تو وہ کسی بھی مقام پر قاری سعید احمد اسد

کے لئے تیار ہیں۔ مولانا قاری سعید احمد نے مناظرہ اور مباحثہ کا چیلنج فوراً قبول کر لیا اور انہوں نے لیڈر کو جواباً مہابہ کا چیلنج بھی کر دیا۔ علاوہ ازیں قاری صاحب نے ایک بیان میں بتایا کہ قادیانی جماعت خوشاب میں بہت کمزور ہو چکی ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے خوفزدہ ہیں۔

مرزائی رقاصائیں:

ملا بویا نوالہ خوشاب میں ایک مرزائی نواز کی ”رسم مہندی“ میں تین قادیانی رقاصاؤں کو بلایا گیا اور انہوں نے رقص کر رہی تھیں کہ شبان ختم نبوت کے رضا کاروں کو اطلاع مل گئی اور انہوں نے انہیں گھر کے گھر کے دروازے پر جا کر ”مرزائی نواز مردہ باد“ اور ”مرزائی کتے ہائے ہائے“ کے نعرے لگائے۔ نعروں کی آواز سنتے ہی تینوں قادیانی رقاصائیں مکان کی عقبی کھڑکی سے فرار ہو گئیں۔ واضح ہے کہ یہاں خوشاب کی قادیانی عورتیں رقص کے سلسلہ میں ضلع بھر میں مشہور ہیں اور لوگ انہیں اپنی رقصات میں رقص کے لئے مدعو کرتے رہتے ہیں۔

انعام:

ساجد اعوان ایبٹ آباد کے عظیم مجاہد ختم نبوت ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں عشق رسول ﷺ کی لالہ دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے نام کر رکھی ہے۔ ان کی ایک کتاب ”تحفظ ماموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا“ معظّم عام پر آچکی ہے۔

ساجد اعوان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ کتاب لکھنا شروع کی تو ایک رات میرے سوئے ہوئے منہ ہاگ اٹھے۔ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی ﷺ شریف کی سیر کر رہا ہوں۔ جی بھر کر مسجد نبوی شریف کی زیارت کی، پھر روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا۔ مزار رسول ﷺ کی خوب خوب اور قلب و نظر کی تسکین کا سامان کیا۔ آنکھ کھلی تو پورے وجود میں ایک مہک تھی۔ طبیعت میں ایک مہک فرحت تھی۔ اس خواب سے کئی دن مجھ پر ایک کیف و سرور کی کیفیت رہی۔

خزینوں کی پٹائی:

محمد سلیم ساقی ایک صاحب درد نو جوان ہیں۔ سید اکائات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت اور ایمانیت سے شدید نفرت ان کی زندگی کے دو روشن پہلو ہیں۔ موصوف نے تحفظ ختم نبوت اور رد ایمانیت کے موضوعات پر کئی کتابچے تحریر کئے ہیں۔ ساقی صاحب کہتے ہیں کہ جب ابتداء میں، میں قادیانیت کے خلاف تحریری کام شروع کیا تو ایک رات مجھے خواب آیا کہ ایک سرسبز فصل میں بہت سے موٹے خنزیر پھر رہے ہیں اور وہ خنزیر بہت بری طرح اس فصل کو اجاڑ رہے ہیں۔ میں کسی فصل

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ

مرزا قادیانی اور اُس کے پیروکار کافر کیوں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله وصحبه
المكرمين عنده رب انى اعوذ بك من همزت الشيطان واعوذ بك رب ان

يعضرون

اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و دہال و نکال سے بچائے۔ قادیانی
اپنے آپ کو مسیح و مثل مسیح کہتا تو شرہ آفاق ہے اور بحکم آنکہ

عیب دے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیر کو بھی اس دعوے سے اتفاق ہے کہ مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ
محمد اللہ علیہ صلوات اللہ بلکہ مسیح و جال علیہ اللعن والنکال پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت
سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد حفظ
اللہ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی اسراف القادیانی مسمی کیا یہ رسالہ حامی سنن، حاجی فتن
مولانا مدنی گلن مکرنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی حسین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ
میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ طبع فرمادیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور
اصل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی
ان سے بہ نشان صفات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شاعت و نجاست میں اُن سے کچھ نسبت
یہاں میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجہ کثیرہ کفر و ارتداد میں ہے۔ فقیر اُن میں سے
کئی اعمال تفصیل کرے۔

مکر اول:

مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام از الہ ادہام ہے اس کے صفحہ 673 پر لکھتا ہے



کے بیچ میں کھڑا ہوں۔ ایک لمبا اور مضبوط ڈنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اس ڈنڈے سے
پیٹ رہا ہوں اور انہیں کھیت سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہی منظر دیکھتے میری آنکھ کھل
اٹھ کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سارا خواب سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ بزرگ
ہیں اور جس فصل کو وہ اجاڑ رہے ہیں، وہ اسلام کی فصل ہے۔ آپ کا ڈنڈے سے ان کی پٹائی کرنا
بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فتنہ قادیانیت کے خلاف کام لے رہا ہے۔

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا
اور تمام اسماء و مسیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا۔ شیطان کی انکار
تھا مگر بہت بڑا عابد و زاہد تھا یہاں تک کہ گردہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا بائنا کار پیش آیا ہمیشہ کے لئے
ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انہیں کی اولاد ہیں
سے انسان کو آدمی کہتے ہیں۔ یعنی اولاد آدم۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں۔ یعنی
انسانوں کے باپ۔

عقیدہ۔ سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار
گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے ساڑھے نو سو برس ہدایت فرمائی۔ ان کے زمانہ کے
بہت سخت تھے۔ ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے استہزاء کرتے اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان
باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے۔ مجبور
اپنے رب کے حضور ان کے ہلاک کی دعا کی۔ طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف وہ گیلی
مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جوشکی میں لے لیا گیا تھا بچ گئے۔

عقیدہ۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد
پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں
ہیں۔ لہذا یہ اعتقاد چاہئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (بہار شریعت)

”میں احمد ہوں جو آیت مہشراہ رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔

آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام اسرائیل سے فرمایا۔

کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو ریت کی تصدیق کرتا اور اُس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ﷺ ہے۔

ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحتہ ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک کی جلوہ افروزی کا مشرودہ نظر لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم:

توضیح مرام طبع ثانی صفحہ 9 پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث (1) بھی ایک معنی سے نبی

کفر سوم:

دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ 9 پر لکھتا ہے۔

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

کفر چہارم:

موجب پنجم نے نقل کیا و نیز میگوید کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی مقرر ہے۔ اور نبی بھی۔ ان اقوال خبیثہ میں اولاً کلام الہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ! میں شخص مراد ہے۔ نہ حضور سید عالم ﷺ۔ ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام

1۔ لا الہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ایہا المسلمون۔ سید محمد ثین امیر ائمہ متینین حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ انیس کے واسطے حدیث محدثین آئی انیس کے صدقے میں ہم نے اُس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ فرمایا ”قد کاننا فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منهم احد فانه خطاطب“ (گلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی راست صادق و البہام حق والے اگر میری امت میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے۔“ رواہ احمد والبخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و مسلم والترمذی والنسائی عن المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ”فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبوت کے کوئی صرف ارشاد آیا ”لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب“ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر بن احمد والترمذی والحکم من عقبہ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک و رسول اللہ تعالیٰ عنہما ”مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقتہً نہ حدث ہے۔ نہ محدث ہے۔ یہ ضرور ایک معنی پر مبنی ہوگا اللہ علی الکذابين والعیاذ باللہ رب العلمین۔

اور اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ حالانکہ اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے کلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون

بلکہ جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔ اور فرماتا ہے۔

الما یفتري الکذب الذین لا یؤمنون

ایک افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

دعا اپنی کٹری ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین میں اس کو فرمایا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اول الذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون هذا من عندا للہ لیشترو بہ لعلہا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم لہم ہما یکسبون۔

پہلی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے اُن کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحتہ اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیح ہے اور اعلان طعن کفر صریح ہے۔ فقیر نے رسالہ ”جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوت“ خاص اسی میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوص کو جلوہ دیا اور ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کو بعثت کو یقیناً قطعاً جائز نہ تھا نہ فرض اجل و جزاء یقیناً ہے۔

”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا کلام کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف ہے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجمالاً کافر ملعون مخلص فی النہر ان کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے کی طرف تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفر ان ہے۔ قول دوم و سوم میں شاید وہ یا اس کے اپنے آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ میں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں اور اگر یا ضرور ہندہ اور فرستادہ مگر یہ ہوس ہے اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ قادیانی خلاصہ و

واللفظ للعماد قال قال انا رسول الله اوقال الفارسية من يتغير من يري به سن پیام بری

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے اور یا کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا اچھی ہوں کافر ہو جائے گا۔
امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ میں فرماتے ہیں۔

قال احمد بن ابی سلیمان صاحب مسنون رحمہما اللہ تعالیٰ فی رجل قيل له لا وحق رسول الله قال فعل الله رسول الله كذا وكذا وذكر كلا ما قبيحا فقليل له ما تقول يا عدو الله في حق رسول الله قال فعل الله برسول الله كذا وكذا وذكر كلا ما قبيحا فقليل له ما تقول يا عدو الله في حق رسول الله فقال اشد من كلامه الاول ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سألہ اشهد علیہ وانا شریکک یرید فی قتله و ثواب ذلك قال حبيب بن الربيع لان ادعاءه التاويل في لفظ صراح لا يقبل

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلید ورفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اُس سے کہا گیا تھا رسول اللہ کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھڑ بولا میں نے تو رسول اللہ سے کچھ مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اُسے سزا موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سہمی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اُسے سزا موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ مسوع نہیں ہوتا۔

مولانا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فانه ارسل من عند الحق وسلط على الخلق تاويلا للرسالة العرفية بالا راوة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية۔

اسی وہ جو اس مردوک نے کہا کہ میں نے کچھ مراد لیا اس میں اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ کچھ کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل اور شرع کے نزدیک مردود ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

هذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك في معناه وانكاره مكابرة لكنه لا يقبل من قائله ادعاؤه انه مراده لبعده غاية البعد و صرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما لو قالو انت طالق وقال ارادت محلو لا غير مربوطة لا بلغت لمثله وبعد هذيانا اه ملتقطا

اسی یہ لغوی معنی جن کی طرف اُس نے ڈھال ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ مری ہے ہاں ہمہ قائل کا یہ ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دُور از کار ہے۔ اور لفظ کا اُس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسوع نہیں ہوتا۔ جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طلاق ہے۔ اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں (کہ لغت میں طلاق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف اہلکات نہ ہوگا اور اُسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ایک باہقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح و فضل جانتا ہے نہ ایک ایسی عام بات کر

دندان تو جملہ در دہانند

چشماں تو زیر ابرو اند

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد مدح و مغل مدح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل و شرف جانے گا بھلا کہیں براہین میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے۔ مرزا کے کان میں دو گانے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوڑوں کے ہاتھ کی ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کو دنیا یا دنیا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک، کان، بھوڑیں اور ہونٹیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انھیں عدم سے وجود نہ کی پیٹھ سے مادہ کے پیدا کیا کہ میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے کچھ کو رسول بمعنی لغوی بنایا مولوی معنوی قدس سرہ القوی مشنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

کل یوم صوفی شان نجوان
مرد راجے کار و بے فعلے مداں
کترین کارش کہ آل رب احد
روز سہ لشکر روانہ میکند
لشکرے زاصلاب سوئے امہات
تا بروید در رحما شان نبات
لشکرے ازار حام سوئے خاکداں
تاز نر و مادہ پر گردد جہاں
لشکرے از خاکداں سوئے اجل
تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل

حق عزوجل فرماتا ہے۔

فارسنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم
ہم نے فرعونوں پر بھیجے طوفان اور مڈیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جیسے مڈی اور مینڈک اور جوں اور گئے اور شامل مانے لگا۔ ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت علوم سے خبردار ہے۔ اور ایک دوسرے کو خبر دینا لگے۔ احادیث سے ثابت۔ حضرت مولوی قدس سرہ المعوی اُن کی طرف سے فرماتے ہیں۔

ما سمعیم و بصیریم
با شانا محرمات ما خاشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبیحہم
کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن والانس
کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر، جن اور آدمیوں کے

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصحہ

عالم الحافظ۔

حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔

لمنک غیر بعید فقال احطت بما لم تحط به وجنتک من سبأ بنبا یقین
مگر یہ ظہر کر ہند ہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی
کہ جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سب سے ایک یقینی خبر لے کر
حاضر ہوا ہوں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ما من صباح والارواح الا وبقاع الارض ینادی بعضها بعضا یا جارة هل
مرکبک الیوم عبد صالح صلی علیک او ذکر اللہ فان قالت نعم رأت ان لہا
بملک فضلا

کوئی صبح کوئی شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے کٹڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں
کہ اے ہمسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر
الہی کیا اگر وہ نکلا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا نکلا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر
طہیات ہے۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابی نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو خبر رکھنا خبر دینا سب کچھ ثابت ہے کیا مرزا ہر اینٹ پتھر ہر بت پرست کافر ہر بیچہ، بندہ، ہر
مردار کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا ہر گز نہیں تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہر گز مراد نہیں بلکہ
معنی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود، و عبارتہ آخرے معنی چارہی قسم
یہی شرعی، عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بیہودہ معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور
معنی لغوی کا ادعا یقیناً باطل اب یہی رہا کہ فریب وہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص
اصلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سبک و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات
اعلیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں۔ مگر حاشا اللہ ایسا باطل ادعا اصلاً شرعاً
ظاہراً کسی طرح بادشت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ
اصلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم
کی عظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ظہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنی کسی اصطلاح خاص کا
ادعا کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے خداداد ہیں۔ جب اس پر اعتراض ہو کہ

دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عمرو جنگل میں سوڑ کو بھاتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ بھاگا جاتا ہے۔ جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہنے کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح مناسبت شرط نہیں۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح آخر سب جگہ منقول ہی ہوتا کیا ضرور لفظ مراد ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں۔ معہذا قادی یعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل آنے والا قادیانوں میں ہے قادت قادیۃ جاء قوم قد اتعمعوا من البادية والفرس قد ہللا قادیان اس کی جمع اور قادیانی اُس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں میں یا جنگل سے والوں کا ایک اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا کیا زید کی کسی مسلمان یا عمرو کی یہ تو جیہہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے۔ حاشا دکلا کوئی عاقل ایسی بناؤں کو گناہ کا بلکہ اس پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادعا سموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے برہم ہوں عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب کر دیا کیا تھا اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمہ زبرد انکار ہے۔ گ بیچ نامے لکھ کر رجسٹری کر اگر جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیچ نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا۔ اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں۔ الی غیر ذلك من فسادات لا تحصى جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اُسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ عزوجل سے ملنے سے زیادہ پیارے ہیں کہ جو رد اور جائیداد کے باب میں تاویل و تسنین اور اللہ و رسول کے معاملات میں ایسی ناپاک بناؤں قبول کر لیں۔ لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات نہیں کریں گے۔ انھیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں۔ ولله الحمد جل وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کا رب جل و علا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا ذکر چکا ہے فرماتا ہے۔

قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

اُن سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد والعیاذ باللہ رب العلمین۔

چنانچہ کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی چھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں آیت میں قطعاً معنی شرعی مراد ہیں نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً

اسی ہی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا منکر اور اعراض علمی جمیع امت مرحومہ مرد و کافر ہوا چچ خدا کے چچ رسول چچ خاتم النبیین محمد ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد آنکس کے ثلثون دجالون کذابون کلہم یزعم انہ نبی تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں امت امت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا۔ کہ ضرور مثل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

دفع البلاء صفحہ 10 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم:

اسی رسالہ صفحہ 17 پر لکھا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم:

اشتبہار معیار الاحیاء میں لکھا ہے ”میں بعض نبیوں سے افضل ہوں“۔ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر و کفر اول و یقینی ہیں۔ فقیر نے اپنے فتوے مسی بہ رد الرفضۃ میں شفا شریف امام قاضی عیاض و رد ضہ امام نووی و رد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام بن حجر مکی و مخ الروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ برکوی و حدیقہ ندویہ مولیٰ تالپسی وغیرہ کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافرو کفار ہے ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے۔

النبی افضل من الولی و هو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم

من الشرع بالضرورة

یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ

ضروریات دین سے ہے۔

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (اہل) بتقدیم ہا ہے یعنی جسکی درکنار کہ خود اُن کے تو لال گرو کا بھائی ہوں اُن سے تو افضل ہوا ہی

چاہوں میں تو بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آئے دال میں ڈنڈی ماری اور وہ تھک پھیری کی کہ بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا۔ مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم:

ازالہ صفحہ 309 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور اجمال فرماتا ہے۔

مسریم لکھ کر کہتا ہے اگر میں اس قسم کے معجزات کو کرو نہ جانتا تو بہن مریم سے کم نہ رہتا۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خیرہ ہے۔ معجزات کو مسریم کہتا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ حق عزوجل فرماتا ہے۔

اذ قال الله يعيسى بن مريم اذ كر نعمتي عليك وعلى والدتك اذ يدتك بروح القدس تكلم الناس في المهد و كهلا واذا علمتك الكتب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهينة الطير باذني فننفخ فيها فتكون طيرا باذني وتبرئ الاكمنه والابرص باذني واذا تخرج الموتى باذني واذا كففت بنى اسرائيل عنك اذا جنتهم بالبينت فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين۔

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے یا دکر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور بچی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور توریت وانجیل اور جب تو بنانا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروا لگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں سے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسریم بتایا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الہی معجزے نہیں کسی ڈھکوسلے ہیں ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتا کید رد فرمادیا تھا۔ اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا۔

الی قد جنتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھینۃ الطیر الایۃ میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔ اور اس کے بعد فرمایا۔

ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مومنین۔
بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔
پھر مکرر فرمایا۔

جنتکم بایۃ من ربکم فأتقوا الله واطیعون۔

میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسیٰ کی کیوں ماننے لگا یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی دال بھی کرتے ہیں۔

کس گنبد کہ دوغ من ترش است

پھر ان معجزات کو کروہ جانتا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بناء پر ہے کہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب اگر ظاہر ہے۔

قال الله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا۔

وانینا عیسی بن مریم البینت وایند نہ بروح القدس

اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو مجزے دیئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی

کلمۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تکفیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے

بڑا کفر اس کفر ختم میں ہے کہ ازالہ صفحہ 161 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا بوجہ مسریم

کلمۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے۔ ”انسا

لہ والہ الیہ راجعون الا لعنہ اللہ علی اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ

وسلم“ ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا شریف و شروح شفا و سیف

مسلول امام تقی الملتی والدین کی وروضہ امام نووی و وحید امام کردی و اعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصالفاً
ائمہ کرام کے دفتر کو بج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ
بھی کتنی کہ مسریم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس
میں نہ کم درجہ بلکہ قریب تا کام رہے اس ملعون قول لعن اللہ قائمہ و قابلہ نے اولوالعزمی و رسالت و
درکنار اس عبد اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و حیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام
اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سو اس کے کہ

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا
بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ نے لعنت کی دنیا
آخرت میں اور اُن کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دھم:

ازال صفحہ 629 پر لکھا ہے۔

”ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط (1) ہوئی اور وہ جھوٹے“

یہ صراحتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر
عز جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا۔

کذبت قوم نوح \bigcirc المومنین، کذبت عاد \bigcirc المرسلین، کذبت ثمود
 \bigcirc المرسلین، کذبت قوم لوط \bigcirc المرسلین، کذبت اصحاب النیکۃ
المرسلین

ائمہ کرام فرماتے ہیں جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی نہ مانے اگر چہ وہ
جانے باجماع کافر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف
سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا شفاء شریف میں ہے۔

من دان بالوحدانیہ و حصۃ النبوة و نبوہ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ولکن جو ز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحۃ
بزعمة اولم یدعها فهو کافر باجماع

1۔ یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بڑھیں ہمیشہ پیشین گوئیاں بالکفار بتاتا ہے اور یہ غیبت الہی وہ آئے
پڑا کرتی ہیں۔ تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑنی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں، معاذ اللہ اگلے انبیاء
ایسا ہوتا ہے۔ انہم بر علم 12

نبی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا
اسی ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اُن کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزم خود اس
میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

خاتم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اُس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی
ذکر کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اُس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم
اللہ و رسول و صراط و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن
میں تو یہ نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی۔ عاونے کل پیغمبروں کو جھٹلایا۔ خود نے جمیع انبیاء کو
کذاب کہا۔ قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔ ایک والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا یو ہیں واللہ
اعمال نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔

لعن اللہ من کذب احد امن انبیائہ و صلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ و رسلہ
والمومنین بہم اجمعین وجعلنا منہم وحشنا فیہم و ادخلنا معہم دار
النعم بجاہم عنده و برحمته بہم و رحمتهم بنا انہ ارحم الراحمین
والحمد للہ رب العلمین۔

طبرانی معجم کبیر میں دیر خفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

انی اشہد عدد تراب الدنیا ان مسیلمہ کذاب۔

یہ ایک ذرہ خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں
ہائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔ وانا اشہد معک یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ
ہائے کایہ ادنیٰ کتابعدوا انہائے ریگ و ستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ
الارض و حاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک ہے۔ وکفی باللہ شہیداً کہ ان اقوال
و کلام کا قائل پیباک کافر مرتد کذاب ناپاک ہے۔ اگر یہ (1) اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو
معاذ اللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر
معاذ اللہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینوں
کراہوں کو حق پر جانے خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے سب مسلمانوں پر مذہب سے لا دعوے دینا

اول دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی تحریروں میں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے

اشہد یقیناً کافر و مرتد ہے۔ 12

لازم کرتے ہیں جیسا کہ وہ کی روداد اول و دوم رسالہ اتفاق وغیرہ میں مصرح ہے ان اقوال کے
ہی قاعدہ ملعونہ مجرکہ کوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون و چرا کریں تو وہ
وہ اراکین بھی کفار مرزا کے پیرواگر چہ خود ان اقوال انجس الا بوال کے معتقد بھی نہ ہوں مگر یہ کہ
اور کھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں۔ قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں
مستحق تار و شفا شریف میں ہے۔

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف لہم
او شک۔

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے
شک رکھے۔

شفا شریف نیز بزاز یہ و دروغ و قراوی خیر یہ و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد
میں ہے۔ ہدایہ و در مختار و عالمگیری و غرر و متقی الابحار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔

صاحب الہوی ان کان یکفر فہو بمنزلۃ المرتد

قراوی ظہیر یہ و طریقہ محمد یہ و حدیقہ ندیہ و برجندی شرح نقایہ و قراوی ہندیہ میں ہے۔

ہذا لاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامہم احکام المرتدین

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے

قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اُس سے فُر بست

زنائے شخص ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد اثرنا ہو یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں۔ "فی

المختار عن غنیہ ذوی الاحکام ما یکون کفرا اتفاق یبطل العمل والنکاح و اولاد

اولاد زنا" اور عورت کا کل مہر اس کے ذمے عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت بھی ہو

کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا۔ "فی التنبیہ و ارث کسب اسلامہ و ارثہ المسلم بعد

دین اسلامہ و کسب ردتہ فی بعد قضا دین ردتہ" اور مغل توفی الحلال آپ ہی واجب الایمان

رہا مومل وہ ہنوز اپنی اہل پر رہے گا مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دار الحرب کو چلا جائے

ایم امرادے۔ کہ وہ دار الحرب سے ملحق ہو گیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا
اہل مومل دس بیس برس باقی ہوں۔ "فی الدر ان حکم القاضی بلحاظہ حل دینہ فی رد
الفسار لا نہ باللحاق صار من اهل الحرب و ہم اموات فی حق احکام الاسلام فصار
الموت الا انہ لا یستقر لحاقہ الا بالقضاء لا بحتمال العود و اذا تقرر موته ثبت
احکام المتعلقة بہ کما ذکر نہر" اولاد و غار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی۔

عذر اعلیٰ دینہم الا تری انہم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة

المسلمۃ انکانت فاسقۃ والولد یعقل ینحشی علیہ التخلیق بسیرہا

الدمیمۃ فما ظنک بالاب المرتد والعیاذ باللہ تعالیٰ قال فی رد المختار

الفاجرة بمنزلة کتابیۃ فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الا دیان کما

سیاتی خوفا علیہ من تعلمہ منها ما تفعلہ فکذا الفاجرة الخ۔ وانت العلم

ان الولد لا ینخصنہ الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا وذلك عمر العقل

لطعا فیحرم الدفع الیہ ویجب النزاع منه وانما اخرجنا الی هذا ان الملك

یس بید الاسلام والا لسلطان (1) این بقی لمرتد حتی یبحث عن حض

لہ الا تری الی قولہم لا حضانۃ لمرتدة لا نہا تضرب وتجس کا الیوم

فانی تتفرع للحضانۃ فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنک بالمقتول

ولکن انا لله وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوائے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے

اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا یا دار الحرب

کا اور حکم لمحق ہو گیا تو باطل ہو جائیں گے۔

فی الدار المختار یبطل منه اتفاقا ما یعتمد المساواة و هو المفوضة

ادولایۃ معتدیۃ و هو التصرف علی ولده الصغیر ان اسلم نفذوان هلك

اولحق بدار الحرب و حکم بلحاظہ بطل او مختصر انسال اللہ الثبات

علی الايمان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و علیہ التکلان ولا حول ولا قوة

الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا وصحبہ

اجمعین امین واللہ تعالیٰ اعلم۔

جی آرا عوام، روزنامہ جنگ۔

میں نے ربوہ میں کیا دیکھا

ہر شخص کے ماضی میں یادوں کا ایک جہاں آباد ہوتا ہے۔ ذہن کا کمپیوٹر آن ہوتے ہی بیٹے دار لحد لحد لگا ہوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ میرے ایام رفتہ بھی یادوں سے بھرے پڑے ہیں۔ بے شمار شیریں یادیں بھلائے نہیں بھولتیں۔ پھر قدرت نے انتہائی کمال کا حافظہ دیا ہے کہ اک ذرا غور کی ہے، گئے دنوں کی ہر بات یوں یاد آئے لگتی ہے جیسے مسافت سمٹ گئی ہو اور گزر راز ماند لوٹ آیا ہو۔ یادیں تو ویسے بھی لاشعور کے نہاں خانوں میں ایسے جاگزیں ہوتی ہیں کہ انسان زندگی میں خواب دیکھتا ہے، تو خود کو اسی گھر میں دیکھتا ہے، جہاں اس نے بچپن گزارا ہوتا ہے۔

میرا بچپن اور لڑکپن کفر کی بستی ”مرزائیل“ میں گزرا جسے ربوہ کہا جاتا ہے۔ مرزائیوں اور یہودیوں میں ہر اعتبار سے اس قدر مماثلت ہے کہ ربوہ کو اسرائیل کے ہم وزن مرزائیل کہنا انتہائی موزوں لگتا۔ ”احقوں کی جنت“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسلمان جنت کیلئے اعمال، اوصاف اور افعال کو باکمال کرتے ہیں جب کہ مرزائی پیغمبر کی جنت کے ٹکٹ کے خواہش مند کو اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ایک حصہ کے برابر رقم جماعت کو دینا پڑتی ہے۔ لہذا اعمال کی بجائے مال سے جنت حاصل کرنے والوں کو ”احقوں کی جنت“ ہی کہا جاسکتا ہے۔

1965ء میں میرے والد گرامی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں ربوہ تبدیل ہوئے تو اپریل 1965ء سے اگست 1969ء تک ربوہ میں رہنا پڑا۔ بعد ازاں اگرچہ قیام چنیوٹ میں رہا مگر تعلیمی تعلق کے حوالے سے دسمبر 1975ء تک مرزائیل سے ہی وابستگی رہی۔ اسی دوران وہاں کی شرعی شخصیات، سماجی زندگی اور مرزائی روایات کے بے شمار مشاہدات سامنے آئے۔

مرزائی قوم ایک جھوٹے نبی کی امت ہونے کے باعث مسلمانوں کیلئے جس قدر ناپسندیدہ و مکروہ ہے، اس سے کہیں زیادہ ان کی زندگی میں پھیلے ہوئے اخلاقی اور سماجی طاعون کو دیکھ کر سر ہلا کر اور ذہن سوچتا ہے کہ یہ لوگ ہیں کیا اور خود کو پیش کیا کرتے ہیں۔ اخلاق کی چادر اوڑھے یہ گروہ نصاریٰ سے بھی بدتر خصائل کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

ایام ربوہ کے دوران بے شمار مرزائیوں سے ملاقات ہوئی۔ کئی دوست بنے، لاتعداد کلاس فیلو بھی ان کے مذہبی اجتماعات بھی دیکھے۔ کئی مرزائی بے زاروں سے مرزائی امت کے ارباب حل و عقل و عقل زندگی کے رنگین و سادہ قصے بھی سنے۔ ”جنت و دوزخ“ اور ”حور و غلمان“ کی کہانیاں بھی معلوم کی گئیں ان سب سے ایک ہی نتیجہ اخذ کیا کہ مرزائیوں میں مسلمانوں کیلئے تعصب اور نفرت کوٹ کوٹ کر

چند برس پہلے ایک روز اپنے جاننے والے کے گھر بیٹھا تھا۔ ان کے ہاں ڈش نصب تھی۔ ٹیلی ویژن پر کھیل بدلتے ہوئے اچانک ”احمدیہ ٹیلی ویژن نیٹ ورک“ آ گیا جس پر مرزا طاہر کا نام نہاد جمعہ کا خط پڑا تھا۔ موصوف کا کہنا تھا کہ ”پاکستان میں ہم جن قابل تعزیر جرائم کی زد میں آتے ہیں، ان میں گمراہی سے قرآن کا برآمد ہونا، کسی کو السلام علیکم کہنا یا نماز پڑھنا شامل ہے۔ جبکہ پاکستانی علماء و ائمہ، زیادتی اور ناجائز اسلحہ رکھنے کے جرائم میں دھرے جاتے ہیں۔ موازنہ کیا جائے تو قصور وار اور گناہگار کون ہے؟“

مرزا طاہر کی طرف سے جس ڈھٹائی سے خود کو معصوم اور پاکستانی علمائے کرام کو مطعون کرنے کی جارہی تھی، اسے سن کر میری سوئی ہوئی یادوں نے انگڑائی لی اور قیام ربوہ کے دوران دیکھے مرزائیوں کے کئی ”کالے کر توت“ یاد آئے لگے اور بے اختیار چاہا کہ کاش یہ شخص میرے سامنے آتا جس میں اس کا اور اس کی امت کا کچا چٹھا اس کے سامنے کھول کر رکھ دیتا۔ میرے پاس کوئی پلیٹ فارم نہیں تھا۔ چنانچہ یہ خواہش دل ہی دل میں رہ گئی۔ لیکن قدرت کو شاید میرے جذبے پر کچھ زیادہ ہی پیار تھا۔ اس لیے اس نے مرزائیوں کو آئینہ دکھانے کیلئے مجھے جلد موقع فراہم کر دیا۔

1965ء کے شروع کی بات ہے، ہم ساہیوال ضلع سرگودھا میں رہتے تھے کہ اباجی کا تبادلہ ربوہ ہو گیا۔ وہ محکمہ زراعت میں ملازمت کرتے تھے۔ ہمارا آبائی شہر بھیرہ ضلع سرگودھا ہے۔ بھیرہ جہاں مولانا سرزمین ہے، وہاں مرزائیوں کا گڑھ بھی ہے۔ مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بھیرہ میں رہنے والا تھا۔ جس نے ”مرزا غلام احمد“ کی جھوٹی نبوت کو چار چاند لگائے۔ انہی دنوں ہماری بھی زاد بہن کی شادی تھی، جس میں شرکت کیلئے ہم ساہیوال سے بھیرہ آئے تو وہاں کے مرزائیوں نے ہمارے گھر میلہ لگا دیا۔ ان لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ ہم ربوہ جا رہے ہیں تو ان کی خوشیاں دیدنی تھیں۔ حافظ اشرف، امان خدیج، مبارک بک سیلر، بشارت چکی والا، مبارک درزن غرض ہر مرزائی شخص نے ملنے آیا۔ یہ لوگ یوں مل رہے تھے جیسے ہم حج یا عمرہ کرنے دیا رحیب ملنے جا رہے ہیں۔ تب مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان مرزائیوں کی اس وارفتگی کی غایت کیا ہے۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ ان کے پاؤں

زمین پر اس لیے نہیں "نک" رہے کہ ان کے خیال میں ربوہ جا کر ہم لوگ مرزائی ہو جائیں گے۔ محکمہ ٹیلی فون کا ایک ملازم فضل احمد ربوہ میں رہتا تھا۔ راولپنڈی کے ایک شخص کا ایک بیٹا بھی تھا۔ اس کے بیٹے منور کو مرزائیت سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ وہ باپ سے ناراض ہو کر اپنی پھوپھی کے ہاں پنڈی میں مقیم ہو گیا۔ فضل احمد نے بیٹے کو گھر واپس لانے اور مرزائیت میں داخل کیلئے سر توڑ کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ فضل احمد نے اس سلسلے میں ایک مرزائی مبلغ جمیل الرحمن سے مدد طلب کی۔ موصوف فضل احمد کے گھر آیا اور یقین دہانی کرائی کہ وہ اس کے بیٹے کو دوبارہ مرزائی لے گا۔ لیکن بجائے اس کے کہ جمیل الرحمن رفیق منور کو مرزائی کرتا، وہ خود فضل احمد کی بیٹی ناصرہ کو گمیا۔ خوبصورت ناصرہ جمیل الرحمن رفیق کو اپنا انکل سمجھ کر اس کی خوب خاطر مدارت کرتی رہی مگر کچھ اور ہی نکلا اور چند روز بعد ہی اس نے فضل کو شادی کیلئے پیغام بھجوایا۔ مرزائی مرکز کی طرف جمیل الرحمن رفیق کی غارش ہوئی لہذا بیچارہ فضل احمد انکار نہ کر سکا۔ چنانچہ اسے اپنی لڑکی کی شادی کے شخص سے کرنی پڑی۔ جمیل الرحمن رفیق ناصرہ کو لے کر چلتا بنا جواب اس کی کئی بیٹیوں کی ماں یوں فضل احمد نے بیٹے کو مرزائی بنانے کے چکر میں بیٹی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

ربوہ میں مرزائیوں نے ارتداد کے عجیب و غریب طریقے اختیار کر رکھے تھے۔ یہ لوگ کے غریب لڑکوں کو تعلیم دلوانے کا جھانڈے کرشمے میں اتار لیتے تھے اور بعد میں بار احسان ہوئے یہ لڑکے مرزائی ہو جاتے۔ ان مرزائی لڑکوں کو مسلمان خاندانوں کے سامنے غیر مرزائی ظاہر کرنا ان کی شادی مسلمان لڑکیوں سے کر دی جاتی تھی۔ ایک مولوی کا تو یہ باقاعدہ کاروبار تھا۔ وہ ان سے فنڈز لیتا۔ دیہاتی غریب لڑکوں کو تعلیم و ملازمت دلواتا، پھر ان کے رشتے مسلمان گھرانوں دیتا۔ اس شخص نے ایک نہایت شریف اور خدا رسیدہ شخص کے ساتھ ایسا ہی دھوکہ کیا اور اپنے ایک "جنگلی" کو ایک مسلمان کی تعلیم یافتہ بیٹی کے ساتھ بیاہ دیا۔ دو بچوں کے بعد مذکورہ مسلمان خاندان حقیقت کھلی تو وہ سر پیٹ کر رہ گئے مگر اب تو چڑیاں کھیت چک چکی تھیں۔

اسی طرح مرزائی لڑکوں کی ڈیوٹی تھی کہ وہ مسلمانوں کی لڑکیوں کو شیشے میں اتاریں اور اپنی زوجیت میں لائیں۔ یہاں ایک واقعہ جو لطیفہ بن گیا، قابل ذکر ہے۔ ایک مرزائی عبداللہ "مری" میں سیر کے دوران ایک لڑکی کے ساتھ مراسم استوار کر لئے۔ وہ بہت خوش تھا کہ ایک لڑکی پھنس گئی، جس کے عوض اسے مرکز سے بھاری معاوضہ ملے گا۔ مگر بعد میں اس پر انکشاف ہوا کہ لڑکی چنیوٹ کے سردار عبدالقادر قادیانی کی بیٹی نجی ہے جو مسلمان نہیں مرزائی ہے بلکہ وہ بھی ہمارے طرف سے مسلمان مرد مرزائی بنانے پر مامور ہے، اور اس نے مذکورہ شخص کو مسلمان لڑکا سمجھ کر لے لیا۔

آج تک دنیا کے ہر معاشرے میں تین قوتوں کی حکمرانی رہی ہے جن میں حکام، مذہبی اور طبیب شامل ہیں تینوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ مذہبی اکابر حکام کی ہر گنجی جھوٹی بات کے انہیں من مانی کا موقع دیتے ہیں جبکہ حکام اہل مذہب کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں اور ان فریقوں کو جسمانی، ذہنی اور جنسی طور پر صحت مندر بننے کیلئے نسخے اور کھٹے مہیا کرتے ہیں۔

ہندوستان پر پورا تسلط حاصل ہونے کے باوجود بھی مسلمانوں سے ہمیشہ خطرہ رہا ہے۔ خود کو لے کر لے اور مسلمانوں میں دراڑیں ڈالنے کیلئے اس نے جب کسی مذہبی حوالے اور دھڑے کی ضرورت محسوس کی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر لاکھڑا کیا۔ ان دونوں قوتوں کو شیطان نے پیدا کر کے لے جانے کے لیے بھیرہ نژاد حکیم مولوی نور الدین نے اپنی تمام تر ذہنی اور طبی کوششیں صرف کر کے ایک مرزائی معاشرے کو جنم دیا۔ مرزائیت کے قیام کو دوام بخشنے کیلئے مرزا غلام احمد کے برگ و بار اور خلفاء کو مرزائی علماء نے دلائل و براہین سے سچا ثابت کیا اور انگریزوں سے ان کے امیر سمیٹے جبکہ ان دونوں حلقوں کی ذہنی، جسمانی اور جنسی آبیاری کیلئے طبیبوں اور ویدوں کے ذریعے اپنی اپنی خدمات انجام دیں۔ ربوہ شہر میں دیسی علاج کرینوالے حکماء کی بکثرت دکائیں۔ ان کے مطابق حکیم نور الدین کا مرزائی خاندان نبوت اور امت پر بڑا احسان ہے۔ اس کی طرف سے "مرزا غلام احمد کی ذہنی ہوئی جنسی قوتوں کو سنبھالا دیا اور نسخہ "زدجام عشق" کے زور سے مرزا اور مرزا بشیر احمد ایم اے پیدا ہوئے۔

گول بازار میں دواخانہ خدمت خلق، دواخانہ حکیم نظام جان اور خورشید یونانی دواخانہ بہت بڑے مراکز ہیں۔ اس کے علاوہ شہر میں کئی چھوٹے چھوٹے مطب بھی موجود تھے، جن میں حکیم محمد امجد سنیا سی کا مکتبہ فیض عام بہت مشہور تھے۔ کھلنڈرے لڑکے اکثر "فیض عام کو قبض کر کے دواخانہ سنیا سی کو چھیڑتے اور مادر و خواہر کی مغفلات سنا کرتے تھے۔

دواخانوں میں زیادہ تر قوت مردی میں اضافے کی ادویہ فروخت ہوتی تھیں۔ ہر دوسری دوا "طیفہ اول" تحریر کر دیا جاتا جس کی کشش سے دوا کی خریداری میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ "مرزا

غلام احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ ان پر جنسی قوت بڑھانے کا خط سوار تھا۔ ان کی تقلید میں امت کے مرد بھی ہر وقت جنسی کمزوری دور کرنے اور قوت مردی بڑھانے کے چکر میں رہتے ہیں۔ نسخوں کا ہی اعجاز و اکرام ہے کہ مرزائی تعداد از دواج اور کثرت اولاد کے دلدادہ ہیں۔ حکماء کا خیال ہے کہ وہ جب بھی کوئی ”بیم“ قسم کا نسخہ تیار کرتے ہیں تو پہلے خود استعمال کرتے ہیں۔ اسی بنا پر دوا خانہ خلیفہ کے حکیم بشیر اور دوا خانہ نظام خان کے حکیم نذیر کے گھروں میں بچوں کی بھیجی گئی ہوئی تھی۔ یہ بھی اپنے اپنے کشتوں کی برکت سے خاصے عیالدار تھے۔ جنسی ادویہ کے علاوہ نور کا جل، محبوب کا سرمہ نور بھی مولوی نور الدین کے نسخے قرار دیئے جاتے اور ان سے چاندی حاصل کی جاتی۔ حکیم پیٹ درد کیلئے تیار کی گئی دوا ”ہاضمون“ بہت مشہور تھی، جس کیلئے انہوں نے ایک لکھم بھی لکھی تھی۔

ہاضمون کیا خوب دوائی
ربوے وچ حکیم بنائی

بڑے بڑے مگر مجھے قسم کے حکماء کو ”مرزائی خاندان“ کی سرپرستی حاصل تھی لیکن مچلی سل نہایت تنگ دست تھے، جنہیں دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے رہتے تھے۔ حکیم صدیق نے اپنی کسمپرسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ”ہم پر تو کوئی ایسا عذاب الہی نازل ہے کہ کسی کو مفت دوا آرام آجاتا ہے لیکن مول دوا لینے والوں کو معمولی افادہ بھی نہیں ہوتا۔ بعض اوقات تو لوگوں کو دوا دینا واپس کرنی پڑتی ہے۔ بڑے حکیموں کے بھی اکثر نسخے ناکام تھے۔ مگر ان کا ”کلا“ بہت مضبوط تھا۔ خدمت خلق والوں کا کیل مہاسوں سے نجات دلانے والا ”بیوٹی لوشن“ انتہائی خطرناک تھا۔ ایک خاتون نے استعمال کیا تو وہ خطرناک الرجی کا شکار ہو گئی جو بمشکل اور بسا رڈ اکثری علاج سے ٹھیک اس کے چہرے پر نشان عمر بھر موجود رہے۔

جہاں ربوہ میں ایک طرف ”حکیم راج“ تھا تو دوسری طرف زچہ بچہ کے بھی کئی چھوٹے کلینک کھلے ہوئے تھے، جنہیں عطائی قسم کی دایاں چلاتی تھیں۔ دو کلینک بہر حال بڑے اور جن میں ایک ”اقبال زنانہ دوا خانہ“ تھا جو محلہ دارالرحمت وسطی میں کچے بازار اور پرائمری قریب واقع تھا۔ ربوہ میں طبقاتی فرق ملک بھر میں سب سے زیادہ تھا جس کی بنا پر اعلیٰ گھرانوں کی خواتین تو اپنے زچگی کے مراحل بڑے شہروں کے بڑے ہسپتالوں میں سر کیا کرتی درمیانے، سفارشی اور منہ لگے طبقے کی خواتین کیلئے فضل عمر ہسپتال میں بھی مراعات و سہولیات لیکن نچلا اور تیسرے درجے کا طبقہ بہر حال روایتی دانیوں اور مذکورہ دوا خانوں کے سہارے

خانوں میں زچگی کے امور کے علاوہ اسقاط حمل کے کیس بھی منٹائے جاتے تھے۔ اقبال زنانہ دوا خانہ دارالرحمت رضی اقبال اپنے بیٹے کی معاونت سے یہ کلینک چلا رہی تھی۔ اس کے بیٹے کی رحمت بازار میں ایک دکان ”نعمت پمپی ہاؤس“ تھی۔ اس کے علاوہ گول بازار کے ریلوے پھاٹک سے ملحقہ پہاڑیوں کے درمیان میں ایک مختاری دانی کا میٹرنی ہوم تھا۔ یہاں بھی خواتین اپنے زچگی کے مراحل سے گزرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سے بالا بلند اور نام نہاد شرفاء شہینہ مشاغل سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لیے بھی ان کلینکوں سے رجوع کرتے تھے۔ دارالرحمت وسطی میں ہمارا ایک کلاس فیلو صابر علی رہتا تھا۔ وہ ایک کایہ مرزائی بے زار انسان باتیں کھری کھری کرتا تھا۔ اس نے رضی اقبال کے بارے میں ایک موصوفہ اگرچہ ایک غیر مستند دانی ہے لیکن قادیان کی غلطی نبوت کی پیداوار کی تفسیق بنائی ہوئی ”ہمتی“ کی مشکلات بہر حال آسان کر دیا کرتی ہے۔ اس کے بدلے میں اس نام نہاد ڈاکٹر کی کو قسم رسید اس سے نہیں اور ”اوپر والوں“ سے انعام بھی ملتا ہے۔

طلاق ربوہ میں جس قدر عام تھی، اس کی مثال کسی اور معاشرے میں بہت ہی کم ملتی ہے۔ یہاں عورتیں دونوں طلاق کو مرضی کے مطابق استعمال کر لیتے تھے۔ ہمارے سکول کے ایک ٹیچر اسماعیل صاحب کے فلاسفی کے پروفیسر بیٹے مبارک احمد کی شادی ہوئی تو سہاگ رات کو ہی لڑکی نے لڑکے کے گھر رہنے سے انکار کر دیا اور اگلے ہی روز دونوں میں طلاق ہو گئی اور اسی جفتے دونوں کی نئی شادیاں ہو گئیں۔ طلاق کے بعد خواتین میں عدت گزارنے کا بھی کوئی تصور نہیں تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ افتخار بیگم کو محض اس بناء پر طلاق دے دی کہ اس کو کسی اور لڑکی سے محبت تھی جبکہ اس کا باپ اس لڑکی کو صرف اپنے اغراض و مقاصد کیلئے ”بہو“ بنا کر لانا چاہتا تھا۔ اس شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق کے ساتھ تحریر کیے جانے والے خط میں لکھا ”ہمارے معاشرے میں سرکار کے ساتھ تعلقات استوار کر لینا معمول کی کارروائی ہے۔ لہذا میں آپ کو اپنے باپ کے چنگل سے لے کر طلاق دے رہا ہوں“۔ یہ واقعہ بھی محلہ دارالرحمت شرقی کی ایک کلینک لڑکی سے پیش آیا۔

طلاق اور خلع کے معاملات کو حل کرنے والی ربوہ کی متعلقہ انتظامیہ کا خاصہ ہے کہ وہ ایک ہی جگہ میں طلاق کا فیصلہ کر دیتی اور کھڑے پاؤں لڑکی اور لڑکے کیلئے نئے رشتے تجویز کر دیتی جنہیں ان اکثر قبول کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ طلاق کے مضراثرات کو محسوس کیا جاتا اور نہ ہی اس سے بچاؤ کی کوئی اقدامات کیے جاتے تھے۔

اکثر مرزائی عورتیں شوقیہ طلاق بھی لے لیتی تھیں۔ ایسی کئی مثالیں دیکھی گئی ہیں۔ ایک شخص عبد الرحمن نے جب کسی شخص کو وجہ کے بغیر طلاق لے لی تو ہمارے ایک کلاس فیلو محمود نے اس بارے

میں بتایا کہ مذکورہ خاتون ازدواجی بندھن کی قائل نہیں تھی۔ اس نے گھروالوں کے مجبور کرنے پر شادی اور ایک ”بچہ“ حاصل کرنے کے بعد شوہر اور سسرال سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ محمود کے مطابق رہنما وابستہ اکثر تعلیم یافتہ خواتین میں یہی رجحان پایا جاتا ہے۔ وہ صرف بچہ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ معاشرے میں ان سے ”تباہ عورت“ کا لیبل اتر جائے۔ اس مقصد کیلئے وہ کسی بھی عام شخص سے شادی لیتی ہیں اور مقصد حاصل ہوتے ہی کسی بھی بات کو جواز بنا کر نجات حاصل کر لیتی ہیں۔

ربوہ میں طلاقوں کی ایک اور وجہ بھی ہے جس پر مرزائی بے زار افراد کی اکثریت پوری طرح مطمئن ہے۔ ان لوگوں کے مطابق مرزائی امت کے مرد حضرات اپنے پیشوا اور ان کی آل کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ”سدومیت“ کے اس قدر رسیا ہیں کہ وہ بیویوں کو بھی تختہ مشق بننے پر مجبور کرتے ہیں۔ بعض خواتین مجبوریوں کے باعث سر تسلیم خم کر لیتی ہیں جب کہ اکثریت اس پر طلاق کو ترجیح دیتی ہیں۔ ہمارے گھر ایک خاتون بشری نے محض اسی وجہ سے طلاق لے لی کہ وہ شوہر کی یہ خواہشات پوری کرنے سے قاصر تھی۔ ہمارے سکول کے ایک استاد کی شادی بھی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون سے ہوئی جو پائے کی دان تھی۔ اس نے موصوف سے شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد طلاق لے لی۔ اس کے بارے میں کسی سننے میں آیا کہ خاتون اپنے شوہر نامدار کی جنسی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتی تھی، جو وہ اس کے ساتھ امت کی مسلمہ روایت کے طور پر ادا کرنا چاہتا تھا۔

جھوٹ وہ معاشرتی بیماری ہے جو کسی بھی معاشرے کی تمام اچھی اقدار کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے۔ قادیانی نبوت کی بنیاد ہی جھوٹ ہے۔ لہذا یہ امت ہمہ وقت جھوٹ بولنا اپنا ایمان سمجھتی تھی۔ بڑے اکابرین اپنی کہی ہوئی باتوں سے یوں مکر جاتے ہیں جیسے وہ بات کہی گئی ہی نہیں تھی۔ ایک چودھری نذیر خان ایک بار ہمارے گھر آیا اور کہنے لگا کہ ”میرا بھائی اور بھابی مختار احمد ایاز اور صاحبہ جماعت کے مبلغ ہیں اور دونوں نے میرے حصے کی جائیداد ہتھیا کر اپنے نام کرالی ہے۔ ان کا مولد ہے کہ یہ جائیداد موردوثی نہیں بلکہ ان کی اپنی خریدی ہوئی ہے۔“ ابا جان جی نے اسے کہا ”تم اس میں کوئی ثبوت پیش کرو کہ جائیداد کے تم بھی وارث ہو۔“ کہنے لگا ان لوگوں نے باپ کی بیماری کے زمانے میں ہر چیز اپنے نام کرالی تھی۔ اب ثبوت تو میرے پاس ہے نہیں، بات قسم کی ہے مگر یہ لوگ ہماری کھانے سے دریغ نہیں کرتے۔

ہماری گلی میں ایک حکیم صدیق آف میانی والے قیام پذیر تھے۔ ان کا بیٹا شریف صدیقی ایک روز گارنوجوان تھا۔ اس کو گھر میں کوئی وقعت حاصل تھی، نہ گھر سے باہر اس کی کوئی عزت کرتا تھا۔ ”ہینڈ رائٹنگ“ بہت عمدہ تھا۔ وہ ابا جی کا بے حد احترام کرتا تھا۔ چنانچہ جب بھی سکول کے لئے

اسے کہا جاتا۔ وہ بنا دیتا تھا۔ ایک بار میں نے اس سے پوچھا ”آپ کو نوکری کیوں نہیں ملتی؟“ ”بہن! میں نوکری حاصل کرنے کے قائل نہیں۔“ میں نے پوچھا آپ پڑھے لکھے ہیں، پھر کیا وجہ نوکری نہ ملنے کی۔

کہنے لگا ربوہ میں نوکری حاصل کرنے کیلئے منافقت کی ڈگری ہونا ضروری ہے۔ زہر کو قند کہنے کا فن جسے آتا ہو، وہ شجر احمدیت کے اثمار سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ میری مجبوری ہے کہ میں احمدی ہو کر بھی اپنی آل نبوت اور امت کے ساتھیوں کی برائیوں اور خطاؤں سے چشم پوشی نہیں کرتا۔ اپنے والدین، متعصب بھائیوں، محلے کے صدر اور جماعت کے اکابرین کے سامنے غلط کو غلط کہتا ہوں اور یہ چیز ان لوگوں کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ لہذا مجھ سے میرے گھر والے خوش ہیں نہ جماعت والے راضی۔ پھر مجھے نوکری خاک ملے گی؟“

ربوہ میں چڑے شکار کرنے کا رواج عام تھا۔ ہر گھر میں لوگ مرغیاں ”تاڑنے“ والے نوکرے کو بھڑکی کے سہارے اس طرح کھڑا کر دیتے کہ نیچے ایک خلا سا بن جاتا جہاں باجرہ بکھیر دیا جاتا تھا۔ وہی چڑیا چڑا چڑا داندہ چٹکنے نوکرے کے نیچے جاتا، نوکرے کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کھینچ لی جاتی۔ یوں بیچارہ اطمینان سے جاتا جس کو پکڑ کر ذبح کر لیا جاتا تھا۔ ربوہ والے کہتے تھے کہ وہ چڑے بھی اپنے ”نبی“ کی سنت کے طور پر کھاتے ہیں۔ ایک صاحب نے بتایا کہ مرزا غلام احمد چڑے پکڑتے اور انہیں سرکنڈے سے لٹا کر ذبح کرتے تھے۔ ان کے امتی اس معاملہ میں قدرے رحم دل واقع ہوئے تھے جو سرکنڈے کے بجائے چاقو سے چڑے ذبح کرتے تھے۔ ہمارے سکول کے ایک ماسٹر مسعود جن کی اصل اپنی نبیت ناک تھی، چڑوں کے بڑے رسیا تھے۔ وہ لڑکوں کو چڑے پکڑ کر لانے کو کہتے تھے اور جو لڑکا اس چڑے فراہم کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتا، موصوف اسے نمبر دینے میں دریادلی سے کام لیتے تھے۔ اس کے علاوہ ربوہ میں تلیر، شارک، لالی اور کبوتروں کا شکار بھی بہت کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ شکار کیلئے لکڑی کے علاوہ غلیل بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ہمیں بھی چڑوں کے شکار کا دل ہوا۔ میں اور میرا کزن شکار کے ابتدائی مراحل طے کر رہے تھے کہ ابا جی کو خبر ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے ساتھ جو ہوا، اس کا نتیجہ بہر حال یہ تھا کہ پھر کبھی ”چڑا کشی“ کا خیال ہمارے ذہن میں نہیں آیا۔

ربوہ کے دکانداروں کا ناپ تول اس قدر بددیانتی پر مبنی تھا کہ خود اہل ربوہ اپنے ہم مذہبوں پر اعتبار کر لیا کرتے تھے۔ وہ سودا سلف لینے کیلئے چنیوٹ یا لالیاں جانے کو ترجیح دیتے تھے یا چمن عباس کے ہنگڑ سے اشیاء ضرورت خرید کرتے تھے۔ شریف بٹ اور حفیظ سبزی فروش کے ساتھ اکثر لوگوں کا تول پر بھگڑا ہوا کرتا تھا اور تو اور یہ لوگ اپنی گندم پسونے کیلئے ربوہ کی چٹکی پر جانے کی بجائے چمن

عباس کے مسلمان بچے والے کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان تمام حقائق سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا گیا گزر معاشرتی اور سماجی طور طریق مرزائیوں سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کہ یہ لوگ حقیقی زندگی میں مسلمانوں پر ہی انحصار کیا کرتے تھے۔

اس شہر کے باسیوں میں گالیاں دینے کا عام رواج تھا۔ وہ لوگ کشتی نوح میں مرزا غلام قادری کی مسلمانوں کو دی گئی گالیوں پر بڑے نازاں تھے اور ان کی تقلید میں گالی دینا اپنا کمال سمجھتے تھے۔ ایک ڈپو ہولڈر عبد الرحیم چیمہ مغلظات کا اس قدر ماسٹر اور خوشگوار تھا کہ اپنے ڈپو پر آنے والے گاؤں کو رگڑا لگا دیتا تھا۔ ایک بار کسی گاؤں کو رحیم چیمہ گالی دے بیٹھا جس پر بات بڑھتی بڑھتی لمبی لڑائی کی ابتدا اختیار کر گئی۔ معاملہ امور عامہ سے ہوتا ہوا مرزا ناصر احمد کے پاس چلا گیا۔ مرزا ناصر احمد نے رحیم چیمہ کو طلب کر کے کہا ”چیمہ صاحب! آپ کی شکایت آئی ہے کہ آپ اپنے ڈپو پر آنے والے گاؤں کو گالیاں دیتے ہیں۔“

اس پر رحیم چیمہ نے کہا ”جناب کہو! بہن..... کہند اے۔“
یہ سن کر مرزا ناصر احمد اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ کہتے بھی کیا، مان کی اپنی تعلیم بول رہی تھی۔

ربوہ میں بیاہ شادیوں کے سلسلے میں عجیب فرق و امتیاز پر مبنی نظام رائج تھا۔ ”اہل خاندان“ ان کے حواریوں اور پوش علاقے کے باسیوں پر شان و شوکت سے شادی کرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ ریلوے لائن کے ایک طرف لاری اڈہ والی سائینڈ پر محلہ دارالصدر کے باسی جو کریں، وہ سب اچھا تھا لیکن ریلوے لائن کے دوسری طرف کے مکین اور دارالرحمت محلوں والے مرکز کی ہدایات کے مطابق مسجد میں نکاح کیا کرتے تھے۔ اس کیلئے دلیل یہ دی جاتی تھی کہ متوسط طبقہ شادی بیاہ کے اخراجات سے بچانے کیلئے یہ حکمت عملی اختیار کی گئی جبکہ اہل زر و ثروت اپنے وسائل کی پر سب کچھ کر گزرنے میں آزاد تھے۔

لومیرج بھی ربوہ کے کلچر کا حصہ تھی۔ اکثریت پسند کی شادی کرتی ہے۔ ہماری گلی میں ہی ایک لاری بشری تین رہا کرتی تھی۔ اس کے گھر والوں نے اس کی شادی طے کر رکھی تھی لیکن موصوفہ نے عین وقت پر شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی مرضی سے ایک مسلمان سے شادی رچالی۔ اسے مرکزی طرف سے ربوہ بدر کرنے اور سوشل بائیکاٹ کی دھمکی بھی دی گئی مگر اس نے کسی کو خاطر میں لانے سے انکار کر دیا ہمارے ایک کلاس فیلو ظہیر الدین بابر نے والدین کی طرف سے پسند کی شادی میں رکاوٹ پر خود کشی کی کوشش کی۔ میوہ ہسپتال کی ایک نرس ناصرہ نے بھی پسند کی شادی کر لی اور گھر والوں کو اس وقت بتایا کہ وہ ماں بننے والی تھی۔ ”لومیرج“ یوں تو ہر معاشرے میں ہوتی ہے لیکن ربوہ کلچر میں اس کی نوعیت بالکل

ماہانہ نبوت کے بڑے بوڑھے اور نو جوان توجہات کی کسی بھی لڑکی سے شادی کرنے میں آزاد تھے۔ جماعت کے عام افراد پر پابندی تھی۔ گو وہ بھی اس پابندی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اس کے علاوہ اکثریت اپنے والدین یا گھر والوں کو خبر کیے بغیر بھی شادیاں رچا لیا کرتی تھی۔

مرزا ناصر کے بھائی مرزا رفیق نے چنیوٹ کے ایک سابق ہیڈ ماسٹر جلال شاہ کی بیٹی کو کسی طرح اپنے ہاتھ میں اتارا اور اس کے والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کر لی۔ بعد ازاں جلیل شاہ کو دفتر میں مالی افسر کی پیشکش کی گئی، جس پر موصوف نے مذہب اور عزت کو عیش و عشرت پر وارد دیا اور اپنے پورے وجود کے ساتھ ربوہ آ گیا، اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد ربوہ میں ٹیوشن سنٹر کھول لیا۔ وہ بزم داما و تعلیمی کے نام پر مذہب و ہم مشرب ارباب حل و عقد سے انگریزی کے گیس حاصل کر کے طلباء کو منتخب سوالات کا امتحان دیتا۔ امتحان میں وہی سوالات آ جاتے جس سے طلباء امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر لیتے۔ اس طریق کار سے جلیل شاہ کے گھر ٹیوشن پڑھنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی لیکن سیاہ فام جلیل شاہ کا یہ تھا کہ وہ لڑکوں کے بجائے لڑکیوں کو ٹیوشن پڑھانے کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ سارے دن میں لڑکیوں کی کلاں لیتا جبکہ لڑکوں کی صرف ایک کلاں ہوا کرتی تھی۔

ربوہ کی ایک خاتون ٹیچر ایک سرکاری اسر کے دام محبت میں آ گئی، موصوف پہلے ہی شادی شدہ اور ٹیچر کا باپ تھا۔ اس ٹیچر کو اس نے دوسری شادی کی پیشکش کی تو اس نے شرط رکھ دی کہ پہلی بیوی کو طلاق دے اور دوسری شادی کروں گی۔ کافی رد و کد کے بعد یہ شادی تو ہو گئی لیکن سرکاری افسر نے پہلی بیوی کو طلاق دے دی اور بیٹے کو نکھال کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ طلاق دلو کر شادی رچانے کا رواج بھی ربوہ کی عورتوں میں عام تھا۔ جبکہ اکثر مرد بھی دوسروں کی بیویوں کو شیشے میں اتار کر طلاق پر راغب کر لیتے اور بعد میں دوبارہ چالیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا، ربوہ میں طلاق کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی کا باعث یہ تھا کہ عائلی زندگی عدم استحکام کا شکار رہتی تھی۔

شہر میں دیواروں پر فضول قسم کی باتیں لکھنے کا بھی بہت رواج تھا۔ خوبصورت لڑکے کو وہاں کے لڑکی کسی مخصوص اصطلاح میں ”ٹو“ کہا کرتے تھے۔ ہمارا ایک دوست عبدالسمیع سہیل جو سرگودھا کا تھا، اس کے حسن کے بہت چرچے تھے۔ ہر دیوار پر چلی حروف میں لکھا ہوتا تھا ”ربوہ کا مشہور و معروف شخص سہیل کے ٹو“ اہل شہر کو ”ٹو“ سے کیا نسبت تھی، اس کا مجھے آج تک علم نہیں ہو سکا۔ تاہم کئی ماہوں پر یہ الفاظ بھی تحریر ہوتے تھے کہ ”بے وفادوست سے کے ٹو سگریٹ اچھے ہوتے ہیں۔“

لوگوں کو گھر سے بلانے کیلئے عجیب طریق کار مروج تھا۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر جاتا تو دروازہ پر ”نہیں کرتا تھا، حالانکہ ہر گھر پر ”کال بیل“ بھی لگی ہوتی تھی۔ جانے والا دروازے کے باہر کھڑا

ہو کر زور سے ”السلام علیکم“ کہتا جس کے جواب میں صاحب خانہ باہر آ جاتا تھا۔ مرزائی اس طرح مذہبی لحاظ سے انتہائی شائستہ عمل قرار دیتے تھے۔ دوسری طرف عالم یہ تھا کہ اگر کوئی شخص گھر سے باہر آتا یا دروازہ نہ کھولتا تو آنے والا کسی بچے کی خدمات حاصل کرتا۔ بچہ دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوتا صاحب خانہ کو باہر آنے کیلئے کہتا۔ نتیجتاً اسے باہر نکلتا ہی پڑتا۔ ان واقعات، حقائق سے یہ اندازہ نہایت آسان ہے کہ ربوہ کی معاشرتی زندگی کس قدر تضادات کا مجموعہ تھی جس کی بنا پر مرزائی اصول و منافقت کا بخوبی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

ہم نے ن رکھا تھا کہ ربوہ میں جنت اور حوریں بھی ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جانا جائے کہ جنت دوزخ کہاں ہیں اور حوریں کدھر اور کیسی ہوتی ہیں۔ اباجی سے جو معلومات ہمیں سے جنت دوزخ کے بارے میں تو کچھ پتہ چل گیا مگر حوروں والا قصہ ابھی تک تشنہ بلکہ نامکمل تھا۔ مرزائی لڑکی سے اس بارے میں دریافت کرنا بھی مشکل تھا۔ ہماری کلاس میں ایک لڑکا عبدالمالک تھا۔ دیہاتی لب و لہجہ کا یہ لڑکا مرزائیوں کے سخت خلاف تھا، مگر اپنے باپ کی جائیداد سے عروسی کا خوف سے مرزائیت کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ ایک دن وہ مرزائیت اور اس کے ماننے والوں کے فہم پر طبع آزمائی کر رہا تھا۔ میں نے موقع غیبت جانا اور اس سے حوروں کے متعلق پوچھ ڈالا۔ غصے میں پہلے ہی تھا۔ میرے استفسار پر اس نے حوروں کی پوری تفسیر بیان کر ڈالی۔ کہنے لگا:

”سو نہیا! حوراں کا دھیاں نہیں، ربوہ دیاں ساریاں کڑیاں نوای حوراں کہندے نیں، تاہم کچھ حوریں اصلی ہوتی ہیں بعض نقلی۔“

پوچھا ”نقلی اور اصلی حوروں سے مراد“ جواب ملا ”یا۔! اصلی حوراں مر جو آئیاں دیاں زنانیاں نیں نقلی حوراں حماتراں دیاں رتاں نیں۔“

مالک سے میں نے سوال کیا، ان لوگوں کی خواتین اصلی اور تم والی نقلی حوریں کیوں، اس پر مسکرایا اور کہنے لگا۔

”بھائی! وہ اصلی دیسی سچی دیاں نیں تا“ وہ اس طرح کہ ہمارا نبی خواہ سچا ہے یا جھوٹا، اس سے قطع نظر نبی تو ہے تا۔ اب اس کی آل اولاد میں جتنی لڑکیاں ہیں، وہ خوبصورت بھی ہیں، امیر بھی۔ ان کے لباس، شکل و صورت اور نشست و برخاست ہماری عورتوں سے مختلف اور پرکشش ہے۔ چنانچہ اصلی حوریں ہی کہا جائے گا جبکہ ہماری عورتیں مرتبے، مقام اور جیب کے اعتبار سے ان جیسی تو نہیں ہیں لیکن اس نبی کی امت تو ہیں، جسے ہم نے مان لیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے حوروں والی صفات ہماری خواتین کے جیسے میں بھی آتی ہے۔“

انہی معلومات ملنے کے بعد میں نے حوروں کے بارے میں خود بھی مشاہدہ کیا تو مجھے ربوہ کی ہر عورتی نگاہ سے متوجہ کرنے کا جو انداز ہے، اس سے وہ خواہ مخواہ عورتیں لگتی تھیں۔ سیاہ رنگ کے ان کے برقع کی وضع قطع کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ ہر خاتون اس کیلئے ”نظر آتی تھی۔ برقع کا نچلا حصہ لمبا اور چنڈ نما ہوتا جو کہنے کو برقع مگر اس میں بلبوس ہر خاتون کے لیے لوانیدہ نظر آتی تھی۔ سر پر تنگونی سکارف اور اس کے ساتھ دو نقاب اپنے اندر ایک طوفان چھپائے ہوئے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ ہر عورت ایک نقاب سے چہرے کا نچلا حصہ ناک تک چھپا لیتی ہے اور نقاب سر پر لپیٹ لیا جاتا ہے۔ صرف آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں جو آنکھیں آنکھوں میں باتیں کر رہی ہیں۔ بعض مہ جیسے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا کر اچھی بھلی دشمن عقل و ایمان بن جاتی ہیں۔ اس گٹ اپ کی صورت و شکل و صورت والی عورتیں بھی ماہ نقاد اور حور شامل نظر آتے لگتی ہیں۔

مرزائی خاندان نبوت کی خواتین واقعی حسن و جمال کا پرتو ہیں ”عزازیلی“ حسن کی بنا پر ہی یہ جھوٹا ادب چل رہا ہے۔ حسنیناں ربوہ کو حوریں کہنا اگرچہ شاعری کے زمرے میں آتا ہے لیکن جس کسی نے مرزائی رنگ میں مرزائی خواتین کو حوریں کہا ہے، اس میں اس کی خرد قصور وار نہیں۔ یہ دست قدرت کا کام ہے یا کالے برقع کی فسوس سازی جس نے وہاں کی ہر عورت کو حور بنا کر رکھ دیا ہے۔

مرزائی امت کے ارباب اقتدار اور شہر کے عوام الناس نے اپنے ہر قول و عمل پر منافقت کا لبادہ عار کھا ہے۔ ربوہ کے معاشرے کو پاکیزہ اور مثالی ظاہر کرنے کیلئے مختلف ڈرامے بازیاں کی جاتیں، شہر کے ایک کونے پر جامعہ نصرت گرلز کالج اور نصرت گرلز ہائی سکول اور دوسرے کونے پر لڑکوں کے علم السلام ہائی سکول اور بی آئی کالج کی تعمیر قابل ذکر ہے۔ اس تعمیر کی غایت بظاہر یہ تھی کہ باہر کی دنیا پر ثابت کیا جائے کہ صنف نازک اور صنف کرخست کے تعلیمی اداروں میں انتہائی فاصلے ایک مثالی معاشرے کی شاندار مثال ہیں۔ لیکن ان کی منافقت اور ڈرامے بازی اس وقت انتہائی مضحکہ خیز ثابت ہوئی اب دریائے چناب، الف محلہ، دارنہر، دارالبرکات اور پہاڑی کے دامن میں واقع دارالیمین کی وہاں اپنے سکول کالج کیلئے ریلوے لائن کے کنارے چلتی ہوئی آ رہی تھیں جبکہ فیکٹری ایریا، محلہ دارالرحمت، دارالرحمت غربی، شرقی، وسطی، ریلوے سٹیشن کے علاقے کے لڑکے دریا کی طرف اپنے سکول کی طرف ہمارے تھے تو دونوں اصناف کا آپس میں کراس ہوتا۔ اس دوران بے شمار لڑکے لڑکیوں کے آپس میں مسکراہٹوں اور رقعوں کے تباد لے ہو جاتے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔

ایک مرتبہ میں اور میرا کزن محمد شفیع ریلوے لائن میں چلتے ہوئے سکول جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکی کو اپنے فرباد کی نگاہوں سے بلائیں لیتے دیکھا تو لامحالہ ہمارا دھیان ادھر چلا گیا۔ اس محویت میں پیچھے

سے آتے ہوئے ریلوے انجن کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ قدرت کو ہماری زندگی مقصود تھی کہ انجن ابھی سے فاصلے پر تھا کہ ہم نے دائیں بائیں جانب چھٹائیں لگا کر جان بچائی ورنہ ایک حور کے کمالات کا اندازہ دوسری دنیا پہنچا چکا ہوتا۔

ربوہ کی ایک لڑکی کا نام نجمہ تھا جسے سب لوگ نجمی کہتے تھے۔ اس کی چنیوٹ کے ایک لڑکے ظہیر احمد سے نہ جانے کیسے ملاقات ہو گئی اور اسے اپنا دیوانہ بنا لیا۔ یہ لڑکا یتیم تھا اور تعلیم کرنے ملتان سے اپنی بہن کے پاس چنیوٹ آیا ہوا تھا۔ ظہیر کے گھر والوں نے سنا ہوا تھا کہ وہ تعلیم بہت اچھی ہے۔ لہذا اسے فرسٹ ایئر میں تعلیم الاسلام کالج میں داخل کر دیا گیا۔ اس کی ملاقات ہوئی تو وہ ظہیر پر لٹو ہو گئی۔ دسمبر ٹیسٹ میں جب ظہیر میاں فیل ہو گئے تو اس کے گھر والوں نے ٹھنکا۔ انہوں نے اپنے طور پر انکوڑی کی تو معلوم ہوا کہ میاں صاحبزادے تو حور کی زلفوں کے چکے ہیں۔ بس پھر کیا تھا، پہلے تو ان کی خوب دھنائی ہوئی مگر جب عشق کا بھوت ان کے سر سے موصوف کو گھر والوں نے واپس ملتان بھیج دیا۔

حوروں کے سب سے بڑے ”دو ڈپو“ مرزا محمود احمد کی بیویوں مہر آپا اور مریم صدیقہ اور چھوٹی آپا کے گھروں میں تھے ”رحم سے خالی“ مہر آپا کے پاس جماعت کی دیوداسیوں کی ایک فوج بظاہر اس کی خدمت پر مامور تھے مگر حقیقت وہ اپنے نبوت زادوں کی دلہنکی کا سامان کرتیں اور کد ام میں آنے والے نئے پنچھیوں کے پاؤں میں اپنی زلفوں کی بیڑیاں ڈالاکرتی تھیں۔

ربوہ کے تمام مرد و مقامات پر سر و نگاہ جھکا لیتے اور ہاتھ باندھ لیا کرتے تھے۔ ایک جب خلیفہ، اس کی اولاد یا جھوٹے خاندان نبوت کے کسی بھی فرد کے سامنے پیش ہوتے، دوسرے اس کے جب حوریں ان کے سامنے آتیں۔ ”ربوی مرد“ سٹکیوں سے انہیں دیکھتے تو لیتے مگر ان سے نظر نہ اٹھاتے کیوں ان کے بس میں نہیں ہوتا تھا۔ کئی ایک سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو انہیں اپنے ”نبی“ کی نام نہاد تعلیمات کا حوالہ دیتے ہوئے ”ہم اپنی مذہبی تربیت کی بنا پر عورتوں کی طرف اٹھا کر نہیں دیکھتے جبکہ عورتیں ہمیں سر سے پاؤں تک دیکھ لیتی ہیں۔“

جامعہ نصرت کالج فار ویمین کی پرنسپل فرخندہ جو مسز شاہ کے نام سے مشہور تھیں، ان کی مراد کیلئے ”خدمات“ کو بہت سراہا جاتا تھا۔ ان کی علمیت کے علاوہ زبردست ڈسپلن کے قصیدے اور خلافت میں چار دانگ پڑھے جاتے تھے۔ ان کے بیٹے نے اپنی والدہ کو کالج میں سوشل ورک کا مشورہ متعارف کرانے کا مشورہ دیا جسے قبول کر لیا گیا اور پھر بیٹے ہی کی سفارش پر ایک مسلمان لڑکی سوشل ورک کی لیکچرار کے طور پر ملازمت دے دی گئی۔ اس مسلمان لیکچرار نے مسز شاہ کے سخت

خلافت میں نیک نامی پر پانی پھیر دیا۔ اور پرنسپل کے بیٹے کو پہلے مسلمان کیا، بعد میں اس کے شادی رچا کر اسے کفرستان سے لے کر نکل گئی۔ قصر خلافت مسز شاہ اور حوریں منہ دیکھتی رہ گئیں۔ ان کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات جسے ہر شخص انجوائے کیا کرتا تھا کہ جامعہ نصرت گرلز کالج کی مسز شاہ، نصرت گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹر میس مسز بشیر اور فضل عرفاؤنڈیشن انگلش میڈیم سکول کی ہیڈ میس بیوہ تھیں۔ اکثر لوگ ازراہ مذاق کہا کرتے تھے کہ تینوں ”میڈموں“ نے نہ جانے کیوں اپنے گھروں کو دنیا سے باجماعت رخصت کر دیا ہے اور مرزائی مرکز نے زمانہ تعلیمی اداروں کیلئے تین بیوائیں کیوں منتخب کیں۔

ہمارے چنیوٹ کے ایک دوست کی بہن جو نصرت گرلز ہائی سکول کی طالبہ تھی اس کے گھر والوں نے چنیوٹ سے لاہور منتقل ہونا تھا چنانچہ اس نے آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد نوں کا شوقیت حاصل کرنا چاہا مگر سکول کی ہیڈ مسٹر میس مسز بشیر نے شوقیت دینے سے انکار کر دیا اور کہا ”بچی لائق ہے، لیکن ہم میٹرک پاس کرنے تک سکول سے نہیں فارغ کریں گے۔“ سکول کے مینیجر چودھری علی اکبر صاحب دوست مقصود الرحمن کے والد تھے، ان کی سفارش کرائی مگر بے سود۔ آخر ہمارے ایک اور کلاس کی طالبہ اگنی طاہرہ دور کی کوڑی لائے۔ انہوں نے یونائیٹڈ بینک کے مینیجر لطیف اکمل سے بات کی جنہوں نے ان کو ہون کیا اور اگلے ہی لمحے مسز بشیر نے شوقیت دینے کی ہامی بھری۔ ہمارا کام تو ہو گیا مگر لطیف اکمل اس انہونی کے ہو جانے کے اسباب پوچھے تو انہوں نے آنکھ دبا کر کہا ”بھائی یاری کی کچھ تو پردہ دینی ہونی چاہیے۔“

ایک مرتبہ ہمارے ایک جاننے والوں کی نصرت گرلز ہائی سکول کی طالبہ بیٹی نوں، جماعت میں فیل ہو گئی لڑکی کے والد نے سکول انتظامیہ سے ملنے کے بعد لڑکی کے پرچے دوبارہ چیک کر کے اسے رعایتی طور پر پاس کرنے کی درخواست کی۔ اس سلسلے میں اس کی ملاقات لڑکی کی کلاس ٹیچر سے ہوئی جس نے لڑکی کے باپ کو بتایا کہ لڑکی کی نالائق کی وجہ اس کا چال چلن ہے۔ یہ اور اس کی سہیلیوں کا گروپ کلاس سے اکثر غائب رہتا ہے اور یہ سب ایک دوسرے کے بوائے فرینڈز کو محبت نامے پہنچانے اور لائسنس آرینج کرانے میں مصروف رہتی ہیں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پڑھائی میں کمزور رہ گئی ہے۔ لڑکی کا والد جو پہلے ہی بیٹی کی ناکامی پر سرپیٹ رہا تھا، اب بچی کے مٹھوک چال چلن کی خبر پر سخت پریشان ہو گیا۔ جب لڑکی اور اس کی سہیلیوں سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے ایک اور ہی کہانی سنا ڈالی کہ موصوف کے خود کچھ مٹھوک لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں اور وہ اپنی ”خوب رو“ طالبات کو ان لوگوں سے ملاقات پر مجبور کرتی ہے، اور جو لڑکیاں بات نہیں مانتیں، انہیں نہ صرف کلاس میں زچ کیا جاتا ہے بلکہ

امتحان میں بھی فیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ جب اعلیٰ سطح پر اٹھایا گیا تو سکول انتظامیہ نے یہ کہہ کر اسے دے دیا کہ اس طرح اساتذہ اور طالبات کی بدنامی ہوگی۔ چنانچہ لڑکی کو پاس کر کے اگلی کلاس میں بھیج دیا۔ ہمارے محلہ میں ایک لڑکا رفیق رہتا تھا جس کے اپنی پڑوس اور میٹرک کی طالبہ جیلہ سے تھے۔ دونوں کے والدین نے انہیں بازار رکھنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود، دونوں نے اپنے اپنے گھر سے انکار کر دیا۔ رفیق کا والد راج گیری کا کام کرتا تھا، وہ اسے اپنے ساتھ کوئٹہ لے گیا جبکہ جیلہ گھر والوں نے اس کی شادی کر دی۔ فریقین کا خیال تھا کہ دوری دونوں کے سروں سے عشق کا تار دے گی۔ مگر مرض دوا کرنے کے ساتھ بڑھتا گیا اور رفیق باپ کو جل دے کر کوئٹہ سے پنہان ہو گیا اور ایک آنوور کشاپ میں کام سیکھنا شروع کر دیا۔ اس دوران رفیق اور جیلہ کی ملاقاتیں پھر سے ہو گئیں۔ چنانچہ جیلہ نے طلاق، اور رفیق نے اپنے استاد کی مدد لے کر نکاح کر ڈالا۔

ربوہ کے ایک حکیم صاحب کے پڑوس میں ملتان کا ایک لڑکا شاکر اپنی ماں کے ہمراہ قیام کر رہا تھا۔ حکیم صاحب نے اپنی تربیت کے مطابق اس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ ”بیٹے آپ احمدی ہیں؟“ جواب ملا ”نہیں“ حکیم صاحب نے فوراً اسے تبلیغ کرنے کا فیصلہ کیا اور ”مرزا غلام احمد“ کی نبوت اور خلفاء کے بارے میں جملہ کہانیاں سنا ڈالیں۔ شاکر اگرچہ مذہبی ذہنیت رکھنے والا مسلمان نہیں تھا، اسے مرزائیت سے بھی کوئی رغبت نہیں تھی۔ حکیم صاحب نے اسے مسجد اور دیگر اجلاسوں میں لے کر بہت پیشکش کی مگر وہ ہر بار طرح دے جاتا۔ ایک دن حکیم صاحب نے اسے گھر بلایا اور ڈرائنگ روم بٹھایا۔ ابھی تبلیغ کا باب دوبارہ شروع ہوا ہی تھا کہ حکیم صاحب کی بیٹی چائے لے کر ڈرائنگ روم آئی۔ بس پھر کیا تھا شاکر لڑکی کو دیکھتے ہی دم بخود ہو گیا۔ ”اتنی حسین لڑکی شاید میں نے پہلے کبھی نہیں“ خود کلامی کے انداز میں وہ بڑبڑایا۔ حکیم صاحب نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگے ”میری بیٹی طاہرہ ہے، اس سال فرسٹ ایئر میں داخل ہوئی ہے“۔ شاکر طاہرہ کے حسن قیامت سے اس قدر کھویا کہ اس نے حکیم صاحب کی شبینہ روز تبلیغ کو گوارا کرنے کا فیصلہ کر لیا اور کہا ”حکیم صاحب مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تمام باتیں مجھے رفتہ رفتہ بتا سکیں۔“ حکیم صاحب تیار ہو گئے۔ یوں اس نے ایک مقررہ وقت پر ان کے گھر جانے کا معمول کر لیا۔ حکیم صاحب ایک نیا احمدی جماعت میں لانے میں مگن تھے جبکہ شاکر ترجمانی نگاہوں سے طاہرہ کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ حکیم صاحب کی مسلسل کوشش کے باوجود شاکر مرزائی تو نہ ہوا، مگر طاہرہ اس کی دام محبت میں آ گئی۔ شاکر طاہرہ سے تعلق برقرار رکھے اور حکیم صاحب کی آنکھوں میں دھول جمونے لگی۔ ”نیم مرزائی“ ہو گیا۔ ان دونوں کی دوستی اور محبت کا حکیم صاحب کو بھی علم تھا مگر وہ شاکر کے مکمل

تعلیم مکمل کر لوں، پھر مرزاناصر کی بیعت کر لوں گا۔ فوری طور پر بیعت کرنے پر مجھے گھر والے کی اجازت دے دوں گے۔ حکیم صاحب اس کی دلیلوں کو مانتے رہے اور اپنے گھر جانے سے نہ روکا۔ اس دوران حکیم صاحب بھی حاصل کرتا رہا۔ یوں اس نے پہلے ایف اے پھر بی اے کر لیا اور مرزائیت پر لعنت بھیجتا رہا۔ ملتان چلا گیا جبکہ حکیم صاحب اور طاہرہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔

ایک لڑکی نور النساء ڈار کی داستان بھی مدتوں ربوہ کے کوچہ بازار کا شاہکار بنی رہی۔ جن دونوں نیا دہلی آیا تو ربوہ کے متمول گھروں کی چھتوں پر بلند و بالا اینٹیں لگے نظر آتے تھے۔ جماعت کی طرف سے بلانہ یوں کوئی دی رکھنے کی سختی سے ہدایت تھی۔ ٹی وی پر جب ہفتہ وار فلم لگتی تو جماعت کے امراء، ان کے بھائی بھائیوں کو اجتماعی طور پر فلم دیکھنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ یہ بات میرے ذاتی مشاہدے میں ہے۔ انہوں نے بھی حوروں کے جلو میں بیٹھ کر پرانی فلم ”جھومر“ دیکھی تھی۔

ملتان بازار میں ایک جنرل سٹور کا مالک عبد الباقی انتہائی وجہہ اور خوبرو نوجوان تھا۔ کبڑی لباس کلاڑی کی ایک لڑکی بشری کے ساتھ گہری چھٹی تھی۔ ویسا پر دونوں کھلے عام گھومتے۔ بشری اپنی جگہوں کے جلو میں دکان پر شانچنگ کرنے آتی تو جودل چاہتا، سمیٹ کر لے جاتی۔ اس پر دلی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد دکان خالی ہو گئی۔ تو بشری نے بھی اپنا رخ زیباموڑ لیا۔ موصوف دن بھر کوئے جاناں کی بات چیتا لیکن وہ پری رو تو جیسے گم ہو گئی۔ بعد میں اسے پتہ چلا کہ بشری اس کے ساتھ فلرٹ کر رہی تھی۔ حالانکہ اس کا نکاح تو پہلے ہی کہیں ہو چکا تھا۔

مہارکہ بیگم محکمہ تعلیم کی ملازم تھی جس نے طلاق لینے کے بعد دوسری شادی نہ کی۔ حالانکہ کئی مرزائی علماء اس کے ساتھ ”جڑنے“ کیلئے پر توں رہے تھے۔ لیکن اس نے کسی کو گھاس نہ ڈالی۔ اس کے بارے میں یہ تاثر عام تھا کہ وہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ احکام سے جو کام چاہے کروا لیتی ہے۔ مخالفین سے تبادلوں کے لیے انعام لینا اس کا معمول تھا۔ ربوہ کے ”خاندان“ کے سرکردہ افراد ہوں یا مسلمان جاگیردار، اس کی ہر کرم ”سب کیلئے یکساں تھی۔

”سدومیت اور گے کلچر“ ربوہ کی آل نبوت اور امت کے تشخص کا لازمی جزو ہے۔ القابات اور القابات کی رداؤں میں لپٹی ہوئی اس ”ذریعہ مبشرہ“ کا یہ کردار مرزا غلام احمد کے الہامات کی ساری کوششوں کو رکھ دیتا ہے۔ میں نے غایت تحریر میں مرزا طاہرہ کی احمدیہ نیٹ ورک ٹیلی ویژن پر کی گئی تقریر کا حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے پاکستانی علماء کرام، خطیبوں اور مساجد کے اماموں پر اغواء، القابات اور ناجائز اسلحہ رکھنے کے الزام لگائے ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں خود کو پاکیزہ اور پوتر

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بات اس ”دروغ گو“ مرزا طاہر کیلئے جس کا حافظہ ختم ہو چکا ہے آئینہ ہے جسے دیکھ کر وہ اپنا سامنہ لے کر رہ جائے گا۔

یوں تو قصر خلافت ربوہ کے درو دیوار پر بیات امت کے ساتھ کیے جانے والے ”پاکیزہ“ کہانیاں ہی ربوہ کی آل نبوت کے کردار کا تجزیہ کرنے کیلئے کافی ہیں لیکن اس امت کے ”مسک“ پرستی، پر روشنی ڈالنی بھی ناگزیر ہے، تاکہ ان لوگوں کو پیہ چل جائے کہ سٹلائٹ پر ”کف“ اور شمشیر میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگ و خشت برسانا آسان نہیں کہ وہ بھی اندرون خانہ کی پوری پوری خبر رکھتے ہیں۔ ہماری کلاس میں پڑھنے والے خانوادگان مرزائی نبوت کے تین سپوتوں، مرزا طبیب، مرزا اور سید قمر سلیمان کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ ہم لوگ نویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ کسی بات پر ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ تیز گفتگو، دشنام طرازی سے ہوتی ہوئی کردار تک جا پہنچی۔ تینوں دوسرے کے بچنے اور کھڑے رہنے کے لئے خانہ ما، مائیکرو اور گھر کے ملازموں کے علاوہ کزن اور داروں کے ساتھ آب و دوسرے کی ”سدومیت داری“ کی داستانیں سنا دی گئیں۔ پوری کلاس دلچسپی سے جھرنے نبی زادوں کے کردار کی حکایتیں سن رہی تھی۔ اسی دوران ماسٹر احمد علی کلاس

تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر بھی شاہی خاندان کے ”اصلیوں“ نے زبان کو لگام نہ دی اور ہاں ہی اخلاق کی دھجیاں بکھیرتے رہے۔ ماسٹر احمد علی بھی سدومی صفات سے مالا مال تھے اور ”اپنی امت“ اس روایت پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ تاہم ”مرزوں“ کو بھری کلاس کے سامنے ایک دوسرے کی اچھالتے دیکھا تو کہنے لگے:

”دیکھو صاحب زادو! اگر نبیوں کی اولاد میں ہی آپس میں اس طرح تھوکا فحشیت کرنا شروع کر دیں گی تو امت کے ان طلباء کا کیا بنے گا، جنہوں نے اپنے کردار کو آپ لوگوں کے طرز عمل کی مثال سے سنوارنا ہے۔“

نبی زادے لڑتے رہے۔ ماسٹر احمد علی انہیں خاموش کرانے میں جب ناکام ہو گئے تو ماسٹر صاحب کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے نہ جانے کس طرح تینوں کو ”کول ڈاؤن“ کیا۔ دوران ان کی لڑائی سے قصر خلافت کے شہزادوں کی اصلیت اور ان کی ”کردار کہانی“ کھل کر سامنے آ گئی۔ کلاس کے ایک طالب علم ظفر باجوہ نے اس صورت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، نبی زادوں مائیکرو اور خاناموں کا تو زور شور سے ذکر کیا لیکن میرے سمیت سکول کے بہت سے ساتھیوں کا

کرنا ہی بھول گئے جن کا ان شہزادوں کی خدمت میں برابر کا حصہ ہے۔

فیکٹری ایریا محلہ میں ہمارا ایک کلاس فیلو اعجاز اکبر رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک بار مجھے اپنے

کر رہا اور مذہبی اکابر شخصیات کا تذکرہ سناتے ہوئے کہا کہ مولانا غلام باری سیف اور قانون دان مائیکرو کی آپس میں گہری چھتھی ہے۔ شاید اسی وجہ سے دونوں اپنے ذوق طبع کی تسکین کیلئے ایک دوسرے کے بیٹوں کو تختہ مشق بناتے ہیں۔ شہر کے درو دیوار ”نوناہ لان جماعت“ کے باہمی اختلاط کے فلوں سے سیاہ رہتے تھے۔ ”سنگوتے ابراہوالی“، نظم تو مدتوں نوشتہ دیوار بنی رہی تھی جو دونوں کی سیاہ دلی کی ترجمان تھی۔

جسم فروشی کا رجحان اس قدر زیادہ تھا کہ ہر خوش شکل لڑکا ایک چلتا پھرتا ”بروتھل“ تھا۔ ایسے طلباء کے والدین اپنی قلیل آمدنی سے جماعت کا ”دورخ“ بھرتے اور اپنی اولاد کی ادنیٰ سی خواہش بھی پوری کر پاتے۔ بچوں کیلئے پیسہ کمانے کیلئے یہ آسان ترین راستہ تھا۔ بے شمار لڑکے کھلے عام ”معاملہ“ کرتے اور چل پڑتے تھے۔ والدین اور اساتذہ کی اکثریت اپنے بچوں اور طلبہ کی ان ”مصروفیات“ کا گاہ قہمی۔ تعلیمی اداروں میں تمام اساتذہ نے اپنے ارد گرد ”خبر و طلبہ کی منڈی بنا رکھی تھی۔ ایک دوسرے کے گروپ سے ”لڑکا“ توڑنا ایک معرکہ سمجھا جاتا تھا۔ اس قبیح عمل کی بجا آوری کو یہ لوگ اپنے اہل سنت اور اتباع خیال کرتے تھے۔

کول بازار کے ایک بہت بڑے دکاندار کا بیٹا شہیر شاہ بھی ہمارا کلاس فیلو تھا۔ وہ بھی اپنے نبی کی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا رہتا تھا۔ لیکن اس بے چارے کے ساتھ عجیب قسم کا ”دھرو“ ہو گیا جس کی حکمتیں دیتے ہوئے اس کی زبان تھک گئی مگر رسوائی کی داستان پھر بھی ہر کوپے میں جا پہنچی۔ قصہ یہ تھا کہ شہیر شاہ ایک شخص کے ساتھ طے شدہ پروگرام کی خلاف ورزی کر کے کسی اور کے ہاں جا پہنچا۔ اول کار نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے ایک منصوبے کے تحت ”خصوصی لحات“ کی تصاویر بنا کر سکول

تصاویر کے ذریعے بلیک میٹنگ کی دھمکی عام تھی۔ اکثر شہری اس سے کام نکال لیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ تیزاب سے چہرہ داغ دینے کی دھمکی بھی کام کر جاتی تھی۔ ”مساجد“ ”جائے نماز“ کے علاوہ ہائے عمل بھی تھیں۔ مرزا ناصر کا زمانہ گزر چکا تھا مگر مرزا طاہر کے بے شمار ہم جولی ”مرزا تاری“ کے ساتھ گزرا رہے ہوئے ”شب دروز“ پر نازاں ہوا کرتے تھے۔ مرزا لقمان کی ”صحبت“ سے فیض یاب ہونے والے بھی خود کو امت کے برہمن خیال کیا کرتے تھے۔ علی ہذا القیاس ربوہ ”شہر سدوم“ جہاں بسنے والوں کا مذہب سدومیت ہے جسے ہر کس و ناکس نے اپنے دائرے کار میں اختیار کر رکھا تھا۔

مولوی محمد ابراہیم بھائیڑی ہمارے سکول کے استاد اور بورڈنگ ہاؤس کے دارؤن تھے۔ ان کی ”نگاہ و کرم“ ہر لڑکے پر یکساں ہوتی۔ تاہم لڑکوں سے وصول کیے ہوئے جسمانی خراج کا حساب ان کے

بیٹے انور بھانڈی کو چکانا پڑتا تھا۔ مولوی صاحب اپنی افتاد طبع سے اس قدر مجبور تھے کہ بعض اوقات سے کئی حرکات کھلے عام ہی میں سرزد ہو جایا کرتی تھیں جن سے انہیں شرمندگی اٹھانے کے علاوہ انتظامیہ کی طرف سے محتاط رویہ اختیار کرنے کا نوٹس آ جایا کرتا تھا۔

تعلیم الاسلام کالج میں دو لڑکوں امین الدین اور طیب عارف کے حسن کے اس قدر چہرے ہر شخص ان سے بات کر کے اور ہاتھ ملا کے اپنے نصیب پر ناز کیا کرتا تھا۔ امین الدین کے فرسٹ میں داخلے کے بعد تمام اساتذہ کے دل چل رہے تھے کہ کاش انہیں اس کی کلاس مل جائے۔ یہ لڑکے سامنے سے گزرتا تھا تو لڑکے باجماعت یہ گیت گایا کرتے تھے۔ ”تک جن پیا جاندا ای“ طیب عارف کے رخسار کے تل پر تو یار لوگ شاعرانہ ماحول بنا لیتے۔ ہر شخص بساط بھر اشعار اس ”تل“ کی نذر کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ”امرڈ“ ایسے تھے جن کے حسن کے قصیدے ربوہ کی ”گئے“ سوسائٹی میں پڑھے جاتے تھے۔ یہ تو چیدہ چیدہ لوگوں کے قصے ہیں ورنہ یہاں کا ہر فرد سدومیت کو اختیار کر کے محسوس کرتا ہے۔ اگر فردا فردا داستانیں لکھی جائیں تو کئی دفتر تصنیف ہو جائیں۔

تعلیم الاسلام کالج کے ایک پرنسپل چودھری محمد علی اس کھیل کے مرد میدان تھے۔ فضل مراد وارڈن شپ کے دوران ان کی ”داستان سدومیت“ ہوٹل اور وارڈن خانے کے در و دیوار پر دیوار پر پینل بننے کے بعد وہ مرزانا صرا احمد والی بڑی کٹھی کے ککین بنے تو وہاں انہوں نے مرزانا صرا احمد کے کارناموں کو زندہ رکھا۔ بعض اوقات انتہائی دلچسپ صورتحال پیدا ہو جاتی جب پرنسپل کے ساتھ جانے والے کسی بھی ”خوش رو“ لڑکے کو اس کے ساتھی دیکھ لیتے، بعد میں ”نیاروں“ میں بیٹھ کر وضاحتیں کرنا پڑ جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ جو لڑکا چودھری صاحب کے گھر سے آتا ہوا نظر آ جاتا، اس پر مدتوں ”انگلیاں“ اٹھتی رہتی تھیں۔ ان سب باتوں کے باوجود پرنسپل کا بلانا اور پری جمالوں کا ان کے بلاتل چلے جانا کسی دور میں بند نہ ہوا۔

ربوہ کے ملاں و پیر اور میر و وزیر ہر قسم کی اخلاقی مذہبی اور سماجی قید سے آزاد ہیں۔ وہ خوش ہونے کیلئے صنف موافق و مخالف کی تفریق نہیں کرتے۔ دونوں اجناس ان کے ہاں ارزاں اور اطرار مرزانا صرا احمد بھی اپنے والد مرزا محمود احمد کی طرح تعداد از دواج کے زیر دست شوقین تھے مگر انہیں بیوی منصورہ نے ان کی لگام ایسی کھینچ کر رکھی ہوئی تھی، وہ ادھر ادھر منہ تو مارتے مگر اس کی زندگی دوسری شادی کو شش کے باوجود نہ کر سکے۔ لیکن جو بیوی منصورہ آنجہانی ہوئی تو مرزانا صرا نے اس لڑکی شادی رچا لی جو مرزا القمان کی محبوبہ تھی۔ باپ بیٹے میں بہت جنگ ہوئی۔ القمان نے یہاں تک کہ حضور! بیچ میں نے بنائی مگر بیٹنگ آپ نے کر ڈالی“ مرزانا صرا احمد نے نوجوان دلہن کی برابری کر کے

انہیں انور ہو میو پیتھک کے کئی نسخے آزمائے۔ انہی نسخوں نے آخر کار انہیں جہنم واصل کر دیا۔ اکثر لڑکے کہا کرتے تھے کہ ”ہمارے حضرت صاحب کو گھونگٹ کی ہوا لگ گئی ہے۔“

”باپ پوت اور نسل پر گھوڑا بہت نہیں تو ضرور تھوڑا“ والی مثال کے مطابق مرزانا صرا کا بیٹا القمان باپ بلکہ دادا مرزا محمود احمد کے خصائل کا مکمل پرتو تھا۔ چھٹی جماعت میں یہ ہمارے ساتھ پڑھتا تھا۔ سلطان کیا اپنے جیسے مرزائیوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اور اگر بھولے سے کسی امتی کے ساتھ ملتا تو وہ مرزائی اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہوتے ہوئے گھنٹوں کبھی خود کو کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتا رہتا تھا۔ بد معاش بچپن میں ”جو“ کچھ ہوتا ہے مرزا القمان ان حقائق کا عین عکاس تھا۔ فرعون کی خصوصیات والی اوصاف مرزا القمان کی شخصیت کا جزو لاینفک تھے۔ کتے پالنا، گھوڑے رکھنا، چادر اور چادر والی کے تقدس کو پامال کر کے اپنی جنسیت کی تشکیل کرنا اس شخص کی زندگی کے لوازم تھے۔ شرفاء کی

ان لوگوں نے مرزا محمود احمد کی جوانی دیکھی، ان کا کہنا تھا کہ مرزا القمان کے سارے چلن اپنے دادا جی جی طرح موصوف اپنی تخریبی چالوں سے فتوحات حاصل کرنے کے جوگر تھے اسی طرح القمان کی لڑائی کارروائی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ طالب علم رہنما رفیق باجوہ نے مرزائیت کے خلاف عداوت کا پرچم بلند کیا تو مرزا القمان نے اس کو ختم کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔ اس کی تلاش میں انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ اس کی تلاش میں انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ اس کی تلاش میں انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔

مرزانا صرا احمد کی طرح مرزا القمان بھی امت کی جس حور شائل کو چاہتا، قصر خلافت بلا لیتا اور اپنے ”سنت“ ادا کر لیتا تھا۔ شہر کے غنڈوں کی ایک فوج مرزا القمان کے اشارے پر ہر جرم کرنے پر آمادہ تھی اور اس بے مہار فوج کا یہ سپہ سالار کرائے کے بازوؤں سے اپنے مقاصد حاصل کر لیتا تھا۔ مرزانا صرا بھی اپنے اس سپوت سے ڈرتے تھے۔ مرزا القمان کے بڑے بھائی مرزا فرید نے ایک خاندان کی لڑکی اغوا کر لی تو مرزانا صرا نے امت اور لڑکی کے والدین کی اشک شوقی کیلئے مرزا فرید کو دھوکا دیا جبکہ مرزا القمان ایسے کئی کارنامے انجام دینے کے باوجود ہر گرفت سے بالا تھا۔

ربوہ میں بد معاشوں اور قبضہ گردپ کے کئی دھڑے تھے، جن کی پشت پناہی مرزا انور حمیدز میں کی گئی اور مرزا طاہر کیا کرتے تھے۔ لیکن جب سے مرزا القمان نے جوانی میں قدم رکھا، ہر بد معاش کے ساتھ وابستہ ہو گیا تھا۔ جماعت اور جھوٹی نبوت کے خاندان کے قواعد و احکام سے سرتابی کرنے کیلئے عقوبت خانے اور تار چریلز قائم تھے جن کی سربراہی بھی مرزا القمان ہی کیا کرتا تھا۔

شہر میں نوجوانوں کی مختلف ٹولیاں رات کو پہرہ دیا کرتی تھیں۔ ان کی تشکیل بھی مرزا القمان کے

دائرہ اختیار میں تھی۔ انہی گروہوں سے کئی افراد چوری کی وارداتوں میں ملوث ہوا کرتے تھے۔ انہی چور بھی خلیفہ زادے کے پروردہ تھے۔ ربوہ والے اپنے ساتھ ہونے والے کسی ظلم و زیادتی کی پولیس کو نہیں کر سکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ مرزائی مرکز کی خود ساختہ امور عامہ سے دائرہ حاصل جاتی تھی۔ اگر کوئی شخص پولیس کے پاس جانے کی کوشش کرتا تو اسے نہ صرف مرکز کے انصاف جماعت سے بھی محروم ہونا پڑتا تھا۔ مرز القمان ربوہ کے نام نہاد نظام انصاف کی سرپرستی بھی کرتا تھا۔ چودہ سو سال قبل عرب کا معاشرہ جس اخلاقی انحطاط کا شکار تھا، اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے کائنات نے حضرت نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر معاشرے میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ قادیان کے جھوٹے پیغمبر کے دعویٰ نبوت کے بعد اخلاقی لحاظ سے ایک ایسے پست معاشرے کے جس کی اصلاح عبث ہو چکی ہے۔ مرزائی خلیفہ وقت کی دورخی پالیسی کا یہ عالم تھا کہ اغوا کے ملوث مرزا فرید کو شہر بدر تو کر دیا گیا مگر اسے یہ سہولت بھی دی گئی کہ وہ جب چاہے ربوہ آ سکتا تھا۔ خاندان کی لڑکی اغوا ہوئی تھی، وہ مرزا فرید کو ربوہ میں دیکھتا تو خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا مگر مرزا کے خوف سے ان میں دم مارنے کی بھی مجال نہیں تھی۔

ربوہ میں ”قدے، چمڈے، جگے، بشیر بلے، مقصودے پٹھان اور لطیف ننھے“ جیسے ناموں موسوم بدمعاشوں کے کئی دھڑے تھے۔ ان گروپوں کی آپس میں لڑائی اور پھران میں فیصلہ کر کے چودھراہٹ قائم رکھنے کیلئے مرزائی خاندان نبوت نے ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کا اصول بنا رکھا تھا۔ صفحات میں ایک پٹھان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بدمعاشوں کے گروہوں میں مقصود و پٹھان گروہ مقصود خان اور اسی کا بیٹا تھا جب کہ اس کے دیگر دو بھائی رفیق پٹھان اور فاروق پٹھان بھی اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر وقت اپنے خلیفہ زادے کے حکم کے غلام رہتے تھے۔

مرزا طاہر کو جب میں نے دیکھا وہ ایک مکمل ”پلے بوائے“ تھے۔ منہ میں پان، جیب میں کھانے کی چیزیں، ڈالے سرخ رنگ کی لیڈیز سائیکل پر پھرنے والا یہ شخص شہر بھر کی خواتین کے دل کی دھڑکن تھا۔ اس سے قطع نظر ہر خاتون ان سے تعلق و واسطہ پر فخر کیا کرتی تھی۔ نو جوان خواتین تو بڑے ناز سے ان کے ”میاں تارسی“ کہا کرتی تھیں۔

مرزا طاہر بھی اپنے بڑے بھائی مرزا ناصر کی طرح ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ ان کا کلینک شام کھلا کرتا جہاں ماہِ رخان شہر کی بھیجی لگی رہتی تھی۔ کسی خاتون کو کوئی مرض ہو یا نہ ہو، وہاں ہا پٹوری کر لیا کرتی تھی۔ کسی نوجوان لڑکی کے پیٹ میں ہلکا سا درد بھی اٹھتا، والدین اسے ترہال میااری تادی کے پاس بھیج دیا کرتے۔

میں نے ربوہ دیکھا

اس سال ربوہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ ربوہ پہلی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔
فرنس میں بڑی گہما گہمی رہی۔ ملک کے ہر گوشے سے علماء کرام، دانشور، صحافی، طلبہ اور عوام کی
آئی ہوئی تھی۔ تمام مقررین نے مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں اور ملک دشمن سرگرمیوں
کے خلاف روشنی ڈالی اور ان کی روک تھام کے لئے حکومت سے پُر زور مطالبہ کیا۔ کانفرنس کے
میں غضب کا جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ حاضرین جلسہ نے یہ اعلان
کر دیا کہ ہم کو اشارہ تو کریں ہم ربوہ کے مرزائیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ ان کی پشتیں یاد
آئیں۔ اس جوش و خروش کا ایک بڑا سبب مولانا اسلم قریشی کا اغوا تھا جو ان کے سربراہ کی ایک گھناؤنی
سی۔ لیکن امیر صاحب نے ملکی حالات کے پیش نظر تشدد سے باز رہنے کی تلقین کی۔

والنس کے اختتام کے اگلے دن اجتماع گاہ واقع مسلم کالونی ربوہ سے (اسٹیشن والی) محمدیہ مسجد گئے سفر کیا۔ تاکہ ایک مسلمان نوجوان چلا رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میرے تانگے میں ایک امرزائی استانی سفر کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ تم ہماری انجمن میں شامل ہو جاؤ۔ روپیہ اور مکان دیں گے اور مرزائی لڑکی سے تمہاری شادی بھی کریں گے۔ اس نے بتایا کہ جب اس کے دوران لوگ نعرے لگاتے ہوئے ربوہ میں داخل ہوتے تو مرزائی اپنے گھروں میں گھس گئے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک فروٹ کی ریڑھی والا اپنی ریڑھی بھگا کر ایک کونے گیا اور ایک کونے میں جا کر چھپ گیا۔ ایک دوسرے تانگے والے نے بتایا کہ ربوہ میں گھروں میں کڑوا پانی نکلتا ہے اور مسلمانوں کے گھروں میں میٹھا پانی نکلتا ہے۔ اس صورت کے لئے پانی مسلمانوں کے گھروں سے لیتے ہیں۔

ہم کو ربوہ کے مقامی ساتھی بھائی صاحب اور صوفی صاحب ربوہ شہر دکھانے لے گئے۔ جب ہم ان کے مقبرے میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب ویرانی محسوس کی۔ واللہ میز اداں اندر سے رو رہا تھا کہ وہاں لوگ سیدھی راہ سے بھٹک کر ایسی راہ پر چل نکلے جو سوائے جہنم کی تہہ کے کسی اور طرف

نہیں جاتا اور تمام منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ وہاں تین سوالوں میں سے ایک سوال حضرت
انجمن علیہ السلام کے بارے میں بھی ہوگا تو اس وقت قادیانی کیا جواب دے سکیں گے؟

اس کے بعد ہم حشر کا تصور ہی نہیں کر سکتے۔ اس خیال کے آتے ہیں میری زبان سے نکلا
تذغ قلوبنا بعد اذھدیتنا "سامنے ایک چار دیواری پر نظر پڑی۔ اندر جا کر دیکھا تو وہاں
قبریں تھیں۔ جن میں مرزا ناصر کی قبر سب سے آخر میں تھی۔ وہاں ایک بورڈ پر لکھا تھا کہ اگر موقع
ان لاشوں کو نکال کر قادیان میں دفن کر دیا جائے۔ قبرستان میں ایک ٹیلی فون نصب تھا تو ہمارے
نے ازراہ مذاق کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ربوہ کے قبرستان میں مدفون مرزائیوں کا قادیان کے قبرستان
سے فون پر رابطہ ہو۔ قبرستان میں جہاں بھی نگاہ ڈالی وہاں کے درختوں کے پتے ایسے مر جھالے
جیسے اہل قبرستان پر ماتم کرتے کرتے نڈھال ہو چکے ہوں۔ ابھی ہم قبرستان سے باہر نکل کر آہیں
گفتگو کر رہے تھے کہ پیچھے سے ایک مرزائی نمودار ہوا۔ داڑھی چھدری اور سر پر بھاری ٹوپی اور
کا پسندیدہ لباس پینٹ کوٹ پہنے ہوئے۔ آتے ہی بولا کہ دین میں تو اختلافات ہر جگہ پائے
ہیں۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ آپ یہ بتائیے کہ اس جگہ آنے کے بعد اور یہ سب کیا
کے بعد آپ کیا محسوس کر رہے ہیں۔ ہم نے موقع غنیمت جان کر کہا کہ ہمارے ذہنوں میں کچھ
ابھر رہے ہیں۔ اس نے موقع کی مناسبت سے کہا ضرور پوچھئے جس پر میں نے جھٹ یہ سوال کر دیا
میں: یہ بتائیے کہ آپ کی انجمن ہر مرزائی سے اس کی دولت کا دسواں حصہ کیوں طلب
ہے اور اسے کہاں صرف کرتی ہے؟

مرزائی: پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی محبوب چیزوں کو
میں خرچ کرو۔ جہاں تک خرچ کرنے کا سوال ہے تو ہم رقم غریبوں اور ناداروں پر خرچ کرتے
آپ کے لوگوں (غیر مرزائیوں) کو بھی دیتے ہیں۔

بھائی صاحب! مثال دے کر بتائیے کہ ربوہ میں آپ کسی غیر مرزائی کی مدد کرتے ہیں؟
مرزائی: (تھوڑی دیر سوچ کر) مثلاً ریلوے اسٹیشن پر رہنے والے ایک بیمار بوڑھے کی مدد
بھائی صاحب! میں تو بہت عرصے سے اسٹیشن والی مسجد کے پاس رہتا ہوں۔ میں نے کوئی
نہیں دیکھا۔ نیز یہ بتائیں آپ کے ہاں اگر کوئی بہت پرہیزگار ہو۔ لیکن غریب ہو یا کوئی مرزائی
مجبوری یا کنجوسی کی وجہ سے آپ کی انجمن کے لئے اپنی دولت کا مطلوبہ حصہ وقف نہ کرے تو آپ
"بہشتی مقبرے" میں دفن ہونے دیں گے۔

میں نے پوچھا: کیا دولت کا یہ دسواں حصہ آپ کی انجمن جبر الہی ہے؟

میں نہیں بلکہ جو "بہشتی مقبرے" میں جگہ لینا چاہتا ہو وہ خوشی سے دیتا ہے۔

بھائی صاحب! چونکہ میں ربوہ کا رہنے والا ہوں میں نے کچھ عرصہ پہلے دیکھا کہ بیرون ربوہ سے
آئی۔ اس مرزائی نے انجمن کو مطلوبہ پوری رقم ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے اس کو اس وقت تک
خروجے میں دفن ہونے نہیں دیا گیا۔ جب تک کہ اس کا مکان فروخت کر کے مطلوبہ رقم حاصل نہ کر
دے مرنے والے کی رقم جبرائی گئی۔ ممکن ہے وہ رقم اس نے اپنی اولاد وغیرہ کے نام کر دی ہو اور انجمن
نے اس کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ بصورت دیگر اگر آپ نے رقم لینی تھی تو پہلے اسے دفن تو دیتے بعد میں اس
کا حساب کتاب ہوتا رہتا۔ جب آپ نے مردے کے ساتھ یہ سلوک کیا تو پتہ نہیں زندہ لوگوں
کا کیا سلوک کرتے ہوں گے؟

میں اس وقت یہاں موجود نہ تھا۔ مجھے اس واقعہ کا علم نہیں۔

بھائی: اس قبرستان کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا ہے۔ آپ کو کیسے یقین ہے کہ اس میں داخل
والے بہشتی ہیں۔

میں: (لا جواب ہو کر) اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید تو کی جاسکتی ہے۔

ہمارے ساتھی صوفی صاحب نے کہا کہ آپ اپنی مخصوص جگہیں دکھانا پسند کریں گے۔ مبلغ نے کہا
پہلے نام نہاد قصر خلافت پہنچے۔ وہاں ایک بڑی کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ باہر ہی سے بڑے بڑے شیشے
دروازے اور کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ اور ان پر محفل کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس میں موجودہ
قصر اطہر قیام پذیر ہے۔ قصر خلافت کے در و دیوار رنگ و روغن سے محروم تھے۔ اس پر میں نے مبلغ
کو پکار کر کہا کہ کیا یہ آپ کے خلیفہ کی سادگی ہے؟ اس پر وہ کھسپانا ہو کر رہ گیا۔ قصر خلافت کے برابر
میں اور سامنے قادیانی معبد تھا۔ قادیانی معبد پہنچے تو میں اپنے جوتے لے کر اندر جانے لگا تو اس
کا ہوتی یہیں رہنے دیجئے چوری نہیں ہوگی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ جو قوم نبوت پر ڈاکہ ڈال
دے وہ یقیناً جوتی بھی چوری کر سکتی ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم اپنی اصلیت نہیں
کرتی۔ مبلغ نے بتایا کہ مرزا اطہر جب یہاں ہوتا ہے تو امامت بھی کرتا ہے۔

قادیانی عبادت گاہ کافی بڑی تھی۔ وہاں ایک جگہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ مبلغ نے میری توجہ اس طرف پھیر دی کہ
"اللہ اکبر" لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں مسلحہ کذاب بھی پورا کلمہ پڑھتا تھا۔

میں نے پوچھا کہ ایک جنازہ جا رہا تھا تاہوت چار پیہوں والے ریزھے کی طرح بنا ہوا تھا۔ اور اسے
جاہا جاہا تھا۔ مبلغ نے کہا کہ دیکھو اس تاہوت کے اوپر چھت بنی ہوئی ہے تاکہ ہر طرح کے گرد و
بارش سے محفوظ رہے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ میں نے سوچا کہ ایک تو مردہ اپنے ساتھیوں کے

کندھے دینے سے محروم رہ گیا۔ دوسرا یہ کہ یہاں کی گردوغبار اور بارش وغیرہ سے اگر یہ محفوظ رہے گا تو لیکن آنے والی تکالیف سے تو نہیں بچا سکتے۔

اس کے بعد بیرون ممالک سے آنے والے مبلغین اور مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ بتائی گئی۔ بتایا کہ اس وقت چار پانچ مبلغ ہمارے مہمان ہیں۔ یہاں سے نکل کر ”دارالاقامہ“ کی طرف گئے جہاں اندرون ملک سے آنے والوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہاں ہمارے مہمانوں کے اگر کوئی ربوہ میں بھولا بھٹکا مسافر آجائے یا قرب وجوار میں کوئی حادثہ ہو جائے تو متاثرین کو اہل محلہ ٹھہراتے ہیں اور پھر پھانس کر مرزائی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی استقبالیہ ہے۔ جہاں اسٹاف اپنے کام میں مصروف تھا۔ آگے چل کر دیکھا کچھ کمرے بنے ہوئے اور ہر کمرے کے باہر گتے کے بورڈ پر پاکستان کے چار پانچ شہروں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ انصار اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے (جو چالیس سال سے زیادہ عمر کے قادیانی افراد کی ہے) اور اس میں شریک مہمانوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً سوال کیا کہ ایک کمرے کتنے پٹنگ ہیں؟ اس نے کہا دو پٹنگ میں نے کہا کہ اگر ایک شہر سے دس آدمی آئے تو پانچ شہروں پر پچاس ہوئے اور دو پٹنگ پر پچاس آدمی کیسے سو سکتے ہیں؟

وہ میری توجہ ہٹانے کے لیے ”دارالضیافت“ کی طرف لے گیا۔ کھانے کے کمرے میں محسوس ہوئی۔ اپنے آقاؤں کی وفاداری کا یہ عالم کہ کھانے کے کمرے میں جہاں نگاہ ڈالیں گے کرسیاں بچھی ہوئی نظر آتی تھیں۔

چونکہ میں اس کی باتوں میں بہت دلچسپی لے رہا تھا اس لئے جب واپسی ہونے لگی تو اس نے کہ دین میں تو اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں ان باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ ہمیں دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہئے اور آپس میں مل کر ملکی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ میں نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ تو ابھی ربوہ میں ٹھہریں گے۔ آپ مجھ سے کل ملے۔ تفصیلی بات کریں گے اور آپ کے اشکالات بھی دور کریں گے۔

اگلے دن لاہور روانہ ہونے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے نوجوان مرزائی لڑکیاں ٹرین کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ ٹرین میں مجھے ایک بڑے میاں ملے۔ لمبی سی داڑھی تھی۔ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا ”ربوہ سے“ یہ سنتے ہیں چونک اٹھے، پہلے تو مجھے اس نے نیچے تک بڑے غور سے دیکھا۔ پھر پوچھنے لگے ”تیرا ایمان کیا ہے؟“ میں نے کہا الحمد للہ مسلمان ہوں۔ ربوہ کانفرنس میں شرکت کے لئے گیا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے با آواز بلند مرزا قادیانی کی جھوٹی

باتیں اتارنی شروع کر دی۔ برابر میں مردوزن بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑے میاں کی باتوں سے لالہ ہو رہے تھے اور بڑے میاں کی طرف دیکھ دیکھ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ ایک مرزائی برداشت نہ کر سکا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سچائی تو ایسی خوشبو ہے جو چھپائے نہیں جاسکتی اور ایک دم میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔

فرما گئے ہیں ہادی
لا نبی بعدی



عقیدہ۔ فرشتوں کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں، جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں عقیدہ۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔ جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مغضوب کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمہ کفر ہے۔

عقیدہ۔ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ کفر ہے۔ دونوں باتیں کفر ہیں۔

یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن سکیں۔ ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔ ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ سب انسان کی طرح کھاتے پیتے اور ارواح و جسام و لے ہیں۔ ان میں تو الد و تناسل ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے جیتے مارتے ہیں۔

عقیدہ۔ ان میں مسلمان بھی ہیں کافر بھی مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور ان کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ سنی بھی ہیں بد مذہب بھی اور ان میں فاسقوں کی تعداد کثیر ہے۔ انسان کے زائد ہے۔

عقیدہ۔ ان کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

(بہار شریعت)

عرفان محمود برق (نوسلم، سابق قادیانی)

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر ایک نظر گھر کے بھیدی کی گواہی

ہم ہر اک بات کا اندازِ نظر جانتے ہیں
ہم نے اک عمر گزاری ہے صنم خانے میں

کسی دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ جناب! میں نے سنا ہے کہ قادیانیوں کا جھوٹا نبی قادیانی شراب پیتا تھا۔ گالیاں بکتا تھا، زنا کرتا تھا، جھوٹ بولتا تھا، غیر عورتوں سے رات کی تنہائیوں میں اپنی ٹانگیں دبواتا تھا، جوتی الٹی پہنتا تھا، قمیض کے بٹن اُلٹے بند کرتا تھا، آنکھ سے کان تھا، ہاتھ سے کان، عقل سے پیدل، سوچ سے جاہل، حرکات سے پاگل تھا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ عقل کے اندھے، سوئی کے گندے قادیانی نہ صرف خود اسے نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں میں بھی اس کی بنیادیں گہرا کا ڈھول پیتے ہیں۔ جس کے باعث اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں مسلمان قادیانیت کے گٹر میں گر گیا فلاں گھرانے نے مرزائیت کے تیزاب کو اپنے لبوں کی زینت بنا لیا، فلاں نوجوان نے اپنے ایمان کی لگا میں ان اندھوں کے سپرد کر دیں۔ یہ بڑی حیران کن اور فکر انگیز بات ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ مسلمان کیسے ان کے جال میں پھنستے ہیں اور ایک بد اخلاق، کانے، مٹڈے کو کیسے نبی مان لیتے ہیں؟ میں نے اُسے جواب دیا کہ جب قادیانی شکاری لوگوں کے ایمان کا شکار کرنے کے لئے نکلتے تو وہ اپنے ساتھ ایک شکار والا بیک رکھتا ہے جس کی مختلف جیبوں میں شکار کرنے کے مختلف آلات ہوتے ہیں۔ وہ ایک جیب میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تصاویر کا الم ڈالتا ہے، دوسری جیب میں بلیٹک چمکا خمار ڈالتا ہے، تیسری جیب میں زمین کی رجڑی کا خنجر رکھتا ہے، چوتھی جیب کو جرمنی، لندن اور امریکا کے ویزوں کے سنہری خوابوں کی نذر کرتا ہے، پانچویں جیب میں ملازمت کے حسین مواقع کے تیرے ٹھونٹا ہے۔ چھٹی جیب کو غرباء کی امداد کے جھانسنے سے آراستہ کرتا ہے اور ساتویں جیب میں سماجی کے ڈھکوسلے سجاتا ہے، آٹھویں جیب کو اپنے کفریہ غلیظ لٹریچر کی نجاست کے لئے مختص کرتا ہے، اور

میں چھریاں اور ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹیں بکھیرے مسلمانوں کے ایمانوں کی فصل کاٹنے کے لئے نکلتے ہیں۔

اللہ رے دیکھئے اسیری بلبلی کا اہتمام

صیادِ عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

وہ اپنا شکار کرنے کے لئے ہر وقت چوکس رہتا ہے، پھر جہاں کوئی کمزور ایمان مسلمان نظر آتا ہے فوراً اُس کی جانب لپکتا ہے، اس کی آنکھوں پر ہوس رانی کی تسکین افزائی کی پٹی باندھتا ہے اور اس کے گھر کو زوردار دھکا دے کر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، تب برق رفتاری سے اپنے بیک کی جیبوں میں مختلف اوزار نکال کر اُس کی شرگ کاٹ دیتا ہے کچھ دیر کے لئے ضمیر تڑپتا ہے، پھر مکتا ہے، جب رسول ﷺ کا خون بڑی تیزی سے بہتا ہے حتیٰ کہ آخری قطرہ بھی ٹپک پڑتا ہے اور یوں اُس کو گھر کا ایمان موت کی آخری لٹکی لے کر ارتداد کے گھرے پانیوں میں غرق ہو جاتا ہے۔ جہاں سے وہ اہل لوٹ کر کبھی نہیں آتا۔

لٹ رہا ہے دین، ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں

مگر افسوس ابھی دین محمد ﷺ کے رکھوالے سو رہے ہیں

قادیانی حوریں (چڑیلین):

تاریخ کا مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کفر نے جب بھی مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوشش کی وہ اپنی مختلف چالوں اور مختلف حربوں کے تیروں سے سینہ مسلم پر مشق کرتا رہا۔ اس کے یہ حربے ان لوگوں پر تو اثر انداز نہ ہو سکے جو مشیت ایزدی کے سانچوں میں ڈھلنے والے، جاہد تسلیم و رضا کے پیکر تھے اور ان کے سینوں میں محبت خدا اور رسول ﷺ، فیاضی، پاکیزگی اور گداز کی شمعیں جل رہی ہوتی تھیں، لیکن اس کے برعکس وہ محض نام کے مسلمان جو ان اوصاف جمیلہ کے حامل مسلمانوں کی بستی سے کہیں دور ہو کر تھے، کفر کے یہ تیران کے ایمانوں کو اکثر کفن پہننے پر مجبور کر دیتے۔ ان تیروں سے ایک تیر جو سماجی سے اپنے نشانے پر لگتا رہا اور بہت ہی کم خطا گیا وہ تیر جو ان عورتوں کی جوانیوں کا تیر ہے، ان بنیات کے مطابق تمام انسانی جہتوں میں سب سے قوی، اعصاب پر گہرے اور دیر پا اثرات رکھنے والی جبلت جنس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان عورت کے فتنے میں بہت جلد آکر بہک جاتا ہے۔

مادرِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کا ایک لشکر حضرت ماس رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بیت المقدس کے محاذ پر روانہ کیا۔ کفار نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ

مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے ایک چال چلی کہ جس راستے سے مجاہدین نے گزرا راستے میں ایک جگہ لمبی قطار میں اپنی عورتوں کو الفنگا کر کے کھڑا کر دیا اور سوچا کہ جب مجاہدین اس جگہ سے گزرے گا تو دوشیزگانِ روم کی شعلہ سمانیاں تیل کا کام کر جائیں گی اور یہ لشکر جلتے ہو کر وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور جنس کے ہاتھوں مجبور ہو کر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ (معاذ اللہ)

لیکن شاید کفار بھول گئے تھے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ہے جو رسالت مآب ﷺ کے تربیت سے فیض یاب ہیں۔ جس طرح قطرہ آبِ آغوش صدف میں رہ کر نایاب بن جاتا ہے اسی طرح آفتاب رسالت کی آغوش میں رہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ضمیر اس قدر بختہ نور بن گئے تھے کہ ان کی دنیا سے عالم انسانیت شبِ دیو کی تاریکیوں سے نکل کر نورانی صبح میں داخل ہوا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ جو مشاہدہ جمال سے روشن ہوں، وہ بے حیائی کی غلاطت سے لتھڑے ان گندے چیخڑوں کی جانب اور راغب ہو جائیں۔ لہذا چشمِ فلک نے دیکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ان عورتوں کے پاس گزرا تو ان کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور ان کی زبانوں پر قرآن کی یہ آیت جاری تھی۔ جس کا ترجمہ ہے ”مسلمان مردوں سے فرما دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت سہرا ہے، بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔“

(پ 18، 104)

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محبت رسول ﷺ کی مستی سے سرشار مسلمانوں پر تو کبھی بھی عورت کا استعمال نہ ہوسکا۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ کمزور ایمان مسلمان اس طرح کے جال میں بہہ پھنس جاتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کر لیتا ہے۔ قادیانی جو کہ بدترین کافر ہیں ان کا مشن ہے کہ اس جال کے نام نہاد اور کمزور ایمان مسلمانوں کے دلوں میں جو تھوڑی بہت ایمان کی شمع جل رہی ہوتی ہے وہ اس کے ذریعے گل کر دی جائے اور انہیں قادیانی بنالیا جائے اس مقصد کے لئے قادیانیوں نے اپنی عورتوں کو ایک تنظیم بنوا کر رکھی ہے۔ جسے ”لجنہ اماء اللہ“ کہا جاتا ہے۔ اس تنظیم میں قادیانی عورتوں کو تربیت پیش عمل سے گزارا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا ایمان لوٹنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

یہاں لجنہ اماء اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

لجنہ اماء اللہ:

قادیانیت کی تعلیم و تربیت اور لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی کرنے کے لئے قادیانی عورتوں کی یہ تنظیم مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے 1925ء

1925ء میں قائم کی۔

قادیانیوں کی کتاب ”پہچان“ کے مطابق:

”امدی مستورات میں مالی و جانی قربانیوں کی روح پیدا کرتا، دینی (قادیانیت کا) علم سیکھنے سکھانے، دعوتِ الی اللہ، خدمتِ خلق اور آئندہ نسل کی بہترین تعلیم و تربیت کے ذرائع سے سونپنا لجنہ کے اہم مقاصد ہیں۔“ (بحوالہ پہچان، صفحہ 20)

مرقاہ قادیانی لڑکی جب وہ پندرہ سال کی عمر میں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دے، اس تنظیم کی رکن بن جاتی ہے۔ ہر وہ مقام جہاں پر قادیانیت کا فخر خبیث قائم ہے، وہاں پر لجنہ کے کام کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنے مشن کے بارے میں مفید مشورے دینے کے لئے ایک گمران اعلیٰ ہوتی ہے۔ جسے صدر لجنہ کہتے ہیں اور صدر لجنہ کی عاملہ کی رکن ”سیکرٹری“ کہلاتی ہے۔ قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی اس تنظیم کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ہر شعبے کی ایک عہدیدار ہوتی ہے جنہیں مندرجہ ذیل القابات سے پکارا جاتا ہے۔

1	نائب صدر اول	2	نائب صدر دوم
3	جنرل سیکرٹری	4	نائب جنرل سیکرٹری
5	سیکرٹری تعلیم	6	سیکرٹری تربیت
7	سیکرٹری خدمتِ خلق	8	سیکرٹری مال
9	سیکرٹری صدارت	10	سیکرٹری دستکاری
11	سیکرٹری اشاعت	12	سیکرٹری اصلاح و ارشاد
13	سیکرٹری تحبید	14	سیکرٹری ضیافت
15	سیکرٹری تحریک جدید	16	سیکرٹری صحت جسمانی
17	ناظمہ جلسہ سالانہ	18	اعزازی ممبرات

صدر لجنہ مقامی و ضلعی کے اوپر بھی ایک گمران ہوتی ہے جسے صدر لجنہ مرکزیہ کہا جاتا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ:

قادیانیوں کی بچیوں کی تنظیم جو کہ دراصل لجنہ کی ہی ایک ذیلی تنظیم ہے 1928ء میں قائم کی گئی۔ اس کا مقصد بچپن میں ہی قادیانیوں کی بچیوں کو راسخ العقیدہ بنانا اور مستقبل میں انہیں اپنے غلیظ مقصد کے لئے تیار کرنا ہے۔

قادیانیوں کی کتاب ”جماعت احمدیہ کا تعارف“ صفحہ 233 پر لکھا ہے۔

”شروع سے بچپن کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ بڑی ہو کر جب وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر بنیں تو اپنے تجربہ اور تربیت کی بنا پر مجلس کی بہترین کارکن ثابت ہوں۔“

8 سے 15 سال کی عمر کی بچیاں اس تنظیم کی رکن ہوتی ہیں۔ ناصرات کی نگران اعلیٰ ناصرات الاحمدیہ کہلاتی ہے جو کہ پہلے سے مرتب شدہ ایک تربیتی لائحہ عمل کے مطابق ان بچوں کو مستقبل میں بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں کی شمع گل کرنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ پندرہ سال کی عمر کا حساس عرصہ ہر قادیانی بچی کو مکمل ٹرینڈ کر دیتا ہے اور جب وہ بچپن کے حصار سے نکل کر جوانی دیوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس وقت ایک مکمل قادیانی حور (ذاتی) ہوتی ہے۔ پھر اپنے نفس کی الجھن، رخسار کے شعلوں اور مچھلتے بدن کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ میں اتر جاتی ہیں اور بہت سوں کی توبہ شکنی، ضمیر شکنی، اور ایمان شکنی کا باعث بن جاتی ہیں۔ عصمتیں ہیں جس طرح سرکوں پر ٹوٹے آئینے جانے اس ہستی کی بربادی کہاں تک جائے گی

قادیانیوں کے لئے جہاں تبلیغ کے تمام ہتھیار ناکام ہو جائیں، مخالفتوں کے چھیڑوں ناکام ہوتا دکھائی دے، ہر طرف مایوسیوں کے پہاڑ نظر آنے لگیں تو ایسے حالات میں اپنی فدا ہونے کے لئے لجنہ کی حوریں (چڑیلیں) میدانِ عمل میں آتی ہیں اور اپنی دل موہ لینے والی شہر آشوب سے کمزور ایمان آدمی کو گھائل کر لیتی ہیں۔

قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد آنجنابی نے جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ بریلی 12 ستمبر 1992ء میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”ایک اکیلی احمدی خاتون نے خدا کے فضل سے 32 بیٹیاں کروالی ہیں اور وہ خاتون بھی معمولی پرہی لکھی۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا راز ہے۔ کس طرح بیٹیاں کروا رہی ہیں۔ ماحول بڑا مخالف ہے۔ لوگوں کے مزاج ہی دین (مرزائیت) کی طرف نہیں۔ مردوں سے جو کام نہیں ہو رہا، وہ آپ کیسے کر رہی ہیں تو انہوں نے کہا ”میں بہت کم پرہی لکھی ہوں۔ لیکن مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں سرشار ہوں اس لئے کہ ساتھ اور اس موج میں تبلیغ کرتی ہوں کہ سننے والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ (درحقیقت انہیں تمہارے شباب کو دیکھ کر اپنی جوانی سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ناقل) جاہل سے جاہل آدمی بھی میرا یہ جذبہ دیکھ کر بات سننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ظاہر ہے۔ ناقل) اور اللہ کے

فضل کے ساتھ جب بھی مجھے موقع ملے، اس جذبے کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں اور یہ اسی کا پس ہے۔“

(خطاب صفحہ 28)

قادیانی ”حوریں“ (چڑیلیں) قادیانیوں کے لئے سونے کی چڑیا سے کم نہیں۔ انہیں ان کے ہر غلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی کی طرف سے یہاں تک حکم ہے کہ تم اپنی تبلیغ کے لئے مردوں کے ساتھ چلو۔ خوب تبلیغ کرو۔ یہاں تک کہ اگر کسی ایک علاقے میں جہاں تم رہتی ہو، تمہارے تبلیغ کی دال نہ گلے تو اس علاقے کو چھوڑ کر دوسری جگہ مکان خریدو اور وہاں جا کر اپنے فرائض کو انجام دو۔

مرزا بشیر الدین محمود نے یکم اکتوبر 1946ء جلسہ ”لجنہ اماء اللہ“ دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: ”اگر تم تبلیغ نہیں کرو گی تو اور کون کرے گا۔ اگر تم دینی کاموں میں مردوں کے ساتھ ساتھ نہیں چلو گی تو تم جماعت کا مفید جز نہیں بنو گی بلکہ پھوڑے کی طرح ہو گی جو انسان کو اس کے فرائض سرانجام دینے سے روک دیتا ہے۔ تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوق ہونا چاہئے کہ اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے ہوئے دو سال گزر جائیں اور تمہاری وہاں تبلیغ مؤثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی یا خاوند سے کہو کہ اب کسی اور محلہ میں مکان لو تاکہ ہم کسی اور جگہ چل کر احمدیت کو پھیلائیں۔“

(بحوالہ: الاذکار لذوات الخمار ”یعنی اذہنی والیوں کے لئے پھول، مرزا بشیر الدین کے عورتوں سے لطافت کا مجموعہ صفحہ 432، 433)

قادیانی ”حوریں“ کمزور ایمان لوگوں پر اپنی تبلیغ کا بڑی کامیابی کے ساتھ ایسا طلسم کرتی ہیں کہ اس سلسلے میں اپنے بڑے مربیوں (قادیانی پنڈتوں) کو بھی مات دے دیتی ہیں کیونکہ تبلیغ کے جوگر ان کے پاس ہیں، مربی ان سے کوسوں دور ہیں۔

قادیانیوں کی تنظیم دعوت الی اللہ:

ہر قادیانی کو ان کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اس نے ایک سال میں کم از کم پانچ یا دس مسلمانوں کو قادیانی بنانا ہے۔ اس بھیاں تک مشن کو ”دعوت الی اللہ“ کی ایک کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا، اسے مخلص احمدی (قادیانی) نہیں کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لے کر بوڑھے تک اور بچی سے لے کر بڑھیا تک تمام کے تمام مرزا مسرور قادیانی کے اس حکم کی پیروی میں جتے ہوئے ہیں۔ قادیانی

افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دکاندار اپنے گاہکوں کو، مالک مکان اپنے کرایہ داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلے داروں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ سال ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ہمارے پاکستان میں ہی ایک سال میں دس ہزار مسلمانوں کا تعلق ان کے نبی کریم ﷺ سے توڑ کر مردود و مردود سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لئے صرف پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ جبکہ ہندوستان، امریکہ، فرانس، لندن، انگلینڈ، جرمنی، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ملائیشیا، ایتھوپیا، کینیا اور اریٹریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔

قادیانی مختلف زبانوں میں اپنے کفریہ لٹریچر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جن پر روزانہ لاکھوں روپے لاگت آتی ہے۔ اب تک تقریباً 213 زبانوں میں مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی کتابوں کے تراجم کرنا چکے ہیں۔ ان کتابوں میں مرزا قادیانی کو (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ، اس کی فاحشہ بیویوں کو امہات المؤمنین، اس کے بدکار خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام، اس کی بیہودہ گویاں وحی اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اس کے گمراہ خاندان کو بیت، اس کے گندے شہر قادیان کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

قادیانی مختلف دیہاتوں میں جا کر غرباء کی امداد کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی بات کرتے ہیں۔ سندھ کے مختلف علاقوں میں یہ بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر ایک ایک کے عوض، ایک ایک بکری کے عوض ایک ایک مرلہ زمین کے عوض، ایک ایک ہزار روپے کے عوض پورے کا پورا خاندان قادیانی کر لیا جاتا ہے۔ اور حد یہ ہے کہ اپنے اس غلیظ کفر کو اسلام کے نام سے کیا جاتا ہے جس سے عام آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوراندیشی سے یہی دیکھ کر رو دیا کرتے تھے اور خوب رویا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ:

”آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت قادیانی چوروں، ڈاکوؤں، سے بچاتے ہیں اور انہیں ان کے کفریات سے آگاہ کرتے ہیں لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت مسلمان بھی نہ ہوں گے برابر ہوں گے تو اس وقت قادیانی غیر ترقی یافتہ علاقوں میں جا کر اور دوسرے ممالک میں جا کر اپنے کفریات کو اسلام کے نام سے پیش کریں گے۔ جب کوئی ایک عیسائی، کوئی

ایک ہندو، کوئی ایک سکھ اپنے مذہب کو چھوڑ کر قادیانیت کو اسلام سمجھ کر قبول کرے گا تو اسلام کے ساتھ صحیح ہاتھ اس وقت ہوگا۔ درحقیقت وہ کافر اپنے کفر کے چھوٹے گڑھے سے نکل کر کفر کے ایک بہت بڑے گڑھے میں جا کرے گا۔“

قادیانی اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید پر بھی اپنے ہاتھ ماف کر رہے ہیں۔ اب تک انہوں نے قرآن پاک کا 124 زبانوں میں محرف ترجمہ کر دیا ہے۔ یہ تمام محرف تراجم ان کے غلیظ شہر لاہور (سابقہ ربوہ) کی خلافت لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں جو راقم الحروف نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک میں تحریف و تبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ ان تراجم میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو مرتد لکھا گیا ہے۔ جہاد کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ کی شان مبارک میں اتارنے والی آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے۔ لہذا اس ترجمے سے نہ تو خدا تعالیٰ کی خلافت بچتی ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت۔

لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بے غیرتی کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت کی اور اسلام کی لٹھی ہوئی متاع کو بچانے کے لئے ہم نے کیا کیا؟ وہ دین جسے تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنا خون جگر دے کر پروان چڑھایا تھا جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب و آفات کاٹیں، جس کے دفاع کے لئے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے دفاع کی خاطر لاکھوں افراد امت کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑا، آج اس دین کو قادیانی درندے بری طرح ہل کر رہے ہیں۔ اسے مسلم سینوں سے نوج نوج کر کھا رہے ہیں۔ اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کر رہے ہیں۔ لیکن ہم محض بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد کے ممبروں سے لے کر نجی محفلوں تک تمام جموں پر اسلام کے سب سے اہم مسئلے اور مرکز ”ختم نبوت“ کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے۔ ہم فتنہ و فساد سے عوام کو آگاہ کرنا بھول چکے ہیں۔ ہم نے وہ قلم توڑ دیا ہے جس کی طاقت سے مرزا نیت پھل کر رہا بن جاتی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمارے اخبارات و جرائد تک اس معاملہ میں شہر خاموشاں کا وہاں حصار چکے ہیں۔

بھجی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راگھ کا ڈھیر ہے

اے مسلمانو! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوں، اگر ایسی سنگین صورتحال کے باوجود ہم نے اپنی غلطیوں کے ارد گرد فصیلیں قائم نہ کیں، اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف محاذ آرائی

ہوئے اور یونہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قبر خداوندی ہم پر ٹوٹ جائے
ہماری نسلیں برباد کر دی جائیں، آسانی، بجلیاں ہمیں جلا کر خاکستر کر دیں اور ایسی ہوائیں چلیں
کو اس زور سے بیخ کن کر ماریں کہ ہمارے چیتھڑے اڑ جائیں۔

دیکھا یہ جس کا عالم رہا تو ایک دن
اک بگولا آئے گا سب کچھ اڑا لے جائے گا

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے برے وقت سے بچائے۔ حضور جان عالم ﷺ اور
ناموس اور تاج ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے شیخ اسلام کا پروانہ بنائے اور
صدیقی رضی اللہ عنہ سے نوازے ہوئے ہمیں ایسا آتش فشاں بنادے جو تمام قادیانیت پر پھٹ کر اسے
ریزہ کر دے۔

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا! مجھے صاحب جنوں کر دے
تاکہ کل ہم مرتے وقت اہل دنیا کے سامنے سر بلندی اور فخر سے یہ کہہ سکیں
لحد میں عشق رخ شاہ عالم کا داغ لے کر چلے
اندھیری ات سنی تھی چراغ لے کر چلے



جنہیموں کی شکلیں ایسی کر یہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اسی صورت پر لایا جائے تو تمام
اس کی بد صورتی اور بد بو کی وجہ سے مرجائیں۔ اور جسم اس کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شاہ
دوسرے تک تیز سوار کے لئے تین دن کی راہ ہے۔ ایک ایک داڑھ احد کے پہاڑ برابر ہوگی۔ کمال
موتائی بیالیس ذراع کی ہوگی۔ زبان ایک کوس دو کوس تک مونہ سے باہر گھسٹی ہوگی کہ لوگ اس کو روک
گے۔ بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک اور وہ جہنم میں مونہ سکڑے ہوں گے۔ کہ اوپر کا ہاتھ
سمٹ کر نیچے سر کو پہنچ جائے گا۔ اور نیچے کانٹک کر ناف کو آگے گا۔ ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوں گی۔ کہ یہ شکل احسن التقویم ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے کہ اس
محبوب کی شکل سے مشابہ ہے بلکہ جنہیموں کا وہ حلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (بہار شریعت)

قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں

ایک تعلیم یافتہ دوست مجھے کہنے لگا۔

کتاب عمر صاحب! آپ کی گفتگو سننے کے بعد میری لاہور ہائی کورٹ کے ایک قادیانی وکیل سے
کے متعلق بات ہوئی۔ تو اس نے مجھے کہا کہ جناب ہم تو قرآن و سنت کو ماننے والے مسلمان
ہم یہ کفریہ الزامات تنہا دمولویوں نے لگا رکھے ہیں۔ قادیانی وکیل نے اس سے کہا کہ، جناب!

ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں۔

ہم قرآن کو اپنی کتاب مانتے ہیں۔

ہم جناب محمد عربی ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔

ہم امین رسول کو احادیث مانتے ہیں۔

ہم کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے ہیں۔

ہم کعبہ شریف کو اپنا قبلہ مانتے ہیں۔

ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔

ہم اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔

ہم رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔

ہم حج کرتے ہیں۔

ہم زکوٰۃ دیتے ہیں۔

ہم نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔

ہم میدان الفطر اور عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔

ہم اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔

ہم اپنے چہرے پر داڑھیاں رکھتے ہیں۔

ہم ہاتھوں میں تسبیحیں پکڑتے ہیں۔

ہم عمارے اور پگڑیاں پہنتے ہیں۔

ہم دن میں پانچ فرض نمازوں کے ماننے والے ہیں۔

ہم بھی فجر کی چار رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی ظہر کی بارہ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی عصر کی آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی مغرب کی سات رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی عشاء کی سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

جناب! پھر ہم کافر کیسے ہو گئے؟ ہمارے سارے کام اور سارے عقائد تو مسلمانوں والے ہیں۔

نوح دوست مجھے کہنے لگا۔ ”جناب عمر صاحب بات تو اس کی معقول ہے۔“ (نعوذ باللہ)

میں نے اس کی آنکھوں میں بغور جھانک کے دیکھا، اور اس سے کہا، کہ سلطان نور الدین زنگی

دور میں ایک ہولناک سازش کے تحت یہود و نصاریٰ نے اپنے دو جاسوس مدینہ منورہ میں روضہ

اکرم ﷺ پر بھیجے تھے۔ تاکہ وہ نعوذ باللہ روضہ رسول ﷺ کو سرنگ لگا کر نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو

کر لے جائیں۔ اس ہولناک کام کے لئے وہ دونوں موذی مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ منورہ

مسلمانوں میں گھل مل گئے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ روضہ رسول کے پاس ڈیرہ لگایا۔ اپنے آپ

بطور مسلمان شناخت کرایا۔ اپنے اعتماد کی تسلی ہو جانے پر اپنے غلیظ مشن میں مصروف ہو گئے۔

دن روضہ رسول کے پاس بیٹھ کر مختلف عبادات میں مصروف رہتے۔ جو نبی رات کی سیاہی بھلتی

باطن روضہ رسول کو سرنگ لگاتے۔ جو نبی نکلتی اسے مسجد نبوی سے باہر پھینک آتے۔ صبح ہونے پر

والی جگہ پر چٹائیاں وغیرہ بچھا کر سرنگ والے حصہ کو چھپا لیتے۔

سرنگ جب کافی گہری ہو گئی۔ تو ایک رات رحمت دو عالم ﷺ سلطان نور الدین زنگی کو خواب

ملے ہیں۔ اور سلطان نور الدین زنگی سے کہتے ہیں کہ یہ دو موذی مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ انہیں

جناب سرور کائنات ﷺ ان دونوں مردودوں کی شکلیں بھی سلطان نور الدین کو دکھاتے ہیں۔ سلطان

غیرت رسول میں پارے کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ وہ دھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ

ﷺ میرے زندہ ہوتے ہوئے آپ کو کوئی تکلیف پہنچا جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سلطان اس

مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور تھا۔ وہ ایک لشکر کو ساتھ لیتا ہے۔ اور گھوڑے کو بجلی کی طرح دوڑاتا

مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو گھوڑے سے اتر جاتا ہے۔

پاؤں سے جوتے اتار دیتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ننگے پاؤں چلتا ہے۔

اب روضہ رسول کی حد میں آتا ہے۔ گھٹنوں کے بل چلنا شروع کر دیتا ہے۔ بلکہ ہلک کر روتا

بھرتا ہے۔ سلطان ان دونوں شیطانوں کو پکڑتا ہے۔ روضہ رسول کے قریب ہی انہیں ذبح کرتا ہے۔

انہوں کو آگ لگوا کر زکستر کرتا ہے۔ اور دنیا کو بتا دیتا ہے۔ کہ اگر محمد کریم ﷺ کا غلام زندہ ہو تو وہ

رسول کو اس طرح کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ پھر سلطان روضہ رسول کے گرد ایک اتنی گہری خندق

کھداتا ہے۔ کہ زمین سے پانی تک کے لئے ایک حصار قائم کر دیتا ہے۔

سارا واقعہ اپنے دوست کو سنانے کے بعد۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ دو ملعون یہودی جب

مسلمان بن کے داخل ہوئے تھے۔ جو مسجد نبوی میں رہتے تھے۔ جو روضہ رسول کی مسابغی

تھے۔ وہ مسلمانوں کے سامنے۔ کس کو اپنا رب مانتے تھے؟

”اللہ“ کو اس نے جواب دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے تشویش کی لہریں نکلیں اور اس کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔

اسے قریب پڑے ہوئے پانی کے جگ سے اسے گلاس میں پانی ڈال کے پیش کیا۔ اور پھر اس سے جو

جواب کی کاروائی ہوئی وہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وہ کس کو اپنی کتاب مانتے تھے؟

”قرآن کو“

وہ کس کی نبوت کا اعلان کرتے تھے؟

”رسول اللہ ﷺ کی“

وہ کس کے فرائض کو احادیث کہتے تھے؟

”رسول اللہ ﷺ کے“

وہ مسلمانوں کے سامنے کون سا کلمہ طیبہ پڑھتے تھے؟

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

کیا وہ نمازیں پڑھتے تھے؟

”جی ہاں“

وہ کہاں نمازیں پڑھتے تھے؟

”مسجد نبوی میں“

وہ کس کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے؟

”امام مسجد نبوی کے پیچھے“

وہ نماز جمعہ پڑھتے تھے؟

”جی ہاں“

وہ وہاں بیٹھ کر صدقہ و خیرات کرتے تھے؟

”جی ہاں“

ان کے ہاتھوں میں تسبیحیں تھیں؟

”جی ہاں“

ان کے سروں پر عمامے اور پگڑیاں تھیں؟

”جی ہاں“

وہ کس کتاب کی تلاوت کرتے تھے؟

”قرآن مجید“

وہ دن میں کتنی فرض نمازوں کے قائل تھے؟

”پانچ“

وہ فجر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”چار“

وہ ظہر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”بارہ“

وہ عصر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”آٹھ“

وہ مغرب کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”سات“

وہ عشاء کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”سترہ“

کیا وہ دیگر اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کو ماننے اور استعمال کرتے تھے؟

”جی ہاں“

تو کیا وہ مسلمان ہوئے؟

توبہ توبہ۔ استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔ بکے کافر، بکے مردود، وہ چیخ اٹھا۔ تو کیا قادیانی کافر مسلمان

ہمارے مسلمانوں میں کس جائے تو کیا وہ مسلمان ٹھہرا؟

”توبہ۔ اللہ معافی۔۔ بکا کافر۔۔ بکا بے ایمان۔

مرزا قادیانی ملعون کو حضور اکرم ﷺ کی جگہ نبی بنائے (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی ہفتوں کو وحی الہی قرار دے (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث رسول کہے (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المؤمنین کہے (نعوذ باللہ)

اگر وہ شخص مسلمان کا بھی بدل کر ہماری صفوں میں آگھے۔ کیا ہم اسے مسلمان تسلیم کر لیں گے؟

”بالکل نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ اس نے گرجہ دار آواز میں کہا۔

میں نے اسے کہا۔ کہ قیام پاکستان سے قبل ہندوستان پر جب فرنگی سامراج کی حکومت تھی۔

کے کسی شہر کی مسجد میں ایک بڑے ہی نیک پارسا اور صالح امام مسجد تھے۔ گورارنگ جس سے سرخی

کے تھی۔ وہ عرب شریف سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے چالیس سال اسی مسجد

میں گزار دیئے۔ چالیس سال نمازوں کی امامت کی۔ جمعے پڑھائے۔ نکاح پڑھائے۔ جنازے

پڑھائے۔ ہزاروں بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔ لوگوں کو دینی مسائل بتائے۔ لوگ ان پر فریفتہ تھے۔ ان

کو ہم کو بجالانا اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

ایک جمعہ کے خطبہ میں اس بزرگ نے کہا۔ کہ اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ قوی کمزور ہو گئے

ہوں۔ اور نقاہت بڑھتی جا رہی ہے۔ اب میں اپنے گھر عرب شریف واپس جانا چاہتا ہوں۔ مسجد

میں سے الگ ہو کر شروع ہو گئی۔ لوگ بچوں کی طرح سسک سسک کر رونے لگے انہوں نے بزرگ کے پاؤں

کے۔ خدارا آپ نہ جائیے۔ ہم آپ کے غم فراق میں مرجائیں گے۔ آپ ہمارے مائی باپ ہیں۔

آپ کو اپنے ماں باپ کی طرح سنبھالیں گے۔ لیکن وہ بزرگ نہ مانے۔

آخر روانگی کا دن آگیا۔ پورا علاقہ سوگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر آنکھ پر غم تھی۔ مرد کہہ رہے تھے

”اے سروں سے صحاب کرم گھبرا گیا۔“ عورتیں رو رہی تھیں۔ ”ہم روحانی باپ سے محروم ہو گئیں۔

کہا ہے تھے ”اب ہمیں قرآن کون پڑھائے گا۔“

سب رو رہے تھے۔ گریہ و زاری کر رہے تھے۔ آہ و فغاں کر رہے تھے۔ بچہ کیوں اور سسکیوں کا ایک

کا تھا۔ آنسوؤں کی ایک نہ تھمنے والی بارش تھی۔ یہ جذباتی مناظر بزرگ سے بھی نہ دیکھے گئے۔ ان کا

کی بچ گیا۔ بوڑھی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ اور وہ بزرگ ریلوے پلیٹ فارم کی دیوار پر چڑھ کر

ان کے مجمع سے یوں مخاطب ہوئے۔

”مسلمانو! تمہاری یہ غناک کیفیت دیکھ کر آج میرا بھی دل پھٹ گیا ہے۔ مسلمانو! ہر سال کی نمازیں دہرا لینا۔ کیونکہ میں عیسائی ہوں۔ برطانوی حکومت نے مجھے ہندوستان میں جاسوس لئے بھیجا تھا۔ میں مسجد میں بیٹھ کر جاسوسی کا کام کرتا تھا۔ میں عرب نہیں۔ بلکہ انگریز ہوں۔ تو ان کے کھلے کھلے رہ گئے۔ بہتے آنسو ختم گئے۔ اور حرکت کرتے جسم ساکت ہو گئے۔ اور اتنے میں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روپوش ہو چکے تھے۔

میں نے اپنے دوست سے کہا۔ کہ بگلے پکڑنے والے شکاری اپنے کھیت میں ایک براق جعلی بگلا بنا کر کھیت میں رکھ دیتے ہیں۔ انھیں لیاں کرتے، اڑتے بگلے جب کھیت کے لہجے گزرتے ہیں۔ تو وہ اپنے بھائی کو زمین پر بیٹھا دیکھتے ہیں اور اس کے پاس وافر مقدار میں دان بکھرا دیتے دیکھتے ہیں۔ وہ اسے اپنے بھائی کی دعوت سمجھتے ہیں۔ اور فوراً دان چکنے کے لئے زمین پر اتر آتے ہیں۔ لہجوں بعد وہ شکاری کے جال میں ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد شکاری کا ظالم خنجر ان کی گردنوں پر چل رہا ہے۔ وہ موت کا قاص کر رہے ہوتے ہیں۔ جعلی بگلہ بڑے سکون سے یہ دلغاش منظر دیکھ رہا ہوتا ہے۔ فریب خوار وہ بگلے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اور جعلی بگلہ پھر کھیت میں بیٹھا۔ اپنے گرد بکھیرے نئے شکاروں کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

میں نے اپنے دوست سے پوچھا۔ اگر وہ دونوں موذی یہودی مسلمانوں کا روپ نہ دھارتے۔ تو کیا وہ مسجد نبوی میں داخل ہو سکتے تھے؟ اگر وہ عیسائی جاسوس ایک عالم دین کے بھیس میں نہ آتا تو کیا وہ مسلمانوں کا پیش امام بن سکتا؟ اگر بگلے کے شکاری نے جعلی بگلے کی جگہ کوئے یا چیل کو کھیت میں بٹھایا ہوتا۔ تو کیا وہ اڑتے اور بگلوں کو شکار کر سکتا تھا؟

کہنے لگا۔۔۔ ”بالکل نہیں۔۔۔ بالکل نہیں“ میں نے اسے کہا۔ کہ۔۔ ہر کافر اپنے آپ کو اپنے مذہب سے منسوب کرتا ہے۔۔ اور اسے اس کی شرم نہیں آتی۔۔ بلکہ وہ اس پر فخر کرتا ہے۔۔ ایک ہندو خود کو ہندو کہتا ہے۔

ایک سکھ خود کو سکھ کہتا ہے۔ ایک عیسائی خود کو عیسائی کہتا ہے۔ ایک پارسی خود کو پارسی کہتا ہے۔ ایک یہودی خود کو یہودی کہتا ہے۔ لیکن۔۔۔ ایک قادیانی خود کو مسلمان کہتا ہے۔

کہا۔۔۔ بین الاقوامی اسلام دشمن طاقتوں نے اسے مسلمان کا لبادہ پہنا کر مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر دیا ہے۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے معاشرے میں گھل مل جائے۔۔ ان کے رسم و رواج کو اپنا کر اور اس کی شناخت بھی اسلامی ہو جائے۔۔ اور۔۔ وہ۔۔ ایک مسلمان معاشرے میں آرام و سکون حاصل کران کی جاسوسی کر سکے۔

اسلام کے نام پر اسلام میں تخریب کر سکے۔ اسلام کے نام پر اپنی کفریہ تبلیغ کر سکے۔ اسلام کے نام پر لوگوں کو مرتد بنا سکے۔

اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کے نام پر دست و پا کر سکے۔ ایک مسلمان ملک کے کلیدی عہدوں پر قبضہ کر سکے اور ملک کے راز باہر منتقل کر سکے۔

ایم۔ جی۔ اوزبنا کر غریبوں کے ایمانوں کو ذبح کر سکے۔ اہل تعلیمی پالیسی کے تحت سکول کھول کر مسلمانوں کی نوخیز نسل کو لٹھر بنا سکے۔ مسلمانوں کی نشستوں پر منتخب ہو کر ایم۔ پی۔ اے، ایم۔ این۔ اے اور سینیٹر بن سکیں۔ اور پھر۔۔ کوئی خطرناک سازش کر کے ایک مسلمان ملک کے اقتدار پر قبضہ کر سکیں۔

پولین بونا پارٹ نے کہا تھا۔۔۔ کہ دشمن کی پچاس ہزار فوج پر اپنی فوج کا ایک جاسوس بھاری ہوتا ہے۔ چارے مسلمانو! اندازہ لگائیے۔۔ ایک جاسوس کتنا خطرناک ہوتا ہے۔ کسی جاسوس کا کسی دشمن کے حساس اداروں میں داخل ہو جانا۔ اس ملک کی شدہ رگ پر نشتر رکھنے کے مترادف ہے۔ اور ہمارے اس اداروں میں قادیانی جاسوس بھرے پڑے ہیں۔ اور ہم ہار دوی سرنگوں کے اوپر کھڑے ہیں۔

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے عتادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں



قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده اما بعد

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں ہمارے جیسے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لیے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لیے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی (بائیکاٹ) کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ نامہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پر امن، بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

وهكذا كان داب الصحابه ومن بعدهم من المومنين في جميع الازمان فانهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم اليه واثروا رضاه الله تعالى على ذلك

(مرقات، شرح مشکوٰۃ شریف جلد 10، صفحہ 100)

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی۔ لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ فرمایا جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی

انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ میں پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کو قلعہ سے باہر نکالیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے ان کا پانی بند کر دیا۔ تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے نکلے۔

اسار رسول ﷺ الى ما نهم فقطعا عليهم فلما قطع خرجوا

(زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر 4، صفحہ 205)

اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور ان کے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ عنہم کو ایک مکان سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم ﷺ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ولهي النبي ﷺ عن كلامي وكلام صاحبي

یعنی رسول اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت

کرنے سے منع فرمادیا۔ فاجتنب الناس كلامنا۔

(صحیح بخاری، صفحہ 675، جلد دوم)

ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان لوگوں کو بھی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے۔

اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا

ملجأ من الله الا اليه

(قرآن مجید پارہ 11)

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو عفو بذریعہ وحی نازل فرمایا۔

(روح البیان)

تنبیہ:

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے گناہات بلند کئے۔ لہذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہیں یا ان میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔

خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قطع تعلقی (بایکات) کے متعلق قرآن پاک میں ہے۔

ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار
یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

نیز قرآن پاک میں ہے۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بایکات نہ کیا) تو خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے تشریف فرماتے تھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔

(ترمذی شریف صفحہ 130)

مذکورہ بالا بایکات کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان و عظمت پر حملے کریں۔ ایسے بد مذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بایکات نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا وغیرہ ہے۔ اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں، بہن بھائی کنبہ برادری ہو، قرآن پاک میں ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا ابناءکم اولیاء ان استحبوا الکفر

علی الایمان ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظلمون

یعنی "اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی، بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ

ظالموں میں سے ہوگا۔"

نیز قرآن پاک میں ہے۔

لا تعبد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباؤہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ ویدخلہم جنت تجری من تحتہا الانہر علیہم فیہا رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون O

یعنی "تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔" آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں کلمی ہو ہی نہیں سکتیں۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

والکلام علی ما فی الکشاف من باب التخییل خیل ان من الممتنع

المحال ان تعبد قوما مومنین یوادون المشرکین۔

یعنی "آیت مبارکہ میں یہ تصور دلا یا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔" نیز اسی میں ہے۔

مبالغہ فی النہی عنہ والزجر عن ملاستہ والتصلب فی مجانبہ اعداء اللہ تعالیٰ

یعنی "آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پیشگی بیان کی گئی ہے۔"

خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ایمان نقش فرمایا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو، بھائی ہو، بہن ہو۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے

سید دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی سنی تو اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر گریا۔ جب حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: "افعلت یا ابا بکر" اے ابوبکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں۔ "قال لا تعد قال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ" یا رسول اللہ خدا تعالیٰ میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اس کو مار دیتا۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا ﷺ کی شان میں ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے۔

عن انس قال کان ای ابو عبیدہ قتل اباہ وهو من جملہ اساری بدر یدہ لما سمع منه فی رسول اللہ ﷺ ما یکرہ ونہاہ فلم ینتہ

یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہاشم کو بدر کے دن اپنے ہاتھ دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عقبہ شیبہ اور ولید بن ابی مرثدہ اور حضرت معصب بن عمیر نے اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں نازل فرمائے۔ امت کو عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سب حضور رحمت دو عالم ﷺ کی عزت و عظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس ہے۔ نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے۔ نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین وایدہم بروح منہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عشق و محبت کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی "اشداء علی الکفار رحماء بینہم" یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت محبت ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بربریت و وحوشی ہے، فریب ہے، الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دل و جان سے دشمنی کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (مشکوٰۃ شریف)
یعنی عملوں میں افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کو بار بار الٹی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللہم اجعلنا ہا دین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولینک وعدو
الا عدائک نحب بحبک من احبک ونعادی بعد اوتک من خالفک اللہم
ہذا الدعا وعلیک الاجابہ

(ترمذی شریف، جلد 2، صفحہ 178)

اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر، یا اللہ! ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ! ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ! ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ رہے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے ارشاد مبارک "یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم" کے مطابق حکم کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کسی اور سے نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنا بریں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا لڑنے کے مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے۔ لہذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا، حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے۔ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے۔ شاید جمعہ ہو گیا ہے۔ لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا، بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، جلد 11، صفحہ 11- تفسیر مظہری جلد 4، صفحہ 289- تفسیر ابن کثیر جلد 384- تفسیر خازن جلد 3، صفحہ 511- تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3، صفحہ 511- تفسیر روح المعانی جلد 3، صفحہ 493)

اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے۔ ”طرد المنافقین من مسجد رسول ﷺ“ اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر کلمہ دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا ”فامروہم اللہ ﷻ فاخرجوا من المسجد اخر اجا عنيفا“ رسول خدا نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابویوب، خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو پکڑ کر گھینٹے گھینٹے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابویوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے چادر ڈال کر خوب بھیچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابویوب فرماتے جاتے ”اف لك منافقا خبيثا“ ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق! اگر مکرملی ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا اور کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ کلمہ منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا تجھے عذاب جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ ”فلا تقرب من مسجد رسول اللہ ﷺ“ آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس بن عمرو منافقین میں سے نو جوان تھا گلدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور ﷺ نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے، حارث بن عمرو ہالوں سے پکڑ کر زمین پر گھینٹے گھینٹے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا۔ اے ابن حارث تو مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال دیا افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو۔ ارشاد ہے۔

لقد كانت لكم اسوه حسنه في ابراهيم والذين معه اذ قالوا القوم هم براء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوه والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده (سورہ ممتحنہ)

یعنی ”اے ایمان والو! تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں۔ ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے۔ اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے۔

يقول الله تبارك وتعالى وعزتي لا ينال رحمتي من لم يوال اوليائي ويو ادا عدائي۔ (صفحہ 35، 28٪)

یعنی ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔“ اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔

یعنی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کیا یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کیا میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کیا میرے خدا میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تو تیرے لئے نور بنی ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ (درۃ الناصحین صفحہ 210)

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان صفحہ 378، جلد

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا مقبول و محبوب عمل ہے، اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنا بھی مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت اور ان کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں مل نہیں ہو سکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ محمد دلف ثانی سرہندی قدس نے فرمایا۔

”دو محبت متباہر جمع نشوند جمع کہ ضدین را محال گفته اند۔ محبت سیکے مستلزم عداوت و کست۔“ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 165، جلد اول)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل و جلالہ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا۔

”وعلامت کمال محبت کمال بغض است باعداء اولیائے علیہ السلام“ (مکتوب 1/165) یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔

نیز فرمایا۔

”کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں۔ دشمنی رکھنی چاہئے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہئے اور ان بدستوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے۔“

(مکتوب نمبر 165)

نیز فرمایا۔ ”در رنگ سماں ایشان را دور باید داشت“ یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔

نیز فرمایا۔ ”پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفرست۔ کسیک اہل کفر را عزیز داشت الی“ یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو ذلیل و خوار کیا جائے جو شخص کفر و کفر

(مکتوب نمبر 1/163) وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔

سیدنا امام ربانی ﷺ نے فرمایا۔

”اول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے۔ (کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھی جائے۔) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس در رنگ رسائی مشکل ہے۔“ (مکتوب نمبر 1/165)

اور یہ بھی مسلم کہ سید اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔ ڈاکٹر سراقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست

اگر باور سیدی تمام بولہی ست

اپنی تو اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

یہ باتوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث پاک نمبر 1:

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یكون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا ابائکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”آخری زمانہ میں لوگ کذاب و دجال بہت چھوٹے دھوکے باز آئیں گے۔ وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ لہذا اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“

ایمان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی۔ آپ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کا حال آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل و فریب سے ان کو گمراہ کر دیں گے۔ لہذا اس شفیق امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! یہ دینوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن

پاک نمبر 2:

قال رسول الله ﷺ ان مجوس هذه الامم المکذبون باقدارا الله ان
 يحسبوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تشهد وهم وان لقيتموهم فلا تسلموا
 عليهم (ابن ماجہ شریف)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔
 (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو
 ان کو پچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت
 شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔“



بل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ مونہ کے قریب ہوتے ہی
 بلا کی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنیوں کے بدن سے جو
 ہلکی وہ پلائی جائے گی۔ خاوارق ہو کر کھانے کو دیا جائے گا، وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا
 کے لوگوں کی سوزش و بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کر دے۔ اور وہ گلے میں جا کر پسند اڑالے
 ان کے اتارنے کے لئے پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونہ کے قریب آتے ہی
 ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا
 اور بے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں
 کہ ٹوس کے مارے ہوئے اونٹ۔ پھر کفار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ
 السلام داروغہ جہنم کو پکاریں گے اے مالک! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تیر رب ہمار قصہ تمام
 اے مالک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے۔ ہزار برس کے بعد فرمائیں گے
 کہ تم کہتے ہو اس سے کہو جس کی تافرمانی کی ہے۔ ہزار برس تک رب العزت کو اس کی رحمت کے
 پکاریں گے وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا۔ تو یہ فرمائے گا۔“ دور
 اہم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو۔“ (بہار شریعت)

امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سنی چاہئے۔
 کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے اور
 تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ، بد دین ہو گئے، جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ
 تقریریں مت سنو، ان کے رسائل و اخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی محبت
 محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ ﷺ سے
 معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے۔

یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کی
 کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں
 نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں۔ آپ نے
 فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں
 خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی
 قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے
 فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے۔ اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس
 میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی
 مذہب ہو جاتا۔ (فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام بن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ علم کا ٹھکانہ
 سمندر۔ وہ تو بد مذہبوں سے انتہا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں
 آج کے ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب! ہر
 بات سنی چاہئے۔“ ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔“

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اس کو جواب
 (فتاویٰ الحرمین)

”فقيل له فقال از ايشان۔“

کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بد مذہب
 میں سے ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت

1: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوة:

(دشمن خدا کے ختم نبوت سے انکار پر خدائی جزاء)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر دلائل مفصل طور پر حوالہ جات سے ثابت کرنے کے لئے 111 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1317ھ مطابق 1900ء میں تصنیف فرمائی جس میں سائل جناب شیخ خدا بخش سکندریہ سوئی گری کی پول سے 1900ء 1317ھ کو استفسار فرمایا تھا کہ۔۔۔

”حضرت علی وفاطمہ، وحسین رضی اللہ عنہم کو انبیاء و رسول کہنے و ثابت کرنے والے کے لئے کیا احکام ہیں اسے سید کہا جا رہا ہے یا نہیں؟

اگرچہ مرزا قادیانی کی کسی کتاب کے جواب یا رد میں یہ کتاب نہیں لکھی گئی لیکن اصل مقصد نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت ثابت کرنا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد رسول مشعل کے کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض قرار دیا ہے اور ختم نبوت کے منکر کو الٹ دیتے ہیں۔ آیات قرآن کریم کے علاوہ تقریباً تیس (30) نصوص تحریر فرمائیں جیسا کہ اس کے بعد میں خود فرماتے ہیں۔

”اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔ شریعت جدید وغیرہ کی کوئی قید کہیں نہ لگا لی اور صراحتاً خاتم بہ معنی آخر بتایا۔ متواتر احادیث میں اس کا بیان آیا ہے۔ صحابہ کرام سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی نام پر اجماع کیا۔ تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفاء خلفاء آئمہ مذاہب نے نبی کریم ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔“

فقیر غفرلہ المولی القدر (احمد رضا) نے اپنی کتاب (جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوة) جس میں

اس مطلب ایمانی پر صحاح و سنن، اسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر و مکر پر ارشادات، ائمہ، علمائے قدیم و حدیث مبارک عقائد و اصول فقہ و حدیث سے 30 نصوص ذکر کئے۔ الحمد للہ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 59)

امام احمد شریف و ترمذی سے رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث پاک بھی نقل کر کے رافضیوں کا شک و شبہ دور کر دیا ہے کہ ”لو کان بعد نبی لکان عمر بن الخطاب“ اگر میرے بعد کوئی (نبی) ہوگا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

آخر میں مولانا شیخ احمد کی مدرس مکہ مکرمہ کی زوردار تقریر موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبوت کا حلق علمائے بدایوں، لاہور، حیدر آباد، دکن، دہلی، کانپور، سہارنپور، گنگوہ کے فتاویٰ جات درج و سائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مناقیق کو سید نہ کہو، سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔“

(جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت، صفحہ 97، مطبوعہ لاہور)

2: السوء والعقاب علی المسیح الکذاب:

(بھونٹے مسیح پر عذاب و عقاب)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں یہ خاص رسالہ مشتمل بر 23 مستفتی مولوی عبدالغنی ساکن امرتسر کے جواب میں 21 ربیع الآخر، 1320ھ قریباً 1900ء میں قلمبند اور شائع فرمایا۔ یعنی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے تقریباً ایک سال بعد سائل کا سوال تھا کہ مرد کا مرزائی ہونے کے بعد مسئلہ زوجیت کے کیا احکام ہیں۔ اول صفحات میں امرتسر کے دس کے لکھنؤ کے خلاصہ جات درج کئے گئے ہیں جن میں بالاتفاق مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 6 پر مرزا کو مسیح دجال علیہ اللعن والذکال کا لقب دے کر مرزا قادیانی کی کتب (آزالہ اوہام، توفیق الہام، دافع البلاء، براہین احمدیہ، معیار الاحیاء) وغیرہا سے اہل کمال کے بیشتر مشہور مشہور کفریہ عقائد تحریر فرماتے ہیں۔ ساتھ ہی زوردار رد بھی فرماتے گئے۔ ایک اور دلیل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”قادیانی اس تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول کے معنی لغوی مراد ہیں۔ یعنی خبردار، یا خبر دہندہ، اور فرستادہ، مگر یہ محض ہوس اول صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاویٰ ہند یہ

میں ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں پیغام پہنچانے والا اپنی ہوں کافر ہو جائے گا۔ لغوی معنی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی عرضی رسالت نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یعنی قطعی موجود۔“

آیت قرآنی، حدیث مبارکہ و دیگر فتاویٰ سے تحریر درج کرنے کے بعد واضح الفاظ میں قادیانیوں سے متعلق احکام میں فرماتے ہیں۔

”ان اقوال مذکورہ کا قائل بے باک، کافر، مرتد، کذاب، ناپاک ہے۔ اگر یہ اقوال مراد کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو اللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

دوسری جگہ صرف کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھنے والے حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس مرزا قادیانی کی تکفیر میں چون و چرا کریں تو وہ کافر وہ اراکین بھی کفار، مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال نجس الاہوال کے متعقد بھی نہ ہوں مگر جبکہ صریح کفر وہ کلمے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا مقبول خدا کہتے ہیں۔ قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں سب مستحق نار ہیں۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

قادیانیوں کے احکام:

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان (قادیانیوں) کے احکام بعینہ مرتدین کے ہیں۔

جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد میں ہے۔

جو اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 21، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

آخر میں سائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”شوہر کے کفر کرتے ہی عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذاہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کے

اس سے قربت کرے زنا سے محض ہے۔ جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور ظاہر کتب میں دائر و سائر ہیں۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 21، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

حسام الحرمین:

کتاب امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کی بڑی مشہور و معروف تصنیف ہے جو کہ عربی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ حسین رضا خان صاحب نے ”مبین احکام و تصدیقات اعلام“ کے نام سے کیا ہے ایک مفصل فتویٰ پر مشتمل ہے جو کہ 158 صفحات پر محیط ہے۔

اسے مکتبہ نبوی گنج بخش روڈ لاہور نے شائع کیا۔ اس پر حجاز شریف کے 37 علمائے کرام و مفتیان نے اپنی تصدیقات درج کیں۔ ان مفتیان کرام نے برملا آپ کی علیت کا اعتراف کرتے ہوئے (امام احمد رضا رحمہ اللہ) کو ”مجدد برحق“ کا لقب عطا فرمایا۔ یہ کتاب ہند میں نئے پیدا ہونے والے ان فرقوں کے عقائد باطلہ کفریہ اور ان کے متعلق شرعی احکام پر مشتمل ہے۔ ان میں بھی سرفہرست یہی ہے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

1324ھ برطانیق 1904ء میں یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ اس فتنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

”ان میں سے ایک فتنہ (مرزائیہ) ہے اور ہم نے ان کا نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف۔۔۔ وہ ایک۔۔۔ دجال ہے۔ جو اس زمانہ میں پیدا ہو کر ابتداً مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ اس نے سچ کہا کہ وہ مسیح دجال کذاب کا مثل ہے۔ اپنی کتاب (براہین غلامیہ) احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے۔ پیشین گوئیوں میں اس کا جھوٹ نہایت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یونہی شقاوت کی سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ اس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اس کو ابن مریم بنالیں، مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ کے فضائل انہوں نے پڑھنا شروع کئے تو لڑائی کے لئے اٹھا اور عیسیٰ علیہ السلام میں عیب اور خرابیاں بتانا شروع کیں۔ اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے اور تمام دجالوں کے شر سے پناہ دے۔“

(حسام الحرمین، صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور۔)

عقائد مرزا کو مختصر طور پر تحریر کرنے کے بعد فتویٰ کے آخر میں فرماتے ہیں۔

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ (طائفہ مرزا قادیانی) سب کے سب کافر، مرتد ہیں۔ ہاں امت اسلام سے خارج ہیں۔“

(حسام الحرمین، صفحہ 20 از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

4: الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

(قادیانی مرتد پر خدائی تلواریں)

فاتح قادیانیت امام احمد رضا محدث بریلوی کی یہ کتاب مستطاب آخری تصانیف سے ہے۔ 3 محرم الحرام 1340ھ کو مستفیق شاہ میر خاں قادری ساکن پہلی بھیت کے سوال کے جواب میں سے شائع ہوئی۔ 1984ء مرکزی مجلس رضالاہور نے اسے دوبارہ شائع کیا۔

یہ رسالہ خاص مرزا قادیانی کے مسئلہ وفات مسیح کے رد میں لکھا گیا ہے۔ سائل نے ایک قرآنی اور ایک حدیث مبارکہ پیش کر کے (جس سے قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے تھے) یہ دریافت فرمایا تھا کہ آخر اس استدلال کا جواب کیا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے استدلال کا جواب دینے سے پیشتر قادیانیوں کے اس بحث میں الجھانے کی اغراض و اسباب بتائیں۔ پھر سات وجہ سے واضح کیا کہ آیت قرآنی قادیانیوں کے لئے دلیل نہیں بن سکتی۔ فرماتے ہیں۔

”قبل جواب ایک امر ضروری ہے کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے۔ معلوم کرنا لازم ہے۔ بے دینوں کی بڑی راہ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریات دین کا اور بحث چاہیں کسی ہلکے پھلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پا زن ہو۔“

مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی، مولانا مولوی ظفر الدین صاحب بہاری، مولوی افتخار میرٹھی، احمد علی صاحب میرٹھی، مولوی رحم الہی، مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی یہ خلفاء و حضرات آریہ مناظر رام چندر وغیرہ سے مناظرہ کر کے مظفر و منصور واپس آکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے تو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”قادیانی وغیرہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اصول چھوڑ کر فروعی مسائل میں گفتگو ہو۔ انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 100)

”ان (مرزائیوں) کا مقصد اس افتراء سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات مسیح ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہوگا تو ایک مثیلی کا نزول ماننا پڑے گا۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 436، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ پروگریو پریس لاہور)

مسئلہ حیات و نزول مسیح کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے اس رسالہ مبارکہ کے شروع میں تقریباً چھ احادیث، دو احادیث مبارکہ پیش کر کے ان مرزائیوں کے استدلال کا جواب دیا ہے۔

مرزا کے بارے میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات:

”ہلکے باطل انھم پر علم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی خبیثیتیں، اس کی خباثتیں، اس کی اباکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں چھپ سکیں گی اور جہاں میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبرائیل کا مثل مان لے گا؟“

(الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، صفحہ 26، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

قادیانیوں کی چالاکی:

”یہ مرزائیوں کی اعلانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال نہ کہ رسول اللہ کی مثل۔ قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلہ کے نام مسلم ہونے سے گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔“

(الجراز الدیانی، صفحہ 26، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

امام احمد رضا فاتح قادیانیت سیدنا مسیح علیہ السلام کے مشہور اوصاف جلیلہ و معجزات کریمہ جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں لکھنے کے بعد قادیانی دجال کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”ظاہر ہے کہ قادیانی ان میں سے کچھ نہ ہوا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہو گیا۔“

ازالہ اوہام سے کفریات بے شمار نقل کر کے فرماتے ہیں۔

”بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں۔“

قادیانی کے سفید جھوٹ:

قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ اطاعون رہنے کے

وشن گوئی وغیرہ ہیں۔ (الجراز الدیانی، صفحہ 41، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

تقریباً 18 آیات قرآنی تین احادیث مبارکہ اور تفسیر العمادی انوار المتزیل تفسیر عنایت القاضی و ہماری سے عبارات وغیرہ درج فرما کر قادیانیوں کے وفات مسیح کے مسئلہ کا زوردار رد فرمایا ہے۔

آخر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”والمردائیة لعنا کبارا“ میں (احمد رضا) کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہے۔
(الجزال دیانی، صفحہ 39 از امام احمد رضا)

5: الصارم الربانی علی اسراف القادیانی:

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے قادیانی کے رد میں کانپور سے موصول ہونے والے ایک استفتاء کے جواب میں یہ عبارت ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ قلمبند فرمایا جو کہ پہلے ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ کے کئی شماروں میں مسلسل قسط وار شائع ہوتا رہا بعد ازاں یہ کتاب کی صورت میں 1315ھ بمطابق 1897ء میں شائع ہوا جس میں حیات مسیح کے متعلق مفصل بحث ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مثیل مسیح زبردست رو کیا گیا ہے۔

6: المبین ختم النبیین:

18 ربیع الاول 1326ھ مولوی ابوطاہر نبی بخش صاحب سکنہ بہار شریف نے لفظ ”اننبیین“ میں الف لام عہد خارجی سے متعلق ایک استفتاء مرتب کر کے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں: ”حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع الانبیاء و مرسلین بلا تاویل، و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر، مرتد، ملعون ہے۔“ (المبین، ختم النبیین صفحہ 97) یعنی جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا اعادہ کرے کافر ہے۔

”یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے، وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں۔ تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں اننبیین کو اپنے عموم اور استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے۔ اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں۔ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل

نہ تخصیص۔“

ان خاتم النبیین صفحہ 99، بشمول رسائل رد مرزائیت از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن (امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”جسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج کس اور وہ ضعیف اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے۔“

ان خاتم النبیین صفحہ 101، بشمول رسائل رد مرزائیت، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن

قبر الدین علی مرتد بقادیان:

(مرتد قادیانی پر قبر الہی)

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں آپ کے برادر گرامی جناب حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت قادیانیوں کی رد و مذمت میں ایک ماہوار رسالے کا اجراء ہوا اس کا عنوان تھا۔ ”قبر الدین علی مرتد بقادیان“ جو قادیانیوں کی اچھی طرح خبر لیتا تھا۔ اس 1315ھ بمطابق 1905ء کا ایک شمارہ جو کہ 1952ء میں لاہور سے دوبارہ سید ابوب علی رضوی کے ایضام سے ہوا ہمارے زیر نظر ہے۔

رسالے کے اجراء کی وجوہات بیان کرتے ہوئے حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”رسالہ ماہواری رد قادیانی کی ابتدا حکمت الہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلان محض اس کے (مرزا) مرید ہو آئے۔ مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام و کلام یک نخت ترک کر دیا۔ دین میں مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب الادنیٰ دون العذاب اکبر چکھا۔“

(قبر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 3، مطبوعہ لاہور طبع ثانی)

قادیانی ”خانوادہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رد و مذمت سے عاجز ہو گئے۔ اشتہارات میں گالی دینے لگے اہلسنت کو گالیاں، بدزبانی، اکاذیب بہتانی، کلمات شیطانی پر اتر آئے اور آخر کار تنگ آ کر اپنے گھر سے باہر نکلتے ہوئے دے دیا۔

قادیانیوں کے مناظرہ کے اشتہار بنام (اطلاع ضروری) کے جواب میں مناظرے کے لئے مولانا حسن رضا خان صاحب کی طرف سے رسالہ ”ہدایت نوری“ جو اب اطلاع ضروری شائع

کیا گیا جس میں حسن رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

”ہاں ہاں قادیانیوں کو تیار رہنا چاہئے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار اپنی مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹے مسیح، جھوٹی وحی کا سب سے جال بچا کر کھل جائے گا۔“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 6)

جبکہ دوسرے شمارے میں دعوت مناظرہ شرانگہ وطریق مناظرہ مندرج ہیں جن کا ذکر بھی کیا گیا۔ قادیانیوں کے وہ رسائل پمفلٹ اشتہارات وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے جن میں امام احمد رضا رحمہ اللہ امام احمد رضا کو گالیاں، بدزبانی، کائنات نہ بنایا گیا ہے جس کا ذکر مولانا صاحب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں۔ حاشا اللہ ہرگز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شست و دھوا تمہاری گندی گالی تو آج کی نئی نالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء ائمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دعویٰ ہے۔ استغفر اللہ“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 6، مطبوعہ لاہور) بقیہ رسالے میں تفصیلاً دجال مرزا قادیانی کے کفریات، اللہ کے محبوبان، اللہ کے رسولوں کی اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں نقل فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”کیوں مسلمانو! قرآن سچایا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا۔ کیوں مسلمانو! جو قرآن پاک کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر ہے۔“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 12)

مسلمان تو مکتب قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے قطعاً کافر، مرتد، زندیق، بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے۔ اللہ لعنة اللہ علی الکفرین۔ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 12، مطبوعہ لاہور)

8: الدمج الدياني على راس الوسواس الشيطاني:

امام احمد رضا محدث بریلی رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادگان، برادر گرامی نے قادیانیوں کے خلاف لکھا اس کی مختصر جھلک آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے رسائل، پمفلٹ، کتابیں لکھی گئی ہیں کہ شائع ہونے کے بعد گوشہ گمنامی میں چلی گئیں۔ مذکورہ بالا رسالہ آپ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ صاحبزادے نے رد قادیانیت میں لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا۔

قادیانیوں کے احکام

قادیانی مرتد ہیں:

”احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق، قادیانی، چکر الہوی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے، ہاں رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ کا دعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اجنب و افرور ہر کافر الہوی، نصرانی بت پرست، مجوسی سب سے بدتر کر دیا کہ یہ آکر پلٹے، دیکھ کر اٹکے، واقف ہو کر (احکام شریعت، صفحہ 144، از امام احمد رضا، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

قادیانی کے پیچھے نماز:

”قادیانی، چکر الہوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔“

(احکام شریعت، صفحہ 144، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ لاہور)

قادیانی کا ذبیحہ:

”ان سب قادیانی کے ذبیحے نجس و مردار و حرام ہیں۔ اگر چہ لاکھ بار نام الہی لیں اور کیسے ہی سعی پر ہمیز گار بننے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔“

(احکام شریعت، صفحہ 142، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

قادیانیوں کی زکوٰۃ:

”زکوٰۃ کا روپیہ قادیانی کو دینا حرام اور اگر ان کو زکوٰۃ دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔“

(احکام شریعت، صفحہ 159، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ لاہور)

قادیانیوں کی نماز جنازہ:

”قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز نہیں جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ، صفحہ 98، از امام احمد رضا خان رحمہ اللہ، مطبوعہ پروگرام بکس لاہور)

قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والوں کے احکام:

”قادیانی کو اس فعل مسلمانانہ سے (یعنی قادیانیوں سے بایکات) سے مظلوم جانتے اور

اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ بیوی اپنے شوہر پر حرام ہوگی۔ جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔“ (احکام شریعت، صفحہ 197، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ دارالافتاء)

قادیانیوں سے قرابت داری:

”اگر ثابت ہو کہ وہ (لڑکی کا باپ) مرزاؤں کو مسلمان جانتا ہے، اس بناء پر یہ تقریباً (شادی) کی تو خود کافر و مرتد ہے۔ علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، اس صورت میں فرض قطعی ہے۔ کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پر نہ تو پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں جانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 51، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

مجدد وقت کے لئے:

”بہت سے لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضروری ہے اور قادیانی کافر و مرتد تھا۔ ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 8)

قادیانیوں کی نماز و خطبہ:

”نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اہلسنت اپنی آذان کہہ کر اس مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں، اپنی جماعت کریں، یہی اذان و خطبہ و جماعت شرعاً معتبر ہوں گے اور اس سے پہلے جو کچھ قادیانی کر گئے باطل مردود و محض تھا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 3، صفحہ 779، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ فیصل آباد)

مرزائی کا نکاح:

”مرزائی مرتد ہیں۔ کما صوین فی حسام الحرمین اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہاں بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہو گا زنا ہے محض ہوگا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 143، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ دارالافتاء)

مراد قادیانی:

”واللہ اللہ محمد رسول اللہ“ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو تو وہ مطلقاً کافر و مرتد ہے۔ اگرچہ کسی کو دی یا صحابی کے لئے مانے۔ ”قال اللہ تعالیٰ ولكن الرسول اللہ و خاتم النبیین وقال النبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انا خاتم النبیین لا یسی بعدی“ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ ”من شک فی کفرہ فقد کفر“ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کہ اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 148، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

قادیانی مناظر:

شیریشہ اہلسنت ابو الفتح مولانا محمد حشمت علی خان صاحب مناظر اسلام راوی ہیں کہ ایک روز بعد از صبح ایک قادیانی مناظر بغرض بحث و مباحثہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے خبیث دجال قادیانی کے کفر قطعیہ تقبیہ پیش فرمائے تو قادیانی مناظر لا جواب ہو گیا اور آخر بالانکار ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

”وہ ہمارے حضرت مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنی کتاب ”البریۃ“ میں لکھا ہے کہ خدا نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر بتلایا کہ تیرہ سو سال بعد تیرا ظہور ہوگا، کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بھی تیرہ سو ہیں اور جس وقت ہمارے حضرت (مرزا قادیانی) نے دعویٰ نبوت کیا تھا اس وقت بھی 1300ھ کا زمانہ تھا۔“

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دجال کی اس تحریفانہ عدوی حساب کے لئے اڑا دیئے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم و فنون نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هل ابشکم علی من تنزل الشیطان تنزل علی کل افاک الیم ۝ یلقون السمع و اکثر ہم کذبون ۝

ترجمہ ”کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان، اترتے ہیں بڑے بہتان والے گنہگار پر، شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔“

اس آیت مبارکہ کے عدد مبارک بھی پورے تیرہ سو ہیں تو گویا رب عزوجل نے اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ 1300ھ میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا جس کے مشہور نام کے عدد بھی تیرہ سو ہوں گے۔ وہ بھی انہی بڑے بہتان والے گنہگاروں میں سے ہوگا۔ وہ ہرگز ملہم رحمانی نہ ہوگا۔ بلکہ شیطانی وحی نازل ہوا کرے گی اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔

السنوری

رد مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ

صوفیائے کرام نے ہر دور میں باطل قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند رکھا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مرزا مظہر جان جانا، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی اور مولانا احمد اللہ شاہ مدد راسی رحمۃ اللہ علیہم کی مثالیں روز روشن سامنے ہیں۔ انگریزی دور میں جب برصغیر میں دینی اقدار کو پامال کرنے کی سازشیں کی گئیں تو صوفیائے کرام میدان عمل میں آئے اور سر پر کفن باندھ کر دین و ملت کا تحفظ کیا۔ انگریز کے خود کاشتہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے اس کے مکرو فریب کے بار بار کیا۔ ذیل میں مختصر اُن صوفیائے کرام کی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف جہاد کر کے اہم دینی فریضہ انجام دیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اسی کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کئے۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ

”میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے آئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔“

اس یہ دعوت نامہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ:

”میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔“

اس یہ خط مرزا کو پہنچا تو وہ بہت بوکھلا یا۔ کیونکہ ہر طرف سے مرزا کے اس دعوے کی تردید کی گئی تھی ہر طرف سے مایوس ہو کر ”ایام الصلح“ میں مرزا نے مشائخ پر بہ طریق ذیل اپنا غبار نکالا۔



عقیدہ۔ نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لئے ہوتے ہیں مگر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لئے ہے۔ جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نافذ ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتہً دیکھا جائے تو اس کے منسوخ ہو جانا بتایا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے۔ احکام اللہ حق ہیں وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

عقیدہ۔ قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی تلاش (سوچ بچار) وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔

عقیدہ۔ وحی نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کا فربہ کہ خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔ اور وحی شیطانی کہ ان کا جانب شیطان ہو۔ یہ کائنات سحر اور دیگر کفار و فساق کے لئے ہوتی ہے۔

(بہار شریعت)

اس وقت زیرِ سقف نیلگوں پتھ تنفس قدرت نثار کہ لاف برابری باسنِ زندمن آشکارا
گوئم و ہرگز باک ندارم اے اہالیانِ اسلام، درمیانِ شامِ جمعہ می باشند کہ گردن ہر
محدثیت و مفسرِ بری فرزند و طائفہ اند کہ از نازش ادب پا بر زمین نگزارند و گروہ ہا
دم بلند از خدا شناسی زند و خود را چشتی و قادر و نقشبندی و سہروردی چہا چہاے گوئند ایں
طوائف را نزد من بیارید۔

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں
اعلائیہ اور بر ملا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و مفسریت
کے بلند باغک دعوے کرتے ہیں اور بعض ازراہِ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کی گھا
شناسی کا دم مارتے ہیں وہ چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہاتے
ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا قادیانی کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہو گئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ متاثر ہوئے
علماء کی درخواست کو شرف قبولیت بخشے ہوئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمہ اللہ اس فتنے کی طرف
ہوئے۔ اور 1317ھ مطابق 1899-1900ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و اشعار
مرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان ”شمس الہدایت فی اثباتِ مسیح“ تحریر فرمایا۔ جو
شریف ہی میں زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا اور ایک
بذریعہ رجسٹری مرزا کو بھی قادیان بھیج دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی رحمہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھانے کا
قیامت کے قریب بحسدِ عصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن و احادیث
احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو امتِ اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے ثابت
نیز ثابت کیا کہ ان کے مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔
کتاب میں آپ نے مرزا کی ”ایام الصلح“ والی تملی (جس کا ذکر ہو چکا ہے) کے مقابلہ میں ان
طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصہ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی کے
علمائے اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور قدر دانی کا اندازہ اس بات
ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارک باد کے خطوط آنے لگے۔ مشہور اہل
عبدالبارغز نوئی کا خط قابل ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوا۔

ان کے بعد حکیم نور الدین نے 20 فروری 1900ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ
حضرت نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نور الدین پر ایک سوال کیا۔ مگر وہ
جواب دے سکا۔ حضرت نے یہ خط و کتابت بصورتِ اشتہار شائع کرائی۔ حضرت کے جوابات نے
کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی
”شمس الہدایت“ کے جواب پر مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا نے جوش میں آ کر حضرت کو مناظرہ کی
دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو، چنانچہ مرزا نے 22 جولائی
کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

گولڑا شریف میں مرزا کی دعوت کا اشتہار 25 جولائی 1900ء کو موصول ہوا۔ حضرت نے اگلے
ایک دن دعوت کا جواب پانچ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور
ایک ہی بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال کیا۔ حضرت نے بمقام لاہور 25 اگست 1900ء تاریخ مقرر
ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری
مطالبہ بھی کیا۔ تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن قادیانی نہ مانے۔

میں جوں مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا، ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے
تھیں۔ قادیانیوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ 24 اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور
لاہور کے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ جب آپ لاہور
آئے تو لاکھوں مسلمان دیدہ و دل فراش راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار
پا لیا۔ قادیانیوں نے حفظِ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا کو میدان میں آنے کی
دعا نہ ہوئی۔ حضرت کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ
انہاں ہانے کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

مرزا نے یہ کہا کہ ”میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں، کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ
کے کاذب ثابت کرنے کے بہانے نقل کرنا چاہتے ہیں“ جب قادیان کا وفد یہ پیغام لے کر لاہور
آئی تو جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت توبہ کر لی اور بعض لوگ
مرزا کے خانہ نشین ہو گئے۔ جب مرزا کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی تو 27 اگست کو شاہی مسجد میں
ان کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین
میں حضرت محمد علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹوکی، پروفیسر اورینٹل کالج، مولانا ثناء اللہ امرتسری، اور
عبدالبارغز نوئی کا خط قابل ذکر ہیں۔

اہل توجہ اہل اسلام:

اس پند ان، خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامہ فی الوحده گوشہ نشینی پسند رہی
تالیف و تالیف کا شوق نہیں۔ کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کئے
جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کے امنائے زمان ان کمالات کو پسند
نہیں کرتے ہیں۔ جو مجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ اس طرز قدیم سے
پہلے زمانہ سلف کے بزرگان دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس بیچ مدال کو قدرے
تجربہ ہے۔ نفرت رکھتے ہیں

ماہودان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ ”شمس الہدایت“ لکھا گیا تھا جس سے
مذہب طلب شہرت اور نہ حصول دولت تھی۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمہ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور
حق میں باز پرس سے بچ جاؤں تو عند اللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کی طرف سے
کئی جواب کے مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط
قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں اس طرح سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی
گئی اور یہ خادم الفقراء مع علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک
ان اہل انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی ٹھہرا رہا مگر مرزائے قادیانی، قادیان
کا رہنما نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دیا تھا۔ اس لئے اب اس تشریح کی
اجازت نہیں۔

بہت دیر بعد ”شمس الہدایت“ کے جواب میں مرزا قادیانی اور امر وہوی مرید نے ”شمس بازغہ“
کی اور مرزائے ”تفسیر فاتحہ“ چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے
جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ

آں کس کہ ز قرآن و خبر زد نہ رہی

آں است جوابش کہ جوابش نہ دی

لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کیا غرض ہے۔ عوام مسلمانان
مذہب کے فائدے کے لئے ہی سہی لہذا یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض
کر دیئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں تاکہ یہ علمائے کرام اور معززین

حضرت قبلہ عالم 24 اگست تا 29 اگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گولڑہ شریف
30 یا 31 اگست کو مرزائے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ
اور الٹا یہ مشہور کروا دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے۔ اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری
تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام
شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہذا حضرت صاحب
مرزا کے اس اشتہار کا فوٹس نہ لیا۔ مورخہ 15 دسمبر 1900ء کو مرزائے ایک اور اشتہار نکالا جس
تھا کہ ”آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام
لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ”آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر میر علی شاہ صاحب
میں نکل رہے ہیں، یہ جواب دیتا ہوں کہ۔۔۔ میں اسی جگہ بجائے خود سورہ فاتحہ کی عربی فصیح میں
اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ مدوحہ کے بھی بیان
اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس
کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر 1900ء کی پندرہ تاریخ سے 70 دن تک چھپ کر تیار ہو جائی
تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ ساتھ ہی مرزائے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام
حضرت صاحب کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت کی
گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزائے 15 دسمبر 1900ء کے ستر دن بعد ”اعجاز المسیح“ کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر
کی۔ اس تفسیر نے مرزا کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی
اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ اس تفسیر سے مرزا کی مراد نہ برآئی اور مسلمانوں
مطالبہ کیا کہ مرزا حلیوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت کی کتاب ”شمس الہدایت“ کا جواب دیں۔
ہو کر مرزائے مولوی محمد احسن امر وہی سے ”شمس بازغہ“ لکھوائی۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرت نے ”اعجاز المسیح“ اور ”شمس بازغہ“ کے جواب میں
آفاق کتاب ”سیف چشتیائی“ تصنیف فرمائی جو 1902ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ
مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت نے مرزا کی تفسیر پر تقریباً
اعتراضات فرمائے۔ ”سیف چشتیائی“ کی اشاعت کے موقع پر حضرت نے ایک بیان جاری کیا
یہاں تبرک کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔

اسلام میں بدستور سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفع اعلیٰ اسلام کہ تجارت۔

وما علینا الا البلاغ۔

محبت الفقراء

مہر علی شاہ غنی عنہ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے درمزاہیت میں عظیم کردار ادا کیا۔ جب مرزا قادیانی نے اپنے ہال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:

1: سچائی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔

2: ہر سچائی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے لئے دعوائے نبوت کر دیتا ہے اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت نہیں ملتا۔ وہ نبی ہوتا ہے پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد دعویٰ کا دعویٰ کرتا ہے۔

3: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام سچے تھے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4: سچائی کوئی ترک نہیں چھوڑتا ہے، اور جھوٹا نبی ترک چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کر دیتا ہے۔

5: مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔ (بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور۔ اپریل، مئی 1961ء صفحہ 33)

اس کے بعد حضرت نے مرزائی فتنی کی سرکوبی کے لئے ملک گیر دورے کئے اور مرزا قادیانی کی عیاریوں کو بے نقاب کیا۔ آپ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اعظم امرتسری، مدی "المفتیہ" امرتسری اور سید محبوب احمد شاہ المعروف خیر شاہ امرتسری نے بارہا قادیان میں جا کر مرزائی عقائد کی تردید فرمائی۔

مرزا کو یان کے کسی حواری کو ان حضرات کے مد مقابل آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اگست 1900ء میں

مرزا نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیر ملت محدث علی شاہ نے سرہ بھی حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا کے فرار کے بعد بادشاہی لاہور میں حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں بھی حضرت امیر ملت ملک ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی۔ اسی طرح جب مرزا کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے ہلال شلع سیالکوٹ میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں چسپنے لگے تو حضرت امیر ملت اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ چارپائی اٹھا کر ہی نارووال لے چلو کہ اس فتنی کی سرکوبی میں اپنا فرض ادا کر سکوں۔ چنانچہ متواتر چارپائی کی چارپائی نارووال اٹھا کر لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعہ میں مرزائی عقائد کا تار و پود بکھرتے رہے۔ ناچار حکیم نور الدین کو راستہ تاننا پڑا۔

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا بذات خود اپنے حواریوں کے انبوه کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے ایک تشریح و اشاعت کے لئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیوں کا خوب شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا، لہذا مرزا کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت امیر ملت نے سیالکوٹ میں تشریف لا کر تین ہفتے قیام فرمایا اور درمزاہیت پر روزانہ شہر کے مختلف حصوں میں اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں مجالس وعظ میں خطاب فرمایا۔ مرزا نے مقابلہ کی ٹھانی مگر ہمت نہ ہو سکی۔ ان کے ان کرتوتوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ حضرت کے دست حق پر بیعت ہو کر تابع ہو گئے اور مرزا کو لاکھ ہاستر پلیٹ کر رہا فرار اختیار کرنا پڑا۔

6 مئی 1908ء کو مرزا اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے لاہور میں خواجہ کمال الدین کے مکان پر مقیم ہوا۔ ساتھ ہی اپنا دام تزویر بھی پھیلانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہالیان لاہور نے حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر مرزاہیت کے سد باب کی درخواست کی۔ حضرت لاہور تشریف لائے اور موچی دروازہ کے باہر مرزا کی قیام گاہ کے سامنے ایک روز تک مجالس وعظ و تقریر منعقد کر کے معتقدات مرزاہیت کی تردید فرماتے رہے اور مرزا کو مقابلہ کی آکر اپنی صداقت کا ثبوت بیان کرنے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے انعام کا اعلان بھی فرمایا۔ مرزا کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہذا نہ آ سکا۔

کسی نے مرزا کے گوش گزار یہ بات کی کہ پیر جماعت علی شاہ لاہور میں اس مقصد کے لئے آئے کہ مرزا بھاگ جائے۔ مرزا نے کہا! میں یہ وہ شخص نہیں جو بھاگ جاؤں گا بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی نہ تو قدم نہ ہلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت امیر ملت کو پہنچادی تو آپ نے فرمایا اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا

ہے تو ہم چوبیس برس کا ڈیرہ جمائیں گے۔ مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔

جب مرزا اپنے بیاہنگ دہلی وکٹوں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں

22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت ابوالمظفر محی الدین اورنگ

غازی رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کردہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ میں برصغیر کے

علماء بھی موجود تھے۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا تو حضرت امام حسین علیہ السلام کا

جنا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے کے

آیا، لہذا آپ سب دیکھ لیں گے کہ وہ جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے جائے گا۔ پھر 25

1908ء کی درمیانی شب کو بوقت دس بجے رات دوران وعظ اسی مسجد میں آپ نے فرمایا کہ

”ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرتا میری عادت نہیں تھی

میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم سے وہ

میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہے اور میں صدق دل سے اس

سچے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر

اپنے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا 26 مئی کی صبح کو دس بج کر دس منٹ پر راہی ملک عدم ہوا۔ مرزا کی

بہت بری ہوئی۔ چھ گھنٹے پہلے زبان بند ہو گئی مرض ہیضہ تھا، مگر ڈاکٹر نے ایسی دوا دے دی کہ کھانا

رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہو گیا۔ جس وقت مرزا کی لاش کو نہایت بے کسی کی حالت میں قادیان

طرف لے گئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر کی۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العارفین سراج السالکین حضرت خواجہ

الدین سیالوی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام و المسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی تھے۔ آپ بیک وقت شیخ طریقت، عالم دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے قادیان

خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ رومرزاہیت میں آپ نے شاندار خدمات سر انجام دیں۔

معرکہ الاراکتاب ”معیار مسیح“ مطبوعہ 1329ھ کے نام سے بھی لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

پیر محمد شاہ ساہنپالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1337ھ):

پیر محمد شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت نوشہرخ قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رومرزاہیت میں کافی کام

کے بعد مشہور مرزائی مبلغ مولوی احمد بخش مولوی فاضل ساکن رمل ضلع

کراچی سے حلقہ دربار حضرت نوشہرخ میں برگد کے درخت کے نیچے مناظرہ ہوا۔ بہت سے مواضع مثلاً

شہر شریف، رمل، کوٹ سکے شاہ، سارنگ، اگر دیہ اور بھاگٹ کے لوگ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے

آئے۔ آپ نے مرزائی مبلغ کو بالکل لا جواب کر دیا اور وہ راہ فرار اختیار کر گیا۔ (نقل از کتاب فیض محمد

علی الزمولا ناسید غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہنپالوی مملوکہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی بدظلم)

خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ:

مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظرے بدل، خواجہ غلام

قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں۔ آپ کی کتاب ”تقدیس الوکیل“ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔

آپ نے قادیانیت کی تردید میں بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی۔ جس کا جواب مرزائی

قادیانی تک نہیں دے سکے۔

پیر ظہور شاہ سجادہ نشین جلالپور جٹاں رحمۃ اللہ علیہ:

پیر ظہور شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے۔ آپ شیخ طریقت ہونے کے

ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔ قادیانیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب ”قہر یزدانی بر سر

قادیانی“ لکھی تھی۔

مولانا خواجہ محمد ابراہیم مجددی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ موضع سیٹھل ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اور خواجہ غلام نبی اللہ شریف ضلع جہلم سے اجازت

حاصل تھی۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ایک کتاب ”رومرزا قادیانی“ لکھی تھی مگر افسوس کہ وہ

کتاب آراستہ و پیراستہ ہو کر منصفہ شہود پر جلوہ افروز نہ ہو سکی۔

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی قندہ کی سرکوبی کے لئے جوشاہدار

خدمات سر انجام دی ہیں وہ دوسرے صوفیہ کے لئے روشن مثال ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں

آپ نے علمائے اہل سنت کے شانہ بشانہ بلکہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مسئلہ کی

جذبات کو واضح کیا۔ 1974ء کی تحریک میں پیرانہ سالی کے باوجود جگہ جگہ دورے کئے۔ مسلمانوں کو

اللہ سے سماجی بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور حکومت سے پر زور مطالبے کیے کہ مرزائیوں کو جلد از جلد

مذہب قرار دیا جائے۔ یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جلسہ عام

میں آپ نے جوشاہدار تقریر کی۔ وہ آپ کی ایمانی قوت اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جذبہ کی شاہکار ہے۔

ردمرزائیت میں علمائے اہلسنت کا حصہ

علماء و مشائخ کا مقدس گروہ نہایت نامساعد اور حوصلہ شکن مراحل میں بھی ہمیشہ پرچم اسلام لانے میں کوشاں رہا ہے۔ یہ علماء و مشائخ ہی کا نورانی گروہ تھا جنہوں نے دین اسلام کے خلاف جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا۔ گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا۔ شدھی کی تحریک کو مٹا دیا۔ گھاٹ اتارا۔ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نظریہ پاکستان کے لئے پیش پیش رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تحریک ختم نبوت کے لئے متاعِ زیست کو وقف کر دیا۔ اور حقیقتاً اسلام میں یہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد جملہ مسائل (دینی و دنیوی) طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون کا اظہارِ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و نزاکت پر نہایت موثر انداز میں اظہارِ خیال فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

”ہر محبت اسلام کا فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔ اگر ہم ناموس ختم نبوت کو محفوظ رکھنے کے ذریعے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قرآن، شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن خدا نخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو ہماری لوحِ قلب سے ذرا بھی اوچھل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (کہ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا، اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے) تو پھر نہ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، نہ محبت اہل بیت ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتی ہے، نہ ہی قرآن کے اوراق میں ہمارے لئے ہدایت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں، نہ ہی علماء کرام کی تدریس و وعظ میں اثر باقی رہ جاتا ہے۔

نہیں نہیں صرف یہی نہیں خاتمِ بدہن امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ملل میں تقسیم ہو جاتی ہے، ملتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ فقط اتنا

یہی نہیں، خاندانِ ملت سے خارج ہو جاتے ہیں خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی سے اہل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں۔ جب شریعت ایک نہیں تو حرام و حلال کی تمیز نہیں اور جب حرام و حلال میں تمیز نہیں تو آپ، بیٹے، ماں، بہن، خاوند، بیوی غرض دنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ختم نبوت کا انکار آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے، زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے۔ سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔ غرض ختم نبوت کے انکار سے مسلمان کے مسلمان ہونے کا انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے، قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔“

مرزا قادیانی نے اس مسئلہ کے تار و پود بکسیر نے کی مکروہ سازش کی تو علماء اہلسنت نے فوراً آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ ہر چند فقہِ مرزائیت کے استیصال کے لئے علماء اہلسنت و جماعت کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنے والے کے مترادف ہے تاہم اپنی بساط کے مطابق اکابر اہلسنت و جماعت نے ردمرزائیت میں جو کام کیا، اس کی ہلکی سی تصویر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی طرح ڈالتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت پر ردمرزائیت کے موضوع پر کئی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں۔ یہاں صرف ان تصانیف کا تعارف لکھا جائے گا جو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں اس کی تردید کے لئے زیورِ اشاعت سے طبع ہو کر منصہ پر کار ہو چکی تھیں۔ مگر مرزا کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

1: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوة:

اس بے نظیر کتاب میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے ثبوت میں ایک صد مرفوع احادیث پیش کی ہیں۔ باقی اولہ ان کے علاوہ ہیں۔ پاک و ہند میں اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن 1315ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت میں بریلی شریف سے شائع ہوا جبکہ اس کا دوسرا ایڈیشن مکتبہ نبویہ لاہور کو شائع کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ تحریک کے رہنماؤں نے اس سے کافی فائدہ اٹھایا۔

2: السوء العقاب علی المسیح الکذاب

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف اپنے نام سے موضوع کا اظہار کر رہی ہے۔ پہلی باریہ مبارک

تصنیف 1320ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شریف سے شائع ہوئی اور یہ بھی عجیب الحاصل ہے کہ اس کے آخری ایڈیشن کی اشاعت کا شرف بھی مکتبہ نبویہ کو حاصل ہوا۔ یہ مبارک کتاب مکمل نبوت کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور قابل دید ہے۔

3: حسام الحرمین علی منکر الکفر و المین:

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (1289ھ مطابق 1872ء) کی تصنیف ”المعتد المستعد“ (1270ھ مطابق 1853ء) پر تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرمایا اور اسے نام ”المعتد المستعد“ (1320ھ مطابق 1902ء) رکھا۔ اس زمانے میں ان تعلیقات کا غلام حجاز کی خدمت میں تصدیقات کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے ان کو اپنی حجازی اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔

خود فاضل بریلوی نے ان تقاریر و تصدیقات کو مرتب فرما کر ”حسام الحرمین“ نام رکھا اور اضافے کئے اور شائع کیا۔

4: خلاصہ فوائد فتاویٰ:

مذکورہ بالا تصنیف علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ کا خلاصہ ہے جو 1324ھ میں مطبع اہل سنت سے شائع ہوا۔

5: قہر الدیان علی مرتد بقادیان:

خطبات قادیانی کا رد بلیغ 1323ھ میں منصف شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ تصنیف حنفیہ مطبع بریلی سے شائع ہوئی۔ پھر اسی نام سے اعلیٰ حضرت نے مرزا قادیانی کے مستقل رد کے لئے ماہوار جاری فرمایا۔

6: المبین خاتم النبیین:

1325ھ کی تصنیف ہے۔ جس میں خاتم النبیین میں کلمہ ”لام“ کی تحقیق درج ہے۔ مولانا الدین بہاری کی تحریر کے مطابق اس کتاب نے 1327ھ تک اشاعت کا لباس نہ پہنا بلکہ مسودہ کی حالت میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ تھی۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھا۔

مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا آئینہ تھے۔ مسئلہ ختم نبوت پر آپ کی نہایت عمدہ تصانیف ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ 1315ھ میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی۔ پھر بریلی سے شائع ہوتی رہی۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری قریشی ہاشمی کی تبلیغ اسلام میں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کا اہلسنت میں مولانا شرف قادری نے آپ کی تیرہ عدد تصانیف کے نام درج کئے ہیں۔ جن میں ”الرحمانی بہ دفع کید قادیانی“ بھی ہے جو درمرزائیت میں بڑی مدلل اور عمدہ تصنیف ہے۔ مرزا نے جن اکابر علماء کو اپنے مقابل چیلنج دیا۔ ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری کا نام بھی ہے۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ:

درمرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے خلاف مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔

بعد میں علماء دین و مفتیان شرح متین نے اسی فتویٰ مبارکہ سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں کی مخالفت، متذوق کو ناجائز اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا انکار کیا اور حکیم نور الدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نور الدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی مخالفت میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جھلمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جھلمی رحمۃ اللہ علیہ نے 13 ذی الحجہ 1303ھ میں جہلم سے ایک ہفتہ وار ”سراج الاخبار“ کے نام سے جاری کیا۔ اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنہ القادیانی کی تردید میں بڑا کام کیا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری ”سراج الاخبار“ کے کارناموں سے انکشاف دیا۔ چنانچہ انہوں نے ہر امکانی کوشش سے ”سراج الاخبار“ کو بند کرانے کے حربے استعمال کیے۔ آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا۔ مگر عدالت نے ہمتیاں ان مصائب و آلام سے گھبرانے والی نہ تھیں۔ ابتلاء و آزمائش کی آندھیاں ان کے عقائد و اعتقالات میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر منتج ہوا۔ مرزا قادیانی کی خوب گت بنی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد صاحب جھلمی اور مولانا کرم دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار

چھوڑی ہیں۔ جن میں ”حدائق حنیفہ“ کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

استاد العلماء مولانا حکیم محمد عالم صاحب آسی

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد عالم آسی حضرت مولانا مفتی غلام قادر بھیروی سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔ سنت اور رد مرزائیت میں آپ نے دو ضخیم جلدوں میں (1352ھ ربیع الاول بمطابق 1933 جولائی) وہ عظیم الشان تاریخی تصنیف ”انکادیل علی الغادیہ“ (چودھویں صدی کے مدعیان نبوت) اردو علیحدہ علیحدہ شائع فرمائی۔ یہ تادروزگار کتاب ایک ہزار چھیانوہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ 18x22/8 سائز کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے دوسری جلد اسی سائز کے چھ سو پچاس صفحات کا داسن میں سموئے ہوئے ہے۔ اس تصنیف میں یہ بڑی خوبی ہے کہ بڑی آزادی کے ساتھ مرزائیوں کا جتنا لٹریچر ہے (مع پوسٹر اشتہار وغیرہ) سب کا خلاصہ مع تنقیدات اہل اسلام درج کیا گیا ہے۔ امت اور اہل قلم حضرات نے اسے کمال نظر تحسین سے دیکھا۔

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانی ضلع شاہ پور کی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جس کا فنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر کارنامے انجام دیے۔ آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ کئی سال مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اول مدرس رہے۔ 15 مئی 1908ء کو حکیم نور الدین بھیروی سے ابراہیم قادیانی کے مکان واقع کشمیری بازار میں مسیح ابن مریم پر تاریخی مکالمہ ہوا۔ حکیم نور الدین بھیروی خلیفہ اول مرزا قادیانی، آپ سے سخت مرعوب ہو گیا اور ایسی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا۔ جس پر اسے خود تلی ہوتی، آخر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ مکالمہ الظفر الرحمانی میں آپ نے درج فرمایا۔

18، 19 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کا مولوی جلال الدین قادیانی سے بمقام ہریا تحصیل پھالہ ضلع گجرات تاریخی مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے صدر حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹو ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب کہ قادیانیوں نے پہلے دن کہہ صاحب اور دوسرے روز حاکم علی قادیانی کو صدر جلسہ بنایا۔

اس تاریخی مناظرہ کی کاروائی سننے کے لئے ہر مذہب و مسلک کے لوگ دور دور سے آئے۔ مناظرہ دوروز تک جاری رہا، مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ نے تحریری و تقریری دلائل

آپ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ مد مقابل مولوی شمس صاحب کی کوئی پیش نہ گئی اور اس کے عالم میں قادیانیوں نے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی بھی ناکام کوشش کی، مگر حسن انتظام اور اسلام کے پر جوش خطاب سے ان کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے باعث اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور باطل ناکام و نامراد ہوا۔ قادیانی مناظر بڑی اہمیت سے دوچار ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب گھوٹو صدر مناظرہ، مفتی غلام مرتضیٰ دلائل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پکاراٹھے۔

”پہر اول اس وقت یہ گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود سنتے تو مسلمان ہو جاتے، مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔“

اس تاریخی مناظرہ کے اختتام پر حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیانی کو لاہور میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مگر وہ بھی اپنے باپ کی طرح نام نہاد اور الالمان قادیان سے مل گیا۔ قادیانیوں پر اس مناظر اسلام کے علم و فضل اور مناظرہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

20 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹو کی فتح کی خوشخبری سنانے پر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ مناظرہ کی مفصل کاروائی اور فتح کا سن کر حضرت قبلہ عالم پیر صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا جو من و عن یہاں درج کیا جاتا ہے۔

فاس فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ

پس سلام و دعا کے الحمد للہ ای لمحہ کہ اوسبحان و تعالیٰ نے آپ کو توفیق اظہار حق بوجہ اتم عنایت عظمیٰ مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ بل کے بل نے سب بل مطلبین کے لئے۔ اللہم و فقنا لما تحب و ترضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و صلبہ و الحمد للک اولاً و آخر سب احباب سے مبارک بادی۔

العبد للملتجی و المشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود۔

اس مناظرہ کی مفصل کاروائی حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”الظفر رحمانی“ میں جمع فرمائی۔ یہ کتاب 22x8/18 کے 222 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

آپ علماء میں واحد ہستی تھے جن کو تحریک ختم نبوت 1953ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے

قائد تسلیم کیا۔ آپ نے اس تحریک میں پر جوش حصہ لیا اور تمام مسلمانوں کو دعوت عمل دی اور حکومت سامنے مذہبی مطالبات پیش کئے۔ آپ نے بحیثیت صدر مجلس عمل ان مطالبات کے لئے بڑی بڑی کی۔ سید مظفر علی شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

”میں اس وقت مجلس عمل کا سیکرٹری تھا۔ ہر جلسہ میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ انہیں ہر شیخ پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا، جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کئے، انہی کا حصہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز ادا کرتے، ان کی شخصیت اور علم و فضل کا اقرار کرتے۔ مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک فی خواہش کا اظہار کرتے کہ شیخ رسالت ﷺ کے پر وانوں کے مطالبات تسلیم کر لیں۔ اس سلسلہ میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا۔ میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلہ کے لئے بے قرار ہے۔ میں نے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لئے رو رو کر دعائیں مانگتے دیکھا۔“

حکومت نے جب کوئی بات تسلیم نہ کی تو کراچی میں مجلس عمل نے ڈائریکٹ ایکشن کا اعلان جس کا ایک طریق یہ تھا کہ کارکن کتبہ ہاتھ میں لئے گورنروں اور وزیر اعظم پاکستان کے بنگلوں پر احتجاج کریں۔ حکومت نے اسی رات حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا اور سنٹرل جیل میں بھیج دیا۔ اس گرفتاری کے بعد پورے ملک میں تحریک نے زور پکڑا۔ پنجاب سے فرساکہیں پہنچنا شروع ہوئیں۔ آپ کو اچانک ایک دن اطلاع ملی کہ حضرت مولانا خلیل احمد خطیب مسجد وزیر خان کو مارشل لا حکومت نے پھانسی کی سزا سنائی ہے۔ مولانا اپنے اکلوتے فرزند متعلق یہ المناک خبر سن کر سجدے میں گر گئے۔ اور عرض کیا، الہی میرے بچے کی قربانی کو کھٹکے ڈیڑھ ماہ تک کراچی میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار رہنے کے بعد سکھر سنٹرل جیل میں نظر بند کر گئے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ آٹھ مربع فٹ کوٹھڑی میں علامہ ابوالحسنات، مولانا عبداللہ، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی صاحب شمسی حیدر آباد جیل میں بھی قید رہے۔ چھ ماہ کی کلاس میں گزارنے کے بعد اے کلاس ملی۔ بعد ازاں ان کو کر دیئے گئے جہاں تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوئے۔ جناب مظفر علی صاحب شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

”جس ہمت اور اولوالعزمی سے علامہ ابوالحسنات نے قید میں دن گزارے، اس کی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ ناز و نعم میں پلا ہوا انسان، لاکھوں انسانوں کے دلوں کا بادشاہ، علم و عمل کا

فہماء، مگر محبت رسول نے امتحان چاہا تو بے دریغ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گیا، اور اس شان سے قید کاٹی کہ مثال بن گیا۔ کیا مجال جو کسی سے شکایت کی یا کسی سے شکوہ کیا ہو یا اپنے مشن سے دستبرداری کا ارادہ کیا ہو۔ جیل میں آپ کا بہترین شغل قرآن کریم کی تفسیر لکھنا تھی۔ کئی برس قید کاٹے اور بہت شدت کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جن کے باعث آپ کی زندگی پر بڑا برا اثر پڑا۔“

امرو زائیت کے سلسلے میں آپ نے رسائل و جرائد اور اخبار و اشتہارات کے ذریعہ بھی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ قادیانیت کے رد میں ذیل کی دو کتابیں، آپ کی مستقل یادگار ہیں۔

1، مرزائیت پر تبصرہ۔

2، قادیانی مذہب کا فلولو۔

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا بدایونی رحمہ اللہ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ آپ نے آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں علامہ ابوالحسنات کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی اہل بیت نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ:

امرو زائیت میں آپ کی معرکہ آراء تصنیف ”مقیاس النبوت“ شامل ہے۔ تین ضخیم حصوں میں اس کی تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پہلی جلد مقیاس النبوت فی حقیقت من عادالی غیر 424 صفحات پر مشتمل دوسری جلد مقیاس النبوت فی ثبوت انقطاع النبوة 280 صفحات پر مشتمل تیسری جلد مقیاس النبوت فی رد مدار النبوة 753 صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب قادری فرماتے ہیں کہ

”اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میری نظر سے نہیں گزری، پوری کتاب کی کتابت و طبعیت معقول ہے۔ میرے خیال میں جس کسی کے پاس یہ کتاب ہو، اسے قادیانیت کے خلاف کوئی دوسری کتاب خریدنے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے گی۔ مولانا مرحوم نے اہل سنت کی طرف سے عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔“

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے تحریک ختم نبوت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے، جب 1953ء میں نبوت چلی تو آپ کراچی میں تھے۔ 13 فروری کو تحریک شروع ہوئی۔ 24، 25 فروری کو گرفتار ہوئے۔ چنانچہ آپ پولیٹیکل ورکرز کنونشن کے دورہ سے لاہور واپس آئے اور 27 فروری کو جامع مسجد بخش میں جمعہ کے بعد جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے کہ اطلاع ملی،

”تحریک کے تمام رہنما گرفتار کر لئے گئے ہیں۔“

رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ پر امن تحریک تشدد کی راہ اختیار کرے۔ چنانچہ آپ نے 13 مارچ 1953ء کو مسجد وزیر خاں میں تحریک کے مرکزی نظام کا دفتر قائم کیا اور مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہ کے تعاون سے چار ہزار کا پیاں تحریک کے اغراض و مقاصد اور مضامات میں تقسیم کیں۔

ان دنوں روزانہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ مسجد وزیر خاں کے جلسہ سے زیادہ تر آپ ہی خطاب کرتے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ پولیس فورس کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے آ رہا تھا۔ نوجوان نے چہرہ گھونپ کر ہلاک کر دیا۔

مارشل لاء لگا دیا گیا اور اس میں سب سے زیادہ ہاتھ اس وقت کے وزیر داخلہ سکندر مرزا کا۔ 9 مارچ کو صوبائی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ وزیر خاں سے اسمبلی پہنچنا مشکل تھا کیونکہ جگہ جگہ پولیس اور ملٹری کا پہرہ تھا۔ آپ قصور ٹھہرے ہوئے وہیں سے کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی اور آپ 16 مارچ کی صبح نماز فجر کے وقت گرفتار کر لئے گئے۔

گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازی کو شاہی قلعہ لاہور میں منتقل کر دیا گیا، جہاں نے 23 مارچ سے 19 اپریل تک ایک لمحہ بھی سو نہ دیا۔ 16 اپریل سے آپ کو پتہ چلا کہ آپ خلاف ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ کے قتل اور بغاوت کا مقدمہ بنا دیا گیا ہے۔ 27، 28 مارچ ملٹری عدالت نے مقدمہ کی سماعت کی 7 مئی کو فیصلہ سنایا گیا اور آپ کو بغاوت کے الزام میں موت کا حکم ہوا۔ جب عدالت کے ایک رکن نے پوچھا کہ آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟ تو آپ جواب دیا۔ سرور کائنات ﷺ پر ایسی ہزاروں زندگیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ اسی شام آپ کو پھر کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ 7 دن اور 8 راتیں اس کوٹھڑی میں رہے۔

خود فرماتے ہیں کہ 14 مئی کو عصر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اطلاع ملی ”سزا“

حال قید میں بدل دی گئی ہے۔ 10 مئی کو صبح آپ پھر جیل منتقل کر دیئے گئے، جہاں مولانا خلیل احمد مولانا نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اکٹھے ہو گئے تھے۔ پھر آپ کو راولپنڈی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ دو سال کی سزا بعد میں جسٹس شریف نے تین سال میں بدل دی۔ پھر آپ 2 سال بعد 1955ء کو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

10 جولائی 1955ء کو رہائی سے صرف دو ماہ بعد شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کر کے پریسکندرمیرزا (وزیر داخلہ) نے بنگال ریگولیشن کے تحت گرفتار کر لیا اور ساہیوال جیل میں بھیج دیئے گئے۔ 26 جولائی کو جسٹس کیانی کے حکم سے رہائی ملی۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے لے کر 1974ء کی تحریک تک آپ نے اپنے نصب العین کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیں اور آخر اپنی زندگی کا جہر کا دن بھی دیکھ لیا۔ 1974ء کی تحریک میں بھی آپ نے دن رات کام کیا۔

حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ذات والا برکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں کراچی سے لاہور سے کوئٹہ تک جگہ جگہ دورے کئے۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے دن رات لے لے ایک کر رکھا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ آپ نے دومر زائیت میں فرمایا، خصوصاً دومر زائیت میں مفت روزہ ”رضوان“ لاہور کا ختم نبوت نمبر تاریخی اہمیت کا ہے۔ 1953ء میں تحریک میں حصہ لینے پر آپ تین ماہ شاہی قلعے میں بھی محبوس رہے۔

ابو النصر منظور احمد صاحب ہاشمی

آپ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و مہتمم ہیں۔ تردید قادیانیت میں آپ نے مثالی کارنامے کیے۔ 1953ء کی تحریک میں ساہیوال (منٹگری) میں مجلس عمل کے صدر تھے اور تحریک کے قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ ساڑھے سات ماہ تک ساہیوال جیل میں قید با مشقت رہے۔

1974ء کی تحریک کے دوران ساہیوال میں بھی آپ نے بڑا مجاہدانہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سوشل وکٹ کے جواز پر آپ نے سب سے پہلے رسالہ تصنیف فرمایا اور تحریک کے دوران پینتالیس ہزار پمپا کر پورے ملک میں تقسیم کرائیں۔

امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(1840ء - 1951ء)

حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے ان علماء کی صف اول میں شامل ہیں جن کی قادیانیت کو اس کی پیدائش کے دن سے ہی للکارنا اور پچھاڑنا شروع کر دیا تھا۔ 1951ء میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی وفات سے چند روز قبل ڈاکٹر نے آپ کی عمر شریف دریافت کی تو آپ فرمایا ”ایک سو دس اور تیس کے درمیان“ اس سے صرف اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت 1830ء اور 1840ء کے درمیان ہوئی (سیرت امیر ملت صفحہ 46) از سید اختر حسین شاہ علیہ السلام آپ نے نہایت کم عمری میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ بچپن ہی سے آپ کو اتباع شریعت کی تعلیم رہتی۔ جس عمر میں بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی اسی عمر میں آپ پابند صلوٰۃ تھے نیز اپنے ہم عمر کے بالعموم اور نبی عن المسکر کا حکم کرتے رہتے تھے۔ آپ حافظ حدیث بھی تھے ایک دفعہ دورانِ عمر آپ نے خود اعلان فرمایا کہ مجھے دس ہزار احادیث بمعہ اسناد یاد ہیں جس کا جی چاہے امتحان لے لیں (ایضاً صفحہ 64) مذاہب باطلہ کا رد اور مسلک حقہ اہل سنت کی ترویج و اشاعت کرنے والا پیر عظیم تھے تقریباً سو اصدی تک آفتاب بن کر چمکنے کے بعد بقضائے الہی 31-30 اگست 1951ء کی رات گیارہ بجے لاکھوں مسلمانوں کو سو گوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس جا پہنچا۔ (ایضاً صفحہ 64) گمراہ و باطل فرقوں کا رد آپ کی زندگی کا اہم مشن تھا خصوصاً قادیانیت و ہابی قادیانیت کو آپ نے آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ رد قادیانیت کے سلسلے میں آپ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد عالم آسی (مصنف شہرہ آفاق کتاب الکاویہ علی الغاویہ) رقم طراز ہیں۔ ”رد قادیانیت کے سلسلے میں جو کوششیں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیں وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہیں آپ نے اس سرکوبی کیلئے تن من و جان کی بازی لگادی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بارہا مرزا قادیانی کو للکارا مگر وہ اختیار کرتا رہا۔ بالآخر حضرت قدس سرہ العزیز کی بددعا کے نتیجہ میں لقمہ اجل بنا“

(الکاویہ علی الغاویہ جلد اول صفحہ 3 مطبوعہ امرتسر 1931ء)

اہل میں رد قادیانیت کے سلسلے میں آپ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کا اجمالی تذکرہ کیا

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا قادیانی بذاتِ خود اپنے حواریوں کے انبوه کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں ایک جلسہ کی تشہیر و اشاعت کیلئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزا نیت کا بڑا شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کا پرنسٹنٹ مرزائی تھی۔ لہذا مرزا قادیانی کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، فوراً سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں، محلوں اور مسجدوں میں بڑے جلسے منعقد کیے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں کام کرتے رہے۔ آپ دلائل قاہرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلے کو تفصیلاً سمجھاتے ہوئے دین متین کو حق پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ

”دوسری نئی چیزوں کے اختیار میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین اپنا وہی پرانا رکھو“

اور ان قیام سیالکوٹ تمام اخراجات آپ نے اپنی جیب مبارک سے برداشت کئے۔ مرزا قادیانی ان جلسوں میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جس قدر لوگ اسکی بیعت کیلئے تیار تھے وہ اس کی ذلت و رسوائی دیکھ کر ہٹ گئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا قادیانی کو پھر تازیت سیالکوٹ کا رخ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

حضرت علی پور شریف ”از پیر خیر شاہ امرتسری، امرتسر 1326ھ صفحہ 9“ سیرت امیر ملت ”مطبوعہ 1911ء صفحہ 245“ ایمان پروریادیں ”صفحہ 37

سیالکوٹ کے اس عظیم معرکہ کے دوران ایک اہم واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مرزا قادیانی کے ایک پیروں مولوی عبدالکریم ننگڑا نے اپنے کپ کے اندر معراج النبی ﷺ پر لکچر دیتے ہوئے کو اس کی کہ ”لوگ کہتے ہیں، براق آیا، براق آیا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایڑیاں اور گھٹنے رگڑتے ہوئے وہی نبی (ﷺ) مکہ سے بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں چھپتا پھرتا تھا تو اس وقت براق کیوں نہ آیا؟“

جب یہ گستاخانہ کلمات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اپنی جلسہ گاہ میں سنے تو آپ نے دورانِ مجلس جوش لہجے میں فرمایا۔

”وہ شخص بے دین ہے جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ وہ بہت جلد ذلت

کی موت سے مارا جائے گا۔“

دوسرے دن ایک صاحب نظر شخص نے مولوی عبدالکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے حضرت امام زین العابدینؑ نے پتھر مارا ہے اور اس وقت وہ یوں دکھائی دے رہا تھا کہ شاہد کر کر تک پتھا باندھے ہوئے دیوار سے سہارا لے کر کھڑا ہے اور انتہائی کرب کی حالت میں ہے۔ اس خواب کی تعبیر یوں کی گئی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، دوران تقریر جوش میں آ کر ہاتھ مارا تھا جو رات کو حضرت امام زین العابدینؑ کا پتھر بکھر گیا تھا۔ عرصہ بعد مولوی عبدالکریم، سرطان (گدوں دانہ) سے ہلاک ہو گیا۔ یہ بد بخت مولوی عبدالکریم یا لکھتوں میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم محل تک تھی بلکہ اس میں بھی حساب کے مضمون میں فیل ہو گیا تھا۔ پھر عربی، فارسی پر انڈیٹ تیاری کر کے وہیں مشن سکول میں مدرس فارسی متعین ہو گیا۔ ایک روز ایک پادری سے مستغنی ہو گیا۔ اس وقت نیچری خیال کا حامل تھا۔ بعد میں مولوی نور الدین خلیفہ، اول مرزا قادیانی وراثت سے مرزائی ہو گیا اور قادیان میں خطیب و امام مسجد بنارہا۔ اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کی سے ہلاک ہو کر سب سے پہلے قادیان کے ”بہشتی مقبرہ“ میں دفن ہوا۔

(”الکادیۃ علی الغاویہ“ جلد دوم از مولانا محمد عالم آسی مطبوعہ امرتسر 1934ء صفحہ 387، 388، 6 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی اپنی اہلیہ کے علاج کیلئے لاہور میں خواجہ کمال الدین لاہوری کے مکان پر وارد ہوا تو اہنا دام فریب بھی پھیلانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں کی تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہلیان لاہور نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرزا قادیانی کی بیخ کنی کی درخواست کی۔ آپ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی براہِ رتھر روڈ پر خواجہ کمال الدین کے مکان کے سامنے والے باغ (اب باغ والی جگہ پر اسلام آباد کالج واقع ہے) میں ایک بہت بڑا درخت لگایا۔ اور اسٹلج کے ساتھ ہی لنگر پکانے کا انتظام کیا تاکہ عوام و خواص بروقت کھانا کھا سکیں۔ اس جگہ کی تک مجالس وعظ و تقریر ہوتی رہیں اور معتقدات مرزائیت کی تردید کی جاتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مقامی علماء کے علاوہ بہت سے بیرونی علماء کو بھی مدعو کر کے مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ نبھادی۔ ان جلسوں سے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (ف 1920ء) مولانا پروفیسر اصغر علی راجہ (ف 1954ء) جیسے مشہور زمانہ علماء کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلفاء مثلاً حضرت مولانا حسین قصوری (ف 1927ء) مولانا امام الدین رائے پوری (ف 1952ء) مولانا محمد شریف (ف 1951ء) مولانا نور الحسن یا لکھتوں (ف 1955ء) مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (ف 1920ء) اور مولانا غلام احمد انصاری امرتسری (ف 1927ء) خطاب فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت نے مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا ثبوت دینے کی دعوت دی۔

اردو پے کے انعام کا اعلان بھی فرمایا لیکن مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہذا نہ آ سکا۔ مرزا قادیانی کو بتایا گیا کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب، لاہور میں اس مقصد کیلئے آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آئے۔ مرزا قادیانی بولا، یہ شخص وہ نہیں جو بھاگ جائے بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہٹاؤں۔ پھر کسی نے حضرت امیر ملت کو پانچواں دی تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم چوبیس برس کا ذریعہ جمائیں گے مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔“

مرزا قادیانی اپنے جھوٹے دعوؤں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں نہ آیا تو 22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت اورنگزیب عالمگیر کی بنا کردہ مسجد (المعرفہ بادشاہی مسجد لاہور) میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس جلسے میں برصغیر کے علماء بھی موجود تھے۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ بعد نماز جلسے کا انعقاد ہوا، جس میں شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (استاد گرامی حضرت امیر ملت)، پروفیسر راجہ لالچ لاہور مولانا پروفیسر اصغر علی راجہ و دیگر بہت سے علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ آخر میں مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی نے خطاب فرمایا: ”مرزا قادیانی تو حضرت امام حسینؑ پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسینؑ کا غلام ہوں، وہ تو اعلیٰ کرنے پر بھی مقابلے پر نہ آیا میری عادت پیش گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر 1904ء میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیش گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرما دیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم زلت کی موت مر گیا۔ اب پھر میرے دل میں بار بار خیال آ رہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کر سکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا قادیانی عنقریب زلت اور رسوائی کی موت مرے گا اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیش گوئی کو مرزا کی پیش گوئی کی طرح مت سمجھنا۔“

اس کے بعد آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

”جب تک مرزا یہاں سے چلا نہ جاوے۔ میں لاہور سے نہیں جاؤں گا۔“

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی اس جلسہ میں تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی نے خطاب فرمایا: ”مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا ثبوت دینے کی دعوت دی۔“

”شاہ صاحب! میں تو واپس جاتا ہوں، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔“

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا۔

”آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے؟“

حضرت گولڑوی نے فرمایا:

”میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے بلکہ

آپ کے مقدر میں ہے۔ اس لئے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔“

چنانچہ اگلے دن حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ واپس گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔

آپ نے مرزا قادیانی کو ہر طرح سے لاکار۔ اسے دعوت دی کہ وہ میدان میں آکر اپنے

سچا ثابت کرے، مناظرہ کر لے یا مہلہ کر لے۔ پانچ ہزار روپے کا انعام وصول کر لے اگر مرزا

میدان میں نہیں آسکتا تو ہم اس کے پاس جانے کو تیار ہیں مگر مرزا قادیانی کو کوئی بات بھی

جرات نہ ہو سکی۔

آخر کار 25 مئی 1908ء بروز پیر رات کے جلسہ میں لاہور و بیرون لاہور کے

مسلمانوں کے ٹھانڈے مارتے ہوئے سمندر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

”ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں

لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم

سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی (ﷺ) سچا ہے اور میں صدق دل

سے اس سچے نبی ﷺ کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے

اندرا اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا

فرمائے گا۔“

جب آپ نے یہ پیش گوئی فرمائی تو ہزاروں مسلمانوں نے یک زبان ہو کر آمین کی صدائیں

کیں۔ یہ پیش گوئی آپ نے رات دس بجے فرمائی اور 26 مئی کو صبح دس بج کر دس منٹ پر مرزا

آنجنابی ہو گیا۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے۔

گفتہء گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

مرزا قادیانی اکثر اپنی تحریروں میں بیٹے کی موت کو عذاب خداوندی سے تعبیر کیا کرتا تھا

آسمان کا تھوکا منہ پر آیا۔ جس رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پیش گوئی فرمائی تھی، اسی رات

مرزا قادیانی کو ہیضہ ہوا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ مرنے سے چھ

گھنٹے پہلے زبان بند ہو گئی، نجاست منہ کے راستے نکلتی رہی اور اسی حالت میں (26 مئی 1908ء کو صبح دس

بجے منٹ پر) خاتمہ ہو گیا۔ مرزا قادیانی کی تاریخ مرگ ہے۔

لقد دخل فی قعر جہنم 1326ھ

جس وقت حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مرزا قادیانی کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی تھی تو لوگوں

کا اسے پوری اہمیت نہ دی مگر جب پوری ہو گئی تو حد درجہ حیران ہوئے۔ اس پیش گوئی کا مرزائیوں نے

کے ایک ذکر نہیں کیا۔ مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (ف 1920ء) نے فرمایا کہ ”ہم پہلے تو اس پیشگوئی کو

مکمل سمجھتے تھے۔ آخر وہ تو سب سے بڑھ کر نکلی

(الکافی علی الغادیہ جلد دوم“ صفحہ 358 تا 386“، ”سیرت امیر ملت، صفحہ 244 تا 249“، مہر منیر

مولانا فیض احمد فیض صفحہ 406، ”برکات علی پور“ صفحہ 158، ”صوفیائے نقشبند“ صفحہ 356۔

”شکر الاسلام“ بحیرہ ضلع سرگودھا جنوری 1934ء صفحہ 11)

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے جب مرزا قادیانی کی ہلاکت کی خبر سنی تو فوراً بجدہ شکر بجالائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا۔ اپنے حبیب پاک ﷺ کی صداقت

کا اصرار کیا اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا۔

مرزا قادیانی کی ہلاکت کی خبر آنا فانا پورے لاہور میں پھیل گئی۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ مسجدوں،

داروں اور محلوں میں شکرانے کے جلسے منعقد کیے۔ ان بیشتر جلسوں میں حضرت امیر ملت خود شریک

ہوئے اور اپنے مواعظِ حسنہ سے لوگوں کو مستفیض فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں تین روز تک اسلامیہ کالج

(پورے روڈ) کے میدان میں جلسے منعقد ہوتے رہے جن میں لاتعداد لوگ شریک ہوتے رہے بلکہ

ایک کہنا مناسب ہوگا کہ لاہور شہر کا کوئی گھرایا نہ ہوگا جس کے ایک دو افراد نے ان جلسوں میں شرکت

کی ہو۔ اس کے بعد اکناف و اطراف لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ تقریباً ہر جلسے میں علمائے

کرام کی تقریروں کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ ان تمام جلسوں میں بے

شک و شبہ مرزا قادیانی عقائد سے تابع ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے اور ان میں سے اکثر و بیشتر نے آپ کے

حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ میں

داخل ہونے والوں کی تعداد ہر روز اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ پر کھڑے ہو کر سب کو داخل سلسلہ

فرماتے تھے۔ (”سیرت امیر ملت“ ص 249)

مرزا قادیانی کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت امیر ملت رومرزا اہمیت میں جوش و خروش سے سرگرم عمل

رہے اور دلائل قاہرہ سے ختم نبوت کے مسئلے کو ثابت فرماتے رہے۔ مرزائیوں نے پوکھا کر آپ خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی سعی نامشکور کی مگر وہ پریشان ہوئے اور نہ ہی آپ کی سرگرمیوں میں سر موفرق آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا کا میابی آپ کے شامل حال رہی۔

قائوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ایک دفعہ رعیدہ خاص ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، خطاب رہے تھے کہ محمد علی جولہا مرزائی ساکن سترہ نے حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کی الفاظ کہے۔ حضرت اقدس ایسی گستاخی کی کب تاب لا سکتے تھے۔ آپ نے خود اس کو زد و کوب کیا۔ کر دوسرے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بد بخت اور خبیث جولہا پہ کوخت مرزادی۔

مرزائی تو پہلے ہی آپ کی حق گوئی و بیباکی سے ذلیل و خوار ہو کر بدلہ لینے کی فکر میں تھے واقعہ سے وہ نہایت ہی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے اور تحصیلدار رعیدہ ("رعیدہ خاص" ان دنوں "تحصیل" کرتی تھی اور "تحصیل دار" ہندو تھا) کی عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا کہ۔

"یہ شخص (حضرت امیر ملت قدس سرہ) مسلمانوں کو گاوڑ کشی پر برا بھینچتا کرتا ہے، حکومت برطانیہ کے خلاف بہت کچھ کہتا رہتا ہے۔ محمد علی جولہا نے اسے ان حرکتوں سے ٹوکا تو اس نے محمد علی کو سخت زد و کوب کیا۔"

ماسٹر خواجہ محمد کرم الہی ایڈووکیٹ سیالکوٹ (ف 1959ء) غلیفہ مجاز حضرت امیر ملت و دیگر مرکزی انجمن خدام الصوفیہ ہند) اور سیالکوٹ کے دیگر یاران طریقت نے سیالکوٹ کے انگریز انجمن کشمیری عدالت میں تبدیلی مقدمہ کی درخواست پیش کی۔ اس نے درخواست قبول کرتے ہوئے ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ منتقل کر دیا۔ سب سے پہلے حضرت اقدس امیر ملت کی حاضری عدالت کا معاملہ زیر بحث آیا۔ خواجہ کمال الدین وکیل مرزائی کو چونکہ آپ سے خصوصی عداوت و خصومت تھی بدیں وجہ اس نے زور دیا کہ "یہ شخص معمولی حیثیت کا مالک ہے۔ اس کا عدالت میں حاضری ضروری ہے۔ حضرت امیر ملت کی طرف سے کئی وکیل پیروی کر رہے تھے۔ انہوں نے اور ماسٹر محمد الہی ایڈووکیٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ۔

"آپ مسلمانوں کے بہت بڑے مقتدا اور رہنما ہیں۔ آپ کے کئی لاکھ معتقدین سارے

ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ کیا جائے۔" انگریز مجسٹریٹ

فریقین کے وکلاء کے تفصیلی دلائل سننے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ "شاہ صاحب نہایت قابل تعظیم اور بزرگ ہستی ہیں۔ ان کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسے چھوٹے مقدمہ میں عدالت میں بلائے جائیں لہذا حکم کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب عدالت میں حاضری ہوں اور ان کی طرف سے وکیل پیروی کرے۔"

محمد علی جولہا نے مرزائی جماعت کی مدد سے سیشن جج کی عدالت میں نگرانی کی درخواست دے دی اس سے بھی مقدمہ خارج ہوا تو مرزائیوں نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور زور دیا کہ "آپ کا مقدمہ حاضری عدالت ہونا لازم قرار دیا جائے۔" فریقین کی طرف سے قابل وکیل اور لائق بیرسٹر نامزد کر دیے گئے۔ آپ کی طرف سے کئی بیرسٹر بلا معاوضہ پیش ہوتے تھے جن میں سر میاں محمد شفیع (ف 1932ء) بھی شامل تھے۔ بحث بھی انہوں نے ہی کی تھی۔ ہائی کورٹ میں بھی حضرت جولہا کی میابی ہوئی اور آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جب اس اقدام میں مرزائیوں نے شکایت کی کہ عدالت کی کھائی تو اصل مقدمہ میں ایڈی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر سیالکوٹ کے مجسٹریٹ نے مقدمہ میں بھی خارج کر دیا۔ اس کے بعد مرزائیوں کو دوبارہ اپیل کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور ذلیل و خوار خاموش بیٹھ رہے۔ ("سیرت امیر ملت" صفحہ 250، 251)

بارہا ذلیل و خوار ہونے کے بعد مرزائیوں نے حضرت امیر ملت کے منجملے صاحبزادے حضرت خادم حسین شاہ: (ف 1951ء) کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا تاکہ اپنی بار بار کی شکایت کا بدلہ لیا جاسکے۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت اورینٹل کالج لاہور میں مولوی فاضل کا امتحان دے رہے تھے۔ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس تقریباً ایک سال تک مسجد پٹولیاں (اندرون لاہور) لاہور) میں قیام فرما رہے۔ مرزائیوں کی خواہش تھی کہ آپ کو طرح طرح سے پریشان کر کے لاہور وادار شاد کا سلسلہ ختم کر دیا جائے مگر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ مسجد پٹولیاں میں قیام کے دوران آپ کا فیض عام جاری رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور اپنے اپنے محووش و برکات سمیٹ کر لے جاتے۔ بے شمار لوگ سعادت بیت سے بھی مشرف ہوئے۔ انگریز بڑے وسیع پیمانے پر قائم تھا۔ ہر رات آپ وعظ و تقریر فرماتے جس میں دور و نزدیک کے لوگ کے لئے آتے اور فیض یاب ہوتے۔

مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت مولانا محرم علی چشتی (ف 1934ء) آپ کی طرف سے وکیل تھے، وکلاء بھی موجود تھے لیکن بحث میاں سر محمد شفیع بیرسٹر نے کی اور پہلے کی طرح اب بھی وہ کسی قسم کے طلبگار نہ ہوئے۔ ماسٹر کرم الہی ایڈووکیٹ مقدمہ کی پیروی کیلئے سیالکوٹ سے برابر آیا

کرتے تھے۔ موخر الذکر نے جو خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ جس رات کی صبح فیصلہ سنایا جانا تھا وہ رات حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے حضور داتا گنج بخش کے دربار گوہر بار میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے خادم حاجی عبداللہ امرتسری کو حکم دیا کہ ”آج فیصلے کی تاریخ ہے، زردہ پلاؤ کی دیکھیں چڑھاؤ۔“

حاجی صاحب نے عرض کیا کہ ”بری ہونے کا فیصلہ ہو جائے تو دیکھیں چڑھائیں گے۔“ ارشاد فرمایا۔

”تم ابھی سے کام شروع کرو، اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔“

چنانچہ انگریز جج نے باعزت بری ہونے کا فیصلہ سنایا تو حق کا بول بالا اور دشمنوں کا مات کاٹا۔ جب فیصلے کی اطلاع حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو پہنچی گئی تو آپ کے ساتھ سب لوگ کھڑے لائے۔ خوشیاں منائی گئیں، خیرات کی گئی۔ سارا دن اور رات زردہ و پلاؤ کا عام لنگر جاری رہا۔

(سیرت امیر ملت، صفحہ 251)

گذشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر ملت نے بادشاہی مسجد لاہور کے جلسہ عام اعلان فرمایا تھا کہ:

”اگر مرزائی اپنے دین کو سچا ثابت کر دیں تو پانچ ہزار روپے انعام دوں گا۔“

یہ اعلان اخبارات میں بھی شائع ہوا اور اشتہارات کی شکل میں بھی عام کیا گیا۔ مگر کبھی انعام حاصل کرنے کی جرأت نہ کی۔ البتہ ایک دفعہ مرزائیوں کی طرف سے اشتہار تقسیم کئے گئے کہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں، پہلے تم روپیہ تک میں جمع کراؤ۔ اس وقت حضرت اقدس سید اہل شریف سے سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ٹرین سیالکوٹ اسٹیشن پر پہنچی تو وہ اشتہار اس سکیٹڈ کلاس کے ڈبے میں ڈال دیئے گئے جس میں آپ سفر فرما رہے تھے۔ اشتہار مطالبہ کا علم ہوا۔ چنانچہ دوسرے دن ہی بینک میں روپیہ جمع کروادیا گیا، مگر مرزائیوں کو میدان میں کی جرأت نہ ہو سکی۔

قدتہ امداد کے دور میں بھی آپ متواتر رومزائیت میں معروف کار رہے۔ جھوٹے نبی کی بھولی پر ضرب کاری لگاتے رہے کیونکہ آپ کی زبان اقدس پر ہر وقت ”قال اللہ“ اور قال الرسول ہی ہوتا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے 1925ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے موقع صدر ترقی خطبے میں بھی مرزائیت پر ضرب کاری لگائی تھی۔ اس اجلاس میں مرزائیوں کے مخالف قرارداد بھی منظور کی گئی جو درج ذیل ہے۔

”یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہلسنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ ”حکومت افغانستان“ کا اہلاک قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مداخلت آزاد صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ لہذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔“

”اشرفی“ کچھو چھو شریف (انڈیا) بابت مئی 1925ء صفحہ 20، ماہنامہ ”ترجمان اہلسنت“ سنی کانفرنس ملتان نمبر، صفحہ 67، 68

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد منعقدہ 17، 18، 19 مارچ 1925ء کو خطبہ صدارت کے دوران مرزائی فرقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے جھوٹا اور گمراہ ہونے پر بحث کرتے ہوئے۔ آپ فرمایا:

”اب ہندوستان میں، جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈیک ماری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد، کئی ایک پیروان مرزا نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا قادیانی پہلے سیالکوٹ کی پکھری میں اہمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم عیسیٰ، مسیح مہدی، نبی، کل نبیوں کا نچوڑ، معاذ اللہ، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔“

نیز سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلا واسطہ اس کی تعلیم و تعلیم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے رب و ربو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے اور انی رسول اللہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ختم الانبیاء ﷺ تک جتنے نبی ہوئے۔ تمام کے نام مفرد

تھے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھے۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4:-

سچائی کوئی ترک نہیں چھوڑتا۔ سچائی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترکہ چھوڑتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

(ماہنامہ ”انوار الصوفیہ“ تصور بابت اپریل مئی 1961ء صفحہ 33، ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور) نبوت نمبر (دسمبر 1974ء صفحہ 45) ”ایمان پرور یادیں“ از مولوی اللہ وسایا مطبوعہ ملتان 1986ء صفحہ 36

اعلان کے اختتام پر آپ نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

”مرزائی جو مرزا قادیانی کے پیرو ہیں، ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے مدارج مرزا قادیانی کیلئے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت و جماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے انکو نہیں چھوڑا بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزائی خود سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے! اتفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت تابعہ کو خود انہوں نے چھوڑا۔ مگر جب فتویٰ اہل سنت و جماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ ضلالت میں جا گرے ہیں۔ بے وفائی تو انہوں نے خود کی جو راہ راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان ﷺ انہوں نے گلے سے اتار دیا۔ اس پر طرہ یہ کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے مرکب وہ ہیں اور شکایت الٰہی ہماری۔

گلہ ہم سے ہے بے وفائی کا

کیا طریقہ ہے آشنائی کا

(سیرت امیر ملت صفحہ 618-619، ملفوظات امیر ملت صفحہ 189 تا 191 خطبات آل انجمن کانفرنس 213، 214)

انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سیکرٹری جنرل خواجہ محمد کرم الہی ایڈووکیٹ نے 14 دسمبر 1928ء روزنامہ ”سیاست“ لاہور میں ایک بیان شائع کیا، جس میں تحریر کیا تھا کہ

”مرزا کی جماعت ابتداء سے حضرت قبلہ عالم روحی فداہ (حضرت امیر ملت) اور آپ کے

غلاموں کی مخالفت پر کمر بستہ رہی ہے۔ 1926ء کے سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ

کے موقع پر مرزا قادیانی کے چند معتقد علی پور شریف آئے۔ ان کی نیت فساد اور شرارت کی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مرزا کے اعتقادات اور الہامات کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ ایک مولوی صاحب نے جلسے میں مرزا کے اعتقادات کی تردید کی، ایمان کی حقیقت جان کی اور مسئلہ ختم نبوت پر مکمل روشنی ڈالی۔ اس موقع پر حضرت قبلہ عالم امیر ملت نے اعلان فرمایا کہ ”مرزا کے ایمان کو صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔“ اس کے بعد سے سیالکوٹ کی مرزائی جماعت اور حضرت قبلہ عالم کے غلامان سیالکوٹ کے مابین اشتہار بازی ہوتی رہی ہے۔ اب ان کے مطالبہ پر ہم نے دس ہزار روپے امیر میل بینک سیالکوٹ میں جمع کرا کے اعلان کر دیا ہے اور دعوت دی ہے کہ مرزا شیر الدین محمود، مرزا کے ایمان کو سچا ثابت کریں مگر مخالفین اس اعلان کے بعد سے خاموش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب کو سکنت ہو گیا ہے۔ کوئی سامنے نہ آیا جو اپنا مدعا ثابت کر سکتا اور ان کا یہ انعام حاصل کرتا۔“ (سیرت امیر ملت صفحہ 253)

مذہبہ بالا تقاضا میل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا اور اس کے حواریوں کو کبھی بھی سامنے آ کر اپنا موقف ثابت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور ہمیشہ حق کا بول ہی بالا رہا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی رد مرزائیت کی خدمات کا اعتراف خود انصاف پسند مرزائیوں نے بھی کیا ہے۔ ایک بار ریل میں ایک مرزائی سینئر سب جج میرے ہم سفر تھا اس نے باتوں باتوں میں کہا کہ ”ہندوستان میں تین طاقتوں نے بیک وقت اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کا کام شروع کیا تھا۔ (۱) انگریزوں نے عیسائیت کی (۲) مرزا نے اپنے مذہب کی اور (۳) شاہ صاحب (امیر ملت) نے دین حق کی تبلیغ شروع کی۔ انگریز کے پاس بہت زیادہ دولت، طاقت اور حکومت تھی۔ مرزا نے بھی چندہ جمع کر کے بڑی دولت جمع کر لی تھی اور تنخواہ دار ملین کی ایک مستقل جماعت قائم کی تھی اس کے برعکس شاہ صاحب اکیلے ہی سرگرم عمل تھے۔ آپ کے پاس کوئی سرمایہ بھی نہ تھا، آپ نے چندہ بھی نہیں جمع کیا اور مبلغین کی جماعت کو بھی ملازم نہیں رکھا مگر میں اپنے سیالکوٹ کے علاقے پر ہی غور کرتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ بد ملٹی کا صرف ایک زمیندار سدھ صاحب عیسائی ہوا ہے اور چوہدری عنایت اللہ تریک کا ذیلدار اور میرے والد صاحب اور صرف چند گھر گھنیا لیاں کے مرزائی ہوئے ہیں۔ علاقے کے باقی تمام لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں، شاہ صاحب کے ہاتھ پر

بیعت ہوئے اور اپنے دین پر قائم رہے۔

حضرت جوہر ملت: فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تقریریں کر کہا کہ

”یہ اللہ کا دین ہے، جو کوئی اللہ کے بھروسے پر کام کرتا ہے اور اسباب ظاہر کا پابند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرماتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(المائدہ: 56)

فان حزب الله هم الغالبون

آگاہ رہو کہ بے شک خدا کی جماعت ہی کو غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔

(سیرت امیر ملت صفحہ 253)

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی ان بے مثال مذہبی اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر حضرت سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف 1984ء) سجادہ نشین آلومہار شریف نے یوں خراج تحسین پیش کیا کہ ”حضرت امیر ملت قبلہ عالم کی نوجوانی کے زمانے میں تمام ملک ہندوستان میں کلمہ ظلمت کا دور دورہ تھا اور اسلام کو کسی ایسی اولوالعزم ہستی کا انتظار تھا جو تارکیوں کو مٹا کر ایمان سے دلوں کو روشن کر دے۔ کفر والحاد کا عقاب ہر طرف شکار کی تلاش میں سرگرم پرواز تھا۔ اور ڈرے سب کلمہ گو گوشہ نشینی میں عافیت سمجھ رہے تھے۔ اگر ایمان کی بجلی اسی گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرتی، تو اپنی شہرہ چمکی کی وجہ سے خلقت اس روشنی سے فیض پانے سے محروم رہتی۔ عوام الناس عادات و اخلاق اور اعمال و افعال کے لالہ سے کفر میں ایسے رنگے ہوئے تھے کہ اسلامی شان و امتیاز سے یکسر بیگانہ تھے۔ غیر اسلامی رسوم و شعائر کو دین و ایمان سمجھ بیٹھے تھے اور صغہ اللہ کے خداوندی رنگ کا ان کو احساس ہی نہ رہا تھا۔ کفر و شرک کے پجاری رشد و ہدایت سے نہر دازما تھے۔ اور ہندوستان سے اسلام کا نام منادینے پر کمر بستہ۔ غرض پورا برصغیر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک اسپین میں اسلام کے آخری دور سے مماثل نظر آتا تھا۔

ایسے وقت میں جبکہ روشیں ویران اور آجوائیں خشک ہو چکی تھیں۔ کہ اچانک ابرار نمودار ہوا۔ گلزار عالم میں آثار حیات ہویدا ہوئے۔ اس کا قاطر بہار آفریں مردہ زمین کی حیات جادواں بخشے والا تھا۔ انسانیت کے پڑمردہ چہرے پر رنگ شباب نکھرنے لگا۔ خزاں کے ہزیمت خورہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سر نو خلعت برگ و بار عطا ہوا۔ وہ آفتاب عالم طلوع ہوا۔ اس نیر اعظم نے شب و روز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے،

لوگوں مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو بینا و روشن کر دیا۔ اور ان کے ظلمت کدوں میں پہنچ کر ان کے تاریک ترین گوشوں کو منور کر دیا۔ ان سیاہ ذروں کو تابندہ بنادیا۔ اپنی تمازت عالمتاب سے پڑمردہ دلوں کو گرمایا اور تازہ خون پیدا کیا۔ غمایدہ احباب کو جگایا اور ہوشیار کیا۔ اور میدان عمل میں لاکھڑا کیا ان سے کام لیا۔ حالانکہ اس وقت نہ کوئی واعظ تھا نہ وعظ سننے والا، نہ جلسہ تھا نہ جلوس، نہ انجمن تھی اور نہ کارکن صرف حضرت امیر ملت قبلہ عالم ہی سب کچھ تھے اور آپ نے ایک و تہا احیاء دین کا ذرا اٹھایا تھا۔“

(”سیرت امیر ملت“ صفحہ 154، 155)

مرزا نیت کے بارے میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمات جلیلہ کی چند جھلکیاں آپ نے اظہار ملی ہیں آپ کی خدمات کا احاطہ کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔ برصغیر میں حضرت امیر ملت ہی کی خدمت ہے جس نے میدان عمل میں مرزا نیت کا مقابلہ کر کے اس کا ناطقہ بند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سب سے زیادہ دشمنی کا مظاہرہ بھی آپ کے ساتھ ہی کرتے تھے۔

مرزائی آپ سے اس حد تک مخالفت و محاسنت رکھتے تھے کہ انہوں نے آپ کی مخالفت کا کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نہ جانے دیا۔ فتنہ ارتداد کے خطرناک موقع پر حضرت امیر ملت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے تھے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ مذہب مرزائیہ نے اس فتنے میں حد درجہ بے غیرتی کا مظاہرہ کیا اور اپنی معاندانہ کارروائیوں سے فساد کے اندر ایک اور فساد برپا کر دیا تھا۔ جو اسلامی شہر شرمی کو روکنے میں سرگرم عمل تھیں۔ ان سب سے بد بخت مرزائیوں کی محاسنت تھی لیکن خاص طور پر حضرت امیر ملت کے دشمن تھے اور آپ کے ارسال کردہ مبلغین کیلئے مزاحمتوں کا سبب بنتے تھے ان کے فضل سے وہاں بھی ہر موقع پر ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور آپ کے مبلغین باوجود ان کی مخالفت کے کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

(”سیرت امیر ملت“ صفحہ 254)

الغرض حضرت امیر ملت قدس سرہ تادم واپسی مرزا نیت کی تردید میں ہمہ وقت مشغول رہے۔ 1953ء میں آپ کی رحلت ہوئی اور 1953ء میں ملکی سطح پر تحریک ختم نبوت چلی۔ اس تحریک میں آپ نے اہل کبر اور سجادہ نشین اول سراج الملت حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب (ف 1961ء) کے چھوٹے صاحبزادے شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب (ف 1978ء) اور پیر سید اختر حسین شاہ صاحب (ف 1980ء) نے بھرپور کردار ادا کیا۔

1974ء میں جب ”تحریک ختم نبوت“ ساحل کامیابی سے ہمکنار ہوئی، ملک کے سب سے

بڑے با اختیار ادارے قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو میں نے چشم تصور سے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی روح انور اس دن خوشی سے پھولے نہ ساتی تھی اور اپنی اولاد اور ارشاد فرمادی تھی کہ۔

”میرے بیٹا! میں نے زندگی بھر حق و صداقت کا ساتھ دیا ہے اور جابر سے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ لہذا تم ہر اس تحریک کو کچل دو، ہر اس جماعت کے خلاف جہاد کرو اور ہر اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچا دو جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا اور جو جناب رسالت مآب ﷺ کی نبوت پر ڈاکے ڈالتا ہے۔

میرے بچو! تم پر تحفظ ختم نبوت کا دوا ہر فرض ہے کیونکہ تم امت رسول ﷺ ہو اور آل رسول بھی۔ جاؤ میدان عمل میں نکل کر ہر اس ہاتھ کو قلم کر دو جو توہین رسالت کیلئے اٹھتا ہے۔ ہر اس کاٹ کر رکھ دو جو گستاخی رسول ﷺ کیلئے کھلتی ہے اور ہر اس تنظیم کو ملیا میٹ کر دو جس کا مقصد ”اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا“ نہیں ہے۔

اٹھو! کمر ہمت باندھ کر نعرہ بکبیر و رسالت بلند کرنے کیلئے تن من و دھن کی بازی لگا دو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔“

حضرت امیر ملت قدس سرہ کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرنے کیلئے تمام صاحبزادگان زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اس وقت حضور فخر ملت حضرت پیر سید حافظ محمد افضل حسین شاہ صاحب نشین، میدان عمل میں مصروف کار ہیں اور دنیائے اسلام کو صرف ایک ہی درس دے رہے ہیں کہ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجا کر دے



موجودہ بریق (نومسلم، سابق قادیانی)

قادیانیوں کا جشن صد سالہ خلافت جوہلی اور ان کے شاطر خلفاء

قادیانیوں کا جھوٹا نبی مرزا غلام احمد قادیانی 26 مئی 1908 کو لاہور میں برائے رتھ روڈ کی احمدیہ مسجد میں لیٹرین کے اندر نقد جان ہار کر وادی جہنم میں پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی کے غلیظ مشن کو چلانے کے لیے اس کے چیلے چانٹوں نے قادیان کے اندر ایک جعلی خلافت کی بنیاد رکھی۔ قادیانیوں کے پہلے امام نور الدین کے مرنے کے بعد خلافت کی گھڑی مرزا قادیانی کے خاندان میں مستقل طور پر منتقل ہوئی۔ اب مرزا مسرور احمد قادیانی کی صورت میں قائم ہے۔ 26 مئی 2008ء کے بعد قادیانی اپنی خلافت کے سو سال پورے ہونے کی خوشی میں 2008ء کا سال پورا ہونے تک ”صد سالہ جشن جوہلی“ منانا چاہتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں یہ پراپیگنڈہ کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیت ہی صحیح اسلام ہے اور قادیانیوں کے خلفاء نے اس سو سال میں اسلام کا بڑا بول بالا کیا ہے (نعوذ باللہ)۔

قادیانی کافی عرصہ سے ”جشن صد سالہ خلافت جوہلی“ کو منانے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ اپنے پبلیشنگ مینٹل M.T.A پر اس حوالے سے مختلف نشریات پیش کی جا رہی ہیں تو کبھی اپنے رسائل و رسائل کی کامیابی کے لئے دعائیں بتائی جا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر قادیانیوں کے رسالے ”انصار اللہ“ ربوہ کے جنوری 2008ء کے شمارے میں ”خلافت احمدیہ صد سالہ جوہلی 2008ء“ کے عنوان سے مختلف دعائیں لکھیں ہیں جن میں ایک دعا یہ بھی ہے کہ

”وما افروغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين

اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔“

قادیانی چونکہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور تمام امت مسلمہ کو کافر کہتے ہیں اس لئے یہاں ان کی

قادیانیوں کے خلفاء کے شرمناک کردار کی چند جھلکیاں:

قادیانیوں کا یہاں سوچنے کی بات ہے کہ مرزا فیلی آخر کیوں اتنی بڑی بڑی جائیدادیں خرید رہی ہے؟ کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ قادیانیت نے ہی پوری دنیا میں چھا جانا ہے، قادیانیت کی ہی دنیا پر حکومت ہوگا (نعوذ باللہ)۔ تو پھر ان زمین کے بڑے بڑے قطعوں کو خریدنے کا کیا جواز ہے۔ مرزا فیلی

کچھ عرصہ قبل مرزا مسرور احمد قادیانی کا خطبہ جمعہ سنا جس میں مایوسی اور دکھ کی جھلک نمایاں تھی۔ خطبے اور آواز سے اس بات کا واضح ثبوت مل رہا تھا کہ وہ مرزا خاندان کے اقتدار کے لئے کھانا لے کر بھیک مانگ رہا ہے۔ اُس کے الفاظ سے قادیانیوں کے خلافت یا مرزا فیلی کے نام میں جو شکوک اور سوالات ذہنوں میں پیدا ہو رہے ہیں اُن کی جھلک صاف محسوس ہو رہی تھی اور وہ خطبہ کا واسطہ دے کر قادیانیوں سے یہ وعدہ لینا چاہ رہا تھا کہ وہ مرزا فیلی کے اقتدار کو دوام بخشیں۔ یہ قادیانی جائیدادیں جلسہ گاہوں اور مرزاؤں (قادیانی عبادت گاہوں) کے نام پر خریدنا بھی ایک نیا جو سادہ لوح اور عقل کے اندھے قادیانیوں کو یہ خاندان دے رہا ہے، دراصل یہ مرزا خاندان کے اُمراء میں شامل ہونا چاہتے ہیں جن کو دنیا رب پتی کہتی ہے۔

لیکن قادیانیوں کی ایسی مت ماری گئی ہے کہ مرزا قادیانی سے لے کر ان کے پانچویں خلیفہ مرزا احمد تک سب کا بھیا نک کردار ان کے سامنے ہونے کے باوجود یہ قادیانی خلافت کا صد سالہ جشن مناتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ قادیانی رائل فیملی اور قادیانی خلفاء ان کی بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے لئے کام کر رہے ہیں، انہیں خود ساختہ قوانین کی چکیوں میں پیستے رہے، ان گنت چندوں کی سہولتیں چھلنی کرتے رہے، ان پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جاتے رہے۔ ایک ہی حرکت کے لئے جائز و حلال اور ان کے لئے ناجائز و حرام قرار دیتے رہے۔ ذرا سی اغزش پر جماعت سے نکالے اور قتل کی دھمکیاں دیتے رہے۔ لیکن پھر بھی یہ بے حس طبقہ اپنی زبان کو لانا گناہ عظیم سمجھتا ہے۔

قادیانیوں کا تصور خلافت:

قادیانیوں کا مرزا خاندان اور قادیانی خلفاء کے بارے میں اُن کی ہر طرح کی خباثتیں دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود بھی اعتراض نہ کرنے اور ”صد سالہ جشن خلافت جو ملی“ منانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کے شاطر خلفاء نے ان کے دماغوں میں یہ بات ڈالی ہوئی ہے کہ ”خلیفہ خدا بناتا ہے“۔ لہذا خلیفہ کی کسی بھی حرکت، قول و فعل پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ قادیانیوں کے پہلے

کافر قوم سے مراد تمام اُمت مسلمہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس دُعا کو ہر قادیانی کو روزانہ کم از کم 11 بار پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ نفسیاتی طور پر ان کے دلوں میں مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا ہو۔ قادیانیوں کا پانچواں خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی برطانیہ کے اندر ”حدیقۃ المہدی“ کے مقام پر جشن کو بہت بڑے جلسے کی صورت میں 26 مئی 2008ء کے بعد کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ شہر کا ایک تعداد کا اندازہ ایک لاکھ سے زائد لگایا گیا ہے۔ لیکن باوثوق اطلاع کے مطابق حکومت برطانیہ جماعت مرزائیہ کو تحریری حکم نامہ جاری کیا ہے جس میں ”حدیقۃ المہدی“ میں ہر قسم کے اجتماع کی منع حکم ثانی ہے۔“ نوٹس کے تحت جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ 2008ء میں جماعت اپنا سالانہ جلسہ ”حدیقۃ المہدی“ میں قطعی منعقد نہیں کر سکتی مزید برآں اس اراضی پر کسی قسم کا بھی اجتماع نہیں ہو سکتا۔

مرزا مسرور احمد قادیانی سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ حدیقۃ المہدی کے علاقے کے پاسیوں طرح رام کر سکے اور مقامی انتظامیہ کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے کہ جماعت کے کسی بھی جلسے سے آئندہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور وہ ہر وعدہ کرنے کو تیار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اگر اُسے مستقل طور پر صرف ایک بار ہی یعنی 2008ء کے اجتماعات منعقد کر لینے دیئے جائیں تاکہ وہ ندامت اور شرم سے بچ جائے۔ مگر جس کے مقدر میں قدرت ذلت اور رسوائی لکھ دے اُسے کون بدل سکتا ہے۔

اطلاع کے مطابق جماعت نے ساتھ ہی ساتھ نئی جگہ کی تلاش بھی شروع کر دی ہے۔ مگر یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں اور اُن کے کیا مفادات ہیں جو اس طرح کی جگہیں بغیر سوچے سمجھے بغیر ملکی اجازت کے خریدنے کا مشورہ دیتے ہیں؟ کیا مسرور کے گرد ایسے لوگوں کا دائرہ وسیع ہے جو جماعت کے مفادات کی بجائے اپنے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں؟

اب صد سالہ خلافت جو ملی کے پروگرام کہاں اور کیسے ہوں گے؟ کیا وہ پروگرام اب کی طرح جگہ پر ہونگے یا ہو گئے ہی نہیں؟ کیا اب حدیقۃ المہدی ایک ذاتی جائیداد ہوگی یا اسے فروخت کیا جائے گا یا اس میں بھیڑ بکریوں کی فارمنگ ہوگی؟ قادیانیوں اتم اس ممانعت کو اپنی کس کوتاہی، جہالت یا کج فہمی سے تعبیر ہو گئے؟

امریکہ میں بھی قادیانی جماعت، ریاست میری لینڈ میں ایک جگہ جس کا رقبہ تقریباً 224 مربع میل قریب ہے کو خریدنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر اُس علاقے (Walkersville) کے لوگوں کی کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت وہ جگہ خرید نہ سکے کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ قادیانیوں کے اجتماعات سے اُن کے سکون اور معمولات زندگی میں پامال پیدا ہوگی۔

خلیفہ حکیم نور الدین نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا۔

”دیکھو! میں خلیفہ المسیح ہوں۔ اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ میری کوئی خواہش اور آرزو تھی۔ اور کبھی نہ تھی۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ رد پہنادی ہے میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں۔ جو تازہ کا موجب ہوں۔۔۔“

اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا۔ کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا۔ اس لئے تم ادب سیکھو۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو، داؤد کو۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنا دیا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالح سے بنایا۔ ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ ہی دکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ پارلیمینٹوں کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ ایران اور پرنگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ترکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کر لے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ترکی کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آئی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔۔۔ میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفہ بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ آدم کو خلیفہ بنایا۔ تو کہا۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ فرشتے اس پر اعتراض کر کے کیا فائدہ اٹھا سکے۔ تم قرآن میں پڑھو۔ جب فرشتوں کی یہ حالت ہے۔ اور انہیں بھی سب حائل لا علم لنا کہنا پڑا۔ تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو اپنا منہ دیکھ لو۔۔۔ پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو! اس کی بات ہے جو میں سناتا ہوں۔ میری نہیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔“

(قادیانی اخبار بدر یکم فروری 1913ء۔ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ مئی 2008ء ص 14)

آپ اندازہ کیجئے! کہ کس طرح قادیانیوں کی برین واشنگ کی جاتی ہے ان کے دل و دماغ کو اپنی مٹھی میں لیا جاتا ہے۔ خلیفہ قادیان حکیم نور الدین مرتد کس بے باکی اور بے شرمی سے اپنی خلافت حضرت آدم نبی اللہ علیہ السلام کی نبوت و خلافت سے ملتا رہا ہے۔ اور اپنی ذات پر اعتراض کرنے والے مرزا نیوں کو کتنی سختی سے روک رہا ہے۔ اور یہ تاثر دے رہا ہے کہ میں جو کچھ بھی کہتا یا کرتا ہوں وہ

خدا کی طرف سے ہے لہذا مجھ پر اعتراض خدا پر اعتراض ہے۔

بے شرم بھی دیکھے اس جہاں میں بہت

سب پر سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ قادیانی اپنے عیاش اور بدکار خلفاء کو خلفاء راشدین کہتے ہیں۔ اس لئے اپنے خلیفہ حکیم نور الدین مرتد کو یہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب ”سیرت المہدی“ میں لکھتا ہے۔

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب (مرزا قادیانی) آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے۔ دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ ہمارے بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوہا رہ گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابو بکر ہوں اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے خواب سنایا تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ خواب اپنی اماں کو نہ سناتا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔“

(سیرت المہدی، جلد سوئم صفحہ 37)

قادیانیو! افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنے خطبہ خلافت میں یہ ارشاد کرتے ہیں۔

”اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کیجئے۔ اور اگر غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کیجئے۔“

اور یہ جھوٹے مدعی نبوت، قادیان کی نالی کے کیڑے مرزا قادیانی کا بدکار مرتد خلیفہ جو خود کو صدیق کہتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ مرزائی ذریت کو یہ سبق دے رہا ہے کہ میں جو چاہے مرضی کروں تم مجھ پر اعتراض بالکل نہیں کرنا۔

لیکن کچھ عرصہ سے اکثر قادیانیوں میں اس شعور کی فضا قائم ہو رہی ہے کہ وہ اپنے مامور من اللہ کی حرکات و سکنات کا دل ہی دل میں تنقیدی جائزہ لے رہے ہیں اور ہدایت بھی ایسے لوگوں سے نہیں کچھ عرصہ قبل چٹوکی ضلع قصور کے ایک قادیانی سیف الحق کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ ہدایت سے تابع ہو کر مسلمان ہو گیا۔ سیف الحق صاحب اپنے قبول اسلام کی وجہ بیان فرماتے

ہوئے قادیانی خلیفہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

”قادیانی جماعت کے خلیفہ کی سب سے بڑی پرابلم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جواب دہ محسوس نہیں کرتا۔ اس جماعت کے پاس سب سے بڑا ہتھیار جو اینیم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ ہے جواب دہی سے بریت۔ ہر طبقہ کے احتساب کے لئے ایک ضابطہ ہے لیکن قادیانی جماعت کا سربراہ مادر پدر آزاد اور بے لگام ہے۔ میں ان لوگوں کے لئے خطرہ ہوں جو نام نہاد اولی الامر بنے بیٹھے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو متکبرین کی طرح جبراً تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور احبار اور راہبوں کی طرح مخلوق خدا کے اموال کو ہضم کر رہے ہیں اور جو لوگ ان کی نام نہاد سچائی کو لٹکارتے ہیں انہیں وہ اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔“

(قادیانیت سے اسلام تک)

اسی طرح ایک اور نو مسلم سابق قادیانی مرزا محمد سلیم اختر صاحب جو کہ پہلے قادیانیوں کے سرگرم مبلغ تھے اور 1974ء میں قادیانیوں کی طرف سے جو وفد پاکستان نیشنل اسمبلی میں پیش کیے ممبر بھی تھے آپ قادیانی خلیفہ کے کردار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”جس طرح بیگار کمپ میں کسی نو گرفتار کو بے دست و پا کر دیا جاتا ہے اسی طرح جامعہ احمدیہ (ربوہ) چناب نگر میں بھی ہوتا ہے۔ طلباء کو بعض امتحانات کے لئے خلیفہ صاحب سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اور خلیفہ صاحب کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کوئی طالب علم پڑھ لکھ کر کارآمد وجود نہ بن جائے۔ اس لئے وہ اس راہ میں سد سکندری بن کر حائل ہوتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بعض طلباء نے خفیہ طور پر بعض امتحانات دیے تو ان سے باز پرس کی گئی۔ گویا علم حاصل کرنا بھی ایک جرم ہے۔ خلیفہ صاحب کا اصل مقصد ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف ہماری دہلیز پر ہی جہہ سائی کرتے رہیں اور اپنی معیشت استوار کر کے معاشرہ میں باوقار زندگی گزارنے کے قابل نہ ہو سکیں۔“

یہی وجہ ہے کہ جب کسی مبلغ کو خلیفہ صاحب کی طرف سے سزا ملتی ہے تو اسے معافی مانگنے کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جو علم کلام اس نے پڑھا ہوتا ہے۔ مارکیٹ میں اس کی کوئی قیمت ہوتی۔ وفات صحیح ثابت کرنے پر ایک قادیانی جماعت ہی ہے جو ڈیڑھ سو روپیہ دیتی ہے۔ لوگوں کو اس مسئلے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اسے خود بھی اچھی طرح یہ احساس ہوتا ہے کہ عمر کا قیمتی حصہ یہاں تباہ کر چکا ہوں۔ اب جاؤں کہاں؟ اپنے معاشرہ سے مصابرت و مناکحت کے رشتے ہی توڑ چکا ہوتا ہے اور ان کی تکلیف و اذیت پر استہزاء کرنا اس کا معمول بن چکا ہوتا ہے۔ ایک

میں معاشرہ کے افراد کو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور ان کے پیچھے نماز اور جنازہ تک حرام ہے۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنا، وہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ ناچار سدھائے ہوئے پرندے یا کبوتر کی طرح واپس آنے کا سوچتا ہے اور جب یہ ”محبوب ہزار شیوہ“ بھی اسے منہ نہیں لگاتا تو اسے اپنا گناہ گنہ گنہ نظر آتے ہیں۔ ناچار وہ خلافت کی چوکت پر سر ڈال دیتا ہے اور اس کا یہ معافی مانگنا صاحب کا معجزہ بن جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی روحانیت کے زور پر اس بے کس کے کس بل نکال دیے۔ ان مہلین کو عمر بھر تان جویں کا محتاج رکھا جاتا ہے تاکہ یہ کہیں بھاگ نہ جائیں اور ان کی بے لگام فائدہ اٹھا کر ان کو سڑوں سے تشبیہ دی جاتی ہے اور ایسا اس لئے کیا جاتا ہے کہ کسی طرف سے قابل ہی نہیں ہوتے اور اگر خلیفہ صاحب انھیں آزاد بھی کر دیں تو وہ خلافت کی ڈگڈگی بجائے بھڑکے ہوئے، پھر وہیں آ جاتے ہیں۔

اگر یہ لوگ دین دار ہوتے تو دین کی خاطر زندگی وقف کرنے والے ان میں سب سے زیادہ معزز ہوتے۔ مگر خلیفہ صاحب ان کو مزید رسوا کرنے کے لئے انھیں ایسے امیروں کی نگرانی میں دے دیتے ہیں جو خلیفہ کی تعلی کو چلی سمجھ کر اس پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائے کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ جس کی زندگی ایک مستقل عذاب بن جاتی ہے اور وہ ہر وقت ایک دوزخ میں پڑے رہتے ہیں۔ خلیفہ صاحب کے نزدیک واقف زندگی کی وقعت ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں۔ ہاں جو انھیں سینکڑوں ہزاروں روپے رانہ پیش کرے، خواہ رشوت لے کر ہی دے، وہ مخلصین کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

خلیفہ صاحب نے ”امور عامہ“ اور ”کار خاص“ دو شعبے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو ہر صبح و مساءً ان کی ”بد اعمالیوں“ کی رپورٹ انھیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ وہ نازی گشتا پو ہے، جس کی روادی ہر وقت لرزہ بر اندام رہتا ہے کہ ابھی میری رپورٹ ہوئی اور میں ”ثریا سے تحت المری“ میں اپنی خاوند کے خلاف اور بچے باپ کے خلاف رپورٹیں کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب کے دل سے مامون رہیں۔ خلیفہ کے اس گشتا پو نے تمام لوگوں کا ذہنی اور قلبی سکون برباد کر کے رکھ دیا۔ اس گشتا پو کے پاس ایک فنڈ ہوتا ہے جسے ربوہ کی دفتری زبان میں غ۔م۔اجی۔ایم یعنی غیر معمولی فنڈ کہتے ہیں۔ اس میں سے لاکھوں روپے سیاسی و غیر سیاسی مخصوص ”مقاصد“ کے حصول کے لئے خرچ کیے جاتے ہیں۔ اس فنڈ کو کوئی آڈیٹر چیک نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا روپیہ گورنمنٹ کے دفاتر میں کام کرنے والوں کو بطور ”نذرانہ“ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ اگر ان کے خلاف گورنمنٹ کوئی کارروائی کر رہی ہو، انھیں مطلع کر دیں۔

اس تعلق میں ایک واقعہ سماع فرمائیے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ربوہ میں سی۔آئی۔ڈی کا ایک

آدمی متعین تھا۔ اس نے ربوہ والوں کے خلاف گورنمنٹ کو کوئی رپورٹ بھجوائی۔ چند دنوں بعد تھانیدار عبدالعزیز بھائیڑی نے اپنے دفتر میں اسے چائے پر مدعو کیا اور اس کی اصل رپورٹ پڑھ کر کہا کہ یہ رپورٹ آپ نے گورنمنٹ کو ارسال کی تھی۔ وہ ملازم آدمی تھا۔ ان سے ایسا خوف زدہ نہ آئیں۔ آئندہ اس نے ان کے خلاف رپورٹ بھجوانا ہی ترک کر دیا۔ اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا جانے والا چندہ کن ”کارہائے خیر“ میں صرف کیا جاتا ہے۔

صمدانی ٹریبونل میں چودھری امیر الدین نامی ایک قادیانی نے پیش ہو کر کہا کہ خلیفہ صاحب ہمارے فنڈ زخورد برد کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے وکیل اعجاز حسین ٹالوی نے اس سے سوال کیا کہ آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب آپ کے فنڈ زخورد برد کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس غرض کے لئے چندہ دیا جائے۔ وہ اسی جگہ پر خرچ ہونا چاہئے۔ مگر خلیفہ صاحب نے اس چندہ میں ہزاروں روپیہ آپ کو دے دی ہے۔ کیا ہم نے آپ کو فیس دینے کے لئے چندہ دیا تھا۔ یہ خورد برد نہیں تو اور کیا ہے۔ صاحب ایسے چپ ہوئے کہ پھر بول نہ سکے۔

نا گفتنی، گفتنی:

مجھے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میاں محمود صاحب کے صاحبزادے نے، جو آج کل ”شعائر اللہ“ میں سے ہیں، ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا، جس پر شرعی واجب ہوتی ہے۔ اس نے خود تحریری طور پر اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا اور اس کی رپورٹ ایک ”خالد احمدیت“ نے اپنے ریماکس کے ساتھ خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ رپورٹ کنندہ کو خلیفہ صاحب نے ایسی جھاڑ پلائی کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی توبہ کراٹھیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ چونکہ یہ معاملہ میرے بیٹے کا ہے۔ اس لیے میں اسے محکمہ قضا کے سپرد کرتا ہوں۔ محکمہ قضا والے ”خالد احمدیت“ کی درگت بنتے دیکھ چکے تھے۔ پھر وہ خلیفہ صاحب کے ملازم بھی تھے۔ خلیفہ صاحب کے ایک اشارے سے ان کی قضا آجانی تھی۔ انھوں نے ہمارے بعض اساتذہ کو محکمہ قضا میں بلوایا کہ وہ اس معاملہ کی شہادت دیں۔ کس کی جرأت تھی کہ شہادت دیتا اور محکمہ قضا کی کیا طاقت تھی کہ خلیفہ صاحب کے صاحبزادے کے خلاف فیصلہ کرتا۔ لہذا یہ معاملہ یونہی رفع دفع کر دیا گیا اور اس کا کچھ بھی فیصلہ نہ ہوا اور صاحبزادہ صاحب اس ”کار خیر“ کے بعد اپنے ”حضور“ ہی کی کار میں فرمائے بھرنے لگے۔

ہم یہ سمجھتے تھے کہ غالب کے اڑیں گے پرزے دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پر تماشا نہ ہوا (قادیانیت سے اسلام تک)

قادیانی خلفاء کی مزید بد اعمالیاں اور بھیانک کردار:

میں یہاں قادیانی خلفاء کے مزید بھیانک کردار اور ان کی بد اعمالیاں پیش کر کے سادہ لوح آدمی کو یہ دعوت فکرمند دینا چاہتا ہوں کہ وہ جتنی تک وہ دوسرے اور وقت قادیانی خلافت کے صد سالہ جشن منانے کا چاہتے ہیں وہ اس سے کسی قدر کم محنت یہ سوچنے پر وقف کر دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جسے کلامی اور رسول ماننے ہیں اور اس کے پانچوں خلیفہ جنھیں وہ خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ انھوں نے اسلام اور قادیانیوں پر کیا کیا ستم کئے، اُن کا بھیانک کردار کیا تھا اور ان کا عبرتناک انجام کیا ہوا تو قادیانیت ان سے دور نہیں۔

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن
گر تجھے ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ بن

قادیانی خلیفہ اول حکیم نور الدین مرتد:

جناب محمد متین خالد صاحب لکھتے ہیں۔

20 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی کے عبرتناک موت مرنے کے بعد حکیم نور الدین قادیانیوں کا قیام بنا اور چھ سال تک خلافت کی گدی پر بیٹھ کر اپنی آمریت کا سکہ چلاتا رہا۔ اور قادیانیوں کو بے شمار ہمارا۔ اس نے قادیانیوں کو شروع سے ہی یہ تاثر دے دیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

اسی رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ 234 نمبر 6 جلد 14 پر حکیم نور الدین کا یہ بیان لکھا ہے کہ:

”میں (نور الدین) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ سواب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی روا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور معالج سے چاہا مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنادیا۔ ہزار تالائیاں مجھے پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔“ (نحوذ باللہ)

حکیم نور الدین مرتد برطانوی انٹیلی جنس کا کارندہ تھا اور سیاسی جوڑ توڑ کے باعث کشمیر سے لے کر ہندوستان تک اس نے مرزا قادیانی کی سیاسی پالیسی کو آگے بڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے کارندہ اذکو پھیلانے میں دن رات ایک کر دیا۔ یہ بھی مرزا قادیانی مردود کی طرح عیاش طبع اور ننگین

مزاج تھا۔ اس نے جنسی موج مستی کے علاوہ تین شادیاں کیں۔ مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں سے اس کے ناجائز مراسم تھے۔ مرزا قادیانی خود تو نامردی کے گھوڑے پر سوار تھا جس کا اعتراض حکیم نور الدین کے نام اپنے کئی خطوط میں کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے علاوہ صرف حکیم نور الدین مرزے کی بیوی کو ہمیشہ بیوی صلیبہ کہہ کر بلاتا، جبکہ مرزے کے دوسرے سارے مرید اُسے ام کہا کرتے۔ نصرت جہاں بیگم نے اپنی شوخ و شنگ اداؤں کے تیروں سے حکیم نور الدین کو رکھا تھا۔ ایک دفعہ حکیم نور الدین نے جون 1912ء کو احمدیہ بلڈنگ لاہور میں اپنی تقریر میں کہا ”میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ نصرت جہاں بیگم کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔“

(سوانح فضل عراز مرزا طاہر احمد قادیانی ص 100)

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کی نصرت جہاں بیگم سے جتنی بھی اولاد ہے حقیقت حکیم نور الدین کی اولاد ہے اس پر اور بہت سے دلائل دیے جاسکتے ہیں لیکن اگر آپ صرف قادیانی کی تصویر کے ساتھ اُس کے نام نہاد بیٹوں کی تصاویر سامنے رکھ لیں تو ان کی شکلیں آپس میں بالکل نہیں ملیں گی۔ لیکن جیسے ہی آپ مرزا قادیانی کی تصویر اٹھا کر اس کی جگہ حکیم نور الدین کی تصویر دیں تو ہر دیکھنے والا یہی کہے گا کہ یہ باپ بیٹے ہیں۔

18 نومبر 1910ء کو حکیم نور الدین گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ گھوڑے نے پیٹھ سے اچھا دیا جس سے دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخم ٹھیک نہ ہوا اور بگڑ کر کنگرین میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی دماغی قوتیں شدت سے متاثر ہوئیں اور وہ جی تو اذان بری طرح بگڑنے لگا۔ وہ خالی خالی اسے خلاء میں مٹکتا رہتا۔ ایک عرصے تک اس سے خلاف عقل اور توہم پرستانہ حرکات سرزد رہیں۔ قوت گویائی ختم ہو گئی۔ اسی حالت میں اس کی بیوی اپنے کسی یار کے ساتھ فرار ہو گئی۔ جو ان بشیر الدین نے خلافت کی گدی سے ہٹانے کے لئے قتل کرادیا۔ اور اسی قاتل نے خلافت حاصل کر کے لئے اس کی بیٹی سے شادی رچائی۔

مرزا بشیر الدین نے خلافت کے لئے اپنا راستہ مزید ہموار کرنے کے لئے حکیم نور الدین کے بیٹوں کو دھکے دے کر جماعت سے نکال دیا۔

آخر میں چہرہ بالکل مسخ ہو گیا۔ فوج کا شدید دورہ پڑا جس سے سارا جسم مفلوج ہو گیا اور یہ عذاب نبوت انتہائی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مرکر جہنم سدھا رہ گیا۔

قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے حکیم نور الدین کی ذلت و رسوائی کی موت اور انجام کو ان

کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا، اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔۔۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بھری طرح زخمی ہونا، آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند مہدائی کا عنوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔

(افضل قادیانی شمارہ نمبر 19، جلد نمبر 9، مورخہ 23 فروری 1922ء)

مرزا بشیر الدین محمود:

ماں اور بہن کے مقدس رشتوں کی قیصر سے عاری قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین (مرزا قادیانی عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) مانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) 12 جنوری 1889ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ شمع حمل کے وقت سب سے پہلے اس کے بچہ باہر آئے یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ یہ ایک فتنہ ساز ہے۔ اس کا بچپن آوارگی، شرارتوں، ایذا رسانیوں اور بے لگام گھٹیا خواہشات کی تکمیل میں گزرا۔ کچھ عرصے کے بعد دوستوں کے ساتھ طوطوں کا شکار کرتا اور ان کا گوشت کھاتا۔ شیخ یعقوب علی عرفانی نے لکھا کہ ایک دفعہ مرزا محمود طوطے اور چڑیاں پکڑ کر ان کے گلے مروڑ رہا تھا تو مرزا قادیانی نے دیکھ لیا اور کہا ”اس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں“۔ حالانکہ مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق مرزا قادیانی خود بڑی شکاری سے سرکنڈے کے ساتھ چڑیوں کے گلے کاٹتا (یعنی جس طرح سکھ مذہب کے لوگ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں) اور پھر ان کا گوشت پکا کر بڑے شوق سے کھاتا۔ مرزا محمود رات دیر تک قادیان کے بازاروں کے ساتھ پھرتا رہتا اور گھر نہ آتا۔ قادیان کے گندے تالاب میں نہاتا اور برسات کے موسم میں پلٹے لوگوں پر پانی پھینکتا اور خوش ہوتا۔ کھیلوں میں اسے میروڈ، بیگلے، ڈنڈا بے حد پسند تھا۔

جب مرزا محمود کی عمر 12 سال تھی اور اسے اپنے اس مستقبل کی کوئی خبر نہ تھی جو اس کی ذریعہ اور اس کے لئے محفوظ کرنے کی کوششیں کر رہی تھی۔ حکیم نور الدین کی موت (جس کا وہ اور اس کا دشمن شدت سے انتظار کر رہا تھا) کے بعد بے صبری، بے اطمینانی اور افتراق کی جو چنگاری پھیلنے لگی (1908ء تا 1914ء) سے آہستہ آہستہ لگ رہی تھی، بھڑک کر شعلہ بن گئی۔ میرنا صر نواب

میر اسحاق اور انصار اللہ کے گروپ نے طاقت، غنڈہ گردی کے مظاہرے کے بعد مرزا محمود کو قادیان بطور خلیفہ تخت نشین کر دیا۔ ایسی بد نظمی کی مثال پہلے قادیانی تحریک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ 25 سال عمر میں ایک سازش کے تحت قادیانیوں کا خلیفہ بنا۔ شروع شروع میں اس نے ذرا محتاط روش اختیار کی اس کے بعد جلد ہی اس نے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے باپ اور ماں کا ”ہونہار فرزند“ ہے۔ اسے وہ اوصاف اور خصائل ورثے میں ملے جو اخلاق باختہ نصرت جہاں بیگم کا سرمایہ افتخار تھے۔ وہ پیش اور بے لگام نفسانی خواہشات کا غلام تھا۔ لجنہ کی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں ایک ایک کر کے اس کے دبدکار خلیفہ کی شیطانی ہوس کے گھاٹ اترتی رہیں۔ ان کے قریبی رشتہ دار یہ سب کچھ دیکھتے اور انہیں آنکھیں اور کان بند کر لیتے۔ شاید وہ اپنی عقیدت کے ہاتھوں مجبور تھے۔ دوسری طرف نصرت جہاں بھی سب کچھ جانتی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ اگر میں وعظ و نصیحت پر اترتی تو ممکن ہے وہ مجھے بھی طعن اور سب کچھ سنا دے جو اب تک پوشیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روک ٹوک کے بجائے اس نے مرزا محمود کو مکمل حوصلہ افزائی کی اور خود بھی اس کی شیطانی سرگرمیوں کی بھرپور معاون اور شریک کار بن گئی۔

رات کی بات الہی توبہ

آپ سنئے گا تو شرمائے گا

معروف کالر جناب بشیر احمد اپنی کتاب ”تحریک احمدیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”احمدیہ تحریک کی تاریخ کا یہ ایک سیاہ باب ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا محمود کے تنخواہ دار غنڈے ان تمام سچی اور باخبر آوازوں کو خاموش کر دیتے تھے جنہوں نے ان کی نجی زندگی پر تنقید کرنے کی جرأت کی۔ پھر بھی ان کے کئی پیروکاروں نے ان پر زنا کاری کے الزامات عائد کئے۔ شیخ عبدالرحمان مصری کو جو کہ ان کا اعلیٰ درجے کا مرید اور مدرسہ احمدیہ قادیان کا مہتمم تھا، کو حالات نے مجبور کر دیا کہ اس نے مرزا محمود کو تین خطوط لکھے کہ وہ اپنے کردار کی وضاحت کریں اور اپنے سابقہ کرتوتوں پر معافی مانگیں۔ مگر نہ مصری صاحب کے پاس کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ احمدیہ جماعت کے قائم کردہ کمیشن کے سامنے سارا معاملہ تحقیقات کے لئے رکھیں مگر خلیفہ محمود احمد نے یہ تنبیہ نظر انداز کر دی اور اپنی لالچ حرکتوں پر اڑے رہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شیخ عبدالرحمان اور ان کے چند دوستوں پر جو کہ ان کی اعانت کرتے تھے۔ مظالم کرنے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ کچھ پر تو قاتلانہ حملے بھی کیے۔ مقاطعوں، حملوں، عورتوں کی بے حرمتی، گھروں کے جلانے کی ہولناکی اور روٹنے کھڑے کر دینے والی کہانیاں قادیانیت کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرتی ہیں۔

(تحریک احمدیت از جناب بشیر احمد صاحب، ترجمہ جناب احمد علی ظفر صاحب) اس کے علاوہ مرزا محمود نے محفوظ الحق علمی اور اس کے تمام ساتھیوں کو قادیان بدر کیا۔ مولانا محمد مہملہ پر قاتلانہ حملہ اور اس کی بلڈنگ کو نذر آتش کر دیا۔ حاجی محمد حسین، حکیم عبدالعزیز اور محمد علی مرصہ حیات تنگ کر کے انہیں قادیان سے دھکے دے کر نکال دیا۔ آنجنابی مرزا قادیانی کے مامی مسٹر محمد علی لاہوری کی بیوی پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ حکیم نور الدین کے بیٹے عبدالمنان عمر کی بیوی کی جگہ چوہے مار گولیاں سپلائی کی گئیں۔ لاہور جماعت کو ”دوزخ کی چلتی پھرتی آگ“، ”دنیا کی قوم“ اور ”سنڈاس میں پڑے ہوئے چھلکے“ کا خطاب دیا۔

جناب بشیر احمد صاحب اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تحریک احمدیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”احمدیہ جماعت پر مرزا محمود کو پچاس سال تک مکمل کنٹرول حاصل رہا۔ وہ ایک مسلمہ امر اجماعی آلہ کار، یہودی چاکر اور تاج برطانیہ کے نہایت وفادار خادم تھے۔ تاہم انہوں نے احمدیوں کو ایک مضبوط جماعت کے طور پر منظم کیا اور غیر ملکی قوتوں کے ساتھ تعاون کی حکمت عملی کی وجہ سے انہوں نے دولت کے انبار حاصل کر لئے۔ انہوں نے اپنے کنبے کو یہ ان چڑھایا۔ زرعی جاگیریں حاصل کیں اور ان میں سرمایہ کاری کی۔ تجارتی اور صنعتی کمپنیوں کے وسیع پیمانے پر حصص خریدے۔ انہوں نے اپنے ذاتی کاروبار کو وسعت دی۔ ان کے ذاتی صنعتی یونٹوں احمدیہ سٹور، گلوب ٹریڈنگ کمپنی، گیٹ فیکٹری، سٹار ہوزری، دارالاصصحت، ہمالیہ گلاس فیکٹری، ویدک یونانی دواخانہ، سندھ ویکیٹیل آئل اور لالائیڈ کمپنی شامل ہیں۔ انہوں نے بے تحاشہ دولت اکٹھی کر لی۔ آپ نے برطانوی نوآبادیات میں عالم تبلیغی و جاسوسی جال کے ذریعے اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ہر پکار پر لبیک کہا، وہ ایک طاقتور رجب کے عیار سیاستدان، ایک ہدیانت سودے باز اور اپنے قوتوں کے عظیم موقع

پرست انسان تھے۔ وہ اپنے مخالفین کو دبا دبا کر اپنے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کو کچلنے کا لہجہ بھونکی جانتے تھے۔ ہزہائی لٹس مبینہ طور پر ”راسپوٹین“ تھے اور قادیان کے ”ٹیا محل“ کے ”پیاجان“ تھے۔

انہیں اپنی سادہ لوح جماعت پر اتنا اختیار حاصل تھا کہ ان کی تمام تر کوتاہیوں پر وہ بیک آواز لاپتے کہ ”خلیفہ معصوم عن الخطاء ہے۔“ وہ ہر ایک خطا سے مبرا اور خدا کے برگزیدہ خلیفہ سمجھے جاتے تھے۔ اسلام کے سیاسی ڈھانچے میں ناقابل مرمت دراڑ ڈالنے اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر لوگوں کو پکا کرنے کا ”سہرا“ ان کے سر ہے۔

بدکردار سیاہ کار اور فسق و فجور کی دلدل میں گردن تک ڈوبا ہوا یہ ابلیسی صفات رکھنے والا خلیفہ عورت یا مرد کے ساتھ چاہتا، ہم بستری کرتا کیونکہ اس کی جنسی خواہش، مگر اسی کا کوئی ایک خاص رکھتی تھی بلکہ ہمہ گیر تھی۔ اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کی عیش پسندی تھی۔ وہ اس حد تک بدعقل اور اس کے دوست مبلغین جماعت، رشتہ دار اور جاننے والے بھی اس سے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو بچاتے تھے۔ وہ بچپن ہی سے لہو و لعب کا عادی ہو گیا تھا اور اس کی شکار عورتوں کی تعداد کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ اس نے اتنی عورتوں اور ایسی عورتوں سے تعلقات رکھے کہ لوگ بھی حیران رہ گئے۔ اس فہرست میں لڑکیوں سے لے کر اچھڑ عمر کی عورتیں تک شامل ہیں۔ وہ اخلاقی قدروں کا سرے سے قائل ہی نہیں۔ عورت اس کے نزدیک عورت تھی۔ اسے قطعی غرض نہ ہوتی تھی کہ وہ کسی کی بیوی، بہن، بیٹی اور ماں دوستوں کی بیویوں سے کھلے بندوں عشق کے بیچ لڑاتا، حتیٰ کہ اسکے اپنے سگے بھائی بشیر احمد کی بیوی سرور سلطان سے بھی ناجائز تعلقات تھے۔ اس گھناؤنے کھیل میں اس نے بہت سارے لوگوں کی بھی دشمنی مول لے لی، جن کی دوستی کی اسے اشد ضرورت تھی۔ جنسی ہوس کے کھیل حماقت کی حد تک اندھا ہوجاتا تھا۔

مرزا محمود کی بدکاریوں کے بارے میں عبدالرحمن مصری قادیانی، مستری عبدالکریم قادیانی، عبدالعزیز قادیانی، محمد علی ایم اے لاہوری جماعت، عمر الدین شملوی، راحت ملک، مسماۃ سلیمی وغیرہ شمار مرزائی لڑکوں، لڑکیوں اور مردوں و عورتوں نے جو حلفا گواہیاں دی ہیں وہ قادیانی شرمناک اور بھیا تک باب ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے شہر سدوم، مصنفہ شفیق مرزا سابق قادیانی خان احمد دین خان قادیانی کی مرزائی بہو نے مرزا بشیر الدین محمود پر اپنی عصمت دری لگاتے ہوئے کہا کہ ”وہ انتہائی خبیث، بدتمیز، بدقماش، سیاہ کار اور بدکردار ہے کہ اس کی گھٹیا حرکتوں

انسانی تاریخ و تمدن کی پوری تاریخ کا سر جھک گیا۔ اس نے میرے ساتھ زبردستی زنا کیا اور کہا کہ خلیفہ ہر عورت کے ساتھ جنسی عمل کا مکمل حق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ کی ترقی و کامیابی کے لئے ضروری ہے۔“ (بدکار خلیفہ از عزیز احمد صفحہ 11)

مرزا محمود کے فالج میں مبتلا ہونے اور عبرتناک موت کا نقشہ معروف سکا لرا اور مجاہد ختم نبوت جناب عبدالرزاق صاحب نے اس طرح کھینچا۔

”جب نام نہاد نماز کا وقت ہوتا تو مرزا بشیر الدین کو لا کر مصلیٰ امامت پہ کھڑا کر دیا جاتا۔ بشیر الدین کبھی ہاتھ باندھ لیتا کبھی چھوڑ دیتا۔ کبھی جبدے کھا جاتا اور کبھی جبدوں پر جبدے کئے جاتا۔ کبھی رکوع غائب ہوتے، کبھی چار کی بجائے دو رکعتیں اور کبھی دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھ جاتا۔ وہ منہ میں اول فول بکتا رہتا۔ کوڑھ دماغ قادیانی اس کے پیچھے کھڑے اس کی حرکات دہراتے رہتے۔ لیکن کیا بھال کہ کوئی اس کے سامنے زبان کھول سکے۔“

مرزا بشیر الدین ایک قادیانی جلسہ سے خطاب کر رہا تھا۔ ایک موقع پر وہ کہنے لگا ”جب پاکستان بنا تھا اس وقت میری عمر 49 سال تھی اور آج میری عمر 105 سال ہے“ باقی سامعین کو تو بولنے کی ہمت نہ ہوئی، صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا ”مرزا بشیر الدین یہ معاملہ ختم ہو گیا“ یہ کہا اور جلسہ سے چل دیا۔

اب مرزا بشیر الدین کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو اسے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ کمرے میں پاخانہ سے فارغ ہو کر بعد وہ پاخانہ کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ حصہ منہ پہ مل لیتا۔ کمرے میں چھینچا چلاتا اور ڈراؤنی آوازیں نکالتا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے باپ کے پاس لے کر چلو، بڑے قادیانیوں نے اس کے شور سے تنگ آ کر ایک رات جب وہ سو رہا تھا اس کے کمرے میں مٹی کی ایک ڈھیری بنا دی اور اسے کہا کہ یہ تیرے باپ کی قبر ہے۔ وہ قبر پہ بچھ بچھ جاتا، کبھی کبھی قبر کی مٹی سر میں اتارتا اور کبھی منہ میں ڈالتا۔ آخر ایک دن سر ظفر اللہ کے کہنے پر یہ قبر بھادی گئی۔“

گستاخ رسول مرزا محمود کے علاج کے لئے بیرون ملک سے ایک بہت بڑے ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو بلا کر لائے۔ مرزا بشیر الدین کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

”میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں، لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔“

ایسی لا علاج اور مہلک بیماریوں کے ہاتھوں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بشیر الدین جہنم واصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آخری وقت میں کتے کی طرح بھونکتا تھا۔ وہ شام

شہید ناموس رسالت ﷺ غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ نے جب گستاخ رسول راجپال کو قتل کیا تو
 ابراہیم بن محمود نے اس پر اپنی ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔

”اسی طرح اس قوم کا جس کے جو شیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی
 وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دباؤ اور ان سے اظہار
 برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی، وہ نبی بھی کیسا نبی
 ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگتے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے
 اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے، سخت
 نادانی ہے۔ وہ لوگ (غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ، ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ
 بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔
 میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راجپال) کا قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا
 خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب
 ملے گی ہی لیکن قتل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے خدا سے صلح کرلو۔ اس کی خیر خواہی اسی
 میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔“

ابراہیم بن محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان جلد 16، نمبر 82، صفحہ 7-8، مؤرخہ
 (اپریل 1929ء)

ایک دفعہ ایک شخص نے مرزا محمود سے مطالبہ کیا کہ اپنے عقائد پر حلیفہ بیان دے جس پر مرزا محمود
 اور مولود بعد اب بیان لکھا، جو روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 4 ستمبر 1934ء کے صفحہ
 11 پر شائع ہوا۔ یہ بیان مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

”میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ ساکن قادیان ولد مرزا غلام احمد صاحب
 دلی ماموریت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم
 کھانا انسان کو روحانی اور جسمانی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور ناقابل برداشت عذابوں
 میں مبتلا کرتا ہے۔ کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے یقین اور ایمان کے
 مطابق بلا شک و شبہ مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے اور مقام نبوت پر فائز تھے۔ اگر میں اس
 دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا وہ وعید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے مجھ پر نازل ہو۔“
 مرزا قادیانی نے سچے لوگوں کا معیار صداقت پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔
 ”صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ نیک انجام انہی کا ہوتا ہے۔“

کے سات بجے مردار ہوا لیکن اس کی موت کا اعلان رات کے دو بجے کیا گیا۔ موت کا
 اعلان سات گھنٹے بعد کیوں کیا گیا؟ سات گھنٹے تک یہ خبر قصر خلافت سے باہر کیوں
 آئی۔ وجہ یہ تھی کہ بشیر الدین کی مہینوں سے نہایا نہیں تھا۔ ناخن، داڑھی اور سر کے بال
 کنوائے نہیں تھے۔ جسم پر غلاظت کی پھڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ قادیانی جب اسے ان امور
 کے بارے میں کہتے تو وہ انہیں ہنسی کا لیاں دیتا۔ مرنے کے بعد رگڑ رگڑ کر بشیر الدین کے
 جسم کو دھویا گیا۔ ناخن کانے گئے اور سر اور داڑھی کے بالوں کو کاٹ کر آراستہ کیا گیا۔ جسم
 کی بدبو ختم کرنے کے لئے بہترین خوشبو نیات چھڑکی گئیں۔ چہرے پر پوڈر لگایا گیا۔
 ہونٹوں پر ہلکی ہلکی سرخی سجائی گئی۔ اس کے علاوہ منہ پر چمک پیدا کرنے والے کیمیکل
 لگائے گئے اور اس کی چار پائی باہر والا ان میں رکھ دی گئی۔ مرکزی کا ایک بلب اس کے سر
 کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف روشن کیا گیا۔ جب مرکزی کے بلب کی چمکیلی شعاعیں
 اس کے چمکیلے کیمیکل گئے منہ پر پڑتیں تو اس کا بدبودار منہ چمکتا اور قادیانی شکاری سادہ لوح
 قادیانیوں سے کہتے کہ دیکھو جی! حضرت صاحب کو کیسا روپ چڑھا ہے۔“

(قادیانیوں کے عبرتناک انجام از محمد طاہر عبدالرحمن)
 میرے خیال میں مرزا محمود کا نہایت اذیت ناک اور بھیا تک انجام اس لئے ہوا کہ ایک تو وہ
 گستاخ رسول تھا۔ اور دوسرا وہ اپنے باپ کے تمام کفریہ عقائد کی تبلیغ و تشہیر کرتا تھا۔ اس نے قسم کھا کر
 انکار کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا۔

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم
 آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے، کذاب
 آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔“

(انوار خلافت صفحہ 65، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)
 مکہ اور مدینہ کی توہین کرتے ہوئے اس نے لکھا:

”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا کہ جو بار بار یہاں
 آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کذاب
 گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر
 دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ
 (حقیقۃ الروایہ، صفحہ 46، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

جبکہ مرزا محمود کا عبرتناک انجام آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وہ کیسی کیسی موذی اور خطرناک کا شکار رہا۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ان خبیث اور موذی امراض کا شکار خدا تعالیٰ کے محبوب نہیں۔ چہ جائیکہ ”سچا مصلح موعود“ ان کا شکار ہو۔

مرزا ناصر احمد:

قادیانی جماعت کا تیسرا خلیفہ مرزا ناصر احمد (جسے قادیانی حضرت عثمان غنی (ؓ) 16 نومبر 1909ء کو مرزا محمود کی پہلی بیوی محمودہ بیگم کے لطن سے پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم قادیانہ حاصل کی۔ 1934ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اسے گھڑ سواری شوق تھا۔ ایک بار گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے کے بدکنے پر نیچے گرا اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آخری عمر تک رہا۔

مرزا ناصر قادیانی ذریت کا تیسرا سربراہ بنام مرزا ناصر کو بڑا یقین تھا کہ اس کے زمانہ میں مملکت قائم ہو جائے گی۔

وہ اکثر اپنی تقریروں میں کہا کرتا تھا کہ اس کے بارے میں بشارت ہے کہ ”اس کے زمانے میں فتوحات ہوں گی۔“ قادیانیوں کی طرف سے انہیں ”ناصر دین“ اور ”فاتح الدین“ کے خطابات سے نوازا جاتا تھا۔“

(ماہنامہ خالد بابت نومبر 86، صفحہ 15)

یہ خطابات بھی اس کے ہاتھوں قادیانی مملکت کے قیام کے لئے فاتح ہونے کی امید جاتے تھے۔ مرزا ناصر بھی اپنے والد کی طرح بہت اقتدار پسند تھا بلکہ اس نے اس سلسلے میں زیادہ پیش قدمی کی مثلاً اس نے پیپلز پارٹی کے لئے باقاعدہ کھلم کھلا سیاست میں حصہ لیا۔ پیپلز پارٹی کامیابی کے بعد مرزا ناصر کو قادیانی حکومت کا خواب زیادہ ہی شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آنے لگا اور اس میں اس نے دسمبر 1973ء میں صد سالہ جوبلی اور جشن کا اعلان کیا۔ یعنی 1989ء میں جب مذہب کو شروع ہوئے سو سال گزر چکے ہوں گے اور فتوحات بھی ہو چکی ہوں گی اور قادیانی مملکت بھی ہو چکی ہوگی تو اس موقع پر فتح کے نشہ میں سرشار قادیانی مرزا ناصر کی سربراہی میں صد سالہ جوبلی سے پوری دنیا میں جشن منائیں گے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ جس پیپلز پارٹی کامیابی کو وہ اپنی فتح سمجھ رہے ہیں۔ اسی کے سربراہ کے ہاتھوں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیلی والی ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ چنانچہ مرزا ناصر کی متوقع قادیانیت کی توجہ

صد سالہ جوبلی جشن کے اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کی غیرت کس طرح جوش میں آئی اور مرزا ناصر کی توحات کے خوابوں کا کیسا عبرتناک حشر ہوا۔ اس کی مختصر جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

29 مئی 1974ء ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلباء سے تصادم، شام سے ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف احتجاج اور ہنگامے۔

18 جولائی 1974ء ربوہ ریلوے اسٹیشن کے واقعہ کے متعلق تحقیقاتی ٹریبونل میں مرزا ناصر احمد کی پیشی۔

جون 1980ء میں قادیانی جماعت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر نے یورپ کا دورہ کیا۔ وہاں اس کی تبلیغ کی؟ کون کون سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اس کا اندازہ آپ جناب سیف الرحمن صاحب کے اس بیان سے لگا سکتے ہیں۔

”خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد جب فرینکفرٹ (جرمنی) آئے تو مجھے بھی ایک احمدی ساتھی کے ساتھ ایئر پورٹ جانا پڑا۔ وہاں پر امام مسجد فرینکفرٹ، ایک ساتھی بمبرگ، ایک احمدی اور اقم الحروف نے ان کا استقبال کیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ عورتیں اور مرد تھے، ان سب مہمانوں کو فرینکفرٹ کی مسجد میں ٹھہرایا گیا۔ یہ مسجد پاکستانی مسجدوں کی طرح نہیں، جہاں جوتے اتار کر اندر جایا جاتا ہے بلکہ مذکورہ مسجد میں جوتے پہنے عام آدمی موجود تھے اور اسی مسجد میں ٹیلی وژن بھی لگا ہوا ہے۔ ننگے فوٹو دیکھے جاتے اور اسی مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ”پلے بوائے“ رسالہ جسے ایک شریف آدمی اپنے ہاتھ میں بھی نہیں پکڑ سکتا۔ وہاں پڑھا جاتا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے یہ رسالہ وہاں کے امام مسجد کے پاس دیکھا ہے۔ اسی مسجد میں جرمن لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے اٹھتے بیٹھتے اور راز و نیاز کی باتیں بھی کرتے ہیں اور وہاں گفتنی اور ناگفتنی سب کچھ ہوتا ہے۔ مرزا ناصر اور اس کی پارٹی نے دل کھول کر وہاں خریداری کی اور فرینکفرٹ کی مسجد میں ہی ایک دن جلسہ کے نام پر ایک جرمن نے ایسی فلم دکھائی جس میں درہ خیبر میں غریب پاکستانیوں کو پکڑے بناتے اور سائیکلوں کو پتھر لگاتے ہوئے دکھایا گیا تھا اور کراچی کے ایک بازار میں امریکن پرانے کپڑے فروخت کرتے ہوئے دکھائے جس پر ایک محب وطن پاکستانی مسلمان نے احتجاج کیا تھا کہ جلسہ کے نام پر اگر آپ نے تقریریں کرنے کی بجائے فلمیں دکھانا تھیں تو آپ درہ خیبر میں پکڑے بناتے اور پتھر لگاتے پاکستانی دکھانے کی بجائے لاہور، روالپنڈی اور کراچی کی بڑی بڑی عمارتیں بھی دکھائی جاسکتی تھیں۔ منگلا

ڈیم، تربیوں ہیڈ، غلام محمد بیراج اور اسلام آباد سے بھی جرمن عوام کو روشناس کرایا جا سکتا تھا۔ آپ نے ذیل قلمیں دکھا کر پاکستانی عوام اور حکومت پاکستان کی سخت توہین کی ہے۔ چنانچہ احتجاج موثر ثابت ہوا اور قلم بند کر دی گئی۔

کراچی کے جناب الیاس ستار سے مباہلہ میں شکست کے بعد اس موضوع پر مرزا طاہر کی طرف سے مکمل خاموشی اور خود منہ مانگی موت میں گرفتار ہونا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا طاہر نے جولائی کی آخری تاریخوں میں لندن کے جلسہ سالانہ موقع پر علی الاعلان جناب الیاس ستار کے ساتھ مباہلہ قبول کیا تھا۔ اس مباہلہ میں بہت واضح طور پر ظاہر تھا کہ جھوٹے کو خدا ایک سال کے اندر مرزا دے۔ چنانچہ مرزا طاہر اسی سال دو مہینوں کے اندر ہی خود خدا کی گرفت میں آگیا۔ یہ سال اس پر خدائی ذلتوں اور مار کا سال تھا۔ جناب الیاس ستار، اس مباہلہ کی فتح کا جشن مناتے رہے لیکن مرزا طاہر پر خدائی ماری کی گرفت اتنی شدید تھی کہ وہ آہٹم سے بڑھ کر ان حالات میں اس مباہلہ کے انجام کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔ مرزا طاہر کی مرتے دم تک اس مسئلے پر خاموشی خود اس کی ذلت آمیز شکست کا زندہ ثبوت ہے۔ مرزا طاہر نے جولائی میں مباہلہ قبول کیا۔ 20 اگست 1999ء کو باہمی طے شدہ عہد کے مطابق الفضل لندن میں مباہلہ کی دعوت قبول کرنے کا اعلان شائع کیا گیا۔ جمعہ کی صبح یہ اعلان الفضل لندن نے شائع کیا اور گھنٹوں کے بعد جمعہ کے خطبہ کے دوران ہی مرزا طاہر پر خدائی ماری پڑ گئی۔ ایک سال کی مدت تو گزری گھنٹوں میں ہی مرزا طاہر خدائی گرفت میں آگیا۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر وہ ایم ایف اے کی سرگرمیوں سے لے کر عرصے کے لئے غائب ہو گیا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور وہ قادیانی جو سچے خدا پر یقین رکھتے ہیں مباہلے میں خدائی فیصلے سے خود ہی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا طاہر سر تا پا کاذب اور مغتری قادیانی نے زندگی بھر مباہلے کا پرفریب چکر چلائے رکھا۔ اس کی اپنی کوشش یہی تھی کہ سچ میں مباہلہ نہ ہو سکے۔ لیکن آخر کار وہ اپنے کمروں کے جال میں خود ہی پھنس گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں ذلت ناگہم سے دو چار ہوا۔ جبکہ الیاس ستار صاحب آج کل کراچی میں ایمان و صحت کی بہترین کیفیات میں بھرپور خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قللہ الحمد۔



پاکستان میں بھی ایڈووکیٹ

آستین کے سانپ

پاکستان کا تصور حکیم الامت، ترجمان حقیقت، شاعر مشرق اور غرقاب عشق رسول ﷺ حضرت محمد اقبال رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ جہاں مفکر پاکستان نے پاکستان کا عظیم تصور پیش کیا وہاں پیکر پاکستان وراثتی اقبال مرحوم نے خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں امت مسلمہ کو دین اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی بہت بڑی، گھٹاؤنی سازش ”قذیفہ قادیانیت“ سے بھی آگاہ کیا تھا۔ محسن قوم علامہ اقبال فرنگی کی تیار کردہ جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی سازشوں سے ہماری آشتی اس مرد قلندر نے قادیانیت کے غلیظ چہرے سے نقاب سرکا کر اس کی بے وفا آنکھوں کی لپٹ سے اس کی لوح دماغ پڑھ کر اور اس کے دل کی تہوں میں اسلام اور ملت اسلامیہ سے دشمنی کے سرکش ارادوں کو اپنی چشم بینا سے دیکھ کر دو تاریخی جملے کہے تھے۔

”قادیانیت، یہودیت کا چہ بہ ہے۔ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے خدار ہیں۔“

قیام پاکستان کے بعد قادیانی مرکز کفر والحاد ”قادیان“ سے ایک سازش کے تحت ربوہ منتقل ہو گئے۔ اگر یہ سرفراز نس موڈی نے اپنے چہیتوں کو ربوہ میں 1033 ایکڑ، سات کنال آٹھ مرلے زمین پر اپنا آٹھ فی مرلہ کے حساب سے ملت اسلامیہ سے غداری کے عوض تحفہ عنایت کی۔ ”ربوہ“ ضلع راجستھان کے کنارے چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ”پاکستان“ کے مرکز میں واقع ہے اور دفاعی لحاظ سے ضلع سرگودھا کے قریب ایک اہم علاقہ ہے۔ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی قیادت میں حکومت کی نوازشات کا رخ ربوہ کی طرف موڑ دیا۔ ربوہ میں ریلوے اسٹیشن قائم ہوا۔ ان کی تعمیر شروع ہو گئی۔ تار گھر بنایا گیا۔ ہسپتال تعمیر ہوا۔ کالج معرض وجود میں آیا۔ بجلی پہنچائی گئی۔ انسانی گئیں اور دیگر تعمیر و ترقی کے بے شمار کام ہوئے ربوہ میں کسی مسلمان کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی تاہم قادیانی خلیفہ کی اپنی مطلق العنان خلافت تھی خلیفہ کی اپنی عدالتیں اور نظارتیں تھیں۔ ان کے اپنے الگ اعظام پیپر تھے۔ سکولوں کالجوں کے اساتذہ کا تمام شاف قادیانی تھا۔ انھیں ان میں ایک مضبوط اور ایک منظم قادیانی ریاست قائم ہو چکی تھی۔

اب ہم حقائق کی روشنی میں نہایت مختصر انداز میں ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی اسلام اور دونوں کے غدار ہیں۔

اکھنڈ بھارت:

”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔“

(الفضل، 17 مئی 1947ء)

قادیانی مردے امانتاً دفن ہیں:

قادیانیوں نے آج تک وجود پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ ایک دن پاکستان ٹوٹ کر رہے گا اور ہم اپنے قبلہ و کعبہ قادیان ضرور جائیں گے اسی لئے قادیانی اپنے قبرستان ربوہ کے نام نہاد ہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کیونکہ جب پاکستان ٹوٹ جائے گا تو ہم اپنے قبرستان یہاں سے نکال کر قادیان لے جائیں گے۔ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی و دیگر قادیانی کو قبرستان کی قبروں پر ایسی ہی باغیانہ اور غدارانہ تحریریں رقم تھیں۔ جواب کسی مصلحت کے تحت منادی گئی ہیں۔

قائد اعظم ﷺ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی:

محسن قوم، بانی پاکستان محمد علی جناح ﷺ کا نماز جنازہ اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ سر مرزا محمد رفیع نے نہیں پڑھا تھا بلکہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ باہر بیٹھا رہا (قائد اعظم ﷺ کو کافر سمجھتا تھا)۔ قائد اعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔

تقسیم ملک کے وقت قادیانیوں نے پاکستان میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور پاکستان کمیشن کے سامنے ایک الگ قادیانی ریاست کا مطالبہ کیا تھا اور اس میں اپنی تعداد، علیحدہ مذہب، اسکول، فوجی ملازمین کی کیفیت اور آبادی وغیرہ کی تفصیلات درج کیں۔ حتیٰ کہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو قادیانی ریاست کا الگ نقشہ بھی پیش کیا یہ تمام تفصیلات حال ہی میں شائع ہوئے کتاب ”Partition of the Punjab“ میں درج ہیں۔

بلوچستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ:

قادیانی جب اپنی علیحدہ ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے یہ منصوبہ پاکستان میں ایک صوبہ قادیانی ہونا چاہئے اس کے لئے انہوں نے بلوچستان کا انتخاب کیا، انہوں نے سوچا کہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے

بڑی اکثریت ان پڑھ ہے۔ لہذا یہاں ہمارا کھوٹہ سکھ خوب چلے گا۔ لیکن علماء حق نے ان کی اس بات کے پرچے اڑا دیئے۔ ملاحظہ ہو قادیانی منصوبہ۔

”بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنا لو تا کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔“

(مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ ”الفضل“ 13 اگست 1948ء)

لیاقت علی خاں کا قتل:

گزشتہ سالوں قومی اخبارات میں اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ہفت روزہ (مارچ 1986ء) میں پاکستان کے سرانگرساں جنرل سالوین ونسنٹ کی یادوں کے حوالہ سے بتایا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا ہے۔ اس قادیانی کی پرورش سر ظفر اللہ خاں نے کی تھی۔

لیاقت علی خاں نے سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا اور لیاقت علی کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے ادھر قادیانی سازش تو تین بھی تیار بیٹھی تھیں۔ کنزے کے بقول کنزے جلسہ عام میں سٹیج کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا اور سٹیج پر آئے کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ شور و غل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کیا گیا اور سوچی سمجھی سازش کے تحت اسے ہلاک کر دیا گیا۔

کنزے راولپنڈی سے فرار ہو کر ربوہ پہنچا اس کے بعد وہ مغربی جرمنی فرار ہو گیا اور بقول جنرل آج بھی مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔

اسرائیل میں چھ سو قادیانی فوجی:

اسرائیل نے مسلمانان عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں انہیں پڑھ کر ہلاکو، چنگیز خاں کے مظالم بھی جانتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جودے یا بہائے ہیں صرف وہی داستان کہ گرو عرش طاری ہو جاتا ہے اور شریانیوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ یہ پڑھ کر حیران نہ ہوں گے کہ 1972ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطہ

حیرت میں ڈال دیا کہ جہاں تک انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمانوں خون سے ہولی کھیل رہے ہیں وہاں 600 قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی اس چنگیزی فعل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

اسرائیل میں قادیانی مشن:

اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی اجازت ہے حال ہی میں روزنامہ ”نوائے وقت“ کے اول صفحہ پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہے جس میں اپنے فرائض قتل سے سبکدوش ہونے والا قادیانی مشن کا سربراہ دوسرے نئے آئے قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیلی صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں راز فاش ہونے پر وہاں ربوہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

امریکی ایجنٹ:

قادیانی دنیا کی ہر استعماری طاقت کے ایجنٹ ہیں۔ بڑی طاقتوں کے بغل بچے بن کر رہتے ہیں اور اپنے مفادات سمیٹتے رہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں قادیانیوں کو روئے زمین پر ذلت کی حالت چاہئے ہوئے دیکھ کر امریکہ اپنے ان پروردوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آ گیا اور امریکہ نے افغانستان میں حکومت پاکستان یہ کہہ دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کی امداد صرف اس شرط پر دے گا کہ پاکستان قادیانیوں کے خلاف اٹھائے گئے سارے قانونی اقدامات واپس لے لے اور انہیں مخالف نصاب اٹھاتے ہوئے پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیت کے باض آغا شورش کشمیری کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ امریکہ کی مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے۔ آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں

دوسری مرتبہ جب میں پھر امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی، بھٹو نے کہا یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کے لئے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔

روسی ایجنٹ:

قادیانی بین الاقوامی سازشوں اور جاسوسی کے اسٹن بڑے ماہر ہیں کہ دونوں سپر طاقتوں امریکہ اور روس کو اپنے انسانیت سوز اور اخلاقی شکن منسوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس بدنام زمانہ سازش کی خدمات مستعار لیتا پڑتی ہیں۔ قادیانی فتنے کا ایک ہاتھ امریکہ اور دوسرا ہاتھ روس نے تھاما ہوا ہے۔

قادیانیوں رسوائے زمانہ مرزائی صنعت کار اور دارالکفر ربوہ کی ایک اہم شخصیت نصیر اے شیخ نے لاہور میں بارش کاہہ پر پاکستان میں مقیم روسی سفیر کے اعزاز میں ایک پر تکلف عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں قادیانی اہم شخصیات کو مدعو کیا دعوت کے بعد نصیر اے شیخ اور روسی سفیر کی ایک اہم اور خفیہ میٹنگ ہوئی۔

طاہرہ ازیز اسلام آباد میں ایک قادیانی پروفیسر جمیل احمد روسی لٹریچر تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا اور اس وقت پاکستان میں قادیانی لابی پاکستان و افغانستان کے مابین تعلقات کی پوری رپورٹ روس کو پہنچا رہی ہے۔ دوسری طرف قادیانیوں پر روسی نوازشات کی بارش بھی دیکھئے کہ تک وطن ڈاکٹر عبدالسلام کو نوٹیل سے نوازا گیا۔ درحقیقت یہ نوٹیل پرانز روسی اور یہودی لابی کی طرف سے قادیانیوں کو ان کی تباہی کے عوض دیا گیا۔

شاہ فیصل کی شہادت:

اب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت محسن اسلام، خادم امت محمدیہ، اور پاسان حرم شاہ فیصل کو قتل کر دیا گیا تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ ان کا دل زخموں سے چور چور تھا۔ لیکن اس وقت قادیان و ربوہ کی منحوس سرزمینوں پر قادیانیوں کا کر رہے تھے کیونکہ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں فرزند اسلام کا بڑا بھائی اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لئے کہا تھا چونکہ شاہ فیصل یہود کے ازلی دشمن تھے۔ اور وہ اسرائیل کے وجود کو برداشت نہ کرتے تھے۔ جبکہ قادیانی یہودیوں کے دیرینہ ایجنٹ ہیں اور ان کا آب و دانہ اسرائیل سے آتا ہے۔

سقوط ڈھاکہ:

اب سقوط ڈھاکہ کا ہوا تو ہر گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ جذبہ حب الوطنی سے لبریز ہر پاکستانی نے کھڑکے کھینچ کر باہر نکلتے ہوئے آج ان کے بھائی ان سے پھڑ گئے تھے اور وطن عزیز کا ایک بازو کوٹ گیا تھا۔ قادیانیوں کی ان گھڑیوں میں ربوہ و قادیان میں شہنائیاں بج رہی تھیں۔ جمہوریت نبوت کے ان قادیانیوں نے ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ پاکستان کے ان ازلی دشمنوں نے پاکستان کو اپنی منافقت کی تیغ سے جس طرح دو لخت کیا وہ ایک دلدرد داستان ہے۔

تھار ملت مرزا قادیانی کا غدار پوتا اور قادیانی اُمت کی کفریہ مشینری کا اہم پرزہ ایم ایم احمد سقوط ڈھاکہ کے وقت ملک کی منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئرمین تھا۔ یہ ملکی معیشت پر کالا ناگ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ مشرقی پاکستان کو توڑنے کے لئے معاشی طور پر ایک خطرناک سازش تیار کی کہ بنگالی اپنی

ہام پاکستان سے لے کر آج تک قادیانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو قادیانی ریاست (نعوذ باللہ) کے لئے ہوئے ہیں ان وطن دشمن عناصر نے کئی بار اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشیں تیار کیں۔ لیکن ہمارے لئے اسے کون چلے۔

مرزا یوں کا سالانہ جلسہ دسمبر 1973ء کو ربوہ میں ہوا تھا۔ نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا ناصر تقریر کیا۔ پاکستان انیس فورس کا ایک جہاز اڑتا ہوا آیا اس نے فضا میں غوطہ کرا کر مرزا ناصر کو سلامی دی۔ اس نے بھی یہی عمل دہرایا۔ تیسرے نے بھی یہی فعل قبیح کیا۔ یہ سارے مرزائی پاپلیٹ تھے۔ انیس فورس کے انیس مارشل ظفر چودھری کے حکم سے ایسا کیا اس پر قادیانی خلیفہ مرزا ناصر خوشی کا اظہار کیا اس نے اپنا دامن پھیلا لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے حاضرین سے مخاطب ہوا۔ ”میں انیس فورس کا احمدیت کا پھل جلد ہی پک کر میری جھولی میں گرنے والا ہے۔“

قادیانی ریاست کی خوشخبری تھی لیکن جس کے دادا مرتد عصر مرزا قادیانی اور باپ قائد المناقین مرزا محمد محمود نے کبھی سچ نہ بولا ہوا اس کی زبان پر سچ کیسے آسکتا تھا اس بات کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ 1974ء کی تحریک ختم نبوت پورے زوروں سے اٹھی اور حکومت وقت نے انہیں کا فر قرار دے دیا۔

سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں قادیانی جرنیل میجر آدم خان نے حکومت کا اہل کی فطرتاً سازش تیار کی سادہ لوح مسلمان نوجوانوں کو بھی اس میں ملوث کر لیا گیا سازش پکڑی گئی جرنیل جنرل آدم اور اس کے بیٹے میجر فاروق اور میجر افتخار جو ریٹائرڈ انیس مارشل اصغر خان کے گھر کے کمرے میں قید کر لئے گئے اور قادیانی امت سردی میں سکرے ہوئے سانپ کی طرح بیٹھ گئی۔

اہل محبان پاکستان:

ہمارا وطن پاکستان۔ جان سے پیارا پاکستان جو کروڑوں قربانیوں کا ثمر ہے جسے حاصل کرنے کے لئے ہمارے اسلاف کو خون کی ندیاں عبور کرنا پڑیں جسے حاصل کرنے کے لئے ماؤں نے اپنے چہیتوں کو قربان کیا جس سے کفن پہنا کر انہیں سوئے مقتل روانہ کیا جس کے حصول کے لئے طلباء کو اپنی تعلیم کو خیر باد کہہ کر جس کے حصول کے لئے علماء کرام کو پھانسی کے پھندوں کو چومنا پڑا۔ جس کی آزادی کی قیمت ہمارے لڑکوں کی انیوں پر موت کا رقص کر کے ادا کی۔ جس کی آزادی کی تاریخ کے صفحات پر عفت ہمارے بہنوں کی عزت و عصمت کے لئے ہوئے قافلوں کی خونچکاں داستانیں پڑھ کر جسم پر کچکی لگائی جاتی ہے لیکن.....

اے میرے وطن کے لوگو! قادیانی ہمارے اس گلستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس کی مٹی ہمارے

معاشی زندگی اور احساس محرومی سے تنگ آکر پاکستان کے دشمن بن گئے۔ ایم، ایم، احمد نے ہمارے دھپا کہ محنت مشرقی پاکستان کرتا ہے اور مغربی پاکستان اس کے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت بھرے اڑاتا ہے ملک کی ساری دولت پر مغربی پاکستان کا قبضہ ہے اور مشرقی پاکستان کے غریب و افلاس کی چنگی میں پس رہے ہیں۔ دو بھائیوں کے درمیان نفرت و تفرقے کی یہ پہلی ٹھیکہ تھی جو مشرقی پاکستان کے قاتل ایم، ایم احمد نے اسرائیل کے اشارے پر تعمیر کی۔ وطن عزیز کا دل کرنے والے اس مجرم نے بحریہ کے لئے جدید ترین اسلحہ، آبدوزیں اور دیگر جنگی ساز و سامان کی حالتہ اس کی خریداری کے لئے رقم بھی مختص ہو چکی تھی

گزشتہ سے بیسویں سال راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے، انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ایک بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام کا تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت، ناخواندگی، پس ماندگی، مواصلات کا فقدان شامل تھا۔ یہ سبھی کچھ قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد کے کمالات کا نتیجہ تھا۔ پروفیسر فریاد صاحب زادہ نے بھی یہ انکشاف کیا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور انہیں سازش مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی۔

حکومت پر قبضہ کرنے کا منصوبہ:

انگریز نے جب اپنے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی کے سر پر جھوٹی نبوت کا ٹوکرا رکھا تو اس کے بعد قادیانیوں نے اپنی ایک خود مختار ریاست کے منصوبے بنانا شروع کر دیئے جہاں وہ اپنی اگر نبوت کے عقائد کو پھیلا سکیں چنانچہ ان کے حبث باطن کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

1: ”ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

(الفضل، 14 فروری 1922ء خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر)
2: ”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز نہیں ہوسکتے۔“

(الفضل، قادیان 8 جولائی 1922ء)
ابوجہل کی پارٹی:
ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرورتاً ہر قوم کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوں گے اس وقت تمہارا بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔

(اخبار، الفضل، 3 جنوری 1952ء)

شہداء کے خون سے گندھی ہوئی ہے۔ قادیانی اس اسلامی ریاست کو قادیانی ریاست بنانا چاہتے ہیں یہاں پر جم اسلام کو سرنگوں کر کے قادیانیت کا جھنڈا لہرانا چاہتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ یہاں اسلام آباد، تاجدار ختم نبوت زندہ باد، کے بجائے احمدیت (قادیانیت) زندہ باد اور مرزا قادیانی زندہ باد نعرے لگانا چاہتے ہیں (معاذ اللہ) ختم نبوت کے ڈاکوؤں کا یہ گروہ یہاں نبی آخر الزماں ﷺ کی کیر نبوت کی جگہ انگریزی نبی مرزا قادیانی کی نبوت چلانا چاہتے ہیں (العیاذ باللہ) یہ جریسان اور کرسی اقتدار سے مسلمان حکمرانوں کو اتار کر وہاں اپنے نام نہاد خلیفہ کو بٹھانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے یہودیوں کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور معرکہ قادیانیت

لعل فرعون موسیٰ کے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار ابھرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی ہلاکت کے لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرمادیا، سرزمین قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھتا ہے اور ہلاک دین سے بے خبری یا آزادی کی بناء پر اس کے زرخیز قادیان بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں حق مند نبوت پر فائز ہو گیا ہوں۔ اور دنیا میں کوئی میرے مد مقابل نہیں جم سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی سرزمین سے مہر عالم تاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی جبروتی آواز حق کی حمایت کی آواز ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانہ باطل میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی کی کیفیت مرگ طاری ہو جاتی ہے اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

1307ھ / 1890ء میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹ کر ہونے تو دل میں خیال آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے۔ لیکن حضور سید عالم نور مجسم حضرت محمد ﷺ کی آپ کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرزا قادیانی میری خدمت کو تاویل کی فتنی سے کتر رہا ہے اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ فوراً واپس ہندوستان جائیے اور اس علاقہ کا کام کیجیے۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔ مرزا قادیانی نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود کو نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کئے علماء حق اس کے دام تزدیر میں نہ آئے البتہ کچھ جہلاء اور کچھ دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

لہذا ہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ان حالات میں ہر خاموش رہ سکتے تھے آپ نے شمس الہدائی فی اثبات حیات مسیح لکھی جس میں کتاب وسنت کے دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزائے قادیان کا دعوائے مسیحیت فریب اور گمراہی کا پلندہ ہے۔ اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوان مرزائیت میں زلزلہ آگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہئے اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر دیا کہ صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی

اے پاکستان کے سپاہیو! فدائیو! آستین کے ان سانپوں پر کڑی نگاہ رکھو! اور ان کے زہر سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو بچاؤ۔ انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹاؤ کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ کے گٹھ جوڑ ہیں افواج پاکستان سے انہیں نکال باہر کرو کیونکہ یہ جہاد کے منکر ہیں غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں کا تختی سے محاسبہ کرو۔ رب العزت ہمیں غداران دین و ملت سے جہاد کرنے اور انہیں کیفر کرانے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



عقیدہ۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے مگر یا کافر۔

عقیدہ۔ حضور کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق ہر حال میں رضائے مولا ہے اور اللہ عزوجل طالب رضائے مصطفیٰ ﷺ۔

عقیدہ۔ حضور کے خصائص سے معراج ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان اور کرسی و عرش تک بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا۔ نہ ہوا اور جمال الہی چشم سر دیکھا اور کلام بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت السموات والارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا (بہار شریعت)

میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت، روح القدس کی تائید دے دیں اسی کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس قدر اثر تھا کہ اس نے لکھا کہ صاحب مناظرہ کے لئے رضا مند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لئے ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے یہ تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی امانت چالیس علماء کے برابر ہے۔

مرزا قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر المشاغل بزرگ ہیں دوسرا مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے اور ہمیں اپنی فتح کے شادیانے بجانے کا زریں موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات اس وقت خاک میں مل گئیں جب حضرت پیر صاحب نے نہ صرف مرزا کے مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پہلے مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مقابلہ ہوگا اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ 25 اگست 1900ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے منظوری یا نا منظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع کے علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم 25 اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں اور ان کے نزدیک پیر صاحب کی یہ شرط بالکل بر محل ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہئے۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتا مگر
نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو اس وعافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہا البتہ اس کے ایک مرید محمد احسن
نے تاریخ مناظرہ سے چاروں پہلے ایک مطبوعہ خط گولڑہ شریف بھیجا جس میں لکھا کہ ہمیں تقریری
کی شرط منظور نہیں۔ تحریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں یہ ان کی طرف سے شکست
اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار
کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری قادیان بھیجی گئی اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب
مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلے کے لئے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ 24 اگست
صاحب گولڑہ شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے راولپنڈی اسٹیشن سے اور پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ
روانگی کی اطلاع مرزا کو بھیجوائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گلزوی قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا جس میں اہل سنت، دیوبندی، اہل حدیث، اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے۔ جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے منتہی کے ساتھ فیصلہ کن نگر لینے کے لئے تیار تھے تو کیا صحابہ کرام

مکرم نے جو حشر میلہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت ایسے حشر و کے حامی و پی حشر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے۔

اہل اسلام اور مرزا کی دونوں ہی بڑی بے تابانی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ لاہوری پارٹی میں ہاشر افراد نے انتہائی کوشش کی کہ مرزا قادیانی کسی صورت میں لاہور آجائے مگر وہ نہ آیا اور عذر دیا کہ پیر صاحب خود اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں۔ صاحب نے فرمایا محمد احسن امر وہی کے مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم محمد اس شرط کی واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اب اگر مرزا قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کرے کہ تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں اس طرف سے مکمل سکوت چھایا رہا۔

25 اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن مرزا کا دور دور کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر
 رات کو شاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سر بلندی
 کے دجل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا
 اور سرنگوں ہو کر رہ گیا۔

﴿ان الباطل كان زهوقا﴾

مرزا نے قادیانی نے خفت مٹانے کے لئے کچھ اشتہار شائع کئے جن میں مناظرہ کے لئے میدان کاغذ یہ بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے اس لئے مکمل انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ 15 دسمبر 1900ء کو ایک شائع کر کے ایک اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ ”عجاز المسیح“ کے نام سے سورہ تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد احسن امر وی نے شمس الہدایہ کے میں شمس بازغہ نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا ہے۔ پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب ”سیف چشتیانی“ لکھ کر 1901ء میں شائع فرمادی۔ اس میں آپ نے شمس بازغہ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور اعجاز المسیح کے سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے بیان کیا کہ اس کتاب میں کہیں سرقہ ہے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے اس لحاظ سے اس کو مجرہ کہنا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سیف چشتیانی کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔
تک مذہب مرزا سیہ اس کتاب کے جواب سے عاجز ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک اس کا
نہیں دے سکے گا۔

غدار اسلام۔۔۔۔۔ غدار وطن

سرفظر اللہ خان قادیانی

انگریزوں نے ایک خطرناک سازش کے ذریعے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنوایا۔ جس نے
مرزا قادیانی سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ جو ساری زندگی پوری دنیا میں مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور
عارف کراتا رہا۔ اس نے وزیر خارجہ ہونے کی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی
پاکستان کے سفارت خانوں کو قادیانیت کے تبلیغی اڈوں میں تبدیل کر دیا۔ اس نے پاکستان
کی مہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کروایا، جس سے سرکاری اداروں میں قادیانیوں کو زبردست اثر و
حاصل ہو گیا۔ انگریزوں نے اسے اپنا جاسوس بنا کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل کیا تھا۔ اس کی
فطرت دیکھتے ہوئے اسے سرفضل حسین جیسے غدار کے بعد وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر
بنایا۔ اس کے ضلع سیالکوٹ کا ایک ناکام وکیل، بے کار مقرر، ناشائستہ گفتگو کرنے والا لیکن بلا کا چالپوس
تھا۔ وہ پنجابی لہجے میں انگریزی بولتا تھا جس پر اس کے دوست اسے چھیڑا کرتے تھے کہ تم
کی گت میں ”پنجابی بل“ چلاتے ہو۔ اسے اپنی ازدواجی زندگی میں ایک لمحہ بھی سکون میسر نہ ہوا۔
وہ ہمیشہ بر باد رہا کیونکہ اس نے ہزاروں گھروں کو برباد کیا تھا۔ اس کی اپنی بیوی سے اس لئے نہ
تھا کہ وہ قادیانی خلافت کے گھرانوں میں دلچسپیاں رکھتا تھا۔ اس کی زندگی بھی مرزا قادیانی جیسی
تھا۔ اسے موت بھی مرزا قادیانی والی نصیب ہوئی۔ اس نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھی کیونکہ وہ
اعظم کو کافر سمجھتا تھا کہ قائد اعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔ اس نے قادیانی مبلغین کی
دھمکتیں بیرونی دنیا میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے بھجوائیں اور ”تبلیغ اسلام“ فنڈ کے نام پر
ان روپے حکومت سے دلوائے۔ اس نے اپنے آقاؤں کی دی ہوئی پالیسی کے مطابق ساری
ادار اسلامی ممالک سے پاکستان کے تعلقات کشیدہ رکھے۔ اس نے ایک گھناؤنی سازش کے

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزا قادیانی
قائم رہا اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے اس کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی
ضد پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔
اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر باب اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ
کے مطابق رہوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیہ
سے برطرف کریں۔ اس کے علاوہ علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ رد مرزائیت کے محاذ پر پوری کوشش
جاری رکھیں تاکہ کوئی مسلمان ارتداد کا شکار نہ ہو۔ اور مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دینے کا
چاہئے تاکہ جو افراد غلط فہمی کی بناء پر مرزائیت کا شکار ہیں دولت اسلام سے مشرف ہو سکیں۔



عقیدہ۔ وہ جی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے۔
چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ۔ جو چیز محال ہے اللہ عز و جل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اسے شامل
محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا۔ اسے
سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے اور ہوگا تو محال نہ رہا۔
اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری محال ہے۔ اگر تحت قدرت ہو تو ممکن
اور جس کی فنا ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت مالک
الوہیت سے ہی انکار کرتا ہے۔

عقیدہ۔ ہر مقدور کے لئے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگر
موجود نہ ہو۔

(بہار شریعت)

ذریعے ضلع گورداس پور بھارت میں شامل کروا کر وہاں بیٹھے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کروایا اور کشمیر پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے سلامتی کونسل کے پلیٹ فارم پر مسئلہ فلسطین کے بارے میں عربوں سے غداری اور اسرائیل سے وفاداری کی۔ وہ حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ ہونے کے باوجود قادیانی جلسوں میں جا کر کفریہ تبلیغی تقریریں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے ارتدادی لٹریچر بانٹتا۔ جب ارتدادی سرگرمیوں سے تنگ آکر پاکستان کے مسلمانوں نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت ہلال میں سر ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا مطالبہ کیا لیکن اس وقت کے ہلا کو خانوں کا ہزار مسلمانوں کو تو شہید کر دیا۔ دولاکھ عاشقانِ رسول علیہم السلام کو قید تو کر لیا لیکن اس استعماری وزارت خارجہ سے نہ ہٹایا۔ جب وزیراعظم لیاقت علی خان کو اس کی غدار یوں، خیانتوں اور قادیانی قبضہ کرنے کی سازشوں کا علم ہوا تو انہوں نے اسے کابینہ سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ راولپنڈی لیاقت باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ میں لیاقت علی خان نے اسے کابینہ سے نکالنے کا اعلان کر دیا لیکن لیاقت علی خان ابھی سٹیج پر آ کر اپنی تقریر کے چند الفاظ بول سکے تھے کہ اس کے لے پاگ کر قادیانی ”کنزے“ نے لیاقت علی خان پر فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس نے مرزا قادیانی پوتے اور منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر ایم ایم احمد قادیانی اور فوجی جرنیلوں کے ساتھ مشرقی پاکستان کا سانحہ رونما کر لیا۔ وہ اپنے اس کارہیہ کو اپنی زندگی کا بہترین ”کارنامہ“ کہتا تھا۔ اُس خدا عظیم کا نام ”سر ظفر اللہ قادیانی“ ہے۔

ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ظفر اللہ خان قادیانی کی زندگی کے چند پہلو آپ کے سامنے پیش ہیں۔ جن سے آپ اندازہ کر لیں گے کہ ظفر اللہ قادیانی کی اخلاقی زندگی کیا تھی؟ وہ کس گناہ کا مالک تھا؟

ظفر اللہ خان قادیانی 1893ء میں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ بھی مرزا باپ اور حکیم نور الدین نے مل کر ظفر اللہ قادیانی کو بھی 14 سال کی عمر میں (1907ء) مرزا قادیانی ہاتھ پر مرتد بنادیا اور ظفر اللہ قادیانی کا شاعری خاندان میں آنا جانا شروع ہو گیا تھوڑی ہی مدت میں اللہ کی آنکھیں شرارے چھوڑنے لگیں تو باپ نے اُسے قابو کرنے کے لئے ایک سادہ سی دیہاتی لڑکی سے اُس کی شادی کر دی لیکن ظفر اللہ قادیانی تو شوخ اور ماڈرن لڑکی کا آرزو مند تھا۔ لیکن باپ کے سامنے اُس کی پیش نہ چلی۔ ظفر اللہ قادیانی نے اُس سادہ دیہاتی لڑکی کو کبھی بیوی نہ سمجھا اور اُس سے تعلق نہ رکھا۔ وہ باپ کی موت کا شہرت سے انتظار کرنے لگا۔ 1926ء میں والد کا انتقال ہو گیا تو نے ایک تیز طرار آزاد خیال اور تعلیم یافتہ لڑکی ”بدر“ سے ”لو میرج“ کر لی جس سے ایک بیٹی

امامت لگی ہے۔ قادیانی شاہی خاندان میں ظفر اللہ قادیانی کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں۔ وہ ان گنہ گار بنے۔ بیوی بھی ہوشیار تھی اُس نے گھات لگا کر سب کچھ معلوم کر لیا۔ میاں بیوی میں کدو لگی۔ آخر ”بدر“ نے ظفر اللہ قادیانی کی کرتوتوں سے تنگ آکر 1962ء میں اُس سے علیحدگی کر لی اور فوراً ایک کروڑ پتی مشہور قادیانی شاہنواز سے شادی کر لی۔ اُدھر ظفر اللہ قادیانی نے دو سالہ اجالے کے بعد ایک نو عمر اور خوبو فلسطینی دوشیزہ، بشری ربانی سے شادی رچا لی۔ تھرڈ بینڈ بوڑھا جس کو مرزا لو میرج کو کبھی بھانہ نہ سکا اور نتیجتاً طلاق ہو گئی۔

کیا وہ تھی کہ ظفر اللہ قادیانی کے تینوں گھر اجڑ گئے۔ جو بیوی آئی طلاق کا داغ لے کر چلی گئی۔ اُس کا وہ بات تھیں؟ دو نہیں جانا پڑتا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی اُس کا جواب مل جاتا ہے۔ قادیانی ماہنامہ ”ظفر اللہ خان نمبر“ میں قادیانی خلیفہ مرزا محمود کی سب سے چھوٹی بیوی ”مہر آبا“ چوہدری ظفر اللہ خان کے اپنے تعلقات کا اظہار یوں کرتی ہے۔

”اپنی کوٹھی تعمیر ہونے سے قبل جب کبھی آپ حضرت فضل عمر (مرزا محمود) سے ملاقات کے لئے آتے اور مرکز سلسلہ میں قیام فرماتے تو اپنے جس گھر میں حضور (مرزا محمود) کی باری ہوتی (مرزا محمود کی کئی بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کے گھر باری باری جاتا تھا) آپ بھی اسی گھر کے مہمان شمار ہوتے۔ جب کبھی مجھے آپ کی میزبانی کا موقع ملتا تو میں آپ کی باری کے پیش نظر مناسب غذا تیار کرواتی۔ ایک دفعہ آپ نے حضور سے کہا کہ مہر آبا مہرے کھانے کا بہت تکلف سے اہتمام کرتی ہیں۔“

مہر آبا چوہدری ظفر اللہ قادیانی کا اصل روپ ہفت روزہ ختم نبوت۔ از قلم جناب م۔ ب سابق قادیانی (شمارہ 19، صفحہ 20-21)

مہر آبا جو مرزا محمود کی ساتویں بیوی تھی۔ مرزا محمود کی عمر 60 سال اور مہر آبا کی 19 برس تھی۔ ظفر اللہ قادیانی کی بہت سی سروس یورپ میں گزری۔ مہر آبا جب بھی مرزا محمود کے ساتھ یورپ سیر کے لئے نکلتا تو ظفر اللہ قادیانی کے وارے نیارے ہو جاتے۔ وہ نو خیز مہر آبا کے آگے پیچھے بھاگتا کہ خدمتِ خاندانی کی ذمہ داری نہ رہ جائے۔ مہر آبا ”ظفر اللہ خان“ نمبر میں لکھتی ہے۔

”اس احساس کے تحت کہ میں گوشت کی کوئی چیز نہیں کھا رہی۔ چوہدری صاحب (ظفر اللہ) نے حضور سے کہا میں حسب سابق شرع کی پابندی ملحوظ رکھتے ہوئے مہر آبا کے لئے ایک خاص ڈش کا انتظام کر رہا ہوں۔ ان کو وہ ضرور پسند آئے گی۔ یہ کہہ کر آپ نے اس ڈش کا آرڈر دیا۔ جب وہ ڈش تیار ہو گئی تو چوہدری صاحب نے حضور سے کہا۔ یہ خاص طور پر مہر آبا

کے لئے بنوائی گئی ہے۔ ان سے کہیں اب تو کھالیں۔“

(چوہدری ظفر اللہ قادیانی کا اصل روپ ہفت روزہ ختم نبوت۔ جلد 5، شمارہ 18، صفحہ 20، 21)

قلم جناب م۔ س۔ سابق قادیانی

مہر آپا مزید دھتی ہے۔

”اسی طرح آسٹریا میں ایک دفعہ کھانے کا وقت ہوا تو ہم ہوٹل میں آ گئے۔ چوہدری

صاحب نے میرے لئے بھی انڈوں کا سوپ منگوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ مجھے یہ اچھا نہیں

لگتا۔ جب چوہدری صاحب کو پتہ چلا کہ میں وہ نہیں پی رہی تو آپ نے ”ذری غور“

کہتے ہوئے پی لیا۔“ (حوالہ۔ ایضاً)

”ایک بار وینس میں چوہدری صاحب نے ہم مستورات کے لئے کھلے سمندر کی سیر کا انتظام

کیا۔۔۔ میرے دوران چوہدری صاحب بہت سے اہم تاریخی مقامات دکھاتے چلے گئے اور

ساتھ ساتھ ان کا تاریخی پس منظر بھی بتاتے رہے۔“ (حوالہ۔ ایضاً)

ظفر اللہ قادیانی کی ان آوارہ گردیوں نے اس کا گھر تباہ کیا۔ اس کے علاوہ اُس کے

نوعمر لڑکے بھی اکثر دیکھے جاتے تھے۔ ہوٹلوں کے کمروں میں بھی لڑکے اس سے ملاقات کرتے

آتے۔ وہ جب جہاز سے اترتا اُسکے ساتھ ایک دولہ کے ضرور ہوتے۔ اُسے یہ عادت مرزا محمود

نور الدین سے ملی تھی۔ ساری زندگی ظفر اللہ قادیانی رائل فیملی کے شعلہ رخوں کا اسیر رہا۔ اُس کا

بن کر اُجڑا رہا لیکن اُس نے اپنے گھر کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ جب عمر نوے سال کے قریب

اب ہڈیوں کا ڈھانچہ اور بیماریوں کا پتارہ جاتا تو کہاں جاتا؟ آخر بیٹی کا گھر یاد آیا۔ لیکن بیٹی کو چھوڑ

مدتیں گزر گئی تھیں۔ دوسری مصیبت یہ کہ اُس کی مطلق بیوی بھی بیٹی کے گھر میں ہی رہتی تھی۔ آخر

کر گھر میں آنا پڑا۔ بیٹی کے گھر آکر بہت رویا دھویا۔ آہ و بکا کی۔ سب سے معافیاں مانگیں۔ ساتھ

سے بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے سختی سے جھڑک دیا۔ ایک دن ظفر اللہ قادیانی اپنا بیمار

کھانے کی میز پر بیٹھا تھا۔ بیٹی اور اُس کے بچے بھی ساتھ تھے کہ اچانک اُس نے اپنی مطلق

طرف دیکھ کر کہا۔

”اگر آپ بھی اس پروگرام میں شامل ہو جائیں تو یہ مجھ پر عنایت ہوگی۔“

(ظفر اللہ خان نمبر 1)

لیکن طلاق یافتہ بیوی نے اُسے دھتکارتے ہوئے کہا کہ تیرا میرا کوئی تعلق نہیں جس پر وہ

کر رہ گیا۔

اختصار مد نظر ہے اس لئے میں ظفر اللہ قادیانی کی تاریک شخصیت پر روشنی ڈالنے کے لئے تاریخ

میں صرف چار واقعات بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ جان جائیں گے کہ وہ کتنا گھٹیا انسان تھا اور وہ

کیسی کردار کا مالک تھا؟

جب ظفر اللہ قادیانی نے انگریزی تاؤٹ فضل حسین کے

جوتے اٹھائے:

بادشہجیر! ملک فیروز خان نون بھی بڑے مزے کے بزرگ ہیں۔ نوائے وقت کی اشاعت

19 اکتوبر میں ان کے کچھ رشحات قلم شائع ہوئے ہیں۔ ملک صاحب نے اپنے انہی قلم قلوں میں ایک

کالم واقعہ کا اشارہ بھی کیا ہے کہ:

ایک دفعہ وہ ظفر اللہ قادیانی کی دعوت پر ربوہ گئے اور مرزا بشیر الدین محمود سے ملے جب ملاقات

کے کمرہ میں داخل ہوئے تو احتراماً جوتے اتار دیئے۔ ملاقات کے بعد جب اٹھے تو ظفر اللہ قادیانی نے

جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ ملک صاحب ظفر اللہ قادیانی کی اس انکساری اور تواضع

بہت متاثر ہوئے۔

ملک صاحب بھی عجیب سادہ لوح بزرگ ہیں انہیں یہ معلوم نہیں کہ دراصل سر ظفر اللہ خان

پاکستان کے وزیر اعظم یعنی ملک کے دس کروڑ باشندوں کے نمائندوں کو اپنے گرد کے پاس لے جانے

کا کاماب ہو گیا اور اس طرح سے اس نے پورے ملک کی انتظامیہ اور افسروں کو یہ تاثر دیا کہ قادیانیوں

کا تعلق بالماحولہ ہوشیار ہو کر رہیے کیونکہ میرے گرد کے دربار میں ملک کا سب سے بڑا حاکم بھی پاپوش

کھاتا ہے اور نفس گم کردہ حاضر ہوتا ہے۔

ملک صاحب کا خیال ہے کہ دربار ربوہ میں ظفر اللہ قادیانی نے ملک صاحب کا جوتا اٹھا کر

انکساری اور تواضع کی اعلیٰ مثال پیش کی۔۔۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے ملک نون کو ربوہ

کے سرکار میں پیش کر کے پوری ملت اسلامیہ کے سر پر جوتے رسید کئے۔ اصل میں ملک فیروز نون بہت

لوٹے آدمی ہیں۔ تحریک پاکستان کے آخری ایام میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کی تائید

کرنے لگے تھے بلکہ تحریک پاکستان کے سلسلے میں گرفتار ہو کر کچھ دنوں کے لئے قید بھی ہو گئے تھے۔ ملک

صاحب کی گرفتاری اور قید کا سن کر ہمارے ایک بزرگ نے غالب کا یہ شعر پڑھا تھا۔

ہر بواہوس نے حسن پرستی شعار کی

اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

ملک صاحب کا انہی دنوں کا ایک لطیفہ بڑا مشہور ہے کہ کسی جلسہ میں انہوں نے کہا تھا کہ پڑھو کلمہ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

چوہدری ظفر اللہ خان کے جوتے اٹھانے کی بات ہو رہی تھی چوہدری صاحب کے جوتے اٹھانے کا ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے جس زمانے میں ان کو میاں سر فضل حسین کی جگہ وائسرائے کی ایک بڑی مجلس ممبر بنایا جا رہا تھا ان دنوں کا ذکر ہے کہ ایک وفد میاں سر فضل حسین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صاحب اس وقت شملہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وفد میں 1۔ سید مرتضیٰ بہادر ممبر سنٹر اسمبلی، 2۔ نائب مالک آرمی پریس شملہ، 3۔ خطیب صاحب جامع مسجد شملہ، 4۔ مولانا لال حسین اختر، 5۔ حسین شملوی شامل تھے۔

وفد نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وائسرائے کی ایک مجلس سے فارغ ہو کر پنجاب میں ہونے والے الیکشنوں میں حصہ لے کر وزیر اعلیٰ پنجاب بننا چاہتے ہیں۔ اپنی جگہ مسلمان نمائندے کے طور پر سر ظفر اللہ قادیانی کو کونسل کا ممبر بنوا رہے ہیں آپ کو ایسا بھی چاہئے اور ظفر اللہ قادیانی کی جگہ کسی مسلمان کو کونسل کا ممبر بنوانا چاہئے۔

میاں صاحب نے وفد کی معلومات کی تصدیق کی اور کہا میں ظفر اللہ خان کے علاوہ کسی اور کو بنوانا پسند نہیں کروں گا۔ وفد مایوس ہو کر باہر نکلا تو میاں فضل حسین مرحوم کے ایک ملازم نے پوچھا کہ بھائی، میاں صاحب نے تمہارا مطالبہ مان لیا، انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے کہا میری ایک سہیلی سنبھڑ پھر تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ میاں صاحب ظفر اللہ خان کو ہی کیوں ممبر بنوانا چاہتے ہیں۔ ایک دن میاں صاحب دفتر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اس وقت چوہدری ظفر اللہ خان بھی صاحب کے پاس موجود تھے۔ میاں صاحب نے مجھے آواز دی اور کہا کہ میرا جوتا لاؤ۔ میں ساتھ ساتھ کمرے میں تھا جلدی سے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آنے سے قبل ہی ظفر اللہ خان نے میاں صاحب کا جوتا اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

یہ واقعہ سن کر وہ ملازم کہنے لگا نواب آف چھتاری یا سر علی امام یا نواب اسماعیل یا ہندوستان پنجاب کا کوئی اور بڑا مسلمان میاں صاحب کی اتنی خوشامد نہیں کر سکتا ہے جتنی سر ظفر اللہ خان کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ جائیں یہ ظفر اللہ خان کو ہی ممبر بنوائیں گے۔ کسی اور کو ممبر بنوانا کبھی پسند نہیں کریں گے۔ اسی لئے تحریک آزادی کے دنوں میں مولانا ظفر علی خان ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہا کرتے تھے کہ

”فلاس انگریزوں کے بوٹ کی ٹوچا جاتا ہے۔“

ایسے کسی آدمی نے اگر ملک نوں کا جوتا اٹھا کر رکھ دیا تو کون سی قیامت آگئی جس سے ملک

لے جا رہے ہیں۔

بے چارے چوہدری ظفر اللہ خان جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس کی بنیاد ہی انگریز کی کفش برداری پر قائم ہے۔ اور چوہدری صاحب اس فرقہ کے مخلص اور سچے پیروکار ہیں۔

ظفر اللہ خان قادیانی، سؤر کے گوشت کی گولیاں کھا گیا:

ہالینڈ پہنچ کر محکمہ پروٹوکول کے ایک افسر نے مجھے بریکفیل تذکرہ یہ بتایا کہ اگر ہم سؤر کے گوشت (ہم، ہیکن وغیرہ) سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں تو بازار سے بنانا یا قیمہ نہ خریدیں۔ کیونکہ بنے ہوئے قیمہ میں ہر قسم کا ملا جلا گوشت شامل ہو جاتا ہے۔ اس انتباہ کے بعد ہم لوگ ہالینڈ کے استقبالیہ کا ”کھانا“ کھا جا، قیمہ کی گولیاں (Meat Balls) کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ ایک روز قصر (Peace Palace) میں بین الاقوامی عدالت عالیہ کا سالانہ استقبالیہ تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان بھی اس عدالت کے جج تھے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ قیمے کی گولیاں، سر کے اور چٹنی میں ڈبو کر مزے کھا رہے تھے۔ میں نے عفت سے کہا، آج تو چوہدری صاحب ہمارے میزبان ہیں۔ اس لئے آپ کو کھانا ہی منگوا دیا ہوگا۔ وہ بولی ذرا ٹھہرو پہلے پوچھ لینا چاہئے۔ ہم دونوں چوہدری صاحب کے پاس گئے سلام کر کے عفت نے پوچھا، چوہدری صاحب یہ تو آپ کی (Reception) ہے۔ قیمہ تو آپ کی ہدایت کے مطابق منگوا دیا ہوگا؟ چوہدری صاحب نے جواب دیا (Reception) کا معنی الگ ہے۔ قیمہ اچھالائے ہوں گے۔ یہ کہاں چکھ کر دیکھو۔ عفت نے ہر قسم کے ملے جلے گوشت کا تذکرہ بیان کیا۔ چوہدری صاحب بولے ”بعض موقعوں پر بہت زیادہ کرید میں نہیں پڑنا چاہیے۔ حضور ﷺ ان بھی یہی ہے۔“ دین کے معاملے میں عفت بے حد منہ پھٹ عورت تھی۔ اس نے نہایت تنکیے سے کہا یہ فرمان آپ کے حضور (مرزا قادیانی) کا ہے یا ہمارے حضور ﷺ کا۔

(شہاب نامہ صفحہ 1003 تا 1004 مصنفہ قدرت اللہ شہاب)

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اور ظفر اللہ

قادیانی، فرانسیسی سینما گھر میں:

جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے یہ خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ دیکھوں اور انگریزوں کے دوران مجھے موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس (France) آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خان سے جو میرے ساتھ تھے کہا مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آئے وہ بھی فرانس سے واقف نہ تھے مگر مجھے اوپیرا (ڈانس گھر) میں لے گئے اوپیرا سینما کو کہتے

ہیں جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ لکھنؤ کے کمرہ ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں میں نے چوہدری صاحب سے کہا کیا یہ نگلی ہیں انہوں نے بتایا نہیں بلکہ کہہ رہی ہیں (بیان خلیفہ محمود امام سلسلہ احمدیہ)

قادیانی اخبار الفضل 18 جنوری 1935ء)

قائد اعظم رحمہ اللہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی:

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے لیکن ادھر ایک عجیب سی بات ہے کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی ملکی سفیروں کے جھرمٹ میں ٹانگیں پھیر رہے ہیں۔ وہ کنکھیوں سے جنازے کا سارا منظر دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ اور اس کی آنکھوں میں ایک شرارت ہے۔ اپنے قائد کا جنازہ پڑھ کر مسلمان فارغ ہوئے تو صحافیوں نے ظفر اللہ قادیانی سے پوچھا۔

”آپ نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی“

ظفر اللہ قادیانی نے جواب دیا۔

”آپ مجھے ایک کافر ملک کا مسلمان وزیر خارجہ یا ایک مسلمان ملک کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیں۔“

ظفر اللہ قادیانی اس ذومعنی جملے میں بہت کچھ کہہ گیا۔ وہ قائد اعظم کو کافر کہہ گیا وہ قائد اعظم کو کافر ہونے کا اعلان کر گیا۔ وہ اپنے اس عقیدے کی تشہیر کر گیا کہ جو مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کافر اور پکا کافر ہے۔ دنیا بھر کے قادیانیوں نے اس پر خوب بغلیں بجانیں۔ کہ ظفر اللہ قادیانی نے ڈٹ کر اپنا عقیدے کا اظہار کیا ہے۔

ظفر اللہ قادیانی کا ہولناک انجام:

فتنہ قادیانیت کا پوپ ظفر اللہ قادیانی بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سی آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے۔ کھانے پینے سے عاجز ہے۔ طبی ضروریات پوری کرنے کے لئے گلوکوز کی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں۔ لیکن گلوکوز کا پانی پیلے رنگ کا محلول ہے۔ منہ کے راستہ باہر نکل جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ ڈاکٹر پیپر سے بار بار اس غلاظت کو صاف کر رہے تھے لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ ظفر اللہ قادیانی اس

کمرہ رہا ہے۔ کمرے میں اس شدت کی بدبو سے ٹھہرنا مشکل ہے۔ بدبو اور دیگر حفاظتی تدابیر کو مد نظر رکھتے ہوئے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنے منہ پر ماسک چڑھا رکھے ہیں۔ عام ملاقات پر سخت پابندی ہے۔ ظفر اللہ قادیانی کا یہ ہولناک انجام دیکھ کر کوئی بھی قادیانی قادیانیت سے تاب ہو سکتا ہے۔ اسی منہ میں ظفر اللہ قادیانی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے بدبو ہاری رہتی ہے اس سے بچنے کے لئے قادیانی ڈاکٹر اس کا منہ کھول کر گلے میں روئی کو گولہ ٹھونس دیتے ہیں۔ لیکن خدائی عذاب اس گولے سے کہاں رکتا ہے۔!!!

دیکھو گے برا حال محمد مصطفیٰ ﷺ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے چاند پر تھوکا



فرشتے اجسام نوری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی ان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔

عقیدہ۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصد، نہ سہواً، نہ غلامیہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صفات و کمالات سے پاک ہیں۔

عقیدہ۔ ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، بعض کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ کی صورت بنانا، کسی کے متعلق بدن انسان کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے لڑنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامہ لکھنا، بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاح و سلامتی کے متعلق مردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمہ روح قبض کرنا، بعضوں کے ذمہ عذاب دینا، بعضوں کے متعلق صور پھونکنا، اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ۔ ان کو قدیم ماننا یا خالق ماننا کفر ہے۔ (بہار شریعت)

ڈاکٹر عبدالسلام کون؟

ایک تعارف ایک تجزیہ

روز نامہ نوائے وقت میں جناب جی ایم پراچہ صاحب کا مضمون بعنوان ”ڈاکٹر عبدالسلام“ میں ”تین قسطوں میں شائع ہوا۔ جس میں مصنف نے معروف قادیانی لیڈر آنجنابی ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اس کی علیت کے قصیدے پڑھے ہیں، پاکستان کی اس کی محبت کے گیت گائے ہیں۔ نوبل انعام کے حوالے سے اس کی خوب تشہیر کی ہے اور اسے دنیا کے اعتبار سے ایک کامیاب انسان قرار دیا ہے۔

میں اسے جناب پراچہ صاحب کی کمال سادگی کہوں یا کمال ہوشیاری یا کمال بے خبری کہوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق اس گروہ سے تھا، جس نے ہندوستان میں انگریزوں کی خوفناک سازش کے تحت قصر ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی ناپاک جسارت کی اور ایک خدارطت مرزا قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ مرزا قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ مرزا قادیانی نے خود کو اللہ کا رسول کہا۔ انگریزی سلطنت کی بقا کے لئے جہاد کو حرام قرار دیا۔ انگریز کو اولی الامر بنایا، ظالم اور گورنمنٹ کو رحمت کا سایہ کہا۔ ملکہ وکٹوریہ کو زمین کا نور کہا اور انگریزی سلطنت کے خلاف جہاد والوں کو خدا اور رسول کا باغی، جہرامی اور بدکردار قرار دیا۔

کیا پراچہ صاحب کو معلوم نہیں کہ جس جماعت نے سامراجی ایجنٹ ہونے کا ناٹے، یہودیوں میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مسیحی عبدالسلام کو ڈاکٹر عبدالسلام بنایا اور پھر اسے نوبل ایوارڈ دلوایا اور پھر یہودی پریس کے ذریعے پوری دنیا میں اس کی خوب تشہیر کرائی۔

اس جماعت نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا۔

شام رسول راجپال کو قتل کرنے والے عظیم عاشق رسول غازی علم الدین محمد پر تنقید کرتے ہوئے جماعت کے سربراہ مرزا ابشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ ”وہ نبی بھی کیا نبی ہے“

عزت کی حفاظت کے لئے خون میں ہاتھ رنگنے پڑیں۔“

جس نے حد بندی کمیشن کے سامنے مسلمانوں سے ہٹ کر قادیان حاصل کرنے کے لئے ایک میمورنڈم پیش کیا، جس کے نتیجے میں ضلع گورداسپور بھارت کے قبضہ میں چلا گیا اور بھارت کے قبضہ کرنے کا واحد زمینی راستہ مل گیا۔

جس کے نمائندہ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھی کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک قائد اعظم کافر تھے، کیونکہ قائد اعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں

کہتے تھے۔

جنہوں نے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اس لئے قتل کرایا کہ لیاقت علی خان، قادیانی

جنہوں نے وطن عزیز میں ایک الگ ریاست ”ربوہ“ کے نام سے بسائی اور وہاں قادیانوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا اور ربوہ کا قادیانی خلیفہ وہاں کا مطلق العنان حکمران ہوتا تھا جس کے لئے ملکی قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

جنہوں نے اسرائیل میں اپنا مشن قائم کر رکھا ہے اور اسرائیل کی فوج میں چھ سو

جنہوں نے سقوط مشرقی پاکستان ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا۔

جنہوں نے شاہ فیصل کی شہادت پر جشن منایا۔

جنہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر خوشی مناتے ہوئے حلوے کی دیکلیں

کھیں اور بھٹو کو ایک غلیظ جانور سے تشبیہ دی۔

جنہوں نے ضیاء الحق کی شہادت پر ایک دوسرے کو منہ میٹھا کرایا اور مبارک بادیں

جنہوں نے کہوڑہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل امریکہ پہنچایا۔

اور جن کا مذہبی عقیدہ ہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا اور اکھنڈ بھارت بنے گا۔ اسی

مذہب کے اپنے مردے ربوہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کہ جب اکھنڈ بھارت بن جائے گا تو ہم ان کی لاشیں

اپنا مذہبی مرکز قادیان پہنچائیں گے۔ مرزا ابشیر الدین کی قبر پر ایسی ہی تحریر رقم تھی، جواب کسی مصلحت

کے لئے منادی گئی ہے۔

کیا جناب پراچہ صاحب نے مصوٰر پاکستان، مفکر پاکستان حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کے یہ

والی نہیں پڑھے کہ

قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ اور

قادیانیت یہودیت کا چہ بہ ہے۔



حضرت حکیم الامت نے ہی سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور مطالبہ کیا تھا اور پاکستان کے خواب کی طرح حکیم الامت کا یہ خواب بھی 1974ء میں پورا ہو گیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔

فرنگی سامراج کی خود ساختہ قادیانی جماعت کا تذکرہ ہو جانے کے بعد میں ڈاکٹر عبدالسلام کی آنجنابی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ ڈاکٹر عبدالسلام پچھلے کئی برسوں سے کئی کربناک بیماریوں میں مبتلا تھے۔ قانچ سے اس کا جسم بیدرزاس کی طرح کانپتا تھا۔ موت سے چھ ماہ قبل تک اس پر بے ہوشی کے دورے پڑتے اور اسے مصنوعی طریقے سے غذا پہنچانی جاتی۔ پھر دماغ پر ہونے والے شدید قانچ کے حملوں سے یادداشتوں اور ہوش و حواس سے بھی محروم کر دیا۔ قادیانی ڈاکٹروں کی ایک مخصوص ٹیم اس کے لئے مستعد رہتی لیکن کوئی علاج بھی کارگر نہ ہوتا۔ قادیانی جماعت نے اس کی اس خطرناک حالت کو عام قادیانیوں سے چھپائے رکھا کیونکہ قادیانی جماعت کے پیشوا مرزا قادیانی نے قانچ سے ہونے والی موت کو بہت بری موت قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام آنجنابی کا شمار چوٹی کے قادیانی مبلغین میں ہوتا تھا۔ اس نے تعلیم اور سائنس کی آڑ میں سینکڑوں مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنایا۔ یہود و نصاریٰ نے اس کی سائنسی خدمات کو سراہا ہوئے اسے 1979ء میں نوبل انعام سے نوازا اور پھر ایک مخصوص پروگرام کے تحت پوری دنیا میں اس کے نام کی تشہیر کی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس نوبل انعام کو اپنے ”نبی“ مرزا غلام احمد قادیانی کا قرار دیا اور اس موقع پر اس نے کہا:

”میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں، اور پھر پاکستانی“

ڈاکٹر عبدالسلام نے کون سی سائنسی خدمات سرانجام دیں؟ انسانیت کو اس سے کیا فائدہ ملا؟ پاکستان کو ان سے کیا عزت ملی؟ تاریخ پوچھتی ہے۔ زمانہ سوال کرتا ہے!!

اسلام دشمن نوبل انعام ہمیشہ اسلام دشمنوں کو ہی دیتے ہیں۔ کیونکہ نوبل انعام کا بانی، نوبل فرامی یہودی تھا۔ کیا کبھی یہ انعام مسلمان مشاہیر کو ملا ہے؟ ادب کے شعبے میں حضرت علامہ اقبالؒ کے مقابلہ میں نوبل انعام ایک بنگالی ہندو ٹیگور کو دیا گیا۔ حالانکہ ٹیگور علامہ اقبالؒ کی خاک راہ کو بھی نہیں سکتا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے عظیم سائنس دان

مرزا خان فرماتے ہیں۔

”وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام 1959ء سے اس کوشش میں تھے کہ اس نوبل انعام ملے۔ آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کو مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور 6 فروری 1956ء)

یہ تذکرہ ہے یہودیوں کی نوازش کا، اب جہاں تک ڈاکٹر عبدالسلام کی اہلیت و قابلیت کا ذکر ہے تو یہی حال جس دور میں گورنمنٹ کالج میں لیکچرار تھے تو ان کے طلباء ان کے پڑھانے کے طریقہ سے متاثر تھے اور کالج کے پرنسپل نے ان کی پرسنل فائل میں لکھا تھا کہ وہ ایک نا اہل استاد ہیں جو اپنے طلباء کو مطمئن کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ شخص جو اپنے کالج کے طلباء کو مطمئن نہ کر سکا لیکن وہ نوبل انعام کے لئے بین الاقوامی یہودی دماغوں کو مطمئن کر گیا، نوبل انعام کیا چیز ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو انعام کے پرائمری فیل پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو ”نبوت“ عطا کر دی تھی۔

اپریل 1974ء میں پاکستان کے مسلمانوں کے زبردست مطالبہ اور تحریک کے نتیجے میں پاکستان کی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام اس فیصلے پر احتجاج کرتے ہوئے پاکستان سے ہجرت کر گئے اور اسرائیل چلا گیا اور پھر پوری دنیا میں گھوم کر پاکستان کی قومی اسمبلی اور اس عظیم فیصلے کے خلاف ہجرت کر آئے۔ اس فیصلے کے کچھ مدت بعد پاکستان میں ایک بہت بڑی سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا لیکن ڈاکٹر عبدالسلام نے انتہائی غصہ میں اس کا جواب بھیجا۔

”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم (قادیانی)

(میں) واپس نہ لی جائے۔“

یہ ہر بلا جواب سکر پوری پاکستان قوم میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔

آنجنابی ڈاکٹر عبدالسلام کی بھارت کے سابق وزیراعظم راجیو گاندھی سے دوستی تھی۔ وہ کبھی پوشیدہ نہ تھا۔ بھارت کا دورہ کرتا۔ بھارت جب بھی کوئی نیا اسلحہ بناتا تو وہ ہمیشہ بھارت کو مبارک باد بھیجتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب قادیانیوں نے اپنا سالانہ عالمی جلسہ بھارت میں کرنے کا فیصلہ کیا تو باری باری کرنے والے اور ہزاروں کشمیریوں کا خون پینے والے بھارت نے انہیں بخوشی اجازت دے دی۔ ان کے راستے میں اپنی پلٹیں بچھا دیں۔ بھارتی فی وی اور بھارتی اخبارات نے قادیانیوں کے

ارتدادی پروگرام کو خوب کوریج دی۔ پاکستان سے جانے والے ہزاروں قادیانیوں کی واگماری بڑی آؤ بھگت کی گئی اور انہیں بارہا تئوں کی طرح قادیان لے جایا گیا اور جلسہ ختم ہونے پر انہیں دے کر بڑی مکریم سے روانہ کیا گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ بھارتیوں اور قادیانیوں میں اتنی محبت کی کیا ہے؟ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے ”اسلام اور پاکستان دشمنی“۔

اب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کی سرزمین میں دفن کیا گیا ہے تو شہیدوں کی یہ سزا بھی بیٹوں سے سوال کرتی ہے کہ مجھے ”ملعنہ“ کہنے والا میرے پیٹ میں کیوں دفن کیا گیا ہے؟

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اے نوجوانان ملت اسلامیہ!

اے ختم نبوت کے شاہینو!

اے صدیق اکبر ﷺ کی تحفظ ختم نبوت کی فوج کے دلاور سپاہیو!

اے معاذ ﷺ اور معوذ ﷺ کے جذبوں کے امینو!

اے طارق وقاسم کی جراتوں کے وارثو!

ایک خطرناک سازش کے تحت اس غدار اسلام، غدار وطن اور غدار ملت اسلامیہ کو سائنسی اور نصابی کتب میں شامل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کالجوں کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کو اس سازش سے منسوب کرنے کے لئے کچھ خفیہ چہرے سرگرم ہیں۔ نبوت محمدی ﷺ کے اس باغی کے مکان جھنگ کو ایک قومی یادگار کے طور پر محفوظ کرنے کے پروگرام بن رہے ہیں۔

اسلام کے بیٹو! آؤ عہد کریں کہ ہم اس غدار کے نام کو اپنی نصابی کتب میں شامل نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنے کالجوں اور سکولوں کے کسی بھی شعبہ کو یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے نام سے منسوب ہونے دیں گے۔ ہم اس کے منحوس اور ناپاک مکان یعنی ”قادیان ہاؤس“ کو قومی یادگار نہیں بلکہ ”گاہ“ بنادیں گے۔ کیونکہ یہ ملک ہمارے آقا جناب محمد عربی ﷺ کے نام پر بنا ہے۔ اس لئے اس میں ہمارے آقا ﷺ کے دشمن اور گستاخ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

جن کو نہ ہو کچھ پاس پیغمبر کے ادب کا

چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملا دوں

اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت

میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

(ظفر علی لہاری)

(نومسلم، سابق قادیانی)

”ہر روز نامہ تبصرہ“

قادیانیوں کے بھیانک انجام

عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	اللہ تعالیٰ پر بہتان طرازی
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	کتاب اللہ کی تکذیب
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	وحی الہی پر عدم اعتماد
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	جناب ختم النبیین محمد ﷺ کی صداقت کو جھٹلانا
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	احادیث رسول ﷺ سے بغاوت
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	انبیائے سابقین پر کذب و افتراء باندھنا
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	پہلی الہامی کتابوں پر ایمان لانے سے فرار
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو خائن کہنا
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	ملت اسلامیہ کی وحدت پر ضرب کاری لگا کر اسے ٹکڑیوں میں بانٹنے کی سازش
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	نبی نبوت کا اجراء
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	نئے دین اور نئی شریعت کی تشکیل کرنا
عقیدہ ختم نبوت سے انکار.....	نئی امت کی بنیاد رکھنا

مندرجہ بالا حقائق سے آپ اندازہ لگائیں کہ منکر ختم نبوت کتنا بڑا مجرم ہے۔ باغی ختم نبوت کس دین اسلام کی رفیع الشان عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اسے کھنڈرات میں بدل دینا چاہتا ہے؟ پاکستان میں سب سے بڑا باغی ختم نبوت اور مدعی نبوت مرزا قادیانی تھا، جس نے ایک گہری سازش کے تحت دعویٰ نبوت کیا۔ وہ کس طرح تاج و تخت ختم نبوت پر حملہ آور ہوا اور کس طرح ان کے شجر وحدت کے تنے پر ارتداد کے کلہاڑے چلاتا رہا، یہ ایک کرناک اور خوفناک داستان ہے۔ یہاں ہم صرف مرزا قادیانی اور اس کی امت ردیہ کے چند افراد کے چند واقعات رقم کر رہے

ہیں، جن کے لفظ لفظ سے عبرت کا دریا بہتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ عبرت کے یہ چند الفاظ حضرات تک بھی پہنچ جائیں اور شاید خوف خدا کی تھر تھراہٹ سے کسی کے دل پر لگا کفر کا قتل ہو اور یہ واقعات اس کی ہدایت اور میری نجات کا سامان بن جائیں۔ (آمین، آمین)

جنازہ اور مکھیاں :

میرے ایک دوست محمد صفدر بھٹی کے تایا ایک قادیانی مربی کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ قادیانی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک رات وہ اس کی ایک کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اسی رات انہیں خواب آیا کہ رات کا گھناٹا پ اندھیرا ایک سنسان جنگل میں کھڑے ہیں کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ان کے بالکل قریب سے ایک گزر رہا ہے۔ جنازے کے ساتھ صرف چار آدمی ہیں جنہوں نے چار پائی کے ایک ایک پائے پر چاروں آدمیوں نے چہروں پر سیاہ نقاب اوڑھے ہوئے ہیں۔ میت پر کوئی چادر نہیں۔ لاٹھوں پر بٹھنا رہی ہیں۔ میت سے انتہائی غلیظ مادہ فک رہا ہے، جس سے ناقابل برداشت ہوا ہے۔ انہوں نے بڑی ہمت سے جنازہ اٹھائے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ اس شخص نے بڑے درشت لہجے میں جواب دیا کہ یہ مرزا قادیانی کا جنازہ ہے۔ صفدر بھٹی صاحب ہیں کہ صبح اٹھتے ہی تایا جی زار و قطار رونے لگے۔ سارے گھر والے یکدم اکٹھے ہو گئے۔ تایا جی کو صاحب ماجرا پوچھا۔ انہوں نے کانپتے کانپتے سارا خواب سنا دیا۔ پھر تایا جی نے سارے اہل خانہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم سب گواہ رہنا میں تاب ہو گیا ہوں اور مرزا قادیانی دجال پر کروڑوں لعنتیں بھیجتا ہوں۔

کتے :

مولانا عتیق الرحمن چنیوٹی مرحوم پہلے قادیانی تھے، بعد میں اللہ کے فضل سے مسلمان ہوئے مولانا مرحوم اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ یوں سنایا کرتے تھے:

”ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں قادیان میں مرزا قادیانی کے گھر سے چوک کی طرف آ رہا ہوں۔ چوک میں میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک دائرے کی صورت میں اس طرح کھڑے ہیں کہ گویا کسی مداری کا تماشا دیکھ رہے ہوں۔ ان لوگوں کے درمیان میں کچھ لوگ کھڑے ہیں، جن کے دھڑ تو انسانوں جیسے ہیں لیکن منہ کتوں جیسے ہیں اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر چیخ کر رہے ہیں۔ مجمع کے تمام لوگ انہیں بڑی حیرانی سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص کا کندھا ہلا کر اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اس

نے جواب دیا کہ یہ مرزا قادیانی کے مرید ہیں۔ پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ خوف کے مارے میرا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ میں نے فوراً توبہ کی اور اعلاناً مسلمان ہو گیا۔“

دور پھٹ گئی :

امرہ غازی خان کے قصبہ الہ آباد میں ایک منہ پھٹ اور انتہائی بد زبان قادیانی ماسٹر رہتا تھا۔ اس نے جہاں موقع ملتا، وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور ختم نبوت کے بارے میں بک بک کرتا۔ ایک دن وہ اسی بک بک کر رہا تھا کہ ایک قادیانی نے اسے مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا خفیہ پروگرام پیش کیا۔ قادیانیوں نے یہ خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس ملعون کی تدفین نہ کرنے کا بندوبست کر لیا اور علاقہ پولیس کو بھی اطلاع کر دی۔ قادیانی خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے مجبوراً اس کی اپنی زمین میں دفن کر دیا۔ تدفین کے بعد قبر میں زبردست آگ لگ گئی اور یہ کیفیت تین دن تک مقامی لوگ دیکھتے رہے۔ آخر قبر پھٹ گئی اور وہاں ایک بہت بڑا گڑھا بن گیا۔ لوگ دور دور سے اس گڑھ کو دیکھنے آتے۔ قادیانیوں نے اپنی بے عزتی ہوتے دیکھ کر پتھروں سے اس گڑھ کو بھروا دیا اور اس کا قبر کا پختہ چہرہ قائم کر دیا لیکن بد بختوں نے اس ہولناک واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔

دیکھو گے برا حال محمد ﷺ کے عدد کا منہ پر ہی گرا جس نے چاند پہ تھوکا

مردے کا منہ قبلہ سے پھر گیا :

آدمی کوٹ ضلع خوشاب کے نزدیک امام الدین نامی ایک قادیانی رہتا تھا۔ جب 1974ء کی انقلابی تحریک ختم نبوت اٹھی تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو دیکھتے ہوئے امام الدین قادیانی نے اہانت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مسلمانوں نے اس کے اسلام قبول کرنے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ امام الدین مساجد میں نماز پڑھنے لگا۔ مسلمانوں کی شادی غمی میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن وہ اہل اندر ہی اندر قادیانیوں سے رابطہ رکھتا اور انہیں مسلمانوں کی ساری خبروں سے آگاہ کرتا۔ لیکن مسلمانوں کو اس جاسوس کا پتہ نہ چلتا۔ ایک دن امام الدین قادیانی بیمار ہوا اور چل بسا۔ مسلمانوں نے غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھائی، لحد تک ساتھ گئے۔ جب اسے قبر میں لٹایا گیا تو ایک مولوی صاحب قبر میں اترے اور انہوں نے اس کا چہرہ مخالف سمت سے قبلہ رخ کر دیا۔ ایک زوردار جھٹکا لگا اور اسے منہ دوسری طرف ہو گیا۔ مولوی صاحب سمجھے کہ شاید میرا پاؤں لگ گیا ہے۔ انہوں نے دوبارہ اسے قبلہ رخ کیا، لیکن پھر ایک جھٹکا لگا اور منہ دوسری طرف ہو گیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں: جب

تیسری دفعہ بھی اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے ہٹ گیا تو میرے دل میں یہ القاء ہو گیا کہ یہ شخص قادیانی ہے اور اس نے صرف مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا ڈرامہ رچایا تھا۔ سارے سال اس واقعہ کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے اور جلدی جلدی قبر پر مٹی ڈال کر اپنے گھروں کو بھاگ گئے۔

مرقد کی وحشت بتا رہی ہے
دفن ہے یہ کسی گستاخ رسول ﷺ کا

کالا ناگ:

بھکرے عمرالدین سائی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک قادیانی آیا اور مجھے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگا۔ مرزا قادیانی کو نبی اور قادیانیت کو مذہب حق ثابت کرنے لگا۔ میں اپنی علمی بساط کے مطابق جواب دیتا رہا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے بحث کرنے کے بعد وہ چلا گیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر مولانا صاحب سے کیا۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ مجھے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے متعلق بتایا۔ قادیانی مذہب قادیانیت کی سیاہ تاریخ سے آگاہ کیا۔ اس واقعہ کو تقریباً ایک ہفتہ گزرا تھا کہ میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی ملعون قادیانی کمرے کے ہاتھوں میں قادیانی کتابوں کا ایک بٹل تھا۔ اس نے کتابیں میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ ان کتابوں کا مطالعہ کرو، تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ان کتابوں کو اپنے گھر میں رکھ سکتا۔ اگر میری بیوی یا میرے والدین کو ان کی بابت پتہ چل گیا تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور پورا خاندان میرا بایکٹ کر دے گا۔ اس پر وہ مجھے کہنے لگا کہ تم فکر نہ کرو، میری جوان بیٹی اس کے ساتھ تمہاری شادی کر دوں گا اور میں اپنی زمین بھی تیرے نام کر دوں گا۔ میں نے اسے اس سے منع ہوئے کہا کہ بے غیرت! تو وزن اور زر کے عوض میرا ایمان خریدنا چاہتا ہے۔ میری نظروں سے دور رہو۔ میرا اگر جتا جواب سن کر وہ منہ سے بڑبڑاتا ہوا دفع ہو گیا۔ اسی رات مجھے خواب آیا کہ ایک بہت بڑا ناگ میرے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ میں جس طرف بھاگتا ہوں، وہ بڑی سرعت کے ساتھ میرے پیچھے بھاگتا ہے۔ بھاگ بھاگ کر میرا سانس پھول جاتا ہے اور میں پسینے میں شرابور ہو جاتا ہوں۔ میری نظر مولانا محمد نواز پر پڑتی ہے۔ میں لپک کر ان تک پہنچ جاتا ہوں اور ان سے لپٹ کر ان سے کہتا ہوں کہ مجھے اس ناگ سے بچائیں۔ اس افراتفری میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ دیکھا تو مجھے نہ پایا ہوا تھا۔ دل اتنی تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا گویا سینے سے ابھی باہر نکلا۔ حواس درست ہوئے تو میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے اس قادیانی کو پیغام بھجوایا کہ اگر آئندہ مجھ سے ملاقات کی

میرے برا کوئی نہ ہوگا۔ یوں ایک خواب کے ذریعے اللہ پاک نے میری رہنمائی فرمائی۔

اوکل شاہ سے درخواست دعا:

مولوی محبوب عالم صحیفہ محبوب میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواجہ توکل شاہ انبالوی سے عرض کیا کہ میں تو مرزا قادیانی کو برا جانتا ہوں، آپ کے نزدیک وہ شخص کیا ہے؟ ان دنوں مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدیت سے متجاوز نہ ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ گویا کو تو الٹا حالت سے شہر لاہور کا گشت کر رہا ہوں۔ ایک مقام پر مرزا غلام احمد کو دیکھا کہ کانٹوں اور گندگی میں لیٹا ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ کو جنبش دی اور ڈانٹ کر کہا۔ تیرے پاس مجددیت اور مہدیت کا کیا ثبوت ہے؟ اس نے اداس اور غمزہ دکھائی دیتا تھا۔ میرے سوال کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دل کی حالت یہ تھی، مگر پھر کسی بد پرہیزی کے باعث اس عمل سے گر گیا۔ مولوی محبوب عالم لکھتے ہیں کہ یہ تو بالکل مشاہدہ ہے کہ اس کے اکثر خط خواجہ توکل شاہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے، جن کا یہ مضمون ہوتا تھا کہ "مختصر میرے حق میں دعا فرمائیں"۔ خط کے سنتے ہی خواجہ صاحب کے چہرہ پر غصہ کے مارے پھیل جاتے تھے، مگر ضبط کر کے خاموش ہو جاتے تھے۔ ("ریس قادیان" جلد دوم، صفحہ 19)

شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری:

شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے قادیانی کے متعلق استخارہ کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنا نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔ (فتاویٰ قادریہ)

جب ایک قادیانی کی قبر کھولی گئی:

کوٹ قیصرانی، تحصیل تونسہ، ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک امیر مندانہ قادیانی مر گیا۔ اس مردود قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد کے صحن میں دفن کر دیا۔ مقامی مسلمان اس حادثہ سے خنج اٹھے۔ ان کی احتجاجی آواز کو بااثر قادیانیوں نے دبانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی پکار پر مختلف اسلامی علماء ان کی مدد کیلئے بجلی کی سرعت سے پہنچیں۔ خانقاہ تونسہ کے چشم و چراغ خواجہ مناف صاحب بھی مولانا محمد علی علیہ السلام کے ہتھیار سے مسلح ہو کر ختم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ جلوس نکالے گئے، کانفرنسیں ہوئیں اور حکومتی حکام سے مطالبہ کیا کہ قادیانی مردے کو مسجد سے نکالا جائے۔ حکومت نے ٹال مٹول کے اندازوں سے کام لیا، لیکن عوام کے طوفانی احتجاج کے سامنے حکومت بے بس ہو گئی اور اسے مسلمانوں کا

مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ چوہڑوں کے ذریعے مردود کی قبر کشائی کی گئی۔ جونہی قبر کھلی، بدبو کے طوفان کھڑے ہوئے۔ اس شدت کی بدبو کے لوگوں کے سر چکرا گئے اور آنکھوں سے پانی نکل گیا۔ لوگوں نے بھکڑ مچ گئی۔ غلیظ اور کٹا پھٹا لاش باہر نکلا تو مارے خوف کے چوہڑے بھی کانپ گئے۔ لاش قادیان کے حوالے کر دی گئی، جنہوں نے چوہڑوں کے ذریعے ہی اسے اپنے گھر کے صحن میں دفن کر دیا۔ چند دنوں میں گھر میں ایسا تعفن پھیل گیا کہ گھر میں رہنا مشکل ہو گیا۔ آخر قادیانیوں نے تنگ آ کر اسے اکیڑ کر اپنے کھیتوں میں دفن کر دیا۔ چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ قادیانی کی لاش لائی گئی تو اس کی بدبو کوئی میل دور تک گئی اور لوگ کئی دنوں تک اس بدبو کو محسوس کرتے رہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر کئی قادیانی مسلمان ہو گئے، جن میں سے کچھ مردے کے خاندان میں سے بھی تھے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

مرزا قادیانی کو چوہڑے کی شکل میں دیکھا:

بھوکہ ضلع خوشاب کے جناب ظفر اقبال صاحب کہتے ہیں کہ میں آنکھوں جماعت میں پڑھا ہمارے گھر کے قریب ہی ایک قادیانی مبلغ غلام رسول رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھے قادیانیت دعوت دی اور پڑھنے کیلئے قادیانی لٹریچر بھی دیا۔ میری عمر بھی پختہ تھی اور مذہبی تعلیم بھی واجبی تھی اس کی دجالی گفتگو سننے اور گمراہ کن لٹریچر پڑھنے کے بعد شیطان نے میرے دل میں وسوسہ پیدا کر دیا کہیں قادیانی جماعت سچی ہی نہ ہو۔ عشاء کی نماز پڑھ کر بستر پر لیٹے یہی سوچتے سوچتے سو گیا۔ میں نے خواب میں مرزا قادیانی کو انتہائی غلیظ اور کریہہ صورت چوہڑے کی شکل میں دیکھا۔ ہوا تو زبان پر استغفار کے جملے جاری تھے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور قادیانی مبلغ کے گھر جا کر لٹریچر اس کے منہ پر دے مارا۔

سر ظفر اللہ کا ہولناک انجام:

فتنہ قادیانیت کا پوپ سر ظفر اللہ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سی آنکھیں کھل اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے۔ کھانے پینے سے عاجز ہے۔ غذائی ضروریات کو کرنے کیلئے گلو کوڑکی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں۔ لیکن گلو کوڑکا پانی پیلے رنگ کا محلول بن کر منہ کے راستے بہا جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ ڈاکٹر ٹشو پیپر سے ہمارا غلاظت کو صاف کر رہے ہیں لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ سر ظفر اللہ بستر پر پیشاب کر رہا ہے۔

قبر میں زلزلہ:

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی کی قبر میں تدفین ہو گئی۔ لوگ منی ڈال کر گھروں کو چل رہے ہیں۔ قبر میں سخت اندھیرا اور خوف ہے۔ اللہ کے فرشتے سوال جواب کیلئے آ رہے ہیں۔ مرزا قادیانی سخت گھبرایا ہوا ہے اور تھر تھرا کانپ رہا ہے۔ اللہ کے فرشتے اس سے سوال کر رہے ہیں اور جواب میں وہ اول فول بک رہا ہے۔ قبر میں قریب ہی شیطان کھڑا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو کہہ رہا ہے کہ اے مرزا قادیانی! تو میرا بہترین ساتھی تھا۔ تو نے میرے مشن کیلئے بہت کام کیا۔ اب تو زحمت کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مجھے تیری موت کا دکھ ہوا لیکن آج اس مشکل میں میں تیرے کسی کام میں آ سکتا۔ یہ عذاب تو اب تجھے سہنا ہی پڑے گا۔ یہ کہا اور شیطان غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہو گیا اور اس کی چیخوں سے قبر میں ایک زلزلہ مچا ہوا گیا۔

آتش فشاں ہے زمین ایسی جگہوں سے کہ جہاں
لقمہ خاک ہوئے زہر اگلنے والے!

قادیانیت سے رہائی:

بھارت کے سید عبدالغفار کہتے ہیں کہ میں قادیانیوں کے ہاں ملازمت کرتا تھا۔ ان کی صحبت اور لالچ و جبر سے میں بھی قادیانی ہو گیا۔ مجھے قادیانی ہوئے ابھی تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ ایک رات خواب میں ایک بزرگ نظر آئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ مرزا قادیانی دجال اور کذاب تھا، تو قادیانی گمراہوں کی اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ سید عبدالغفار کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ خواب قادیانیوں کو سنایا۔ قادیانی میرا خواب سن کر بجائے پریشان ہونے کے، بہت خوش ہوئے اور مجھے کہنے لگے کہ تم کتنے دل قسمت ہو کہ تمہیں قادیانی ہوتے ہی بزرگوں کی زیارتیں ہوتا شروع ہو گئی ہیں، حالانکہ اس سے قبل کبھی زیارت نہ ہوئی تھی۔ میں ان کی تاویل کے پھندے میں پھر گرفتار ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد پھر

مجھے خواب آیا۔ میں نے رپچھ کی شکل والا ایک شخص دیکھا۔ اس کی کھال جلی اور ادھڑی ہوئی تھی۔ میں بھاری زنجیریں ڈلی ہوئی تھیں۔ گلے میں آگ کا سرخ طوق تھا۔ دو آدمی، جن کے ہاتھوں میں بڑے مضبوط کوڑے تھے، اسے تڑاخ تڑاخ پیٹ رہے تھے۔ یہ منظر بڑا ہولناک تھا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر وہی بزرگ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے اور اسے کیوں مار رہا ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ یہ شخص مرزا قادیانی ہے اور اگر تم نے اسے نہ چھوڑا تو تمہارا بھی حشر ہوگا۔ نیند سے بیدار ہوا تو پسینے میں شرابور تھا اور تھر تھرا کانپ رہا تھا۔ لہذا میں فوراً توہم مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام میں داخل ہو گیا۔

مرزے کی قبر:

جناب سراج الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں مرزائی تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرزا قادیان میں مرزا قادیانی کی قبر پر کھڑا ہوں۔ اچانک مجھے اس کی قبر پر ایک خفنی نظر آئی جس پر لکھا تھا: "نار جہنم خال الدین ابداء"۔ بس یہ تحریر پڑھ کر کانپ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی مرزائی قبر پر چند اور گہری شکل میں جانور نظر آئے۔ میں بیدار ہوا اور سجدہ میں گر گیا کہ قدرت حق نے میری دیکھیری فرمائی۔ مسلمان ہو گیا۔

قادیانیت سے توبہ:

ایک شخص جیون خان ساکن ٹونڈی موسیٰ خان ضلع سیالکوٹ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں شومئی قسمت سے قادیانی ہو گیا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک کارواں حج کیلئے مکہ مکرمہ جا رہا ہے۔ میں بھی کارواں میں شامل ہو گیا۔ کارواں بخیریت مکہ مکرمہ پہنچا اور ہم حرم کعبہ میں پہنچ گئے۔ وہاں ہوئی۔ ہم سب وضو کر کے نماز کیلئے کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک قوی ہیکل والا نمودار ہوا اور اس نے بڑی قوت سے مجھے گردن سے آکر دبوچا اور میرا منہ موڑ کر دوسری طرف کر دیا۔ بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ چہرہ ہولناک کر دیا۔ دائیں بائیں کی پسلیاں توڑ دیں۔ میں نے مار کھاتے پوچھا کہ یہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے؟ اس نے نہایت گرجدار آواز میں جواب دیا کہ مرزائی ہو، تمہارا کعبہ سے کیا تعلق؟ تم مرزے کے گھر کی طرف منہ کرو، تمہارا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جیون خان نے خواب میں ہی زور زور سے چلنا شروع کر دیا۔ پورے محلے کے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ سہارا دیا اور بٹھایا۔ میں سخت خوف کی حالت میں تھا اور مجھ پر کچکی طاری تھی۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کیا ہوا؟ میں نے کہا پہلے میرے جسم کو دباؤ، میرا جواز جواز در در رہا ہے۔ لوگوں نے میرے سارے جسم

ہاتھوں میں لے کر دبا نا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد اوسان بحال ہوئے تو میں نے سب کو واقعہ سنایا۔ وہی طور پر قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا۔

مرزا قادیانی کی قبر پر کتنے کا پیشاب:

جناب عبدالسلام دہلوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مرزائی بنانے کیلئے قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا لٹکا لیکن میں ان کے قابو نہ آیا۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے میرے دماغ میں سوال اٹھا کہ مجھے قادیان جانا چاہیے۔ میں نے فوراً قادیان کی تیاری شروع کر دی اور اگلے دن قادیان جا پہنچا۔ قادیان میں قادیانی کے بڑے تپاک سے ملے۔ مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا اور خوب خاطر مدارت کی گئی۔ مرزا بشیر الدین سے ملاقات بھی کرائی گئی۔ سوال و جواب کی نشست بھی جیتی رہی لیکن میرا دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک دن صبح لہا کے بعد میں سیر کیلئے نکلا۔ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے ان کا بہشتی مقبرہ ضرور دکھانا چاہیے۔ میں لمبے لمبے قدم اٹھاتا بہشتی مقبرہ میں جا پہنچا۔ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوتے ہی میری آنکھ کی انجانہ رہی کہ وہاں چار پانچ کتے آپس میں کھیل رہے تھے اور ان میں سے ایک کتا ایک قبر پر قابو کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر جب اس قبر کے کتبے کو پڑھا، تو وہ مرزا قادیانی کی قبر تھی۔ میرا دل اٹھا کہ یہ قبر کسی مہدی، مسیح یا نبی کی نہیں ہو سکتی۔ میں استغفار پڑھتا، ڈرنا ڈرتا واپس آ گیا۔ رات وہاں میں ہی گزاری، جو آنکھوں میں بسر کی اور صبح ہوتے ہی اس منخوس ہستی سے کوچ کر گیا۔

مرزا قادیانی کو آتش جہنم میں دیکھا:

جناب جاوید اختر رضوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں بھوتہ ضلع گجرات میں ایک قادیانی کا نام رہتا ہے۔ اس خاندان کا ایک نوجوان، جو آنکھوں سے نابینا ہے اور گاؤں والے نابینا ہونے کی وجہ سے اسے حافظ کے نام سے پکارتے ہیں، ایک رات اس نابینا نوجوان کو خواب آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا دادا آتش جہنم میں بری طرح جل بھن رہا ہے اور بری طرح چلا رہا ہے اور اس نابینا پوتے کو کہہ رہا ہے کہ میرے بیٹے یعنی اپنے باپ سے کہو کہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لو ورنہ تمہارا انجام اسی کا ہے۔ اس نے یہ خواب اپنے والد صاحب کو سنایا۔ اسے یہ خواب مسلسل تین دن تک آتا رہا اور اسے اپنے باپ کو سناتا رہا۔ لیکن باپ کسی معبر سے تعبیریں پوچھنے کی باتیں کرتا رہا۔ آخر وہ نابینا نوجوان قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا ہے اور اب اللہ کے فضل سے اس نے قرآن پاک بھی حفظ کر لیا ہے۔ پہلے جس نوجوان کو لوگ نابینا ہونے کی وجہ سے حافظ کہتے تھے، اب اسے قرآن پاک کا حافظ کہنے لگے کی وجہ سے حافظ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عنایت فرمائے۔ (آمین)

قبر سانپوں سے بھر گئی:

محمد رمضان صاحب گجرات کے رہنے والے ہیں اور آج کل سیالکوٹ میں قیام پذیر ہیں۔
 میں کہ سیالکوٹ میں ایک بڑا گستاخ قادیانی رہتا تھا۔ قدرت نے دولت بھی خوب دے رکھی تھی۔
 نے اسے انتہائی متکبر بنا رکھا تھا۔ میں اکثر قبروں کی کھدائی کا کام کرتا تھا۔ ایک دن کچھ قادیانی
 پاس آئے اور مجھے قبر کھودنے کو کہا اور بتایا کہ فلاں قادیانی مر گیا ہے۔ میں نے اس قادیانی کی قبر
 لیکن جب اس گستاخ رسول کو دفنانے گئے تو مجھ سمیت جنازے میں شامل تمام مرزاہوں نے
 دیکھا کہ اس کی قبر آہستہ آہستہ سانپوں سے بھر رہی تھی اور تھوڑی دیر میں سانپ ہی سانپ ہو گئے۔
 قادیانیوں نے مجھے دوسری جگہ قبر کھودنے کیلئے کہا۔ میں نے جب دوسری جگہ قبر کھودی تو قبر سے
 آوازیں آنے لگیں اور آگ کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ سب لوگ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ آخر اس
 اسی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

قادیانیوں کی زندگانی بھی ہے کتنی خراب
دنیا میں پھنکار آخرت میں عذاب

قادیانی کی قبر پر آگ کرے گولے:

روڈ ضلع خوشاب میں ایک انتہائی گستاخ قادیانی حاجی ولد موندرا تھا تھا۔ وہ انتہائی فحش اور
بکتا۔ گلی کوچوں میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا۔ اس کی ناپاک زندگی کی محسوس اور شاہین
خلافت سے اٹی پڑی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قادیانیوں کو ابھی آئینی طور پر کافر قرار
نہ دیا گیا تھا اور قادیانی حج پر جاسکتے تھے۔ یہ رذیل بھی مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا۔ وہ وہاں بھی
اور مسلمانوں کا تمسخر اڑاتا۔ جگہ جگہ پر کھستانی ہنسی ہنستا۔ قہقہہ لگاتا اور بکواس کرتا کہ میں تو یہاں صرف
کرنے آیا ہوں کیونکہ اب حج تو صرف ربوہ میں ہوتا ہے۔ یہ گستاخ رسول جب مرا تو اسے قادیانیوں
کے الگ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سورج غروب ہونے کے بعد جلد ہی رات کا اندھیرا پہلے کی
قدرے گہرا ہونا شروع ہو گیا۔ رات کو ارد گرد کی آبادیوں نے یہ خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا
وہ چشم دید گواہ آج بھی اس واقعہ کے شاہد ہیں کہ آگ کا ایک بہت بڑا سرخ گولہ عین اس کی قبر کے
کر گرا اور غائب ہو گیا۔ پھر پے در پے گولے برسنے لگے تو رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔
آنکھوں سے اس قادیانی مردود کی قبر پر آگ برستے دیکھ کر قادیانیوں کو کوئی عبرت نہ ہوئی، شاید
دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود کا بھیاںک انجام:

موت سے کافی عرصہ قبل قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین درجنوں بیماریوں کا شکار ہو چکا تھا۔
 ان اور شراب نوشی نے دماغ کا انجرجنر ہلا دیا تھا۔ فالج نے ری سہمی کسر نکال دی تھی۔ اللہ کے عذاب
 کے کس طرح اپنے جبروں میں پھنسا یا ہوا تھا، چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

فاتر العقل :

اب نام نہاد نماز کا وقت ہوتا تو مرزا بشیر الدین کو اگر مصطفیٰ امامت پر کھڑا کر دیا جاتا۔ بشیر الدین باندھ لیتا کبھی چھوڑ دیتا۔ کبھی سجدے کھا جاتا اور کبھی سجدوں پہ سجدے کیے جاتا۔ کبھی رکوع اور جاتے، کبھی چار کی بجائے دو رکعتیں اور کبھی دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھ جاتا۔ وہ منہ میں اول کہتا۔ کوڑھ داغ قادیانی اس کے پیچھے کھڑے اس کی حرکت دہراتے رہتے۔ لیکن کیا مجال کہ اس کے سامنے زبان کھول سکے۔

هواس باخته :

مرزا بشیر الدین ایک قادیانی جلسہ سے خطاب کر رہا تھا۔ ایک موقع پر وہ کہنے لگا: ”جب پاکستان اس وقت میری عمر 49 سال تھی اور آج میری عمر 105 سال ہے۔“ باقی سامعین کو تو بولنے کی دہائی ہوئی، صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا ”مرزا بشیر الدین تیرا معاملہ ختم ہو گیا۔“ یہ کہا اور جلسہ ختم ہوا۔

القيصر :

جب مرزا بشیر الدین کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو اسے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ کمرے میں سے فارغ ہونے کے بعد وہ پاخانہ کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ حصہ منہ پہل لیتا۔ کمرے میں چیختی اور آوازیں نکالتا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے باپ کے دیوان لے کر چلو۔ بڑے قادیانیوں نے اس کے شور سے تنگ آ کر ایک رات جب وہ سو رہا تھا، اس کے میں مٹی کی ایک ڈھیری بنا دی اور اسے کہا کہ یہ تیرے باپ کی قبر ہے۔ وہ قبر پہ بچھ جاتا۔ مٹی اپنے سر میں ڈالتا اور کبھی منہ میں ڈالتا۔ آخر ایک دن مہر ظفر اللہ کے کہنے پر یہ قبر ہٹا دی گئی۔

بلنگ :

اب بشر الدین چلنے پھرنے سے قاصر ہو چکا تھا۔ اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہ تھی۔ وہ نیم جاں لاش کی

طرح چارپائی پر پڑا رہتا لیکن کبھی کبھی وہ اچانک کروٹیں لیتا شروع کر دیتا اور دھڑام سے بستر سے اٹھ جاتا جس سے اس کو چوٹیں بھی آتیں۔ اسے گرنے سے بچانے کیلئے اس کی چارپائی کے گرد کٹڑی کی دیوار لگا دی گئی۔ اسے جنازے والی چارپائی جیسا بنادیا گیا۔

ڈاکٹر کا مشورہ:

باغی ختم نبوت مرزا بشیر الدین کے لاعلاج امراض پر قادیانیوں نے کروڑوں روپے خرچ کیے۔ جہاز کے ذریعے بیرون ممالک سے بہترین سے بہترین دوائیں منگوائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹروں کیلئے بلایا۔ ایک ماہر نفسیات کو جب علاج کیلئے بلایا گیا تو اس نے کہا کہ مریض کے جسم کے علاوہ خیال میں بھی فوج نفوذ کر چکا ہے، اسی لئے وہ قادیان کو یاد کر کے روتا ہے۔ اس کے خیالات کو دیکھ کر ڈاکٹر نے اس کیلئے نسخہ تجویز کیا کہ مریض ایک گیند لے کر اسے دیوار پر مارے، پھر مارے مارے اور دن میں کئی مرتبہ یہ مشق کرے۔ اس سے اس کے خیالات کا رخ بدل جائے گا لیکن یہ مشق اسے یہ بتایا گیا کہ مریض چلنے پھرنے کے قابل نہیں تو پھر ڈاکٹر نے اس کے متبادل یہ علاج بتایا کہ مریض گیند اپنے پاؤں کی محراب کے نیچے رکھ کر اسے دن میں کئی مرتبہ گھمائے۔ لیکن مریض یہ مشق کرنے سے قائل نہیں تھا، لہذا ڈاکٹر مذکورہ کا علاج چھوڑ دیا گیا۔

خدائی پکڑ:

گستاخ رسول مرزا بشیر الدین کے علاج کیلئے بیرون ملک سے ایک بہت بڑے ہونٹہ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے مرزا بشیر الدین کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر چلا گیا ”میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔“

عبرت ناک انجام:

انہی لاعلاج اور مہلک بیماریوں کے ہاتھوں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بشیر الدین واصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آخری وقت میں کتے کی طرح بھونکنے لگا تھا۔ وہ شام کے سات بجے مر گیا لیکن اس کی موت کا اعلان رات کے دو بجے کیا گیا۔ موت کا اعلان سات گھنٹے بعد کیوں کیا گیا گھنٹے تک یہ خبر قصر خلافت سے باہر کیوں نہ آئی۔ وجہ یہ تھی کہ بشیر الدین کئی مہینوں سے نہایت ناخن، داڑھی اور سر کے بال کنوائے نہیں تھے۔ جسم پر غلاظت کی پھڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ قادیانی اسے ان امور کے بارے میں کہتے تو وہ انہیں ننگی گالیاں دیتا۔ مرنے کے بعد رگڑ رگڑ کر بشیر الدین کا جسم کو دھویا گیا۔ ناخن کاٹے گئے، سر اور داڑھی کے بالوں کو آراستہ کیا گیا۔ جسم کی بدبو ختم کر کے

قادیانیوں نے چھڑکی لگیں۔ چہرے پر پاؤڈر لگایا گیا۔ ہونٹوں پر ہلکی ہلکی سُرخی سجائی گئی۔ اس کے ہاتھ پر چمک پیدا کرنے والے کیمیکلز لگائے گئے اور اس کی چارپائی باہر دالان میں رکھ دی گئی۔ ایک ایک بلب اس کے سر کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف روشن کر دیا گیا۔ جب مرمی کے بلب کی شمعیں اس کے چہلے کیمیکلز لگے منہ پر پڑتیں تو اس کا بدبودار منہ چمکتا اور قادیانی شکاری سادہ قادیانیوں سے کہتے کہ دیکھو جی! حضرت صاحب کو کیسا روپ چڑھا ہے۔

مرزا قادیانی کا انجام:

قانون قدرت ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کے راستے پر چلتا ہے تو قدرت اس کے راستے میں ایک رکاوٹ رکھ دیتی ہے۔ اگر وہ پھلانگ کر نکل جائے تو پھر اس سے بڑی رکاوٹ رکھ دی جاتی ہے۔ اسے بھی روندنا ہوا نکل جائے تو رکاوٹ اور بڑی کر دی جاتی ہے۔ اگر شاہراہ معصیت کا مسافر کسی رکھی ہوئی چھوٹی بڑی رکاوٹوں کو توڑتا، روندتا نکل جائے تو پھر اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی جب چھوٹی نبوت کیلئے دعوے بازی شروع کرتا ہے تو قدرت اس کے راستے میں سینکڑوں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے لیکن وہ کلمہ تو ذکر بھاگنے والی بھینس کی طرح شاہراہ کفر و ارتداد پر سرپٹ بھاگتا گیا اور ان ساری رکاوٹوں کو توڑتا ہوا جہنم میں جا گرا۔

مرزا قادیانی کو انتہائی خوفناک ہیضہ ہوا۔ منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت بہنے لگی۔ اتنی بھونک نکلتی کہ رفع حاجت کیلئے لیٹر تک جاسکے، اس لیے چارپائی کے پاس ہی غلاظت کے ڈھیر بن گئے۔ مسلسل پاخانوں اور اٹیوں نے اس قدر نیچوڑ کر رکھ دیا کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گر اور وہ کئی بازی ہار گیا۔ کائنات میں شاید ہی کسی کو ایسی ہولناک اور عبرت ناک موت آئی ہو۔ تدفین تک منہ غلاظت بہتی رہی جسے بڑی کوشش کے باوجود بند نہ کیا جاسکتا۔ جس تابوت میں مرزے کا جنازہ لاہور لایا گیا، اس تابوت اور تابوت میں پڑے بھو سے (توڑی) کو حکومت نے آگ لگو کر خاکستر کر دیا اس تابوت سے علاقہ میں کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔

حکیم نور الدین کا انجام:

سب سے پہلے جس خبیث الفطرت انسان نے مرزا قادیانی کی نبوت کو تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، وہ حکیم نور الدین تھا۔ قادیانی جماعت میں مرزا قادیانی کے بعد اس کا مقام ہے۔ مرزا قادیانی کی موت کے بعد وہ مرزا قادیانی کی چھوٹی نبوت کا پہلا خلیفہ کہلایا۔ قادیانی اسے سیدنا حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ ساری زندگی سائے کی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ رہا

اور بنا ہستی نبوت کی منصوبہ سازی میں پیش پیش رہا۔ ایک دن گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ گھوڑا پیچھے سے زمین پر چنچا جس سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخم ٹھیک نہ ہوا اور بگڑ کر کنگرین ہو گئی۔ اسی حالت میں کی بیوی کسی کے ساتھ فرار ہو گئی۔ جوان بیٹے کو بشیر الدین نے قتل کر دیا اور اسی قاتل نے غلامی کرنے کیلئے اس کی بیٹی سے شادی رچائی۔ مرزا بشیر الدین نے باقی بیٹوں کو دھکے دے کر ہر عام نکال دیا۔ آخری وقت میں زبان بند ہو گئی اور چہرہ مسخ ہو گیا۔ اسی حالت میں ختم نبوت کا غدار اس سے اپنی بقایا سزا پانے کیلئے اس دار باقی میں پہنچ گیا۔

مولانا لال حسین اختر کی قادیانیت سے توبہ :

مولانا لال حسین اختر کالج میں پڑھتے تھے کہ تحریک خلافت چلی۔ کالج کو خیر باد کہہ کر خلافت میں شامل ہو گئے۔ خلافت کمیٹی بمالہ کے زیر ہدایت گورداسپور ضلع بھر میں خوب تحریک کیا۔ بالآخر گورداسپور عدالت میں تقریریں کرنے پر مقدمہ چلا۔ ایک سال کی سزا ملی، جو کالج کی جیل میں کاٹی۔ رہا ہوئے تو آریہ سماج اور شدمی کی تحریک کے مقابلہ پر کام کرنے کا حکم مرزائیوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ مرزائیوں کی نام نہاد تبلیغ اسلام کے دام تزدیر میں پھنس گئے۔ بیعت کی۔ انجمن کے کالج میں داخل ہو گئے۔ منسکرت، وید وغیرہ بھی اسی دوران پڑھے۔ سیکرٹری ایسوسی ایشن ایڈیٹر ”پیغام صلح“ لاہور وغیرہ کے اہم عہدوں پر فائز ہوئے اور آٹھ سال تک مرزائیوں کے مبلغ کی حیثیت سے مرزائی عقائد کی تبلیغ کرتے رہے۔ بالآخر ترک مرزائیت کر لکھتے ہیں: ”اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ 1931ء کے وسط میں چند خواب دیکھے، جن میں قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ آخر کار ان خوابوں سے ہو کر فیصلہ کیا کہ خداوند کریم کو حاضر و ناظر سمجھ کر، محبت و عداوت کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی مشہور تصانیف مطالعہ کیا۔ خالی الذہن ہو کر جوں جوں مطالعہ کرتا، مرزا کی صداقت مشتبہ ہوتی گئی۔ یہاں تک یقین کامل ہو گیا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔“

ان خوابوں کی تفصیل مولانا عبدالرحیم اشعری زبانی سنئے۔ جو حضرت موصوف کے نامور شاگرد
رفیق سفر اور مجلس کے مناظر اسلام ہیں۔ حضرت مولانا لال حسین اختر استاذی مرحوم فرمایا کرتے تھے
ایک دفعہ خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک رسی ہے، جس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں اور دوسرا
قادیانی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ آیا
انہوں نے کوئی چیز مار کر درمیان سے رسی کاٹ ڈالی۔ یک دم دھڑام ہوا۔ میں گھبرایا تو بزرگ

مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ میں نے دیکھا تو آگ کے الاؤ میں مرزا قادیانی جل رہا تھا
 اہل خنزیر کی سی تھی۔

دوسری دفعہ خواب میں دیکھا کہ جہنم میں مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں رسیوں سے جکڑا ہوا جلا رہا ہے اور گھبراہٹ سے آواز آئی کہ یہ شخص مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب اسی طرح جلیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری 1932ء کو مرزا ایت سے تا تب ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

حضرت میاں شیر محمد شرف پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں باؤ لے گئے
میں دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوفناک آوازیں نکال رہا ہے۔
اسی سے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غصہ میں آ کر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے
اور زمین پر پختا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس لعین کے عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین)

عبد الکریم قادیانی کا انجام :

مسم کا موٹا، قد کا چھوٹا، نیت کا کھوٹا، مرزا قادیانی کے استنبجے کا لوٹا۔ ایک آنکھ نہیں تھی، ایک کان تھا، ایک بازو نہیں تھا، بے ڈھبے چہرے پر چچک کے داغ تھے، سر کے ایک طرف کے بال کچھ یوں جھوٹے جیسے جل گئے ہوں، ایک پاؤں کی بڑی تھوڑی سی میڑھی، نیم وا آنکھیں جنہیں دیکھ کے پتہ نہ چلتا تھا کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ پیٹ اس انداز سے پھولا ہوا جیسے بکرے کو اچھارا ہو۔ اگر یہ نقوش اور خدو خال کسی مصور کو دے دیئے جائیں تو جولا جواب تصویر بنے گی وہ عبدالکریم ہو۔ مرزا قادیانی کے عبادت خانے کا امام تھا۔ اس کی شکل اور وجود کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی سے لکھنے والی لعنتی شعاعوں کو سب سے زیادہ اس نے اپنے وجود میں جذب کیا ہے۔ سیالکوٹ کا امام تھا۔ حکیم نور الدین مرتد کی ارتدادی تبلیغ سے مرتد ہوا اور حکیم نور الدین مرتد اس کے ایمان کا بڑا جوشیلا مقرر تھا۔ جب زیادہ جوش میں آتا تو منہ سے جھاگ اور تھوک کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اس سے قریبی سامعین خوب مستفید ہوتے۔ جب زیادہ جوش میں آتا تو اپنے ”باقی ماندہ“ اعضاء کو نکالت دیتا کہ ابھی اڑ کر سامنے والی دیوار پر جا بیٹھے گا۔ مرزا قادیانی پہ یوں فدا تھا جیسے شیطان پہ فدا تھا۔ اپنے نام نہاد جمعہ کے خطبہ میں مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول کہتا اور دجل و فریب کا زہر پیلی زبان سے قرآن و حدیث سے اس کی نبوت ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرتا۔ عبدالکریم کے جسم پر ایک پھوڑا نمودار ہوا۔ بڑا علاج معالجہ کرایا گیا لیکن پھوڑا مرزا قادیانی کی

زبان کی طرح بڑھتا ہی گیا اور آخر اس کا پورا وجود پھوڑا بن گیا۔ ڈاکٹروں نے چیر پھاڑ کر کے کٹ کٹ کے رکھ دیا۔ مرتد عبدالکریم اور مرزا قادیانی ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ اوپر کی منزل عبدالکریم اور نیچے کی منزل میں مرزا قادیانی۔ درو کی شدت سے مرتد عبدالکریم ذبح ہوتے کرتے۔ چھین مارتا جس سے سارا مکان ہل ہل جاتا۔ اس کا کٹا پھٹا اور چیرا پھاڑا وجود تڑپ تڑپ کر ہمارے نیچے گرتا جسے پھر چارپائی پر رکھ دیا جاتا۔ وہ چیخ چیخ کر مرزا قادیانی کو ملنے کیلئے آوازیں دیتا۔ مرزا قادیانی سے کہتے کہ تم اس سے مل لو، وہ تمہاری یاد میں روتا ہے۔ مکار مرزا جواب دیتا کہ تمہاری تکلیف کا انتہائی دکھ ہے اور میرا دل اسے ملنے کیلئے تڑپتا ہے لیکن میں اسے نہیں مل سکتا کیونکہ اس کو کمزور دل کا آدمی ہوں اور مجھ سے اس کی حالت نہیں دیکھی جائے گی۔ درحقیقت مرزا اس کو صرف اس لیے نہیں جانتا تھا کہ کہیں اس کے قریب جانے سے یہ مہلک بیماری اسے بھی نہ لگ جائے۔ جب مرتد عبدالکریم کی چیخوں کی صدائیں زیادہ ہولناک ہوئیں تو مرزا قادیانی نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر اس کمرے میں رہائش اختیار کر لی جہاں چیخوں کی آواز کم آتی تھی۔ مرتد عبدالکریم مرزا قادیانی سے ملاقات کیلئے پکارتا رہا لیکن مرزا قادیانی اسے ملنے نہ آیا۔ آخر یہی حسرت دل میں لیے وہ تڑپتا رہا اور واصل ہو گیا۔ مرزا قادیانی مرے ہوئے عبدالکریم کا چہرہ بھی ڈر کے مارے دیکھنے نہ گیا۔ مرتد عبدالکریم کا جنازہ میدان میں پڑا ہے۔ مرزا قادیانی وہاں آتا ہے۔ مرزے کا ایک مرید کفن سے عبدالکریم نکال کر مرزے کو کہتا ہے کہ حضرت صاحب چہرہ دیکھ لیں۔ عیار مرزا قادیانی رونی صورت بنا کر کہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ آخر جھوٹے نبی کا جھوٹا صحابی، جھوٹی مسجد کا جھوٹا امام، جھوٹے نبی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ مرتد عبدالکریم وہ پہلا مردہ تھا جو سب سے پہلے قادیانی بہشتی مقبرہ میں یعنی قادیانی بہشتی مقبرہ کا ”بہترین افتتاح“ اس ”بہترین مردہ“ سے کیا گیا۔

**ایک قادیانی کی قبر کو تین دن تک آگ لگتی رہی
بالآخر پھٹ گئی:**

اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ گستاخان رسول ﷺ کو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ گستاخی جائیں اور اپنی گمراہی سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی اور اس کا اہل جہنم ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسا باطن فحش مرتا ہے تو اس کی موت اس کے بچہ کا دل پوری دنیا کیلئے سامان عبرت بن جایا کرتی ہے۔ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد نہ صرف

آپ ﷺ نے یہاں تک جسارت کی کہ خود محمد رسول اللہ بن بیٹھا۔ نعوذ باللہ۔

لہا نے اسے ڈھیل دی لیکن وہ اپنی غلط حرکتوں اور گستاخی رسول سے باز نہ آیا آخر اس حالت میں اس کے دونوں راستے جاری تھے۔ اور آخر وقت میں اس کی زبان پر کسی نیک اور پاک کلمہ کی بات نہ تھی کہ ”مجھے وہائی ہیضہ ہو گیا ہے“ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے اور سر تراخ سے چارپائی پر رکھا گیا۔ اس حالت میں اس کی موت واقع ہونا کہ کمرے میں ہر طرف غلاط بکھری ہوئی تھی۔

مرزا قادیانی کیلئے تازیانہ عبرت ہے۔ اگر وہ سمجھیں یہ تو مرزا قادیانی کا حال تھا۔ مرزا قادیانی کے ہاں کے ساتھ بھی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ذیل میں جو واقعہ ہم پیش کر رہے ہیں وہ مولیٰ خان کے قصبہ الد آباد کا ہے۔ ہوا یوں کہ اس قصبے میں ایک قادیانی ماسٹر تھا جو انتہائی متعصب اور حاجب فرشتہ اجل نے اسے آدھو چا تو مسئلہ پیدا ہوا کہ اسے کہاں دبایا جائے۔ مسلم قبرستان میں دفن نہ کیا گیا۔ اسے اشتعال کا پھیل جانا ضروری امر تھا آخر اس کے عزیز واقارب نے اسے اپنی زمین میں دبایا۔ دبائے کے ٹھیک تین دن بعد اس کے گڑھے کو آگ لگ گئی اور یہ کیفیت اب تک جاری رہی اور بالآخر وہ جگہ پھٹ گئی۔ اس کے بعد قادیانیوں نے اس کے گڑھے کو پختہ کر کے اس کی تصدیق وہاں کے علماء کرام حتیٰ کہ اس قادیانی ماسٹر کے بھتیجے نے بھی کی ہے۔

مہگلہ میں مباہلہ اور مرزائیوں کا انجام:

آپ ماسٹر سے اگر بالا کوٹ کی طرف جائیں تو ”عطر شیشہ“ کے قریب ایک گاؤں مہگلہ نامی گاؤں میں اکثر آبادی سادات کی ہے۔ اس قصبہ میں سب سے پہلے عبدالرحیم شاہ نامی ایک شخص نے اسلام قبول کیا اور مرزائیت کا مبلغ بن کر مرزائیت کی تشہیر شروع کر دی، لیکن علماء کرام نے ہر دور میں غلط زبان و سنان سے جہاد کیا۔ خدا کی شان ہے اس علاقہ میں علماء حق کثیر تعداد میں تھے، مہگلہ میں بھی مولانا قاضی عبداللطیف سے اکثر و بیشتر مرزائیوں کا مباہلہ چلتا رہتا تھا۔ شدہ مباہلے تک پہنچا۔ طے یہ پایا کہ تین تین آدمی دونوں طرف سے لے لیے جائیں۔ مسلمانوں کو سب سے تین علماء کرام تھے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب
2. حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب
3. حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب

مرزائیوں کی جانب سے (1) عبدالرحیم شاہ (2) غلام حیدر (3) عبدالرحیم عرف کھیم چنے گئے۔

یہ تاریخی مہبلہ 26 فروری 1943ء جمعہ کے دن طے پایا اور ارد گرد کے مسلمانوں کو اطلاع بھیج دی گئیں۔ عوام کا عظیم اجتماع حق و باطل کے اس معرکے کو دیکھنے کیلئے اکٹھا ہوا۔ منتخب کی گئی جو کہ علاقہ کا مشہور ترین مزار تھا، جو "غازی بابا" کے نام سے مشہور تھا۔ مہبلہ شروع ہونے سے قبل حضرت مولانا کریم عبد اللہ صاحب نے مہبلہ کی حقیقت بیان کی اور غرض و غایت سے روشناس کرایا۔ نیز قادیانیت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی کہ ہم نبی کریم ﷺ کو ماننے والے ہیں، جبکہ مرزائی مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر ہیں، جبکہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ انتقال کر چکے ہیں اور مرزا قادیانی حضرت عیسیٰؑ کی جگہ پر آ کر آئے ہیں۔ ہم اس لیے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ سب مل کر عاجزی، زاری اور خلوص سے دعا کریں جس کا عقیدہ غلط ہے اور جو باطل پر ہے، خداوند قدوس اس پر ہلاکت کی صورت میں (ایک سال اندر اندر) عذاب نازل کرے اور سخت مزادے۔

چنانچہ تمام حاضرین نے اپنے سروں کو ننگ کر کے دعا شروع کر دی اور بیس منٹ کا دعا شروع ہوئی اور مجمع سے آمین آمین کی آواز آتی رہی۔ دعا کے درمیان غلام حیدر نامی قادیانی پر غشی کا دورہ آیا، بیہوش ہو کر گر پڑا۔ عبد الرحیم شاہ قادیانی نے اس کو ہوش میں لانے کے بعد کھڑا کیا اور حوصلہ دلایا۔ دوسرا قادیانی عبد الرحیم، جو کاندھار تھا اور مہبلہ میں شریک تھا، اسی دعا کے دوران کہنے لگا کہ میں خدا سے کہتا ہوں کہ خداوند قدوس، جو ہم میں جھوٹا ہے، اس کو پاگل کر دے تاکہ دیکھے سچا کون ہے اور جھوٹا ہے اور دوسروں کو بھی عبرت ہو۔

حضرت مولانا کریم عبد اللہ صاحب مدظلہ نے بیان فرماتے ہیں کہ مہبلہ سے قبل میں عبد الرحیم شاہ قادیانی سے، جو وہاں مرزائیوں کا سرغنہ تھا، کہا کہ آؤ تم اور میں ایک آسان طریقہ اختیار کریں۔ یہ جو چیز کے بلند و بالا درخت ہیں، ان درختوں پر چڑھ کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چھلانگ لگاتے ہیں، جو سچا ہو گا وہ نیچے جائے گا اور جو جھوٹا ہو گا وہ نیچے گرے گا۔ یہی مر جائے گا۔ لیکن مہبلہ میں شاہ قادیانی نے اس بات سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ نہیں، ہم مہبلہ ہی کریں گے۔

اب سنئے! مہبلہ کرنے والے قادیانی لوگوں کے ساتھ کیا بیعتی اور ان کا انجام کیا ہوا۔ قادیانی نے دوران مہبلہ خود کہا تھا کہ خدا جھوٹے کو پاگل کر دے۔ ایک ماہ کے بعد وہ پاگل ہو گیا۔ فول بکنے لگا۔ قریب "جانبہ" نامی بستی میں فوج کا کیمپ تھا۔ وہ وہاں بغیر اجازت داخل ہوا اور شروع کر دیا۔ انگریز کمانڈر تھا۔ اس نے عبد الرحیم قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا اور وہاں تک جیل میں رہا۔ جب جیل سے رہا ہوا تو خود کہنے لگا کہ میں نے مرزا قادیانی کو سوری کی شکل میں

قادیانی عقیدے کو ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ غلام حیدر نامی قادیانی کو اس کے بھتیجیوں نے ٹھیک کے بعد جمعہ کے دن 26 مارچ 1943ء کو بالکل معمولی بات پر جہنم واصل کر دیا۔ غلام حیدر کی والدہ شہی۔ بھتیجیوں کو سیکشن کورٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ چند مہینے ہی گزرے تھے کہ پولیس نے مولانا اور جرمانہ کے بری کر دیا اور اس کے وہ بھتیجے تاحال زندہ ہیں۔ حضرت مولانا کریم عبد اللہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس سال سے ہم تینوں علماء کے سر میں بھی کبھی درد نہیں ہوا، بلکہ پہلے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ نے دور فرمادی۔

پھر قادیانی عبد الرحیم شاہ کو 1974ء میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مہلک بیماری میں مبتلا کیا کہ اس میں کبڑے پڑ گئے اور عام لوگ اس کے کمرہ میں نہ جاسکتے تھے۔ کمرے میں داخل ہونے سے بھی مرنے لگتا تھا۔ بالآخر کافی مدت ایسی کیفیت میں رہنے کے بعد عبد الرحیم شاہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

مہبلین علماء میں سے صرف مولانا کریم عبد اللہ صاحب مدظلہ بقید حیات ہیں۔ بقیہ دو حضرات نے اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ میں نے یہ روئیداد مولانا کریم عبد اللہ صاحب سے سنی ہے۔ (مولانا منظور احمد شاہ آسی، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ 307 تا 310) قادیانیوں! اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو ایسا ہی عذاب منہ کھولے اور پنجے پھیلائے بڑی بے رحمی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ قبر میں آگ لگنے کا عذاب..... گرزوں کا عذاب..... پیاس کی شدت..... کھولتا پانی پینے کا عذاب..... خون اور پیپ نوش کرنے کا عذاب..... کھال جل جانے کا عذاب..... انتڑیاں کٹ جانے کا عذاب..... دماغ ابل جانے کا عذاب..... سانپ بچھوؤں کا عذاب..... اسی تمہارے اور عذاب کے درمیان مہلت کی دیوار حائل ہے..... ابھی سانسوں کی ڈور نہیں..... ابھی زیست کا چراغ نہیں بجھا..... ابھی عزرائیل پیغام موت لے کر نہیں آیا..... لحظہ لحظہ..... گھڑی گھڑی تمہارے ہمدرد اور ننگسار بن کر تمہارے دل و دماغ کے دروازوں پر دستخط دیتے ہیں۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ذر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا



(نومسلم، سابق قادیانی)

”السلام: روزنامہ ”تبرہ“

مرزا قادیانی کا عبرت ناک انجام

قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن

قادیانیت عہد رواں میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اس فتنہ نے جدا اسلام پر ہونے والے سب سے بڑے زخم لگائے ہیں کہ جسم اسلام زخمی زخمی اور بولہو ہے۔ آج بھی اس فتنہ نے اپنے پیروں کو اپنا تختہ مشق بنا رکھا ہے اور ارتدادی تیروں کی بارش جاری ہے۔

گزشتہ ایک صدی سے امت مسلمہ نے اپنے آقا و مولا جناب رسول عربی ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف لے والے اس فتنہ سے بڑی جاندار لڑائی لڑی ہے۔ اس سلسلہ میں کبھی کبھی بڑی سے بڑی علماء و درویش نہیں کیا۔ امت کے بہترین علماء نے اپنا علم اس فتنہ کے خلاف وقف کر دیا اور دلائل و براہین سے اس سازش کے پرچے اڑا دیئے۔ خطیبوں نے اپنی خطابتوں سے اس فتنے کو طشت از بام ہمارے شعلہ نوائیوں سے مرزائیت کے خرمن میں آگ لگا دی۔ ادیبوں نے نوک قلم سے قادیانیت کے پرچے پر چڑھے ہوئے منافقت و عیاری کے دبیز پردے تار تار کر دیئے۔ شاعروں نے اپنے رزمیہ قلم سے ملت کے خون میں بجلیاں دوڑا دیں اور ملت کو قادیانیت کے خلاف صف آراء کیا۔ لاکھوں مسلمان ختم نبوت نے جیلوں کی اذیتیں برداشت کیں۔ گھر و جوانوں نے اپنے سینے گولیاں اگلتی مشینوں کے سامنے رکھ دیئے اور سرکوں پر اپنی جوانی کے گرم خون کا چھڑکاؤ کر دیا۔ بوڑھوں نے اپنی خمیدہ کمر پر ظالم پولیس کی لاشیوں کی برسات سہی۔ ماؤں نے اپنے لاڈلے بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا کرنا نہیں سوائے قتل روانہ کیا۔ بچوں نے گلیوں بازاروں میں ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف نعشے لگائے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اتنی جدوجہد اور اتنی قربانیوں کے باوجود قادیانیت اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچی۔ قادیانی سانپ زخمی تو ضرور ہوا ہے۔ لیکن موت کے گھاٹ نہیں اترا۔ 1974ء کے ایس ای کے فیصلہ اور 1984ء کے اقتناع قادیانیت آرڈیننس نے قادیانیت کے نجس وجود کے خلاف دھواؤں کاٹے ہیں لیکن ہنوز شہرہ رگ محفوظ ہے۔

دوستو! فکر کے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور بھرپور غور کرتے ہیں کہ ایک صدی کی گھمسان کی

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے ”سیرت المہدی“ نامی کتاب میں اپنے اجداد کے واقعات اپنی ماں کی زبانی تفصیل سے لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

”جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔

کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی۔ آپ کی حالت سخت قرب

اور گھبراہٹ کی تھی آپ بول نہ سکتے تھے۔ (یعنی زبان بند ہو گئی) آپ نے بائیں ہاتھ کا

سہارا لے کر بستر سے اٹھ کر کچھ کہنا چاہا مگر بمشکل دو چار الفاظ ہی لکھ سکے۔ یہ آخری قریب

تھی۔ جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا اور کچھ حصہ پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ تھوڑی دیر

بعد آپ کو غرغره شروع ہو گیا۔ سانس لہا لہا اور کھینچ کھینچ کر آتا۔ غالباً ایک یا دو دفعہ آپ

رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے اتنے میں آپ کو ایک دست آیا۔ مگر اب اس

قدر ضعف تھا کہ آپ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا

اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا پھر آپ کو ایک

آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل

چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی ککڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔“

(سیرت المہدی جلد 1 ص 11)

مرنے سے پہلے مرزا قادیانی کو بڑا خوفناک ہیضہ ہوا۔ منہ اور مقعد دونوں راستوں سے قہقارے

بہنے لگی اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ لیٹرین تک جاسکتا اس لئے چارپائی کے پاس اینٹیں رکھ دی گئیں۔

نجاست اتر پلٹنا رہا۔ جب آخری دست کیا تو ساتھ ہی قے آئی جس سے زندگی کا آخری چکر آیا اور

اپنی ہی غلاطت میں گر کر 26 مئی 1908ء کو بروز منگل بوقت 10:30 بجے رات جہنم واصل ہو گیا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا

پھر مرزے کی گندی بدبودار لاش کو مال گاڑی میں رکھ کر قادیان روانہ کیا گیا اور مرزے کے

اور اس میں پڑے ہوئے بھوسے کو بعد میں حکومت نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا تاکہ علاقے میں

وباء نہ پھیلے۔ بچوں نے سچ ہی کہا تھا۔

دو لکڑیاں دو کانے۔۔۔ مرزا میرا ٹٹی خانے

لائی لڑنے کے باوجود بھی قادیانیت موت کے غار میں کیوں نہیں اترتی؟

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کے اسباب کیا ہیں؟

اس کے محرکات کیا ہیں؟

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے۔

اور وہ ہے قادیانی نواز ٹولہ۔ جس نے اسلام کو قادیانیوں سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

وجود پران کے لگائے ہوئے چمکوں کی تعداد قادیانیت کے چمکوں سے زیادہ ہے۔

کفر کے بادشاہوں نے جب عربوں کے سینے پر اسرائیل کا انگارہ رکھا۔ تو پھر اس اسرائیل کی

حفاظت بھی خوب کی۔ اسے زندگی کے تمام وسائل مہیا کئے۔ اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا۔

اسرائیل عربوں کے سینے پر مونگ دل رہا ہے۔ مسلمانوں کا گوشت کھا رہا ہے، خون پی رہا ہے۔

میں خونی قہقہے لگا کر بدست ہو رہا ہے۔ یہ ساری انسانیت سوز کاروائیاں کفر کے بادشاہوں کی

سرپرستی کروارہے ہیں۔

اسی طرح جب کفر کے بادشاہوں نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے

جہاد سے تہی دامن کرنے کے لئے اور ان کے بدن سے روح محمد نکلانے کے لئے قادیانیت کا کھڑا

پھر قادیانیت کی خوب پرورش کی۔ نوازشات کی موسلا دھار بارش برسائی۔ دولت کے انبار لگائے۔

اپنی سنگینوں کے سائے تلے اسے پروان چڑھایا۔ اپنی سرپرستی کی چھتری اس کے سر پر رکھی۔

حفاظت کے لئے تمام وسائل میدان میں جھونک دیئے۔ آج بھی جب کبھی پاکستان میں قادیانیوں کا

مسئلہ اٹھتا ہے اور مسلمان قادیانیت کی گرفت کرتے ہیں تو قادیانیوں کی حمایت میں بہت سی

حرکت میں آجاتی ہیں۔ بہت سے قلم متحرک ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسانی حقوق کا رونا روتا ہے۔

اقلیتوں کا راگ الاپتا ہے، کوئی پاکستانیت کے نام پر دھائی دیتا ہے۔ کوئی برادری کی وجہ سے قادیانیوں کی

حمایت کرتا ہے۔ کوئی دوستی کے ناطے قادیانیوں سے ہمدردی کرتا ہے۔ کوئی محلے داری کی وجہ سے

قادیانیوں کی طرف داری کرتا ہے۔ کوئی مالی مراعات کی وجہ سے قادیانیوں کی فیور میں کام کرتا ہے۔

کوئی وکیل چند ٹکوں کے عوض عدالت میں قادیانیوں کی وکالت کرتا ہے۔

قادیانی نواز! کا وجود وہ وجود ہے، جس کے سہارے قادیانیت کا وجود کھڑا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کے پاؤں ہیں، جن کے سہارے قادیانی مسلم معاشرے میں پھیل

قادیانی نواز! قادیانی کی زبان ہے، جس سے قادیانی بولتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کی آنکھیں ہیں، جن سے وہ مسلمانوں کو گھورتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کے دست و بازو ہیں، جن سے وہ اسلام کی تخریب کا کام کرتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیت کی رگوں میں دوڑنے والا خون ہے جس سے قادیانیت کے نجس

وجود میں زندگی کی رمت باقی ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیت کے جسم میں روح ہے، جس سے قادیانیت زندہ ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے ہاتھوں میں وہ سفاک خنجر ہے، جس سے قادیانی اسلام پر حملہ

آدرہ ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے ڈھال ہے، جس سے وہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیت کے لئے مورچہ ہے، جس میں بیٹھ کر قادیانی مسلمانوں پر حملہ کرتے

ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے قلعہ ہے، جس کی فصیل پر چڑھ کر قادیانی مسلمانوں پر

سنگ باری کرتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے زرہ ہے، جسے پہن کر قادیانی اسلام سے لڑتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانی گدھوں کے پر ہیں، جن کے سہارے یہ گدھیں مسلمانوں کے سروں

پر منڈلاتی رہتی ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے اس مادہ کنکر کی طرح ہیں، جس کے بچے جنگل میں ادھر

ادھر شرارتوں میں مصروف ہیں اور جو نبی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں، فوراً بھاگ کر ماں کے

پاس آ جاتے ہیں اور ماں کے وجود سے لگے ہوئے تھیلے میں چھپ جاتے ہیں اور پھر خطرہ

دور ہو جانے پر باہر نکل کر اپنی شرارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

قادیانی نواز! اس بد قماش ڈیرہ دار کی طرح ہیں، جہاں مجرم جرم کرنے کے بعد پناہ حاصل

لیتے ہیں اور اگر کبھی کبھار پولیس کسی مجرم کو پکڑ لے تو وہ ڈیرہ دار فوراً جا کر مجرم کو اپنے اثر و

رسوخ سے پولیس سے چھڑوا لاتا ہے۔

قادیانی نواز! وہ وکیل اور عالم مجرم ہے جو چند ٹکوں کی خاطر عدالت میں کھڑا ہو کر قادیانی مجرم کی

حمایت میں منہ بنانا کر دلائل دیتا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ قیامت کے دن

قادیانی کی حمایت کرنے والا وکیل مرزا قادیانی کے کیمپ میں ہوگا اور مسلمانوں کی حمایت

ہاں کا کوئی فرد قادیانی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھے گا اور ساری برادری قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کرے گی۔

آج اگر محلے کے لوگ یہ فیصلہ کریں کہ ہم قادیانی دکاندار سے سودا سلف نہیں لیں گے۔
آج اگر کسی مارکیٹ کے تاجر یہ فیصلہ کریں کہ ہم کسی قادیانی تاجر کو اپنی ایسوسی ایشن کا ممبر نہیں بنائیں گے اور زندگی کی ہر سطح پر ان کا بائیکاٹ کریں گے۔

آج اگر کسی دفتر کے ملازمین اپنی میٹنگ بلا کر یہ فیصلہ کریں کہ ہم اپنے دفتر میں ملازم ہر قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کریں گے۔

آج اگر کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی کے طلباء یہ فیصلہ کریں کہ ہم قادیانی طلباء کا ہر طرح سے مقاطعہ کریں گے۔

آپ دیکھیں گے کہ قادیانیت صرف چند ہفتوں میں دم توڑ جائے گی۔ ہزاروں قادیانیوں کو اپنے جرم کا احساس ہوگا اور یہ احساس انہیں حقیقت پر سوچنے پر مجبور کرے گا اور انشاء اللہ ہزاروں قادیانی قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام کے دامن میں آئیں گے۔ اور جو بد بخت رہ جائیں گے، وہ پاکستان چھوڑ کر کسی اور ملک میں بسنے کے لئے بوریا بستر باندھیں گے۔

دوستو! مندرجہ بالا صورت حال سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ قادیانیت ہماری بے غیرتی اور بے حسی کی زندہ ہے اور ہم خود ہی قادیانیت کو زندگی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

اے فرزندان اسلام! ایک شخص دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا۔ ہتھوڑے سے کیل پر زور دار ضربیں مار رہا تھا۔ دیوار نے کیل سے کہا۔

”اے کیل! تو کیوں میرے سینے کو پھاڑ رہا ہے؟“

”اے دیوار! مجھ سے کیوں شکوہ کر رہی ہے۔ شکوہ ہتھوڑے سے کرو جو مجھ پر پے در پے ضربیں لگا رہا ہے۔“

کیل نے جواب دیا۔

آج ہمارے معاشرے میں قادیانی نواز کا کردار ”ہتھوڑے“ کا ہے جو قصر اسلام میں چھید کرنے کے لئے قادیانی کیل سے پورا تعاون کر رہا ہے۔ اگر یہ ”ہتھوڑا“ کیل کا ساتھ چھوڑ دے تو یہ کیل کچھ بھی کر سکتا۔

اے قادیانی نواز! بہت ظلم کر چکا۔ اب بس کر دے۔ اللہ کا خوف کر۔ رسول اللہ ﷺ سے حیا کر۔ اللہ سے شرم کر۔ اہل بیت اور صحابہ کرام کا پاس کر۔ ملت اسلامیہ پر رحم کر۔ آخرت کی آہنی پکڑ کی عذاب قبر کا احساس کر۔ اور نہ اپنے ایمان کا ستیاناس کر۔

نے والا وکیل حضور اکرم ﷺ کے کیپ میں ہوگا۔ سوال اٹھتا ہے کہ قادیانی

ہے۔

جواباً عرض ہے کہ:

جوزبان قادیانیوں سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے، وہ زبان قادیانی نواز ہے۔

جو ہاتھ قادیانی سے مصافحہ کرتے ہیں وہ ہاتھ قادیانی نواز ہیں۔

جو بازو قادیانی سے بغلگیر ہوتے ہیں وہ بازو قادیانی نواز ہیں۔

جو قدم قادیانی کے گھر جاتے ہیں، وہ قدم قادیانی نواز ہیں۔

جو شخص قادیانی کے ساتھ کھانا پیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص کے گھر شادی غمی کے موقعوں پر قادیانی آتے ہیں، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔

جو افراد قادیانیوں کی مصنوعات خریدتے ہیں، وہ قادیانی نواز ہیں۔

جو شخص قادیانیوں کو تعلیم دیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں سے سلام دعا لیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں کی دکان سے سودا سلف خریدتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں کو اپنے ہاں ملازم رکھتا ہے، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔

اور جو شخص حق و باطل کی اس جنگ میں خاموش رہتا ہے، وہ بھی قادیانی نواز ہے

آئیے اس آئینہ میں دیکھیں!!!

کہیں میں قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں آپ قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارے والد صاحب قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہماری والدہ صاحبہ قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارے بھائی اور بہنیں قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارا کوئی عزیز یا دوست قادیانی نواز تو نہیں؟

خدا را! خود بھی اس ملعون کام سے رکنے اور دوسروں کو بھی اس دینی بے غیرتی سے روکنا
قادیانی سے دوستی اللہ کے عذاب کو لاکارتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کرنا ہے اور آپ ﷺ
نظر رحمت سے محروم ہوتا ہے۔

صاحبو! آج اگر برادری کا جرمہ بلایا جائے اور برادری کے بڑے یہ فیصلہ کریں کہ آج

اے قادیانی نواز! دیکھ یہ ہیں قادیانی عقائد، جن کی تو حمایت کرتا ہے۔

”خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی، ازالہ، صفحہ 10 مصنفہ مرزا قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(نعوذ باللہ)

(مندرجہ ”اخبار بدر“ قادیان، 25 اکتوبر، 1907ء)

”مسح موعود در حقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں باعتبار نام کا اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل، قادیان، جلد 3، نمبر 76، مورخہ یکم جنوری 1906ء)

مرزا قادیانی کہتا ہے۔

”مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور اس طرح کی باتیں کرتا ہے اگر کچھ باتیں ہوں تو جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جائیں۔“ (نعوذ باللہ)

(”سیرت المہدی“ جلد اول، صفحہ 88، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی، ابن مرزا قادیانی)

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی، میں نے پوری کی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(”حاشیہ تحفہ گوڑویہ“ صفحہ 165، مصنفہ مرزا قادیانی)

”قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا قادیانی) منہ کی باتیں ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تذکرہ، صفحہ 102-103)

”جو حدیث میرے خلاف ہے، وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دو۔“ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی، صفحہ 30، مصنفہ مرزا قادیانی)

”جو میری جماعت میں داخل ہوا، وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔“ (مرزا قادیانی)

(خطبہ الہامیہ، صفحہ 171، مصنفہ مرزا قادیانی)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ

رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(بیان مرزا بشیر الدین محمود قادیانی ابن مرزا قادیانی ”اخبار الفضل“ قادیان 17 جولائی 1922ء)

”خدا عرش پر تیری (مرزا قادیانی) تعریف کرتا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے

پر درود بھیجتے ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(رسالہ درود شریف، بحوالہ ”الربیعین“ نمبر 2، صفحہ 15-18، نمبر 3، صفحہ 24-26، مصنفہ مرزا قادیانی)

”بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(ضمیمہ نصرت الحق، صفحہ 120)

”ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔“

(نعوذ باللہ)

(ماہنامہ ”المہدی“) بابت جنوری فروری، 1915ء، 2، 3 صفحہ 57)

”کر بلا میرے روز کی سیر گاہ ہے۔۔۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔“ (نعوذ

باللہ) (نزول اسح، صفحہ 96، مصنفہ مرزا قادیانی)

اے قادیانی نواز! تیری قادیانیت نوازی کا مطلب قادیانیوں کے ان غلط اور روح فرسا عقائد کی

حمایت کرنا ہے۔ تیری قادیانیت نوازی سے مراد قادیانیوں کے ان ایمان سوز عقائد کی حمایت کرنا

ہے۔ کچھ آنکھیں کھلی کہ نہیں۔ بتاؤ ہن کی گرہیں کھلیں یا نہیں۔ بتاؤ ضمیر نے کوئی انگڑائی لی یا نہیں۔

ہن کی تادور نہ وہ وقت آنے میں کوئی دیر نہیں۔ جب تو زمین کے جڑوں میں جکڑا جائے گا۔ جب منکر

گرم مار مار کر تیرے وجود کو دھنی ہوئی روٹی کا ڈھیر بنا دیں گے۔ جب سانپوں اور بچھوؤں کے

اعدام قہر پر ٹوٹ پڑیں گے۔ جب جہنم کی چنگھاڑتی بھوکی آگ تجھے جلا کر خاک سیاہ بنا دے گی۔ اور

تو میں جلتا ہوا مرزا قادیانی تیرا تماشا دیکھے گا۔

خواب میں سور کے ریوڑ چرانا:

بھارت کے شہر مونگیر میں ایک خدا رسیدہ ذاکر و شافع شخص ماسٹر خدا بخش

مونگیر کے حکیم فضل احمد سے ان کے تعلقات تھے، جو مرزائی ہو گئے، ان کے پاس

مرزائیوں کا آنا جانا شروع ہو گیا، ماسٹر خدا بخش نے خواب میں دیکھا کہ حکیم فضل احمد

مرزائی سور کے ریوڑ چرا رہے ہیں۔

عبدالواسط

انگلت کی نیواٹھائی۔

قادیانیت، خطرہ، جائزہ، تجاویز

7 ستمبر 1974ء کے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کے بعد گزشتہ 14 سالوں میں قادیانیت کن مراحل سے گزری اور اس آئینی ترمیم اور 1984ء میں نافذ کئے گئے صدارتی آرڈی نانس کے بعد قادیانیت کن سازشوں میں ملوث ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس مسئلہ کی نوعیت اگرچہ اجمالی ہے۔ لیکن ہم بعض ایسے امور کی نشاندہی کریں گے جن کی طرف اس وقت دینا از حد اہم ہے۔

قادیانی تحریک جس کی ابتدا 1880ء کے اوائل میں ہوئی۔ برصغیر کی ایک ایسی تحریک تھی جس نے پاکستان و ہند کے سیاسی اور مذہبی ماحول میں ایک مخصوص کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد نے 1880ء سے لے کر اپنی وفات 1908ء کے عرصے میں تحریک کو سیاست پر مبنی ایسا مذہبی رنگ دیا کہ قدرے تبدیلی کے ساتھ اُس کے جانشینوں نے اپنا نئے رکھا اور انہی اعتقادات اور ہدایات کو آج کے قادیانی اپنائے ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک عام شخص تھا جو نہ تو ذہنی طور پر کسی اعلیٰ صلاحیت کا مالک تھا اور نہ اس کوئی فکری انقلاب پیدا کرنے کی اہلیت تھی۔ قادیان کے دیہاتی ماحول میں اس نے آنکھ کھولی۔ وہ مسلمانوں سے غدار اور بھائی کی سکھوں اور انگریزوں سے وفاداری کو بنظر غائر دیکھا اور ہمہ گیر محرومیوں اور مسلسل پریشانیوں کے ازالے کے لئے کوئی ایسی راہ اختیار کرنے کی ٹھانی جس سے اس کی خاندانی وجاہت قائم رہے۔ اس کے لیے ایمان فروشی اور انگریز کی غلامانہ تابعداری ترقی کا زینہ تھی۔ اس کے سوا اسے کوئی راہ بھائی نہ دی۔ رفتہ رفتہ وہ دین فروشی کے دھندے کا امام بن گیا۔ مسلسل بیمار اور بیمار آدمی جو بیٹیس، مہرگی، کثرت بول، اسہال وغیرہ جیسے امراض میں مبتلا ہو۔ اس کے ذہنی قوی اور نفسیاتی احوال و افکار کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اس کے الہامات، پیش گوئیاں، دعاوی اور واقعات تحریک کے خدوخال کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ البتہ اس کا روبرو بار میں مرزا قادیانی نے اپنے لئے عمدہ زندگی گزارنے کی راہ نکالی۔ دوسرے انگریز کی سیاسی خدمت کر کے جماعت تنظیم مانی اور

مرزا قادیانی نے انگریزی سامراج کی زبردست حمایت کی۔ جہاد کو جس سے مراد انگریز کے خلاف بغاوت و تشدد پسندانہ تحریکات تھیں، منسوخ کر دیا۔ دنیا کے ان تمام ممالک میں جہاں مسلمانوں کے خلاف جہاد کے نام پر سیاسی تحریکیں چلا رہے تھے، اپنا لٹریچر روانہ کر کے ان کو انگریز کی طرف راہنمائی دیا۔ یہودی استعماری تحریک صیہونیت کے لئے سیاسی خدمات انجام دیں اور اپنے دعاوی و ہتھکنڈے، مسیح موعود، محدث، نبی، کرشن، اوتار کی بھول بھلیوں میں الجھا کر نامور علماء اور حریت پسندوں کو انگریز کی مخالفت سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا اور ان کی سامراج، دشمن تحریکوں کا رخ ان کی طرف موڑ کر ان کی فعال اور حریت پسندانہ توانائیوں کو برباد کیا۔

حقیقت پوری طرح آشکار ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریز آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہودی تحریک کاروں کی حمایت سے آگے بڑھا اور اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پر دیگر ممالک میں پھیلا ہوا۔ برطانوی ہند کے علاقے پنجاب میں جو کہ انگریز کی وفاداری اور فوجی بھرتی کے لئے ایک ایسی تحریک کا وجود بہت بڑی سیاسی اہمیت کا حامل تھا۔ جس کے نتیجے میں مختلف طبقوں کے مابین مسلسل تصادم ہو۔ ہر اقلیتی فرقہ یا گروہ اپنے زندہ رہنے کے لئے انگریز کی طرف دیکھے۔ ان کی رواداری کو اپنی بقا کی ضمانت جانے۔ اس تحریک سے یہ مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے بھی معلوم ہو رہا تھا کہ قادیان کا یہ بھول مدعی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اسلامیان ہند کو گمراہ کر رہا ہے۔ اسلامی فکر کے احیاء کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جو مستقبل میں اُن کے اقتدار کے لئے ڈھال بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی انٹیلی جنس نے قادیانیت کی آبیاری کی اور اس خود کاشتہ پودے کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

قادیانیت کے دام ہم رنگ زمین میں جو لوگ پھنسے ان میں زیادہ تعداد پنجاب کے لوگوں کی تھی۔ ان میں نچلے طبقے کے لوگ زیادہ تھے۔ جو انگریز کے دور حکومت میں معاشرتی ترقی اور اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کے خواہاں تھے۔ اس میں ہمیں عدالتی نظام سے وابستہ چھوٹے اہل کار، منشی، نائب کورٹ، جج وغیرہ نظر آتے ہیں۔ پنجاب اور برطانوی ہند کے دور کے محکموں مثلاً محکمہ نہر، ریلوے، پوسٹ وغیرہ کے باپو اور کلرک بھی اس تحریک سے وابستہ ہوئے۔ چونکہ انگریز کی زبردست حمایت اور اعلیٰ صنف مرزا قادیانی کا ایمان تھا۔ اس لئے استحصالی طبقوں کے لوگ جیسے جاگیردار، انگریز کے اہل کار، سفید پوش، نمبردار، ضلع دار وغیرہ بھی اس تحریک کو اپنے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ سمجھتے اور ظاہر جماعت میں شامل نہ ہونے کے باوجود قادیانیت نواز تھے۔ کئی لوگ محض اس لئے قادیانی

نہایت وفادار خادم تھا۔ اس نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر اور عدالت عالیہ ہند کی زمانے میں ہر سطح پر انگریز کی خدمت کو ایمان کا جزو سمجھا اور کسی مرحلے پر بھی تحریک آزادی مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے لئے آواز بلند نہ کی۔

مطالبہ پاکستان یا تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کردار قطعاً منفی تھا۔ شاطر سیاست مرزا نے نہایت عیاری کے ساتھ 1946ء کے انتخابات میں مکروہ کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت کا رچا کر قادیانیوں نے یونیٹس آف آزاد اور زمیندار لیگ کے پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے امیدواروں بھرپور حمایت کی۔ کیونکہ محض اسی صوبے میں وہ کسی حد تک سیاسی کردار ادا کرنے کے اہل تھے۔

پاکستان بننے کے بعد مرزا محمود نے جو کچھ کیا وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں رہا۔ جنگ کشمیر 1947ء پاک بھارت 1965ء کی سازشیں، بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے عزائم، جارحیت پتلی اردو تبلیغ، سیاسی، مذہبی، اقتصادی و فوجی اداروں اور رسول حکموں میں اثر و نفوذ کی خفیہ کاروائیاں، افتراق پھیلانے والے لٹریچر کی تیاری اور تقسیم سمیت صوبائی و علاقائی فتنوں کی آبیاری بعض ایسے ہیں جو محتاج تعارف نہیں۔ سر ظفر اللہ نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہماری خارجہ پالیسی کے خلاف خدوخال مرتب کئے جن کے باعث پاکستان سامراجی طاقتوں کا حاشیہ بردار بن گیا اور اسلامی ممالک کٹ کر رہ گیا۔

نومبر 1965ء میں جب مرزا محمود واصل جہنم ہوا تو قادیانی جماعت کی تعداد میں کافی اضافہ چکا تھا۔ یہ اضافہ قادیانی مبالغہ آرائی کے لحاظ سے ہزاروں میں تھا اور جماعت کے اراکین کی تعداد پچاس لاکھ جو صریح جھوٹ ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک تو پہلے سے مرتدین کی ذریت کے ہوا ہوا اور دوسرے لاہوری جماعت کے کہنے کے مطابق نوکری اور چھوکری کے طلب گاروں نے ہمارے میں شمولیت اختیار کی۔ جماعت کے چندوں میں نامعلوم اور معلوم ذرائع سے اضافہ ہوا اور ممالک میں نئے مشن قائم کئے گئے۔ مرتد اعظم سر ظفر اللہ نے قادیانیت کی ترقی میں کافی مدد دی۔

مرزا ناصر احمد نے 1965ء سے 1982ء تک ربوہ کے راج بھون پر قبضہ کئے رکھا۔ اس بارے میں بھی بہت سی رنگین داستانیں مشہور ہیں۔ جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں۔ مرزا ناصر احمد اسرائیل میں قائم قادیانی مشن کو مضبوط بنانے کی پوری کوشش کی اور 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد صیہونی اشارے پر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کے جال بچھائے، افریقہ میں قادیانی مشن برطانوی اور امریکی سامراج کی بھرپور حمایت حاصل رہی جس کے باعث کئی افریقی غربت و بے ساری کے ازالے کے لئے قادیانیت کی آغوش میں چلے گئے۔ گولڈ کوسٹ، سیرالیون، تانزانیہ، جنوبی افریقہ

پتلی اردو تبلیغ کی آماجگاہ بن گئے۔

پاکستان کی شکست و ریخت اور علاقائی اور لسانی عصبیتوں کو ہوا دینے میں قادیانی ہمیشہ سے پیش قدمی کی۔ ایوب خان کی مربیت کے خاتمے کے بعد انہوں نے نئے سیاسی مربیوں کے حصول کے لئے عرصہ شروع کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں گھٹاؤ نہ کرنے کے بعد بھٹو حکومت میں اچھے حاصل کیے۔ لیکن اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء کے بعد ان کی سازشیں منظر عام پر آنے لگیں۔ 7 ستمبر 1974ء ان کا یوم احتساب بنا اور بعد کے چند سال قادیانیت کی اصلیت کو بے نقاب کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوئے۔

اسرائیل، مغرب کی سامراجی طاقتیں اور ان کے حاشیہ نشین قادیانیت کی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور جنوب میں ترقی کے خواہاں رہے اور پاکستان میں علمائے اسلام اس دشمن استعمار نو از اور اردو پر مبنی اس کاد کا محاسبہ کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ جولائی 1978ء میں مرزا ناصر احمد سویڈن، ڈنمارک، آئرلینڈ اور لندن کے دوروں کے بعد اکتوبر میں ربوہ آیا۔ استعماری طاقتوں نے ان کی خوب دہائی کی اور مالی وسائل کی فراہمی کے وعدے کئے گئے۔ لندن میں جماعت کا اکاؤنٹ جلد ہی لاکھوں روپے بنتی گیا۔

اسرائیل کے قادیانی مشن نے مشرق وسطیٰ میں کذاب قادیان کا لٹریچر عربی زبان میں تیار کر کے نام روانہ کیا اور بعض لاہیریوں میں رکھوایا۔ مرزا ناصر نے اپنے جاسوس مبلغ لبنان میں بھیجے۔ ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے اور بہانیت کے خلاف ایرانی حکومت کی مہم کے بعد انہوں نے بھائیوں کے ساتھ خفیہ معاہدہ کیا۔ 1980ء میں مرزا ناصر نے امریکہ کے دورے کے دوران بھائی رہنماؤں سے ملاقات کی اور باہمی یگانگت کے معاہدے کئے۔ جون 1982ء میں مرزا ناصر واصل ہوا۔

مرزا طاہر احمد قادیانی جماعت کا چوتھا سربراہ بنا۔ اپنے بھائی رفیع احمد کو پچھاڑ کر ربوے کی گدی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے حواریوں کی مدد سے جن میں سر ظفر اللہ پیش پیش تھا۔ انتہائی درجہ کی غنڈہ گردی کے ساتھ حاصل کی۔ یہ اسی قسم کی غنڈہ گردی تھی جو اس کے باپ مرزا محمود نے 1916ء میں قادیان میں سر ظفر اللہ پارٹی کی مدد سے کی تھی۔ مرزا رفیع احمد کے حواری الزام لگاتے ہیں کہ مرزا طاہر غاصب، بے ایمان، سیاسی جوڑ توڑ کا ماہر ہونے کے باعث تخت خلافت چھین لے گیا۔ بہر حال قادیانیت کے نئے دور کے لئے 1982ء سے 1984ء تک اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے اور استعماری اڈے بشارت معبد قائم کے علاوہ کوئی نمایاں کام نہ کیا۔ 1984ء میں صدارتی آرڈیننس کے اجراء کے بعد مرزا طاہر

خفیہ طور پر ہماری غفلت کے باعث برقعہ پہن کر لندن بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ خفیہ ایجنسیوں کے بعض اراکین نے اس کو ”پیش آمدہ خطرات“ سے آگاہ کر دیا تھا۔ قادیانوں کا حکومت مرزا طاہر کو تحریر بھی کاروائیوں کے الزام، اسلم قریشی کیس اور صدارتی آرڈی نینس 1984 خلاف ورزی کرنے کے جرم میں گرفتار کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔ جس کا ان کو بعض دوسرے پولیس اہل کاروں سے علم ہو گیا اور مرزا طاہر لندن جا کر ایک تو جماعت اور خلافت کو بھائی دوسرے اپنا تحفظ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ قادیانی خدشات کچھ بھی ہوں لیکن یہ بات افسوس کہ مرزا طاہر دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جس طیارے میں مرزا طاہر سوار ہونے والا تھا پاکستان پائلٹ نے اس کو اپنے ساتھ لے جا کر KLM کے جہاز میں سوار کرایا۔ اتفاق سے اسی طیارے پر مصطفیٰ گوگل صاحب سابق وزیر جہاز رانی سفر کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام آباد، لندن سے مرزا طاہر کے معلوم ہوا کہ مرزا طاہر اپنے برطانوی آقاؤں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور ان کے جنوں میں دھوکہ ربوے کے پالتو مبلغ اس کو ”نشان“ قرار دینے لگے۔

مرزا طاہر نے لندن میں جعلی نبوت کے نام پر جو کاروبار شروع کیا ہے اس کے گزشتہ ایک ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔

اس نے لندن کو اپنا مستقل اڈا بنانے کے بعد چیدہ چیدہ قادیانی مبلغوں کو لندن بلا کر اس سے جلال الدین قرہ، کلکتہ سے مولوی امینی، قادیان سے وسیم احمد وغیرہ نے اس میننگ میں شریک کر کے مبلغوں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ صدارتی آرڈی نینس کے خلاف پروپیگنڈا مہم چلائیں۔ فوجی حکومت کو بدنام کریں اور قادیانیت سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں اور پولیس سے رابطہ رکھیں۔

پاکستان میں قادیانیت کو جن مسائل کا سامنا تھا۔ ان کے لئے ایک الگ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ سیکولر اور اشتراکیوں کی اعانت سے آرڈی نینس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا، طلباء اور وکلاء کی سے ساز باز کرنا اور جعلی تنظیموں کے نام سے مختلف طبقوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا شامل تھا۔ گزشتہ سالوں میں دیوبندی، بریلیوی وغیرہ فرقوں کے خلاف جو فتاویٰ چھپ رہے ہیں اور ایک دوسرے اکابر کے خلاف جو سخت کلمات فوٹو سنٹ پر چوں کی صورت میں گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ قادیانیت کا خفیہ ہاتھ ہے۔ لسانی، گروہی، طبقاتی اور علاقائی عصبیتوں کو ہوا دینے میں بھی عناصر پیش پیش ہیں اور نہایت خفیہ اور منظم طریقے سے ملک کی سالمیت کے خلاف سازشوں میں ہیں۔ علماء کرام سے عرض ہے کہ وہ ان کی سازشوں کو سمجھیں اور عوام کو باہمی اتحاد و یک جہتی کا درس دیں۔

مرزا طاہر نے بین الاقوامی جاسوسی اداروں سے معقول مالی امداد حاصل کی اور ان کی مدد سے

کرنے میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ اسرائیلی انٹیلی جنس موساد (Mossad)، امریکی سی آئی اے، برطانوی ایم آئی 5 (MI-5) جرمن اور ڈیج سیکرٹ سروس قادیانیت کو مالی ذرائع مہیا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ 1982ء میں بیرونی مشعوں سے قادیانیوں کو سات کروڑ بارہ لاکھ روپے مل گئے۔ 1987ء میں یہ رقم 18 کروڑ چھتیس لاکھ تک پہنچ گئی جو اڑھائی گنا سے زیادہ اضافہ ہے۔ یہ رقم کہاں سے آئی اور ایک دم اس میں اتنا اضافہ کیسے ہوا؟ ابھی تو یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو ان لوگوں نے خود شائع کئے ہیں۔ درپردہ کہانی کچھ اور ہوگی۔

پاکستان میں 1982ء میں قادیانی چندوں کی مقدار ایک کروڑ ستاون لاکھ روپے تھی۔ جو 1987ء میں سات کروڑ بارہ لاکھ روپے ہو گئی ہے۔ یہ سات گنا اضافہ کہاں سے ہوا ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ تینوں سالوں سے حاصل ہونے والے قادیانی چندے جو 1982ء میں 9 کروڑ تھے۔ اب 21 کروڑ 10 لاکھ تک پہنچ چکے تھے۔ دیگر تحریکوں کے چندوں سے 10 کروڑ 3 لاکھ روپے ان سے علاوہ ہیں۔

کیا حکومت پاکستان قادیانیوں کے ان چندوں کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتی کہ یہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ اور وہ کون سے ایسے قادیانی امراء و صنعت کار ہیں جو ہزاروں روپے جماعت کو دے رہے ہیں۔ پاکستان کے آڈیٹر جنرل آف پاکستان ریونیو AGPR کو فوری طور پر قادیانی فنڈز منجمد کر کے اس میں پڑتال کرنی چاہئے اور قادیانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے حسابات اے۔ جی (A.G) آفس کو پیش کریں اور ان کو شائع کیا جائے۔ اگر سیاسی جماعتوں کے فنڈز کی تحقیقات کی جا سکتی ہیں تو مذہب کے نام پر ملنے والے اس یہودنوازی سیاسی تنظیم کے خفیہ مالی ذرائع کی تحقیق کیوں نہیں کی جا سکتی؟ یہ شبہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ کے پی ایل 480 کے تحت جمع پاکستانی پیپلس سے قادیانیوں کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کے مرکزی مبلغین دنیا بھر کے ممالک میں قادیانیت کی ترویج اور سیاسی پخت و پز کے لئے بھیجے ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد 182 ہے۔ یہ مبلغ ربوہ سے تیار ہو کر باہر جاتے ہیں۔ افریقہ میں ان کی سب سے زیادہ کھپت ہے۔ جہاں سکیم کے تحت قائم قادیانی ہسپتالوں میں جماعت کو سوا آٹھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدن ہے۔ 31 قادیانی سکول ہائیر سینڈری تعلیم دے رہے ہیں۔ اور سو پرائمری سکول ہیں۔ ان بچوں کے ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں۔

برطانیہ نے اپنے پرانے سیاسی خادموں کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے ٹل (Tillford) کے علاقے میں کئی ایکڑ زمین پر مشتمل اراضی الاٹ کر دی ہے۔ یہاں قادیانی مرکز ”اسلام آباد“ قائم ہو گیا ہے۔ یہ زمین ان کو کوڑیوں کے مول دی گئی ہے۔ مرزا طاہر نے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ تیار کرائے ہیں۔ ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ اور ویڈیو فلم

یورپی ممالک اور امریکہ نے چونکہ قادیانیت کی پشت پناہی کرنی ہوتی ہے اس لئے وہ حقوق انسانی کی آڑ لے کر پاکستان پر مختلف نوع کے دباؤ ڈالتے ہیں۔ قادیانی انسانی حقوق کی تنظیم انیسٹیٹوٹ آف انسانی حقوق کے کمیشن (اقوام متحدہ) اور بین الاقوامی پریس میں پاکستان میں کئے جانے والے تمام قادیانی مظالم کو خوب اچھالتے ہیں۔ اور جب ایسی مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوتی ہیں تو یہودی پریس اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اس ”مظلوم اقلیت“ کا تحفظ کریں۔ کئی قادیانیوں نے اس دباؤ پر دون ملک خصوصاً مغربی ممالک جرمنی میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے اور کئی مراعات حاصل کئے گئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے قادیانیت کی کھلی حمایت کے لئے انسانی حقوق کے تحفظ کا جو ڈھونگ راکھا ہے۔ اسی قسم کا ڈھونگ بہایت کی حمایت میں بھی جاری ہے۔ مغربی پریس بھی ان کو مظلوم اور پشیمان حکومت کو ظالم قرار دیتا ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے رائے عامہ کو متاثر اور تیار کرتا ہے۔

یہاں ایران سے بھاگ کر پاکستان میں اپنے اڈے قائم کر رہے ہیں۔ قادیانیت چونکہ جہاد کی مخالف، سامراج کی حاشیہ بردار، یہودیوں کی پروردہ استعماری ایجنسی ہے اس لئے اسلام دشمن طاقتیں اس کی ترقی کو اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں جو اس کے نزدیک انقلاب کا درس دیتا ہے اور سامراج اور صیہونیت کا دشمن ہے۔ قادیانیت کافروغ اسلامی نظام پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کو کمزور کر سکتا ہے۔ قادیانی تحریک کی بنیاد ایک ایسے نظریے پر قائم ہے جس میں اسلام کی انقلابی روح کو مکمل ختم کر کے اسے سامراج کی داشتہ بنادیا گیا ہے۔ اس لئے ایسی تحریک، اس ”تشدد پسندانہ“ اسلام کا ایک توڑ توڑ ثابت ہو جاتی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی اور یہودی مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں قادیانیت کی ترقی کے لئے اسے ہر طرح کی مدد بہم پہنچاتی ہیں۔ اسی لئے مرزا طاہر کو امریکہ ”اسلام“ پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

یہ تو ایک اجمالی سا خاکہ ہے۔ جس سے قادیانیوں کے عزائم اور ان کی گزشتہ پالیسیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسی اسلام مخالف تحریک جس نے گزشتہ صدی میں استعماری اور یہودی طاقتوں سے اتنی بڑی قوت حاصل کر لی ہے اور جس کی پشت پر امریکہ، اسرائیل اور یورپ کا تعاون اور سرمایہ ہے اس کے زہریلے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اسلامی طاقتیں اور علمائے کرام کیا کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ جس قدر بڑا چیلنج ہے اتنا بڑا مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ ہماری حکمت عملی بعض خامیوں کا شکار ہے۔ ان خامیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں کئی طرح کی ترامیم کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کو ڈرافٹ کے طور پر

پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں 2720 کسٹومرز 18 زبانوں میں تیار کر کے قادیانی مضمون کو مہیا کر رہے ہیں۔ جو اردن اور کیلیفورنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اتنا قادیانی لٹریچر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں کے بقول دس سال میں بھی تمام امور قادیانیت کے مستقبل کے جارحانہ عزائم کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قادیانیوں کی اردن اور یمن کا سب سے شرمناک پہلو عرب ممالک میں کیسٹ اور لٹریچر کی فروغ ہے۔ قادیانی اسرائیل امداد سے عرب مسلمانوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ جریدہ سویز کراچی 1986ء، 1987ء میں لکھتا ہے کہ

”حضرت امام جماعت احمدیہ نے عربوں کی طرف تبلیغ کے لئے جماعت کو خصوصی توجہ دلائی۔ باقاعدہ فارم کے لحاظ سے اب تک بانوے عرب جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت امام احمدیہ نے فرمایا کہ میرے ذاتی علم کے لحاظ سے ان کی تعداد دس گنا تجاوز کر چکی ہے۔“

عربوں کو مرزا غلام احمد کی لعنتی تحریک میں شامل کر کے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہمہ جہد جہاد ہے۔ عرب ممالک کو اس خطرے کی طرف فوری توجہ دینا چاہئے۔ اور قادیانیت کے دام میں پھنسنے والوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے یہ عرب لازمی طور پر زہر زہن کے متاع دین لٹا چکے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے مزید گمراہی پھیل سکتی ہے۔

مغربی ممالک اور امریکہ اپنے آپ کو آزاد دنیا قرار دیتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو ان کے سیکولر ازم اور انسانی حقوق کا علمبردار کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاحات اپنی کوئی مستقل معنی نہیں رکھتیں اور مغربی ادارے اپنی مرضی کے مطابق ان کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسرائیل کے یہودی فلسطین کے حریت پسندوں کو ہلاک کریں اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑیں تو نہ تو انسانی حقوق کو کوئی لائق ہوتا ہے اور نہ ہی اسے ظلم گردانا جاتا ہے۔ مغرب میں رنگ و نسل کی تیز اور جنوبی افریقہ کی نسل کی حمایت وغیرہ ان اصطلاحات کی زد میں نہیں آتے۔ مرزا طاہر اور اس کے حواری پاکستان میں قادیانیوں کو درپیش آنے والے واقعات کو بڑھا چڑھا کر یہودی نواز پریس میں اچھالتے ہیں۔ اور دیتے ہیں کہ پاکستان میں احمدی اقلیت کے انسانی حقوق سلب کئے جا چکے ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں کی تباہی کی جا رہی ہیں۔ ان کو اپنے عقائد کی ترویج و تشہیر کی اجازت نہیں اور ان سے امتیاز برتا جا رہا ہے۔ واقعات کو یک طرفہ طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی کاروائیوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

سمجھا جائے اور مستقبل کے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا جائے۔

1: قادیانی اپنی تعداد کے بارے میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی کل شماری کی جائے اور ان کے شناختی کارڈ اور شہریت (Domicile) سرٹیفکیٹ میں اندراج کیا جائے۔

2: تمام سرکاری اداروں اور دفاعی محکموں میں قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے۔ حساس محکموں میں ان کی بھرتی بند کی جائے اور دیگر محکموں میں ان کا اقلیتی کو ہر مقررہ کر دیا جائے۔

3: قادیانی پرچوں اور ان کے جرائد و رسائل میں جان بوجھ کر ایسا مواد شائع ہوتا ہے جس سے صدارتی آرڈی نینس کی خلاف ورزی ہو سکے۔ حکومت پر چہ شائع ہونے کے کئی ماہ بعد اسے جاری کرتی ہے جو کہ مضحکہ خیز امر ہے۔ ایسے پرچوں کو فوراً ضبط کیا جائے اور پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔

4: حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پاکستانی مشعوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے وزارت خارجہ کو پورے طور پر آگاہ کریں اور اس کا جواب دیں اور یہ جواب پاکستانی پولیس میں لازمی طور پر شائع ہو۔

5: لندن کے پاکستانی سفارتخانے کو مضبوط بنایا جائے تاکہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے حکومت کو مطلع کرے اور لندن میں قائم اسلامی مشعوں سے اشتراک پیدا کر کے ان کی حوصلہ شکنی کرے تاکہ وہ اس فتنے کا مؤثر سد باب کر سکیں۔

6: قادیانیوں کے خفیہ فنڈز کی تحقیقات کی جائے ان کو منجمد کر کے ان کا مکمل آڈٹ کیا جائے اور حساب کتاب کی تفصیل اے۔ جی آفس کے ذریعے حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ تاکہ اس میں کروڑوں کے اضافے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

7: قادیانی کتب و رسائل لندن اور بھارت میں چھپ کر پاکستان آرہے ہیں۔ ان کی آمد کو روکا جائے اور کسٹم کے محکمے کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ وہ ان کو ضبط کرے۔

8: قادیانیت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ اس کے بعد ایک پینل ٹریبونل قائم کر کے خاص سیاسی نقطہ نظر سے ان کی کاروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور انٹیلی جنس اداروں کو گزشتہ تمام خفیہ رپورٹوں کو نوٹ کر کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔ سیاسی جماعت قرار پانے کے بعد اس کی مذہب

پردے میں کی گئی کاروائیاں بے نقاب ہو جائیں گی۔

علمائے کرام، دانشوروں اور صاحب قلم لوگوں پر مشتمل ایک پینل مقرر کیا جائے جو قادیانیت کے متعلق مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار کرے یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ دنیا کو جدید تحقیقی انداز میں تیار کئے گئے لٹریچر سے دلچسپی ہوتی ہے جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو اور جس کے پڑھنے کے بعد تحریک کے بنیادی خطوط اور مضمرات واضح ہوں۔ وہ لٹریچر جو ایک عرصہ پاک و ہند میں چھپتا رہا اور محض مذہبی مناظرہ بازی کی پیداوار تھا۔ وہ باہر کی دنیا کے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔ محمدی بیگم سے نکاح، پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے کی بحث، حیات و وفات مسیح وغیرہ بہت کم زور دیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دائم المرض نفسیاتی مریض تھا۔ جس کو شوگر، مرگی، مسیریا، کثرت بول، اسہال وغیرہ کی بیماریاں تھیں۔ حصول زور اور جاہ طلبی کے لئے اس نے نبوت کے نام پر برطانوی سامراج کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ نفسیاتی لحاظ سے اس شخص کا تجزیہ اور اس کے اوٹ پٹانگ کشف والہامات کا تنقیدی جائزہ لوگوں کو بانی قادیانیت اور تحریک کے پس منظر کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کرے گا۔ اس سلسلے میں محترم جناب عرفان محمود برق صاحب (نومسلم، سابق قادیانی) کی کتاب ”قادیانیت اسلام اور سائنس کے کشمیرے میں“ کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ہر شخص تک یہ کتاب پہنچانی چاہئے۔

تحفظ ختم نبوت کی تنظیموں سے ایک دردمند انڈیپنڈنٹ کارکنوں کو یہ کام سونپیں کہ وہ انڈیا آفس میں فوری طور پر معقول وظائف کا اعلان کریں اور ریسرچ سکالروں کو یہ کام سونپیں کہ وہ انڈیا آفس میں لندن میں بیٹھ کر قادیانیت کے اصل پس منظر کو بے نقاب کرنے کا عظیم کام شروع کر دیں۔ یہ کام بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم نے اس اہم ذخیرے سے قادیانی تاریخ مرتب نہیں کی۔ اس منصوبے پر فوراً عمل کی ضرورت ہے۔ کچھ وظائف ان سکالروں کو دیئے جائیں جو بھارت میں جا کر وہاں خفیہ رپورٹوں سے استفادہ کر کے ان کی روشنی میں قادیانیت کے سیاسی اور مذہبی عوامل سے عوام کو واقف کرائیں اور دنیا کے سامنے یہ حقیقت ٹھوس ثبوت کے ساتھ پیش کریں کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی سازش کا دوسرا نام ہے۔ ”کذاب پنجاب“ یہود کا سیاسی اجرتھار اور قادیانی مبلغ جاسوسوں کا ایک گروہ تھا۔ قادیانیوں کو احمدیہ کی جو بلی کے موقع پر یہ تختہ پیش کرنا ضروری ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ اس ٹھوس تحقیقی کام سے متاثر ہوگا۔ ہم مناظر جو طریق اختیار کرتے ہیں اور جس طرح کی مذہبی مباحث چھیڑتے ہیں وہ مغربی دنیا کو متاثر کر سکتیں جو قادیانیت کی اسلام دشمنی کے باعث پہلے سے اس کی اعانت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

حمایت میں مہم بند کرنے کے لئے مجبور کرے۔ ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کرے اور سفارتی اثر و رسوخ بروئے کار لائے۔ ان ممالک کے سفارت خانوں کو قادیانی تحریک کی حقیقت بتائی جائے اور مناسب لٹریچر فراہم کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے ایسا لٹریچر تیار کر کے ان کو روانہ کیا جائے، جس سے وہ قادیانیت کا اصل چہرہ دیکھ سکیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر غور کر کے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے گا جو اس فتنے کو روکنے کے لئے ضروری ہے۔



عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے۔ اور فعل تعظیم ایمان ہر فرض سے مقدم ہے۔ اس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوہ خیبر سے واپسی پر رسول صہبا پر نبی ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو کا اس تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب چشم کھل کر مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے دعا کی پھر ڈوب گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر علی نے اس کی نیند پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غار ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے۔ اپنے کپڑے بھاڑ بھاڑ کر اس کے سر پر بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس ﷺ کو بلایا۔ آپ نے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت کے لئے آیا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ انور پر گرے، چشم مبارک کھلی تو عرض حال کیا حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام آگیا ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ برس بعد ہی سے شہادت پائی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ میں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے (بہار شریعت)

10: قادیانیت نے 1880ء تک جو سیاسی اور پاکستان مخالف کاروائیاں اور سازشیں کیں، سالمیت کے خلاف جو کام کیا ہے۔ اس کی تفصیل بھی منظر عام پر لائی جائیں۔

11: قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا محمود 1916ء سے 1925ء تک اپنی آمرانہ چلاتا رہا۔ یہ شخص برطانیہ کا ذلیل خوشامدی، آزادی ہند کا دشمن، مسلمان کی تکفیر کا مبلغ اور قادیانی کی لعنتی نبوت کا زبردست پرچارک تھا۔ سیاسی کردار کے ساتھ ساتھ اس کا نہایت ہی گھناؤنا اخلاقی کردار تھا اس کی سوانح قادیان کے راسپوٹین کے عنوان سے لکھی گئی ہے اور اس کا اصل چہرہ دنیا کو دکھایا جائے۔ وہ چہرہ جو لاہوری جماعت کے ”پیغام صلح“ لاہور مہالہ کے پرچوں، مصری کے بیانوں اور حقیقت پسند پارٹی میں حاصل جھلکتا ہے۔ راحت ملک کی کتاب ”ربوہ کا مذہبی آمر“ کو ایڈٹ کر کے فوری طور پر شائع کیا جائے اور اس کے انگریزی تراجم باہر کے ملکوں میں بھیجے جائیں۔

12: اسرائیل میں قادیانی مشن کی 1968ء سے 1987ء تک کی کاروائیوں کو ملتوث کرنے کے لئے ربوہ میں براہمان قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف سے پوچھ گچھ کی جائے۔ دو جاسوس مبلغ اللہ دتہ اور جلال الدین شمس واصل جہنم ہو چکے ہیں۔ رشید چغتائی اور نور شاہید ربوہ ہی میں ہیں اور اسرائیل کے قیام 1948ء کے وقت وہاں سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیانات لئے جائیں اور ان کی وہ تمام رپورٹیں جو یہ اسرائیل سے پاکستان بھیجتے تھے وہ حاصل کر کے منظر عام پر لائی جائیں۔ ان کے چھوڑنے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کے نام ای۔سی۔ ایل (Cell Control List) میں شامل کئے جائیں۔

13: جن عرب ممالک میں قادیانی اپنا لٹریچر اور مبلغ بھیج رہے ہیں۔ ان کے سربراہوں اور تنظیموں کو خطوط لکھ کر اور رسائل و جرائد میں مضامین کے ذریعے قادیانی فتنے کی سرکوبی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) نوٹس میں یہ بات لائی جائے تاکہ موثر قدم اٹھایا جاسکے۔

14: مرزا طاہر اور اس کے پاکستانی حواری ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور لندن میں کر وٹن عزیز کے خلاف زہر افشانی اور سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کے پاسپورٹ مٹھا جائیں اور شہریت ختم کر دی جائے۔

15: وزارت خارجہ امریکہ اور یورپی ممالک کو حقوق انسانی وغیرہ کے نام پر چلائی گئی قادیانیت

پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی

جن دنوں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی زندہ تھا۔ محترم ابن نظام نے چٹان کے جنوری کے شمارے میں انکشاف کرتے ہوئے لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو سائنس فاؤنڈیشن میں کام کرنے کے لیے اسلامی کانفرنس نے 5 کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔ جبکہ ڈاکٹر سلام نے اسلامی کانفرنس سے 10 ارب ڈالر کا تقاضا کیا تھا۔ ڈاکٹر سلام نے ٹریسٹی اٹلی میں نظریات طبعیات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے۔ جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں۔ اس مرکز کو بین الاقوامی ایٹمی ادارے یونیسکو کا تعاون بھی حاصل ہے۔ ڈاکٹر سلام کے بقول یہ غیر سیاسی ادارہ ہوگا اور اسے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے۔

ڈاکٹر سلام نے سائنس فاؤنڈیشن کے بارے میں یہ گمراہ کن تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی ادارے کی پالیسی اور ورکنگ ان کے مشوروں کی مرہون منت ہے۔ اسلامک سائنس فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جنرل جناب احمد قطانی (مراکش) بڑے زیرک اور محبت اسلام ایٹمی سائنس دان ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر سلام کی چرب زبانی کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑ دیا ہے اور ان کے ہتھکنڈوں میں سے صاف انکار کر دیا۔ ڈاکٹر سلام آج کل اسی نوع کا تاثر کویت میں دے رہے ہیں۔ کویت میں مسلم کی حیثیت اقوام متحدہ کے نمائندے کی سی ہے جس پر حکومت کویت کو کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ قادیانی گمراہی سے اسلامی ممالک کے ایٹمی اداروں میں نقب لگا رہا ہے۔

اسلامک فاؤنڈیشن جدہ میں واقع ہے۔ سعودی عرب کے بارے میں مشہور ہے کہ کوئی قادیانی وہاں پر نہیں مار سکتا۔ مگر ڈاکٹر سلام کے وہاں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں۔ وہ پوری یکسوئی اور اتحاد کے ساتھ جدہ میں تمام اسلامی ممالک کے ایٹمی پروگراموں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی کس قیامت کی چال چلتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان کتنے وثوق سے فریب کا شکار ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلام کس پایہ کا سائنس دان ہے اور اسے نو بل پرائز کس تحقیق کے سلسلہ میں ملا۔ اُس نے عالمی انعام حاصل کرنے کے بعد پاکستان کی کیا خدمات سر انجام دیں۔ یہ معما بھی حل ہو چکا ہے کہ پاکستان کے ایک "مایہ ناز" ایٹمی سائنس دان نے انکشاف کیا تھا کہ یہودیوں نے آئن سٹائن کی

تھیوری کے موقع پر فیصلہ کیا تھا کہ نو بل پرائز اپنی لابی میں جانا چاہئے۔ چنانچہ قرعہ ڈاکٹر سلام کے نام سے ڈاکٹر سلام نو بل انعام یافتہ ہوا۔ ورنہ اہلیت کے اعتبار سے وہ اس عالمی انعام کا سزاوار نہ ہو سکتا۔ ڈاکٹر سلام نے عالمی اعزاز تو حاصل کر لیا ہے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایٹمی میدان میں کون سا ممالک اسے بعد اس نے ملک کے لئے کون سا کارنامہ سر انجام دیا۔ کس سائنسی شعبہ میں اس کی خدمات سامنے آئی۔ کون سا معرکہ سر ہوا؟ یہ سوالات آج تک تشنہ جواب ہیں۔ ہم نے اس کے گلے پر ہاتھ نہیں ڈال دیئے۔ سرکاری سطح پر اس کا پرتیاک استقبال کیا۔ صدر پاکستان اس کے خیر مقدم میں کچھ بچھ گئے۔ ملت اسلامیہ کے جذبات سے بے نیاز ہو کر اس کی راہ میں پھولوں کی کھکشاں سجائی گئیں۔ مگر اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پاکستان کے ایٹمی اداروں میں کون سی انقلابی تبدیلی لایا ہے۔ اس کی معلومات کے مطابق وہ کوئی خدمت انجام دینے کے بجائے پاکستان کے بارے میں ایٹمی معلومات ہندوستان منتقل کرنے کا فریضہ سر انجام دے رہا ہے۔ وہ پوری طرح نگاہ رکھے ہوئے ہے کہ ہندوستان میں کوئی قابل اور ذہین سائنس دان ایٹمی اداروں تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر سلام پاکستان آتا ہے تو چند ہفتے قیام کے بعد وہ ہندوستان کو عازم سفر ہو جاتا ہے۔ جہاں اس کی ہمتیں اٹھیں بچھا دی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بنگلور، بنارس اور ہندوستان کی دیگر بڑی درس گاہوں میں سائنسی علوم پر لیکچر دیتا ہے۔ لیکچر محض بہانہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ پاکستان کے کٹر غنیمت دان کو اپنی تازہ ترین معلومات سے آگاہ کرتا ہے۔

اٹلی ایٹمی معلومات کی بنا پر لوک سمجھا اور عالمی سطح پر فوجہ کرنے لگتا ہے اور ان کے اخبارات ان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف زہرا گلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ گھر کے بھیدی اس طرح لکاؤ ڈھاتے ہیں کہ یہ ہے کہ پاکستان کے سیاسی دانشور ڈاکٹر سلام کی علیحدگی کے قصیدے پڑھتے تھکتے نہیں۔

ڈاکٹر سلام ایک طویل عرصہ تک پاکستان میں صدر کا سائنسی مشیر رہ چکا ہے۔ وہ مسٹر بھٹو کا سائنسی مشیر رہ چکا ہے۔ جناب بھٹو نے اسی کے ایما پر ڈاکٹر شہزاد صادق کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا۔ ڈاکٹر بھٹو نے اسی کے تمام وسائل ان کی تحویل میں دے دیئے تھے۔ ڈاکٹر شہزاد صادق نے اسی میں سیاہ و سفید کے مالک رہے اور رفتہ رفتہ قادیانی لابی کے لوگوں کو اوپر لاتے گئے۔ بعد ازاں ملک سے فرار ہونا پڑا۔ مگر آج تک جیل و گیس کی کارپوریشن قادیانی لابی کے مالک سے آزاد نہیں ہو سکی۔ اب بھی انہی عنایات کی بارش ہو رہی ہے اور ہم اپنی کوتاہی اور غفلت پر کف مل کر رہ گئے ہیں۔ ڈاکٹر سلام جب تک مسٹر بھٹو کے مشیر رہے، ان کی تمام صلاحیتیں قادیانی لابی کے سرگرم رہیں۔ جناب بھٹو کچھ کچھ قادیانیوں کے عزائم سے باخبر ہو گئے تھے۔ انہیں احساس ہو گیا

تھا کہ ان کے اقتدار کے گردان کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو مدعو بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے واپس سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

I do not want to set foot on this accursed land until the constitutional amendment is withdrawn.

”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔“

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اشتعال میں اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے۔ تاخیر نوٹیفیکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اعلیٰ تھیل میں لے لی۔ تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔ اتنی دریدہ دہشت اور ڈھٹائی کے باوجود جب ڈاکٹر سلام پاکستان آئے تو ان کی پذیرائی میں سرکاری باجیس کھل جاتی ہیں۔ اور اس کا شایان شان خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ وطن پرست رسوائی اور حد درجہ بے حرمتی کرنے والے اس ڈاکٹر کی پذیرائی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مارشل لاء کے فیض یافتہ اور سابق وزیر تعلیم مسٹر محمد علی ہوتی کو ڈاکٹر سلام کا کلاس فیلو ہونے کا حاصل ہے۔ ڈاکٹر سلام جب پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، تو جناب ہوتی نے ان کا سخت احتجاج کیا تھا کہ سلام قادیانی ہے۔ اس کا کھانا الگ کیا جائے۔ چند دن ہوئے مجھے ڈاکٹر سلام ایک پرانے رفیق اور ہم جماعت سے ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر سلام جب بھی پاکستان آتے ہیں تو یونیورسٹی کی پرانی یادیں تازہ کرنے کے لئے ان کے پاس مختصر قیام ضرور کرتے ہیں۔ سلام نے انہیں بڑے فخر سے بتایا کہ محمد علی ہوتی جس نے ہوشل میں ان کا کھانا الگ کر دیا تھا۔ آج اسلام آباد ایئر پورٹ پر گاڑی لے کر حاضر ہو جاتا ہے اور خوش آمدید کا یہ منظر دیدنی ہوتا ہے۔ نظر کے قدموں میں کس طرح سجدہ ریز ہوئی۔ اس اسرار سے سابق وزیر تعلیم ہی پردہ اٹھا سکتے ہیں۔ داناے راز یہی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر سلام کی خوشنودی کے طالب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عہدہ و منصب تقسیم میں ڈاکٹر سلام کی کرم فرمائی اور نوازش شامل ہوتی ہے۔

مجھے اس نابھہ روزگاری بات دل کو لگتی ہے۔ جس نے کہا تھا کہ پاکستان میں کوئی سیاسی جماعت ایک تک برسر اقتدار نہیں آسکتی جب تک اسے قادیانیوں کا غیر معمولی التفات میسر نہ ہو۔ انگلستان کا تاجور پیڑ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور اس کا زہر اور جڑیں ملک کے چاروں طرف پھیل رہی ہیں۔ اگر یہ کا آفتاب جب تک برصغیر پر قائم رہا، اس نے انہی افراد کو عہدوں سے نوازا، جو یا تو قادیانی ہیں ان کے منظور نظر تھے۔ اس طرح وہ ایک ایسی لابی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جو آج بھی ان کے مفادات کی پروٹیکشن کر رہی ہے۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نظر نہیں آتا کہ آج ملک میں ہماری تمام طاقتوں کے درمیان جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں، ان کے پیچھے قادیانی منصوبہ بندی اور سازشوں کا ہاتھ لگام کر رہی ہے۔

انگریز کی پروردہ یہ تنظیم زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی شانیں پھیلا رہی ہے اور سرکاری محکموں میں ان کی حد تک اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس کے اثرات ختم کرنے کے لئے صحیح طریقہ سے منصوبہ بندی کی گئی۔ حساس محکمے اس کی دست برد سے کل محفوظ تھے نہ آج۔ اس کے ایجنٹ خود کو کمرل ثابت کرتے ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے عمل کو محض ملاؤں کی تنگ نظری اور کج اندیشی سے روک کر دیتے ہیں۔ ملا کا لفظ گالی بن کر رہ گیا ہے اور کوئی فرد رجعت پسند کہلوانے کے لئے آمادہ نہیں۔ بعض لوگ بڑی معصومیت اور سادہ لوحی سے سوال کرتے ہیں کہ ان مولویوں نے کیا ہنگامہ کر رکھا ہے۔ کیا پاکستان میں اقلیت کو تحفظ حاصل نہیں۔ کیا یہاں ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی نہیں رہتے۔ انہیں ان کے حقوق اور تحفظات حاصل ہیں تو قادیانی اس سے کیوں محروم ہیں۔

ان یہاں آکر ٹوٹ جاتی ہے کہ یہ چند گمراہ مولویوں کے ذہن کا شاخسانہ ہے۔ ایک معروف مولوی نے قادیانیوں کا دفاع کرتے ہوئے لکھا کہ انہیں تو پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتوں سے حقوق اور تحفظ ملنا چاہئے۔ کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں کئی اقلیتیں سکونت پذیر ہیں اور ریاست ان کے حقوق محفوظ کئے ہیں مگر آج تک کسی عیسائی یا ہندو نے اٹھ کر یہ باطل دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ظالم ہیں۔ عیسائی اپنے آپ کو عیسائی سمجھتے ہیں اور ہندو خود کو ہندو کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص برسرِ ظلمان کرے کہ صد پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے علاوہ وہ بھی صدارت کے عہدے پر متمکن ہے تو اسے پائل سمجھنے میں ایک لمحہ کے لئے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ کیا حکومت یا ریاست اس کے باغیانہ نعرے کو برداشت کر سکتی ہے؟

مرزا غلام احمد نے بانگ دہل اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار اور فرقہ واصل کو کس نے برداشت کیا گیا، اس کے پیروکار اور ان کے خیر اندیش ملت اسلامیہ کو تلقین کرتے ہیں کہ قادیانیوں

میں ڈاکٹر صاحب کی عدم موجودگی میں مقدمہ چلا کر ایک طرف فیصلہ کرایا گیا۔ تاکہ ڈاکٹر صاحب کو ان کے گھروں سے گرا دیا جائے۔ اہل پاکستان نے ڈاکٹر صاحب کے گلے میں گولڈ میڈل پہنا کر اپنے کاؤنڈر انہ پیش کیا۔ وہ اس سے بھی بڑے اعزاز کے مستحق ہیں کہ گولڈ میڈل ان کی خدمات کے صلے میں ان کا حق ہے۔ نوبل پرائز بھی ان کے جادواں کارنامے اور خدمات کا قہقہہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کے دل ڈاکٹر صاحب کے لئے دھڑکتے ہیں۔ جذبات کا یہ خراج تمام عالمی انعامات کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے فقط اہل پاکستان کی محبتیں اور جذبات سے معمور دھڑکنیں ان کی حوصلہ دہی کے لئے کافی ہیں۔ ویسے بھی ان کے پایہ کی شخصیت عالمی اعزاز اور میڈلوں سے بالاتر ہے۔ اہل پاکستان ہر وقت ان کے لئے فرش راہ رہتی ہیں۔ یہ افتخار بانی پاکستان کے بعد اگر کسی شخص کے حصہ میں آئے تو وہ فقط ڈاکٹر قدیر خان ہیں جو 9 کروڑ آنکھوں میں محو خرام ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی وفات کے خلاف قادیانی ٹولہ اس لئے بھی سرگرم ہے کہ انہوں نے کہوڑہ ریسرچ سنٹر قادیانی فرد کو ملازمت نہیں دی۔ جبکہ ایٹمی توانائی کمیشن میں 25 کے قریب قادیانی اعلیٰ مناصب پر ہیں جن میں ڈاکٹر عبدالسلام کا بھائی بھی شامل ہے۔

سنٹر ذرائع سے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام جب پاکستان آتے ہیں تو ایٹمی توانائی کمیشن کے کیسٹ ہاؤس میں ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا ہے۔ وہ جناب منیر احمد کو فون کرتے ہیں تو ان کا عالم شوق میں کراچی پہنچ جاتے ہیں۔ وہیں اہل دل کی محفل جیتی ہے اور کسی نامہ و قاصد کے بغیر مل جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سلام وہیں سے ہندوستان کے لئے رخت سفر باندھتے ہیں۔ وہ وہاں کی معروف لوگوں میں اپنے بلیغ و فصیح لیکچر سے اہل علم کی تشنگی بجھاتے ہیں۔

ایک دانائے راز کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر سلام کی نگاہ ملک کے ان تمام افراد پر مرکوز ہے جو جدید ایٹمی توانائی کا نگاہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے تمام حضرات کو ایٹمی اداروں سے دور رکھے تاکہ پاکستان میں کوئی جوہر قابل سامنے نہ آ سکے۔ مجھ تک موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ایٹمی ذہین سائنس دان ڈاکٹر سلام کی بھیجٹ چڑھ چکے ہیں۔ ڈاکٹر سعید زاہد اس سلسلے میں سرگرم ہیں۔ ڈاکٹر زاہد، ملک کے مایہ ناز ایٹمی سائنس دان ہیں۔ انہوں نے آسٹریلیا کے ایٹمی توانائی کے جنیور میں مسٹر جان فلپ بیکٹر کے ساتھ کام کیا ہے۔ اس کے بعد امریکہ چلے گئے جہاں ان کی نہایت امتیازی حیثیت سے دو کورسز کئے۔ شکاگو کی شہرت یافتہ ایٹمی تجربہ گاہ آرگن نیوشل میں سے نیوکلیر انجینئرنگ کا کورس مکمل کیا اور کرج میں نیوکلیر ری ایکٹر ہیزروڈ کا کورس کیا۔ ڈاکٹر سلام نے ایکس سائنس دان ہیں جنہوں نے نیوکلیر ری ایکٹر ہیزروڈ کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان

کو تمام اقلیتوں سے زیادہ حقوق دیئے جائیں جبکہ وہ اعلانیہ اور واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مشن ہیں۔ یہودیوں کے وہی دوست ہو سکتے ہیں جو پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ پچھلے دنوں اسرائیل کے ایک اخبار پر وشلیم پوسٹ کے صفحہ اول پر تصویر شائع ہوئی جس میں مشن کے سربراہ نے اسرائیل کے صدر کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ اس نے انہیں مکمل آزادی دی۔ اس سے تعاون کیا۔ فلسطینیوں کو بے گھر کرنے اور بیت المقدس کی بے حرمتی کرنے والے یہودیوں کے ساتھ تعلقات قائم ہو سکتے ہیں جو 90 کروڑ مسلمانوں کے دینی جذبات سے کھیل رہے ہیں۔ ہمارے یہ لبرل دانشور جو قادیانیوں کو فتنہ اور غیر مسلم قرار دینے والے پر رجعت پسندی کی باتیں کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسٹر بھٹو کوئی مولوی نہ تھے۔ اور نہ کوئی رجعت پسند لیڈر، بلکہ سزا خانہ پانے سے پہلے انہوں نے شیو کا سامان طلب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں مولوی کی موت نہیں مانتا۔

I do want to die like moolvie death

مسٹر بھٹو سے ہزار اختلافات کی گنجائش ہے مگر کوئی شخص ان سے یہ اعزاز نہیں چھین سکتا کہ قادیانیوں کے خلاف تحریک کی پرورش کی اور بالآخر انہیں 1973ء کے آئین میں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ یہ اتنا بڑا کریڈٹ ہے کہ آخرت میں ان کے لئے ذریعہ نجات بھی بن سکتا ہے۔ چنان کے الی اور شورش کا شیریں نے مسٹر بھٹو کے نظریات کے خلاف ایک طوفانی جنگ لڑی۔ جیل میں گئے اور بالآخر برداشت صوبہ میں برداشت کیں مگر جب بھٹو نے آئین میں ترمیم کی تو انہوں نے تمام اختلافات بالاتر ہو کر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حالانکہ ان کے رفقاء ان سے متفق نہ تھے مگر آج انہوں نے انہیں کہا! آج مسٹر بھٹو کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو وہ آئندہ کوئی اچھا کام نہ کریں گے۔ تم اگر میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو نہ دو، میں تنہا اس شخص کو مبارکباد پیش کروں گا جس نے اس رسالت کی حرمیت کو قائم رکھا۔ چنانچہ یہ کہنا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینا محض علماء کی بے بسی ہے، ہر اس خلاف حقیقت ہے۔

مسٹر بھٹو نے اپنے دور میں کہوڑہ ریسرچ سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا اور ممتاز ایٹمی سائنسدان جناب کیو خان کو ہالینڈ سے بلا کر کہا آپ کام کریں اور اس سلسلہ میں بھاری اخراجات کی فکر نہ کریں۔ ان کے قیام کے فوراً بعد یہودی حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف سازشیں چھیلانا شروع کر دیا۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے علم و فن کا اعجاز ہے کہ وہ نہایت قلیل مدت میں پاکستان کی افروزدگی میں بھارت کے مقابلے میں بہت آگے لے آئے۔ یہ بات یہودیوں کے دل میں کانٹے کی کھنکھتی رہی۔ چنانچہ ایک منظم منصوبہ کے تحت ڈاکٹر صاحب پر ایٹمی راز چرانے کا شوشہ چھوڑا گیا۔

استعداد سے استفادہ کرنا چاہتی ہے۔ مگر پاکستان کا یہ ممتاز سائنس دان قادیانی سازش کا شکار ہوا اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ نوکر شاہی کی چیرہ دستیوں سے اس کا سینہ ٹگا اور اس کا دل بکھرا ہے۔ جس شخص نے نیوکلیر فیئٹری کو ابتدائی مرحلے میں بنی زندگی دی، اس کی ڈیزاننگ اور عملیاتیات صرف کیں، سائنس فاؤنڈیشن کوئی کمیتیں عطا کیں، جدید سائنسی علوم پر ید طولی رکھنے والے اس دیار وطن میں بے یار و مددگار ہے اور شہر خواہاں میں اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے اور ادھر دیکھو کہ کئی آبادیوں کے کینوں کو مالکانہ حقوق دینے چلے ہیں۔ نظام اسلام کا چرچا ہے اور حقوق دینے بے نیازی کا بھی مظاہرہ ہو رہا ہے۔

جان کیا جا چکا ہے کہ ڈاکٹر سعید زہد کا قصور فقط یہ تھا کہ انہوں نے ڈاکٹر سلام کو ریپشن دینے اور حرکت کرنے سے معذوری ظاہر کی تھی۔ استقبالیہ میں عدم شرکت پر انہیں سیکرٹری کی طرف سے ڈاکٹر سلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر سلام نے اپنی راہ کا کاٹنا صاف کر کے ہی سکھ کا سانس لیا۔ ان کے لیے کیو خان کو وہ اب تک اسیر نہیں کر سکے۔ حالانکہ ڈاکٹر قدیر ان کی عقابانی نگاہوں میں شروع سے ہی کھنک رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے ایک بالمشافہ ملاقات میں ڈاکٹر سلام کے نوبل انعام کی بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہودیوں نے آئن سٹائن کی صد سالہ برسی کے موقع پر ڈاکٹر سلام کی انعام دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس انٹرویو کی اشاعت پر قادیانیوں نے طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ پاکستان پر دباؤ ڈالا گیا تھا کہ ڈاکٹر قدیر اپنے بیان کی تردید کریں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے لیے براہ راست رسائی کہاں تک ہے اور وہ چلمن کے پیچھے بیٹھ کر کہاں سے تار بلاتے ہیں۔

پاکستان کے ممتاز جیالوجسٹ نے نوائے وقت کے چیف رپورٹر جناب انور فیروز سے انٹرویو کے دوران فیئر انکشاف کیا تھا۔ ان کا یہ بیان ”نوائے وقت“ کے جمعہ میگزین میں شائع ہوا۔ جس کی وجہ سے نظر سے نہیں گزری۔

میں نے 1967ء میں پہلی بار یورینیم دریافت کیا اور اس کی اعلیٰ کوالٹی کے نتائج حاصل کیے۔ یہ سابق صدر ایوب کے لئے چونکا دینے والا انکشاف تھا۔ کیونکہ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر عثمانی کہہ چکے تھے کہ پاکستان میں یورینیم نہیں ہے۔ ایوب خان سے یہ ملاقات کے چند دن بعد ڈاکٹر عثمانی کو چیئرمین کے عہدے سے فارغ کر دیا گیا۔ اس نے ایوب خان کو اندھیرے میں رکھا کہ یورینیم کی مدد سے کمیشن کو بھاری رقم مل سکتی تھی۔ ایوب خان نے ایٹمی ادارے کے ڈاکٹر غنی سے کہا کہ وہ میرے ساتھ گلگت جائیں۔ ڈاکٹر غنی نے میری کوششوں کی تعریف کی۔ ان کی واپسی کے بعد میں نے کوششیں تیز کیں

میں پتنگ کی منصوبہ بندی اور بلڈنگ کو ڈیزائن کرنے میں اس یکتائے روزگار سائنس دان کی ہمدردی مساعی اور کادشوں کا گہرا دخل ہے۔ امریکہ کے چوٹی کے ایٹمی سائنس دانوں نے ڈاکٹر سعید زہد کی معمولی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔ بلکہ نیوکلیر ری ایکٹر کے بارے میں ان کی پیش قدمی کا احترام کیا ہے۔ آج پاکستان کا یہ عظیم سائنس دان اسلام آباد میں کمپری کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ پٹن تک سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں نیوکلیر سائنس دانوں کے لئے کہو میں ان کے کٹال کا پلاٹ دیا گیا جسے بعد ازاں واپس لے لیا گیا۔ ڈاکٹر سعید زہد کی وہ خطا کیا تھی جس کی وجہ سے انہیں پٹن اور رہائشی سہولت سے بھی محروم کر دیا گیا۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ ان کے استقبالیہ دینے کے لئے آمادہ نہیں تھے۔ جبکہ حکومت کی طرف سے انہیں ریپشن دینے کی وجہ سے تھی۔ ڈاکٹر سلام ان کی گستاخی کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر زہد کا انکار سلام کی معافی گراں گزرا۔ چنانچہ انہیں سائنس فاؤنڈیشن سے فارغ کر دیا گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر سلام کی ہر بات جان غزل کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ افریقہ کی ایک ریاست میں حکومت پاکستان کے مصارف پر ہونے والے روانہ کیا جا رہا ہے۔ ان کا کثیر زرمبادلہ قادیانیوں کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ تبلیغی مشن پر جانے والے وفد کے تمام اراکین قادیانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا خزانہ غیر مسلموں کے لئے بھی کھلا ہے۔ نہ کوئی احتساب، نہ باز پرس۔ کس سے داد فریاد کی جائے۔

کون سنتا ہے فغاں درویش
ایم ایم احمد کے زمانے میں یہی دستور رائج تھا۔ اس وقت کسی سر پھرے نے قومی اسمبلی میں اٹھادیا کہ قوم کو اعتماد میں لایا جائے کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے تبلیغ دین کے لئے بھاری اخراجات کیوں برداشت کر رہی ہے۔ جب یہ سوال متعلقہ وزارت میں پہنچا تو ایم ایم احمد نے اس کا جواب دیا تھا۔ ان دنوں وزارت خزانہ کے سیکرٹری یہی تھے۔ اس کے بعد کسی مردحرنے جرأت نہ کی۔ آج قومی اسمبلی میں یہ سوال اٹھ جائے تو ایوان کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اہل وطن کو معلوم ہو جائے کہ قادیانیوں کے مبادلہ قادیانیوں کے مشن پر اٹھ رہا ہے۔ یہ سوال بھی جاں گسل ہے کہ ڈاکٹر سعید زہد کو ڈاکٹر عثمانی کی خواہشات اور مفادات کی نذر کیوں کیا گیا۔ انہیں راستے کا پتھر سمجھنے والے اپنے کن آقاؤں کی دست تعاون دراز کئے بیٹھے ہیں۔

یہ کس کافر کا غمزہ خون ریز ہے ساقی
میری معلومات کے مطابق حکومت عراق اپنے ایٹمی پروگرام کے فروغ کے لئے ڈاکٹر زہد

اور 200 کلو یورینیم نکالا اور پھر ایوب خان سے ملا۔ ایوب خان نے ہدایت کی کہ فرانس سے ماہرین کی ٹیم بلائی جائے جو ان علاقوں کا سروے کرے۔ ٹیم گلگت گئی اور صدر رپورٹ دی۔ میں ایوب خان کو 1968ء کے شروع میں پھر ملا۔ جنہوں نے مجھے راولپنڈی بلا کر بھاری انعام دینے کا اعلان کیا مگر انہیں مہلت نہ مل سکی۔ ان کے خلاف تحریک شروع ہو گئی۔ وہ اقتدار چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یورینیم کی تلاش کا منصوبہ غائب ہو گیا۔ صرف ایک جیالوجسٹ یورینیم کی تلاش میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اسے برطرف کر دیا گیا۔ وہ ملک سے باہر چلا گیا اور دوسرے ملک کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

ایٹمی توانائی کمیشن کے موجودہ چیئرمین نے عہدہ سنبھالا تو مجھے -2400 روپے ماہانہ پیش کش کی۔ پہلے ماہ تنخواہ دی گئی۔ دوسری بار مشروط کر دی گئی کہ میں اخباری بیان دوں کہ میرا پہلا مؤقف جو سرکاری فائلوں میں تھا، وہ غلط تھا۔ میرے انکار پر میری ملازمت ایک ماہ بعد ختم کر دی گئی۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے شیر خان کے پاس 8 ہزار کلو گرام یورینیم پڑا ہے جسے ایٹمی توانائی کے نام پر حکومت فروخت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ یاد رہے کہ ایک ایٹم بم کی تیاری میں اس یورینیم درکار ہے۔ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین نے شخص اس لئے شیر خان کو ملازمت سے برطرف کر دیا کہ اس نے پاکستان میں یورینیم کے بھاری ذخائر کی تردید سے صاف انکار کر دیا تھا۔ شیر خان وزیر پٹرولیم اور راولپنڈی یونین آف جرنلسٹس کے گولڈ میڈلسٹ کو متعدد خطوط لکھے۔ امریکہ سے حاصل کرنے والے ڈاکٹر اسد نے مکتوب لکھا کہ جواب تک دینے کی زحمت نہ کی۔ شیر خان نے جواب دیا کہ اگر مجھے ملاقات کا وقت عنایت کیا جائے تو وہ ان تمام چہروں کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔ جو ایٹمی پروگرام کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک ایٹمی قوت بنے۔

ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین جناب منیر احمد خان نے تادم تحریر شیر خان کے الزام کی۔ راولپنڈی کے ایک مقامی ہفت روزہ نے یہ شدید الزام عائد کیا ہے کہ اس ادارے میں قائد بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ موجود ہیں۔ ایک منصوبہ کے تحت قادیانیوں کی ایک بڑی گھنٹہ تو انائی کمیشن میں انتخابی اہم مقامات پر فائز کیا گیا ہے۔

جناب منیر احمد خان نے اردو ڈائجسٹ سے ایک تفصیلی انٹرویو میں یہ خوش رنگ دعویٰ کیا کہ ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ مقامی طور پر تیار کر سکتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔ 1977ء میں روزنامہ جنگ میں قوم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اب ہر سال ایٹمی ری ایکٹر کا

دفتر نے اس دعویٰ کو بھی باطل ثابت کر دیا۔ ہمارے پاس لے دے کے صرف ایک ایٹمی ری ایکٹر ہے جو برقی توانائی کے لئے کراچی میں نصب کیا گیا ہے۔ 175 میگا واٹ کا یہ ری ایکٹر 1975ء میں بنایا گیا تھا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ 175 میگا واٹ کا پوری دنیا کا واحد ری ایکٹر ہے جبکہ بالعموم 500 یا 1000 میگا واٹ کا حامل ری ایکٹر ہوتا ہے۔ تحریک اٹلانٹ کا حال یہ ری ایکٹر صحیح حالت میں کام کرنے سے قاصر ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کے پاس ایٹمی ری ایکٹروں کی تعداد بارہ کے لگ بھگ ہے۔

ڈاکٹر عفاف نے روزنامہ ”مسلم“ کے 9 مارچ کے شمارے میں پاکستان کے نیوکلیر پروگرام کی ترقی کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

”ہندوستان کے ایٹمی توانائی کے کمیشن میں بے شمار پی ایچ ڈی سائنس دان کام کر رہے ہیں۔ جبکہ منیر احمد خان جو گزشتہ چودہ سال سے مسلسل ایٹمی توانائی کمیشن کے سربراہ چلے آ رہے ہیں۔ نہ تو ڈاکٹر ہیں نہ ہی نیوکلیر انجینئرنگ میں کوئی ڈگری حاصل کی ہے۔ وہ صرف الیکٹریکل انجینئرنگ میں ایم ایس سی ہیں۔ انہوں نے چودہ سال میں کوئی قابل ذکر کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔“

منیر احمد خان کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ لیکن اپنی عمر کی توسیع کرنے کے لئے انہوں نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے ہیں۔ داد دیجئے کہ ان کے سفارش کے لئے کیا خوبصورت منصوبہ تیار کیا ہے۔ کچھ عجیب نہیں کہ اب تک اپنے منصوبہ میں کام کر رہے ہیں۔

ان کے آخر میں ایٹمی توانائی کے بین الاقوامی ادارے کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر سیگوارڈ اسکولڈ کو پاکستان پر پاکستان آنے کی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر سیگوارڈ نے صدر پاکستان سے بھی ملاقات کی اور بعد ازاں ٹرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے ایٹمی توانائی کے پر امن مقاصد خصوصاً طور پر میڈیسن اور زراعت کے مقاصد میں زبردست ترقی کی ہے۔ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ ان تنصیبات کی دیکھ بھال اور سب سے بڑھ کر پاکستانی سائنس دانوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی توانائی کمیشن کو اس عظیم الشان کارکردگی کے پیش نظر جفا طو پر کہا جاسکتا ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی میں پاکستان کا مستقبل بڑا

روشن ہے۔ ڈاکٹر سیکو ارڈ نے پنکھ کا بطور خاص حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پنکھ لڑا اسکول میں سائنس دانوں کی تعلیم و تربیت کا معیار بڑا قابل تعریف ہے۔

ڈاکٹر سیکو ارڈ کا یہ ستائشی بیان باخبر لوگوں کے لئے موجب حیرت ہے۔ یہ وہی صاحبِ دل ہیں جنہوں نے پاکستان کے پراسن ایٹمی پروگرام پر شکوک و شبہات کا اظہار کر رہے تھے۔ آج اس کی تعریف کے ڈوگرے برسارہے ہیں۔ زبانی تنقید و توصیف کے ستائش میں کیسے دخل دے سکیو ارڈ نے پنکھ کا بطور خاص حوالہ دیا اور منیر احمد خان کی خدمات اور علمی صلاحیتوں کو سراہا۔ قابل ذکر ہے کہ جناب منیر کی عمر ساٹھ کے ہندسے کو چھو رہی ہے۔ اور وہ ملازمت سے ریٹائر ہو کر قریب پینچ چکے ہیں۔ توسیع ملازمت کے لئے ان کے دل میں تمنا جوان ہو رہی ہے۔ بعض اہلِ علم کہنا ہے کہ وہ براہِ راست اپنی ملازمت میں توسیع کی استدعا نہیں کرنا چاہتے بلکہ بلواسطہ جانا چاہتے ہیں۔ وزیر اعظم کے دل میں نرم گوشہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خود کہنا نہیں چاہتے تھے۔ زبانِ غیر پر شرح کر دی گئی ہے۔ واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر سیکو ارڈ ایک ٹکڑا کا ایسے وقت میں پاکستان آیا جب جناب منیر احمد خان ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ بڑا ہی پہلودار اور معنی خیز ہے۔ منیر احمد خان اور ڈاکٹر سیکو ارڈ کے درمیان گہرے مراسم اور ربط باہم کو بھی خیال آفریں سمجھتے ہیں۔ ہمارے قومی رہنماؤں میں اصغر خان وہ واحد سیاست دان ہیں۔ جنہوں نے پاکستان کے پروگرام پر بڑی فراوانی سے بیانات جاری کئے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال امریکہ میں قیام کے دوران کہا تھا کہ یہ پاکستان کی حماقت ہوگی کہ وہ ایٹم بم بنائے۔ اسرائیلی ریڈیو ان کے کلام کو لے کر حضرت اصغر خان کے اس جرات مندانہ بیان پر خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ اصغر خان بہت سادہ و سلیس ستائش کی سند مل گئی۔ یہ اعزاز ان کو مبارک ہو۔ رقیب بھی خوش ہے کہ میرا کارواں خوئے دل ان کے پاس ہے۔ اصغر خان کا سیکولر ازم جو کل تک دل نشیں لفظوں میں دستور تھا، آج ان کے نظم سے چمک رہا ہے۔ ہم برسبیلِ تذکرہ یا تفریحاً یہ بات نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ قصدِ انہوں نے گداز گوشہ رکھا ہے۔ اہلِ قادیان ان سے الگ نہ ہوں اور انہیں قربت کا احساس رہے۔ بیان کیا جا چکا ہے کہ اسرائیلی قادیان کوئی غیر نہیں ہیں۔ قادیانیوں نے جبکہ اسرائیل میں اپنے مشن قائم کر رکھے ہیں تو اسرائیل اپنی موساد کے ذریعے قادیانیوں کی صفوں میں داخل نہیں ہو سکا؟ قادیانی اور یہودی اصل میں ایک ہیں۔ ایک کو قادیان کی بازیافت کی ترپ ہے اور دوسرے کو یہیل سلیمانی کی جتو ہے۔

ہے۔ شاہین پاکستان نے روزنامہ جنگ کو ایک طویل انٹرویو دیا۔ فرماتے ہیں۔

مطابق پاکستان کے سائنس دانوں کو ایٹم بم تیار کرنے کی تمام صلاحیتیں رکھنے کے باوجود ایسے کسی پروگرام کو تکمیل کے آخری مراحل تک پہنچانے کی ہدایات نہیں ہیں۔ نہ ہی موجودہ حکومت اس قسم کے منصوبے میں غیجیدگی کے ساتھ دلچسپی رکھتی ہے۔ بڑی طاقتیں جانتی ہیں کہ ضیاء الحق رائے عامہ اور پاکستانی قوم دونوں کو دھوکہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ ویانا میں ہر ایٹم اور ڈاکٹر سلام کے درمیان ہونے والی گفتگو صورت حال کو واضح کر دیتی ہے۔“

(روزنامہ جنگ 15 مارچ 1982ء)

اصغر خان کے اس بیان سے واقعی صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر سلام اور ایٹم کی گفتگو کا حوالہ دیا۔ جو ویانا میں ان کے درمیان ہوئی۔ مقام لگ رہے کہ پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر سلام کو بات کرنے پر کس نے مامور کیا۔ غلوت میں ہونے والی ملاقات اصغر خان تک کیسے پہنچی۔ یہ بات ان پر کیسے عیاں ہو۔ اصغر خان کے بیان پر تبصرہ تو بعد میں ہوگا مگر یہ حقیقت کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ ڈاکٹر سلام اپنے آقاؤں کو ایٹمی خبروں کی ترسیل کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ کہاں ڈاکٹر سلام کہاں ہر ایٹم۔ یہ ہر ایٹم وہ شخص ہے جو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو میلی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ایٹمی رسوائی کے درپے ہے۔ ہر ایٹم کو تو بھارت کی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔ مگر پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر سلام کو ترجمانی کا حق کس نے دیا۔ یہ سوال حقائق کا پردہ چاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ کیا سربراہ ایٹم اس کی وضاحت فرما سکتے ہیں۔ کیا وہ اہلِ وطن کو اعتماد میں لینے کے لئے تیار ہیں؟ اگر جواب نفی ہے تو پھر بتایا جائے کہ شاہین پاکستان، ڈاکٹر سلام کی وضاحت کو کیوں قبول کر رہے ہیں۔ انہیں ڈاکٹر سلام کی وکالت کیوں مقصود ہے؟ اگر اصغر خان اس پھیلی کے سیاق و سباق سے آگاہ ہیں تو وہی وضاحت فرمادیں۔ مجھے ان کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اصغر خان اس سلسلے میں کیا دلائل رکھتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پاکستان کو ایٹم بم بنانے کی بجائے اقتصادی پروگرام پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ نیز ایٹم بم بنانے کی حماقت سے باز آ جانا۔ دلیل بظاہر دل کش اور دل میں اتر جانے والی ہے مگر یہ بات کہتے وقت لائقِ احترام سیاسی قائد کو پاکستان کے خوفناک عزائم سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے۔ ہندوستان 1974ء میں ایٹمی دھماکہ کر کے نیو کلوب میں شامل ہو چکا ہے۔ اس نے اعلانِ ایٹم بم بنایا ہے اور ہائیڈروجن بم کے تجربات میں مصروف ہے۔ اس نے روس کی تنگی جارحیت سے مشرقی پاکستان کو ہڑپ کر لیا ہے اور برملا عالمی پریس کے سامنے ہمارے ہونے ہوئے کہا کہ ہم نے پاکستان کے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے دشمن جب اس کی ایک تیور سے پڑوسی ملک سے مخاطب ہو تو شاہین پاکستان کا ٹائٹل حاصل کرنے والے سیاسی قائد

ان کے لئے دل بستگی کا سامان پیدا کریں اور قوم کو اپنی آنکھ سچی کرنے کے مشورے سے نوازیں۔
بقا صرف دعاؤں ہی کے سہارے قائم رہ سکتی ہے۔

اصغر خان مزید کہتے ہیں۔

”میں اب تک 65 جلسے کر چکا ہوں۔ اس بارے میں پاکستان کی حساسیت مجھے کہیں نظر
آئی۔ ایٹم بم بنانے میں کسی غیر معمولی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا البتہ اخبارات میں غیر معمولی
جذباتیت کا اظہار ضرور کیا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش کا مسئلہ بھی جذباتی تھا، اس طرح نہ تو
پروگرام بھی۔ پاکستان کے لئے اہم اقتصادی مسئلہ ہے۔ ہمارے پاس صرف ایک ایٹمی
ری ایکٹر ہے اور وہ بھی صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہا۔ اس وقت بڑی طاقتیں ہماری مدد
اس وقت تک نہیں آئیں گی جب تک انہیں ہماری نیت کے بارے میں یقین نہیں
جاتا۔ ضیاء الحق اب تک جو کچھ کہتے رہے ہیں، ان طاقتوں کو ان کی زبان پر اعتماد نہیں
سمجھتے ہیں کہ ضیاء الحق جھوٹ بول رہے ہیں۔“

تحریک استقلال کے قائد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں پاکستانی عوام کے
شکوہ کر رہے ہیں کہ وہ نیوکلیر پروگرام پر حساس نہیں ہے۔ اسے ایٹم بم سے کوئی دلچسپی نہیں
اخبارات نے اسے مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ اصغر خان کے لئے یہ بات سورج کو چراغ دکھانے کے
ہوگی کہ قومی اخبارات عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اگر اخبارات پاکستان کے
پروگرام کے بارے میں تجسس ہیں تو اس لئے کہ اہل وطن کے لئے یہ نہایت جذباتی مسئلہ بن چکا
اگر قوم اتنی بے حس اور جذبات سے بے نیاز ہے جیسے اصغر خان سمجھ رہے ہیں تو کھوہ کے ہزاروں
جن میں ناخواندہ بھی یقیناً شامل ہوں گے۔ دُور شوق میں پاکستان کے رجل عظیم جناب قدیر خان
گلے میں گولڈ میڈل نہ ڈالتے اور ان کی عظمت کو سلام عقیدت نہ پیش کرتے۔ اصغر خان مزید فرماتے
کہ بنگلہ دیش کو تسلیم نہ کرنے کے سلسلے میں بھی پاکستانی عوام نے جذبات کا سہارا لیا۔ ابھی لوگوں کا حال
محفوظ ہے۔ اسے سیاست دانوں کی طرح دیکھ نہیں لگی۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ پوری قوم
خیبر سے کراچی تک بیک زبان ہو کر بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کی مخالفت کی تھی۔ مسٹر بھٹو جہاں لگی
انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بڑے فیاض سیاست دان تھے۔ انہوں نے جب قوم کا حال
موڈ دیکھا تو وہ اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں لے آئے۔ پیپلز پارٹی کے ارکان کی اکثریت نے پارلیمنٹ
بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ نوائے وقت نے اگلے روز سرخنی کے ساتھ خبر شائع کی کہ وزیر اعظم بھٹو نے
دیش کو تسلیم کر لیا۔ یعنی قوم نے اس سلسلے میں مسٹر بھٹو کو مین ڈیٹ نہیں دیا بلکہ یہ فرد واحد اور ایک آمر

اصل فیصلہ تھا جسے ایوان کے نام سے قوم پر مسلط کر دیا گیا۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے بعد 90 ہزار
اہل دیہیوں کی واپسی کا کیا جواز رہ گیا تھا۔ ہندوستان یہی چاہتا تھا کہ پاکستان بنگلہ دیش کو تسلیم کر لے۔
اصغر خان اپنے دلائل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہل پاکستان کے جذبات کی کوئی اہمیت نہیں۔

یہ استدلال پیش کرتے ہوئے اصغر خان اپنی کہہ مگرنی بھول گئے کہ انہوں نے قوم کے جذبات سے
اور ہو کر بنگلہ دیش کے تسلیم کئے جانے کے اپنے پہلے موقف سے توبہ کر لی تھی۔ بنگلہ دیش کی مثال دے کر
ادب اپنا سیسہ انڈیل رہے ہیں کہ پاکستان کو ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں اپنی عوام کی کوئی تائید حاصل
نہیں۔ اور اگر ہے بھی تو ایک سچے لیڈر کو دو ٹوک بات کہنی چاہئے۔ عوام ہی ان قائدین کو لیڈر بناتے ہیں
اصغر خان انہیں عوام کو سرزنش کرتے ہیں کہ ایک سچے لیڈر کو عوام کے جذبات اور امنگوں کی فکر دامن گیر
ہونی چاہئے۔

جہاں تک ایٹمی ری ایکٹر کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں گزشتہ دس بارہ سال
175 میگا واٹ کا ایک ہی ایٹمی ری ایکٹر ہے۔ کمال یہ ہے کہ اس ری ایکٹر نے آج تک
175 میگا واٹ پر اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اگر ری ایکٹر کو درکار صلاحیت کا صحیح نہیں ہے تو اس
میں اہل وطن کا کیا قصور؟ یہ تو منیر احمد خان بہتر بتا سکتے ہیں جن کا دعویٰ تھا کہ مزید ری ایکٹر لائیں گے۔
ہمارے امریکہ اور فرانس کے ماہرین کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ جب پاکستان کے نامور سائنس دان واحد
ری ایکٹر کو کام میں نہیں لاسکتے تو مزید فراہم کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ یہ رویہ پاکستانی سائنس
دانوں کو نااہل اور مٹھوک بنانے کے مترادف ہے اور اصغر خان وہی جواز پیش کر رہے ہیں جو امریکہ اور
فرانس شروع دن سے کہتے چلے آ رہے ہیں۔

ہندوستان پاکستان کے خلاف تین چار مرتبہ جارحیت کر چکا ہے۔ ہمارے مد مقابل ایک ایسا دشمن
ہے جو کسی بھی لمحہ شب خون مارنے سے گریز نہیں کرے گا۔ ہم دشمن کے بھیایک عزائم اور اس کے ایٹمی
پروگرام کی خوفناک تیاریوں سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ اسے جس دن ہماری کمزوری کا ادراک ہوگا۔
دھجک و جدل سے گریز نہیں کرے گا۔ اسی باعث تو پاکستانی عوام جذباتی ہو رہے ہیں۔ پاکستانی عوام کو
دھجک و جدل سے کوئی دلچسپی نہیں مگر وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی ان کو ہڑپ کر جائے۔ انہیں وطن کے دفاع
کا ہر اپورا حق حاصل ہے۔ سیاست دان جو پبلک کے جذبات اور حمایت سے اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے
لوا ب دیکھتا ہے اسے عوام کے اجتماعی احساسات کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔ ہندوستان کی
دکالت کا طوق گلے میں لٹکا کر قوم کی خدمت نہیں کی جاسکتی۔ یہ محض اغیار کو خوش کرنے کے حیلے ہیں۔
میں اس دل گرفتہ داستان کو بادلِ نخواستہ سمیٹ رہا ہوں۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے کسی شخص کے ساتھ کوئی

ذاتی عناد ہے نہ پر خاش۔ فقط اصلاح مقصود ہے۔ وطن کی محبت نے مجبور کیا ہے کہ میں اہل
قادیانیوں کی خوفناک سازش سے آگاہ کردوں جو دیمک کی طرح تمام اداروں کو چاٹ رہے ہیں
پاکستان کے تمام ایٹمی ادارے اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں ہیں۔ کھوٹہ ریسرچ سنٹر ایک ایسا ادارہ ہے
محض ڈاکٹر قدیر خان کی شدید حب الوطنی اور وہاں نہ محبت کی وجہ سے ان یہودیوں کی گماشتوں سے بچا ہوا
اگرچہ مردے کھانے والے کرمس کی طرح قادیانی اس عظیم ترین ادارے کے گرد بھی چکر لگا رہے ہیں
قدیر خان قوم کی متاع حیات اور سرمایہ زندگی ہیں۔ ان کی حفاظت کی جائے کہ وہ قوم کی زندگی ہیں
میں صدر پاکستان سے وطن کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں اصلاح اعلیٰ کی
طرف توجہ دیں۔ وطن کی مٹی ان سے اپنا قرض طلب کرتی ہے۔ یہ قرض جتنی جلدی بے باقی ہو۔ اچھا ہے۔



لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھرے ہوئے ہیں۔ اس میں وہ چیزیں ہوں گی
ان کی مثل نہ آکھوں نہ دیکھی نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں
ان کے ساتھ کر دی جائے گی۔ اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جتنی اس بازار میں باہم ملیں گے پھر
مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا اور لباس پسند کرے گا اور ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے
میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لئے غم نہیں۔ پھر وہاں سے اپنے
اپنے مکانات کو واپس آئیں گے۔ ان کی بی بیایاں استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی کہ
واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے۔ جواب دے گا
گے کہ پروردگار جبار کے حضور بیٹھنا نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہو جانا سزاوار تھا۔ جنتی باہم ملنا چاہیں گے
تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ
کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے۔ اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ سب
سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بی بیایاں اور نعیم و خدام اور تخت ہزار برس کی مسافت
ہوں گے اور ان میں اللہ عز و جل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے ہر لمحہ
شام مشرف ہوگا۔ (بہار شریعت)

آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وادی کشمیر میں صرف ہندوؤں کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں
کی گہری دلچسپی ہے۔ گزشتہ 63 سال سے یہودی اور قادیانی مل کر وادی کشمیر میں اپنا اثر و رسوخ قائم
کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں
ہندوستان کی مدد کی ہے۔ چند روز قبل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کو پیش ہونے سے
قبل میں بھی یہودیوں اور قادیانیوں نے ہندوستان کی بھرپور مدد کی اور بعض اسلامی ممالک کے وزرائے
داخلہ کو اردو پیش کرنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ میں مذہب کی بنیاد پر تعصب اور الزام بازی
کو اہم سمجھتا ہوں۔ لیکن جس طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسا روشن خیال اور آزاد منش شخص بھی یہ کہنے پر مجبور
ہوا تھا کہ قادیانیت دراصل یہودیت کا چہرہ ہے اور جس طرح ذوالفقار علی بھٹو جیسا سیکولر شخص بھی
انہماک کو غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہو گیا، اسی طرح آج میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وسیع تر ملکی مفاد
یہودیوں اور قادیانیوں کے بارے میں سچ بولنے پر مجبور ہوں۔ میں یہاں ان کے عقیدے کو اچھا یا
بہاں کہوں گا۔ بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں میں شامل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کا ذکر کروں گا جو اپنے
اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے نہ صرف کشمیر پر اپنا غلبہ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں بلکہ
ان کو بھی اندر ہی اندر سے کمزور کر رہے ہیں۔ کسی بھی مذہب، فرقے یا نظریے کے ماننے والوں
کی انتہا پسند ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیوں سے اکثریت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس
اکثریت کو اقلیت کے متعلق کڑے سچ پر غصہ دل سے فور کرنا ہوگا۔

1890ء کے اواخر میں قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
میں پرفوت ہوئے نہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بلکہ جب وہ صلیب پر زخمی ہوئے تو ان کے
پاؤں نے انہیں مجروح حالت میں صلیب سے اتار لیا، ان کا علاج کیا۔ جس کے بعد حضرت
غلام احمد کشمیر چلے گئے۔ اور وہیں پر ان کی طبی موت واقع ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اُس
کو غلط قرار دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے اپنے اصلی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ ظاہر

ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کا مطلب وہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات رکھنے والا ایک اور شخص امت محمدیہ میں پیدا ہوگا اور وہ شخص میں مرزا غلام احمد قادیانی نے 1901ء میں جماعت احمدیہ قائم کی۔ 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا انتقال ہو گیا تو مولوی نور الدین جماعت کا خلیفہ اول مقرر ہوا۔ 1914ء میں مولوی نور الدین کے انتقال کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا ابشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی بنا دیا۔ مرزا ابشیر الدین نے بڑی خاموشی کے ساتھ دنیا بھر میں قادیانیوں کو منظم کرنا شروع کیا اور وادی کشمیر خصوصی توجہ دی۔ 31 جولائی 1931ء کو سری نگر جیل کے باہر مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کے بعد مرزا ابشیر الدین نے نواب ذوالفقار علی کی کوشش پر ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مرزا ابشیر الدین کے علاوہ علامہ خواجہ حسن نظامی، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا نور الحق، سید حبیب شاہ اور مولانا عبدالرحیم درویش متعدد اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مرزا ابشیر الدین کی کمیٹی کے انتظامات چلانے کی پیشکش کی۔ چنانچہ انہیں کمیٹی کا صدر اور ایک قادیانی مولانا عبدالرحیم سیکرٹری بنا دیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں مسلمان عمائدین کو پتہ چل گیا کہ مرزا ابشیر الدین وادی کشمیر میں فلاحی کاموں کے نام پر اپنے ساتھیوں کی مدد کر رہا ہے اور انہیں منظم کر رہا ہے۔

انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا ابشیر الدین محمود قادیانی کا یہودیوں سے رابطہ ہے۔ یہودی اور قادیانی کشمیر پر قبضہ چاہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ علامہ اقبال بھی مرزا ابشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف گئے اور انہوں نے مرزا ابشیر الدین قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کر دیا اس دوران جماعت قادیانی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے مرزا ابشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف میں لاہور جماعت قائم کر لی اور موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام قادیانی نبی نہیں بلکہ مجدد اور محدث تھا۔ گروپ بندی کے باعث مرزا ابشیر الدین محمود نے سیاسی سرگرمیاں ترک کر دیں۔ اور خاموشی سے جماعت کو منظم کرتا رہا۔ مشہور کیمونسٹ دانشور عبداللہ ملک نے اپنی کتاب ”پنجاب کی سیاسی تحریکیں“ لکھا ہے کہ

”سامراجیوں کی سازشوں پر نگاہ رکھنے کے لئے قادیانیوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔“

ہندوستان کے مسلمانوں میں قادیانیوں کے متعلق بڑھتے ہوئے شعور کا نتیجہ تھا کہ قادیانیوں کو اپنا ہیڈ کوارٹر برطانیہ منتقل کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ میں بیٹھ کر وادی کشمیر جزیں مضبوط کرنے کی کوشش کی جبکہ دوسری طرف اسرائیل سے یہودیوں کے مختلف وفد نے ہمارے شروء کر دیا۔ جن میں اکثر وفد کشمیر کا دورہ ضرور کرتے تھے۔

1977ء میں اے فیئر قیصر کی انگریزی تصنیف ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں فوت ہوئے“ شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں فوت ہوئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ جسے ”محل“ کہا جاتا ہے۔ کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار بھی کشمیر کی ایک پہاڑی ”باب“ پر واقع ہے۔ جس کے بعد یہودیوں کی کشمیر میں دلچسپی واضح ہو گئی۔ کیونکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی مانتے ہیں۔

فیئر قیصر کو یہ کتاب لکھنے کے لئے سری نگر کے ایک قادیانی صاحبزادہ بیثارت سلیم، بمبئی کے ایم اے، سوئٹزر لینڈ کے یہودی ایرک وان ڈینی گن، نیویارک کے یہودی میگزین، اسلام پاکستان کے ایڈیٹر ایم فاروق اور دیگر افراد نے مدد اور مشاورت فراہم کی۔ اس کتاب سے یہودیوں اور اسرائیلیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی تمام وجوہات سامنے آتی ہیں۔ بعض حلقے یہ بھی جانتے ہیں کہ یورپی ملک اور امریکہ میں آباد قادیانی اسرائیل کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور اسرائیل قادیانیوں کو پیسہ بھی فراہم کرتا رہا ہے۔ اسرائیل کی کوشش ہے کہ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور اقوام متحدہ میں موجود یہودی قادیانیوں کی مدد سے وادی کشمیر میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں امریکی یہودی سولارز نے چند سال قبل وادی کشمیر کو خود مختار ریاست میں تبدیل کرنے، جموں اور لدراخ بھارت سے الگ کر دیا اور آزاد کشمیر پاکستان کے حوالے کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ لیکن اس فارمولے کو تمام کشمیریوں نے مسترد کر دیا تھا۔

حال ہی میں یہودیوں اور قادیانیوں کے انٹرنیشنل نیٹ ورک نے بعض اسلامی ممالک کو بھی جزل میں کشمیر قرار داد کے خلاف استعمال کیا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ موجود ہیں۔ جبکہ دوسرا عظیم تانسو جیلر نے چند روز قبل اسرائیل کے دورے میں اسحاق شامیر کو یقین دلایا تھا کہ ترکی وادی حمایت نہیں کرے گا۔ اسی انٹرنیشنل نیٹ ورک میں پاکستان کے کچھ ریٹائرڈ اور حاضر سروس عسکریت بھی شامل ہیں جو مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ہور ہے اس انٹرنیشنل نیٹ ورک میں کچھ سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں جن پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ قومی سلامتی کے ذمہ دار ادارے اس پہلو پر بھی غور کریں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی لسانی اور فرقہ وارانہ کی کوششوں کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی شیعہ کسی مسجد یا کوئی سنی کسی امام باڑے پر حملہ کر سکتا ہے؟ یہ کام کسی تیسرے کا ہے جو دونوں کو لڑا کر اپنے کام میں مصروف ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی نہیں بیورو کریسی اور سیاست میں موجودان کے اہم کل پرزوں پر نظر رکھنے کی

بات کر رہا ہوں۔

قادیانیت ایک ایسا فتنہ ہے جسے ختم کرنے کے لئے ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ فتنہ پاکستان کی سلامتی کے علاوہ جہاد کشمیر کے لئے بھی ایک بڑا خطرہ بننا جا رہا ہے۔ کشمیر میں قادیانیت کی دن بدن بڑھتی ہوئی دلچسپی قابل غور ہے۔ ”جہاد ختم نبوت کے جائز“ کشمیر میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا نوٹس لیں۔ حال ہی میں قادیانی پس منظر رکھنے والے ایک امریکی دانشور منصور احمد حزب المجاہدین کے سپریم کمانڈر سید صلاح الدین سے ملاقات نے کئی سوال پیدا کئے ہیں۔ منصور احمد نے سید صلاح الدین سے قبل سری نگر میں فاروق عبداللہ سے بھی ملاقات کی۔ سید صلاح الدین نے اعتراف کیا کہ منصور اعجاز نے کنٹنن کے نام ان سے ایک ایسا خط لکھوانے کی کوشش کی جس میں بھاری واجباتی کے لئے اظہار عقیدت شامل تھا۔ لیکن سید صلاح الدین نے اس خط پر دھماکا کر کے بجائے خود ایک نیا خط تیار کیا۔ یہ پہلو قابل غور ہے کہ سری نگر میں منصور اعجاز کے قادیانی رفقاء رہائش پذیر ہیں۔ یقیناً منصور اعجاز تقسیم کشمیر کے امریکی منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ منصور اعجاز کی شان قلمی گستاخیاں کرنے پر پاکستان کی قادیانی لابی میرے خلاف بھی سرگرم عمل ہے۔ قادیانیوں کی منافقت کے منفرد اور اچھوتے انداز نے مجھے انہیں مزید سمجھنے کا موقع دیا۔ قادیانی حضرات اپنے جعلی عقیدے کے موجود کمزوریوں اور خرابیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کے خلاف بھی جھوٹ سے مدد لیتے ہیں۔ پاکستان کے اخبارات میں اگر کوئی کالم نگار قادیانیوں پر تنقید کرے تو یہ اخبار کے ایڈیٹر کو کالم نگار کے خلاف جعلی ناموں سے خطوط لکھتے ہیں اور اگر ان کے خلاف ادارہ لکھ دے تو چیف ایڈیٹر کے سامنے ڈھائی دیتے ہیں کہ ہم آپ کے اخبار کو اشتہار دے رہے ہیں لیکن آپ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ قادیانی مختلف حیلے بہانوں اور طریقوں سے المیہ کو دباتے ہیں اور کوئی ند بے تو پھر اس طرح طرح کے الزامات کی بارش کر دیتے ہیں۔ مادہ مذکور کے اس دور میں قادیانی لالچ اور طمع کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بناتے ہیں اور اگر کوئی لالچ میں نہ آئے تو پھر مکاری، دھونس، دھاندلی سے کام لیتے ہیں۔



رہنما، مشرت، ڈپٹی دائر یکثرا قبل اکادمی، پاکستان

فرمانِ اقبال

قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں

قادیانی دجال کے دجل و فریب سے دنیا بھر کے انسانوں، مسلمانوں اور خود قادیانیوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اس گمراہی اور کفر و ضلالت سے محفوظ رہ سکیں۔ تاجدار ختم نبوت جناب امیر مومنین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عقیدت اور محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی عزت و ناموس کی جان و مال کی حفاظت کریں اور سارق تاج ختم نبوت کا ہر کہیں تعاقب کریں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے خلاف جہاد میں حصہ لیا اور نبی پاک ﷺ سے اپنی محبت کو امر بنا دیا۔ ایسے تمام عشاقِ رسول ﷺ کے لئے دین و دنیا کی بشارتیں ہیں اور مردود ہیں وہ لوگ جو اس قادیانی دجال کو کسی بھی شکل میں انسان گردانتے ہیں۔

مرزا قادیانی ہندیان کہتے ہوئے کبھی خود کو محمد کہتا، کبھی مسیح موعود، کبھی مہدی، کبھی غلی نبی، کبھی علی بن ابی طالب، کبھی خدا بن جاتا ہے، کبھی رسول، یہ شخص جو انسانیت کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا، ان کے حراست کا جس قدر بے غیرتی سے استعمال کرتا رہا ہے۔ اس پر تو اسے راجپال سے بھی بدتر سزا ملنا چاہئے تھی تاکہ ایسے کذاب جنم لینا قیامت تک کے لئے بند ہو جائے مگر شاید قدرت کو اسے لعنت و لعن کے ذریعے قیامت تک نشانِ عبرت بنانا تھا۔ لہذا اس پلید اور تنگ انسانیت کی رسی کو دور از رکھا۔

اسلام کے اندر اس فتنہ ارتداد کے بانی مرتد غلام قادیانی کی سزا رجم اور قتل ہونی چاہئے تھی۔ افسوس کہ اس کو اصل جہنم ہو گیا مگر مرتدین کی یہ اولاد انگریز کی چھتر چھایا تلے قوت پکڑتی رہی اور آج کل بین الاقوامی اسلام دشمن قوتیں اور عالمی صیہونیت اس کی مربی اور پشت پناہ ہے اور وہ پوری دنیا میں کفر و فساد پھیلا رہے ہیں۔ یہ اسرائیل کے ایجنٹ، ہندو کے گماشتے، مغربی طاقتوں کے آلہ کار اور پاکستان کے دشمن نمبر ایک ہیں۔

کی جس کا دوسرا عنوان ابرگہ بار تھا۔ اس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا۔
مجھ کو انکار نہیں آمد مہدی سے مگر
غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا
الہال نے اس شعر کے ذریعے مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کر دیا کہ وہ مثل مسیح علیہ السلام یا مثل
الہال ہے۔

1911ء ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر میں انہوں نے قادیانیوں کو ٹھیکہ اسلامی سیرت کا نمونہ کہنے
کا ساتھ انہیں نام نہاد قادیانی فرقہ کہا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس مقالے کے ترجمے میں
"So-Called" نام نہاد کا لفظ غلطی سے چھوڑ دیا۔ جس کو قادیانیوں نے ایکسپائٹ کیا اور اصل
کی مطعون دیکھنے کی کسی نے زحمت نہ کی۔ کیونکہ قادیانیوں نے اس مضمون کا انگریزی ورژن مارکیٹ
پر کر دیا تھا۔

1914ء میں اقبال نے لکھا کہ قادیانی جماعت نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کی قائل ہے تو وہ
اسلام سے خارج ہے۔

روز بے خودی 1915ء میں شائع ہوئی۔ اقبال نے عقیدہ ختم نبوت کا واضح اعلان کیا۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
لا نبی بعدی ز احسان خدا ست
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست

اقبال نے 1916ء میں ایک بیان میں کہا۔

"جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو تو وہ خارج از
اسلام ہوگا۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج
ہے۔" (7 جون 1933ء، اقبال نامہ حصہ اول)

20 جون 1933ء کو اقبال نے کشمیر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر کشمیر کمیٹی کی صدارت
سنبھالی دے دیا۔

2 اکتوبر 1933ء اقبال نے قادیانی اہل قلم جن میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک پیش پیش

اقبال نے جن کے قرب و جوار میں قادیانیوں کے گڑھ تھے، سب سے پہلے سیاسی اور
تہذیبی سطح پر ان کے خطرناک عزائم کا ادراک کیا اور انہیں اسلام اور ہندوستان (مراد مسلم
آج کل پاکستان ہے) کا غدار قرار دیا۔ اس لئے کہ قادیانی اسلام کے بنیادی عقیدے ختم نبوت
سارق تھے اور ہندوؤں، انگریزوں اور یونینوں کے ساتھ مل کر 1935ء کے آئین کی آڑ میں
نشتوں پر قبضہ کر کے تحریک پاکستان کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے۔ اقبال نے اسی بنا پر ان کو کافر قرار
کر ان کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جبکہ علماء کرام دینی اور مذہبی حوالے سے ان کے
مورچہ بند تھے۔

اقبال نے 1902ء میں سب سے پہلے قادیانیت پر وار کیا۔ 1902ء میں انجمن حمایت
کے جلسے میں انہوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ
اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ

اپنی مرتبہ کتاب "سرور رفتہ" میں صفحہ 30 پر غلام رسول مہر نے ایک رپورٹ میں کہا
یہ 1902ء کا کلام ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے کی ضرورت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت
کی بنا پر ہوئی۔ یعنی کہتے ہیں کہ تیرے بعد نبوت کا دعویٰ ہر لحاظ سے شرک فی البدیہہ ہے۔ غلام احمد
مفہوم کوئی ہو۔ یعنی ظلی اور بروزی نبوت بھی اس سے باہر نہیں۔

مئی 1902ء میں مخزن لاہور اور 11 جون 1902ء میں محمد دین فوق کے رسالے "پہلو
میں قادیانی مذہب کے نتائج کا تجزیہ یوں کیا۔ یاد رہے کہ یہ قادیان کی طرف سے بیعت کے جواب
شعر لکھے۔

تو جدائی پہ جان دیتا ہے
وصل کی راہ سوچتا ہوں میں
بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے
اس عبادت کو کیا سراہوں میں
مرگ اغیار پر خوشی ہے تجھے
اور آنسو بہا رہا ہوں میں
یاد رہے مرزا قادیانی اپنے مخالفین کی موت کی پیش گوئیاں کرتا رہتا تھا۔

1903ء انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں "فریاد امت" منعقدہ مارچ 1903ء میں اقبال

تھے، کی سازشوں کے خلاف بیان دیا اور کشمیر کمیٹی کے عہدہ صدارت کی پیش کش کو رد قرار دیا اور کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کی ایسی تحریک میں شامل ہو سکتا ہے جس کا اصل مقصد غیر فرقہ واری کی ہلکی سی آڑ میں کسی قسم کی جماعت کا پراپیگنڈہ کرنا ہے۔
(حرف اقبال، صفحہ 204)

1934ء نو فروری 1934ء کو قسیم الحق وکیل پٹنہ کو لکھتے ہیں۔

جس مقدمے کی پیروی کے لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی، اس کی پیروی چوہدری ظفر اللہ کریں گے۔ چوہدری ظفر اللہ خان کیونکر اور کس کی دعوت پر وہاں جا رہے ہیں، مجھے معلوم نہیں۔ شاید کشمیر کانفرنس کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔
(اقبال نامہ صفحہ 435)

1935ء اقبال نے ضرب کلیم میں اپنی نظم جہاد میں قادیانیوں پر تنقید کی۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
شرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر
دوسری نظم نبوت میں لکھتے ہیں۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام
ایک نظم امامت میں لکھتے ہیں۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے
انگریز کی قادیانیوں کی چاکری پر لکھتے ہیں۔

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الہی
معلوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

1934ء 7 اگست 1936ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔
اس پر باید کرد 1936ء میں شائع ہوئی۔ اقبال لکھتے ہیں۔

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از خود عدید
شیخ او مرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام بایزید
گفت دیں را رونق ز محوی است
زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد

1937ء قادیانی مذہب از پروفسر الیاس برنی، موصول ہونے پر اقبال نے لکھا۔

قادیانی تحریک یا یوں کہئے کہ بانی تحریک کا دعویٰ مسئلہ بروز پٹنی ہے۔ مسئلہ بروز کی تحقیق
اس کی لحاظ سے از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، یہ مسئلہ عجیب مسلمانوں کی
تعلیم اور اصل اس کی آیین ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔
اس کی ناقص رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کر دے گی۔“

اس کی اس تحریر سے واضح ہو گیا ہو گا کہ اقبال نے کسی اضطراب کی کیفیت میں قادیانیوں کے خلاف
اس کی قیاسی بلکہ ایک پورے تسلسل کے ساتھ 1902ء سے اپنی وفات تک قادیانیت کے
تعلیم کیا۔ علمائے عظام نے دینی اور مذہبی محاذ پر اور اقبال نے عمرانی، تہذیبی، اور سیاسی محاذ پر اس
تعلیم حملے کئے اور 1935ء میں تحریک پاکستان جو مسلمانوں کی برصغیر میں آزادی کی آخری
کوشش تھی اس کے قادیانی کوششوں کی وجہ سے کھل کر انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تاکہ
ان کی نشستوں پر منتخب ہو کر مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کا غلام نہ بنادیں۔ برصغیر میں قادیانی
تعلیم کے لئے قادیانیوں نے کبھی پنجاب، کبھی کشمیر اور کبھی بلوچستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز
تعلیم کا گمان خدا نے ناکام بنادیا۔

اقبال کے نزدیک قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے خدائے ہیں۔ یہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں
کو مبارک بادیں دیتے ہیں اور پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف بھارت کی حمایت

کرتے ہیں اور اسے امن کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں "قادیانیت کے کروت" کے نام سے روزنامہ امت کراچی میں میرا ایک مضمون شائع ہوا۔ یہ مضمون اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اس کا اپنا کالم شامل نہ کر دوں۔ تو وہ نذر قارئین ہے۔

امت مسلمہ سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے استعماریت نے برصغیر بالخصوص پنجاب میں قادیانیت کا شرمناک پودا کاشت کیا جو مسلمانوں پر برگ حشیش سے بھی زیادہ زہرناک اور افسوس ناک ثابت ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے گزشتہ ایک صدی سے فتنہ در فتنہ پھیل رہا ہے۔ انگریز کی غلامی کو مرغوب بنانے کی روایت پر دغیفہ رہا ہے۔ ختم نبوت کے چور جسے اقبال نے شرک فی المنوت قرار دیا، ایک ایسے بدعنوان جنس پرست اور غلیظ انسان کو نبی، مجدد اور مسیح موعود کے طور پر پیش کرتے رہے جو اپنی غلامی سبب انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں تھا۔ انگریز کی ٹوہ چاٹنے والا یہ شخص اور اس کی کافر امت ہی مسلمانوں کو کافر قرار دیتی اور ان کے خلاف سازشیں بنتی نظر آتی ہے۔ اسی لئے اقبال نے مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا تاکہ عام مسلمان ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہ مسلمانوں نقب نہ لگاسکیں۔

مرزا بشیر الدین محمود جو قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا، ایک بہت بڑا سازشی ذہن تھا۔ اس کی کمیٹی کی آڑ میں اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے پردے میں کشمیر میں قادیانی مبلغ بھیجے اور بھگت سے کشمیر کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کا کھیل کھیلا رہا۔ وہ کشمیر کی کمیٹی کی کاروائیوں کشمیر کی آزادی کے لئے ہونے والی کوششوں سے انگریزوں کو آگاہ رکھتا۔ علامہ اقبال اور لوگوں نے اسی لئے اس کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس بد بخت کو اس کی صدارت سے ہٹا دیا۔ قادیانیوں کی فرمانبرداری کے صلے میں چودھری ظفر اللہ کے ذریعے پنجاب میں قادیانیت پھیلنے لگی۔ ظفر اللہ نے اور دوسرے بااثر قادیانیوں نے مسلمان نوجوانوں کو نوکریوں، عورتوں اور لالچ دے کر قادیانیت کی طرف راغب کیا۔ خود شیخ اعجاز احمد جو علامہ اقبال کے سگے بھتیجے تھے، ان کی طرف سے سب جچی کے لالچ میں آکر قادیانی ہو گئے۔ خاندان اقبال میں یہ واحد دروہا تھا جس نے اپنے مقدر میں قادیانیت کی ذلت لکھی۔ جبکہ اس کے باپ، بیٹوں اور بیٹیوں نے قادیانیت کو کبھی قادیانیت نے سر فضل حسین اور چودھری ظفر اللہ کے توسط سے یونیورسٹی پارٹی اور گھس کر 1935ء کے دستور کے تحت ہونے والے انتخابات میں مسلم نشستوں پر قادیانی

کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ یہ قادیانی مسلم نشستوں پر منتخب ہو کر اور مسلم عوام کے نمائندے بن کر پاکستان کے مطالبے کو سیواؤ کر سکیں اور انگریز کی غلامی کو رحمت قرار دے کر برصغیر کی تقسیم کو ناکام بنائیں۔ علامہ اقبال نے 1935ء سے جب شد و مد سے قادیانیوں کے کافر اور غیر مسلم اور امت مسلمہ سے اخراج کا جو مطالبہ کیا، اس کے پیچھے ان کی تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کی سازش کو توڑنا تھا۔ اچھے قیام پاکستان کے بعد جب انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو یہ بھی اقبال ہی کے خواب کی تعبیر تھی۔ برصغیر کے تمام علماء متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اور کافر قرار دے چکے تھے۔ خود قادیانی بھی اپنی بات میں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ صرف وہ مسلمانوں میں نقب لگانے کے لئے چولے پہ چولا لے کر کتنی کتنی ستم ظریفی ہے کہ وہ تو مسلمانوں کو کافر سمجھیں۔ مسلم قائدین اور عوام کے جنازوں میں اٹھ نہ کریں۔ (چودھری ظفر اللہ نے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بھی قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی) مگر چاہیں کہ انہیں مسلمانوں سے الگ نہ کیا جائے۔ ختم نبوت کی ان کی بھونڈی اور ناکارہ کلمات جھوٹ اور فریب کاری کا پلندہ ہیں۔ اقبال کے بقول۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
میں پاک علی علیہ السلام کے بعد نبوت کا خفی، جلی، بروزی، ظلی، مہدویت، مسیح موعود اور مجددیت کا دعویٰ کفر کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتا جبکہ اس کا مدعی قادیانی کذاب جیسا جھوٹا، جنس پرست، انگریز کے تلوے کا لالچ والا، اخلاق باختہ انسان ہو۔ یہ امت مسلمہ میں نفاق کا فتنہ تھا جو ذلیل و رسوا ہوا۔
علامہ قادیانی کی امت کا ذہن نے بلوچستان میں بھی اپنی مرکزیت قائم کرنے کی کوشش کی مگر کشمیر کی طرح یہاں بھی وہ ذلیل و خوار ہوئی۔ ان کی پاکستان دشمنی یوں تو ان کے ہر اقدام سے ظاہر ہے تاہم ان کے چند بیانات ملاحظہ ہوں۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ بھوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔"

(الفضل، 16 مئی 1947ء خطبہ مرزا محمود)

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔" (الفضل، 12-13 اپریل 1947ء)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے"

(الفضل، 17 مئی 1947ء)

قادیانی خود مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ مرزا محمود لکھتا ہے۔

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت، صفحہ 35، قادیانیوں کی تاریخ)

قادیانیت سے بیزاری کے بارے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

”ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت ”بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت“ کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔“

(اقبال اور احمد بیعت، صفحہ 59، بی راسخ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ یہ گستاخان نبوت کافر اور پاکستان دشمن ہیں۔ انھیں بھارت کے منصوبے پر عمل کر رہے ہیں لہذا ان کا وجود پاکستان میں ناقابل برداشت ہے۔ پاکستان میں بیٹھے کافر اور پاکستان سے باہر آئین پاکستان کو اس لئے ختم کرنے کے درپے ہیں کہ اس میں انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ آئین پاکستان میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھتا۔ ظاہر ہے موجودہ عدلیہ، انتظامیہ اور صدر لغاری کے تنازعے میں قادیانیت کے اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی کہ کس طرح یہ بحران شدید ہو، آئین معطل ہو جائے اور قادیانیوں کو مکمل طور پر موقع مل جائے۔ مگر خدا نے انہیں ننگا کر کے ان کے مقاصد ناکام بنا دیئے ہیں۔ مشہور قادیانی سائنس دان عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے جس پر امریکی ضیاء نے کہا کہ

”اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ لانا۔ یہ امریکہ، برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے۔“

اور اس لئے اسے نو بل انعام دیا گیا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب شہید اسلام صدر جنرل محمد ضیاء الحق امریکہ تشریف لے گئے انہوں نے کہا کہ پاکستان ایٹم بم نہیں بنا رہا۔ ہم تو پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں تو امریکیوں نے غصے میں آکر جنرل ضیاء کو ایک کمرے میں جانے کو کہا جہاں کھوٹے کے ایٹمی پلانٹ ماڈل رکھا ہوا تھا۔ جب جنرل ضیاء اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے تو دوسرے دروازے سے

جنرل ضیاء نے ڈاکٹر عبدالسلام کو دیکھ لیا تھا۔

صدر ایوب خان مرحوم کی بڑی خواہش تھی کہ پاکستان ایٹمی طاقت بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایٹمی طاقت کے لئے ایٹمی کمیشن تشکیل دیا مگر ڈاکٹر عبدالسلام کے یہ شاگرد تھے اور حلقہ اثر میں تھے۔ چنانچہ ان دونوں کی وجہ سے اس سمت میں کوئی پیش قدمی نہ ہو سکی۔ یہ دونوں امریکہ اور برطانیہ کو پاکستان کی ان سرگرمیوں سے باخبر رکھتے رہے۔ 1971ء کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو اقتدار پر آئے تو انہوں نے ایٹمی طاقت بننے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام کو اس منصوبے پر کام سونپا گیا۔ ان کے خلاف بھی ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر منیر احمد خان کو دھمکیاں دیتے رہے۔ جنہیں جنرل ضیاء الحق نے ناکام بنایا۔ جب تک ڈاکٹر عبدالسلام زندہ رہا، پاکستان ایٹمی طاقت نہ بن سکا۔ اس مردود کے واصل جہنم ہونے کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام کی سربراہی میں پاکستان ایٹمی طاقت بن گیا۔ یوں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف یہ سازش بھی ناکام ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کا یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے پاکستان میں ایٹمی توانائی کا آغاز کیا اور انہوں نے ہی قادیانیوں کو اپنی مصلحت کے تحت ہی سبھی اقلیت قرار دے کر اس فتنے کا گھیرا ٹھک کر دیا۔

ہر قادیانی جہاں بھی بیٹھا ہے، وہ کافر اور غدار ہے۔ پاکستان اور اسلام کا دشمن ہے۔ رسول پاک ﷺ کا گستاخ ہے۔ لہذا انہیں تمام اہم اور کلیدی مناصب سے فوراً الگ کر دیا جائے۔ ان پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ ان کی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے اور اگر ممکن ہو تو انہیں آہستہ آہستہ پاکستان سے نکال دیا جائے۔ اس لئے کہ ہمارے ایمان اور پاکستان کی سلامتی کا یہ تقاضا ہے۔ پاکستان کے خلاف سازشوں میں عیسائیوں، ہندوؤں اور یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ ان کو پالنا اور ان سے صرف نظر خود کشی کا باعث ہے۔ حکومت پاکستان کو فوری طور پر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ان کے گرد گھیرا ٹھک سے ننگا ہوا چلا جائے۔ یہ ہمارے ایمان اور ملک کی سلامتی کا تقاضا ہے۔ ان سے ہر رعایت خود سے دشمنی کے خلاف ہے۔



انسانی حقوق اور قادیانی جماعت

1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ سے قبل قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، کئی دن تک قادیانی جماعت نے تفصیل سے زبانی اور تحریری طور پر اپنا مؤقف پیش کیا۔ اس کے بعد قومی اسمبلی کے ممبران نے فیصلہ کیا۔ 1984ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس فیصلہ کی روشنی میں اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے نیا آرڈیننس جاری کر دیا جس میں قادیانیوں کو اسلحہ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابی کہنے، مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کو امیر المؤمنین کہنے اور مرزا قادیانی کی ازواج کو ام المؤمنین کہنے سے روک دیا گیا۔

1974ء سے مسلسل اور 1984ء سے خصوصی طور پر قادیانی جماعت نے باضابطہ طور پر دہائی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس میں دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ انسانی حقوق کے حوالے سے سخت قسم کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ قادیانیوں کا جینا حرام کر دیا گیا ہے اور کسی قسم کا انصاف قادیانیوں کو میسر نہیں اس پروپیگنڈا سے قادیانی جوق در جوق یورپ میں داخل ہو رہے ہیں مگر داخل ہونے کے آداب سے عاری ہیں۔ لیکن اس کاغذات کی بناء پر داخل ہونا پھر جعلی کاغذات تیار کر کے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنا اور پھر پناہ حاصل کرنا قادیانیوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یورپ کا قادیان پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اب انہوں نے دھڑا دھڑکیں مسٹر دکنے شروع کر دیئے ہیں اس سے پاکستان بدنام ہو رہا ہے۔ 98 فیصد قادیانیوں کے کیس جھوٹے اور جعلی کاغذات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قادیانی تو ترستے ہیں کہ ان پر ظلم ہو اور وہ اس کا ثبوت دنیا کو دکھاسکیں مگر ظلم کی عدم دستیابی پر وہ پیسے دے دلا کر جعلی ایف آئی آر تیار کروا کر اس کی نقل حاصل کر کے گزرا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے برملا قادیانی مظلوم ہیں کہ ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے مقدور بھر ظلم بھی دستیاب نہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانی جو دنیا میں اپنے مظلوم ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، خود کتنے منصف اور دل صلح جواد اور انسانی حقوق کا تحفظ یا خیال کرنے والے ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر اگر لکھا جاسکتا ہے کہ لکھاری لکھتے لکھتے تھک جائے اور قاری پڑھتے پڑھتے ”رج“ جائے۔ کچھ نہیں لکھ سکتے۔ قادیانیوں کے کس کس ظلم کی تصویر پیش کروں۔ عدل جماعت کے عنوان پر ایک تفصیلی مضمون بعد کے اس وقت انسانی حقوق کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پاکستانی عدالتیں اور قادیانی جماعت کا نظام:

قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض اور دنیا میں پاکستان کو ظالم ثابت کرنے کے حوالے سے سب سے زیادہ دیکھ بھل بیوی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا، کوئی قادیانی چوری کے مجرم میں سزا پائے یا بدعنوانی کی وجہ سے گرفت میں آئے، قادیانی جماعت میں سب لوگ اس سے نفرت کرتے ہوئے کہیں گے کہ قادیانی جو ہوئے سزا تو ہونی ہی تھی۔ یہ سزا صرف قادیانی ہونے کی وجہ سے ملتی ہے۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک کیس بھی ایسا نہیں ہوگا کہ کسی قادیانی کے خلاف عدالت میں کیس لگایا گیا ہو اور جج قادیانی کو بتائے بغیر اس کو صفائی کا موقع دیئے بغیر براہ راست سزا دے اور پھر وہ چیلنج بھی نہ ہو سکے۔ آج تک ایک کیس بھی ایسا نہیں گزرا اس حوالے سے قادیانی کے مثال بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ہوتا یوں ہے کہ کسی نے کسی قادیانی کے خلاف عدالت میں کیس کر دیا، عدالت قادیانی کو بذریعہ اس کیس کے بارے میں مطلع کرے گی اور اسے مقررہ تاریخ پر طلب کرے گی۔ وہ قادیانی عدالت میں آئے گا، اسے کیس (الزامات) کی پوری تفصیل بتائی جائے گی بلکہ کیس کی نقل دی جائے گی۔ اسے عدالت میں مل کر کاغذات دیا جائے گا، وہ قادیانی وکیل کی مدد سے جواب تیار کرے گا اور مقررہ تاریخ کو جمع کر دے گا۔

کچھ دنوں ہفتوں بعد دونوں فریقوں کے وکیل آئے سنا سننے اس کیس سے متعلق بحث کریں گے پھر دونوں فریقوں کو باری باری گواہ لانے اور دیگر ثبوت مہیا کرنے کا موقع دے گا۔ قادیانی کو پورا اختیار ملے گا کہ وہ نہ صرف اپنی صفائی بیان کرے بلکہ اپنے مخالف اور اس کے گواہوں پر خوب جرح کرے۔

اس طرح یہ کیس چلتے چلتے چھ ماہ، ایک سال یا پانچ سال تک کا عرصہ لے گا۔ خوب بحث و تکرار کے بعد فیصلہ قادیانی کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس فیصلے کو درست سمجھا جاتا چاہے کیونکہ قادیانی کو خوب صفائی

قادیانی جماعت کے امام کا عدل:

قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر احمد اپنے ایک ایسے عہدے دار کے بارے میں فیصلہ دیتا ہے کہ بارے میں قادیانی جماعت کے ادارے نظارت امور عامہ نظارت مال نظارت اصلاح و اور نظارت علیا کی طرف سے این او سی (NOC) جاری ہونے کے بعد خود اسے مقرر کیا ہے۔ یہ کہ قادیانی جماعت کے درج بالا ادارے حکومت کی منسٹری کے برابر کے ہیں (پورے ضلع میں ان کے عہدے داروں کی تقرری درج بالا اداروں کی سفارش اور کلیرنس کے بعد کی تھی ان میں سے ایک عہدے دار کے بارے میں فیصلہ سنار ہے ہیں کہتے ہیں کہ:

”جہاں تک میری معلومات ہیں آپ خرابی پیدا کرنے والے گروہ کے سربراہ ہیں۔ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں مگر بتاتے بھی یہی ہیں۔“

(نوٹ) مرزا طاہر احمد کے دستخطوں سے جاری ہونے والا اصل خط میرے پاس موجود ہے۔

قادیانی جماعت میں گھسا پٹا جو نظام چل رہا ہے (نظام جماعت پر الگ مضمون پیش کیا جائے گا) کے مطابق جس قادیانی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہو اس کے خلاف لوکل جماعت کی مجلس عاملہ اور ادارہ پاس کرے گی یا سزا کی سفارش کرے گی پھر لوکل امیر جماعت اس سفارش کو امیر ضلع پھر ناظر عامہ اور ناظر اعلیٰ تک پہنچائے گا پھر ناظر اعلیٰ امام جماعت سے سزا کی سفارش کرے گا مگر درج بالا میں مرزا طاہر احمد تمام حدود و قیود عبور کرتے ہوئے جو کہہ رہے ہیں نہ اس بارے میں کوئی انکوائری کی ہے نہ ہی الزام علیہ کو جرم یا الزام کا پتہ ہے نہ ہی خرابی کی تفصیل بتائی ہے اور نہ ہی اس کی کسی شکایت یا کیس کے جواب میں بلکہ ”سوال گندم اور جواب چٹا“ کے مصداق ایک علیحدہ مضمون کے خط کے جواب میں یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔

نوٹ فرمائیے کہ کہتا ہے کہ جہاں تک میری معلومات ہیں اب ان کی معلومات کے ذرائع یا تو لوکل جماعت میں یا پھر امیر ضلع۔ مقامی صدر جماعت اور مجلس عاملہ ہے جبکہ درج بالا کیس میں ان میں سے کسی ایک کو نہ کہا نہ لکھا ان کے علاوہ کسی ذریعہ کی قانونی یا اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔

نوٹ فرمائیے کہتا ہے کہ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں گو یا فیصلہ سنا دیا اب یہ فیصلہ چیلنج بھی نہیں ہو سکتا نہ عدلیہ کا موقع نہ چیلنج کے قابل اور نہ جرم بتایا گیا ہے کہ کس جرم میں سزا دی جا رہی ہے پھر کہتے ہیں ”مگر“

”میں یہی کہتا ہوں“ (کنول کپا)

کا موقع ملا ہے مگر اس کے باوجود قادیانی کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ ٹیشن کورٹ میں اس فیصلے کو اپیل کرے اس اپیل پر (چیلنج پر) کیس دوبارہ شروع ہوگا۔ قادیانی کو ایک بار پھر صفائی کا موقع ملے گا وگلاء دوبارہ بحث کریں گے چار چھ ماہ تک دوبارہ کیس چلنے اور واقعات کو کھگانے کے بعد اگر قادیانی خلاف فیصلہ ہو جاتا ہے تو اب فیصلے کو درست سمجھا جانا چاہئے مگر قادیانی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپیل کرے۔ ہائی کورٹ میں ایک بار پھر کیس چلے گا اور کچھ عرصہ بعد اگر فیصلہ قادیانی کے خلاف ہو جاتا ہے تو اب قادیانی کو فیصلہ تسلیم کر لینا چاہئے مگر اس کے باوجود قادیانی کو مزید چانس یہ ملے گا کہ سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست دے کر ایک بار پھر انصاف کے لیے دستک دے سکے۔

اب اگر لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ تک کیس چلنے میں چار یا چھ سال لگ جائیں اور قادیانی کو خوب صفائی کا موقع ملے تو اس فیصلے کو انصاف پر مبنی سمجھا جانا چاہئے اس طرح کی صفائی کا قادیانیوں کو ملتا رہا ہے اور ملتا ہے مگر اس کے باوجود قادیانی یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے انصاف نہیں ملتا۔ پاکستانی عدالتوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے آج تک ایک فیصلہ بھی ایسا نہیں دیا جس میں قادیانی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر فیصلہ سنا دیا گیا ہو۔

قادیانیوں کا انصاف:

اب ذرا قادیانیوں کا انصاف ملاحظہ کیجئے۔ قادیانی جماعت میں عدالت نام کی کوئی چیز نہیں ہے دھوکہ دہی کہ لیے دارالقضاء ایک ادارہ قائم ہے جس کے اختیارات امراء کو پریشان نہیں کرتے۔ قادیانیوں میں یہ عام بات ہے کہ امیر جماعت نے کسی کے خلاف لکھ دیا۔ قادیانی جماعت نے ایکشن لیتے ہوئے متعلقہ قادیانی کو سزا دے دینی ہے نہ کوئی انکوائری ہوگی اور نہ ہی قادیانی کو جرم کا کوئی صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ بغیر جرم بتائے بغیر انکوائری کے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سزا دیتا اور سزا کسی طرح بھی چیلنج نہ کرے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا یہ انسانی حقوق کی پامالی نہیں؟ دوسرے انصاف کی بھیک مانگنے والے خود کتنا ظالمانہ نظام رکھتے ہیں؟ ”اوروں کو نصیحت اور خود میاں نصیحت“ (اُردو دونوں سے درخواست ہے کہ قول و فعل میں اتنا ظالمانہ فرق رکھنے والوں کے لئے کوئی مناسب معاوہ ایجاد کریں درج بالا معاوہ بہت نرم ہے) ذرا قادیانی جماعت کے امام اور سربراہ کا انصاف عدل کا معیار ملاحظہ کیجئے۔

گو یا سنی سنی بات پر ایسا فیصلہ دیا جا رہا ہے جو نہ صرف چیلنج نہیں ہو سکتا بلکہ بغیر انکوائری کے جرم بتائے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سنی سنی بات پر فیصلہ؟؟؟

یہ ہے قادیانی جماعت یا قادیانی جماعت کے امام کے عدل کی ہلکی سی جھلک۔ یہ جماعت دوسروں کو انسانی حقوق کا درس دے سکتی ہے۔ کیا یہاں انسانی حقوق پامال نہیں ہوئے کہ ان کے حقوق ہی نہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے نہ اس سے کوئی جواب طلب کیا گیا ہے نہ کوئی انکوائری ہوئی نہ مجلس نے مداخلت کی نہ امیر جماعت نے نہ نظارتیں اثر انداز ہوئیں۔ یہ کیا انصاف ہے؟ اور وہ بھی امام جماعت کی طرف سے جسے قادیانی ”خلیفہ وقت“ کہتے ہیں بلکہ ”خدا کا خلیفہ“ کہتے ہیں (اگر کسی قادیانی کو شک ہو تو اس مذکورہ خط کی فوٹو کاپی حاصل کر سکتا ہے)

قادیانی بتائیں کہ قیام پاکستان سے آج تک کسی حج یا عدالت میں کبھی قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر اپنے گھر کو سنبھالو دوسروں کو عدل اور انسانی حقوق کا سبق نہ دو انسانی حقوق کے حوالے سے شورا و اوایلا بند کرو۔



عقیدہ۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول ہے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔

عقیدہ۔ اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔

عقیدہ۔ نبی ہونے کے لئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔

عقیدہ۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں، ان میں سے کئی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تو رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے افضل رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ کلام الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے اور نہ اللہ ایک، اس کا کلام ایک، اس میں افضل و مفضل کی گنجائش نہیں۔ (بہار شریعت)

اٹھو مسلمانو! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں

ہمارا ان اسلام! قرآن مجید فرقانِ حید جو کائنات کے تمام جن و انس کے لئے دستورِ حیات و منبعِ حیات ہے جو حق کے متلاشیوں کے لئے شمعِ فروزاں ہے۔ جس کی تابانیوں اور ضیاء پاشیوں میں ہم زندگی کا تمام مسائل کا حل ڈھونڈ سکتے ہیں جو دین و دنیا میں مسلمانوں کا امام ہے۔ جس کی صداقت بیان ہوئے رب ذوالجلال نے قرآن حکیم کے آغاز ہی میں اعلان کر دیا کہ

فَالْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ

”یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں“

لہذا کی عظیم ترین اور آخری کتاب جو اس کے عظیم ترین اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس کے میں معلم کائنات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ سرٹیفکیٹ دے دیا۔

”میرے بعد دو چیزوں کو حتم کر رکھنا تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ 1، اللہ کا قرآن، 2، میری

صلت۔“

ہمارا ان اسلام!

قرآن اور مسلمانوں کا تعلق روح اور جسم کا تعلق ہے۔ اگر قلب میں قرآن کی مشعل روشن ہو تو جسم کا نور موجود ہے اور اگر نعوذ باللہ دل میں قرآن کی شمع کا نور نہیں ہے تو پھر جسم میں ہر طرف تاریکی میرا ہے۔ مختصر قرآن ہی مسلمان کا سرمایہ ایمان اور دستورِ حیات ہے۔

لیکن دشمنانِ اسلام اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ جب تک امت مسلمہ کا تعلق اس عظیم کتاب اللہ ہے دنیا جہاں کی ساری شیطانی اور طاغوتی طاقتیں مل کر بھی اسے زیر نہیں کر سکتیں۔ لہذا ظہورِ اسلام سے لے کر آج تک اس ”کتابِ مبین“ کے خلاف بڑی سنگین اور بھیانک سازشیں تیار کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ ان سے اٹھنے والے ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی نے اپنی جھوٹی اور کالی نبوت چلانے اور چکانے کے لئے قرآن مجید میں تحریفات کا ایک ایسا طوفان برپا کیا جسے دیکھ کر مسلمانوں کی دشمنی یہود و نصاریٰ بھی دنگ رہ گئے۔ اس کذاب نے قرآن کی پوری آیات کو

حذف کر دیا۔ جہاں چاہا قرآن سے الفاظ نکال لئے اور اپنے من گھڑت الفاظ لگا لئے۔ جہاں قرآن کے معانی کو اپنی مرضی کے مطابق بدل دیا۔ جہاں طلب محسوس کی قرآنی آیات کی شان بدل کر اسے اپنے تئیں منسوب کر لیا۔

مرتد عمر اور زندیق زماں مرزا قادیانی ہیضہ کے مرض میں گرفتار ہوا اور 26 مئی 1908ء کو روڈ لاہور کی ایک بلڈنگ کے کٹی خانہ میں اوندھے منہ گرا اور ختم نبوت کا یہ ڈاکو سوائے جہنم روانہ ہوا اور ان کے جھوٹے دعویداروں اسوہی و مسیلہ کذاب وغیرہم کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا۔

مرزا قادیانی تو لعنتوں کا طوق پہن کر اور ذلت و رسوائی کی گھڑی اٹھا کر اس دار فانی سے اپنے پیچھے مرتدوں اور زندیقوں کی ایک جماعت چھوڑ گیا آج بھی مرزا قادیانی کی اولاد اپنے کے چیلے اپنے گرو گھنٹال کے کفریہ طریقہ کار پر چلتے ہوئے قرآن میں تحریفات کے قبیح و عناد سے مصروف ہیں۔

آج کل جنوبی افریقہ ان کی گھناؤنی سازش کا مرکز بنا ہوا ہے۔ قادیانیوں نے ہزاروں کی تعداد میں تحریف شدہ قرآن تقسیم کر دیئے ہیں جن میں قرآنی آیات میں رد و بدل کر کے اپنی مرضی کے مطابق پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی کو خدا کا نبی اور رسول ثابت کیا ہے۔ افریقہ کے مسلمان اس صور حال سخت پریشان ہیں۔ خاص کر نو مسلموں کی اصلی قرآن اور تحریف شدہ قرآن میں تمیز کرنا مشکل ہے۔ ان سنگین حالات سے نمٹنے کے لئے افریقہ کے مسلمانوں نے عالم اسلام کے تمام مسلمان علماء کو مدد کے لئے پکارا۔ تحفظ ختم نبوت کی تنظیموں نے فوری طور پر ان کی مدد کا سامان کیا۔ رسائل و اشتہارات دیئے، مخیر حضرات سے اپیلیں کیں۔ جس کے نتیجے میں جناب خاتم النبیین ﷺ پر ہزاروں نے ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک خرید کر افریقہ روانہ کئے ہیں تاکہ تحریف قرآن کی سیلاب کو روکا جاسکے۔

دیکھئے قرآن پاک کی وہ آیات جو آنحضرت ﷺ سے متعلق ہیں۔ ان آیات میں اتنے قادیانی کس طرح غاصبانہ قبضہ کرتا ہے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

1:- ”میرے پرچی ہوئی۔“ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

(تذکرہ صفحہ 352، مصنفہ مرزا قادیانی)

2:- ”الہام ہوا۔ تو، سر اجا منیراً، یعنی چمکتا ہوا چراغ ہے۔“

(تذکرہ صفحہ 52، مصنفہ مرزا قادیانی)

3:- ”الہام ہوا۔“ یا ایہا المدثر

(تذکرہ صفحہ 51، مصنفہ مرزا قادیانی)

الہام ہوا۔ ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ صفحہ 51، مصنفہ مرزا قادیانی)

الہام ہوا۔ ”انا اعطینک الکونین“

الہام ہوا۔ ”انا اعطینک الکونین“ (تذکرہ صفحہ 94، مصنفہ مرزا قادیانی)

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا تمام آیات میں رسول رحمت ﷺ سے خطاب ہے لیکن یہاں مرزا قادیانی ان تمام آیات کو اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ (لعنت بر تو و بر کار تو)

اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اور جگر کو تھام کر مرزا قادیانی کی قرآن میں تحریفات دیکھئے اور قرآن میں ان کو پر بے شمار لعنتیں بھیجئے۔

تحریف قرآن حکیم لفظی:

1- اصل آیت قرآن:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ (سورہ حج پارہ 17، ع 7، آیت 52)

تحریف شدہ آیت:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

الہام صفحہ 629 دافع الوسواس مقدمہ حقیقت اسلام صفحہ 330۔ روحانی خزائن صفحہ 439

مرزا قادیانی نے قرآن شریف کی آیت سے من قبلك خارج کر دیا ہے کیونکہ اگر من قبلك کہتا تو مرزا کی نبوت کا ٹھکانہ نہ رہتا۔

2- اصل آیت قرآن شریف:-

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

(سورہ توبہ رکوع نمبر 6، پارہ 10، آیت 41)

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت:-

أَنْ يُجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

(اہل اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ) صفحہ 194، (جنگ مقدس 5 جون 1893ء)

مرزا قادیانی نے أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ اپنی طرف سے داخل کیا اور وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ کو خارج کر کے فی سبیل اللہ کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا۔

یہاں مسلمانوں سے خطاب اور جہاد کا حکم تھا۔ مرزا قادیانی نے مخاطب سے صیغہ جہاد کے حکم کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کے نزدیک جہاد حرام ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”چھوڑ دو! دستو! جہاد کا خیال“ (درشین، مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ)

3: آیت قرآن حکیم۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن، پارہ 27)

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

كُلُّ شَيْءٍ فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ازالہ ادہام صفحہ 136)

مَنْ عَلَيْهَا غَائِبٌ، شَيْءٌ زَائِدٌ اور دو آیتوں کو ایک آیت تحریر کیا۔

4: اصل آیت قرآن مجید

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (الحجر، پارہ 14، آیت 87)

تحریف شدہ آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ”إِنَّا آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ“

(براہین احمدیہ صفحہ 1000)

وَلَقَدْ غَايَبَ أَنَا زَائِدٌ قرآن میں ن پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے۔ العظیم کے کم پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے۔

عجیب بات ہے کہ اشاریہ براہین احمدیہ صفحہ 37 میں اس آیت کو صحیح لکھا گیا ہے۔

5: اصل آیت قرآن شریف

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مِنْ يُحَادِدِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ

الْخِزْيُ الْعَظِيمُ (الجزء نمبر 10، سورہ توبہ)

قادیانی تحریف۔

قَوْلُهُ تَعَالَى - أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مِنْ يُحَادِدِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ

الْعَظِيمُ (ہفتیہ الوحی صفحہ 130)

مرزا قادیانی نے یہ غلط اپنی طرف سے داخل کیا اور فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ کو خارج کر دیا۔

6: اصل آیت قرآن شریف

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (انفال، رکوع 7)

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ (دافع الوسوس 177، آئینہ کمالات)

يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ مرزا قادیانی نے داخل کیا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

عظیم خارج کیا۔

اصل آیت قرآن شریف۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ إِلَّا إِذْ تَمَنَّى الْفَلْأُ

الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ

(براہین احمدیہ 348، اشاریہ براہین احمدیہ 38)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَالنِّسَاءِ

(21، 25، 528 ح حصہ چہارم)

البرہین دیکھئے اصل آیت من رسول تک تحریر کی گئی آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور

الطیبات جو سارے قرآن مجید میں نہیں ہے داخل کر دیا۔ یہ سارا ڈھونگ مرزا قادیانی نے اپنے آپ

پر لایا کہ من اللہ ثابت کرنے کے لئے رچایا۔

اللہ طیبہ اور درود شریف میں تحریف:

اللہوں کا کلمہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں

اللہ کی امت کا کلمہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْمَدُ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں

محمد حذف کر کے احمد لگا دیا ہے۔ مرزا ناصر احمد کے دورہ افریقہ پر تصویری کتاب

(Africa Speaks) پر ”احمدی سنٹرل ماسک“ نا بیجریا کا فوٹو موجود ہے وہاں پر یہ لکھا ہوا ہے۔

مسلمانوں کا درود شریف:

اللهم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید۔ اللهم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید

قادیانی امت کا درود:

اللهم صلی علی محمد واحمد وعلی ال محمد واحمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید۔ اللهم بارک علی محمد واحمد وعلی ال محمد واحمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید

ضیاء الاسلام پریس قادیان کے مطبوعہ رسالہ درود شریف صفحہ 44 پر یہ درود شریف لکھا ہوا ہے۔

قادیانیوں کے قرآن کے بارے میں کفریہ عقائد:

قصے کہانیوں کی کتاب:

”قرآن پہلوں کی قصے کہانیاں ہیں“ (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات مطبع لاہور صفحہ 294) صرئی و نحوی غلطیاں:

”قرآن میں صرئی و نحوی غلطیاں ہیں“ (معاذ اللہ) (حقیقۃ الوحی صفحہ 304) قرآن اور میری وحی ایک ہیں:

”قرآن کریم اور میری وحی میں کوئی فرق نہیں“ (معاذ اللہ) (نزول مسیح صفحہ 99) میرے الفاظ خدا کے الفاظ ہیں:

”میرے منہ کے لفظ خدا کے لفظ تھے“ (معاذ اللہ) (تذکرہ صفحہ 20) قرآن اٹھالیا گیا ہے:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم 1857ء میں اٹھالیا گیا تھا۔ (کلمۃ الفضل) ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے:

”انا انزلنا قریباً من القادیان“ یعنی ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا۔ (ازالہ اوہام صفحہ 75/32 صفحہ 77/34 مرزا قادیانی)

”تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان“ (تذکرہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اس لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن اتارا جائے۔ (کلمۃ الفضل صفحہ 103 ریویو آف ریلینجز)

نوٹ: قادیانیوں کا قرآن مرزا قادیانی جہنم مکانی کے شیطانی الہامات کا مجموعہ ہے۔ اے صاحب قرآن ﷺ کے امتیاز! آج قرآن تمہیں اپنی حرمت کی حفاظت کے لئے پکارتا ہے۔ قرآن اپنے پڑھنے والوں سے اپنے تقدس کا سوال کرتا ہے، وہی قرآن جس کا تعارف اب کائنات میں کرایا۔

لقد جاءکم من اللہ نور و کتب مبین O

بے شک آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی محمد ﷺ) اور روشن کتاب۔

کبھی اس کی شان یوں بیان کی۔

بَرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفُرْقَانِ عَلٰی عَبْدِهِ لَیْکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا O

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہے۔

اور کبھی اس کی عظمت یوں بیان کی۔

وَاَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَیْنِهٖ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشِیَةِ اللّٰهِ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

وہی قرآن جسے ملائکہ کے سردار جبریل امین علیہ السلام سنایا کرتے تھے اور انبیاء کے سردار جناب محمد ﷺ سناتے تھے۔ وہی قرآن جسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اکٹھا کر کے امت پر احسان عظیم کیا۔ وہی قرآن جسے سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل نور ایمان سے جگمگا اٹھا اور وہ اسلام کا شیدائی و فدائی بن گیا۔ وہی قرآن جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بوقت شہادت بھی نہ چھوڑا اور عثمان رضی اللہ عنہ کا خون مقدس قرآن کے حلال اوراق پر گرا اور قرآن شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا گواہ ہو گیا۔ وہی قرآن جسے پڑھتے پڑھتے اور گریہ کرتے کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی راتیں گزر جاتی تھیں۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج ہمیں قرآن سے وہ

عقیدت و محبت نہیں رہی۔ آج ہمارے سامنے قادیانی قرآنی آیات کو اپنے کفر کی پہلی پھینک رہے ہیں۔ تحریف قرآن کا طوفان برپا کیا ہوا ہے لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے عظیم کی والی اس عظیم کتاب کے ساتھ بدترین سلوک ہوتے دیکھ کر خاموش ہے اور اس پر طرہ یہ کہ قرآن کے ذلیل مجرموں کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ مسلمان ان کے ساتھ اچھے بھرتے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ ان سے سلام لیتے ہیں۔ ان کی شادیوں اور دیگر تقریبات میں ہاتھ دھو کر کہ بعض نا عاقبت اندیش ان کے جنازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں (جو کہ سب حرام ہے) مسلمانو! ہماری زندگی کا یہ چمکتا ہوا آفتاب جلد ہی غروب ہو کر موت کی وادیوں میں جا جائے گا اور بروز محشر جب خدا تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب شفاعت پر فائز کریں گے اور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اگر قرآن نے ہماری شکایت کر دی تو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہم کیا کر جائیں گے؟

جب مجھے سزائے موت سنائی گئی تحریک ختم نبوت 1953ء کی لمحہ بہ لمحہ داستان

اعراف

امین الحسنات مولانا سید ظہیر احمد قادری رحمہ اللہ، مفسر قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری رحمہ اللہ ابن مولانا سید دیدار علی الوری محدث لاہوری علیہ الرحمہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں لاہوری قدس سرہ) کے اکلوتے فرزند ارجمند اور اپنے والد محترم کی رحلت کے بعد تادم حیات لاہور کے وزیر خاں (لاہور) کے خطیب رہے، مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے دستار حاصل کی اور طب و حکمت میں اپنے والد ماجد کے مخصوص نسخوں اور طریق علاج کے امین رہے، نوجوانی کے دور میں دینی تحریکوں میں حصہ لیا، ”تحریک ختم نبوت 1953ء“ میں ایک مجاہد کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئے، گرفتار ہوئے، لاہور کے قلعہ کے عقوبت خانہ میں رہے، مارشل لاء نے انہیں موت کا حکم سنایا مگر ثابت قدم رہے تحریک ختم نبوت میں ایک طویل عرصہ تک پس دیوار زنداں لاہور میں مسجد وزیر خاں کے پاس ”جامعہ حسنات العلوم“ قائم کیا، مسجد کی خطابت کو تادم زیست کیا، والد مکرم کی تفسیر قرآن ”تفسیر الحسنات“ کے آخری حصوں کو مکمل کیا اور انہیں چھپوایا، مولانا امین احمد سید ظہیر احمد قادری اشرفی خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور و امیر جامعہ حسنات العلوم کا ایک ”میدان علمی مع احکام و مسائل قربانی“ مطبوعہ لاہور، سن طہاعت درج نہیں، صفحات 44، راقم کی نظر سے گزرا ہے، مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا سید ظہیر احمد قادری اشرفی رحمہ اللہ نے 27/

1411ھ/27 مارچ 1998ء بروز جمعہ لاہور میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا کی قبر پر فی نار جہنم..... کی تختی:

سراج الدین نے خواب میں دیکھا کہ: میں قادیان میں مرزا کی قبر کے لئے بہشتی مقبرہ گیا، تو اس قبر پر تختی نظر آئی جس پر: ”هٰی نَارِ جَهَنَّمَ خَلْدُهَا أَبَدًا“ لکھا دیکھا اور ساتھ ہی مرزا کی قبر پر چغندر گدھ کی شکل میں جانور نظر آئے لہذا ترساں خواب سے بیدار ہوئے، قدرت حق نے مدد کی اور مسلمان ہو گئے۔

مجاہد تحریک ختم نبوت امین الحسنات مولانا سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ 1951ء کے اواخر ہی میں مرزائیوں کے اخبار ”الفضل“ (ربوہ) نے محمود بشیر کی لکھی ہوئی اشتعال انگیز تقریروں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، سر ظفر اللہ کے وزیر ہونے کے باعث مرزائی اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقتور تصور کرنے لگے تھے اور وہ غالباً اس دم میں بھی بتلا ہو چکے تھے کہ پاکستان میں ان کے ناپاک عزائم کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی موثر قوت موجود نہیں ہے، چنانچہ ”الفضل“ نے سرخیاں جمانیں ”جب تک اپنے دشمنوں کو قدموں پر نہ جھکا لو چہیں سے نہ بیٹھو“، ہمارے پاس عسکری قوت موجود ہے۔“ 1953ء گزرنے نہ پائے گا کہ ہم اپنے مخالفین کو مجبور کر دیں گے کہ وہ ہمارے قدموں پر آکر گریں“ وغیرہ وغیرہ۔

ان اشتعال انگیز تحریروں سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور ان کے سینوں میں ساکنے لگا جو ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھا، مختلف شہروں سے علماء کرام اور دیگر حضرات صورت میں میرے والد محترم مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مطالبہ کیا، علماء اہل سنت کے علاوہ دیگر مکاتیب فکر کے مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قبلہ والد صاحب کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کی، مرزائیوں کے خلاف تحریک کی قیادت کریں، یہ سب حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ قبلہ سید صاحب کے تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار اور دیگر قومی و ملی خدمات کے باعث ان کا اعظم میں بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے، چنانچہ تمام مکاتیب فکر کے زعماء نے ان سے تحریک ختم نبوت کی قیادت قبول کر لینے پر اصرار کیا، اور پھر برکت علی محمد ہال میں ایک عظیم الشان کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام مکاتیب فکر کے اکابر علماء شریک ہوئے، اس موقع پر جلسہ کی صدارت صاحبزادہ محمد الدین رضی اللہ عنہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے فرمائی جو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پہلی بار عوامی اجتماع میں تشریف لائے تھے، تونسہ شریف اور علی پور شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ ملک بھر سے جید مشائخ اس کنونشن میں شریک ہوئے، اس کنونشن میں یہ طے پایا تھا کہ تمام فکر کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس عمل تشکیل دی جائے، چنانچہ اس موقع پر تمام حضرات ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری کو صدر منتخب کیا، سید داؤد غزنوی کو جنرل سیکرٹری کے فرائض اور دیگر سرکردہ حضرات میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسر تاج الدین، شیخ حسام الدین اور صاحبزادہ الحسن (مجلس احرار) شامل تھے، مجلس عمل میں جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبدالحامد

میر تقی اور حافظ خادم حسین، جمعیت اہل حدیث کے مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عطاء اللہ حنیف، جمعیت اسلامی کے میاں طفیل محمد، امین احسن اصلاحی اور نصر اللہ خاں عزیز، جمعیت علماء اسلام کے مولانا لال پوری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لال حسین اختر اور محمد عطاء اللہ مری شامل تھے، مرکزی تنظیم کے قیام کے بعد صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں بنادی گئیں اور مختلف مقامات پر کنونشنوں کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو گیا، ان کنونشنوں میں جو تین مطالبات حکومت کے سامنے رکھے گئے ان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ظفر اللہ سمیت تمام قادیانیوں کو کلیدی اداروں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے پر زور دیا گیا تھا، پنجاب اور ملک کے دوسرے صوبوں میں ایسوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

1952ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف کا سالانہ اجلاس مسجد وزیر خاں میں شروع ہوا، نماز جمعہ کے بعد پہلی نشست سے حضرت علامہ ابوالحسنات نے خطاب کرنا تھا لیکن چند گھنٹے قبل اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ نے دفعہ ۱۳۳ کے تحت جلسوں وغیرہ پابندی عائد کر وادی، حضرت علامہ ابوالحسنات نے دفعہ ۱۳۳ کے خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی اور انہوں نے دولتانہ کو چیلنج کیا کہ وہ ختم نبوت کی حق اور انکس روک سکتے، انہوں نے نہایت پرجوش انداز میں فرمایا!

”اگرچہ دولتانہ تحریک پاکستان میں ہمارے ہم سفر رہے ہیں لیکن آج کلمہ حق بلند کرنے کے جرم میں وہ ہمیں بخوشی گرفتار کر سکتے ہیں ہم پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے تحریک ختم نبوت کو جاری رکھیں گے۔“

دفعہ 144 کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور سہ روزہ اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا، اس کے بعد تحریک چلتی رہی اور اجتماعی جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔

1953ء کے اوائل میں مجلس عمل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد کی صورت میں خواجہ ناظم الدین وزیر اعلیٰ پاکستان سے ملا جائے اور انہیں اپنے مطالبات اور ملکی صورت حال سے آگاہ کیا جائے، چنانچہ علامہ ابوالحسنات کی قیادت میں ایک وفد ترتیب دیا گیا جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی، عطاء اللہ شاہ بخاری، سید داؤد غزنوی، صاحبزادہ فیض الحسن، ماسر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، سید مظفر علی شمشی اور مولانا محسن فقیہ شافعی شامل تھے، یہ وفد کراچی پہنچا اور وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کے قوم کے مطالبات ان کے سامنے رکھے گئے، خواجہ صاحب نے مطالبات کو سننے کے بعد کہا:

”میرے لئے ان مطالبات کو مان لینا بہت مشکل ہے کیونکہ اگر میں سر ظفر اللہ کو کینٹ سے نکال دوں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا اور جو امداد پاکستان کو مل رہی ہے وہ بند ہو

جائے گی“

قائد و فدا علامہ ابوالحسنات رحمہ اللہ نے جواب فرمایا:

”ہم تو سمجھے تھے کہ آپ کا نام سر اور رازق اللہ تعالیٰ ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ آپ سب کچھ امریکہ کو سمجھتے ہیں..... حکومت کو ہمارے مطالبات بہر حال منظور کرنا ہوں گے اور ہمیں موجودہ تحریک کو ڈائریکٹ ایکشن کی طرف لے جانا پڑے گا، ہاں البتہ ہم آپ سوچنے کے لئے وقت دینے کو تیار ہیں، اس وقت تک ہم تحریک کو نرم رکھ سکتے ہیں“

لیکن خواجہ ناظم الدین پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے واضح طور پر مطالبات کو منظور سے انکار کر دیا، اس کے بعد کراچی ہی میں مجلس عمل کا ایک اجلاس بلایا گیا جس میں متذکرہ مولانا ارکان کے علاوہ مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی بھی شامل تھے، اس اجلاس کی کارروائی ہوئی اور آخری نشست میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا، 26 فروری 1953ء کی شام کو کراچی کراچی میں جلسہ عام کا اعلان کیا گیا، مولانا مودودی ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط کرنے کے لئے لاہور واپس آ گئے اور 26 فروری کی شام کو پروگرام کے مطابق نشر پارک میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے علاوہ باقی تمام اکابرین نے تقاریر کی، 26 اور 27 فروری کی درمیانی شب کو جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات جب واپس اپنی گاہ پر پہنچے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا، 27 فروری کو جمعہ کے روز اکابرین کی گرفتاریوں کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ مشتعل ہو کر سڑکوں پر نکل آئے، لاہور میں دلی دروازہ کے ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور مشتعل ہجوم نے مرزائیوں کے اداروں اور ان کے مکانات کو آگ لگا دی، پروگرام بنایا، نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد میں مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کے ہمراہ ان کے پہنچا اور ہم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ سطح کی میٹنگ کے فیصلے کا انتظار کریں، 27 اور 28 فروری کی درمیانی شب مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا، اگلے روز 28 فروری کو آگ بجے کے قریب میں مولانا مودودی سے ملاقات کر کے صورت حال کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے ان کی اقامت گاہ پر پہنچا، مولانا عبدالستار خان نیازی بھی اس موقع پر موجود تھے، مولانا مودودی ملاقات ہوئی تو انہوں نے تحریک میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا، انہوں نے فرمایا!

”مولانا احتشام الحق تھانوی کا رات ٹیلی فون آیا تھا ڈائریکٹ ایکشن کی تجویز سے انہیں اور مجھے اتفاق نہیں تھا اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم تحریک میں حصہ نہ لیں“ میں نے عرض کی آپ کے تو دستخط موجود ہیں پھر یہ فیصلہ کیسا؟ مولانا نے جواب فرمایا! وہ میٹنگ کا

فیصلہ تھا، اب صورت حال مختلف ہے، بہر حال میں تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا، مولانا عبدالستار خان نیازی نے اس موقع ان سے کہا لوگ اس وقت بہت مشتعل ہیں اور وہ ہڈ بات میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں کوئی ان کی قیادت کرنے والا نہیں، آپ مجلس عمل کے رکن ہیں، اگر اب آپ آگے نہیں آنا چاہتے تو ہمیں اختیار دیجئے تاکہ ہم تحریک چلا سکیں، مولانا مودودی ہمیں تحریری طور پر اختیارات دینے پر رضامند ہو گئے، مولانا داؤد فرزانوی دل کے عارضہ میں مبتلا تھے، انہوں نے بھی ہمیں اختیارات لکھ کر دے دیئے، اس کے بعد میں مولانا احمد علی لاہوری کے پاس گیا، انہوں نے کہا، میرا بستر اب بندھا ہوا رکھا ہے، مولانا ابوالحسنات میرے صدر ہیں، میں نے ان کو تار دے دیا ہے اور ان کا جواب ملنے پر میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا، اس کے جواب میں میں نے کہا، مولانا ابوالحسنات تو اس وقت جیل میں ہیں، نہ آپ کا تار انہیں پہنچے گا اور نہ ان کا جواب آپ کو ملے گا، لہذا اگر ٹالنا مقصود ہے پھر تو الگ بات ہے اور اگر آپ کا ارادہ عملاً حصہ لینے کا ہے تو آپ وعدہ فرمائیے، انہوں نے کہا میں تیار ہوں جو حکم مجھے دیا جائے گا میں اس کی تعمیل کروں گا، اس کے بعد میں مفتی محمد حسن (نیلا گنبد) کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا میں ناگوں سے معذور ہوں اس لئے عملاً حصہ نہیں لے سکتا، میں نے اُن سے کہا! جناب آپ معذور ضرور ہیں لیکن قیامت کے دن میرے آقا گنبد خضریٰ کے کلین حوض کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ سے فرمائیں گے کہ میرے نام پر کھاتے رہے، عزت کرواتے رہے اور مفتی کہلاتے رہے لیکن جب میری ناموس کا مسئلہ آیا تو معذوری ظاہر کر دی، اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟ یہ سن کا مفتی صاحب کا چہرہ متشیر ہو گیا، انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور پھر کہنے لگے، آپ مجھے جب چاہیں گرفتار کروادیں، اگر آپ ابھی چاہیں تو میں اسی وقت آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں، اس گفتگو کے بعد میں وہاں سے دلی دروازہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہاں میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک لاکھ افراد کا جم غفیر موجود تھا اور لوگ منتظر تھے کہ کوئی انہیں پروگرام بتائے، میں وہاں سے فوراً مولانا غلام دین صاحب خطیب انجمن لوکشیڈ کے پاس پہنچا، اس وقت کہ وقت تھا اور مولانا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا! مولانا آپ کو آج ہی اور رات گرفتاری پیش کرنا ہے، مولانا نے بلا جھل و جھٹ فرمایا ”نماز پڑھ لوں یا پہلے چلوں“ میں نے عرض کیا کہ لوگ منتظر ہیں، نماز آپ وہیں پڑھیں اور تقریر کے بعد جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیئر مین

اس کو وہیں قتل کر دیا گیا، درحقیقت یہ ساری واردات حکومت نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت
 کی تھی، کیونکہ دولتنامہ وزارت چاہتی تھی کہ اسے تشدد کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے تاکہ تحریک کو کچلا جاسکے،
 اس واقع کے بعد وسیع پیمانے پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں
 سنائی دے رہی تھیں، بعد کے فیصلہ کے قتل کے بعد کر فیولہ دیا گیا تھا، لیکن ہم نے مسجد وزیر خاں کا اجلاس جاری رکھنے
 کی ضرورت محسوس کی، اسی روز مولانا غلام محمد ترنم، مولانا غلام دین، حافظ خادم حسین
 اور مولانا احمد علی لاہوری کو چھٹکڑیاں لگا کر لاہور سے ملتان لے جانے کے لئے انشیشن پر لایا گیا،
 مولانا کا اشتعال اور زیادہ بڑھ گیا، رات کو مسجد وزیر خاں میں میری صدارت میں ایک اجلاس ہوا
 جس میں مولانا کا اشتعال انگیز کاروائیوں کی مذمت کی گئی۔

تحریک کی نظامت اس وقت میرے پاس تھی، حکومت کے کچھ نمائندے میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ دولتہ حکومت نے آپ کے مطالبات منظور کر لئے ہیں اس لئے آپ کو تم کرنے کا اعلان کر دیں، میں نے جواباً انہیں یہ بتایا کہ تحریک کی باگ ڈور اور اس کے متعلق ہمارے اختیار ان لوگوں کے پاس ہے جو کراچی اور سکھر جیل میں محصور ہیں لہذا آپ ان سے رابطہ کریں، اگر انہوں نے ہمیں تحریک ختم کرنے کا حکم دے دیا تو ہم کوئی پس و پیش نہیں کریں گے، دیکر ہم پوری قوت کے ساتھ مطالبات منوانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے، اس کے بعد ان کے نمائندے واپس ہو کر واپس چلے گئے۔

3 مارچ کو مسجد وزیر خاں میں مسلم لیگ کی کچھ خواتین آئیں، انہیں دراصل ایک سازش کے تحت بلایا گیا تھا کہ کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور تشدد کرنے کا بہانہ ہاتھ آ سکے، لیکن ہم نے عوام پر کنٹرول کرتے ہوئے ان خواتین کو مسجد سے محفوظ جگہ تک پہنچا دیا اور اس طرح حکومت کی سازش ناکام ہو کر رہ گئی، مسجد خاں میں ہر روز بعد نماز عشاء بھی جلسہ عام کا اہتمام ہوتا تھا جس میں بڑی ایمان افروز تقاریر ہوتیں، لیکن تک تحریک نے پورے پنجاب میں زور پکڑ لیا تھا سندھ اور سرحد میں بھی ہنگاموں کا سلسلہ جاری تھا۔

4 مارچ 1953ء کو سارادون گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں، جس مکان سے ختم نبوت کی آواز بلند ہوئی اس کے کینوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، 4 مارچ کی رات کو مسجد وزیر خاں کے اجلاس میں ہم نے ”پیپہ جام ہڑتال“ کا اعلان کر دیا، انتہائی مختصر نوٹس کے باوجود اس اپیل کے نتیجے میں اگلے روز ایسی ہڑتال ہوئی کہ اس کی مثال نہیں ملتی، حتیٰ کہ اخبارات میں خبر پڑھنے کے بعد گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین نے بھی قلم چھوڑ دیے، کسی بس یا ٹرک کا توڑ کر ہی کیا تا نگہ یا رکشہ تک نظر نہ آتے تھے، غرضیکہ اس ہڑتال نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

کراس پہنچ کر گرفتاری دیں، مولانا نے گھر پر اطلاع دے دی اور فوراً میرے ساتھ دہلی دروازہ دہلی روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر انہوں نے نماز ظہر پڑھا لی اور ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی، انہوں نے ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیچر گنگ کراس پہنچ کر گرفتاری دے لی۔ اسی روز شام کو مسجد وزیر خاں میں رضا کاروں کا اجتماع شروع ہو گیا، میں بھی بستر کے سر پر بیٹھا تھا۔ اس کے بعد پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ صبح دس بجے مسجد وزیر خاں میں جلوس ہوتا اور دس رضا کار جلوس کے ساتھ گرفتاریاں پیش کرتے اور نماز ظہر کے بعد دہلی دروازہ دہلی سے (جو اس وقت اکبری دروازہ تک پھیلا ہوا تھا) دس رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے، روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے والوں کی قیادت کوئی ایک عالم دین کرتا تھا، مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا قاسمی بھی میرے ساتھ مسجد وزیر خاں میں تھے، 29 فروری کو مولانا احمد علی لاہوری نے دہلی دروازہ کے اجلاس میں تقریر کر کے گرفتاری پیش کی۔

ظفر علی خاں کے صاحبزادے اور ”زمیندار“ کے ایڈیٹر اختر علی (جو کہ مجلس عمل کے خاں تھے) نے پہلے تو تحریک کی پُر زور حمایت کی لیکن جب دولت نہ وزارت کی طرف سے ان پر دباؤ ڈالا تو ان کا رویہ بدل گیا، عوام نے ”زمیندار“ کی کاپیاں جلا کر احتجاج کیا، اور پھر 30 فروری کی شام ہجوم نے ان کا گھیراؤ کر لیا، انہوں نے جان بچانے کے لئے برقعہ پہنا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر مسجد وزیر خاں پہنچ گئے اور اگلے روز انہوں نے بھی تقریر کر کے گرفتاری پیش کر دی۔

مارچ کے پہلے ہفتے میں رضا کاروں کا ایک جلوس دہلی دروازے سے حسب معمول نکلا۔ یہ جلوس برائنڈر تھر روڈ پہنچا تو پولیس نے بلا جواز سخت تشدد کیا جس کے باعث بہت سے رضا کار مارے ہو گئے، ہم نے مسجد وزیر خاں میں ڈپٹری کا انتظام پہلے سے ہی کر رکھا تھا، چنانچہ ان کا علاج ہو گیا، اسی دوران شہر میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ ڈی ایس پی فردوس شاہ نے قرآن پاک کی تائید ہے، چنانچہ اگلے روز ظہر کے اجلاس میں ایک صاحب نے مجمع عام میں قرآن پاک کے پتلے اور اوراق پیش کئے جس سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔

چوک وزیر خاں کے قریب پولیس کا ایک سپاہی کشمیری بازار کی طرف سے آ رہا تھا، لوگوں اسے گھیر لیا، اس نے جان بچانے کے لئے ایک قریبی مکان میں پناہ لی، جب وہ کھڑکی سے باہر نکلا تو لوگ نعرے لگاتے، یہ خبر ڈی ایس پی فردوس شاہ تک پہنچی تو وہ اس سپاہی کو بچانے کے لئے ایک کے ہمراہ چوک وزیر خاں کی طرف چلا، اور پھر اس کا ایک مشتعل جلوس سے آمناسامنا ہو گیا، کسی شخص سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک کی توہین کی ہے، اتنا سننا تھا کہ پورا جلوس اس

اس موقع پر تحریک دشمن عناصر نے یہ افواہیں پھیلائیں کہ مولانا نیازی دیگ میں بیٹھ کر گئے ہیں اور انہوں نے داڑھی منڈوالی ہے، یہ افواہیں صرف تحریک کو ناکام بنانے کے لئے پھیلائی گئیں اور انہوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے انہیں ہوا دی حالانکہ ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

6 مارچ کو مسجد وزیر خاں میں تقریباً تین چار ہزار رضا کار موجود تھے، مسجد میں پروگرام کے مطابق نماز پڑھ کر رخصت ہوئے اور 6.5 رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے رہے، 7 مارچ کو نماز ظہر کے بعد مسجد میں نماز پڑھی اور باقی رضا کار جلوس کی تیاری کر رہے تھے کہ مسجد سے متصل سڑک پر جنرل محمد ایوب نے انہیں روک دیا اور انہیں مسجد کے اندر داخل ہو کر گرفتار کر لیں گے اور اس طرح جوکشت و خون ہوگا اس کی خبر انہی افراد پر ہوگی، اس کے جواب میں انہوں نے لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کی اور حضرت امام یوسف رضا علیہ السلام کا ایک واقعہ پیش کیا کہ جب بادشاہ وقت نے اپنی بیگم بیدہ کو ان الفاظ میں شروط طلاق دی کہ اگر تیرے غروب ہونے سے پہلے میری سلطنت سے باہر چلی جاؤ ورنہ تم پر میری طلاق ہو جائے گی، اس کے عالم میں تو بادشاہ نے یہ بات کہہ دی لیکن جب غصہ ختم ہوا تو وہ پریشان ہو گیا اور اس نے اپنے لٹوئی پوچھا، علماء نے جواب دیا کہ حدود سلطنت سے نکلنا لازم ہے ورنہ طلاق ہو جائے گی، امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے سارا واقعہ سننے کے بعد بادشاہ سے کہو وہ بے فکر ہو جائے سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی بیگم اس کی حدود سے نکل جائے گی اور یہ شرط پوری ہو جانے کے بعد طلاق نہیں ہوگی، سورج غروب ہونے میں چند گھنٹے باقی رہ گئے، بادشاہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے نمائندے دوبارہ امام صاحب کی خدمت میں بھیجے، آپ نے انہیں کہہ دیا کہ بیگم کو مسجد میں لے آؤ اور علماء سے پوچھ لو کہ مسجد بادشاہ کی حدود و مملکت سے باہر ہے یا نہیں؟ امام صاحب کو مسجد میں لایا گیا اور تمام علماء نے بالاتفاق یہ فیصلہ دے دیا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی حدود میں نہیں ہے، اور اس طرح طلاق نہیں ہوئی، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں نے کہا کہ مسجد خانہ کعبہ اور اگر مارشل لاء حکام نے مسجد میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو اس کا بڑی سختی سے جواب دیا جائے گا، امام ترمذی داری فوجیوں پر عائد ہوگی، میں نے یہ بھی کہا کہ فوج اور پولیس کو مسلمانوں پر گولیاں مارنا کوئی حق نہیں پہنچتا، ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کے بعد خدا کے فضل سے فوجی افسران کسی کاروائی کے بغیر ہی واپس چلے گئے، اس موقع پر یہ بات بھی سننے میں آئی کہ مولانا فوجی افسر نے مسجد کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن وہ ناکام رہا اور یہ اللہ

5 مارچ کی شام کو پورے ملک میں ایک عجیب سناٹا تھا عورتیں، بچے، بوڑھے سبھی مسجد میں آئے تھے، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور سندھ کے بہت سے علاقوں میں تھانوں پر جمع ہو کر رہ گئی تھیں، اسی روز پولیس نے دہلی دروازے کے اجلاس پر پابندی عائد کر دی اور لوگوں کو اس شرکت سے روکا، جب پولیس کو کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے گولی چلا دی، اس موقع پر محمد علی جناح نے غلاموں نے سینے تان تان کر گولیاں کھائیں اور جام شہادت نوش کیا، مسجد وزیر خاں زخمیوں اور شہداء بھر چکی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہداء کے کفن و دفن کا انتظام بڑی سرگرمی سے جاری تھا، ایک مسجد تھا، ہر طرف خون میں نہائے ہوئے نوجوان لیٹے تھے، اس موقع پر عوام کے تعاون کا یہ عالم تھا کہ لوگوں نے مال و اموال امداد کے علاوہ جس چیز کی بھی اپیل کی جاتی فوراً مہیا ہو جاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا کے لئے کثیر تعداد میں ڈاکٹر اور ڈسپنسریں چلنے لگی تھیں اور انہوں نے رضا کارانہ طور پر تمام خدمات انجام دیں، اس روز تقریباً چالیس مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے، کوئٹہ فین کے لئے جلوس کی شکل میں قبرستان میانی صاحب اور دیگر قبرستانوں میں لے جایا گیا، وہاں کی قبریں سنہری مسجد کشمیری بازار کے عقب میں بنادی گئیں، اس وقت ملت اسلامیہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ انہیں مرنے مارنے کے سوا کچھ نہیں سوچ رہا تھا، ہماری طرف سے لوگوں کو یہ امن طرہ سے کرنے کی اپیلیں مسلسل جاری کی جا رہی تھیں۔

دولتانہ وزارت نے اس موقع پر ایک اور چال چلی کہ ہوائی جہاز کے ذریعے اشتہارات شائع کیے کہ حکومت نے مطالبات منظور کر لئے ہیں اور تحریک ختم ہو گئی ہے لیکن یہ چال بھی کامیاب نہ ہو سکی اور عوام حکومت کے ہتھکنڈے کو فوراً سمجھ گئے۔

6 مارچ کو جنرل اعظم کی قیادت میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا، یہ مارشل لاء انتہائی سخت تھا ریڈیو سے دھمکی آمیز اعلانات نشر ہو رہے تھے، دن کے بارہ بجے ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوا کہ عبدالستار خاں نیازی اور مولانا غلیل احمد قادری اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیں ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی، مولانا عبدالستار خاں نیازی اس وقت صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے، ہماری خواہش تھی کہ وہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں تقریر کریں، اسمبلی کا اجلاس چند روز میں ہی شروع ہوا والا تھا، چنانچہ ہم نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں، مولانا نیازی نے اس تجویز سے اتفاق کیا، مولانا نیازی چند افراد کے ہمراہ مسجد کے مغلری جنوبی مینارہ سے متصل مکان میں منتقل ہوئے اور پھر دیہاتیوں کا سالباںس پہن کر لاہور سے باہر

تعالیٰ کا خاص فضل تھا، اس روز بھی حسب معمول جلسہ ہوا اور رضا کاروں نے گرفتاریاں پیش کر دیں۔ ریڈیو اور اخبارات پر حکومت کا مکمل کنٹرول تھا اور ہمارے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کیا گیا۔ لیکن اس موقع پر مولانا سید محمود احمد رضوی (لاہور) اور ان کے رفقاء نے تحریک کی حمایت و اشتہارات سائیکوشائل کر کے شہر کے مختلف حصوں میں لگانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ مسجد وزیر خاں میں کچھ ایسے افراد بھیج دیئے تھے جو رضا کاروں کے حوصلے پست کرنے کے لئے عمل تھے۔

8 مارچ کو فجر کی نماز کے بعد جب کرفو کھلا تو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اعلان کیا کہ میں ناموس مصطفیٰ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں لہذا جو شخص اسے ہراس دے گا وہ میری کمزوری محسوس کرتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے وہ جاسکتا ہے، وہ ہٹلر بن جائے جسے زندگی ہو پیاری، میری تقریر کے بعد مسجد میں صرف ڈیڑھ ہزار جاٹا رہ گئے اور پانی گھروں کو چلے گئے، اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسجد وزیر خاں کی بجلی اور پانی بند کر دیا گیا اور خوراک کے تمام راستے بھی مسدود تھے، لیکن ہمارے پاس مسجد کے حوض میں پانی کا کافی ذخیرہ تھا، اس کے علاوہ گڑ اور چنے کی بوریاں ہم نے پہلے سے ہی مسجد میں محفوظ کر لی تھیں، چنانچہ یہ تمام استعمال کی گئی، امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ دوپہر کے وقت میرے پاس آئے اور انہوں نے پنجاب نواب چندر سنگھ کا یہ پیغام مجھے دیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے مسجد سے نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔

8 مارچ کی شام کو رنگ محل، شیر نوالہ گیٹ اور موچی دروازہ سے مسجد تک ریت کی بوریاں بھیجیں گئیں اور خاردار تار بچھا دیئے گئے تاکہ نہ تو کوئی مسجد کے اندر آ سکے اور نہ کوئی واپس جاسکے، مسجد کے مغربی حصے کا مکانات خالی کروا کر ان پر شین گئیں اور دیگر ہتھیار نصب کر دیئے گئے، رات بھر مسجد پر الٹی جاری رہا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف نعرے فضاء میں گونجنے لگے۔

9 مارچ کو صبح دس بجے امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ میرے پاس دوبارہ تشریف لائے اور تحریک پاکستان راہنما اور قلمی والد صاحب کے دوست تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ سارے شہر میں کنٹرول ہو چکا ہے اور اگر آپ نے مزاحمت جاری رکھی تو جانوں کا بھی نقصان ہوگا اور مسجد کی بے گناہی بھی خطرہ ہے، قدوائی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے رضا کاروں سے مشورہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ پہلے میں اپنی گرفتاری پیش کر دوں، چنانچہ میں گرفتاری پیش کرنے کے لئے قدوائی صاحب کے ہمراہ مسجد کے جنوبی دروازے سے باہر آیا، ایک کرٹل، دو کیپٹن اور کثیر تعداد میں فوجی باہر موجود

تھے۔ پولیس نے پتھریاں پھینکیں اور یو ایچ ایم کے ہم کو گھیرے میں لے لیا، میں ہنس پڑا اور میں نے ان کو بتایا کہ میں خود گرفتاری پیش کر رہا ہوں، اتنے تکلف کی کیا ضرورت ہے، کرٹل نے جواب دیا آپ ہم کو لے کر جاتے ہیں، آپ نے مسجد میں اسلحہ جمع کر رکھا ہے اور میناروں پر پوزیشن لی ہوئی ہے اس لئے گرفتاری میں نے اس کرٹل کو کہا اگر آپ مرزائی ہیں تو پھر یقیناً مسلمان نہیں اور اگر مسلمان ہیں تو مسلمان کو غیر مسلم سمجھنا بہت بڑا ظلم ہے، رہا مسجد میں پوزیشن سنبھالنے اور اسلحہ جمع کرنے کا سوال تو دہلی کی دشمن نے اڑائی ہوگی، دروازے کھلے ہیں اور آپ اندر جا کر دیکھ سکتے ہیں، اس پر وہ ہنس پڑا میں نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا، قدوائی صاحب بھی میرے ہمراہ تھے، کپڑے جو میں نے پہن رکھے تھے وہ ہٹ چکے تھے، کیونکہ 28 فروری کو مسجد میں منتقل ہونے کے بعد مجھے گھر جانے کا موقع نہیں مل سکا۔ وہاں مجھے خدادی محلہ کی طرف لایا گیا تو میں نے فوجیوں سے کہا کہ میرا مکان قریب ہے اگر آپ مجھے لے کر دیں تو میں کپڑے تبدیل کر لوں، کرٹل نے رضا مندی ظاہر کر دی، لیکن جب ہم چند قدم آگے گئے تو کرفیو کے باوجود عورتیں، مرد اور بچے گھروں سے باہر نکل آئے اور انہوں نے نعرے لگانے لگے، ان کو روک دئے، اس صورت حال کو دیکھ کر کرٹل نے مجھے کہا اب آپ ہمارے ساتھ چلیں کپڑے ہم بعد آپ کو منگوا دیں گے، چونکہ مفتی باقر سے ہمیں پرانی کوتوالی لایا گیا، یہاں تک ہم پیدل ہی آئے، کوتوالی میں فوجیوں نے بڑے بڑے دائرے لگائے تھے انہوں نے دائرے میں اپنے ہیڈ کوارٹر کو علامت دی کہ طرزم کو پکڑ لیا گیا ہے اور اسے ہم لے کر آرہے ہیں، پھر ہمیں پرانی کوتوالی سے دہلی کے لئے تک پیدل ہی لایا گیا، ہمیں زیر حراست دیکھ کر لوگ مکانات کی چھتوں سے نعرے لگانے لگے، دروازے سے جیپ میں بٹھا کر شاہی قلعہ کی طرف لے جایا گیا، مارشل لاء حکام کو ہماری گرفتاری کی اطلاع تو ہوئی چکی تھی، شاہی قلعہ میں داخل ہوئے تو عام خاص دربار کے بالائی حصے میں تین چار لمبے لمبے والے فوجی افسران کو بیٹھے ہوئے دیکھا، پھر وہ نیچے آئے میز اور کرسیاں بچھائی گئیں اور وہ فوجی افسران کرسیوں پر بیٹھ گئے (غالباً ایک فوجی افسر کا نام سرفراز تھا)، مجھے بھی کرسی پر بیٹھنے کو کہا گیا، قدوائی صاحب میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئے، ایک فوجی افسر نے سب سے پہلا سوال مجھ پر کیا کہ کیا آپ کو ایجنٹ ہیں اور یہ تحریک کسی ملک کے ایما پر چلائی جا رہی ہے؟ میں نے جوابا کہا 1947ء میں پاکستان کی حمایت میں خضر وزارت کے خلاف جو انجلی ٹیشن ہوا تھا کیا وہ بھی غیر ملکی سازش تھی؟ ان لوگوں نے اس تحریک میں گرفتاریاں پیش کیں کیا وہ بھی غیر ملکی ایجنٹ تھے؟ ہماری تحریک تو ان لوگوں کے خلاف ہے جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور مذہبی اور سیاسی لحاظ سے پاکستان کے دشمن ہیں، ان لوگوں نے پاکستان قائد اعظم کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے گریز کیا، آج یہ لوگ ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز

ہو گئے ہیں، ہم نے یہ تحریک ان کو کلیدی عہدوں سے علیحدہ کرنے کے لئے چلائی ہے۔

پھر اس فوجی افسر نے دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟ میں نے فرمایا "نہیں"، اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا سرکار دو جہاں میں غلطی کے بعد نبوت کا رد ہو چکا ہے اور قادیانیوں نے ایک بناسیتی نبی پیدا کر لیا ہے اور ان کا فتنہ بھی مسلمانوں سے ملے ہوئے ضابطہ اخلاق بھی جدا ہے اور سیاسی نظام بھی مختلف ہے، اس نے پوچھا فقہ کیسے علیحدہ ہے؟ میں نے کہا زانی کو ہم مسلمان حکم قرآنی کے مطابق کوڑوں کی سزا کا حق دار سمجھتے ہیں اور قادیانیوں نے اس کی دس جوتے مقرر کی ہے جو زانیہ زانی کو لگاتی ہے، اس طرح قادیانیوں نے زنا کا بھی دروازہ کھل دیا یہ جواب سن کر تو وہ آگ گولہ ہو گیا اور اس نے انگریزی میں گالیاں دینی شروع کر دیں۔

قدوائی صاحب نے اسے ٹوکا تو دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی، فوجی افسر نے قدوائی صاحب کو کہا، اب تم بھی اپنے آپ کو گرفتار سمجھو میں تمہارے ساتھ نیٹ لوں گا، قدوائی صاحب نے اس سے پوچھا، کیا آپ قادیانی ہیں؟ اس جواب دیا پورا ملک قادیانیوں کا ہے، اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا ایک بج چکا تھا اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی، پھر کرسیاں اٹھائی گئیں اور ہم نیچے فرش پر چاروں طرف پٹھان فوجی ہماری نگرانی کر رہے تھے، اسی دوران ظہر کا وقت ہو گیا اور ہم نے وضو کر کے پانی مانگا، ہمیں شمالی حصے میں لایا گیا جہاں نلکا لگا ہوا تھا، وہاں سے وضو کرنے کے بعد میں نے اس اذان کی آواز سن کر کچھ فوجی اور کچھ رضا کار جو پہلے ہی گرفتار ہو کر آئے ہوئے تھے، نماز پڑھنے کے لئے آگئے، چنانچہ میں نے امامت کروائی اور سب نے باجماعت نماز ادا کی، نماز کے بعد میں نے وضو و خضوع کے ساتھ دعا کی، دعا کے بعد فوجی میرے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے گرفتاری کی وجوہات پوچھیں، میں نے قادیانیوں کا پول کھولا اور تحریک کا پس منظر بیان کیا، میری باتیں سن کر وہ انہوں نے اپنی چادریں بچھا دیں اور نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے، ایک فوجی میس میں گیا اور ہمارے کھانے لے آیا، پھر ہم نے نماز عصر بھی اسی طرح باجماعت ادا کی، نماز عصر کے بعد پہلے فوجیوں کی اہلیاں تبدیل کر دی گئیں اور نئے فوجی آگئے، انہوں نے پھر ہمیں نیچے بٹھا دیا اور نہایت سختی کا مظاہرہ کیا، تک کی ممانعت تھی، نماز مغرب کا وقت ہوا تو میں نے پھر اسی طرح اذان دی اور باجماعت نماز ادا کر کے بعد دعا میں مشغول ہو گیا، یہ نئے فوجی بھی دعا سے بڑے متاثر ہوئے انہوں نے بھی ہم سے سوالات کئے، ہم نے تفصیلات بتائیں تو ان کا رویہ فوراً بدل گیا اور وہ بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے، نماز مغرب کے بعد مجھے اور قدوائی صاحب کو جیپ میں بٹھا کر مغربی حصے میں واقع سی آئی اے کے دفتر لایا گیا، جہاں ہمارا نہایت فحش اور غلیظ گالیوں سے استقبال ہوا، قدوائی صاحب کو مجھ سے علیحدہ کر دیا

15 مارچ سے 25 مارچ تک معمول یہ رہا کہ دن کے وقت مجھے قید تنہائی میں رکھا جاتا اور رات کو باہر گیارہ بجے تیز روشنی میں بٹھا کر نہایت بدتمیزی سے سوالات کئے جاتے، اس کے بعد مجھے کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا، حوالات کی پچھلی طرف ایک کھائی تھی اس میں فائر ہوتے اور پھر ایک افسر سپاہیوں سے پوچھتا آج کتنے اتارے؟ سپاہی جواب میں چار یا چھ کہتا اور کہہ جاتا اب آپ کی باری بھی آنے والی ہے، پھر پوچھ گچھ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ مجھے

تھکڑی لگا کر ایک تہہ خانے میں لے جایا جاتا اور وہاں اوٹ پٹا لگ سوالات کر کے پریشان کرکوشش کی جاتی، اسی دوران ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا، ایک روز مجھے تہہ خانے میں اتار دیا گیا جب تین چار سیڑھیاں باقی رہ گئیں تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ڈیڑھ گز لمبا سانپ پھن پھسا ہوا پڑا ہے، میرے ساتھ آنے والے افسر نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے معافی نہ مانگی تو مجھے اس کے اوپر ڈال دیا جائے گا، میں نے اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور معافی مانگنے سے صاف انکار کر دیا، میں نے مجھے دھکا دینے کی کوشش کی تو میں نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا، چنانچہ اتفاق یہ ہوا کہ وہاں ہی زور سے نیچے کی طرف لڑھک گیا اور پھر بدحواسی کے عالم میں اوپر کی طرف بھاگا، میرے ہاتھ تھکڑی لگی ہوئی تھی، جب مجھے حوالات میں بند کرنے کے لئے پولیس کی بارک کے سامنے لے جایا تو میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے، میں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور پھر تھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا، میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے یہ تھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں نہیں پہنیں اور مجھے حوالات میں نے آج اللہ کے پیارے حبیب شافع محشر علیہ السلام کی ناموس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر پھانسی دے دی ہے، یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا دل تو ہمارے آپ کے ساتھ ہیں لیکن کچھ نہیں سکتے، ملازمت کا معاملہ ہے، میں نے ان سے کہا یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی اگر تم مجھے دیکھتے ہو تو اسوہ حررہ پر عمل کرو، یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

30 مارچ کو حوالات میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے ایک ہوا آ رہا ہے اور اس کے منہ میں ایک چھوٹا سا سانپ ہے، یہ کوا اڑتا ہوا دوسری سمت چلا گیا، جب میں نے ہوا تو اس خواب کا اثر ذہن پر موجود تھا، میں اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا، چند لمحے بعد ماشی کو پانی ڈالنے کے لئے آیا تو اس نے بتایا کہ خواجہ ناظم الدین کی وزارت ختم ہو گئی ہے، یکم اپریل کو اس نے آن کر مجھ سے کہا کہ آپ کے والد نے معافی مانگ لی ہے اور وہ گھر واپس آ گئے ہیں، لہذا آپ کی ملازمت مانگ لیں، میں اس کی چال فوراً سمجھ گیا اور میں نے کہا میں ایک بہادر اور غیور باپ کا بیٹا ہوں، آپ کو بیانی کر رہے ہیں میرا والد ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر وہ ناکام واپس چلا گیا۔

2 اپریل سے اذیت کا سلسلہ اور بڑھا دیا گیا، رات دن مجھے قلعے کے مختلف حصوں میں تھکا جاتا، رات کو جگایا جاتا اور تیز روشنی میں بٹھا کر ایک افسر سوال کرتا، ابھی میں اس کا جواب دیتا تھا کہ دوسرا سوال کر دیا جاتا، حوالات کے دروازے پر انفل بردار فوجی ہر وقت موجود رہتے تھے، ان سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو وہ گردن ہلا کر معذرت کا اظہار کر دیتے تھے، ماشی کو گھر

اپریل کو عصر کے بعد ڈی ایس پی، سی آئی اے نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کاغذ اور قلم میرے ہاتھ رکھ دیا اور مجھے کہا کہ میں جو کچھ بھی چاہتا ہوں کاغذ پر لکھ دوں، میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی موت کیوں پیش آگئی، تو اس نے جواب میں مغفلت سنا شروع کر دی، میں یہ گالیاں برداشت نہ کر سکا اور میں نے اسے کہا آپ میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں لیکن میرے بزرگوں کو گالی نہ دیں، آپ کو اس کی بڑی سخت سزا ملے گی کیوں کہ میرے بزرگوں کا تعلق اہل بیت سے ہے، یہ باتیں سن کر

وہ مرعوب سا ہو گیا، اس کے بعد فائرنگ کی آواز آئی اور پھر دو سپاہی دفتر میں داخل ہوئے۔ ان سے پوچھا آج کتنے اُتارے؟ انہوں نے جواب دیا ”دو“، سپاہی واپس چلے گئے اور وہ کی آواز آنے لگی، ڈی ایس پی نے فون اٹھایا اور پھر وہی سوال دہرایا اب کتنے اُتارے؟ اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اب مزید چار افراد کو گولی مار دی گئی ہے، حکومت کے باغیوں کا یہی حال ہے اور پھر اس نے بڑی لجاجت سے کہا آپ تو شریف آدمی ہیں اس کاغذ پر معافی نامہ لکھ دیجئے گا ابھی رہا کروادیں گے، میں نے اسے جواب دیا کہ جو حکومت ختم نبوت کی منکر ہو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باغی ہو میں اس سے ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر اس نے کہا میں اس کاغذ پر لکھ دوں، چنانچہ میں نے یہ الفاظ کاغذ پر لکھ دیئے، ڈی ایس پی نے یہ عبارت پڑھی تو پاگل ہو گیا، اس نے قلم زور سے زمین پر مارا اور کاغذ پھاڑ دیا پھر مجھے مارنے کے لئے کرسی میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی میں کرسی کا تکیہ ہی پکڑ رکھا، لیکن اس پر اللہ کے فضل سے ایسا مرعوب نہ ہوا کہ وہ مجھے کچھ کہے بغیر دفتر سے باہر چلا گیا، پھر ایک سپاہی آیا اور اس نے مجھے قلعے کے دروازے پاس حوالات میں لے جا کر بند کر دیا، اس روز دو پہر کو مجھے نہ تو کھانا دیا گیا اور نہ ہی پانی مل سکا۔ عصر کی نماز میں نے حتم سے ادا کی، مغرب کے وقت مجھے وضو کے لئے پانی دے دیا گیا اور پھر بھی دیا گیا جس میں خلاف معمول پھل بھی تھے، تقریباً نو بجے مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بڑے کمرے میں لایا گیا، یہاں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مجھے سیدھا کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک سپاہی نے میرے بازو پکڑ کر اوپر کر دیئے اور ناٹکیں چوڑی کرنے کو کہا، اسی عالم میں دو تین گھنٹے گئے پھر وہ سپاہی چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا آ گیا، اسی طرح تین تین گھنٹے کے بعد یونیاں ہٹائی گئیں جو منی میں ہاتھ ذرا نیچے کرتا ڈیوٹی پر موجود سپاہی فوراً میرا بازو پکڑ کر ہاتھ اوپر کر دیتا، یہ اذیت تاکہ ساری رات جاری رہا، فجر سے دو گھنٹے قبل میرے پیٹ اور سینے میں شدید درد اٹھا اور میں کراہنے لگا۔ ان لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، پھر میں نے تہجد کے نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی، لیکن اس سے انکار کر دیا گیا، درد سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے دُرود شریف کا ورد شروع کر دیا، دُرود کے بعد کافی افاتہ ہو گیا، نماز فجر ادا کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ مل سکی، رات کے نو بجے سے مجھے بجے تک یہی عالم رہا، طبیعت نہایت مضطرب تھی اور تھکاوٹ سے بدن چور چور ہو رہا تھا، میں نے

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

غوثِ اعظم بمن بے سرو ساماں مدد دے

قبلہ دیں مدد دے کعبہ ایماں مدد دے

اتنے میں ایک پولیس افسر آیا اور مجھے ہتھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا، یہاں ایک سپاہی کی ہتھکڑی گئی کہ وہ مجھے سونے نہ دے، پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا، نمازِ ظہر کے بعد میں کھانا کھا کر غسلِ صبح کے مزارِ اقدس کی طرف رخ کیا اور اس شعر کا ورد شروع کر دیا:

سج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را بہر کامل کاملاں را راہنما

عصر کے بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے، اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والد محترم حضرت علامہ ابو جعفر (جو اس وقت سکھر جیل میں تھے) کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگا لیا، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے، صبح کے بعد میں اُن سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اتر تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ کھلا ہوا ہے، میں اس کمرے میں دوڑا تو بیٹھ گیا اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ دل اور میانہ قد، سفید داڑھی، کھلی آستینوں کا سبز کرتہ زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے ایک آواز آئی ”سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لارہے ہیں“ میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے، سرکارِ غوثِ اعظم نے میری دہنی طرف پشت پر تھکی دی اور فرمایا ”یہاں بیٹا گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا، میں نے دوبارہ عرض کی حضور! انہوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے، رُخ انور پر مسلسل تشنگی تھی فرمایا کچھ نہیں، سب ٹھیک ہے اور یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے، اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا اور نہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ کھانا کھا جاتا، لیکن سرکارِ غوثِ پاک کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا، صبح کے بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا، دوسرے روز اعلیٰ فوجی افسر آکر تے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ میں نے انہیں تمام حالات بتائے، اور انہوں نے میرے سامنے متعلقہ پولیس افسران کی سرزنش کی اور کچھ ہدایات جاری کیں، پھر مجھے ایک دوسری حوالات میں منتقل کر دیا گیا جو قدرے بہتر تھی، وہاں میں نے مولانا عبدالستار صاحب کی آواز سنی مولانا تلاوتِ کلامِ پاک فرما رہے تھے، اور میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی قریبی حوالت میں ہیں، دو پہر کے وقت مجھے ایک بارک میں منتقل کر دیا گیا جہاں سے بالکل سامنے مولانا عبدالستار صاحب کی آواز سنی تھی، مولانا نیازی نے اشارے سے سلام کیا اور خیریت پوچھی، فاصلہ چونکہ خاصا تھا اس لئے مزید کوئی بات نہ ہو سکی، پھر ہی آئی اے کے ایک افسر اعجاز حسین (جو کہ میرے واقف کار تھے

ہا تو دیکھا کہ ان میں میاں طفیل محمد، مولانا کوثر نیازی، مولانا امین احسن اصلاحی، نصر اللہ علی علی اور جماعت اسلامی کے بہت سے کارکن ہیں، ان حضرات سے علیک سلیک ہوئی اور پھر حضرت! آپ کیسے تشریف لائے، جماعت اسلامی کے ایک سرکردہ رہنما نے جواب دیا، میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں پکڑ کر لے آئے ہیں، میں نے کہا آپ کا جرم کیا ہے (یعنی کس آپ کو پکڑ کر لائے ہیں؟) وہ بولے جرم کا خود ہمیں بھی علم نہیں.....، ان حضرات کو بھی مختلف

ان کے اندر بھی کچھ فوجی عدالتیں قائم کی گئی تھیں اور جو لوگ یہ تحریک لکھ دیتے تھے کہ ان کا تحریک کوئی تعلق نہیں، ان کی رہائی فوراً عمل میں آجاتی تھی، باوجودیکہ کافی لوگ اس طرح رہا ہونے لگے ہو گئے لیکن جیل کی رونق اور گہما گہمی میں کوئی خاص فرق نہ آیا تھا، تیسرے روز مولانا راجاں نیازی کو بھی قلعے سے سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا، مولانا مودودی کو بھی گرفتار کر کے جیل لایا گیا، ان دونوں حضرات کو اے کلاس دے دی گئی اور ملاقات پر پابندی عائد کر دی گئی، میرے کلاس میں اندرون دہلی دروازہ چنگڑنگی کے نٹھاپہلوان اور یکی دروازہ کے چند نامی گرامی غنڈوں لگے تھا، ایک روز مجھے جیل میں علم ہوا کہ میرے چچا زاد بھائی علامہ سید محمود احمد رضوی (جو کہ بعد میں تحریک ختم نبوت 1973ء کے مرکزی جنرل سیکرٹری بنے) کو بھی گرفتار کر کے جیل میں لایا گیا، میں نے مہر محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے مطالبہ کیا کہ انہیں میرے ساتھ رکھا جائے۔ میرے فوراً یہ مطالبہ تسلیم کر لیا، محمود رضوی صاحب مجھے دیکھتے ہی بے فکر ہو گئے اور میں نے ان کی رہائی کی، معلوم ہوا کہ پچھپھروں کے مرض مبتلا ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ سائیکو شاٹل کے پورے شہر میں پہنچائی جاتی تھیں وہ ان کے قلم سے ہی لکھی جاتی تھیں اور ان کی اس بنا پر عمل میں آئی ہے، محمود صاحب سے تحریک کی صورت حال اور گھر کی خبریت کا علم ہوا، میں نے اس کی بارکوں میں رکھا گیا تھا، ہماری قریبی بارکوں میں مولانا غلام محمد ترمذی صدر جمعیۃ علمائے (مغربی پاکستان) بھی تھے، اور ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی، انہی بارکوں میں ایک نو سالہ لڑکا بھی تھا جس کے خلاف بغاوت، ڈاکہ اور آتش زنی وغیرہ سنگین نوعیت کے مقدمات بنائے گئے تھے۔

مجھے ابھی تک اپنے والد محترم کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی تھی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں، اور نہ ہی میرے متعلق انہیں کوئی علم تھا، البتہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ کراچی جیل میں انہیں لال کی اطلاع دی گئی تھی، اور سید عطا اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی کا بیان ہے کہ چند روز تک تو

اور چونکہ نواب صاحب میں رہتے تھے) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک چادر اور کپڑے دیئے، انہوں نے بتایا کہ یہ کپڑے میرے تایا حافظ غلام احمد نے بھیجے ہیں، اس سے پہلے میرے بہت زیادہ پھٹ چکے تھے اور بنیان میں جو کچیں پڑ گئی تھیں، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تایا حافظ صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کپڑے بھی وہ اپنی اور لے آئے ہیں ورنہ اس کی بھی اجازت نہیں ہے، مغرب کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ معاملہ حل ہو کہ یہاں خشک روٹی اور چنے کی دال کے سوا کچھ نہیں مل رہا اگر اپنے گھر میں ہوتے تو مسکراتے کھاتے، لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا تذکرہ سامنے آ گیا، میں نے سر ہنجو دھو کر توبہ کی اور اس وسوسے کا ازالہ چاہا، لیکن خدا کی قدرت و رحمت کے بعد اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی شاہ جی! یہ لے لو، اور پھر ایک لالہ لگا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی، میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ کیسے پہنچ گیا، لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ فیضی دعوت قاسم عالم رضی اللہ عنہ کے صدقے میں پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

دس اپریل کو تقریباً گیارہ بجے مجھے چارج شیٹ دی گئی، میرے خلاف 29 مختلف الزامات کے تحت مقدمات قائم کئے گئے تھے، ان میں قتل و غارت اور فوج میں بد امنی پیدا کرنے کے الزامات شامل تھے، دو پہر ایک بجے کے قریب مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا اور پولیس کے قریب ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا، فوجی عدالت میں کیپٹن شفیق نے پولیس افسر کو ہتھکڑی کیوں لگائی گئی ہے؟ پولیس افسر نے کچھ وضاحت کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے کہا کہ ہتھکڑی کھول دی جائے، چنانچہ عدالت ہی میں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مختصر عدالت کے بعد مجھے سنٹرل جیل (شادمان کالونی) پہنچادیا گیا۔

سنٹرل جیل میں پہنچا تو وہاں ایک میلے کا سا سماں تھا، بارکوں کے باہر ہزاروں افراد کا
بارکوں میں جگہ ختم ہو جانے کے باعث خاردار تار لگا کر شمع رسالت کے پروانوں کو حراست میں
تھا، جیل کے مختلف حصوں میں عجیب کیف و سرور کی محفلیں برپا تھیں، کہیں نعت خوانی ہو رہی
نبوت کے موضوع پر تقاریر، کہیں درود و سلام پڑھا جا رہا ہے تو کہیں ذکر واذکار کا غلغلہ ہے،
عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔

مجھے سی کلاس کی ایک بیرک میں اخلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا، دوسرے روز میں جیل کے گیٹ سے قطار کی صورت میں کچھ لوگ آرہے ہیں، جنہوں نے کندھوں پر بستہ اٹھارے

ہم نے یہ خبر علامہ ابوالحسنات سے چھپائے رکھی اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں بتائی کہ ان کے صاحبزادے کو کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے، علامہ ابوالحسنات یہ سنتے ہی سجدے میں گر پڑے۔ انہوں نے فرمایا میرے آقا گنبد خضراء کے یکس صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے راکھوتے بیٹے خلیل کی طرح ہے تو میں بارگاہِ وری میں سجدہ شکر ادا کرتا ہوں، ناموس رسالت پر ایک خلیل تو کیا میرے ہاں بھی ہوں تو اسوہ شیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں، اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر کا آغاز کر دیا، بعد میں والد صاحب کو سکھر جیل منتقل کر دیا گیا تھا، اور خود ان کا بیان ہے کہ جب بھی مجھے تمہاری یاد آئی تو میں قرآن پاک کی تفسیر شروع کر دیا کرتا تھا اور اس سے دل کو تسکین ملتی تھی، چنانچہ جیل میں انہوں نے نصف قرآن کی تفسیر مکمل کی اور باقی رہائی کے بعد تحریر فرمائی۔

چارج شیٹ میں فردوس شاہ ڈی ایس پی کے قتل کا الزام مجھ پر اور مولانا عبدالستار خاں کو عام سے خطاب کر رہے تھے اور صدارت میں کر رہا تھا، فردوس شاہ ڈی ایس پی پولیس کے ساتھ ساتھ مسجد میں داخل ہوا ہی تھا کہ مولانا نیازی نے کہا ان کتوں کو مسجد سے نکالو، میں نے صدارت سے کہا جانے نہ پائیں، یہیں ختم کر دو، یہ سن کر تھا پہلوان اور تقریباً نو دیگر افراد فردوس شاہ کے ساتھ اور اسے وہیں قتل کر دیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسجد میں نہ تو کوئی جلسہ ہو رہا تھا اور نہ ہی ایک جلوس چوہہ بستی بھگت سے نکلا، فردوس شاہ ایک سپاہی کے تحفظ کے لئے آ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا میرے خلاف مقدمہ قتل ایک فوجی عدالت میں چلایا گیا جو کہ سنٹرل جیل اور پولس قتل درمیان لگائی گئی تھی، یہ مقدمہ تقریباً 19 روز تک فوجی عدالت میں زیر سماعت رہا، حکومت کی طرف سے جو گواہ پیش ہوئے تھے وہ جرح کے دوران پسینے سے شرابور ہو جاتے اور ان کا جسم تھر تھرا کر پڑ جاتا تھا۔

عبدالستار خاں نیازی اور میری طرف سے چودھری نذیر احمد (سابق انارنی جنرل) میاں صاحب، رفیق احمد باجوہ، چوہدری کلیم الدین اور چند دیگر وکلاء فوجی عدالت میں پیش ہوئے، چوہدری صاحب جب گواہوں پر جرح کرتے تو گواہوں کی حالت دیدنی ہوتی تھی، ایک گواہ نے اپنے بیان میں فردوس شاہ کی لاش مسجد وزیر خاں کے دروازے پر پڑی تھی اور میں اس کو اٹھا کر چوک وزیر خاں لے آیا اور پھر میں نے پولیس کو اطلاع دے دی، اس نے ایک شیشی میں جانے وقوعہ سے لی گئی مٹی بھی عدالت میں پیش کی، فوجی عدالت نے جو کہ ایک بریگیڈیر اور دو کرنلوں پر مشتمل تھی، وزیر خاں میں جمعہ کا وقت پوچھا جو میں نے بتا دیا اور پھر عدالت نے کہا کہ وہ خود اگلے روز مل جائے وقوعہ کا معائنہ کرے گی۔

ہم چنانچہ اگلے روز مولانا عبدالستار خاں نیازی اور میں، فوجی عدالت اور چند دیگر افراد کے ہمراہ مسجد میں آئے، ہمیں دیکھ کر مکانوں کی چھتوں اور مکانوں سے محبان تاجدار ختم نبوت نعرے لگانے لگے، فوجی عدالت نے اپنی آنکھوں سے ملت اسلامیہ کے جذبات کا مشاہدہ کیا، جب عدالت جائے، پہلی تو وہاں پر گواہ کے بیان کے بالکل برعکس مٹی کے بجائے سنگ سرخ کی سیزھیال تھیں، 19 روز بعد ان کا روانہ کے بعد عدالت نے ہمیں مقدمہ قتل سے بری کر دیا۔

دی ہونے کے بعد ہم جیل سے سامان لینے کے لئے گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے اور مولانا کو کہا کہ آپ جلدی سے گھر ہو آئیں کیوں کہ دوبارہ گرفتاری کا خدشہ ہے، چنانچہ ہم سامان لے کر جیل سے چلے آئے، گھر پہنچ کر میں نے غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور پھر حضرت داتا گنج بخش کے مزار اقدس پر پہنچ کر حاضری دی، واپسی پر دربار شریف کے باہر لوگوں نے گھیر لیا اور ان کے ہار پہنائے، یہاں کئی دوستوں سے بھی ملاقات ہو گئی، ماشل لاء کی پابندیاں اگرچہ کافی نرم تھیں لیکن ماشل لاء کے اثرات ابھی بہت زیادہ باقی تھے، چوراہوں پر فوجیوں نے ریت کی دیواروں سے مورچے بنائے ہوئے تھے، میں دربار شریف سے گھر جانے کے لئے تانگے پر بیٹھا، ابھی اگلوہاری گیٹ تک ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک فوجی جیپ آئی اس نے ہارن دیا اور رکنے کا اشارہ کیا، فوجی افسر نے میرے قریب آ کر وارنٹ دکھائے اور کہا تشریف لے آئیے آپ کو دوبارہ گرفتار کیا جا رہا ہے، مجھے چند گھنٹے تھانہ کی گیٹ میں رکھنے کے بعد شاہی قلعے میں پہنچا دیا گیا، اسی روز لوہاری دروازے کے کچھ افراد گرفتار ہو کر آئے تھے اور ان کے پاس گھر کا کھانا بھی موجود تھا، چنانچہ ان کے ہاتھ میں لے بھی کھانا کھایا، ایک رات قلعے میں گزارنے کے بعد اگلے روز مجھے سنٹرل جیل پہنچا دیا گیا، مولانا محمود احمد رضوی صاحب کو جیل سے ہسپتال کے ٹی بی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا اور ملاقات پر جلدی لگا دی گئی تھی، پھر تقریباً ایک ماہ تک فوجی عدالت میں 7 مارچ کو مسجد وزیر خاں میں ہونے والی ہڑتال کی تقریر کے خلاف مقدمہ زیر سماعت رہا، اس مقدمہ میں بھی میری بیروی ان وکلاء صاحبان نے ہی لڑا کہ مقدمہ قتل میں پیش ہوئے تھے، اگرچہ سرکاری گواہیاں جرح کے دوران ساقط ہو چکی تھیں لیکن عدالت سال قید با مشقت کی سزا سنائی دی گئی اور مجھے جیل میں قیدیوں کا لباس پہنا دیا گیا، پہلے بان بھٹنے کی مشقت دی گئی، اسی دوران مولانا عبدالستار خاں نیازی (جنہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تھا) مولانا مودودی کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، مولانا عبدالستار خاں نیازی کو جس وقت سزائے موت سنائی گئی میں فوجی عدالت میں موجود تھا، انہوں نے سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد گرج کر کہا! اس سے بھی زیادہ کوئی سزا آپ کے پاس ہے تو دے دیجئے، میں ناموس مصطفیٰ کی خاطر سب کچھ

بعد موصول ہو گیا، والد صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم شادی حاصل نہیں کر سکتے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم ناموس مصطفیٰ سنی علیہ السلام کی خاطر ہو، خط کے آخر میں لکھا: ”کاش اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی قربانی قبول کر لیتا۔“

چند روز بعد مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی کی سزائے موت بھی چودہ سال قید و محنت میں تبدیل ہو گئی اور انہیں اے کلاس کی بارکوں میں تبدیل کر دیا گیا، مجھے بدستوری کلاس میں رکھا گیا تھا، میں اکثر دوپہر کے وقت مشقت سے فارغ ہونے کے بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقات کے لئے ان کی بارک میں چلا جایا کرتا تھا، یہ دونوں حضرات زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے، دوپہر کے وقت مولانا نصر اللہ خاں عزیز لطائف کی محفل جماتے، ایک روز دوپہر کے وقت میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی، اٹلیاں اور چکر آنے لگے، میں مولانا مودودی کی کلاس میں داخل ہوا تو مولانا نے حسب معمول میری خیریت دریافت کی اور میری طبیعت ناساز پا کر انہوں نے ہٹا کام چھوڑ دیا اور فوراً میری تیمارداری میں لگ گئے، انہوں نے جیل کے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر موجود نہ تھا، پھر انہوں نے اپنی دواؤں میں سے مجھے دوا دی جس سے میری طبیعت دیرینہ سنبھل گئی، اس طرح ان کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔

فہر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اور مودودی صاحب کے دیگر رفقاء جیل میں اکثر مودودی صاحب کی ہدایات تقسیم کیا کرتے تھے، ایک روز انہوں نے مجھے مولانا کا ایک کتابچہ ”تجدید احیائے دین“ پڑھنے لئے دیا، میں نے اسے بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولیاء کرام کی تنقیص کی گئی ہے اور بزرگانِ حق سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قابلِ اعتراض عبارات سے گزریں، پھر ایک روز مجھے مودودی صاحب سے تخلیق میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کتابچہ میں اولیاء کرام کے وجود سے انکار کیا ہے اور ان سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا ہے، آپ یہ الفاظ لکھنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ”مجھے تو آج تک کوئی ولی نظر نہیں آیا“ میں نے عرض کی اگر آپ کو کوئی ولی نظر نہیں آیا تو اس بات کی دلیل نہیں کہ دنیا میں کوئی ولی موجود نہیں، اور پھر آپ نے تو کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ بھی تو کبھی آپ کو نظر نہیں آیا، چنانچہ آپ کا وضع کردہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خدا اور رسول کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑے گا، یہ باتیں مودودی صاحب نے کہا یہ کتابچہ میں نے اس زمانہ میں تحریر کیا تھا جب میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور اسے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے، میں نے کہا آپ کی اس غلطی سے جو لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے ان کا ذمہ کون ہے؟ مولانا نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور میں نے انہیں کہا قرآن پاک

برداشت کرنے کو تیار ہوں، مولانا نیازی نے اس موقع پر کچھ اشعار بھی پڑھے، ان کا چہرہ محسوس یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سزائے موت کا فیصلہ سن کر انہیں ذرہ بھر افسوس بھی نہیں ہوا۔

مجھے سات سال قید با مشقت کی سزا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ فوجی عدالت نے بغاوت کی سماعت شروع کر دی اور سرسری کارروائی کے بعد مجھے مزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ عدالت کے سربراہ نے فیصلہ پڑھا ”مذکورہ گولے سے اس وقت تک پھانسی پر لٹکایا جائے جب تک مر نہ جائے“، مزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد ایک لمحے کے لئے تو آنکھوں کے سامنے اور چھا گیا لیکن معا بعد آیت کریمہ ”ہل احياء ولكن لا تشعرون“ زبان پر آ گئی اور پھر عدالت کا حکم تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لئے طبیعت چھلنے لگی اور جنت کے لہلہاتے ہوئے باغات آنکھوں گھونٹنے لگے، مجھے مزائے موت کے قیدیوں کے لئے مخصوص ”پکی کوشی“ میں لا کر بند کر دیا، میں سخت رسا پر ناز کرنے لگا کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہونے والی ہے۔

تین روز کے بعد مجھے دوبارہ فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے میری سزا کا چودہ سال قید میں تبدیل کر دی حالانکہ میں نے سزائیں تخفیف کے لئے کوئی اپیل نہ کی تھی، بعد میں ہوا میرے علاوہ مولانا نیازی اور مودودی صاحب کی سزائے موت کے فیصلے کے خلاف افغانستان ممتاز روحانی پیشوا ملا شور بازار (کابل)، حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی مدظلہ (مدینہ منورہ) کی طرف اور دیگر اسلامی ممالک کے گوشے گوشے سے حکومت پاکستان کو تاریں اور قراردادیں موصول ہونے لگی تھیں جن میں ہماری فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا، اندرون ملک بھی بڑا موثر رد عمل ہوا، دوسری طرف مرزا نیازی کے سرخیل محمود بشیر کے لڑکے کا ناصح محمود کو رہا کر دیا گیا، سر ظفر اللہ اس وقت وزیر خارجہ تھا اور ان کا ایک اہم مقصد مرزا نیازی کو کلیدی عہدوں سے ہٹانا بھی تھا، ظفر اللہ نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر مرزا کو رہا کر دیا اور پاکستان کے طول و عرض میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ گئی، سردار عبدالرب نشتر نے مرزا کی موت کو ختم کرانے کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں، خان عبدالقیوم خان اس وقت وزیر داخلہ تھے، انہوں نے تحریک کو کچلنے کے لئے انتہائی تشدد آمیز رویہ اختیار کیا۔

میری سات سال اور چودہ سال کی سزائیں ایک ساتھ ہی شروع ہو گئی تھیں، میں بدستوری میں تھا جہاں گڑ اور چنے کا ناشہ کرنا پڑتا تھا، دال روٹی کھانے کو ملتی تھی، دال نہایت عجیب اور بد مزہ ہوتی اور مسلسل کھانے سے دل اکتا چکا تھا پھر ایک قیدی قمر الدین نے مجھے سائن دینا شروع کر دیا اور یوں گونا گونا گونے لگا، ایک روز میں نے سکھر جیل کے پتے پر والد محترم کو اپنی خیریت کا خط لکھا جس کا جواب مجھے

میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کرام کی شان میں واضح طور پر فرمایا ہے ”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون“ اور اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اولیاء کرام کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ لہذا آپ کے اس کتابچہ کی اصلاح ہونی چاہئے، مودودی صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے مگر میں ان کے کچھ رفقاء آگئے اور بات دوسری طرف چل نکل، اس کے بعد بھی ان سے کئی بار کہا کہ اس ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔

ایک روز جیل میں یہ اطلاع ملی کہ کچھ قیدیوں نے جیلر کی توہین کی ہے اور اس جرم کی پارٹی انہیں ہنگامی لگائی جائے گی، ہم اپنی بارک سے اس مقام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں افراد کو نہایت بے دردی سے بید لگائے گئے، ہم نے چھپ کر یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کے جسم سے گوشت قیتے کی طرح کٹ کر فضا میں اڑتا ہوا نظر آیا، اس دردناک واقعہ کی مکمل تفصیل ہم نے لکھ کر ممبران اسمبلی کو ارسال کی اور صوبائی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ یہ یقین دہانی کر دی کہ آئندہ جیل میں کسی ملزم کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری کو ملتان سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا، وہ کچھ عرصہ جیل میں رہے، پھر دوبارہ لاہور میں داخل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد معلوم ہوا کہ انہیں رہا کر دیا گیا۔ ان کی رہائی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی تھی، چنانچہ اس سلسلہ میں جیل میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ معافی مانگ کر رہا ہوئے ہیں۔

1954ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا، اس کمیشن کے قیام سے دو روز قبل جیل میں بی کلاس دے دی گئی اور اب میرا قیام جیل کے اس حصے میں تھا جہاں مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا مودودی اور نصر اللہ خاں عزیز وغیرہ تھے، انکوائری کمیشن کے قیام کے بعد سکھر جیل میں بند تمام راہنماؤں کو سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا اور ان تمام حضرات کو سنٹرل جیل کے اس حصے میں رکھا گیا جسے دیوانی گھر کہا جاتا ہے، جب میں پہلی بار ان حضرات سے ملاقات کے لئے دیوانی گھر کے دروازے پر پہنچا تو سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے ”عظیم“ کہہ کر پکارا اور بغل گیر ہو گئے، چند قدم آگے بڑھا تو شیخ حسام الدین اور تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی، میں نے اپنے والد محترم کے متعلق دریافت کیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بڑے درخت کی طرف لے گئے جہاں میرے والد محترم ایک چار پائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے، پہلی نظر میں تو میں انہیں پہچان بھی نہ سکا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آرہا تھا، والد محترم نے مجھے دیکھا تو اٹھ کر سینے سے لگالیا میں نے عرض کی آپ اتنے کمزور کیوں

والد محترم نے فرمایا سکھر جیل ستر جیل تھی، 125 ڈگری گرمی تھی اور جس بارک میں ہمیں رکھا تھا وہاں ہلو ہے کی چادریں تھیں، پانی بھی وقت کی پابندی کے ساتھ ملتا تھا، اکثر پسینے سے ہی غسل کرنا پڑتا تھا۔

قائدین کی آمد کے بعد جیل میں بہت زیادہ رونق اور چہل پھل ہو گئی تھی، اکثر علماء والد محترم سے ملنے آتے رہتے تھے، والد صاحب قبلہ جیل سے ملنے والے راشن سے مٹھائی وغیرہ تیار کر کے گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام کرتے تھے، ایک روز مولانا غلام محمد ترنم (جنہیں دیوانی گھر کے واسطے پر واقع ”بم کین“ کی بارکوں میں رکھا گیا تھا) معروف اہل حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل صاحب لاہور انہیں والد صاحب کے پاس لے آئے اور انہوں نے ازراہ مذاق فرمایا کہ آج اس وہابی کو گیارہویں شریف کا تبرک کھانا ہے، مولانا اسماعیل ہنستے ہوئے گیارہویں شریف کی محفل میں بیٹھ گئے، والد عطاء اللہ شاہ بخاری اور کئی دیگر دیوبندی اور وہابی علماء بھی اس محفل میں شریک تھے سوائے مولانا علی جان لدھی (ملتان) کے جو بدعت بدعت کی گردان کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے تھے، اور تبرک لینے سے بھی انکار کرتے تھے، مولانا اسماعیل صاحب نے فاتحہ خوانی میں شرکت کرنے کے بعد کہا کہ اگر یہی گیارہویں شریف ہے تو آپ میرے گھر روزانہ آئیے اور گیارہویں شریف پڑھ کر کھجے، پھر انہوں نے تبرک بھی کھایا اور اس کے بعد وہ اکثر والد صاحب سے علمی گفتگو کرتے رہے، ایک روز گیارہویں شریف کی محفل میں مودودی صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے علمی گفتگو کی، اس دوران ان کی والد صاحب سے چند علمی موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی، شام کو میں مودودی صاحب سے ان کی بارک میں ملا تو وہ مجھے کہنے لگے، مولانا ابوالحسنات سے ملاقات کر کے مجھے اطلاع دینی ہوئی ہے اور ان کے تبحر علمی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ میں اپنا لٹریچر ان کے پاس رکھ دوں تاکہ وہ اس کی اصلاح کر دیں، میں نے مودودی صاحب سے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو یہ میرا کام ہوگا۔

دوسرے روز میں والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے مودودی صاحب سے گزشتہ روز کی گفتگو کا ذکر کیا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا یہ سب منافقت ہے مودودی کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، انہوں نے اس موقع پر مودودی صاحب کی خلاف ورزی اور مخالفت الفاظ استعمال کئے اور پھر جیل میں ان کے ورکروں نے مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی، جیل سے باہر مولانا احمد علی لاہوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی مہم تیز کر دی اور ”نوائے پاکستان“ کے ذریعے پروپیگنڈے کا اچھا خاصہ محاذ قائم کر لیا، لیکن میں بدستور کسی

مناسب موقع کی تلاش میں رہا تا کہ مودودی صاحب سے اس کی اصلاح کروائی جاسکے۔

پھر جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک ختم نبوت کے مقصد کی

سماعت شروع کر دی، عدالت میں مودودی صاحب کا رویہ انتہائی افسوس ناک اور خلاف فہم

نے یہ موقف اختیار کیا کہ انہیں ڈائریکٹ ایکشن اور تحریک کے دیگر پہلوؤں سے کوئی اتصال

پر حافظ خادم حسین، مولانا غلام محمد ترنم اور حضرت والد محترم نے سخت جرح فرمائی، مولانا

یہاں تک کہہ گئے کہ انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط ہی نہیں کئے تھے، لیکن

نے کہا کہ ہمارے پاس وہ دستاویز اب بھی موجود ہے جس میں ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے

دستخط کئے تھے، یہ بات سن کر مودودی صاحب نے کہا ہاں میں نے چھوٹے سے دستخط

صاحب نے فرمایا تو کیا ہمیں آپ کے دستخطوں کا بورڈ لکھوا کر لگانا چاہئے تھا، مودودی صاحب

ہو گئے اور والد صاحب نے وہ دستاویز عدالت میں پیش کر دی جس پر ڈائریکٹ ایکشن کا

مودودی صاحب کے علاوہ کسی راہنما نے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ اس نے ڈائریکٹ

پر دستخط نہیں کئے تھے۔

بہر حال میں پہلے پہل تو مودودی صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر تھا لیکن ان کی اس

بیانی اور بزدلانہ روش سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی، انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک

کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اس لئے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آیا، چنانچہ ممتاز صفائی مرتضیٰ

نے اپنی کتاب ”محاسبہ“ میں اس کمیشن کی کارکردگی پر تفصیلی تبصرہ کیا اور تمام پہلوؤں کو واضح

انکوائری کے دوران ایک روز والد محترم دیوانی گھر میں تشریف فرما تھے، مولانا محمد

سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، صاحبزادہ فیض الحسن

شہسئی اور کچھ دیگر حضرات بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گئے، ماسٹر تاج الدین انصاری نے والد

سے کہا حضرت موسم بہار ہے اور مجھے موچی دروازے کی یاد ستا رہی ہے، ہمیں کسی طرح قیل

جانا چاہئے، حضرت والد صاحب نے فرمایا یہاں ہم ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے آئے

پھر میں تو کلام پاک کی تفسیر میں بھی مصروف ہوں باہر جا کر ہم لوگ نہ جانے کن مصروف

جائیں، آئیے بارگاہ الہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس مقدس

پورا فرمائے، جس کی خاطر ہم جیل آئے ہیں، سب نے آمین کہی اور پھر والد صاحب نے دعا

اپنے حبیب کریم کے صدقے اس جیل کے قیدیوں کو آزادی کی نعمت سے متمتع فرما، اس جیل کی

کو گرا دے اور یہاں باغ و بہار بنادے، سب نے اس دعا پر بھی آمین کہی، یہ کچھ ایسی مقبول

رہائی اس دعا کا ایک ایک لفظ مقبول و منظور ہو کر ہمارے سامنے آ رہا ہے، وہی سنٹرل جیل آج شادمان

جیل میں تبدیل ہو چکی ہے، اس کی اونچی اونچی دیواریں گر چکی ہیں اور جیل کی بارکیں اب باغ و بہار کا

دروازہ بن کر رہی ہیں۔

شادمان کالونی کے مشرقی حصے میں وہ بڑا درخت اب بھی موجود ہے جس کے نیچے یہ دعا کی گئی تھی اور

اس کے نیچے بیٹھ کر والد صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے، تقریباً ایک سال بعد ہائی کورٹ نے کراچی میں گرفتار

والے تمام رہنماؤں کو رہا کر دیا، لیکن مولانا نیازی، مولانا مودودی اور مجھے رہا نہیں کیا گیا تھا۔

ایک طویل عرصے تک جیل میں رہنے سے تقریباً سبھی حضرات ذیابیطس کے مریض ہو گئے تھے،

میر عام کے دلوں میں تحریک کے جذبات ابھی تک موجود تھے لیکن جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور

میر عام کے تحریک کو کچلنے میں کوئی کسر روا نہ رکھی گئی تھی، ہمارے علاوہ تحریک کے دیگر بہت سے

میر عام ابھی تک جیلوں میں تھے، جیل سے رہا ہونے والے زعماء نے اپنے مطالبات کے احیاء کے

لئے دلی دروازے کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا، اس جلسہ کی صدارت قبلہ والد صاحب نے کی، اور

ان کے راہنماؤں نے اس جلسہ سے خطاب کیا اور تحریک کے حامیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا، اس کے تقریباً

ایک سال بعد (جون ۱۹۵۵ء) میں ایک روز میں نماز عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جیل کے ایک

الہام نے آکر کہا کہ آپ کی رہائی کے آرڈر آئے ہیں، میرے لئے یہ بات خلاف توقع تھی اور پہلے میں

میر عام کے مذاق ہی سمجھا لیکن پھر جیل کے آفیسر نے چلنے کو کہا تو مولانا نیازی اور مولانا مودودی نے مجھے

کہا کہ ادوی، میری رہائی کے تقریباً چھ سات ماہ بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی کو بھی رہا کر دیا گیا۔

جیل سے رہائی کے بعد مودودی صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے دیگر

میر عام شہر کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا، میں نے اس موقع پر مودودی صاحب سے کہا اب حالات معمول

آگئے ہیں اپنا وعدہ پورا کیجئے اور اپنا سارا لٹریچر مجھے دیجئے تاکہ والد صاحب سے اس کی اصلاح

کراؤں، لیکن مولانا مودودی نے نالہ کی کوشش کی، میں نے اصرار کیا تو کہنے لگے جیل میں میرا ارادہ

نہ تھا لیکن اب جو چیز چھپ چکی ہے اس کو بدلنا بہت مشکل ہے۔

(بشکریہ، ماہنامہ ”فیضان“، فیصل آباد شمارہ اگست 1978ء، شمارہ ستمبر، اکتوبر 1978ء)



اللہ تعالیٰ کی گولیوں کی بوجھاڑ میں تحریک کو دبا دیا گیا لیکن دلوں کے اندر چھلنے والا طوفان
اس سالی سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میدان، مگر جھکی تو نہیں

تحریک کے مخالفوں کا انجام:

اگرچہ تحریک قہراً چل دی گئی اور حکمران بظاہر ظفر یاب ہوئے لیکن لاکھوں مسلمانوں کا جیلوں میں
اور ہزاروں مسلمانوں کا خاک و خون میں تڑپ کر شہید ہونا چھوٹے چھوٹے بچوں کا سینوں پر گولیاں
لگا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی قدرت نے ان لوگوں کو معاف کیا جنہوں
نے انصاف و مظلوم مسلمانوں پر ستم ڈھائے تھے۔ سردار عبدالرب نشتر مرحوم نے ایک تقریب میں
اعتراف کا شیریں مرحوم سے فرمایا۔ شورش جو لوگ خوش ہیں کہ تحریک ختم نبوت چل دی گئی، وہ احمق
ہیں۔ ہم میں سے جس شخص نے اس مقدس تحریک کی جتنی مخالفت کی تھی اتنی سزا اسے قدرت نے اس دنیا
میں دی ہے اور ابھی عاقبت باقی ہے۔ تحریک کے سب مخالفین روح کے سرطان میں مبتلا ہیں۔ یہ
مخالفت ہے کہ تحریک ختم نبوت کی مخالفت کرنے والے اس کو کچلنے والے، ظلم کرنے اور بے گناہوں کا
انہماک کرنے والوں کو قدرت نے دنیا ہی میں اس کی عبرتناک سزا دی۔

ملک غلام محمد:

ملک کے اس وقت کے گورنر جنرل تھے۔ اس وقت ار باب اقتدار کے اس گروہ کے سرغنہ تھے جو
ملک کا دشمن اور مخالف تھا۔ پھر انہوں نے تحریک کے بعد اپنے رشتہ دار جسٹس منیر کو انکوائری کمیشن کا
رہنما بنا کر وہاں علماء اور اہل حق کی تذلیل کا سامان کیا۔ اس غلام محمد کو فالج ہوا۔ مفلوج حالت میں
حکومت کی زندگی کا آخری حصہ گزارا۔ اس کی آخری زندگی ایک جانور سے بھی بدتر ہو گئی مرنے کے
بعد انہوں نے اسے چوڑھوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ آج کوئی مسلمان اس کی قبر پر نہ سلام کہتا ہے
بلکہ دعائے مغفرت۔

سکندر مرزا:

دوسرے نمبر پر تحریک کا دشمن سکندر مرزا تھا۔ یہ تحریک کے دنوں ڈیفنس سیکرٹری تھا۔ مرزائی

تحریک ختم نبوت 1953ء کے مخالفین کے عبرتناک انجام

مرزا قادیانی کے جہنم رسید ہو جانے کے بعد حکیم نور الدین، درحقیقت ”فتور الدین“ (مرد
نشین) ہوا اور اُس نے عائدہ ساز نبوت کا کاروبار شنیع سنبھالا۔ چھ سال تک اپنے غلیظ ہاتھوں سے
پاکیزہ منصب نبوت۔ رسالت سے کھیلتا رہا اور آخر 1914ء میں موت کے آہنی ہاتھوں نے جاکھ لیا
قادیانی کو آتش انہم میں ہم نشین مرزا قادیانی بنا دیا۔ فتور الدین کی فتنہ ساز زندگی کے بعد مرزا قادیانی
بیٹا بشیر الدین محمود اپنی موروثی نبوت کی مسند فراڈ پر نمودار ہوا۔ 1947ء میں جب پاکستان معرض
میں آیا تو مرزا بشیر الدین رات کی تاریکی میں برقع پہن کر ”شہر ارتداد“ قادیاں سے فرار ہو کر لاہور آگیا
اور پاکستان کے اندر قادیانیت کا دام تلمیس بری مہارت سے بچھانا شروع کر دیا۔ بے شمار گناہوں
عہدے، جائیدادیں اور مراعات لوٹیں، ظفر اللہ خان قادیانی کو اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا
اور اسلام اور ملت اسلامیہ کا مذاق اڑایا گیا۔

جب قادیانیوں کی خرمستیاں اور چہرہ دستیاب حد سے بڑھ گئیں تو مسلمانوں کا بیانا مبرہج ہو گیا
اور 1953ء میں ملت اسلامیہ پاکستان نے ایک طوفانی اور تاریخی تحریک چلائی۔ مستحکومت
ہوئے جابر حکمرانوں نے مجاہدین ختم نبوت پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ انہیں دیکھ کر ہلا کوہ و ہلا
گردنیں بھی شرم کے مارے جھک جائیں۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ درندہ صفت جنرل
خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ اس پتھر دل مرزائی نواز جرنیل نے صرف شہر لاہور میں دس
عاشقان مصطفیٰ کو شہید کیا، اور ہزاروں علماء اور عوام کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔

شہداء کی لاشوں کو سڑکوں پر کھینچا جاتا اور انہیں کارپوریشن کی کوڑا کرکٹ اٹھانے والی گاڑیوں میں
کے دو دروازے کے علاقوں میں گڑھے کھود کر دفن کر دیا جاتا، دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا جاتا۔

مل ہوگا ملازم بن کر انگلستان کی سفارت قبول کر لی اور بھٹو صاحب کا کورنش بجالانے لگا۔ پھر
دوسری طرح سفارت بھی گئی۔ آخر ذلت و رسوائی کی گھڑی سر پر اٹھائے انتہائی عبرتناک موت مر گیا۔

خان عبدالقیوم خان:

میرزا کا مرد آدمی تھا۔ اس نے بھی تحریک ختم نبوت کے مجاہدین پر ظلم و ستم کیا اس کی وزارت بھی
میں۔ مسلم لیگی ہو کر مسٹر بھٹو کے ساتھ شریک اقتدار ہوا۔ ایک مینٹگ میں بھٹو صاحب نے ایسا ذلیل
کردار ادا کر دیا کہ وہ بددین کے چکر میں و شام موقف میں تبدیلی نے اُس کی عزت بھی خاک میں ملا دی۔

خواجہ ناظم الدین:

ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن مرزائیت نوازی کی طرف اتنا راغب تھا کہ ظفر اللہ خاں
نے اس کی کوپورے ملک کے احتجاج کے باوجود وزارت سے لٹکا لئے پر آمادہ نہ ہوا۔ حالانکہ جہاںگیری
کا نامی کے مرزائیوں کے جلسہ میں جب ظفر اللہ خاں مرتد قادیانی شرکت کے لئے جانے لگا تو
صاحب نے ان کو منع کیا۔ ظفر اللہ خاں مرتد قادیانی نے کہا کہ میں وزارت چھوڑ سکتا ہوں اپنی
مرزائی (قادیانیوں) کا جلسہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اس جلسہ میں بہت بڑا فساد ہوا۔ مرزائیوں کے کئی ہوٹل اور
گھر تہارتی ادارے مشعل جلوس نے پھونک دیئے ظفر اللہ خاں کی اس شرکت اور حکم نہ ماننا وزارت
کا باعث قرار دیا جاسکتا تھا۔ مگر خواجہ صاحب کی شرافت یا بزدلی مانع ہوئی۔ چنانچہ خواجہ
بہت ہی ہمیشہ کے لئے اقتدار سے محروم ہو گیا۔

میاں انور علی:

ای آئی جی، ای آئی ڈی پنجاب تھے۔ تحریک کے دنوں میں مرکزی حکومت نے ان کو کراچی طلب
کر لیا کہ تمہیں آئی جی بنادیا جاتا ہے۔ تم اس تحریک کو کچلنے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہو۔ میاں انور
نے سکندر مرزا ایسے سازشیوں کے ذریعے خواجہ ناظم الدین کو جواب دیا کہ میں صرف ایک ہفتہ میں
کو کچل سکتا ہوں۔ یہ آئی جی بنا دیے گئے۔ اس نے اسلامیان لاہور اور پنجاب کے دوسرے اضلاع
میں پر ظلم و ستم کی ایک نئی داستان رقم کی۔ وقت گزر گیا خدا کی الٹھی بے آواز ہے۔ اس کے ساتھ
میں زندگی میں ایک ایسا بدترین سانحہ پیش آیا جس سے اس کی ساری زندگی کی عزت خاک میں مل
گئی۔ (اس کی ایک۔۔۔ جناب۔۔۔ کے صاحبزادے کے ساتھ۔۔۔) اس سانحہ سے اس کی غیرت
کے گہرے گڑھے میں دفن ہو گئی۔ وہ سانحہ چونکہ ایوب خان خرموم کے صاحبزادوں سے متعلق تھا
لہذا اسے اس سانحہ کی اطلاع ایوب خان کو دی اور کسی خاص غرض سے دی (کہ اب ان دونوں کو شرعی

سیکرٹریوں سے مل کر تحریک کو تباہ کرنے کے درپے ہوا۔ حتیٰ کہ جب پنجاب حکومت لوگوں کے
قربانیوں سے زچ ہو گئی تو حکومت پنجاب نے ریڈیو پر اعلان کر دیا کہ لوگوں کو ممبران
چاہئے۔ حکومت پنجاب کے دو نمائندے مرکزی حکومت کے پاس مطالبات منوانے کے لئے
ہیں۔ سکندر مرزا نے اس وقت خواجہ ناظم الدین کو مجبور کر کے اور اونی پونی اجازت لے کر لاہور
حوالے کر دیا اور کر فیو لگا دیا۔ جنرل اعظم نے ظلم کی انتہا کر دی اور اس سے بھی بڑھ کر ممبران
قادیانی نے تو یہاں تک کیا کہ مرزائی نوجوانوں کو فوجی جیپوں میں سوار اور مسلح کر کے فوجی دوری کے
شہر میں گشت کے لئے بھیج دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں مسلمانوں کا اجتماع دیکھیں اس پر گولیوں کی بارش
دیں۔ جیسا کہ منیر انگوٹزی رپورٹ میں پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔
مرزا پر بھی خدا کی گرفت آئی۔ اس کا جوان بیٹا جو انیس فورس کا آفیسر تھا جہاز تباہ ہونے سے بچ کر
عرصہ بعد ایوب خان کمانڈر انچیف نے سکندر مرزا سے اقتدار چھین لیا اور اسے مال بردار جہاز میں
کے انتہائی ذلت کے ساتھ کوئٹہ اور وہاں سے لندن بھیج کر جلا وطن کر دیا۔ سکندر مرزا کی یا تو یہ حالت
سیکرٹری کے بعد گورنر جنرل نے یا پھر یہ ذلت و بے بسی کہ لندن میں ایک معمولی ہوٹل کے معمول
کے طور پر بقیہ زندگی برتن و صحر گزاری۔ اسی بے کسی میں لندن میں مر گیا۔ اس کی بیوی نے اہل اللہ
دفن کیا پھر شہنشاہ ایران سے رابطہ کر کے اسے ایران لاکر دفن کیا۔ کیونکہ سکندر مرزا کی بیوی ناہیدہ بیگم
اس لئے ایران میں دفن کی اجازت مل گئی لیکن شہداء ختم نبوت کے خون کا رنگ دیکھتے اور قہر
ملاحظہ کیجئے۔ تھوڑے دنوں بعد شہنشاہ ایران ان کو اپنا تخت چھوڑنا پڑا۔ وہاں پر شہین کی حکومت آگئی
رضا کاروں نے سکندر مرزا کی قبر اکھاڑ کر میت کا تابوت باہر پھینک دیا، جسے کتے اور جنگلی جانور کھا
ہڈیاں وغیرہ سمندر میں ڈال دی گئیں۔ فاعتب و ایا اولی الابصار۔

مسٹر دولت خانہ:

پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا اس نے بھی تحریک کو کچلنے اور بدنام کرنے میں بہت زیادہ حصہ لیا۔
انعام دیکھئے پہلے وزارت گئی، پھر مسلم لیگ چھٹی گوشہ گمنامی میں چلا گیا حالانکہ پاکستان کی بانی
تھا۔ اس کی ذلت کی انتہا یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ ٹرین سے کراچی جا رہا تھا۔ اس ٹرین میں ذوالفقار علی
سفر کر رہا تھا۔ جب بھٹو صاحب کو علم ہوا کہ اس ٹرین کے کسی ڈبے میں ممتاز احمد دولت خانہ بھی سوار ہیں
ایشین پر بھٹو صاحب نے اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اس ٹرین کے کسی ڈبے میں
”چوہا“ بھی سفر کر رہا ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر دولت خانہ کی ذلت دیکھئے کہ دولت خانہ نے اپنے اس

طریقہ پر فسلک کر دیا جائے) ایوب خاں مرحوم برہم ہو گئے اور اپنے سامنے اُسے "گٹ آؤ" نکال دیا۔ اور ایسے جھک آمیز الفاظ استعمال کئے جو زیب قلم نہیں۔ (ان گدھیوں کو باندھ کر گھر کے پاس نہ جایا کریں) اور ساتھ ہی اس کی موتی کے آرڈر بھی بھیج دیئے ایک ہفتہ میں اس کا ایک لکھ میں دنیا و آخرت کی رسوائیاں لے کر واپس آ گیا۔ اس طرح خونخوار بھیڑیے کا مشرہ

جنرل اعظم:

لاہور میں مارشل لاء کا انچارج بنایا گیا اس نے میجر ضیاء الدین قادیانی کو مارشل لاء کا کام کر دیا۔ پیچھے سے سکندر مرزا تار ہار رہے تھے اور یہ پوچھتے تھے کہ آج کتنی لاشیں اٹھائی گئی ہیں۔ میجر نے قادیانی فرقان فورس کے قادیانیوں کو مسلح کر کے لاہور میں مجاہدین ختم نبوت کا قتل عام کرنا عرصہ یہ جنرل اعظم "پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں" کی تصویر بنایا بیٹھا رہا۔ جس مرزا کے لئے اس نے مسلمانوں کا قتل عام کرایا وہ مرزا نیت اس کے سامنے اور یہ اس کے سامنے ابدی دن گذرتا رہا۔ ایک دوسری سیاست کو منہ مارنے کی کوشش کی لیکن لاہور کے مارشل لاء کی ابدی کاسیہ چہرہ لوگوں کو کبھی پسند نہیں آیا۔ آخر کار انتہائی عبرتناک موت مر کر جہنم سدھا گیا۔

ڈپٹی کمشنر غلام سرور:

یہ سیالکوٹ میں تعینات تھا اس نے تحریک کے رضا کاروں پر بے تحاشہ ظلم و ستم کیا۔ انتقام دیکھتے کہ یہ پاگل ہو گیا ڈپٹی کمشنر ہاؤس سے لا کر پاگل خانے میں بند کر دیا گیا۔

راجہ نادر خان:

تحریک ختم نبوت کے ایک مجاہد بیان کرتے ہیں، میری گرفتاری کے وقت پولیس کے صاحب بھی تھے۔ فقیر نے ان کے لئے کبھی بددعا نہیں کی لیکن قدرت کا انتقام دیکھنے کا حادثہ میں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پاکستان سے لندن تک ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ قابل رحم حالت انتقال ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ تکلیف کسی اور آزمائش اور سلسلے کی کڑی ہو مگر اس مظلوم کا دل کے وقت ان کی طرف سے آزرہ ضرور ہوا تھا۔

قدرت کی قہاریت کا عجیب واقعہ:

اسی تحریک کے ایک اور مجاہد بیان کرتے ہیں، مجھے فیصل آباد سے لاہور لے جا کر قلعہ میں تو میرے پاس چوہدری بہاول بخش ڈی، ایس، پی تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ میرا لڑکا ایم، ایس، پی میں آپ کا شاگرد رہا ہے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ میں نے شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ اس

اور کیا خدمت ہو سکتی ہے کہ وحشت نگری میں آپ نے میری خیریت دریافت کی ہے۔ اگلے روز پھر ایک لائے اور کہا مولانا انہوں نے کچھ فارم چھپوائے ہیں آپ ان پر دستخط کر دیں اور گھر جائیں۔ میں نے کہا کہ چوہدری صاحب کا اشارہ معافی نامہ کی فارموں کی طرف ہے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب کو لوگ میرے ہمراہ سینوں پر گولیاں کھا کر حضور علیہ السلام کے نام و ناموس پر شہید ہو گئے۔ فیصل آباد کی راس پر ابھی تک ان کا خون خشک نہیں ہوا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ماؤں کے بچے مروا کر خود معافی نامہ پر لکھ کر گھر چلا جاؤں۔ چوہدری صاحب شرمندہ ہوئے، معذرت کی اور کہا کہ اگر آپ یہ حوصلہ رکھتے تو پھر آپ کا ڈاک جانا ہی اصولی طور پر درست ہے۔ شیخ محمد شفیع انارکلی فیصل آباد والے چوہدری صاحب کے گہرے دوست تھے۔ وہ ان سے ملنے کے لئے شاہی قلعہ میں آئے۔ ان دونوں کے درمیان ایسی ذکر آیا اور خدا جانے آپس میں کیا باتیں ہوئیں۔ شیخ محمد شفیع نے فیصل آباد واپس جا کر یہ مشہور کر دیا کہ مولانا تاج محمود کو شاہی قلعہ میں پولیس نے اتنا مارا ہے کہ ان کی دونوں ٹانگیں اور دونوں بازو توڑ دیئے۔ یہ بات اڑتے اڑتے چک نمبر 138 جھنگ رانچ نزد چنیوٹ جہاں میرے والد صاحب مرحوم مقیم تھے ان تک پہنچ گئی۔ ان کو یہ سن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ میری والدہ بتاتی تھیں کہ تمہارے ابا جی نے یہ حادثہ خبر سن کر 3 ماہ تک رات کو تکیہ پر سجدے کی حالت میں راتیں گزاریں۔ انہیں یہ صدمہ سیدھے لئے نہیں دیتا تھا۔ برداشت نہ تھا۔ تین ماہ بعد میرے بڑے بھائی موضع ہری پور ہزارہ سے مجھے ملنے کے لئے حکومت کی اجازت ملنے پر آئے۔ کیسبل پور جیل میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں سی۔ آئی۔ ڈی کا اہلکار پورٹنگ کے لئے حکومت کی طرف سے موجود تھا۔ میرے بڑے بھائی گفتگو کرتے ہوئے میرے ہاتھ بازوؤں اور ٹانگوں کو بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ بار بار ان کے ایسا کرنے پر مجھے شبہ ہوا تو میں نے کہا کہ بھائی جان آپ بار بار غور سے میرے بازوؤں اور ٹانگوں کو کیوں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ شاہی قلعہ میں آپ کی ٹانگ کہاں سے توڑی گئی اور بازو کہاں سے؟ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے۔ میری دونوں ٹانگیں و بازو صحیح سالم ہیں۔ انہوں نے ایک لمبی آہ بھری اور کہا کہ یہ جھوٹی کہانی کہ آپ کو قلعہ میں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل جھوٹ ہے مگر آپ تک یہ خبر پہنچی، انہوں نے ساری حقیقت حال کہہ سنائی، جس کا مجھے بہت دکھ ہوا کہ میرے ضعیف باپ کو کس قدر شدید اذیت اور ذہنی کوفت پہنچائی گئی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ میں نظر بندی کے دن پورے کر کے گھر آیا مگر آگیا اور اس واقعہ کا شیخ صاحب مرحوم سے تذکرہ تک نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ شیخ صاحب جیپ کے حادثہ کا سرگودھا روڈ پر شکار ہوئے اور ان کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں، جس کی میرے دل میں ہرگز خواہش و تمنا نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب و غریب نظارے سامنے آتے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

اے فرزندانِ اسلام! دینِ اسلام کی حفاظت اور تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اب کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کی، اس لئے یہ ذمہ داری امت محمدیہ کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے کہ وہ اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کوشش کریں اور کوشش کو شے میں کرے اور اسلام کو ادیانِ باطل پر غالب کرے۔

ذرا چشمِ عبرت سے شرفِ قد، بخارا اور تاشقند کی خونچکاں تاریخ دیکھئے کہ جب وہاں کے مسلمانوں نے اس فریضہ عظیم کو انجام دینے میں سستی اور غفلت کا مظاہرہ کیا تو روسی کیوں کمزور کے بلند دروں کے اسلامی تہذیب و ثقافت کو روند ڈالا اور اسلام کے ہاتھوں میں دیس نکالا تھا دیا۔ مسجدوں کے بلند عمارتوں کو اڑا دیا۔ مدارسِ قال اللہ و قال رسول اللہ کی روح پرور صداؤں کو ترسے۔ خانقاہوں کے دروازوں پر بھاری تالے لٹکنے لگے۔ قرآن اپنے قاریوں کی آوازیں سننے کے لئے رونا دھونا مچا دیا۔ مگر مکرہ اور مدینہ منورہ کی مقدس سرزمینیں روسی مسلمان حاجیوں کی صورتیں دیکھنے کے لئے بے قرار ہو گئیں۔ جہاں اللہ کی بڑائی بیان ہوتی تھی، وہاں اللہ کے وجود کے انکار کی روح سوز آواز اٹھنے لگی۔ علماء پھانسی کے پھندوں پر چھوٹے نظر آنے لگے۔ مشائخ عظام کو جیل کی کونٹوں میں اذیتیں دے دے کر موت کی نیند سلا دیا گیا۔ لائبریریوں کو تاخت و تاراج کر دیا گیا۔ اسلامی لٹریچر کو آتش کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہنوں کی زمین میں الحاد کی قحط ریزی کر دی گئی۔ جن لوگوں میں اسلام کا پرچم صدیوں لہر اتار رہا تھا وہاں لینن و سٹالن کے منحوس نعرے گونجنے لگے۔ امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ کی سرزمین پر شیطن نے پنچے گاڑ لئے۔ بخارا اور شرفِ قد کے وہ چشمے جہاں اطرافِ عالم سے علم کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے کے لئے امداد کر آیا کرتے تھے، خشک ہو گئے۔ اسلام کا خون سے سیچا ہوا چہستان اسلام اجڑ گیا۔

اے اسلامیانِ پاکستان! آج قادیانی، یہود، ہنود اور نصاریٰ کے ساتھ مل کر پاکستان میں شرفِ بخارا کی ہولناک تاریخ دہراتا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے خوفناک منصوبہ تیار ہو چکا ہے۔ ملک کے اندر پر قبضہ کرنے کے لئے ایک گہری سازش کے تحت سول اور فوج کے کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو مقرر کیا گیا ہے۔ حساس ترین محکموں میں قادیانی گھس چکے ہیں اور وہ اپنے آقاؤں کو وطن عزیز کے سارے گوشے پہنچا رہے ہیں۔ مغربی ذہن رکھنے والے مسلمانوں کے گھروں میں اپنا لٹریچر پہنچا کر انہیں اپنا دھرم دے رہے ہیں۔ نوجوانوں کو اندرون و بیرون ملک روزگار مہیا کر کے انہیں قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ وہ اس کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے ہیں جب اس ملک کی کرسی اقتدار پر کوئی قادیانی حکمران برآمد ہوگا۔

وہ ان ساعتوں کے منتظر ہیں جب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے حاصل کردہ اس ملک میں قادیانی کی جے کے نعرے لگیں۔

مسلمانو! اٹھو اب بھی موقع ہے قادیانیوں کے خلاف محاذ آراء ہو جاؤ اور انہیں بتا دو کہ ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زندہ ہیں۔ تاکہ کل مرتے وقت اہل دنیا کے سامنے سر بلندی سے یہ کہہ سکو۔

لحد میں عشقِ رخ شاہ کا داغ لے کر چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے



عقیدہ۔ اسکی ذات کا ادراک عقلاً محال کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ۔ اس کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہوا یا نہیں اور نہ اس سے کسی طرح کسی نحو وجود میں جدا ہو سکیں کہ نفس ذات کی مقتضی ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ۔ اسکی صفات نہ مخلوڑ ہیں نہ زرقدر داخل۔

عقیدہ۔ ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئی۔

صفات الہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ۔ جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے کافر ہے۔

عقیدہ۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بی بی۔ جو اسے باپ بیٹا بتائے یا اس کے لئے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ۔ وہ جی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ۔ وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

(بہارِ شریعت)

قادیانی شبہات کے دندان شکن جواب

فتنہ انکار ختم نبوت کے مبلغین کہتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت پرانی اور فرسودہ ہو چکی ہے۔ جدید پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے نئے نبی کا آنا ضروری تھا۔ سنت خیر الانام ﷺ عصر حاضر کے چین انسانوں کے سلگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ (نعوذ باللہ)

اس عقیدہ باطل کو بیان کرتے ہوئے مرزا کی کہتے ہیں
”نبی اکرم ﷺ کی وحی استعداد اول کا پورا ظہور، بوجہ تمدن کے نقص کے، نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو مئی 1922ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 266، اشاعت خیم مطبوعہ لاہور)

مزید زہر افشانی سنئے۔

”ہمارے نبی اکرم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اسی روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ نبوت کے تمام مراتب تو رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئے۔ نبوت اپنی تکمیل پر پہنچ گئی، دین مکمل ہو گیا۔ تم کون سی نبوت کی بات کرتے ہو؟ احمقوں کی کس جنت کی باسی ہو؟ تمہیں تو شیطان نے ریشمی دھاگوں سے بنے ہوئے دلفریب جال میں پھنسایا ہوا ہے۔ عقل کے ناخن لو۔ اپنے قلب میں ایمان کی شمع فروزاں کرو اور قصب و جہالت کی عینک اتار کر کام لے لو اور کلام خاتم النبیین ﷺ کا مطالعہ کرو تو پھر تم لساں و قلب سے پکاراٹھو گے۔

فرما گئے یہ بادی لانی بعدی

اور جہاں تک تمہارے مسائل کا تعلق ہے تو جاؤ تمہیں پہنچ ہے۔ اپنے معاشی مسائل لے کر اپنے معاشرتی مسائل لے کر آؤ، دنیا بھر کے مسائل کا پلندہ لے کر دوڑتے ہوئے آؤ، اور آقا ﷺ

کی روشنی میں پلک جھپکنے میں اپنے مسائل حل کر لو۔

عجب وصحت کے میدانوں میں ساری زندگی سرگرداں رہنے والو! اگر دنیا کو صحت کی دولت سے محروم کرنا چاہتے ہو تو طب نبوی ﷺ کا مطالعہ کرو۔

ہاتھ پر پھینچنے اور مرغ کا عزم رکھنے والو! اگر خلائی سائنس پر عبور چاہتے ہو تو معراج النبی ﷺ کا مطالعہ کرو۔

معاشیات کے ماہرو! اگر خطہ ارضی پر بسنے والے انسانوں کو معاشی سکون دینا چاہتے ہو تو خاتم النبیین ﷺ کے نظام زکوٰۃ کو اپنالو۔

مالی عدالت کے ججوا! اگر دنیا میں انصاف کا بول بالا کرنا چاہتے ہو تو مدینہ کے قاضی کی سیرت کو اپنالو۔ لاشوں کے انبار اور سروں کے پینار تعمیر کرنے والے مفرور فاتحوا! کیا تم نے فاتح مکہ کی جھکی ہوئی آنکھ کو نہ دیکھا؟

اولاد سے سختی کرنے والو! اگر رزق کے خوف سے اسے قتل کرنے والو! کیا تم نے مصطفیٰ ﷺ کے مہین ﷺ کے رخساروں کو چومتے نہیں دیکھا؟

ماں سے گستاخانہ رویہ برتنے والو! کیا سرور دو عالم ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں تلے نہیں بتایا؟ مزدوروں کے حقوق کے لئے صدائیں بلند کرنے والو! لیڈرو! کیا تم نے رحمت دو عالم ﷺ کا یہ ایسا ایسا سنا کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرو؟

معاشرے میں یتیموں کے حقوق کی باتیں کرنے والو! کیا معلم انسانیت ﷺ نے یتیم سے شفقت نہ کی؟

فرشتہ تاجدار ختم نبوت ﷺ نے قیامت تک کے لئے آنے والے انسانوں کو زندگی کے ہر ہر لمحہ سے آشنا کر دیا۔ زندگی کو مہد سے لے کر تک علم کی روشنی سے منور کر دیا۔ اس دنیا کے بانیوں کو ہر ہر لمحہ کے ترقیاتی فراہم کر دیا۔ آج بھی ختم نبوت کا آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ روشن ہے اور ہم ہر گھڑی اس آفتاب عالم تاب سے روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

اب کبھی الجھن نہ ہوگی دین اکمل کی قسم

زندگی کی الجھنیں سلجھا گیا بطحا کا چاند ﷺ

قادیانی اپنی دجل و فریب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی غلطی اور پروزی کا شکار ہے اور وہ نبی اکرم ﷺ کا پروز ہے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ مالک کائنات نے اہل کائنات کی رشد و ہدایت کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہ السلام کو اس خاکدان ارضی پر مبعوث فرمایا۔

ان سارے نبیوں میں سے کوئی بھی کسی کا ظل یا بروز نہیں تھا۔ اور نہ ہی دین اسلام میں ظل تصور ہے۔ عیار مرزا قادیانی نے یہ تصور ہندوؤں سے مستعار لیا۔ ہم قادیانیوں سے سوال بتاؤ دنیا کے کس گوشے اور معاشرے میں ظل و بروز کے عقیدے کو عملی حیثیت حاصل ہے بروز کی زندگی گزار رہے ہیں اور انہیں کس کا بروز تسلیم کیا جا رہا ہے؟

قادیانیو! ذرا توجہ دینا، اگر کوئی عورت اپنے گھر میں کام کاج میں مصروف ہے دروازہ کھلا ہو، عورت دروازے کے قریب جا کر پوچھتی ہے کون؟ وہ شخص جواب دیتا ہے بروز کی خاوند ہوں۔ بتاؤ اس شخص کی کسی ”محترمہ“ ہوگی؟ اگر کوئی نوجوان کسی گاڑی میں سوار ہو کر سانس کی نشست پر کوئی بوڑھا آدمی آکر بیٹھ جائے اور نوجوان سے کہے بیٹا؟ مجھے پانچ سو روپے دے دو، نوجوان سوال کرے کہ جناب میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں۔ بوڑھا پلٹ کر بولے بیٹا! کمال کر رہا ہے، تم مجھے جانتے ہی نہیں، میں تمہارا بروز یا ابا ہوں۔ بتائیے نوجوان کے جذبات کا کیا عالم ہوگا اس کی غیرت اس بوڑھے سے کیا سلوک کرے گی؟

اگر ہمارے معاشرے میں ظل و بروز کا چکر چل جائے تو پورا معاشرہ جہنم بن جائے اور زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ ملک کا نظام تکلیف ہو جائے۔ کوئی بروز صدر بن جائے تو وزیراعظم بن جائے، کوئی بروز کسٹمر بن جائے، کوئی بروز سفیر بن جائے، کوئی بروز جج بن جائے، کوئی بروز ایف۔ اے۔ اے بن جائے اور کوئی بروز ایس۔ پی بن جائے وغیرہم۔ کیا اس کی سرکاری یا عملی حیثیت ہوگی؟ یہ تو بہت بڑے عہدوں کا تذکرہ ہے۔ اگر کوئی خاکروب کا رہا ہو تو دفتر میں آکر کہے کہ جناب! آج خاکروب ”مہنگا مسج“ نہیں آیا اور وہ پورا ایک مہینہ نہیں آئے گا۔ ”ستاسج“ اس کا بروز ہوں اور میں اس کی جگہ پورا مہینہ کام کروں گا اور اس کی تنخواہ بھی وصول کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ کارپوریشن آفیسر اسے فوراً تھانے یا پاگل خانے بھجوا دے گا۔ اگر کوئی چوہڑے کا بروز نہیں ہو سکتا تو چوہڑوں کا ”چوہڑہ“ مرزا قادیانی مردود کس طرح سیدالاولین اور جناب محمد عربیؑ کا بروز ہو سکتا ہے؟ اگر وہ چوہڑا تھانے یا پاگل خانے جانے کا مستحق ہے تو چوہڑا، بھی تھانے یا پاگل خانے جانے کا سزاوار ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی ”مہر“ سے یہ مراد ہے کہ نبی اکرمؐ کی مہر نبوت کا ہے۔ لیکن عقل کے مارے اور نصیبوں کے ہارے قادیانیوں کو سوچنا چاہئے کہ حضورؐ کی مہر نبوت انہیں ہیں اور انہیں تو جمع ہے اور اس سے یہ معنی لینے چاہئیں کہ نبی پاکؐ کی مہر سے بہت بڑے نبی بننے ہیں اور یہاں صدیوں کی مسافت کے بعد مہر نبوت سے ایک ہی نبی ”مسرگاماں“ معرض

ذہیت اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی قادیانی سوال اٹھاتے ہیں کہ جب قرب قیامت عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے تو اس وقت عقیدہ کیا ہوگا پروردگار نے کی کیونکہ عیسیٰؑ جناب محمد عربیؑ کے بعد تشریف لائیں گے۔

ابا عرض ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ سرور کائناتؐ کے بعد کوئی بھی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جناب عیسیٰؑ حضور اکرمؐ سے قبل پیدا ہوئے اور ان کی نبوت کا زمانہ آپؐ سے پہلے کا تھا۔ ان کے بعد رب العزت نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔ قرب قیامت، دجال کے قتل اور اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لیکن اپنی شریعت لے کر نہیں بلکہ شریعت محمدی کے تابع ہو کر، نبوت کے تحت نہیں بلکہ نبوت محمدی کے تحت!! علماء نے لکھا ہے کہ ساری کائنات کے انسانوں کا ایک ہی دفعہ حساب ہوگا۔ لیکن عیسیٰؑ کا دو دفعہ حساب ہوگا۔ ایک دفعہ نبی ہونے کی وجہ سے، دوسری مرتبہ سرکار دو عالمؐ کے امتی ہونے کی حیثیت سے! اس گفتگو سے ہر صاحب فکر کو یہ سنا ہے کہ عیسیٰؑ کی آمد سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آتی۔

قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک عجیب ڈرامہ رچا رکھا۔ وہ اپنی دجالی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد و مہدی مانتے ہیں (حالانکہ یہ بھی پرلے درجے کا کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص مدعی نبوت ہو، اسے مجدد یا مہدی تو کہا، مسلمان مانتا بھی کفر ہے) ہم ان سے پوچھتے ہیں اے ماہرین دجل و فریب! کیا تمہیں قادیانی کی کتابوں میں بار بار اس کا اعلان نبوت نظر نہیں آتا۔ اگر تمہیں نظر نہیں آتا تو تو ہم دکھائے۔ مرزا قادیانی اعلان کر رہا ہے۔

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء، صفحہ 11، از مرزا قادیانی)

”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تمتہ حقیقت الوحی صفحہ 68)

”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی

فخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں، سودہ میں ہوں۔“ (نمود باطل)

(برائین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 90، مباحثہ راولپنڈی ص 118)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ اور اسرار
مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ کے ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔“ (نمود باطل)

(برائین احمدیہ ص 118)

”میں کوئی یا نبی نہیں مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔“ (نمود باطل)

(الحکم 10 اپریل 1908ء مباحثہ راولپنڈی ص 118)

اب بتاؤ، کیا سوچ ہے؟ کیا فکر ہے؟ آئندہ کیا لا محمل ہے؟

قادیانیوں! قادیانیت کے گندے جوہر کو چھوڑ کر اسلام کے چشمہ صافی پر آؤ، تم نے اس دنیا کی
جھاڑیوں میں بھنس کر اپنے دامن کو تار تار کیا ہے۔

آؤ! ایمان کے دھاگوں سے اسے رفو کر لو۔ عداوت کے چند آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی پانی
دھو لو۔ ارتداد کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھو کریں نہ کھاؤ۔

آؤ! قرآن کے آفتاب اور نبوت کے ماہتاب کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ کون
نبوت کی باد صرصر میں جھلس رہے ہو اسلام کی باد صبا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ ”لانی بعدی“ کا نعرہ دے دو۔

جھوٹی نبوت کی آہنی زنجیریں توڑ دو۔ جعلی نبی اور جعلی نبوت کے منحوس چہروں پر زنائے دارِ تحیّر رسید کر دو۔
ختم نبوت کے باغیو از زندگی کے ایام باقی ہیں، در توبہ کھلا ہے، تمہارا رحمن و رحیم رب تمہیں

ہے۔ اپنے رب کی بات سن لو۔ قرآن تمہیں رشد و ہدایت کی روشنی دینے کے لئے پکار رہا ہے۔
خدارا! قرآن کی پکار سن لو۔ جنابِ خاتم النبیین ﷺ تمہیں جنت کے لئے صدا کہیں

ہیں۔ خدارا! ان کی صدائے رحمت پر گوش ہوش رکھ دو۔ وقت تمہیں لپک لپک کے اور جھنجھوڑا
دہائی دے رہا ہے۔

ادھر آ زندگی کا بادہ گلفام پیتا جا

ذرا میخانہ ”محمد ﷺ“ سے اک جام پیتا جا



اولیٰ محمد ریاض احمد فاروقی

مرزا قادیانی کی حمایت میں مرزائی دلائل

کے منہ توڑ جوابات

قادیانی دلائل کا تعاقب

قادیانیوں کی دلیل اول:

آنحضرت ﷺ نے کفار مکہ کو جواب دیتے ہوئے بطور دلیل ارشاد فرمایا:

لقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون -

”اس سے پہلے بھی ایک بڑا حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔“

یعنی صداقت نبی کیلئے بعثت سے قبل کی زندگی کا بے داغ ہونا کافی ہے۔ بعد میں کچھ بھی الزامات
اس پر نہیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل اس کی

کلی بے داغ تھی۔ بعد میں لوگوں نے الزامات لگائے جو غیر معتبر ہیں، اس لئے وہ بہر حال سچے ہیں۔
جوابات ملاحظہ ہوں:

جواب 1:

ہر قل شاہ روم نے عرب وفد سے حضور ﷺ کے بارے میں جو سوال کئے، ان میں سے بعض آپ کی
بعد کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً کیا آپ کے تبعین میں سے کوئی آپ کے دین سے

میں لو کہ آپ سے علیحدہ ہوا ہے اور کیا آپ کے تبعین بڑھتے جا رہے ہیں یا کم بھی ہوتے جاتے ہیں۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کی روایت کرنے کے بعد ہر قل کی اس سوچ پر کسی قسم کی تکمیر نہیں کی۔

جواب 2:

اس دلیل میں قادیانی مبلغ نے مرزا کو حضور ﷺ پر قیاس کرنے کی گستاخی کی ہے۔ اس کے جواب

میں ہم مرزا کی یہ عبارت پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔

”ماسواء اس کے جو شخص ایک نبی متبوع کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناگہمی (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 239، روحانی خزائن ج 5 صفحہ 339)

لہذا مرزا قادیانی کو ہم حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے۔

جواب 3:

مرزا لکھتا ہے۔

فلا تقیسونی علی احد ولا احدایی۔

”پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ مت قیاس کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ“

(خطبہ الہامی)

اس لئے مرزائیوں کو آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کو قیاس کرنے کی جسارت نہیں کر لی

اگر وہ ایسا کریں گے تو مرزا قادیانی کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔

جواب 4:

بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد نبی کی دونوں قسم کی زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے۔ پہلی زندگی

داغ ثابت کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے اگلی زندگی کو بے داغ بنایا جائے اور دعویٰ نبوت کو صحیح مانا جائے

بعثت کے بعد کی زندگی کو موضوع بحث بنانے سے فرار اختیار کرنا نہایت ہی کمزور بات ہے

اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں واقعی کچھ کالا ضرور ہے۔

جواب 5:

مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر کچھ مالی وراثت حاصل کی

نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

نحن معشر الانبیاء لا نرث (1) ولو نورث۔

”ہم جماعت انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔“

جواب 6:

یہ حقیقت ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک ہوتی ہے اور دعویٰ نبوت کے

زندگی بھی بے داغ اور صاف ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک و صاف

زندگی بھی ہو جائے۔ جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ

کثرت نہ بولتا ہو، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی شاعر نہ ہو، کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ نبی بھی

ہو۔ کیونکہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو آج ہزاروں ایسے ملیں گے جو اپنی پہلی زندگی کے پاک و

صاف ہونے کے مدعی ہیں کیا ان سب کو نبی مانا جائے گا؟

جواب 7:

مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اور نہ ہی میں معصوم ہوں

معلم قاعدہ ہے۔ المرء یؤخذ باقرارہ۔ (1)

ملاحظہ ہو: کرامات الصادقین صفحہ 5۔

(لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے

معصوم ہونے کا دعویٰ ہے)

کیا یہ اپنے معصوم نہ ہونے کا کھلا اقرار نہیں؟

جواب 8:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے ایک زمانہ دراز گمنامی میں گزارا ہے۔

”یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس

زمانہ میں کوئی بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔“

اسی صفحہ پر آگے چل کر مزید صراحت کرتا ہے:

”اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت

میں اس مردہ کی طرح تھا جو صد ہا سال سے مدفون ہوا اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن صفحہ 460 ج 22)

اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص غیر معروف مردہ کی طرح ہو اور اسے کوئی نہ جانتا ہو اس کی زندگی کا

اقتدار؟ کیا اس گمنام زندگی کو اس کے کسی دعویٰ کی دلیل بنایا جاسکتا ہے۔

اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جو صد ہا سال سے مدفون ہو اس کی قبر کا عام پتہ نہیں چلتا ہے کہ وہ کس کی قبر

ہے؟ پھر مری نگر میں ایک قبر کیسے مانی جاسکتی تھی؟

اس کے علاوہ مختلف مقامات پر مرزا قادیانی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ملہم و مامور ہونے

سے پہلے اسے کوئی نہیں جانتا تھا، نہ کوئی اس کا مخالف تھا نہ موافق بلکہ مرزا قادیانی عام لوگوں کی طرح ہی

زندگی گزارتا تھا، اس کو دوسرے لوگوں میں کوئی فوقیت اور خصوصیت حاصل نہ تھی تو اب الکی اور صفائی دعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب 9:

مرزا قادیانی پہلی زندگی میں اپنی ماں کا نافرمان تھا اس کیلئے حوالہ ملاحظہ ہو:

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں، یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔“

(سیرۃ المہدی صفحہ 255 ج 1 مطبوعہ 1935ء)

دیکھئے جو کھانے کی چیز تھی جیسے گڑ وہ تو نہ کھائی اور جو نہ کھانے کی تھی (جیسے راکھ) اسے روٹی مان لیا یہ سوائے اس کے کہ جس کی انسانی فطرت سوچکی ہو اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟ ہر عقل مند غور فرمائیے کہ مرزا کی ماں کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ سچ کچھ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ، بلکہ مرزا کی ضد اور سرکشی سے تنگ آکر بطور جبر کے کہا گیا تھا۔ اس حوالہ سے جہاں مرزا قادیانی کی حمایت و بے وقوفی اور کفر ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں اپنی ماں کا نافرمان ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیا و اخفض لہما جناح اللہ! یہ مقصد ہو سکتا ہے؟ بتائیے کیا کسی نبی نے اپنی ماں کی نافرمانی کی ہے اور وہ بھی معروف کام میں؟

جواب 10:

مرزا اپنی پہلی (گمنامی) کی زندگی میں ادب و باش قسم کا تفریح باز تھا۔ خود اس کا چنانچہ لڑکا لکھتا ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پیشین وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پیشین وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر فرم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 43 مطبوعہ کتاب گھر قادیان 1935ء)

جواب 11:

مرزا قادیانیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی، دیکھ کر مرزا کی عصمت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی میں بے ادب تھے بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

جواب 11:

محمد ربی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا۔ انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا:

جربناک مرار العما وجدنا فیک الاصدقا۔

کہ ہم نے بار بار آپ کو آزمایا اور ہر بار ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں سچائی ہی پائی۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی صفائی مولوی محمد حسین بنالوی سے پیش کروائی ہے جو کہ کچھ عرصے اس کے ساتھ رہے تھے پھر وہ مرزا قادیانی کے شہر اور گاؤں کے رہنے والے بھی نہ تھے اور اس کی فکر نہیں ہو سکتا کہ مرزا کی حقیقت واضح ہونے پر انہوں نے اپنی سابقہ تحریر سے رجوع کر لیا۔

یہ آئینہ کمالات اسلام حوالہ مذکورہ) اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی آپ کے قبیلہ کے سردار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہر قل بادشاہ کے سامنے اسلام لانے سے قبل پیش کی تھی، اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات ہیں انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی جب حضرت جبرئیل

بن علیؓ آپ ﷺ کی طرف پہلی دفعہ تشریف لائے تھے اور اسی طرح آپ کی آخری اور پہلی اور
فانی حضرت عائشہ صدیقہؓ پیش کر رہی ہیں۔
کان خلقه القرآن۔ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنی بیویوں کے ساتھ خلاف شرع برتاؤ
مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف (بھجے دی ماں) کے
لی پیدا نش کے بعد تقریباً 33 سال عملاً مجرور ہانہ تو مرزا نے اسے طلاق دی اور نہ بیوی کی طرح اسے
سایا بلکہ عملاً مجرورہ کر فلا تمیلوا کل المیل فلتدروہا کالمعلقة الخ (ترجمہ) ”تم ہاں اسے
لرف نہ مل جاؤ جس سے اس کو ایسا کر دو جیسے آدھ میں لٹکی ہو۔ وعاشروہن بالمعروف
اور توں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزارا کیا کرو، کی مخالفت کرتا رہا دیکھئے۔

حوالہ 1:

”حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال
چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا پنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا۔“
(سیرۃ المہدی ج 2 صفحہ 63 مطبوعہ کتاب گھر قادیان 1335)

حوالہ 2:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا
فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر (بھجے دی ماں) کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی
جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین (یعنی مرزا کے خود ساختہ دین
..... ازناقل) سے سخت بے رغبتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں
رنگین تھیں اسی لئے مسیح موعود نے اس سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 33 مطبوعہ کتاب گھر قادیان 1335)

1: واضح رہے کہ کتب حدیث میں مذکور روایت میں لائرتھ کے الفاظ نہیں ملتے لائورٹھ کے الفاظ ملتے ہیں
مرزا نیوں کی (تبلیغی پاکٹ بک) کے صفحہ 245 پر باغ فدک کے عنوان کے ذیل میں لائرتھ و لائورٹھ دونوں
کئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی جواب میں اسے ہی بنیاد بنایا ہے۔ اس کے ثبوت کی ذمہ داری مرزا نیوں
ہم پر۔ اور صحیح روایت لائورٹھ کے الفاظ سے بھی مرزا کا جھوٹا ہونا معلوم ہوتا ہے بایں طور کہ اس کے مرنے کے بعد
اولاد اس کے مال کی وارث ہوئی۔ الغرض ہر اعتبار سے یہ حدیث مرزا کے کذب پر دلیل ہے۔ 12 منہ

مرزا کے ہاں ان لوگوں کا آنا جانا کیوں ہوا جو اس بیچاری کو بھجے کی ماں کہہ کر بلا لیتے تھے اس وقت
موضوع نہیں ہے۔

بہر چند سطروں کے بعد لکھا ہے:

”حتی کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا
لاح دوسری جگہ کر دیا اور فضل احمد کی والدہ (مرزا کی بیوی..... ازناقل) نے اس سے قطع
تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 33-34)

یہ بوٹ ہے قطع تعلقی نہ کرنے کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔ بلکہ محمدی بیگم کے شوق میں اسے طلاق

مرزا قادیانی کے راز ہائے سربستہ سے واقف کار مرزا کی بیوی مرزا قادیانی کے رچائے ہوئے
ہم پر ہلاک ایمان لاسکتی تھی جب کہ مرزا قادیانی نے اس کی جوانی کی 33 سالہ زندگی کو پہلے برباد
کر دیا جب بڑا ہوا قریب آیا تو طلاق بھی دے دی۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا اخلاق؟

جواب 12:

آنحضرت ﷺ پر جو لوگ آپ کے دعویٰ نبوت کے سات آٹھ سال بعد ایمان لائے ان کیلئے یہ
کس طرح صداقت بن سکتی ہے۔

لقد لبثت لیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔

یہ سوائے اس کے نہیں کہ آپ کی دعویٰ نبوت سے بعد کی زندگی بھی بالکل بے داغ رہے ورنہ یہ آیت
ان سے خاص ہوگی جو اس وقت کے لوگ تھے جب آپ نے ان سے یہ بات کہی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس آیت کی تخصیص کون سی آیت ہوگی۔ ہم قادیانیوں سے یہ بات پوچھتے
ہیں کہ تم گئے مگر انہوں نے اب تک ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور پھر لطف یہ ہے کہ وہ اپنے اس غلط
الہال سے رجوع بھی نہیں کرتے ان کی بے حیائی کی انتہا ہو چکی ہے۔

صداقت کی دوسری دلیل:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

لو تقول علينا بعض الاقاويل لا خلدنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔

اگر کوئی اس کے قول و قرار سے پکڑا جاتا ہے۔

کہے کہ گانہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔

(انجیل مقدس عہد نامہ قدیم صفحہ 188 کتاب استثناء باب 18 آیت 18 تا 21)

جواب 3:

مرزا قادیانی کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی نوحہ باللہ جھوٹے بن جائیں گے۔ حضرت محمدی علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بھی بہت تھوڑی عمر میں دعویٰ نبوت کے بعد اپنے گئے۔ مرزا کے اصول کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ انبیاء سچے نہ ٹھہرے۔ اس کے برخلاف اسلام الہی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا کے اس اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ مرزائی اس کو جھوٹا مانتے ہیں (بہا اللہ ایرانی اس سال تک زندہ رہنے کا حوالہ دیکھو اخبار الحکم قادیان صفحہ 4، 124 کتوبر 1904ء) ”بہا اللہ زندہ رہنے کا دعویٰ 1269ھ میں کیا تھا اور 1309ھ تک زندہ رہا۔“ یہ بعد نبوت کی زندگی 23 سال بنتی ہے۔ یہ 23 سال سے کہیں زیادہ کی مدت ہے۔

جواب 4:

مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا دعویٰ نبوت اگر چیل نزاع ہوگا اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں، لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا۔ گو اس کا دعویٰ نبوت ہر شک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے اور نبی تسلیم کرنے والے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے مرزا قادیانی کی 1900ء میں ہو گئی تھی۔ لہذا یہ بات ثابت ہو گئی کہ مرزا قادیانی 23 سال پورے کرنے سے پہلے ہی موت سے مر کر اپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

جواب 5:

الغرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ قانون سچے نبیوں کے متعلق ہو گا نہ کہ جھوٹے کے متعلق کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون و نمرود، بہا اللہ ایرانی و کلدانی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی اور جب مرزا کا دیگر دلائل سے جھوٹا ثابت ہو گیا تو اس پر بھی یہ قانون لاگو نہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر محمدی علیہ السلام مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء کرے گا میں ان کی شہرگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا، اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کا افتراء کیا تھا تو اسے 23 سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہرگ کاٹ دی جاتی۔ اگر مرزا قادیانی نبوت کے بعد 23 سال تک بقید حیات رہے اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے متعلق ہے۔

جواب 1:

مرزائی مبلغ مرزا قادیانی کو حضرت انبیاء کرام کے معیار پر قیاس کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت پہلے نبیوں والی نہیں ہے۔ تو اس پر قیاس کرنا بے سود ہوگا۔ اس دلیل سے ہم نے مرزائیوں کی پہلی دلیل کا ٹھکری اب ان کی دوسری دلیل تھی وہ بھی ٹھکری سے کٹ گئی۔

(1) ”مانعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولى۔“

(الاستفتاء ضمیر حقیقہ الوحی صفحہ 16، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 1037)

(2)

یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ (حقیقہ الوحی حاشیہ صفحہ 104)

سو جب اس کی نبوت پہلوں والی نبوت نہیں تو ان مومنوں کو اس نبوت کیلئے مقیس علیہ السلام تک درست ہوگا۔

جواب 2:

اس آیت کا سیاق و سباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاصد کے لئے ہے بلکہ یہ قضیہ شخصہ ہے اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور اس میں بنا پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے گا جلد مارا جائے گا چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو

”میں ان کیلئے انہیں کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا (مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کچھ میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام

مرزائی عذر:

مرزا قادیانی پر جب علماء نے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا یہ قانون عام اور صحیح ہے تو کہیں کے اندر اندر یہ جھوٹے مدعیان نبوت کیوں نہ قتل کر دیے گئے۔ اتنی زیادہ ان کو مہلت کیوں لی کہ قادیانی نے یہ جواب دیا کہ آپ لوگ یہ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کے دعوے کیا نہ کیا اور وحی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو۔ پھر بھی وہ تیس سال تک زندہ رہے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ بحث وحی نبوت میں ہے۔ مطلق دعوے میں نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب تہذیب الدین در روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 477۔ مرزا لکھتا ہے:

”اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ ہر نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا۔ یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور تیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو دیا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام وحی نبوت میں ہے۔“

(ومثلہ، ضمیمہ تفسیر کولڑیہ در روحانی خزائن صفحہ 39، 40، 41)

الجواب:

یاد رہے کہ یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیونکہ مرزائی اس بات کے کامل ثبوت میں ”کہ رسول ہیں“ 1900ء یا اسکے بعد کی تحریر پیش کرتے ہیں اور صحیح یہی بات ہے کہ مرزا نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور 1908ء میں منہ مانگا خدائی عذاب یعنی ہیضہ کی موت سے واصل ہوا لہذا مرزا کی اپنی تحریر سے اس کے کذب پر پختہ مہر لگ گئی۔

الجما ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مداقت کی تیسری دلیل:

مرزا قادیانی نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں سورج دونوں کو گرہن لگے گا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین پر مہدی کی نشانی نہیں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔

جواب 1:

طبی طور پر یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں یہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث رسول بنا کر پیش کرنا نہ صرف یہ کہ سرکارِ عالم علیہ السلام بہتان عظیم اور افتراء ہے بلکہ حسب حدیث من کذب علی متعمداً اللعین اٹھکانہ بدست خود جہنم میں بیٹا ہے۔

جواب 2:

امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ ملاحظہ ہو:

”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمہدینا آیتین لم نکون منذ خلق اللہ المسوت والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم نکون منذ خلق اللہ المسوت والارض۔“ (دارقطنی جلد اول صفحہ 188، انصار دہلی)

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 262 میں

”السنن بشی، زائع، کذاب رافضی، یشتم الصحابة ویروی الموضوعات

عن الثقات منکر الحدیث لا یکتب حدیثہ، متروک الحدیث۔“

علامہ شمس الدین ذہبی امام فرماں رجال کے ان نو جملوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ راوی ہرگز قابلِ اعتماد نہیں۔

دوسرا راوی جابر ہے اس نام کے بہت سے راوی ہیں یہاں کون سا جابر مراد ہے کسی کو کچھ پتا نہیں۔ محمول آدمی ہے ہاں انہیں میں سے ایک جابر جعفی ہے جس کے متعلق امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اس قدر رجھوئے لوگ ملے ہیں جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ یہی حال تیسرے راوی محمد بن علی نام کے بہت سے راوی ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد سے محمد باقر ہی مراد ہے بلکہ عمرو بن شمر کی عادت تھی کہ ثقہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کر کے نقل کیا کرتا تھا

..... اب بتائیے جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے؟

جواب 3:

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان لیا جائے تو مرزا قادیانی کے چھٹا ہونے کی ایک طاہرہ قیاسی دلیل بھی ہے، کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گریز لگا تھا وہ اس کی تاریخوں سے مطابقت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی تیرہ (۱۳) تاریخ کو چاند گرہن لگا تھا۔ تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔

مرزائی عذر

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی ان تاریخوں میں سے کسی ایک پر لگتا ہے۔ اور سورج گرہن 27/28/29، ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے۔ لہذا اول لکھا کہ مراد گرہن کی ان تاریخوں میں سے پہلی رات یعنی تیرہ یوں کی رات مراد ہے اور نصف منہ سے مراد رات مراد ہے اور مرزا کے زمانہ میں تیرہ اور اٹھائیس کو گرہن لگا جو امام محمد باقر کے قول کے مطابق ہے۔

جواب 1:

روایت کے الفاظ اس بیہودہ اور بودی تاویل کے ہرگز ہرگز متحمل نہیں آپ نے اول لکھا کہ رمضان فرمایا ہے جس سے مراد رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی۔ نہ کہ اول لیلۃ من لیالی الکسوف۔ لہذا اول لکھا ہے جس سے تیرہ کی رات مراد لی جائے۔ تیرہ رمضان کو کوئی اول رمضان نہیں کہتا۔ ایسے ہی اول رمضان منہ سے رمضان کی نصف یعنی پندرہ یوں تاریخ مراد ہوگی نہ کہ اٹھائیس۔ یوں تاریخ جو کہ رمضان کی اول تاریخ کہلاتی ہے (نہ کہ نصف) عقل کے اندھے صورت کے کانے اور جاہل لوگوں کو کون سمجھائے۔

نصف اور وسط کا فرق:

وسط درمیانی چیز کو کہتے ہیں اور نصف دو برابر حصوں میں سے ایک حصہ کو کہتے ہیں۔ امام باقر علیہ السلام نے رمضان کا نصف فرمایا ہے جو پندرہ تاریخ بنتی ہے۔ 27، 28، 29 گرہن کے تین دن ہیں، ان دنوں سے 27، 28 اور 29 کا درمیانہ دن ہے۔ نہ یہ ان تین دنوں کا نصف ہے اور نہ رمضان کا نصف۔ 28 تاریخ کو رمضان کا نصف قرار دینا کسی طریق سے بھی درست نہیں یہ محض دجل و فریب ہے۔

جواب 2:

مرزا قادیانی کی تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دوم تیرہ یہ جملہ آیا ہے: لیس و فکرو

خلق الله السموات والارض۔ یعنی ہمارے مہدی کے دو نشان ایسے ہوں گے کہ جب سے ان زمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔ یہ قول تو اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ اب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے۔ یعنی پہلی رمضان اور پندرہ تاریخ رمضان کی مراد ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں ان تاریخوں میں کبھی چاند اور سورج کا گرہن نہیں لگا۔ لیکن چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے پہلے ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے۔ مرزا قادیانی سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا ہے۔ چنانچہ اس کی کتاب (Use of the Globes) یوس آف دی گلوبز اور حدائق النجوم دونوں کتابوں میں 1801ء سے لے کر 1901ء تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی ہے جس میں سے 45 سال کی فہرست کتاب (دوسری شہادت آسمانی) مؤلفہ سید ابوالاحمد رحمانی میں ص ۱۵ سے ص ۲۲ تک دی گئی ہے۔ ان پینتالیس برسوں میں پہلی مرتبہ 13 جولائی 1851ء بمطابق تیرہ رمضان المبارک 1267ھ کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ 21 مارچ 1894ء مطابق 1311ھ تیرہ یوں رمضان کو چاند گرہن اور چھ اپریل بمطابق 28 رمضان 1311ھ کو سورج گرہن لگا تھا۔ پھر تیسرا گرہن 1895ء میں 11 مارچ مطابق 1312ھ 13 رمضان کو چاند گرہن اور 26 مارچ مطابق 1312ھ 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ مسٹر کیتھ کی کتاب (یوز آف دی گلوبز) اور حدائق النجوم ان دونوں کی فہرست کے مطابق پینتالیس (45) سال کے قلیل عرصہ میں تین مرتبہ گرہن لگنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل انہیں تاریخوں میں کئی مرتبہ اور لگ چکا ہوگا۔

ایک اہم قاعدہ:

انسائیکلو پیڈیا آف بریٹینیکا کی 27 ویں جلد میں گرہن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو اٹھ برس پہلے سے 1901ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یا مانا ہوا گرہن 223 برس قبل اور بعد میں اسی قسم کا گرہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا گرہن جس مہینہ میں جس طور اور اس وقت کا ہوگا 23 برس قبل اور بعد بھی انہیں خصوصیات کے ساتھ دیا ہی دوسرا گرہن ہوگا اب اس کتاب کی روشنی میں غور کر لیں جب 1267ھ سے 1312ھ تک (45) پینتالیس برس میں تین مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان المبارک کی 13 اور 28 تاریخ کو ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے چند عیون کے نام جو میرے علم میں ہیں پیش کیے جاتے ہیں اور واقع میں کتنے ہوئے ہیں اسے ان تاریخوں ہی جان سکتے ہیں۔

117ھ مطابق 736ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو گربہ بن لگا۔ اور اس وقت ظریف نامی بادشاہ موجود تھا۔ یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا۔ یہ جب 162ھ کو مر اتوا اس کا بیٹا صالح نامی بادشاہ ہوا۔

1342ھ مطابق 959ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گربہ بن لگا اور اس وقت ابو منصور عیسیٰ اہل بیت موجود تھا۔

دوسرے نقشے کے مطابق 1311ھ مطابق 1894ء کے گہنوں کے حساب سے پہلا گربہ بن 161ھ مطابق 779ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گربہ بن لگا۔ یعنی 127ھ پھر 162ھ میں بھی لگا۔ پھر 1311ھ مطابق 1894ء کو لگا۔ لیکن اس کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا۔ بلکہ امریکہ میں ہوا۔ اور اس وقت مسٹر ڈوکی وہاں مسیح موعود ہونے کا بھوٹا مدعی موجود تھا۔

تیسرے نقشے کے مطابق ایک گربہ بن 162ھ مطابق 780ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا۔ اور دوسرا گربہ بن 1312ھ مطابق 1895ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی:

ترہ مرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔ بعد میں علمائے دین و مفتیان شرع متین نے اسی فتویٰ مبارک سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں سے مناکحت، تزویج کو ناجائز، اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور حکیم نور الدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نور الدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

پینتالیس برس کی قلیل تد میں گہنوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

نمبر شمار	پاکستان	بھارت	انگریزی	عربی		نقشہ
				بھارت	پاکستان	
(۱)	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۲۶	جولائی	۱۳
	سورج		"	"	جولائی	۲۸
(۲)	چاند	جزئی	۱۸۹۳	۱۱	مارچ	۲۱
	سورج		"	"	اپریل	۶
(۳)	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳	اپریل	۱۱
	سورج		"	"	"	۲۶

قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟

آپ گھربٹھے ہیں۔ آپ کے گھر کے دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ آپ اپنے بیٹے ہیں ”بیٹا باہر دیکھو کون آیا ہے؟“

بیٹا آکر کہتا ہے۔ ”ابو جی بونا سنگھ آیا ہے، مہند سنگھ آیا ہے۔“

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک سکھ ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ ”ابو جی رام داس آیا ہے، پریم چندر آیا ہے۔“

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک ہندو ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ ”ابو جی پیٹرک آیا ہے، جوزف آیا ہے۔“

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک عیسائی ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ ”ابو جی محمد حسین قریشی آیا ہے، احمد علی عباسی آیا ہے۔“

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک مسلمان ہے۔

آپ جذبہ اشتیاق سے اٹھتے ہیں کہ میرا ایک مسلمان بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔

پہلے باہر جاتے ہیں تو آپ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ آپ کے سامنے ایک قادیانی ملعون کھڑا ہے۔

پہلی تینوں صورتوں میں آپ مختلف کافروں کو ان کے نام سے پہچان گئے۔ لیکن جب قادیانی کا نام آتا ہے تو آپ کو دھوکہ دے گیا۔ کیونکہ اس کافر نے اپنا نام مسلمانوں جیسا رکھا ہوا ہے۔

آپ کسی عیسائی سے پوچھیں ”تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟“

وہ فوراً کہے گا ”عیسائیت“

آپ کسی ہندو سے پوچھیں ”تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟“

وہ فوراً بولے گا ”ہندومت“

آپ کسی سکھ سے سوال کریں ”تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟“

وہ فوراً کہے گا ”سکھ مت“

آپ کسی قادیانی کافر سے پوچھیں ”تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟“

وہ فوراً کہے گا ”اسلام“

دنیا کا کوئی کافر اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتا جبکہ قادیانی دنیا کا واحد کافر ہے جو اپنے کفر کو اسلام

آپ کسی عیسائی سے سوال کریں ”تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟“

وہ کہے گا ”انجیل“

آپ کسی ہندو سے سوال کریں ”تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟“

وہ کہے گا ”وید“

آپ کسی سکھ سے پوچھیں ”تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟“

وہ جواب دے گا ”گرنٹھ“

آپ کسی قادیانی کافر سے پوچھیں ”تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟“

وہ فوراً کہے گا ”قرآن مجید“

پہلی تینوں صورتوں میں ہر کافر نے اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے نام بتائے ہیں۔ لیکن مکار قادیانی

نے اپنی مذہبی کتاب کا نام ”قرآن مجید“ بتا کر مسلمانوں کی کتاب پر قبضہ کیا ہے۔

آپ کسی عیسائی سے پوچھیں ”تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟“

وہ بولے گا ”گرجا“

آپ کسی ہندو سے پوچھیں ”تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟“

وہ کہے گا ”مندر“

آپ کسی سکھ سے پوچھیں ”تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟“

وہ کہے گا ”گوردوارہ“

آپ عیار قادیانی کافر سے پوچھیں ”تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟“

وہ فوراً پورا منہ کھول کر کہے گا ”مسجد“

پہلی تمام صورتوں میں سارے کافروں نے اپنی اپنی عبادت گاہ کا نام بتایا۔ لیکن جب قادیانی کافر

اس نے مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

محترم قارئین! دنیا کے سارے کافر اسلام کے لئے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کا علیحدہ علیحدہ رنگ

ہر سانپ کے چلنے کی اپنی اپنی سرسراہٹ ہے۔ ہر سانپ کی اپنی اپنی پھنکار ہے۔ لیکن قادیانی

سانپ کا رنگ ہر رنگ زمین ہے۔ یہ ”کھرا“ سانپ ہے۔ اس کے چلنے کی کوئی سرسراہٹ نہیں۔ کوئی پھنکار نہیں۔ اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یہ ڈنک مار کر ایمان کا چراغ گل کر دیتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر زہر کو زہر کے نام پر پیچتے ہیں لیکن قادیانی کافر زہر کو تریاق کے نام پر دیتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر شراب کو شراب کے نام پر پیچتے ہیں لیکن قادیانی کافر شراب کی بوتل کو پانی کا پتلا لگاتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر خنزیر کے گوشت کو خنزیر کے گوشت کے نام پر فروخت کرتے ہیں۔ لیکن قادیانی کافر خنزیر کے گوشت کو بکرے کے گوشت کے نام سے بیچتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر شراب خانے پر شراب خانے کا بورڈ لگاتے ہیں لیکن قادیانی کافر شراب خانے پر مسجد کا بورڈ لگاتا ہے۔ عام کافر تلوار سے حملہ کرنے والا دشمن ہے لیکن قادیانی کافر کھانے میں زہر ملانے والا دشمن ہے۔ عام کافر اسلام کے قلعہ کے مین دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہونا چاہتا ہے لیکن قادیانی کافر قلعہ سرنگ لگا کر داخل ہوتا ہے۔

آپ کسی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر کھڑے ہوں۔ آپ کسی شخص کو دیکھتے ہیں جس نے گلاب کا صلیب لٹکا رکھی ہے تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص عیسائی ہے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں جس کے گلے میں مورتی لٹک رہی ہو تو آپ سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص ہندو ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو دیکھتے ہیں جس کے بازو میں کڑا، چہرے پر داڑھی اور سر پر مخصوص طرز کی پگڑی ہو تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص سکھ ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو دیکھیں کہ اس کے گلے میں ”اللہ“ کا لاکٹ ہے یا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صلیب کچھ ہے یا اس نے ہاتھ میں تسبیح پکڑ رکھی ہے۔ آپ اسے مسلمان سمجھ کر اس کے پاس جائیں گے تو آپ کو یہ بتا کر حیران و ششدر کر سکتا ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ اور پھر اپنا زہر یا منہ کھول کر متعفن اور نکال کر آپ پر زہریلی ہنسی بھسکتا ہے۔

اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام

صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

دوستو! آج ہم بھی یہی روٹنا روتے ہیں کہ قادیانی شکاری مسلمانوں والا لباس پہن کر مسلمانوں والا لباس پہن کر اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے ایمانوں کو شکار کر رہے ہیں۔ ہم بھی حکومت سے شکایت کرتے ہیں کہ ان کے سروں سے عمامے اور ٹوپیاں اتاری جائیں۔ ان کی داڑھیاں موٹڑیں جائیں، ان کے ہاتھوں سے تسبیحیں چھینی جائیں۔ ان کے گھروں، عبادت گاہوں اور دفاتر سے قرآن مجید، کتب و رسول اور دیگر اسلامی لٹریچر ضبط کیا جائے۔ انہیں مسلمانوں جیسے نام نہ رکھنے دیئے جائیں۔ انہیں عبادت گاہوں کو مسجد نہ کہنے دیا جائے۔ ان کی عبادت گاہوں کو جو انہوں نے مسجد کی طرز پر بنا رکھی ہیں انہیں ”مسجد ضرار“ قرار دے کر منہدم کیا جائے اور پھر نذر آتش کر کے سنت نبویؐ کو زندہ کیا جائے۔ دستور خاتم النبیین ﷺ نے منافقین کی بنائی ہوئی ”مسجد ضرار“ کو گرا کر اسے آگ لگوائی تھی۔

ایک بہت بڑے وکیل صاحب کے گھر ذکیقت ہو گئی۔ لوگ پرسش احوال کے لئے ان کے گھر جمع ہوئے۔ وکیل صاحب نے کہا کہ آپ جیسا ہوشیار اور چالاک شخص ڈاکوؤں سے دھوکا کیوں کھا لیتے ہیں جیسے ذہین اور ذکی شخص نے ڈاکوؤں کے لئے گیٹ کیوں کھول دیا؟ وکیل صاحب نے ٹھنڈی

مختتم قارئین! حضرت سلیمان علیہ السلام کا عہد تھا۔ بہار کا موسم تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ لوگوں کی خوشبو نے فضا میں مستی پیدا کر رکھی تھی۔ درخت کی ایک شاخ پر ایک ہد ہد کا جوڑا خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ سامنے سے ایک شخص آ رہا تھا۔ ہوا کے جھونکوں سے جھولتی شاخ پر بیٹھی مادہ ہد ہد نے جب اس شخص کی درخت کی جانب آتے دیکھا تو وہ چونک اٹھی اور اپنے خاوند سے کہا ”سرتاج اڑ چلیں۔ شکاری آ رہا ہے۔“

نزد ہد ہد نے صورتحال کا جائزہ لے کر کہا ”پگلی! دیکھ کیا شکاری اس طرح کے ہوتے ہیں۔ انہیں نہیں اس نے گیر و رنگ کا پھنسا پرانا لباس پہنا ہوا ہے۔ پاؤں سے تنگا ہے۔ بال گرد سے بھرے ہیں۔“

آہ بھری اور نظریں جھکا کر کہنے لگے کہ ڈاکو "پولیس کی وردی" میں آئے تھے۔

مسلمانو! پوری دنیا میں ہر قادیانی پولیس کی وردی پہن کر اسلام اور مسلمانوں پر ڈاکہ زنی کر رہا ہے۔ وہ محافظ اسلام کا لباس پہن کر ایمان کی رہزنی کر رہا ہے۔ وہ چوکیدار کا روپ دھار کر ڈکیتیاں کر رہا ہے۔ مسلمانو! اگر جناب محمد عربیؐ سے تمہارا عشق و غیرت کا رشتہ ہے تو ان چوروں، مانا اور کھانوں کو پکڑنے کے لئے اپنے سارے وسائل اور ساری صلاحیتیں صرف کر دو۔ ورنہ یہ سفاک جگہ جگہ مسلمانوں کے ایمانوں کے مقتل تعمیر کریں گے۔

بارہا دیکھا ہے دیدہ ایام نے
کفر حق کے بھیس میں آیا ہے حق کے سامنے



عقیدہ۔ انبیائے کرام تمام حقوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتابی مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر کو نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔
عقیدہ۔ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا عہد ہے۔

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت بھیجے۔ بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ جن کے اسمائے طیبہ بالتصریح قرآن میں ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت یسوع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بہارِ نبوی)

قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب

22 مئی 1974ء کو شیخ رسالت کے پروانوں نے دارلکفر ربوہ میں ریلوے اسٹیشن پر حضور خاتم النبیینؐ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگایا اور قادیانی ظلی بروزی جھوٹی امت کو، جھجھوڑا بھلا یہ قادیانی کہہ کر ایسے برداشت تھا اور پھر برداشت کی طاقت کہاں، قادیانی امت کو یہ بات ناگوار گزری کہ حضور خاتم النبیینؐ کا نعرہ لگا کر قادیانی ظلی، بروزی نبوت کی بنیادیں ہلا دیں اور اس نعرہ ختم نبوت کی امت قادیان تک اثر کر گئی اور گوری اقلیت بھی اثر قبول کئے بغیر نہ رہ سکی۔

قادیانی امت کو کیسے گوارہ تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیا جائے اور ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ ان کے دل و دماغ پر برق بن کر گرے اور حسد کی آگ میں آپ سے باہر ہو گئے۔

28 مئی 1974ء کو جب شیخ رسالت کے پروانے اپنے سفر سے واپس آئے۔ ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر لی تھی اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ان نے ہتھیار اسلام پر ہلہ بول دیا۔ انہیں شدید مارا پیٹا بھولہاں کر دیا بعض طلباء کو تو شدید اندرونی چوٹیں بھی لگیں کو بعد میں ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ اور ایک لمبا عرصہ علاج میں گزارنا پڑا۔ اور اس مرحلے پر انہوں نے نوجوانان اسلام کے منہ ناک ہاتھ وغیرہ تک توڑ دیے اور پھر افسوس کی بات یہ ہے کہ انہیں پرنسین کو جبراً بلا ضابطہ روک کر تشدد کی انتہا کر دی اور یہ ساری کارروائی ایک سوچی سمجھی سازش قادیانی مرتدین نے کی۔

آخر شیخ رسالت کے پروانوں کا خون رنگ لایا اور پورے ملک میں اس مرتد ٹولے کے خلاف دبا دھبوت پڑا۔ پورے ملک میں آگ لگ گئی شیخ رسالت کے پروانے جو کہ ختم نبوت کے چوکیدار اور مقررے ہوئے اور بالخصوص پنجاب کے نوجوانوں نے اہم کردار ادا کیا اور باقاعدہ طور پر میدان میں اتر آئے۔

دارلکفر ربوہ کے ارد گرد کی بستیاں جن میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی وہ تو پہلے ہی اس شیطانی سازش سے بزدل آزماتے ہوئے علاقے میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو گئی اور اس آگ نے آہستہ

ای اثناء میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا وہاں کے غیور بلوچوں اور پٹھانوں نے ان کے متعلق اپنے رد عمل کا اظہار کیا۔ تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر کر دی اور وہ 1974ء کی کوئی تھی۔ لیکن بعد میں یہ تاریخ بھی بدل دی گئی اور 7 ستمبر 1974ء رکھ دی گئی۔ یہ مسئلہ 30 جون 1974ء کو دو قراردادوں کی شکل میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پیش کی جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

”آغustus 1974ء کی خاتمت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی یا مصلح تصور کرتا ہے ان کی حقیقت کا تعین کیا جائے۔“

دوسری قرارداد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ممبر قومی اسمبلی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان نے حزب اختلاف کے بائیس افراد کے دستخطوں سے پیش کی جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی۔ قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی نے بھی دستخط کئے۔ قرارداد کا متن قارئین کی نظر ہے۔

”ہر گاہ کہ یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہر گاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھی۔ نیز ہر گاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا۔ اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہر گاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت پر یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی راہنما کی صورت میں بھی گردانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہر گاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ کھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہر گاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو کہ مکہ معظمہ جیسے مقدس شہر میں مؤرخہ سولہ اور دس اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی۔ اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو اعلان کرنا ہے اور یہ کارروائی کرنی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا

آہستہ پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیا اور یہ آگ کوئی معمولی آگ نہ تھی بلکہ یہ آگ عشق مصلح صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ تھی جو پانی سے نہیں بجھائی جاتی۔

ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا بھٹو صاحب نے جب یہ بروقتی ہوئی آگ دیکھی تو 3 جون 1974ء کے نام ایک لمبی تقریر نشر کی اور بھٹو صاحب نے عوام کے جذبات اور حالات کی سنگینی کو جاننے اور اس کی جس سے پاکستان کے چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑ گئی،

جلے جلوس میں گرفتاریاں، پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ پولیس سیکورٹی انتظامیہ حرکت میں آگئی۔ شاید انہیں علم نہ تھا کہ گرفتاریاں تو شیخ رسالت کے پروانوں کا جھومر ہوتی ہیں۔ پورے ملک میں فورسز لاء اینڈ آرڈر کے بہانے جیلیں بھر رہی تھیں۔ اور وحشیانہ تشدد کر رہی تھیں۔ جب بھٹو صاحب دیکھا کہ حالات تو ہاتھ سے نکل رہے ہیں تو بھٹو صاحب نے وعدہ کیا کہ اس مسئلہ کا حل فوری طور پر دیا جائے گا اور جمہوری طرز سے طے کیا جائے گا۔ آخر کار یہ مسئلہ 30 جون 1974ء کو پاکستان کی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ قومی اسمبلی جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور پوری قوم کو منظور ہوگا۔

بہر حال حکومت نے کچھ وقت مانگا مل گیا دوسری طرف تحریک اپنے پورے جوہن پر جمی۔ رسالت کے پروانے بھی ایک جگہ پر اور ایک خیال لے کر اکٹھے ہونا شروع ہو گئے جس میں اہل علم کے علاوہ دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی جماعتوں کے افراد جن میں عوامی نیشنل پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار تحریک، جمعیت علمائے پاکستان، علماء اسلام، مفتی محمود گروپ، جماعت اسلامی شامل تھیں ان تمام جماعتوں نے یک جان ہو کر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔

اس مجلس عمل کے صدر دیوبندی عالم دین مولانا محمد یوسف بنوری منتخب ہوئے اور اس کے سیکرٹری مشہور بریلوی عالم دین حضرت مولانا محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے کرنا شروع کر دیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا شدید ہوا مسجدوں، محرابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت شروع ہوئی۔ جلوس نکلتے، تقریریں ہوتیں قادیانیوں کی فتنہ پرداز یوں سے پردہ اٹھایا جاتا اور مجلس عمل نے چند مطالبات بھی رکھے قارئین کی خدمت میں کرتے ہیں۔

- 1: قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔
- 2: قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔
- 3: ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

جائے تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام واضح کرے گی۔
خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

اس قرارداد میں مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔

مولانا مفتی محمود۔ مولانا شاہ احمد نورانی

مولانا سید محمد علی رضوی۔ چوہدری ظہور الٰہی

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری۔ پروفیسر غفور احمد

مولانا عبدالحق۔ سردار شیر باز خان مزاری

مولانا ظفر احمد انصاری۔ صاحبزادہ احمد رضا قصوری

مولانا ناصر اشہد۔ جناب عمر خان

سردار شوکت حیات خان۔ راء خورشید علی خان

جناب عبدالحجید جتوئی۔ جناب محمود اعظم فاروقی

سردار مولانا بخش سومرو۔ حاجی علی احمد تالپور

رکیس عطا محمد مری۔ مخدوم نور محمد

جناب غلام فاروقی۔

بعد میں مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔

نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی۔ جناب کرم بخش اعوان

مہر غلام حیدر۔ صاحبزادہ صفی اللہ

ملک جہانگیر خان۔ جناب اکبر خاں مہمند

حاجی صالح خاں۔ خواجہ جمال محمد گوریچہ

جناب غلام حسن خان دھاندلہ۔ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان

میاں محمد ابراہیم برق۔ صاحبزادہ نعمت اللہ شنواری

میجر جنرل جمال داد۔ جناب عبدالسبحان

جناب عبدالملک خان۔

قرارداد اسمبلی میں غور کرنے کے لئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی اجلاس میں

تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی

مولانا مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ اور جناب کوثر نیازی اہم افراد قرار کر رہے تھے۔

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے

لئے پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ اسی اثناء میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک

اجلاس میں پیش کیا گیا۔ جس میں مرزا ناصر الدین ربوہ گروپ نے اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر

الہ آباد نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ حکومت

نے ان کی اجازت دے دی۔

مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھنے کے

لئے وہ مرزا ناصر احمد نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا تو اسمبلی کے اس بند ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر

سے پھٹنے سے ایک پرندے کا پر جو غلطی سے بھرا ہوا تھا۔ سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر مرزا

ناصر احمد ایک دم چونک گیا اور گھبرا گیا اور کہا ”I m Disturabed“ سارے اراکین اسمبلی یہ

دیکھ کر ہلکے آکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر چھت سے اس

پر گرنے سے گری ہو۔

بہر حال مرزا ناصر احمد نے محضر نامہ پڑھا اور اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوالنامہ مرتب

کیا۔ علماء ملت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ سوالوں کی تعداد طویل تھی صرف 75 سوال تو

اس اسمبلی الازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے۔ اس

کے علاوہ اور سوالات کو پوچھنے کے لئے اپنے اپنے سوالات سیکرٹری کمیٹی تک پہنچانے کی اجازت دی

گئی اور ان سوالوں کو پوچھنے کی ذمہ داری انارنی جنرل پاکستان۔ جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔

اس کیلئے گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا مرزا کا صفائی

کرنے کے لئے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تک آکر کہہ دیتا کہ بس میں اب تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ

کمرے میں بیٹھا بیٹھا پچاس گلاس پانی کے پی گیا۔ حالانکہ اُس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس طرح

کمرے میں کھڑا کر کے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی اس طرح گیارہ دن تک مرزا ناصر احمد ہر روز

پچاس گلاس پانی پی جاتا تھا۔

میں اس جگہ مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رضوی کی خدمات کا ذکر کئے بغیر تشنہ

ہوں گا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رضوی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس

کی اور کمزوری اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ میں سنہری حروف سے

لکھنے کے قابل ہے۔ بقول مولانا نورانی صاحب کہ انہوں نے تین ماہ کے دوران تقریباً ہر علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا رات بھر دورے کرتے۔ تقریریں کرتے مسلمانوں کو اسلام سے روشناس کروایا اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور ان کے غلیظ عقائد کا پردہ چاک کیا۔

نورانی میاں سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرتے پورے ملک کے دورے بھی کرتے اور ہر اسلامی اور ہر کمیٹی کی صدارت بھی کرتے۔ بڑی مشکل سے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے آرام لے سکتے تھے۔ اسلام آباد میں اجلاسوں میں شرکت کے لئے مہینوں قیام کیا۔

5 ستمبر 1974ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا فضل الرحمن، جناب عبدالحفیظ پیرزادہ، جناب کوثر نیازی اور جناب مولانا بخش سومرو کی میٹنگ بمبھو صاحب کے ہوتی۔ اسی دن یعنی 5 ستمبر کو دو اور میٹنگیں ہوئیں۔ مگر مسئلہ طے نہیں ہوا۔ 6 ستمبر کو پھر میٹنگ ہوئی۔ دوسری طرف مجلس تحفظ ختم نبوت کا مسلسل راولپنڈی میں اجلاس ہو رہا تھا۔ تمام لوگوں کی نظریں ان کی طرف تھیں۔ پوری قوم لڑنے مرنے کے لئے تیار تھی۔ چھ ستمبر کا دن گذر گیا۔ آخر کار چھ ستمبر کو رات کو 12 بجے بمبھو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے اسمبلی کے اجلاس میں آئین کی فوری ترمیم منظور کی گئی۔ اس روز 7 بجے رات سینٹ نے اس کی توثیق دی۔ بمبھو صاحب نے کیسے مانا، کیا باتیں کیں، یہ ایک لمبی تفصیل ہے جس کی اجازت بھی نہیں ہے۔ تمام باتیں صیغہ راز میں ہیں۔ جب کبھی اجازت ہوگی تو ضبط تحریر میں لائیں گے۔

آخر کار اللہ کریم کا فضل ہوا اور پاکستان کی غیور قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کے خلاف قرارداد پاکستان میں اقلیت کے طور پر رہنے کی اجازت دی۔

آئین میں کیا ترمیم کی گئیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے رپورٹ تیار کر کے متفقہ طور پر اس کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔ اول دفعہ 106 (2) قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ (260) میں ایک نئی شق کے ذریعہ غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 ایف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

جائے۔ کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین میں مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1972ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترجیحات کی جائیں۔

(د) پاکستان کے تمام شہریوں، خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھے ہوں گے۔ ان کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں 7 ستمبر 1974ء کو 4:30 بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون منظور کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) 1974ء کہلائے گا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔ (3) آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم اسلامی جمہوری پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ اشخاص کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی:

آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مجاہدانہ کردار ادا کیا، جس پر پوری امت اسلامیہ کو فخر ہے۔ پھانسی کی سزا کے مستحق گردانے گئے، مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ عدالت کے ایک رکن نے پوچھا کہ: ”آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟“ تو آپ نے جواب دیا: ”سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لعنہ گیاں قربان کی جاسکتی ہیں!“

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ کو قائد تحریک ختم نبوت، نواب زادہ نصر اللہ خان کو مجلس عمل کا نائب صدر بنایا گیا۔

۱۹۸۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے شانہ بشانہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں، بڑی عظمتوں کے مالک تھے، خدا تعالیٰ آپ کو اعلیٰ عتبتین میں جگہ نصیب فرمائے۔

قادیانی معجزات

قادیانی جماعت میں معجزات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ بات بات پر قادیانی جماعت کے حق میں معجزات کے ظہور کا تذکرہ ہو جاتا ہے۔ فلاں آدمی کو نوکری مل گئی۔ دیکھو یہ قادیانی جماعت کی سچائی کی علامت ہے۔ فلاں آدمی کی لائٹری نکل آئی، قادیانی جماعت کا معجزہ ملاحظہ ہو؟ فلاں آدمی قتل ہو گیا، فلاں عمارت تعمیر ہو گئی، یہ ہے قادیانی جماعت کا معجزہ!!!

بندہ نے کیونکہ قادیانی جماعت میں چالیس (40) سال سے زائد عرصہ گزارا ہے اور ان کے قادیانی فیملی میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے میری سمجھ میں قادیانیت کی تعلیم و معجزات کا رس کھل کر آ رہا ہے۔ لیکن یہ سب قادیانی مریدوں کی زبانی قادیانیت کے معجزات کا تذکرہ ہے۔ آج اب جبکہ قادیانیت کا سارا اندرون دیکھنے کے بعد بھانگی ہوش و حواس قادیانیت کو اسلام قبول کر چکا ہوں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ان ”معجزات“ پر بات کر لی جائے کیونکہ قادیانی باہر سے ان معجزات کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا اور ایک قادیانی ان معجزات کی صحت پر شک نہیں کر سکتا اور نہ اس کا جینا حرام کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں سے اگر پوچھیں کہ قادیانیت کے معجزات کیا ہیں؟ تو ان میں لکھرام کا قتل، زوالہ اللہ علیہ السلام کی پھانسی، ضیاء الحق کا ساتھ شہادت اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نوبل انعام کی بات کریں گے۔ ان کے علاوہ چند افراد کے طاعون کا ذکر بھی کریں گے۔ آئیے ان پر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔

لیکھرام کا قتل:

پنڈت لکھرام آریوں کا ایک پنڈت تھا، اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سامنے رکھ کر اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے کیونکہ اسلام کے دفاع کے نعرہ کے ساتھ میں آیا تھا۔ لہذا اس سے مقابلہ کرنے والے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے بدزبانی سے روکا مگر نادرہ آخر اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی اور باقاعدہ ایک عرصہ مقرر کیا

اسے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی۔ واضح رہے کہ میری معلومات قادیانی جماعت کے نقطہ نظر سے ہیں دوسری طرف سے فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔

قادیانی جماعت کی کتابوں میں ذکر ہے بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ جب اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کے چھ سال گزر گئے اور چند دن باقی رہ گئے تو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی آخری دن بے چینی سے انتظار کر رہا تھا کہ کب لکھرام کے قتل کی خبر آتی ہے۔ آخر اس کی خبر آگئی کہ لکھرام قتل ہو گیا ہے اور قاتل تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ اس کے قتل کے بارے میں پہلے سے اشتہار دے رکھا تھا، لہذا ان پر قتل کا مقدمہ بنا مگر کچھ ہو نہ سکا۔

قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک خونخوار قسم کا آدمی لکھرام کے پاس مرید کے طور پر آیا اور تین دن تک اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر ایک دن موقع پا کر قتل کر کے بھاگ گیا۔ قادیانی جماعت کہتی ہے وہ ایک فرشتہ تھا جسے خدا نے بھیجا تھا، اس کا نہ ملنا ہی قادیانیت کے معجزے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ پر تھوڑا سا غور کرنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے قتل کا انتظار کرنے والا اور بے چینی سے انتظار کرنے والا ہی اس خونخوار قسم کے شخص کو بھیجنے والا تھا۔ کسی اور شک سے پہلے عرض کروں کہ اس دور میں ایسے معجزات کی بہتات ہے۔ ایک سال میں کئی درجن معجزے صرف پاکستان میں ہو رہے ہیں، بہت سی شخصیات ان معجزوں کی وقوع پذیری کے لئے سخت قسم کے انتظار میں مبتلا رہتی ہیں۔ آئے دن کے دھماکوں اور بوری بند قتل اور دن دیہاڑے قتل بہت سی شخصیات کے لئے معجزات ہوتے ہیں۔ وہ شخصیات نہ صرف انتظار کرتی ہیں بلکہ پوری طرح ”دوا“ بھی کرتی ہیں۔ اگر لکھرام کے قتل سے کسی کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور ایک آدمی کے لئے نبوت تک کی سچائی اس قتل سے ثابت ہوتی ہے تو اس طرح تو یورپ میں اور بہت سے ایسے نبی (نعوذ باللہ) بیٹھے ہوئے ہیں جن کے لئے پاکستان میں ہر روز ایک معجزہ ہو رہا ہے۔ معجزہ کے لئے کیا یہی ایک بڑی نشانی ہے حالانکہ قاتل پکڑا نہیں جاتا تو یہ اعلیٰ شان کے معجزے تو اب روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں صرف ان شخصیات کو ان معجزات کا ادراک نہیں درندہ فوراً ان کو ”کیش“ کر دیتے ہیں۔

شہزادہ عبداللطیف قادیانی:

اگر کوئی قادیانی جماعت کو چھوڑ جائے اور اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو قادیانی جماعت میں بر ملا تذکرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے قادیانی جماعت چھوڑی تو اسے یہ نقصان ہو گیا۔ اسے فلاں مالی یا جانی نقصان ہوا اور اگر کوئی نیا قادیانی ہوا اور اس کے تمام رشتے دار اس سے ناراض ہو جائیں، اس کے

مکان کو تباہ کر دیں۔ اس کے والدین اسے جانیداد سے عاق کر دیں۔ اس سے سب کچھ چھین کر نکال دیں تو اسے قادیانی جماعت میں کہا جاتا ہے کہ یہ آزمائش ہے، ابتلا ہے۔ ایسی قربانیاں تو ملی ہیں اور اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد فوت ہو جائے تو یہ قادیانیت کے سنہری مہمان سے ہوگا مگر اتفاق کی بات ہے کہ ابھی تک ایسے معجزات قادیانی جماعت کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ قادیانیت کو چھوڑنے والوں کو خاص دیر تک زندہ رکھتا ہے تاکہ ان کی موت پر قادیانی

”مذہب“ نہ چمکاسکیں۔

عبداللطیف قادیانی افغانستان کے بادشاہ کے قریبی افراد میں سے تھا، وہ ہندوستان آکر غلام احمد قادیانی کے بارے میں سنا، قادیان چلا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر کے قادیانی ہو گیا۔ وہ جب افغانستان گیا تو ان کے حلقہ احباب میں پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔ یہ بات بادشاہ کو پہنچی، اس نے مفتی کے پاس کیس بھیجا تو انہوں نے واجب القتل (سنگسار) قرار دے دیا۔ احباب نے اس کو قادیانیت چھوڑنے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ اس سزا پر عمل کرتے ہوئے اسے کھلمے میدان میں کر تک زمین میں گاڑا گیا اور پھر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی اور پتھر مار مار کر مار دیا گیا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی پتہ چلتا ہے کہ پتھروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ عبداللطیف قادیانی نظر نہ آتا تھا پھر پہرہ لگ گیا کہ کوئی اس کی لاش نہ لے جاسکے۔ چند دن بعد رات کے اندھیرے میں کسی مرید نے اس کی لاش نکال کر کسی نامعلوم جگہ پر دفن کی مگر بعد میں وہاں سے کسی نے لاش کا عائب کر دی۔

اب ذرا غور کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو پہلے باعزت زندگی گزار رہا تھا، صوم و صلوات پابند، نیک، متقی، پرہیزگار شخص تھا (یہ اوصاف خود قادیانی بتاتے ہیں) جب وہ قادیانیت قبول کرتا ہے اسے سرعام پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جاتا ہے نہ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے اور وہ بے گور و کفن پڑا ہے۔ یہ قادیانیت قبول کرنے پر خدا کی طرف سے سخت ترین سزا نہیں تھی؟ اگر ایک آدمی قادیانیت کو پھار کر اس انجام کو پہنچتا پھر کیا یہ سزا نہ ہوتی؟ مگر قادیانی اسے ”شہید“ کا لقب دے کر فخر سے بتاتے ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جو چاہے آپ کا حسن معجزہ ساز کرے

کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے افغانستان کی سرزمین کے لئے بددعا کی اور حکمرانوں کے لئے بہت کچھ کہا۔ کیا عبداللطیف قادیانی کی موت یا مرزا غلام احمد قادیانی کی دعائیں یا بددعائیں لائیں؟ کیا افغانستان میں قادیانیت تیزی سے پھیلی اور وہاں قادیانیت تناور درخت کی طرح

بلکہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ عبداللطیف قادیانی کے اس افسوس ناک انجام کا تذکرہ اس لئے کر دیا گیا ہے کیونکہ آگے اسی قسم کے ”معجزات“ کا ذکر ہوگا یہ ان کے لئے تریاق کا کام دے گا۔

ذوالفقار علی بھٹو:

1970ء کے عام الیکشن میں قادیانی جماعت نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔ قادیانی لیون پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ سرگرمی سے الیکشن میں مصروف رہے۔ پیپلز پارٹی کو کامیابی ملی، ذوالفقار علی بھٹو صدر و وزیراعظم بن گئے۔ 1974ء میں (سابقہ ربوہ) چناب نگر کے ریلوے سٹیشن پر نیشنل میڈیکل کالج مٹان کے طلباء کے ساتھ ایک جھگڑے پر چلنے والی تحریک، تحریک ختمِ کلمت کے طور پر سامنے آئی اور معاملہ تحقیقات تک پہنچا اس وقت کی قومی اسمبلی سے متفقہ مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے۔ لہذا وہ ان کے خلاف کچھ نہ کرنا چاہتے تھے، معاملہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا تو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو طلب کیا گیا۔ 11 دن تک ان سے قادیانی جماعت کے بارے میں پوچھا جاتا رہا۔ قادیانی جماعت نے تفصیل سے اپنا موقف بیان کیا مگر انداز بیان ایسا تھا کہ تمام ممبران کو اپنا مخالف کر لیا۔ قومی اسمبلی کی کارروائی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا ناصر نے اپنے انداز بیان سے ممبران کو قاتل کرنے کے بجائے ان کو خلاف کر کے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ خلاف فیصلہ دیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ذوالفقار علی بھٹو اس فیصلہ کو ماننے کے پابند تھے۔ لہذا یہ فیصلہ ہو گیا۔

اب ظاہر ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کا براہِ راست اس فیصلہ میں عمل نہ تھا بلکہ اس فیصلہ تک لانے میں اہم کردار مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اسلام نے ادا کیا۔ قادیانیوں کو جانی و مالی نقصان ہوا تو وہ بھی علماء اسلام نے مسلمانوں میں غیرت ایمانی کو اجاگر کیا تو ردِ عمل کے طور پر یہ نقصان سامنے آیا جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا تو 1977ء کے جلسہ سالانہ (ربوہ) چناب نگر پر قادیانی شاعر ثاقب زیروی نے ”انجام“ کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں فرعون اور ہامان کے انجام کا تذکرہ کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی اسی لائن پر کھڑا کر دیا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کو چھائی کی سزا دی گئی تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام دریافت کر لیا کہ لکھا ہے۔ ”کلبِ موت علی کلب“ کہ ایک کتا ہے، وہ کتے کی موت مرے گا یعنی کتے کے جتنے اعداد بنتے ہیں اس کے مطابق تفصیل یہ بتائی گئی کہ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں یہ پیش گوئی ہے کہ اس کی عمر 52 سال ہو گئی

ہے اور اعداد کا مجموعہ بھی 52 بنتا ہے۔ لہذا اب یہ نہیں بچے گا۔ (حالانکہ لاہوری گروپ کے نزدیک اس لفظ کتنے کا مصداق مرزا محمود تھا کہ وہ خلافت کے 52 سال میں مر گیا)

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوا یا وہ تو بیخ گئے اور جس کی نیت تھی اور نہ ہی براہ راست کردار ادا کیا تھا، وہ پھنس گیا۔ کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو اصل مجرم نظر نہیں آتا اور یہ اوپر تھا اسے رگڑ دیا گیا پھر اگر اس طرح کا انجام (پھانسی) ذلت ناک ہے اور یہ کوئی مجرم نہیں ایک بار عبداللطیف قادیانی کے انجام کو پڑھیں، وہ بھی تو کسی جماعت کے لئے مجرم بن گیا ہوگا۔

مزید سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر خدا نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مجرم کو سزا دی تو جو جرم اس نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے قادیانیوں کو تکلیف ہوئی، وہ بھی تو ختم کرتا۔ قانون ختم ہو جائے اسبلی کے ارکان معافی مانگتے، جنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، وہ سزا پاتے اور قادیانی ایک بار پہلے سے بہتر شان سے فیلڈ میں آجاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہذا بھٹو کی موت کو کسی اور کے لئے ہی دیا دے دیں، قادیانیوں کو اسے اپنی طرف کھینچ کر کش نہیں کروانا چاہئے۔

پھر خدا کی طرف سے کیسی سزا ہے کہ پاکستان کے 4/3 کروڑ عوام اسے شہید سمجھتے ہیں اس لئے قرآن خوانی کرتے ہیں، اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اتنے دل تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے نہیں دھڑکتے جتنے بھٹو کے لئے دھڑکتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام قسم کا ایک سیاسی لیڈر تھا، کوئی مذہبی روحانی شخص نہ تھا۔

جنرل ضیاء الحق:

1974ء کے بعد قادیانیوں کا معاشرے میں جینا دو بھر ہو گیا، قادیانی چوری چھپے نوکری کرتے، اس خوف میں مبتلا رہتے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ میں قادیانی ہوں۔ سفر کے دوران، کھیل کے دوران، تعلیم کے دوران اور شاپنگ کے دوران قادیانی بے حد محتاط رہنے لگے، کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ میں قادیانی ہوں۔ بھٹو کی وفات کے بعد قادیانی ایک بار پھر شیر ہو گئے مگر ابھی پوری طرح شیر نہیں ہوئے تھے کہ ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف ”گھنگھوڑا“ دے مارا۔ 1983ء سے قادیانیوں کے خلاف ایک بار پھر تحریک زور پکڑنے لگی اور اب قادیانیوں پر مزید پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ لگا۔ چنانچہ اپریل 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرز پر اذان دینے سے روک دیا۔ اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ کہنے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ظاہر کرنے پر بھی پابندی لگا دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کے لئے ”امیر المؤمنین“ کے الفاظ مرزا غلام

قادیانی کی بیگمات کے لئے ”ام المؤمنین“ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کے لئے ”صحابی“ کے الفاظ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

اب قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔ مرزا طاہر قادیانی سربراہ مئی 1984ء میں انگلینڈ بھاگ گیا اس سے خطبات کے ذریعے قادیانیوں کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کرنے لگا اور ساتھ ساتھ انکسارات اور اشارات کا تذکرہ ملتا رہا اور قادیانی جماعت کو حوصلہ دیا جاتا رہا کہ ابھی جماعت کے حق میں لڑا ہوگا اور ابھی یہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ 1987ء کے شروع میں علماء اسلام کو پکارتے ہوئے مہابلہ کر دیا مگر کئی مہینے اور سال گزرنے کے باوجود کسی عالم کو کچھ نہ ہوا۔ 1988ء اگست کے مہینہ میں مہابلہ الحق ایک حادثے میں شہید ہو گئے۔ قادیانی جماعت کی طرف سے سخت قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا، مہابلہ بلند ہوئے کہ مہابلہ ہو گیا اور جنرل ضیاء الحق انجام کو پہنچا، اسے بہت بڑا مجرم قرار دیا گیا۔

اب ذرا اس بات پر غور کیا جائے کہ ضیاء الحق اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ کرنے کی وجہ سے خدا کی پکڑ کے نیچے آئے تو باقی 31 افراد کا کیا قصور تھا؟ مرزا طاہر قادیانی نے اس بارے میں موقف لیا کہ کافر فرعون کے ساتھ بھی کئی ہلاک ہوئے۔ حالانکہ یہ 31 افراد ضیاء الحق کے ساتھی نہ تھے، چند کے علاوہ باقی اپنی اپنی ذیوٹی ادا کر رہے تھے۔ کوئی پائلٹ تھا تو کوئی ٹیکنیشن۔ یہ سب افراد ضیاء الحق کے ساتھ مل کر قادیانیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے جس طرح فرعون کے ساتھی اس کے ساتھ مل کر حملہ موسیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تھے۔

کیا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے علیحدہ ہلاک کرتا؟ پھر جنرل ضیاء الحق کی گرفت کے تحت لے لے کر آرڈیننس ختم ہو گیا اور قادیانیوں کی دادرسی ہو گئی؟ ہوتا تو یوں ہے کہ کسی نے کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہوتی ہے، کوئی نقصان کیا ہوتا ہے یا کسی کو جیس بے جا میں رکھا ہوتا ہے تو عدالت مجرم اور سزا سناتی ہے بلکہ متاثرہ فریق کے نقصان کی تلافی بھی کی جاتی ہے۔ انوشادگان کو بازیاں لگایا جاتا ہے یا مالی نقصان پورا کرنے کے احکامات صادر ہوتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام کسی کو اس نے انصاف کرتے ہوئے متاثرہ فریق کی دادرسی نہیں کی یا تو خدا نے غلط فیصلہ دیا (نعوذ باللہ) پھر اس فیصلے کا قادیانیوں کے ساتھ تعلق نہیں (یہی ممکن ہے) اس واقعہ کا دوسرا پہلو بھی غور طلب ہے۔ 17 اگست 1988ء سے قبل کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں، پاکستان میں جگہ جگہ جنرل ضیاء الحق کے خلاف جلوس کھل رہے تھے اس کی پالیسیوں پر تنقید ہو رہی تھی بلکہ ایک جلوس کا میں خود بینی شاہد ہوں کہ جنرل ضیاء الحق کے خلاف سخت نفرت تھی۔ پیپلز پارٹی تو پہلے ہی خلاف تھی، مسلم لیگ کی حکومت تو ذکر کرنا جان جو نجی حکومت) اسے بھی اپنے خلاف کر لیا تھا اور علماء کے شریعت بل کو روک کر انہیں بھی

اپنے خلاف کر رکھا تھا مگر جوں ہی اس کے ساتھ حادثہ پیش آیا، دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے دل بدل گئے۔ ہمدردی بھر گئی، لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اسکے جنازہ میں اس کثرت کے ساتھ شامل ہوئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور لوگوں کے اس کے حق میں جذبات دیکھنے اور سنانے والے جنرل ضیاء الحق اپنی ڈیوٹی کے دوران وردی میں فوت ہو کر شہید ہو گیا، قادیانی اس سے انکار نہیں کرتا مگر اس کا کیا کریں کہ جو لوگ ایک دن قبل اس کے سخت خلاف تھے، وہ فوراً ہی اس کے حق میں چل گئے۔ یہ محفل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو اس طرف پھیر دیا، اس کا حوالہ ان کے احاطہ میں بنا دیا۔ آج اس واقعہ کو 20 سال ہو چکے ہیں مگر ہر سال اس کی برسی میں ان لوگوں کو مندرجات ہیں۔ یہ عقیدت مند کون ہیں؟ پھر سارا سال اس کے مزار پر ہر روز اور ہر وقت دعا کرتے ہیں۔ اس کے مزار پر جا رہے ہوتے ہیں، اس کا مزار راستے میں نہیں مگر پھر بھی لوگ اس جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی اور سربراہ ایسا گزرا ہو جسے اتنی عقیدت ملی ہو۔

اگر تو یہ قادیانیوں کی طرف سے ایک سزا اور انجام ہے تو ایسا انجام تو ہر مسلمان ملوث ہو کر لے گا جس سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں نفرت کے بجائے ہمدردی اور محبت پائی جائے۔ قادیانی تو جس خدا کو پیش کرتے ہیں، اس کی بڑی تعریفیں کرتے تھے کہ ہر مشکل کام کا حل مل سکتا ہے مگر تجربات نے ثابت کیا کہ قادیانیوں کا خدا مسلمانوں کے خدا کے مقابلے میں بیکار اور بے اثر ہے۔ ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں نے ایک خدا کو ساری طاقت کا سرچشمہ سمجھا ہے قادیانیوں کے سینکڑوں خدا ہیں اس طرح طاقت تقسیم ہو گئی ہوگی۔ (قادیانی جماعت کے عقیدے میں تذکرہ اگلے کسی مضمون میں) بھٹو کی موت پیپلز پارٹی کے مخالفین کے لئے معجزہ تھی تو جنرل ضیاء کی موت پیپلز پارٹی کے لئے قادیانی خواجواہ اپنا ”لج تلنے“ کی کوشش کرتے ہیں۔

علماء اسلام:

اگر قادیانیوں کے خلاف کام کرنے یا مخالفت کرنے پر کسی کو سزا ہو سکتی تھی تو آج تک اسلام عہد تک اسلام عہد تک انجام کا شکار ہو چکے ہوتے کیونکہ سینکڑوں علماء کی کوششوں سے قادیانی اتنا کمزور نہیں رہا کہ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ ان کے خلاف اتنا لڑ بچر تیار ہو چکا ہے جس کا عشر نہیں نہیں کر سکتے۔ عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے خلاف اتنا کچھ بھردیا گیا کہ اب قادیانیوں کے بارے میں کسی بھی اچھے تاثر کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ 1974ء سے 2000ء تک مسلسل قادیانیوں کے خلاف نیچے جا رہا ہے اور وہ اس اسٹیج تک پہنچ چکا ہے کہ اوپر اٹھ ہی نہیں سکتا۔ 1974ء کے

دہلا پچھ جواب 33 سال کے قریب ہے اور اپنی تعلیم بھی مکمل کر چکا ہے۔ گویا عاقل، بالغ ہو چکا ہے۔ اب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر ہی جانا ہے، وہ کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔ ایک اسی عمر کا ایک قادیانی نوجوان بھی خود کو مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہی کہے گا۔ مذکورہ بالا کئی سوعلماء اسلام کی کارگزاری اگر خدا کو ناپسند تھی تو انہیں اس دنیا میں عبرت کا نشان بنانا، اگر ایک سو میں سے کوئی حادثے میں وفات پا جاتا ہے تو کیا ہوا؟ مرزا محمود قادیانی پر بھی تو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور آخر دم تک اس زخم سے پریشان رہا بلکہ اس حملے کے اثرات کے نتیجے میں آخری دور قادیانی کی حد تک جا پہنچا۔ قادیانی جماعت کے کتنے ”قادیانی“ دن دیہاڑے قتل ہو گئے، کتنے حادثوں کا شکار ہوئے قادیانیوں کو توبہ کرنی چاہئے۔ (مگر نہیں کریں گے)۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا نوبل انعام:

قادیانی جماعت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کا مشہور اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان سمجھتا ہے ان کے بقول ان کی سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ ان کی وجہ سے پاکستان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا اور قادیانی جماعت نے بھی اپنا قد اٹھانے کی کوشش کی۔ 1979ء میں ان کو نوبل انعام ملا تو فوراً بعد قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک قول کو دریافت کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ ”میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔“

قادیانی جماعت کے لئے تو یہ خوشی کی بات تھی کہ ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو نوبل انعام ملا ہے مگر اس کو اس حد تک لے جانا کہ یہ قادیانیت کی سچائی کی ایک علامت یا ثبوت ہے۔ یہ معجزہ خیر بات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس انعام کے بعد مرزا نا صر نے جلسہ سالانہ میں انعام کو بہت اہمیت دینا شروع کر دی اور جذبات میں آ کر کہا تھا کہ ”ہمیں آئندہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام جیسے سائنس دان چاہئیں“ اور پھر اس کے بعد طلباء میں علمی جوش بھرا جانے لگا۔ یونیورسٹی اور کالجوں سے طلباء لینے والوں میں حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیئے جانے لگے۔ مزید یہ کہ ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانے اور دماغی طاقت کو بڑھانے کے لئے سویا مین کو ریکمڈ کیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر امور کے خطبات میں سویا مین کے فوائد پر تفصیلی لیکچر دیئے گئے اور قادیانی جماعت کے افراد پر زور دیا گیا کہ اس کا تیل اور دیگر پروڈکٹ استعمال کریں۔ مرکزی سطح پر تحریر و تقریر کے ذریعہ سویا مین کے حق میں کام چلائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ 1982ء میں بیرون ملک سے سویا مین آئل کے کپسول منگوائے گئے

اور طلباء میں 5 روپے 10 روپے فی کپسول فروخت کئے گئے اگر سویا بین فائدہ مند تھی یا نہیں اس پر ختم کیوں کر دیا گیا اب کبھی اس بارے میں تبلیغ نہیں کی جاتی اب تو عام استعمال کے لئے سوائی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود قادیانی سربراہ مرزا خواہش کہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام کی سطح کے سائنس دان چاہئیں۔ بالکل پوری نہ ہوئی ایک فیصد بھی پوری نہ ہوئی بلکہ آج 28 سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود قادیانیوں میں سائنس دان اس سطح کا پیدا نہ ہو سکا۔

قادیانی جماعت نے یہ تاثر دیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو قادیانیت کی وجہ سے ترقی ملی ہے۔ ان کوئی پوچھے کہ آج تک جو ڈیڑھ دوسو دیگر عالمی سائنس دانوں کو یہ انعام مل چکا ہے، کیا وہ بھی قادیانی کی وجہ سے ملا ہے؟ یا قادیانیت کی مخالفت کی وجہ سے؟ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ قادیانی جماعت کے اس فارمولے کے مطابق جس مذہبی جماعت کے نوبل انعام یافتگان کی تعداد زیادہ ہوگی وہ سچی ہوگی۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی اس کامیابی کو خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچ کر اسے تنازعہ بنا دیا اور تصدیق مظاہرہ کر کے عوام کی اکثریت کو ان کے خلاف کر دیا حالانکہ اگر وہ ایک قومی ہیرو تھے تو قادیانی جماعت نے انہیں زیر و کر دیا۔

طاعون اور قادیانی جماعت:

1900ء کے لگ بھگ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ ملک میں خصوصاً پنجاب میں طاعون پھونکنے والی ہے اور اس سے بہت تباہی آئے گی مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے اور ہمارے معجزہ کی حیثیت رکھے گی کہ باقی لوگ مریں گے مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے۔

طاعون نے کئی سال لگا کر پورے ہندوستان میں تباہی مچائی اس کی پلٹ میں قادیانی آئے اس پر یہ کیونکہ بہت پرانی بات ہے اس کا ریکارڈ کتابوں اور اخبارات میں تو ہو گا مگر اس وقت میں وہ بات چاہتا ہوں جو شاید اخبارات اور کتابوں میں نہ ہو مگر یہ ہمارے اپنے گاؤں محمود آباد جہلم کے متعلق ہے۔

1980ء میں محمود آباد کی تاریخ لکھنے کے لئے اس وقت کے موجود بزرگوں سے معلوم اکٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ 1900ء تا 1942ء تقریباً ہر سال ان علاقوں میں طاعون نے تباہی مچائی جبکہ 1918ء اور 1924ء میں اس کی شدت زیادہ تھی۔ 1918ء اور 1924ء کے حالات کے بارے میں بتایا گیا کہ محمود آباد کے لوگ گھروں سے باہر نکل کر زمینوں میں کمپ (جھونپڑیاں) بن کر رہنے لگے۔ 1918ء اور 1924ء میں تقریباً 35 افراد اس طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ اللہ عز وجل کے نائب معلق ہیں۔ تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر رہے ہیں چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پورا والا کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کو محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام ملک کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السموات والارض حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست میں دے دی گئی ہیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

عقیدہ۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا، روز میثاق تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔ حضور نبی الانبیاء ہیں اور انہی حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور کی نیابت میں کام کیا۔ اللہ عز وجل نے اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا یا بمعنی ہرگز حضور تشریف (بہار شریعت)

فتنہ قادیانیت کے بارے میں نامور شخصیات کے تاثرات

جس طرح سانپ کا زہر پلا ہوتا ایک مسلمہ امر ہے۔

جس طرح بھیڑیے کا عالم اور خنخوار ہونا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

جس طرح لومڑی کا مکار ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

جس طرح گیدڑ کا بزدل ہونا ایک طے شدہ بات ہے۔

جس طرح خنزیر کا ناپاک اور غلیظ ہونا ایک اٹل اصول ہے۔

اسی طرح انسانیت کے لئے قادیانیت کا وجود ایک زہر، ایک غلاظت اور ایک ناسور ہے۔
مخبر صادق جناب محمد عربیؑ نے اپنی امت کو اپنی حیات ظاہری میں فتنہ انکار ختم نبوت سے آگاہ کیا تھا۔ یقیناً مرزا قادیانی انہی تیس دجالوں اور کذابوں میں سے ایک ہے، جن کا ذکر احادیث و روایات میں آیا ہے۔۔۔ اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ کے اعلان ختم نبوت کے بعد کسی بھی مدعی کو قبول نہ کیا جھوٹا ہونے کے لئے کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کی شہادتیں ہی کافی ہیں۔ لیکن قادیانی بازی گر قرآن و حدیث کی روح کو قطع و بیکار کر کے قادیانی کی نبوت کا جواز مہیا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف گوشوں کے سرگرم کارکنوں کی قادیانیت کے حق میں آراء پیش کرتے ہیں۔ یہ آراء یا تو ان قادیانی چکمہ بازوں کا طبعی راز ہے اور یا ان افراد کے بیانات کو توڑ مروڑ کر اور انہیں جھوٹ کا خوشنما لباس پہنا کر عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ تاکہ قادیانیت کے زہر کو عوام کے قلوب میں اتارا جاسکے۔ ہم نے اس خطرناک قادیانی دندان چمن جواب دینے کے لئے زندگی کے مختلف طبقات کے اہم افراد کی آراء کو اکٹھا کیا ہے۔ تاکہ یہ بات پہنچ سکے کہ ان سرکردہ افراد نے قادیانیت کو کیا جانا ہے۔ کیا بچانا ہے۔ اور پھر

ہر لفظ کی زبان دی ہے۔ یہ مضمون ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں مسلمان عوام اور قادیانیت کی حقارت میں چھپنے ہوئے قادیانی، قادیانیت کا ”رخ سیاہ“ دیکھ سکیں گے اور قادیانی بردہ فروشوں سے ان کی حفاظت کا سامان کر سکیں گے۔ انشاء اللہ

ایم۔ ایم عالم (ریٹائرڈ ایئر کموڈور):

”قادیانیوں نے ہمیشہ غداری کی ہے۔ یہ لوگ ملک اور قوم دونوں کے دشمن ہیں۔ میرے متعلق

ان لوگوں نے افواہ اڑائی ہے کہ نعوذ باللہ میں قادیانی ہوں۔ میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔“

(فتنہ روزہ ”لولاک“، فیصل آباد، جلد نمبر 23، شمارہ 28 مارچ 1988ء)

اسماعیل قریشی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ):

”قادیانیوں کو جلسے کی اجازت دینا آئین اور قوانین کے منافی ہے۔ قادیانیوں کی صد

سال تقریبات تمام مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا سبب بنے گی۔“

(روزنامہ ”جنگ“ لاہور، 20 مئی 1991ء)

اشتیاق احمد (نامور ناول نویس):

”مرزا غلام احمد قادیانی عیار ترین شخص تھا، جو تمام عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔“

(”مرزا غلام احمد قادیانی“ از اشتیاق احمد)

قادر ک غازی مصطفی کمال پاشا:

”میرے دوستو! اگر کوئی موقع آیا تو تم دیکھو گے کہ تحفظ ناموس اسلام کی راہ میں، میں سر

کٹانے کے لئے مجاہدین کی صف اول میں شامل ہوں گا۔ تمہیں اجازت ہے کہ تم فرقہ ضالہ

قادیانیہ کے استیصال کے لئے ہر ممکن اور جائز ذریعے اختیار کرو۔ میں تمہیں کامیابی کی نوید

دیتا ہوں۔ ”وكان حقا علينا نصر المؤمنين“ (القرآن)

(مرزا نیت عدالت کے کٹہرے میں ”از جانب مرزا، صفحہ 245)

احمد سعید اعوان (سابق وفاقی وزیر مملکت):

”مرزائی کافر ہیں اور ملک کے خدا ہیں۔ ان کی سرگرمیاں سخت مشکوک ہیں۔“

(فتنہ روزہ ”لولاک“ جنوری 1976ء)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ:

”علاوہ ازیں مرزائی حضور علیہ السلام کے مدارج کو مرزا قادیانی کے لئے مان کر شرک کے مرتکب ہوئے۔ جس طرح خداوند کریم کا شریک کوئی نہیں، اسی طرح محمد مرزا کا شریک بھی کوئی نہیں۔“ (ایمان پروردگار)

پروفیسر غفور احمد:

”بلاشبہ دستور کی حد تک قادیانی مسئلہ تسلی بخش طور پر حل ہو گیا ہے۔ لیکن انتظامی لحاظ سے یہ مسئلہ پوری سنگینی کے ساتھ بدستور موجود ہے۔ قادیانی ملک کی کلیدی اساسیوں اور ساز اداروں پر قابض ہیں اور ربوہ ابھی تک ان کی تحویل میں ہے۔ جب تک ان کو کوئی ان کے مناصب سے الگ نہیں کیا جاتا اور ربوہ میں عام مسلمانوں کو رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی، یہ مسئلہ موجود رہے گا اور کسی وقت بھی امن عامہ کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔“ (ہفت روزہ ”ایشیا“ لاہور۔ 20 اکتوبر 1974ء)

پروفیسر خورشید احمد:

”قادیانیت کے متعلق میرا ہمیشہ سے خیال ہے کہ اسے شعوری طور پر وہی قبول کر سکا جو یا تو اچھا خاصا باغی ہو یا پھر اسے کوئی مفاد اس طرف لے جائے۔“

(ماہنامہ ”اردو ڈائجسٹ“ دسمبر 1972ء)

پروفیسر قاری مغیث الدین شیخ (شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی لاہور):

”ملت اسلامیہ سے جھک دیئے جانے کے باوجود قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جو غلیظ عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام کا لیبل چپکائے رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ عالمی صیہونی تحریک کا آلہ کار، یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل نوازیہ گروہ دراصل اپنے ملکی آقاؤں کے مخصوص مقاصد و مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے مسلمانوں سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا۔“

(ہفت روزہ ”لولاک“ 14 اگست 1980ء)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری:

”مرزائی مار آستین ہیں۔ جو دن رات وطن عزیز کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ نظام اسلامی کے راستے میں انہوں نے جس طرح رکاوٹیں پیدا کیں، ان سے ہم سب باخبر ہیں۔ اس فتنہ کے تدارک کی ذمہ داری ہم پر دوسروں سے زیادہ عاید ہوتی ہے۔ ہم نے اگر اس میں کوتاہی کی تو یاد رکھئے آئندہ نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔“

(ماہنامہ ”فضائے حرم“ دسمبر 1974ء)

جنرل محمد ضیاء الحق:

”قادیانیت کا وجود عالم اسلام کے لئے سرطان کی حیثیت رکھتا ہے اور حکومت پاکستان مختلف اقدامات کے ذریعے اس بات کو یقینی بناتا رہی ہے کہ اس سرطان کا خاتمہ کیا جائے۔ عربی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا اور دنیا کو اس کے فریب سے آگاہ کیا۔ ختم نبوت کا عقیدہ صرف ملت اسلامیہ کے ایمان کا بنیادی نکتہ ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین اور رحمت کی تکمیل کا عالمی پیغام ہے۔“

(روزنامہ ”مشرق“ کوئٹہ، 10 اگست 1995ء)

جسٹس ملک غلام علی:

”قادیانیت ایک بارودی سرنگ ہے۔ جسے اسلام دشمن طاقتوں نے بڑی ہنرمندی کے ساتھ اس کی دیواروں کے نیچے بچھا رکھا ہے۔“

(”ترجمان القرآن“ لاہور، جولائی 1974ء)

جنرل فضل حق (سابق گورنر سرحد):

”صدر پاکستان (جنرل ضیاء الحق) نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس جاری کر کے ایک اہمات مندانہ اقدام اٹھایا ہے اور اسی طرح انہوں نے مسلم لیگ کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کی ہے۔ اگرچہ قادیانیوں کو گزشتہ دور حکومت میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا لیکن اگر قانونی ضروریات پوری نہ ہونے کی وجہ سے یہ ابھی تک نامکمل تھا۔ قادیانیوں کو اگرچہ اس سال قبل غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک اسلامی روایات اور اداروں کو غلط طور پر استعمال کر رہے تھے اور خود کو مسلمانوں کے روپ میں ظاہر کرتے تھے۔ لیکن اب یہ چور

دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ 8 مئی 1984ء)

چوہدری محمد اسماعیل ایڈووکیٹ (چیرمین انٹرنیشنل اسلامک ٹریبونل):

”یہودیوں کی طرح مرزا کی بھی ایک منظم پارٹی ہے۔ جس کے سیاسی اور معاشی مفادات اکٹھے ہیں۔“ (ہفت روزہ ”الاولک“ جلد 22، شمارہ 40، 27 دسمبر 1985ء)

چوہدری غلام جیلانی:

”وہ اب تک اپنے مردے پاکستان میں اٹھائے کرنا پسند کر رہے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ اکھنڈ بھارت پھر بن جائے اور ان کے وارے نیارے ہو جائیں، لیکن انشاء اللہ روز بد کبھی نہیں آئے گا۔ (انشاء اللہ) قادیانی ایمان و اسلام سے تو محروم ہو چکے اور آخرت برباد کر چکے ہیں اور اب دنیا میں بھی ذلیل و خوار رہیں گے۔“

(ہفت روزہ ”ایشیا“ 30 جون 1970ء)

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ:

حجاز کے مبارک سفر مکہ کرمہ میں حاجی امداد اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی جو ایک صاحب کشف انسان تھے۔ جب ان کو میری آزاد اور بے باک طبیعت کا علم ہوا تو شدید اصرار اور تاکید سے فرمایا کہ چونکہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ ظاہر ہونے والا ہے، لہذا تم وطن واپس چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم خاموش بھی رہو گے تو بھی یہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا اور اس طرح ملک میں آرام رہے گا۔ چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی صاحب کے اس کشف کو مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں۔“

آنحضرت ﷺ نے بھی خواب میں مجھے حکم دیا کہ یہ مرزا قادیانی غلط تاویل کی قہقی میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تو خاموش ہے۔“

(”ملفوظات طیبہ“ صفحہ 126-127)

حضرت میاں شیر محمد رحمہ اللہ صاحب شرق پور شریف:

”حضرت مولانا میاں شیر محمد رحمہ اللہ صاحب شرق پوری نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور دیکھا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤ لے کتے کی ہے اور باؤ لے پن کا اس پر دورہ پڑا اور

ہے۔ اس کا منہ دم کی طرف ہے، بھونک رہا ہے اور گول چکر کاٹ رہا ہے، منہ سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ اس کشف کا فقیر نے ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا، فوراً تڑپ اٹھے۔ فرمایا خدا گواہ ہے۔ واقعہ یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ مرزا کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے۔“ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت)

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ:

”جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے تو وہ کافر ہے، مرتد ہے اور مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرتا، جس کی نظیر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔ مرزائیوں کا سوشل ایٹکٹ بالکل جائز ہے۔ ان کے ساتھ ہر قسم کا میل جول ختم کر دیا جائے۔“

(ماہنامہ ”فضائے حرم“ دسمبر 1974ء)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ:

”مرزائیت کے نزدیک جہاد شرعاً حرام ہے۔ ادبیات مرزائیہ جہاد کے احساس کے لئے جاہ کن ہے۔ مرزائیت الہامات ربانی کی بنا پر اکھنڈ ہند کی خواہاں ہے۔ اس کے نزدیک پاکستان کا قیام عارضی ہے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد)

حفیظ جالندھری رحمہ اللہ (خالق قومی ترانہ):

مرزائے قادیان اور ان کے ایجنٹوں کی تحریریں، تقریریں اور تبلیغی تذویت ہیں۔ ان تذویروں کا مقصد دنیائے اسلام پر ”یہود“ کی حکومت قائم کرنا ہے۔

(”قادیانی امت“ از محمد شفیع جوش)

حمید نظامی:

”غیر ممالک میں پاکستان کے ”سفارت خانے“ تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔“ (ماہنامہ ”صوت الاسلام“ ستمبر، اکتوبر 1985ء)

خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ:

”مرزا قادیانی کافر ہے۔ قادیانی فرقہ ناری اور جہنمی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“

(”نوائے فریدیہ“ صفحہ 13، مضمون خواجہ غلام فرید، ضیائے حرم دسمبر 1974ء)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان:

”اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی لابی کے مل کر پاکستان کے ایشی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ جلد 39، شمارہ 323، 31 اگست 1986ء)

ڈاکٹر عبدالباسط (ممتاز قانون دان):

”میں سمجھتا ہوں کہ قادیانی تحریک کبھی بھی مذہبی مسئلہ نہیں تھی۔ اس فتنے کی ابتداء برطانوی دور میں شعبہ جاسوسی سے ہوئی اور اس کا مقصد مسلمانوں کو فکری انتشار میں مبتلا کر کے برطانوی سامراج کو زوال سے بچانے کی تدابیر کرنا تھا۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ 11 جون 1984ء)

ڈاکٹر وحید عشرت:

”جہاں جہاں قادیانی ہیں، وہ استعماریت کے اغراض و مقاصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے غدار اور مرتد ہیں۔“

(ہفت روزہ ”مہارت“ لاہور 13 تا 19 فروری 1992ء)

ڈاکٹر صہیب عبدالغفار حسن (دارالافتاء مکہ المکرمہ):

”قادیانیوں کا اسلام دشمن اور شرمناک سیاسی کردار سب مسلمانوں پر واضح ہے۔ اصل میں یہ ایک سیاسی تحریک ہے جس نے مذہبی روپ دھار رکھا ہے۔“

(ہفت روزہ ”لولاک“)

ڈاکٹر عبدالکریم غلاب (نامور مسلم کالمر اشراف):

”یہودیوں نے سنت نبوی ﷺ رسالت، جہاد اور وحی کے موضوعات پر جس قدر علمی اور تحقیقی بددیانتیاں کیں، قادیانیت ان کا بروز مجسم ہے۔“

انسانیت، الصہونیہ، بیروت 1931ء جلد اول صفحہ 230 بحوالہ ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور (1970ء)

دوالفقار علی بھٹو:

”قادیانی اتنے خطرناک ہیں، اس کا احساس مجھے ان دونوں میں ہوا ہے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ قادیانی مذہب کے لوگ اس قدر خوفناک ارادے رکھتے ہیں۔“

(مقالہ مولانا تاج محمود علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی 1991ء از محمد ندیم)

ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان:

برسج الحقیدہ مسلمان کی طرح میرا ایمان بھی ہے کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“ صفحہ 6، ایڈیٹر مجیب الرحمن شامی، 22 تا 29 جون 1974ء)

ایڈاے سلہری:

”در اصل قادیانی ازم انگریزوں کی سنگینوں کی حفاظت میں پروان چڑھا۔ کسی آزاد مسلم معاشرے میں اس کا پھیلنا ناممکن تھا۔ اس کا مقصد اسلام کی تعلیم کو مسخ کرنا تھا اور مغرب میں اس مذہب مقصد کے حصول کا ایک ہی ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات کو گھٹایا جائے۔“

(ماہنامہ ”الحق“ اکوڑہ خٹک، نومبر 1974ء)

سردار محمد عبدالقیوم خان (صدر آزاد کشمیر):

”ہم آزاد کشمیر میں کوشش کر رہے ہیں کہ اس سرزمین کو قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ وہاں انہوں نے بہت سازشیں کی ہیں۔ قادیانی پاکستان کی اہم شخصیتوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔“

(ہفت روزہ ”لولاک“ مارچ 1974ء)

سید ریاض الحسن گیلانی (سابق ڈپٹی انٹرنی جنرل):

”عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی سزا موت ہے اور اسلامی مملکت میں یہ سنگین ترین جرم ہے، اس لئے اس جرم کے مرتکب کو سزا دینے کے لئے صرف حکومت کی مشینری کے حرکت میں آنے کا انتظار کرنا ضروری نہیں بلکہ کوئی مسلمان بھی اس سلسلے میں قانون کو ہاتھ میں لے سکتا ہے کیونکہ یہی شریعت کا حکم ہے۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ کراچی 19 دسمبر 1985ء)

شاہ فہد (خادم الحرمين شریفین):

”سوئزر لینڈ کی قادیانی ایسوسی ایشن نے سعودی عرب کے شاہ فہد سے تحریری طور پر معذرت خیر درخواست کی ہے کہ وہ ان کے مذہب کے سربراہ کو حج کے لئے سعودی عرب آنے کی دعوت دیں۔ ایک خط میں جو شاہ فہد سمیت سعودی عرب کے چند اعلیٰ حکام کو بھیجا گیا ہے۔ سوئزر لینڈ میں قائم قادیانیوں کی تحریک نے درخواست کی ہے کہ ان کے مذہب کے رہنما کو، جو اس وقت ربوہ میں رہتے ہیں۔ سعودی فرمانروا کے سرکاری مہمان کی حیثیت سے دعوت دی جائے۔ سوئزر لینڈ کے مسلم سفارت کاروں نے اس ضمن پر فہد ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 19 اگست 1982ء)

جب یہ درخواست شاہ فہد کے پاس گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ ”مرزا قادیانی ملعون“ کا طوق غلامی اتار کر مسلمان بن کر آئیں تو دل و جان سے مہمانداری کریں گے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کا طوق غلامی پہن کر آنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ یہ سرزمین حجاز ہے، جو کچھ ہمارے پیش رو حضرت صدیق اکبر علیہ السلام نے مسلمانوں کو کذاب اور اس کی پارٹی کا حشر کیا تھا، وہی حشر ہم تمہارا کریں گے۔“ اس جواب پر مرزائیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔“ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت)

شیخ محمد عبداللہ بن سبیل (خطیب و امام مسجد الحرام مکہ مکرمہ):

”اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی فرقہ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکروہ فتنہ پردازی میں مصروف ہے اور اللہ کے مومن بندوں کا سخت ترین دشمن ہے۔“

(ہفت روزہ ”ختم نبوت انٹرنیشنل“ کراچی، 8 جون 1984ء)

شیخ عبداللہ بن حسن (مفتی اعظم، رئیس القضاۃ مکہ مکرمہ):

”جو شخص دعویٰ نبوت کرے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں اور جو شخص اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرے یا اس کی تابعداری کرے، وہ مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام ان سے رشتہ و نکاح وغیرہ نہیں کر سکتے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد)

شیخ ابو الیسر عابدین (مفتی اعظم جمہوریہ شام):

”چونکہ فرقہ قادیانیہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتا، جس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”خاتم النبیین“ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ نیز دین اسلام کے بیشتر عقائد کا منکر

ہے۔ لہذا جو شخص بھی ان کے عقائد اختیار کرے گا۔ میں اس کے کفر کا فتویٰ دیتا ہوں، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم“ (فتویٰ مفتی اعظم جمہوریہ شام، 15 اکتوبر 1957ء)

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ آلومہار شریف:

”کسی قادیانی کو قتل کرنا رضائے الہی کا موجب ہے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ 180)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ:

”میں اس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ ”احمدی اسلام اور ہندوستان (یعنی مسلم ہندوستان جو آج کل پاکستان ہے) دونوں کے غدار ہیں۔“

(علامہ اقبال کا خط پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام 21 جون، 1936ء)

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی):

”جو شخص یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا ہے یا سولی پر چڑھا دیا گیا ہے یا وہ ہجرت کر کے کشمیر چلے گئے، جہاں عرصہ دراز کی زندگی کے بعد اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور آسمان پر نہیں اٹھائے گئے یا یہ کہ وہ دنیا میں آچکے ہیں یا وہ خود نہیں آئیں گے، بلکہ ان کا مثل آئے گا، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ”میں مثل مسیح ہوں، میں اس فریضہ کو ادا کروں گا“ اور یہ دعویٰ کرنا کہ آسمان سے نازل ہونے والا کوئی مسیح نہیں ہے۔ یہ سارے خیالات اللہ پر افترا اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے، یعنی ایسا کرنے والا شخص اللہ اور اس کے رسول کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور وہ شخص کافر ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرے تو بہتر و نہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے۔“

الاولیٰ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، نائب رئیس الجامعہ الاسلامیہ المدینہ المنورہ۔ ”قادیانیت عدالت کے کٹہرے میں“ از جانباز مرزا)

عطاء الحق قاسمی:

”میرے نزدیک بد بخت انگریز نے ہندوستان میں اپنے غاصبانہ قبضے کو مضبوط کرنے اور اسلام سے اپنی ازلی دشمنی کے اظہار کے لئے جہاں اور بہت سے اقدامات کئے، وہاں مرزا غلام احمد کے گلے میں ”انگریزی نبوت“ کا طوق بھی ڈالا۔ چنانچہ موصوف نے

مسلمان ہند کو بے روح بنانے کے لئے پہلا کام یہ کیا کہ جہاد کو منسوخ قرار دے ڈالا۔ ہندوستان کے تخت و تاج کے وارث مسلمان انگریز کی غلامی کو مذہبی بنیادوں پر تسلیم کر لیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ موصوف نے انگریزوں کے جو قصیدے لکھے وہ اتنے انوسناک ہیں کہ انہیں پڑھتے ہوئے ایک آزادی پسند انسان کا خون کھولنے لگتا ہے۔“

(عطاء الحق قاسمی، ”قادیانیت شکن“ ص 100)

غلام مصطفی جتوئی (سابق وزیر اعظم):

”این پی پی 1973ء کے آئین کو قادیانیوں سے متعلق غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ترمیم سمیت تسلیم کرتی ہے۔“ (روزنامہ ”شرق“ لاہور 10 ستمبر 1986ء)

غلام حیدر وائیں (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب):

”مسلم لیگ کے دستور کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن نہیں بن سکتے۔ البتہ پاکستان کی دیگر اقلیتوں کے ورکر اس جماعت کے شریک رکن اسی صورت میں بن سکتے ہیں بشرطیکہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد اور نظریاتی اساس سے متفق ہوں۔“ (روزنامہ ”جنگ“ لاہور، 8 نومبر 1986ء)

قائد اعظم محمد علی جناح رَحِمَہُ اللہُ:

جب کشمیر سے واپسی پر قائد اعظم سے سوال کیا گیا کہ آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ”میری رائے وہی ہے جو علماء کرام اور پوری امت کی ہے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ دسمبر 1971ء)

قدرت اللہ شہاب:

”کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جنگ (1965ء) قادیانیوں کی سازشوں کا نتیجہ ہے، اس لئے فوج کے ایک قادیانی میجر جنرل اختر حسین ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لئے ایک پلان تیار کیا گیا، جس کا کوڈ نام ”جبرالڈ“ تھا۔ صاحبان اقتدار کے لئے کئی افراد نے ان کی مدد کی۔ ان میں مسٹر ایم۔ ایم۔ احمد سر فہرست بتائے جاتے ہیں۔ جو خود بھی قادیانی تھے اور عہدے میں بھی پلاننگ کیشن کے ڈپٹی چیئرمین ہونے کی حیثیت سے صدر ایوب کے نہایت قریب تھے۔ جنرل اختر ملک نے اپنے پلان کے مطابق کارروائی شروع کی۔ ایک بار میں نے نواب آف کالا باغ سے اس جنگ کے متعلق کچھ دریافت

کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فرمایا، بھائی شہاب، یہ جنگ پاکستان کی ہرگز نہ تھی۔ دراصل یہ جنگ اختر ملک، ایم۔ ایم۔ احمد، عزیز احمد اور نذیر احمد نے شروع کرائی تھی۔ (جسب قادیانی تھے۔ ناقل) (”شہاب نامہ“ از قدرت اللہ شہاب)

قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی):

”قادیانیت کے مکمل خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کا اتحاد ناگزیر ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خوف زدہ ہو کر قادیانیت کی بنیاد رکھی اور اب تک روس، امریکہ اور برطانیہ اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ قادیانی گروہ پاکستان کے خلاف مسلسل تحریکی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے افراد مسلح افواج، نوکر شاہی اور صنعتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں، جو طاغوتی طاقتوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ انگریز کا خود کاشت پودا آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ مرزا ئی چاہتے ہیں کہ کوئی طاقت ان کو مسلمانوں کے نام پر اقتدار پر ٹھاندے۔ حکومت پاکستان ایرانی بھائیوں کی طرح پاکستان میں مرزائیوں کو خلاف قانون قرار دے۔“ (روزنامہ ”نوائے وقت“ 28 اکتوبر 1988ء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رَحِمَہُ اللہُ:

”قادیانی مرتد، منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کا ذبح محض نجس، مردار، حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بایکات کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے، وہ بھی کافر۔“

(”احکام شریعت“ صفحہ 112، 122، 177)

ملتی محمد حسین نعیمی:

”قادیانی اپنے عقاید اور نظریات کے باعث مرتد ہیں۔ ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو، مرتد ہوتا ہے، واجب القتل ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ لاہور 1986ء)

محترمہ بی نظیر بھٹو:

”قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم ملک کی منتخب اسمبلی میں اتفاق رائے سے منظور ہوئی

تھی، اس لئے وہ ترمیم درست ہے اور اسے ختم نہیں کیا جائے گا۔“

(روزنامہ ”جنگ“ 1987ء)

محمد خان جونیجو (سابق وزیراعظم):

”ختم نبوت کے منکرین (قادیانیوں) کے خلاف پوری قوت سے کاروائی کر لے گی۔ ضرورت ہے۔ تو بین ختم نبوت برداشت نہیں کی جائے گی۔ ختم نبوت کے منکرین اور ان کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے کئی مؤثر کارروائیاں کی ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی دنیا کو پاکستان سے تعاون کرنا چاہئے۔“

(ریڈیو رپورٹ، 27 نومبر 1985ء، روزنامہ ”جنگ“ لاہور، روزنامہ ”امروز“ لاہور، 28 نومبر 1985ء)

میاں نواز شریف (سابق وزیراعظم):

”حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر کوئی بڑی سے بڑی سزا بھی کم ہے۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ 20 مئی 1991ء)

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ:

”مرزائیت، یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے اور پاکستان میں تل ابیب کا اقلیت ربوہ ہے۔ اس کی معرفت جو چاہتے ہیں کرواتے ہیں۔ مذہب کا تو ان لوگوں نے لہا دوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔“ (ارشادات نورانی، از ضیاء المصطفیٰ قصوری)

ملک محمد قاسم:

”پاکستان مسلم لیگ ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہے۔ اس کا ایمان ہے، جو کوئی اس عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا، وہ مسلمان نہیں۔“

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“ ایڈیٹر مجیب الرحمن شامی، جولائی 1972ء)

مولانا طاہر القادری:

”مرزا قادیانی ایک مریض ہے کہ جو منہ میں آتا ہے۔ بکتا چلا جاتا ہے۔ ان ائمہ اور جاہلوں کو کیا کہئے کہ جو ان ”ہڈیات“ کو الہامِ وحی سمجھے ہوئے ہیں اور اس قسم کے خرافات پڑھ کر بھی مرزائے قادیان کی عزت کرتے ہیں اور اس کی ذات سے ان کی

مقیدیت میں کمی نہیں آتی۔ یہ کفر و ضلالت کا وہ آخری درجہ ہے جہاں ذہن و قلب سے حق شناسی اور اچھے برے کے جاننے پہچاننے کی تیز سرے سے جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ دلوں پر مہر لگادی جاتی ہے۔“ (”قادیانیت“ از طاہر القادری)

مجیب الرحمن شامی:

”مرزائیت کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ بد قسمتی سے ہمارے ہاں اسے محض ایک مذہبی نولہ سمجھا گیا، لیکن درحقیقت یہ ایک سیاسی تحریک ہے۔ ایسی تحریک جس کا مقصد اکھنڈ بھارت کا قیام اور برصغیر میں سامراجی مفادات کی نگہداشت ہے۔“

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“ 28 جون 1974ء)

عرفان محمود برق (سابق قادیانی):

سرزمین پنجاب میں قادیان کی مٹی سے نکلنے والی غلاظت مرزا قادیانی جو خود محمد رسول اللہ ہونے کا دھار تھا (نعوذ باللہ) اُس میں اخلاقِ حسنہ کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ مرزا قادیانی اخلاقی کڑیوں، دشنام طرازیوں، دریدہ دہنیوں، فحش کلامیوں اور بدگوئیوں کا ایک غلیظ کٹر تھا۔ وہ ان خصال کی ایسی مہارت اور جرأت مندی کا مظاہرہ کرتا کہ بدخلقی و بدتہذیبی بھی اُس کے سامنے شرم و ندامت سے رگوں ہو جاتی اسی بناء پر اگر اُسے تہذیبِ فحش کا اخلاق کے ان فنون کا گرو گھنٹال کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (قادیانیت، اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں، مصنف عرفان محمود برق، صفحہ 119)

مولانا ابوداؤد محمد صادق:

”اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ذلیل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا، اپنا امام و پیشوا جاننا تو درکنار، ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔“

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

(ہفت روزہ ”رضوان“ 28 اگست 1952ء، جلد 5، شمارہ 29)

مولانا ظفر علی خان:

”جہاں تک مرزا قادیانی کا تعلق ہے، ہم اس کو ایک بار نہیں، ہزار بار دجال کہیں گے۔ اس نے حضور ﷺ کی ختم المرسلین پر اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموس رسالت پر کھلم

کھلا حملہ کیا ہے۔ اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑوں حصے کے لئے بھی مطلع ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلہ میں قانون انگریزی کا پابند نہیں۔ میں قانون محمدی ﷺ کا پابند ہوں۔“ (تحریک ختم نبوت)

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (وفاتی وزیر برائے مذہبی امور) ”مرزائی جہاں کہیں بھی موجود ہے، کفر کا ایجنٹ ہے۔ اسلام کے خلاف جاسوس ہے۔ مرزا قادیانی نے خود کہا ہے کہ: ”میں انگریز کا خود کا شتہ پودا ہوں اور انگریز کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔“ مزید کہا کہ ”انگریز کے دور میں ہمیں وہ امن و امان نصیب ہوا ہے جو ہمیں کئے اور مدینے میں بھی نہیں مل سکتا۔“ قادیانیوں نے بغداد کے سقوط پر بھی کے چراغ جلائے تھے۔“ (ہفت روزہ ”ختم نبوت“ مارچ 1974ء)

نواب زادہ نصر اللہ خان:

”میں سیلہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک سب کو کاذب سمجھتا ہوں۔“

(روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 31 جولائی 1969ء صفحہ 8، ماہنامہ ”الہمیر“ فیصل آباد جمادی الاول 1389ھ)

نذیر احمد غازی (اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب):

”یہ انتہائی ظلم کی بات ہے کہ قرآن مجید میں حضرت نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہونے والی اکثر آیات مبارکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے چوری کر کے اپنے نام کے ساتھ منسوب کر لی ہیں۔ اگر قادیانیوں کو ان کے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے نہ صرف معاشرے میں ہیجان پیدا ہوگا۔ بلکہ اخلاقیات بھی تباہ ہو جائیں گی۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ 23 مئی 1991ء)

نذیر ناجی:

”علمائے کرام تو مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کرنے کے مطالبات، عقائد کے حوالے سے کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے دفاع کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان لوگوں سے چوکس رہا جائے۔ یہ کچھ بھی نہ کرتے ہوں تو بھی ان سے محتاط رہنے کی یہی وجہ کافی ہے کہ ان پر اسرائیل اور بھارت کی حکومتیں مہربان ہیں۔“

(کالم ”سویرے سویرے“ روزنامہ ”نوائے وقت“ 15 جنوری 1981ء)

اس (ر) جاویداقبال

علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت

مصائب و آلام اور طرح طرح کی الجھنوں کے باوجود اقبال اپنی علمی و شعری کاوشوں، مسلمانوں کی ترقی و ترقی اور ان کے سیاسی مسائل کے حل کیلئے وقت نکالتے رہے۔ انجمن حمایت اسلام کے قادیانیوں کی خاطر نواب بھوپال کو صدارت کیلئے لاہور بلوانے کی کوشش کی۔ (1) ”زبور عجم“ بمباردو (جو حواشی کی شکل میں تھا) کی اشاعت کا ارادہ کیا (2) ”صور اسرافیل“ (جو 1936ء میں ”ضرب“ کے نام سے شائع ہوئی) کیلئے اشعار کی تخلیق کا سلسلہ جاری رکھا اور اسی طرح انہی ایام میں قادیانیت کی تردید میں اپنا پہلا انگریزی بیان بعنوان ”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ تحریر کیا۔ یہ مصنف کے مختلف انگریزی اخباروں مثلاً ایسٹرن ٹائمز، ٹریبون، سٹار آف انڈیا کلکتہ، دکن ٹائمز وغیرہ میں شائع ہوا۔ علاوہ اس کے اردو اخباروں میں اس کا ترجمہ بھی چھپا۔ 14 مئی 1935ء کو سلیسٹین نے شائع کیا اور ساتھ اس پر ایڈیٹر آرٹیکل بھی لکھا۔

”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ میں مختصراً اقبال کا استدلال یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیادیں مذہبی تصور پر استوار ہیں۔ اگر ان میں کوئی ایسا گروہ پیدا ہو جو اپنی اساس ایک نئی نبوت پر رکھتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ تمام مسلمان جو اس کا موقف قبول نہیں کرتے وہ کافر ہیں، تو قدرتی طور پر ہر مسلمان ایسے گروہ کو ملت اسلامیہ کے استحکام کے لئے ایک خطرہ قرار دے گا اور یہ بات اس لیے بھی جائز ہوگی کہ مسلم معاشرے کو ختم نبوت کا عقیدہ ہی سالمیت کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک قبل از اسلام مجوسیت کے جدید احیاء نے جن دو تحریکوں کو جنم دیا، ان میں ایک بہائیت ہے اور دوسری قادیانیت۔ بہائیت اس اعتبار سے زیادہ دیانت پر مبنی ہے کہ وہ اسلام سے اعلانیہ علیحدگی کا رستہ اختیار کرتی ہے لیکن قادیانیت اسلام کے بعض اہم ظواہر کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی روح اور نصب العین سے انحراف کرتی ہے۔ اقبال کے بیان کے مطابق ”بروز“، ”حلول“ اور ”قل“ کی اصطلاحات مسلم ایران میں اسلام سے منحرف تحریکوں نے اختراع کیں اور ”مسیح موعود“ کی اصطلاح بھی

مسلم دینی شعور کی تخلیق نہیں ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے حاکموں کا بہترین راستہ یہی ہے کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دیں۔“ (3)

اس بیان پر قادیانی اخباروں نے نئے اعتراض کیے اور اقبال پر مختلف قسم کے الزام لگائے اور ”لامیت“ کے نمائندے نے ان کی توجہ ایک اور قادیانی ہفتہ وار ”من رائز“ کی طرف مبذول فرمائی ہوئے سوال کیا کہ اس اخبار کے مطابق انہوں نے اپنے کسی گذشتہ خطبے میں احمدیت کے خلاف رائے کا اظہار کیا تھا۔ سوان کے اب کے بیان اور اس خطبہ میں تناقض کیوں ہے؟ اقبال کا جواب تھا ”وہ یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتے کہ اب سے ربع صدی پیشتر انہیں اس تحریک سے اطلاع نہ تھی لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں ظاہر نہیں ہو جاتی بلکہ اپنے مکمل اظہار کے کئی عشرے لیتی ہے۔ اس تحریک کے دو گروہوں کے درمیان اندرونی اختلافات بھی اس وقت شہوت فراہم کرتے ہیں کہ جو لوگ بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے، انہیں بھی یہ معلوم آگے چل کر تحریک نے کیا صورت اختیار کرنی ہے۔ درخت کو جڑ سے نہیں اس کے پھل سے لگایا جاتا ہے۔ پس اگر ان کے رویہ میں تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ رائے بدلے۔ بقول ایمرن صرف پتھر ہی اپنے آپ کو نہیں بدلتے۔“ (4)

اقبال نے سٹیٹسمین کے لیڈنگ آرٹیکل میں اپنے بیان پر تبصرہ کا جواب ایک خط کے ذریعہ 10 جون 1935ء کو سٹیٹسمین میں شائع ہوا۔ جواب کے اہم نکات یہ تھے: اول یہ کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیے بغیر انگریزی حکومت کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے عقائد میں بنیادی اختلاف کا انتظامی طور پر نوٹس لے، جیسے کہ 1919ء تک انتظامی اعتبار سے ایک علیحدہ سیاسی یونٹ نہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر بعد میں بغیر ان کی رضامندی سے کسی عرضداشت کی وصولی کے انہیں ایسا تصور کیا گیا، باوجود اس کے کہ ہائی کورٹ لاہور کے فیصلے سے رو سے کچھ کوئی علیحدہ مذہبی فرقہ نہیں بلکہ ہندو تھے۔ دوم یہ کہ قادیانیوں کے سامنے صرف دو عملی راستے تھے یا تو بہانیوں کی طرح مسلمانوں سے اپنے آپ کو خود مذہبا الگ کر لیں یا مسئلہ ختم نبوت کے خلاف تمام تاویلات مسترد کر کے اسلامی موقف قبول کریں۔ آخر دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے ان کا یہ کہنا کہ منافی تاویلات اپنانے میں کیا مقصد ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔ (اور یہ نکتہ خصوصی اہمیت رکھتا تھا) قادیانیوں کو علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دینے میں اگر انگریزی حکومت مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانان برصغیر یہ شک کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اگر حکومت جان بوجھ کر اس مذہبی فرقہ کو اس وقت تک مسلمانوں سے الگ نہ کرے گی جب تک

ان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو جاتا، کیونکہ فی الحال قادیانی اپنی تعداد میں کمی کے سبب میں سیاسی طور پر مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے علاوہ ایک چوتھا مذہبی فرقہ بن سکنے کے قابل نہیں لیکن اگر ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو وہ پنجاب میں مسلمانوں کی تھوڑی سی اکثریت کو صوبائی سطح پر شدید نقصان پہنچا سکتے تھے۔ پس اگر انگریزی حکومت 1919ء میں سکھوں سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیے بغیر انہیں ہندوؤں سے الگ مذہبی فرقہ تسلیم کر سکتی ہے تو اس ضمن میں قادیانیوں کی طرف سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیوں ہے۔“ (5)

پندرہ روزہ اخبار ”اسلام“ کے نمائندے نے اقبال کی توجہ مرزا بشیر الدین محمود کے ایک خطبہ جمعہ کی تلاوتی جس میں ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ انگریزی حکومت سے قادیانیوں کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں جیسے رومیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے حوالے کر دیا تھا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا۔ اقبال نے اپنے جواب مورخہ 22 جون 1935ء میں جو اس خطبہ میں شائع ہوا، واضح کیا کہ ان کے گذشتہ بیان میں ایسا کوئی فقرہ موجود نہ تھا۔ البتہ انہوں نے یہ کہا کہ انگریزی حکومت میں مسلمانوں کو اتنی آزادی بھی حاصل نہیں جتنی یہود کو رومی سلطنت میں حاصل تھی کہ رومی اس بات کے پابند تھے کہ یہودی مجلس امور مذہبی میں جو فیصلہ ہو گا وہ دیکھیں گے کہ اس کی عملی طور پر ہو جاتی ہے۔“ (6)

”طلوع اسلام“ بابت اکتوبر 1935ء میں نذیر نیازی نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی بعض تحریروں کے اقتباسات پیش کیے جس میں انہوں نے نبوت کے دو جزاء پر بحث کی تھی، یعنی روحانیت کے ایک خاص مقام کی حیثیت سے اور نبوت ایک ایسے ادارے کی حیثیت سے جوئی دنیا کی تخلیق کر کے انسانوں میں سیاسی اور معاشرتی تغیر کا سبب بنے۔ بقول اقبال اگر دونوں جزاء ہوں تو وہ نبوت ہوگی اور اگر صرف پہلا جزو موجود ہو تو تصوف یا ولایت۔ اقبال نے تحریر کیا: (7)

”ختم نبوت کے معنی یہی ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو جزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے۔“

بالآخر قادیانیوں کی حمایت میں پنڈت جواہر لعل نہرو بھی اس بحث میں کود پڑے اور انہوں نے انگریزی مضمائین بعنوان ”اتحاد اسلام“ اقبال کے مضمون پر تبصرہ ”میں جو کلکتہ کے رسالے ”ایس ایچ ایس“ میں نومبر 1935ء میں شائع ہوئے، اقبال کے نظریات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اقبال نے ان کے مضمائین کا ایک نہایت جامع جواب بعنوان ”اسلام اور احمدیت“ تحریر کیا، جو

”اسلام“ مورخہ 22 جنوری 1936ء میں شائع ہوا۔ اس طویل جوابی مضمون میں بھی، جو اہل اسلام نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کی۔ (8)

”ظاہر ہے کہ ایک ہندوستانی قوم پرست (یعنی پنڈت نہرو) جس کے سیاسی آئیڈیالوجی اس کی حقیقت کو پرکھنے کی جس کا خاتمہ کر رکھا ہے، یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ شمال مغربی کے مسلمانوں کے دل میں حق خود ارادیت کا جذبہ پیدا ہو۔ میرے نزدیک اس کی یہ سوچ ہے کہ ہندوستانی نیشنلزم کے فروغ کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ مختلف ثقافتی وحدتوں کو اصل طور پر یکجہ دیا جائے۔“

اس کے بعد ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے سیکرٹری انجمن کی حیثیت سے صدر انجمن (یعنی اقبال) کی وضاحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں قرارداد کی تائید کی:

”صدر محترم نے یہ محسوس کیا ہے کہ انجمن دن بدن مسلمانوں میں اپنا وقار کھو رہی ہے۔ جب تک قادیانیت کے متعلق انجمن کی پالیسی غیر مشتبہ الفاظ میں واضح طور پر پبلک کے سامنے نہ کی جائے تب تک مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے اور ایک بڑی بات جس پر کہ مسلمانوں میں ہجرت تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں آ سکتا ہے یا نہیں، اس ریزولوشن میں اس کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔“

اس مرحلہ پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ جوش میں آکر اٹھ کھڑے ہوئے اور چلا کر بولے:

”جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے جو تشریح کی ہے وہ غلط ہے بلکہ مجازی رنگ میں نبی آ سکتا ہے۔“

مولوی غلام محی الدین ایڈووکیٹ نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا:

”انجمن علمۃ المسلمین پر اپنی جنرل کونسل کے ذریعہ واضح کرنا چاہتی ہے کہ انجمن علمۃ المسلمین کے ساتھ ہے۔ مرزا صاحب کو اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہیے۔ اصول مندرجہ بالا کے علاوہ ان کا کوئی عقیدہ ہے تو وہ اسے اپنے تئیں رکھیں اور انجمن میں ذریعہ اختلاف نہ بنائیں اور میں اس اعلان کی پرزور تائید کرتا ہوں۔“

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ غصہ میں میٹنگ سے واک آؤٹ کر گئے۔ نو دن کے بعد ان پر فوج کا دور 11 فروری 1936ء کو رات کے گیارہ بجے مر گئے۔

انجمن کی اس کارروائی کے متعلق اخبار ”لامیٹ“ کے ایڈیٹر نے تحریر کیا کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا باعث انجمن کا وہ اعلان تھا جو اقبال کے مطالبے پر جنرل کونسل نے قادیانیت کے بارے میں 11 فروری 1936ء کو تیار کر کے اپنے اخبار ”حمایت اسلام“ مورخہ 6 فروری 1936ء میں شائع کر دیا تھا کہ اقبال نے انہیں کافر کہا تھا اور انجمن سے مطالبہ کیا تھا کہ جب تک ڈاکٹر مرزا یعقوب

بالآخر اپنے خط بنام پنڈت جواہر لعل نہرو مورخہ 21 جون 1936ء میں اقبال نے قرارداد کے سیاسی رویہ کا تجزیہ کرتے ہوئے تحریر کیا، میرے ذہن میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قادیانیت ہندوستان دونوں کے خدائیں ہیں۔ (9)

گذشتہ سالوں میں قادیانی تحریک کے بارے میں اقبال کا نظریہ کیا تھا! قادیانیت کی ضرورت انہیں کیوں پڑی یا اس تحریک کے خلاف ان کے بیانات کس پس منظر میں دیے گئے؟ قادیانیوں نے ان پر کیا اعتراض کیے یا کیا کیا الزام لگائے؟ ان تمام سوالات پر طبعیہ و بدعتیہ

جنوری 1936ء کے ابتدائی ہفتوں میں اقبال اپنے مضمون ”اسلام اور احمدیت“ کی مکمل تصدیق مصروف تھے، اس لیے بھوپال جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا (10)۔ 16 فروری 1936ء کو انہیں ”لامیٹ“ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی موت کو بہانہ بنا کر اپنے افتتاحیہ کالم میں اقبال کی تائید کیا۔ (11) اس کا پس منظر یہ ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ قادیانی عقیدہ رکھتے تھے اور انجمن اسلام کے ایک اہم رکن تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں احراری قادیانی نزاع نے پنجاب بھر کے مسلمانوں کو توجہ اپنی طرف مبذول کر رکھی تھی، اس لیے اقبال نے بحیثیت صدر انجمن کو مشورہ دیا کہ اسے قادیانیوں کے متعلق اپنی پالیسی غیر مشتبہ الفاظ میں واضح کر دینی چاہیے۔ چنانچہ 2 فروری 1936ء کو انہیں جنرل کونسل نے زیر صدارت خلیفہ فضل حسین بہ تحریک عبد المجید ایک قرارداد پیش کی جس میں قادیانیت کے مسئلہ پر انجمن کے موقف کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس سے پیشتر اسی موضوع پر انجمن کی طرف سے ایک اعلان بدیں مضمون بھی تیار کیا گیا تھا جو بعد میں اخبارات میں شائع ہوا کہ عقائد نبوت و خاتمیت میں انجمن علمۃ المسلمین کی ہم نوا ہے اور کونسل اس امر کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ قادیانیت نبوت اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں نہیں آ سکتا۔

بیک کو انجمن کی ممبر سے الگ نہیں کیا جاتا وہ صدارت قبول نہ کریں گے۔ بعد ازاں ڈاکٹر خلیفہ نے انجمن کی مجلس میں محولہ بالا اعلان کی بابت قرارداد پاس کرتے وقت ان کے خلاف تشدد اندازہ لیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنی طبعی موت نہیں مرے بلکہ وہ انجمن کے حق کیلئے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر نے اقبال کے بارے میں تحریر کیا۔

”ایک بہترین صبح کو ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ خیال کیا کہ مرزا یعقوب بیک کا فرہے۔ ڈاکٹر اقبال نے انجمن حمایت اسلام کو چیلنج بھیج دیا کہ مرزا یعقوب بیک کو الگ کر دیا جائے۔ جیسا کہ وہ اس احسان فراموش اور بے ضمیر کتوں کی جماعت میں بوجہ اپنی شرافت کے رہنے کے قابل نہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی طرف بلا لیا۔ ہم ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کے رہزن گروہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اب گندہ آدمی دنیا میں نہیں رہا اور ڈاکٹر صاحب انجمن کی کرسی صدارت کو زینت بخشیں۔“

سیکرٹری انجمن ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کے متعلق لکھا:

”ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کی بابت یہ رپورٹ ملی ہے کہ انہوں نے خاص طور پر جنرل کنسل میں تشدد اندوزیہ اختیار کیا ہے اور جو بھی کہ وہ (ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک) اس میٹنگ سے آئے ان پر فوجی گرا اور 11 فروری 1936ء کو رات کے گیارہ بجے مر گئے۔ پس ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک اسلام کے شہید ہیں“

اقبال نے ”لائٹ“ کے لگائے گئے الزامات کا نوٹس نہ لیا۔ البتہ ہفت روزہ ”حمایت اسلام“ جنرل کنسل کی کارروائی کی تفصیل پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ سراسر غلط ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک جو بھی میٹنگ سے باہر نکلے اور مر گئے۔ پس شہید اسلام ہیں۔ دراصل کنسل کا اجلاس 11 فروری 1936ء کو منعقد ہوا تھا اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک 11 فروری 1936ء کو مرے۔

اب قادیانیت کی تردید میں اقبال کی تحریروں کے پس منظر پر بحث کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے تحریروں کے سبب اقبال قادیانیوں کے غیض و غضب کا نشانہ بنے۔ ان کی وفات کے پندرہ سال بعد، اضطرابات پنجاب کے سلسلہ میں منیر الکوثری کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے ایک گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی اور 1930ء تا 1931ء بیعت کے پابند رہے لیکن اس کے بعد کشمیر کمیٹی میں مرزا بشیر الدین محمود اور اقبال کے درمیان اختلاف پیدا ہوئے جس کے نتیجہ میں انہوں نے احمدیت کے خلاف بیانات دینا شروع کر دیے۔ دوران گواہ نے پہلے تو کہا کہ یہ بیعت 1893ء یا 1894ء میں ہوئی تھی پھر کہا کہ 1897ء میں

”نمبر 3 شیخ اعجاز احمد میر ابڑا بھتیجا ہے۔ نہایت صالح آدمی ہے مگر افسوس کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ وہ خود بہت عمائدار ہے اور عام طور پر لاہور سے

باہر رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ تم کو گارڈین مقرر کروں۔ مجھے اُمید ہے کہ میں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“

شیخ اعجاز احمد کی صالحت کی ایک مثال یہ ہے کہ انہوں نے آج تک کسی پر اپنا عقیدہ وضاحت کی کوشش نہیں کی۔ لہذا ان کی اولاد وجود بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے، میں سے کوئی بھی ان کے عقیدے یا مسلک کا حامی نہیں، بلکہ ختم نبوت کے مسئلہ پر ان سب کا موقف وہی ہے جو عام مسلمانوں کا موقف ہے

اب اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق ابتدائی اقبال کا اپنا ذاتی موقف کیا تھا، اس ضمن میں سب سے پہلے راقم اقبال کی نظم بعنوان ”اسلام کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں کو“ کا حوالہ دینا چاہتا ہے۔ یہ نظم انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس 22 فروری 1902ء میں پڑھی گئی۔ اس نظم کے نویں بند میں سرور کائنات ﷺ کی توصیف کی گئی ہے درج ذیل شعر میں اقبال فرماتے ہیں: (15)

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک

بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

اس شعر کو نظم میں شامل کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں نے جو الجھاؤ پیدا کیا تھا اور جس کے باعث مسلمانوں کے ذہن مضطرب تھے، اس کی تردید مقصود تھی۔ ورنہ کسی بھی مفہوم میں ختم نبوت کے عقیدے کو تسلیم نہ کرنا اقبال کے نزدیک شرک کی الذمت کیوں قرار پاتا۔

اسکے بعد اقبال کی ایک اور نظم بعنوان ”جناب منظوم پیغام بیعت کے جواب میں“ خصوصی نامہ کی مستحق ہے۔ یہ نظم مخزن بابت مئی 1902ء میں اور پھر محمد دین فوق کے اخبار ”پنجہ نوا“ مورخہ 11 جون 1902ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کے عنوان ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بقول محمد عبداللہ قریشی، اقبال کی قادیانیت قبول کرنے کیلئے ڈورے ڈالے گئے۔ (16) اس نظم کو قادیانی ہفت روزہ ”الحکم“ قادیان نے اپنی 10، 17 اور 24 جنوری 1903ء کی اشاعت میں نقل کیا اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مخلص مرید سید حامد شاہ کی طرف سے اس کا منظوم جواب بھی شائع کیا۔ محمد عبداللہ قریشی کی رائے میں چونکہ سید حامد شاہ مولانا سید میر حسن کے عزیزوں میں سے تھے اور اقبال کے دوست اور ہم محلہ تھے، اس لیے عین ممکن ہے کہ اس قرب کی وجہ سے انہوں نے ہی اقبال کو مرزا غلام احمد کی بیعت کیلئے لکھا ہو جس کا جواب اقبال نے اس نظم کے ذریعے دیا۔ (17) اس نظم کے مطالعہ سے عیاں ہے کہ وہ قادیانیت کو تسلیم

میں ایک علیحدگی پسند تحریک سمجھ کر ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے، کیونکہ مسلمانوں کے اتحاد کو اور کھانا ان کے ایمان کا لازمی جزو تھا۔ فرماتے ہیں: (18)

پردہ میم میں رہے کوئی
اس بھلاوے کو جانتا ہوں میں
تکے چن چن کے باغ الفت کے
آشیانہ بنا رہا ہوں میں
ایک دانہ پہ ہے نظر تیری
اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
تو جدائی پہ جان دیتا ہے
وصل کی راہ سوچتا ہوں میں
بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے
ایسی عبادت کو کیا سراہوں میں
مرگ اغیار پہ خوشی ہے تجھے
اور آنسو بہا رہا ہوں میں
میرے رونے پہ ہنس رہا ہے تو
تیرے ہنسنے کو رو رہا ہوں میں

ان کی انگلستان سے واپسی کے چند برس بعد اخبار ”الحکم“ قادیان مورخہ 28 اگست 1910ء میں ایک خبر شائع ہوئی کہ شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ سو روپے حق مہر پر الاسلام اقبال سے ہوا۔ اقبال کے احباب و اعزہ کو تعجب ہوا کہ انہوں نے قادیان جا کر قادیانیوں سے ملاقات جوڑ لیا، جن کے عقائد کہ وہ خلاف تھے۔ اقبال کو اس بے سرو پا خبر کی تردید چھپوانی پڑی جو ”اخبار“ مورخہ 15 ستمبر 1910ء میں شائع ہوئی۔ فرمایا: (19)

”اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے زبانی اور بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے۔ سب حضرات کی آگاہی کیلئے بذریعہ آپ کے اخبار کے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جن ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کا ذکر ایڈیٹر صاحب ”الحکم“ نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔“

قادیانی اخبار ”الفضل“ مورخہ 9 اکتوبر 1915ء میں ایک مضمون بعنوان ”جناب ڈاکٹر شیخ محمد

تھے۔ سید تقی شاہ فرزند مولانا سید میر حسن کو حکم بنایا جاتا تھا۔⁽²¹⁾ بہر حال مرزا غلام احمد سیالکوٹ کی نصرت ہو گیا۔ خاصی مدت کے بعد اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک دو سال بعد پھر سیالکوٹ آ گیا۔ اقبال کی طالب علمی کا دور تھا۔ سیالکوٹ میں مرزا غلام احمد کا قیام اقبال کے گھر کے قریب تھا۔ اس اقبال اسے گلیوں میں آتے جاتے دیکھتے تھے۔ سیالکوٹ کے علماء نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شہر کے لوگوں میں ان کی مخالفت روز بروز بڑھنے لگی۔ اس مرحلے پر مولانا سید میر حسن نے سرسید احمد خاں کو ایک خط لکھا اور مرزا غلام احمد کی نبوت کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔ سرسید نے انہیں اپنے خط محررہ 9 دسمبر 1891ء میں جواب دیا: ⁽²²⁾

مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے تو بہتر ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا نہ دنیا کے۔ ان کا الہام ان کو مبارک ہے۔ اگر انہیں ہوتا ہے اور صرف ان کے توہمات اور غفل دماغ کا نتیجہ ہے، تو ہم کو اس سے کیا نقصان ہے، وہ جو ہوں سو ہوں، اپنے لیے ہیں۔ میں سنتا ہوں آدمی نیک، بخاؤر، نمازی پرہیز گار ہیں۔ یہی ان کی بزرگداشت کو کافی ہے۔ جھگڑا اور تکرار کس بات کا ہے ان کی تصانیف میں نے دیکھیں۔ وہ اس قسم کی ہیں جیسا کہ ان کا الہام، نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔ مولوی حکیم نور الدین کی کوئی تحریر میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ دینیات میں کسی کا الہام جب تک اس کو شارع تسلیم نہ کر لیا جائے کسی کام کا نہیں۔

ایک نکتہ جسے پوری طرح سمجھے بغیر بحث کو آگے نہیں بڑھایا جاسکتا، یہ ہے کہ اقبال نے کبھی بھی سیاست کو دین سے الگ تصور نہ کیا۔ ان کے سوانح حیات کے مطالعہ سے عیاں ہے کہ وہ سیکولر سیاست کے قائل نہ تھے اور نہ کبھی اس میں ملوث ہوئے۔ ان کے ہاں سیاست سے مراد مسلمانان برصغیر کے مفادات کا بہر صورت تحفظ تھا۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد، یکا نگت، یکجہتی اور سالمیت کی خاطر وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار تھے اور یہ جذبہ شروع سے لے کر آخر تک ان کے دل و دماغ پر حاوی رہا۔ پس اقبال کے ضمن میں جب سیاست کی اصطلاح استعمال کی جائے تو اس کے معانی ہوں گے مسلمانان برصغیر کے مفادات کا تحفظ، کیونکہ یہی تمام عمر اقبال کی سب سے اہم سیاسی غرض رہی۔

اس مرحلہ پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ 1935ء سے قبل ختم نبوت کے مسئلہ پر قادیانی عقائد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے کے باوجود اقبال کے جماعت قادیانیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہ دینے میں کیا سیاسی حکمت تھی؟ بالفاظ دیگر اگر بقول اقبال، انہیں تحریک قادیانیہ سے اچھے نتائج کی توقع تھی تو وہ اچھے نتائج کیا ہو سکتے تھے۔ برصغیر کے بیشتر علماء نے تو ابتداء ہی سے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنے سے

اقبال صاحب کی رائے اختلاف جماعت احمدیہ کے بارے میں شائع ہوا۔ یہ مضمون سید الغلام احمد سیالکوٹی کا تحریر کردہ تھا اور قادیانیوں میں قادیان پارٹی اور لاہوری پارٹی کے اختلاف سے متعلق تھا۔ مضمون میں اقبال سے یہ کلمہ منسوب کیا گیا کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں لیکن یہ دھوکے والوں سے ہمدردی ہے۔ اقبال کو اس کی تردید بھی بذریعہ خط بنام ایڈیٹر کرنی پڑی جو ”پیغام مسلم“ 13 نومبر 1915ء میں شائع ہوئی۔ اپنی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ⁽²⁰⁾ ”اختلاف سلسلہ احمدیہ کے متعلق وہی شخص رائے دے سکتا ہے جو مرزا قادیانی کی تصانیف سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور یہ آگاہی مجھے حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بات بدیہی ہے کہ ایک مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہ ہو، کس طرح یہ بات کہہ سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں۔“

بہر حال ختم نبوت اور دیگر متعلقہ مسائل پر وقتاً فوقتاً اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تحریروں اور منظومات میں بھی کیا ہے، جن سے قادیانی عقائد کی تردید ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ 1935ء ہی میں پہلی بار انہوں نے ختم نبوت کے مسئلہ پر قادیانی عقائد کی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ گذشتہ کئی برسوں سے وہ ان کی تردید کرتے چلے آ رہے تھے۔ فرق اتنا تھا کہ 1935ء سے پیشتر انہوں نے اس سلسلہ میں کبھی مناظرانہ رویہ اختیار نہ کیا تھا۔ اقبال نے عالم اسلام کو ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا، نہ ہی وہ مسلمانوں میں موجود مختلف فرقوں کے دینی اختلافات پر کسی راہکار اظہار کرنا پسند کرتے تھے، کیونکہ ان کا نصب العین منتشر ملت اسلامیہ میں اتفاق کے فروغ کے اور اتحاد و یکا نگت کو وجود میں لانا تھا۔

سو 1935ء سے پیشتر انہوں نے ختم نبوت اور متعلقہ مسائل پر کبھی قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کا قصد نہ کیا تھا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے! اس کا جواب ڈھونڈنے کیلئے 1902ء سے بھی جاننے کی ضرورت ہے۔

اقبال کی ولادت سے پیشتر مرزا غلام احمد قادیانی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں چار بار سیالکوٹ میں مقیم رہا اور اس زمانہ میں وہ عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کے اسلام پر پے درپے حملوں کا جواب دیتا اور ان سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اسی سبب سے ایک عالم دین کی حیثیت سے سیالکوٹ کے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اور وہاں کے دیگر علماء فضلاء مثلاً مولانا غلام حسن، مولانا سید میر حسن وغیرہ کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے جہاں تک اقبال کے والد شیخ نور محمد کا تعلق ہے، وہ چونکہ مولانا غلام حسن اور مولانا سید میر حسن کے خاص دوستوں اور ہم نشینوں میں سے تھے، اس لیے مرزا غلام احمد

انکار کر دیا تھا اور اسی طرح ختم نبوت اور دیگر متعلقہ مسائل کے بارے میں بھی قادیانی علماء نے اعتراضات کے باعث ان کا مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دے دیا جائے۔ انہوں نے وہ اجلاس بلوایا اور انتخاب عہدہ داران کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے استغفیٰ پیش کر دیا۔ یہاں بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کشمیری مسلمانوں میں احمدی کے تبلیغ کے الزام کو غلط ثابت کرنے کیلئے احمدی ارکان نے کوئی قدم اٹھایا! جواب ہے۔ نہیں اس وقت ہی نہ آئی کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنا استغفیٰ پیش کر دیا تھا۔

مرزا بشیر الدین محمود کی جگہ اقبال کو کشمیر کمیٹی کا قائم مقام صدر منتخب کیا گیا اور جب اقبال نے کمیٹی کے دستور کا مسودہ تیار کر کے اجلاس میں پیش کیا تو قادیانی ارکان نے ان کی مخالفت کی۔ بلکہ دوران اقبال پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کے نزدیک کشمیر کمیٹی یا مسلمانوں کی کسی بھی تنظیم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق کسی وفاداری کے پابند ہیں تو صرف ان کی امیر کے ساتھ وفاداری ہے۔ یعنی وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر وضع کیے ہوئے کسی دستور کے پابند نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو وہی ہیں جس کے جو ان کے امیر کا حکم ہوگا۔ بالفاظ دیگر قادیانی بظاہر کشمیر کمیٹی کو قائم رکھتے ہوئے اسے اندر سے توڑ رہے ہیں یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں میں تقسیم کرنے کے درپے تھے۔ یہ صورت اقبال کیلئے ناقابل قبول تھی اس لیے انہوں نے کشمیر کمیٹی سے استغفیٰ دے دیا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ اگر مسلمانان ہند اپنے کشمیری بھائیوں کی امداد اور رہنمائی کرنا چاہتے ہیں تو کوئی اور کشمیر کمیٹی بنائیں جو صرف مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ لیکن شیخ اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ اقبال احرار یوں کے ایماء پر کشمیر کمیٹی کی تخریب میں مصروف ہو گئے اور احرار یوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگے۔ بعد میں قادیانیوں نے ”تحریک کشمیر“ کے نام سے اپنی جماعت قائم کی اور اقبال کو اس کی صدارت پیش کی لیکن اقبال نے اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے انہیں بیان مورخہ 12 اکتوبر 1933ء میں فرمایا: (24)

”قادیانی ہیڈ کوارٹرز کی طرف سے ابھی تک ایسا کوئی واضح اعلان جاری نہیں ہوا کہ اگر قادیانی مسلمانوں کی کسی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں منقسم نہیں ہوں گی۔ دوسری طرف واقعاتی طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ جسے قادیانی پریس ”تحریک کشمیر“ کے نام سے پکارتا ہے اور جس میں بقول قادیانی اخبار ”الفضل“ مسلمانوں کو محض اخلاقی طور پر شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے، ایک ایسی تنظیم ہے، جس کے مقاصد اور محرکات آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مختلف ہیں۔“

شیخ اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ قادیانیت کے خلاف محاذ آرائی کے ایام میں جب اقبال سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ تو اس فرقہ کو ”اسلامی سیرت کا ٹھیکہ نمونہ“ سمجھتے تھے، تو جواب میں انہوں نے اعتراف کیا

انکار کر دیا تھا اور اسی طرح ختم نبوت اور دیگر متعلقہ مسائل کے بارے میں بھی قادیانی علماء نے اعتراضات کے باعث ان کا مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دے دیا جائے۔ انہوں نے وہ اجلاس بلوایا اور انتخاب عہدہ داران کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے استغفیٰ پیش کر دیا۔ یہاں بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کشمیری مسلمانوں میں احمدی کے تبلیغ کے الزام کو غلط ثابت کرنے کیلئے احمدی ارکان نے کوئی قدم اٹھایا! جواب ہے۔ نہیں اس وقت ہی نہ آئی کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنا استغفیٰ پیش کر دیا تھا۔

بہر حال کشمیر کمیٹی کے بعض ارکان نے، جن میں اقبال بھی شامل تھے، تجویز پیش کی کہ چونکہ کل بحیثیت ایک تنظیم ابھی کچھ مدت تک قائم رکھنا پڑے گا، اس لیے اس کی خاطر دستور اور قواعد وضوابط وضع کر لینے چاہئیں تاکہ ہر کام ان کے مطابق انجام دیا جاسکے اور کسی کو کسی کے خلاف شکایت کرنے کا موقع نہ ملے۔ قادیانی ارکان کو یہ تجویز منظور نہ تھی کیونکہ ان کی دانست میں اس کا مقصد ان کے امیر کے اختیارات کو محدود کرنا تھا۔ پس اس مرحلہ پر مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کی صدارت سے استغفیٰ ہو گیا لیکن شیخ اعجاز احمد کے نزدیک یہ حقیقت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احرار یوں نے اقبال کے ساتھ سازش کر کے فیصلہ کیا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے علیحدہ کیا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر ”سول اینڈ ملٹری گزٹ“ میں خبر شائع کرائی گئی کہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی مسلمان

کہ پچیس برس پیشتر انہیں اس تحریک سے اچھے نتائج برآمد ہونے کی توقعات تھیں لیکن انہیں شکوک پیدا ہوئے جب بانی اسلام ﷺ کی نبوت سے برتر ایک نئی نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اس کا اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت سے برتر نبوت کے دعوے اور احرار یوں اور اقبال کے حاشیہ نشینوں نے انہیں قادیانیت کے خلاف بھڑکانے کیلئے تراش دی تھی ہے شیخ اعجاز احمد نے اس ضمن میں اقبال کا پورا فقرہ درج نہیں کیا۔ اقبال فرماتے ہیں: (20)

”ذاتی طور پر مجھے اس تحریک کے متعلق اس وقت شبہات پیدا ہوئے جب ایک نئی نبوت جو بانی اسلام ﷺ کی نبوت سے بھی برتر تھی، کا دعویٰ کیا گیا اور تمام عالم اسلام کے ہونے کا اعلان کیا گیا۔ بعد ازاں میرے شبہات نے اس وقت مکمل بغاوت کی صورت اختیار کر لی، جب میں نے اپنے کانوں سے اس تحریک کے ایک رکن کو پیغمبر اسلام کے بارے میں نہایت نازیبا زبان استعمال کرتے ہوئے سنا۔“

پس یہ محض احرار یوں یا حاشیہ نشینوں کے بھڑکانے کا نتیجہ نہ تھا۔ اقبال کے اپنے کان سے جنہیں وہ سننے کیلئے استعمال میں لاتے تھے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ممکن ہے بقول شیخ اعجاز احمد قادیانی نے کبھی حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت سے برتر نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور نہ کوئی قادیانی کو سرکارِ دو عالم ﷺ سے برتر یقین کرتا ہو، مگر کسی بھی مفہوم میں ختم نبوت کے عقیدے کرنے میں یہی توقاحت ہے کہ یوں بعد کی نئی نبوت کی برتری کے اظہار کی طرح ذاتی یا ایسے منفی انداز فکر کیلئے دروازہ کھل جانے کا امکان ہے۔ عین ممکن ہے کہ شیخ اعجاز احمد یا دیگر قادیانی عقیدہ وہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے لیکن جس بد بخت کی باتوں کو اقبال نے اپنے کانوں سے بھی تو اپنے آپ کو تحریک قادیانیت کا رکن ہی سمجھتا تھا۔

شیخ اعجاز احمد کا خیال ہے کہ اقبال اپنی خداداد عقل و دانش کے ساتھ ساتھ بچوں کی طرح بھولے بھالے تھے۔ سنی سنائی بات کا بغیر تحقیق کیے یقین کر لیتے۔ اس ضمن میں انہوں نے بھولپن کی تین مثالیں پیش کی ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ تحریک احمدیہ کے عقائد کے انہوں نے سنی سنائی باتوں کا بغیر تحقیق کیے یقین کر لیا تھا۔ راقم کی رائے میں ایک ایسا شخص رہنماؤں یا انگریز حاکموں کی سیاسی چالوں کو پوری طرح سمجھتا ہو، جس کی مخ بستہ منطق نے اسے کہ مسلمانوں کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ علیحدہ نہایت کے مطالبے کو کسی قیمت پر بھی نہ چھوڑے تجربہ کار وکیل کی حیثیت سے انفرادی یا اجتماعی لین دین کے معاملات میں اپنی فلسفہ دانی یا شام کے باوجود عملی اور کاروباری قسم کا آدمی ہو اس سے ایسے معصومیت یا بھولپن کی توقع رکھنا یا

سنائی باتوں پر یقین کرنے کے قادیانیت کے خلاف بلاوجہ شور مچا دیا، قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ اعجاز اقبال کے تمام سوانح حیات میں غالباً یہی تین مثالیں ان کے بھولپن کی پیش کر سکتے تھے۔ مگر راقم کے ایک یہ مثالیں اقبال کے بھولپن کو ثابت کرنے کیلئے نا کافی ہیں۔ مثلاً سردار بیگم کے ساتھ نکاح کے اصل کمنام خطوں پر ان کا یقین کر لینا اور پھر اپنی غلطی پر پشیمان ہونا، ان کا بھولپن ظاہر نہیں کرتا بلکہ انہیں مضطرب یا بے چینی کی کیفیت کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ ان کی پہلی شادی نا کام رہی تھی اور وہ دوسری بار ضرورت سے زیادہ محتاط ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر یہ کہنا کہ کسی کی گپ پر اعتبار کرتے انہوں نے یقین کر لیا کہ روس کا نیا صدر محمد استالین مسلمان ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ وسط ایشیا کے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کیلئے یا انہیں اپنا مطیع رکھنے کی خاطر شروع میں روسی کمانڈوں نے اسی قسم کا پراپیگنڈا کیا تھا اور عین ممکن ہے کہ یہ پراپیگنڈا سرحدیں عبور کر کے برصغیر میں بھی پہنچا ہو۔ اقبال نے غالباً اس پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر اپنے بڑے بھائی کو یہ خوشخبری سنائی لیکن بعد میں تحقیق پر یہ خبر غلط ثابت ہوئی۔ اسی طرح اس زمانے میں مغربی پریس دنیائے اسلام میں اس قسم کی خبروں کی تشہیر بطور پالیسی کیا کرتا تھا کہ کسی ملک کے مسلمانوں نے نماز سے پہلے وضو اڑا دیا، یا کسی مسلم ملک میں نماز میں تبدیلیاں کر دی گئیں یا ایسی تحریک دیگر مسلم ممالک میں بھی جاری ہے۔ اس پراپیگنڈے کا مقصد دنیائے اسلام کے حصے بخرے کرنا یا اس میں انتشار پھیلانا تھا اور اس قسم کا طرز عمل ان بھی یہود نواز مغربی پریس اختیار کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے ایسی خبروں سے اقبال کا دل گرفتہ ہونا ان کے بھولپن یا معصومیت کا ثبوت فراہم نہیں کرتا بلکہ ملت اسلامیہ کے متعلق ان کی فکر مندی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ظاہر ہے کشمیر کمیٹی میں اقبال اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر قادیانیوں سے مایوس ہوئے تھے۔

شیخ اعجاز احمد سمجھتے ہیں کہ کشمیر کمیٹی کے قیام کے دوران اقبال اور جماعت قادیان کے تعاون میں امراری رخنہ انداز ہوئے اور انہوں نے اقبال کو ذرا دھمکا کر اپنے ساتھ مفاہمت کرنے کی راہ ہموار کی۔ اسی مفاہمت کے پس منظر میں اقبال اور احرار یوں کی سازش کے ذریعہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کی صدارت سے الگ کیا گیا اور بعد میں اقبال، مجلس احرار کی ہر طرح حوصلہ افزائی کرنے لگے۔ اقبال ان کے، احرار یوں نے قادیانی عقائد کے متعلق بے بنیاد باتیں تراش کر اقبال کے عشق رسول ﷺ کو ایکس پلائٹ کرتے ہوئے انہیں قادیانیت کے خلاف بھڑکایا اور اقبال نے بغیر تحقیق کیے ان کی باتوں کو درست تسلیم کر لیا۔

کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے ساتھ ملکہ کام کرنے میں اقبال کا ذاتی تجربہ تھا اور اس ضمن میں ان کے بیانات سے ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں سے مایوس ہوئے تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا

ضروری ہے کہ اقبال قادیانیوں سے من حیث الجماعت 1933ء میں مایوس ہوئے لیکن انہیں تحریک قادیانیہ کے خلاف اپنا پہلا بیان دو سال بعد یعنی 1935ء میں جاری کیا۔ احرار یوں کی قادیانیہ سے پرانی عداوت تھی اور جب اقبال کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں سے مایوس ہوئے تو میں نے احرار یوں نے قادیانیوں کے خلاف ان سے مفاہمت کرنے کی کوشش کی ہو کیونکہ یہ صورتحال فریقوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بنتی تھی مگر اس صورتحال کے صحیح تجزیہ کیلئے میں نے امور بھی ذہن میں رکھنے چاہئیں، جنہوں نے مستقبل میں بالخصوص پنجاب کی مسلم سیاست پر اثر انداز تھا۔ یہ امور تھے: کیونل ایوارڈ، محمد علی جناح کے ہاتھوں 1934ء میں مسلم لیگ کا احیاء 1935ء گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت صوبائی خود مختاری کا مسئلہ، سر فضل حسین کی یونینسٹ پارٹی کا قیام اور پنجاب میں مسلم اکثریت کو بروئے کار لانے کے سلسلہ میں درپیش خطرات، ان امور کے نتیجے میں محمد علی جناح، اقبال اور پنجاب کے دیگر مسلم لیگی رہنماؤں، احرار یوں، یونینسٹوں اور احمدیوں کی سیاسی عزائم نے 1935ء تک جو شکل اختیار کی، اس کی روشنی ہی میں اقبال کے تحریک قادیانیہ کے بیانات کو پوری طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ اگر اقبال قادیانیوں سے 1933ء میں مایوس ہو گئے تھے تو انہیں برس انتظار کے بعد 1935ء میں قادیانیت کے متعلق اپنی تبدیلی رائے کا برملا اظہار کیوں کیا؟ فکر کی رائے ہے کہ جب قادیانیوں کے سیاسی عزائم واضح طور پر سامنے آ گئے تو اقبال نے قادیانیت کو بیزاری کا اعلان کر دیا۔ (26) آخر قادیانیوں کے کوئی سیاسی عزائم تھے تو کیا تھے؟ بالفاظ دیگر اگر اقبال علامہ المسلمین کیلئے تحریک قادیانیہ کے سیاسی عزائم سے کوئی خطرہ محسوس کیا تو وہ کیا تھا؟

یہاں یہ واضح کر دینا مناسب ہوگا کہ برصغیر میں سیاسی بیداری کے دور میں بھی تحریک قادیانیہ انگریزی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا دم بھرتی تھی۔ اپنے ابتدائی ایام ہی میں اس نے ہندو حرمت کا اعلان کر رکھا تھا اور اس سے مراد یہ لی گئی کہ قادیانیوں کے نزدیک انگریز کے ساتھ وفاداری اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ اس کے خلاف سیاسی آزادی کیلئے جدوجہد کرنا بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ تحریک قادیانیہ کا تعلق خالصتاً پنجاب کی سر زمین سے تھا پنجاب میں غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمانوں کی اکثریت تھوڑی سی تھی اور اس اکثریت کے بل بوتے پر یہاں کسی مستحکم مسلم وزارت قائم دے سکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا البتہ اگر مسلمانوں میں اتحاد برقرار رکھا جاسکے تو وہ مخلوط وزارت قائم کر سکتے تھے۔ چنانچہ پنجاب میں سر فضل حسین نے غیر فرقہ وارانہ سیاسی جماعت یونینسٹ پارٹی قائم کر رکھی تھی۔ سر فضل حسین کے والد کے مرزا قادیانی سے خاندانی مراسم تھے۔ جب سر فضل

خان سے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد واپس تشریف لائے تو ان کے والد انہیں ساتھ لے کر مرزا غلام محمد کے پاس گئے اور ان کیلئے دعا کی درخواست کی۔ (27) بعد میں 1926ء میں جب سر ظفر اللہ خان کی پارٹی کی کونسل کیلئے منتخب ہوئے تو مرزا بشیر الدین محمود (قادیانیوں کے دوسرے جانشین) نے انہیں پارٹی کی کونسل میں اور سیاسی میدان عمل میں سر فضل حسین کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے۔ (28) سر ظفر اللہ خان کہتا ہے:

”میں تو پہلے ہی میاں صاحب کا مداح اور ممنون احسان تھا اس لیے حضور کے ارشاد کی تعمیل میرے لیے آسان تھی۔“ (29)

سو پنجاب میں قادیانی جماعت نے سیاسی میدان عمل میں سر فضل حسین کی یونینسٹ پارٹی کے ساتھ تعاون کے ذریعہ اپنی سیاسی زندگی کی ابتداء کی۔ سر ظفر اللہ خان نے مرزا بشیر الدین محمود کی ہدایت و رہنمائی میں یونینسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور یہ تعلق آخر تک قائم رہا۔ سر فضل حسین کے بارے میں ان کے فرزند عظیم حسین کی تحریر کردہ کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی رائے سے اختلاف کرنے میں کو قطعی پسند نہ کرتے تھے اور اپنے ارد گرد صرف ایسے لوگوں کو دیکھنے کے خواہش مند تھے جو ان کی رائے میں ہاں ملاتے رہیں یا ان کی رائے سے اتفاق کرتے رہیں۔ سر ظفر اللہ خان بھی اسی سبب سے ان کے حضور نظر تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جو اصلاً ایک مذہبی جماعت تھی کو سیاسی وابستگی پیدا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جواب ہے، سیاسی قوت حاصل کیے بغیر کوئی بھی مذہبی تحریک نہ تو اپنا الگ تشخص برقرار رکھ سکتی ہے اور نہ اس کے اراکین کی تعداد میں اضافہ ہو سکتے کا امکان ہے۔ قادیانی جماعت نے یونینسٹ پارٹی کے ساتھ تعلق کس سیاسی مصلحت کے تحت قائم کیا تھا۔ اس سوال کا جواب بڑا آسان ہے۔ اول یہ کہ اس پارٹی ایک غیر فرقہ وارانہ سیاسی جماعت تھی، یعنی باوجود اس کے کہ اس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور اصولاً ایک سیکولر پارٹی تھی، جس میں قادیانی بحیثیت ایک مذہبی فرقہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے بھی ان اندر سے تقسیم کر کے اپنی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے تک اپنی علیحدہ حیثیت برقرار رکھ سکتے تھے۔ دوم یہ کہ یونینسٹ پارٹی انگریزی حکومت کی اطاعت کا دم بھرتی تھی اور اس کے ذریعہ قادیانی (جو ہندو انگریزی حکومت کے وفادار تھے) بظاہر علامہ المسلمین میں شمار ہوتے ہوئے وہ مناصب حاصل کر سکتے تھے جو مسلمانوں کیلئے مخصوص تھے۔ بہر حال اس زمانہ میں مسلم لیگ یا مسلم کانفرنس جیسی سیاسی جماعتیں عوامی نہ تھیں۔

اسی دور میں کشمیر کمیٹی میں اقبال کو خالصتاً قادیانی قیادت میں کام کرنے کا تجربہ حاصل ہوا۔ کشمیر

کمیٹی ایک عارضی تنظیم کی صورت میں عجلت میں بنائی گئی تھی۔ اس کا نہ تو کوئی دستور تھا اور نہ ضوابط۔ جب قادیانی ارکان پر الزام لگا کر وہ کشمیر کمیٹی کو کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ کی خاطر بھیجے رہے ہیں تو اس قسم کے الزامات کے تذکرے کیلئے تجویز پیش کی گئی کہ کشمیر کمیٹی کیلئے دستور اور ضوابط وضع کر لیے جائیں تاکہ کسی کو کسی کے خلاف شکایت کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ لیکن بجائے اس کے الزام کو غلط ثابت کرنے کیلئے قدم اٹھائے جاتے، قادیانیوں نے اس تجویز کو اپنے امیر کے اختیار اختیار کر کے اسے منظور کرنے کیلئے ایک چال تصور کیا اور مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی سے اس کی تصدیق دیا۔ جب اقبال کشمیر کمیٹی کے قائم مقام صدر منتخب ہوئے تو قادیانی اراکین نے ان کے ساتھ ہونے کے انکار کر دیا اور بقول اقبال ان پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کے نزدیک کشمیر کمیٹی یا مسلمانوں کی کسی بھی تنظیم کی کوئی اہمیت نہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق اگر وہ کسی وفاداری کے ساتھ ہوں تو صرف ان کی امیر کے ساتھ وفاداری ہے۔ پس اقبال پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ قادیانی اگر مسلمانوں کی کسی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں یقیناً منقسم ہوں گی۔ یعنی ان کی اولیٰں وہ اپنی جماعت کے ساتھ ہوں گی، نہ کہ ملت اسلامیہ کے ساتھ۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کی بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں میں اتحاد کی اشد ضرورت تھی۔ بعد ازاں اقبال کے کان میں قادیانیوں کے منہ سے نکلے ہوئی دو ایک ناخوشگوار باتیں پڑیں جن کے سبب وہ قادیانی جماعت سے بیزار ہو گئے۔ سب 1933ء میں ہوا لیکن اقبال نے قادیانیت کے خلاف اپنا پہلا بیان 1935ء میں جاری کیا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟

شیخ اعجاز احمد کا خیال ہے کہ 1935ء میں احرار یوں نے قادیانیوں کے خلاف ایک عام جلسہ چلا رکھی تھی۔ چنانچہ احرار یوں یا اپنے کسی قادیانیت کے مخالف حاشیہ نشین کے بھڑکانے پر اقبال نے قادیانیت کے خلاف مضمون داغ دیا۔ اس ضمن میں وہ اپنے بیان کی تائید میں عبد المجید سالک کا ذکر پیش کرتے ہیں۔ مگر راقم کی رائے میں شیخ اعجاز احمد اور عبد المجید سالک دونوں کا استدلال درست نہیں۔ اقبال نے قادیانیت کی تردید میں اپنا پہلا بیان کسی کے اسناد پر محض اتفاقی یا حادثاتی طور پر نہیں کیا بلکہ اس کے چند اہم محرکات تھے جن کا تعلق پنجاب میں مسلم سیاست کے مستقبل سے تھا۔ علاوہ ان کے بیان گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن کی تقریر کے جواب میں دیا گیا جس میں اس نے قادیانیت کے خلاف احرار کی ایجنسی نیشن کا حوالہ دیتے ہوئے مسلمانوں کو رواداری کا درس دیا تھا۔

ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے خطبہ میں قادیانیت کے خلاف مجلس احرار کے مظاہروں کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف مسلمانوں کو رواداری کی تلقین کی بلکہ قادیانیت کی باہمی نفاق پر انفسوس کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانان پنجاب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی بلند پایہ لیڈر پیدا کریں۔ پس تحریک قادیانیہ کے خلاف اقبال کا پہلا بیان ”قادیانیت اور صحیح مسلمان“ اسی کے جواب میں جاری کیا گیا۔

اس بیان کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اقبال نے ایمرسن کے درس رواداری کو مسلمانوں کے تمدنی مفاد سے بے خبری قرار دیا اور فرمایا کہ انگریزی حکومت کو اس بات سے غرض نہیں کہ مسلمانوں کا اتحاد اور رہتا ہے یا نہیں، کیونکہ اس کا مفاد تو صرف اسی میں ہے کہ نئے مذہبی کا جو بانی بھی ابھرے، وہ اس کا وفادار رہے۔ اس ضمن میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی خاطر انہوں نے اکبر الہ آبادی کو درج ذیل اعتراض بھی پیش کیا ہے

گورنمنٹ کی خیر یارو مناء
”انسا الحق“ کہو اور پھانسی نہ پاؤ

اقبال نے مزید کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اسلام کے باغی گروہ کو تو اپنے اشتعال انگیز عقائد کی جاری رکھنے کی آزادی ہو لیکن اگر ملت اسلامیہ کوئی دفاعی تدبیر اختیار کرے تو اسے رواداری کا دیا جائے۔ اگر انگریزی حکومت اس گروہ کی خصوصی خدمات کے سبب اسے پسند کرتی ہے تو اسے ان کی خدمات کا جو جی چاہے صلہ دے سکتی ہے مگر یہ زیادتی ہے کہ مسلمانوں سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ معاشرے کی سالمیت کے تحفظ کیلئے فکر مند نہ ہوں۔ (30)

شیخ اعجاز احمد، قادیانی حلقوں، سرفضل حسین یا عظیم حسین کے خیال میں اقبال نے قادیانیت کی مخالفت اپنی سیاسی اغراض کے حصول کی خاطر کی تھی لیکن اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ اقبال کی سب سے اہم سیاسی غرض مسلمانان برصغیر کے مفادات کا تحفظ تھی۔ نظریاتی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک ہے بڑا گناہ ہے کیونکہ مشرک اللہ تعالیٰ کی توحید، یکتائیت اور خودی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے اس کی پاداش میں دوزخ میں جھونکا جاتا ہے۔ لیکن اقبال کے ہاں امت محمدیہ یا ملت اسلامیہ کے مفاد کا رنگت، بحیثیت اور سالمیت کو پارہ پارہ کرنے والا تو اس کی اجتماعی خودی کا منکر ہے لہذا ایسا گناہ گار ہے دوزخ بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔

کیا اقبال نے اپنی کسی ذاتی غرض کی تحصیل کی خاطر یا احساس محرومی کے سبب تحریک قادیانیہ کی مخالفت کی تھی؟ شیخ اعجاز احمد یہ تحریر کرتے ہیں کہ اس زمانے میں چونکہ انگریزی حکومت نے اقبال کے سر فظرف اللہ خان کو مستقل طور پر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کر دیا تھا اس لیے اقبال نے قادیانیت کی مخالفت میں بیان جاری کرنے شروع کر دیے۔ یہ عذر کچھ اسی قسم کا ہے جو ہندو

اخبار ”ٹریبون“ نے اقبال کے خطبہ الہ آباد 1930ء کے موقع پر پیش کیا تھا۔ یعنی اقبال نے خطبہ علیحدہ مسلم ریاست کا تصور اٹھانا دیا کیونکہ حکومت برطانیہ نے انہیں پہلی گول میز کانفرنس میں مدعو نہ کیا تھا۔ اقبال نے اگر انگریزی حکومت کی ملازمت ہی کرنی تھی تو سر فضل حسین سے مل کر ان کی یونینس پارٹی سے آخری دم تک وابستگی قائم رکھتے۔ انگریز حکمران سر فضل حسین کرتے تھے۔ اس لیے 1932ء میں جب وہ چار ماہ کی رخصت پر گئے تو سر فضل حسین کی سرپرستی میں سر فضل خان کو عارضی طور وائسرائے کی کونسل کا رکن مقرر کیا گیا۔ (31) اسی طرح جب اکتوبر 1934ء میں مستقل طور پر سر فضل خان کے اس منصب پر تقرر کا اعلان ہوا تو اسے بھی سر فضل حسین کی سرپرستی میں سمجھا گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان کے ”زمیندار“، ”ویلیگی میل“ اور ”میں تندر تیز بیانات یا احرار یوں کی ایجنسی“ میں صرف سر فضل خان کے تقرر یا قادیانیوں کے خلاف تھی بلکہ سر فضل حسین اور یونینس پارٹی کے خلاف بھی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسی اثنا میں سر فضل خان کے خطبہ کے جواب کی صورت میں اقبال کو بھی یونینس قادیانی گٹھ جوڑ پر کھل کر تہرہ ہوا۔ موقع ملا اور انہوں نے قادیانیت کی تردید کے ساتھ ساتھ سر فضل حسین کے کردار پر بھی کڑی تنقید کی۔ سر فضل حسین پر الزام لگایا گیا کہ وہ انگریز حاکموں کے اشارے پر شہری دیہاتی تفریق کے قادیانیوں کو آگے بڑھا کر پنجاب میں مسلمانوں کے اتحاد پر ضرب کاری لگا رہے ہیں۔ سر فضل خان وائسرائے کی کونسل میں سر فضل خان کے تقرر پر مسلمانوں میں اضطراب سے بخوبی آگاہ تھے۔ انہوں نے اپنے خط مورخہ 24 ستمبر 1934ء بنام سر فضل خان میں اس اضطراب کی وجوہات بیان کی ہیں لیکن ساتھ ہی تحریر کیا: (32)

”اب انہوں نے اپنی تمام تر توجہ میری طرف مبذول کر لی ہے اور کہتے ہیں کہ زیادہ عرصہ تک اونچے منصب پر فائز رہنے کے سبب میں مسلم رائے عامہ سے بے پروا ہو گیا ہوں اور میں نے آمرانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ خیر، مجھے توقع ہے کہ اب تک آپ کے تقرر کا فیصلہ ہو چکا ہو گا، گو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ تقرر کے اعلان سے مخالفت ختم ہو جائے گی، بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ ختم ہو جائے گی۔ بہر حال میں دیکھوں گا کہ اس کے خاتمے کیلئے کیا قدم اٹھانے چاہئیں۔“

اقبال کی اگر وائسرائے کی کونسل کی رکنیت میں دلچسپی تھی تو سر فضل حسین کی ڈائری یا فائلوں میں ان کا کہیں ذکر ملتا عظیم حسین کی تصنیف میں اس کی طرف کوئی اشارہ ہوتا۔ دراصل عظیم حسین کا کہنا یہی ہے کہ ان کے والد سر فضل حسین اقبال کو انگریزی حکومت میں کسی بلند عہدے پر فائز نہ کر سکا۔ ان کا بار بار کوشش کرتے تھے۔ مگر اقبال ہر بار انگریزی حکومت پر تنقید چینی کر کے حکومتی حلقوں کا اعتماد

اس ضمن میں شیخ اعجاز احمد میاں محمد شفیع (م۔ش) کے بیان کو سند کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن ایام میں سر فضل حسین کے جانشین کے تقرر کا معاملہ زیر غور تھا تو وائسرائے لارڈ کرزن نے ایک ملاقات میں اقبال کو یہ کہہ کر کد اب ہم اکثر ملتے رہیں گے، سر فضل حسین کی جگہ ان کے کسی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ راقم کو اس روایت کی صحت پر کئی اعتراض ہیں۔ اول یہ کہ 1934ء میں میاں محمد شفیع (م۔ش) سے اقبال کے کسی قسم کے روابط قائم نہ ہوئے تھے بلکہ اس زمانے میں میاں محمد شفیع (م۔ش) کو جاننے تک نہ تھے۔ دوم یہ کہ ان دو سالوں میں ایسی کوئی شہادت راقم کی نظر نہیں گزری جس سے ثابت ہو سکے کہ اقبال کی لارڈ ولنگٹن سے ملاقات ہوئی تو کہاں ہوئی تھی۔ کہ جس روایت کا شنید پر انحصار ہو اور جس کی تائید کسی واقف حال معاصر شخصیت کے بیان یا کسی ذریعہ سے نہ ہوتی ہو وہ تحقیقی نقطہ نگاہ سے قابل اعتماد نہیں سمجھی جاسکتی۔

مئی 1935ء میں جب قادیانیت کے خلاف اقبال نے اپنا پہلا بیان جاری کیا تو گلے کا عارضہ ان کے ذہن پر بڑھ کر اس کی مدت گزر چکی تھی۔ بھوپال سے برقی علاج کا پہلا کورس مکمل کر کے واپس آئے تھے۔ آواز بہت ٹیخ تھی۔ صحت مسلسل گر رہی تھی اور مستقل طور پر صاحب فراش ہو چکے تھے۔ ایام میں سردار بیگم کی تشویش ناک بیماری، پھر ناگہانی موت اور نابالغ بچوں کی نگہداشت وغیرہ

حکام خان ناظر اصلاح و ارشاد و صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ، مزید دیکھئے اس کتابچہ پر تبصرہ

چنان مورخہ 27 مئی 1974ء صفحات 17، 24، 25۔

14:- اقبال نامے اخلاق، اثر بھوپال صفحات 76، 77۔ یہ خط اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ
ال صفحات 386، 387 پر بھی موجود ہے لیکن اس میں یہ فقرے ”مگر افسوس کہ دینی عقائد کی رو
دانی ہے تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا
حذف کئے گئے ہیں۔

15:- باقیات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحہ 129۔

16:- معاصرین اقبال کی نظر میں صفحہ 232۔

17:- ایضاً صفحات 232 تا 241۔

18:- باقیات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحہ 163 تا 165۔

19:- معاصرین اقبال کی نظر میں مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحات 231، 232، 241،

20:- خطوط اقبال مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی صفحہ 45۔

21:- روایات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی صفحہ 45۔

22:- خط کے اقتباس کے لئے دیکھئے مضمون ”سر سید احمد خان، شمس العلماء مولوی میر حسن

اور مرزا غلام احمد قادیانی“ از کلیم اختر مفت روزہ چنان مورخہ 17 نومبر 1975ء صفحہ 27۔

23:- صاف گو مسٹر جناح (انگریزی) صفحہ 53۔

24:- اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات

174 تا 176۔

25:- اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ اے آر طارق (انگریزی) صفحات 101۔

26:- خطوط اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی صفحہ 124۔ اقبال اور قادیانی از نعیم آسی۔ اقبال

انیت از شورش کشمیری۔ اقبال نے انھیں اپنے مقالے ”مسلم کیونٹی کے انگریزی مسودے کے حاشیہ

”میکین“ قرار دیا ہے۔

27:- تحدیث نعمت از سر ظفر اللہ خان صفحہ 10۔

28:- ایضاً صفحہ 237۔

29:- ایضاً صفحہ 237۔

ایسے مصائب و آلام نے انہیں بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ آواز کی خرابی کے سبب تقریباً دو سال
وکالت بھی چھوٹ چکی تھی۔ یہ درست ہے کہ اقبال کو مالی فراغت یا آسودگی کبھی نصیب نہ ہوئی
1934ء اور 1935ء میں تو بوجہ علالت وہ اس قابل ہی نہ رہے تھے کہ وائسرائے کی کونسل کی
قبول کرتے۔ اس حالت میں یہ کہنا کہ اقبال وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت کے امیدوار
اس منصب پر تقرری کے خواب دیکھ رہے تھے اور جب ان کی بجائے یہ منصب وزیر ہند
خان کو سونپ دیا تو وہ انتقاماً قادیانیت کی مخالفت میں بیانات جاری کرنے لگے، اصل حقائق
خبری ہے یا انہیں تعصب کی عینک سے دیکھنے والوں کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ (33)

کتابیات:

1:- اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ جلد اول صفحہ 354۔

2:- مکتوبات اقبال مرتبہ سید نذیر نیازی صفحہ 270۔ یہ کبھی بھی شائع نہ ہوا۔

3:- بیان کے انگریزی متن کے لئے دیکھئے اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ

طارق (انگریزی صفحات 91 تا 98)

4:- ایضاً صفحات 99 تا 104۔

5:- ایضاً صفحات 105 تا 108۔

6:- اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات

174 تا 176۔

7:- انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار صفحات 45-46۔

8:- اسلام اور احمدیت کے انگریزی متن کے لئے دیکھئے اقبال کی تقریریں، تحریریں اور

بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات 176 تا 199۔ اقتباس صفحہ 177 سے لیا گیا۔

9:- ایضاً صفحہ 200۔

10:- مکتوبات اقبال مرتبہ سید نذیر نیازی صفحہ 315۔

11:- اقبال اور انجمن حمایت اسلام از محمد حنیف شاہد صفحات 131 تا 136۔

12:- مضمون ”قادیانیت اور علامہ اقبال“ نوائے وقت مورخہ 13 اپریل 1954ء

13:- دیکھئے کتابچہ بمشتمل چودہ صفحات بعنوان ”احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں“

30:- اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ اے آر طارق (انگریزی) صفحات 95-96

31:- فضل حسین ایک سیاسی بیگرا نی از عظیم حسین (انگریزی) صفحات 313-314

میاں فضل حسین کی ڈائری اور نوٹس مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد (انگریزی) اندراجات ڈائری سورہ 17 مئی 1932ء صفحات 138-140

32:- فضل حسین ایک سیاسی بیگرا نی از عظیم حسین (انگریزی) صفحات 314-315

حسین کی ڈائری اور نوٹس مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد (انگریزی) صفحات 154-

33:- احمد یوں کو چونکہ ہندو اور سکھ مسلمان کہتے تھے اس لئے قیام پاکستان پر اہم ہوں

بھی دیگر مسلمانوں کی طرح مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لی اور قادیان کے سرگودھا کے نزدیک ربوہ کو اپنا مرکز بنایا۔ پاکستان ہینڈلز پارٹی کی حکومت کے دوران 1974ء میں اس کی ترمیم کے ذریعہ انھیں غیر مسلم یا ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دے دیا گیا اور 1984ء میں عدالت کی طرف سے حکومت نے تعزیرات پاکستان میں ایک ترمیم کے ذریعہ ان لئے اسلامی اصلاحات کا جرم قرار دے دیا۔

مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازیؒ:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے سزا موت کا فیصلہ سن کر کہا: ”بس! اس سے بھی بڑی سزا ہے تو دے لیجئے، میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔“

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنی اسیری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی پر فخر ہے کہ جب تحریک ختم نبوت کے مقدمے کے بعد میری رہائی ہوئی تو پولیس والوں نے میری عمر پوچھی، اس پر میں نے کہا تھا: ”میری عمر وہ سات دن آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر بھائی کی کوٹھڑی میں گزاری ہیں، کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی اگلے زندگی پر ناز ہے۔“

محمد کمال

قادیانی اُمت اور پاکستان

قاتل خواب:

میں بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔ ایک لولے لنگڑے فقیر نے آگے بڑھ کر کہا۔
”بابو، خدا کے لئے یہیں رُک جاؤ۔“
غیر متوقع مداخلت سے میں گھبرا سا گیا۔ وہ بولا
”ڈرومت میں کوئی غیر نہیں، تمہارے وطن ”پاکستان“ کا متحرک نقشہ ہوں۔“
ارے کیا؟ میں بے ساختہ چیخ اٹھا۔

اب کے وہ کہہ رہا تھا۔

”مجھے سے ایک دردناک حادثہ سنئے۔ کل میں مینار پاکستان کی طرف جا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آزادی چوک کے بیچ میں ایک لاوارث میت پڑی ہے۔ میں بالکل قریب پہنچ گیا۔ چپکے نقوش والی ایک عورت باوازی بلند نفرت سے کہہ رہی تھی۔ ”ہندوستانی مسلوں کے قائد کا متعفن لاش۔۔۔ مجھے گھن آتی ہے۔“
بعد ازاں معذور شخص یہ کہتے ہوئے مقبرہ اقبال کی طرف چل پڑا۔

”ایک بات یاد رکھنا، جب تم خانہ خدا میں داخل ہوئے تو بلند یوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا تھا۔ اگر منہ پھیر کے چلے ہو تو دیکھتے نہیں کہ پستیاں تمہارا مقدر بن رہی ہیں۔ ملت اسلامیہ کا سانحہ یہی یہی ہے۔“

میرے قدم بو جھل ہو رہے تھے۔ دل کی دھڑکنیں بھی ڈوبنے لگیں۔ بے خیالی میں نگاہیں اچانک ان کی جانب اٹھ گئیں۔ ذرا دور سرسکندر حیات کی ٹرٹ کے اوپر پھٹے پرانے سُرخ جوڑے میں ملبوس ایک خوب روڈو شیزہ بیٹھی ہے۔ بد تمیز کہیں کی آداب شہنشاہی سے بھی آگاہ نہیں۔ اس سے کوئی پوچھے؟ بھلا یہی کسی پارک کی نشست ہے۔ جس پر لیٹے تم کسی کو صدائیں دے رہی ہو۔ میں اس حشر بجاں منظر سے

کڑھ رہا تھا کہ میرے کان میں کسی نے سرگوشی کے طور پر کہہ دیا۔

یہ فتنہ فروش حسینہ درحقیقت تاریخ کا مرثیہ اور عبرت کا موقع ہے۔ جس نے اس کی چٹائی پر بھر مصروف ماتم رہا۔ غالباً تمہارا احساس زندہ ہے۔ پکھل پکھل کر مر جاؤ گے۔ اپنی قوم کے ہم وطنوں کی جیو۔ فکر فرماؤ نہ احساس زیاں رہے۔ وگرنہ مقدور ہو تو درویش لاہوری کے مرتد کی جبین پر مسلمانان کا یہ نوشتہ نقد پر ٹھکرا دینا۔

”تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں“

مقتول تعبیر:

لاہور سے بجانب مغرب سرگودھا روڈ پر ایک مصروف قصبہ ربوہ (موجودہ چناب نگر) واقع ہے۔ یہ قادیانی اُمت کا دوسرا بڑا مرکز ہے اسے چنیوٹ سے چند فرلانگ آگے سڑک کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں بڑے سلیقہ سے آباد کیا گیا۔ ربوہ کی 1033 ایکڑ مسات کنال آٹھ مرلے اراضی پر گورنر سرفرانس موڈی کی خاص دلچسپی سے قادیانی جماعت کو عطا کی گئی۔ ایک آنہ فی مرلہ میں سواری ہوا تھا۔⁽¹⁾ یہ 14 ستمبر 1948ء قائد اعظم کے سانحہ ارتحال سے فقط تین یوم بعد کی بات ہے۔ جب باقاعدہ آباد کاری ہوئی۔⁽²⁾ تب اس جگہ کا نام موضع دگیاں تھا۔ اس کے مشرق میں کوٹ احمد شاہ جنوب کی طرف دریائے چناب، شمالاً موضع چھنی کھی اور جانب مغرب چھوٹا سا گاؤں احمد نگر موجود ہے۔ یہ قہار ربوہ کا محل وقوع جو دریائے چناب کے ساتھ سلسلہ کوہ کے بیچ میں بسا۔ بالفاظ دیگر اسے قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر کہا جاسکتا ہے۔ جس میں چند برس پہلے تک کوئی غیر قادیانی داخل ہو سکتا تھا اور وہ اسے اپنا مکان خریدنے کی اجازت تھی۔ نیز وہاں کے جماعتی احکام کی اجازت خاص کے بغیر قیام کی قانونی جرم تھا۔ یہاں کی شاہراہ عام سے دائیں جانب مرزاٹیوں کے ہشتی قبرستان کی طبع کاریاں تھیں اور فریب ہیں۔ قطار اندر قطار قبریں، لوح مزار پر مکمل تعارف، رکنیت عہدہ اور حوالہ وصیت کے علاوہ خدمات کی طویل فہرست بھی مندرج نمونوں میں ہمہ رنگی، سائز میں یکسانیت یہاں فین تعمیر کے لحاظ سے سنگ مرمر، مینا کاری اور پختہ مصالے کے نادر شاہکار پائے جاتے ہیں۔

برستے پتھروں کی ہارش میں

میں آئینے اٹھائے پھر رہا ہوں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چلتے چلتے قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی دیکھا آئیں۔ چند برس تک اس کے سرہانے نصب کتبہ پر یہ عبارت کندہ تھی۔

”جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے۔

جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کریں۔“⁽³⁾

دراصل مرزائی ملت کے امیر ثانی کی لوح مزار کا یہ اقتباس اسلام کے خلاف انگریزوں کی گہری سازش کا پورا خلاصہ ہے۔ تلخیص سے مکمل آگاہی کے لئے ہمیں طوالت میں جھانکنا پڑے گا، کہ اس کاری میں سے جنہیں تاریخ آج تک خون آلود کیوں ہے؟ یہ ناک کس غرض سے رچایا گیا تھا؟ ہم نے مرزائیت کا شناختی کارڈ ترتیب دینا ہے۔ جس میں ان کے مکمل مستند اور مصدقہ کوائف درج ہوں۔ ہم چاہتا ہے کہ حکومت پاکستان پر ان کی ذہیت آشکار ہو۔ اب اہل وطن کے سامنے اس گروہ کی سیاسی و فکری پلاننگ کو بے نقاب ہو جانا چاہیے۔

قادیانیوں کے بھیاں ک کر دار کو جامہ الفاظ فقط اس لئے پہنا رہا ہوں کہ ملکی اقتدار کے مجنوں کی انھیں کھل جائیں۔ شیریں صدارت و سوغی وزارت کے چاہنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ صرف انہوں کا قضیہ نہیں۔ خود فرہاد اور مہینوال بھی اپنے اپنے کید و کیڑ میں ہیں۔

راٹھیا اگر بانسری بجاتا رہ گیا تو بچاری ہیر کھڑوں کے جملہ عروسی میں سسک سسک کر دم توڑ گئی۔ ہاں کو خیر چلے کہ اب سسی کی زلفوں کے سائے میں بیٹھ کر شراب پینے کا موسم نہیں۔ اس لئے کہ اگر مرزا اپنے دشمنوں کے قدموں کی چاپ سے بیگانہ رہے تو نازک اندام ”صاحبان“ حملہ آوروں کا راستہ بھلا کیسے روک سکتی ہے؟

بہزہ پامال سے بھی وجہ بربادی نہ پوچھ

بات چل نکلی تو پھر یہ باغباں تک جائے گی

کالی بھیڑیں اور پاکستان:

پاکستان اس معصوم بچے کی مانند ہے۔ جسے دست قدرت نے زمانہ شیر خواری میں ہی حقیقی ماں کی لڑائی شفت سے اٹھا کر سونپ لی ماں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اور وہ آج تک ماضی کے ان ایام محبت کی رائیں تڑپ رہا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھتی ہے بیگانے ہی بیگانے نظر آتے ہیں۔ یقیناً اسلام کا یہ قلعہ و گنجائش راہ کی ذاتی خواہشات کے زخموں میں ہے۔

قائد اعظم رحمہ اللہ اور مرزائیت:

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم رحمہ اللہ محمد علی جناح اپنے آخری سانسوں تک مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑتے رہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا کہ اگر اسلامی حکومت کے قائم کرنے کے لئے ایک میز

میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار
(6) شومئی قسمت کہ قافلہ وقت تیزی سے رواں دواں رہا اور قائد اعظم کو موذی مرض اور فرشتہ
خدا نے اس کی مہلت نہ دی وگرنہ آپ اس خطرے کا ابتداء میں ہی حل ڈھونڈ لیتے اور قوم آئندہ تباہیوں
میں محفوظ ہو جاتی۔

درد کے زیر اثر تابہ سحر بولیں گے
میں رہا چپ تو مرے زخم جگر بولیں گے

شہید ملت سے بھٹو مرحوم تک:

”ربوہ کا سنگ بنیاد قائد اعظم کی وفات کے تین دن بعد رکھا گیا۔ اور یہاں کی اراضی کا باقاعدہ
انجمن احمدیہ کے نام 29 نومبر 1949ء کو ہوا۔ یہ لیاقت علی خان مرحوم کے عہد کی نہایت ہی تلخ
(7) یاد ہے۔“

ميجر رینارڈ میر افضل پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان صاحب کے
بارے میں بہت سے مضامین لکھ چکے ہیں۔ اس سے متعلق نوائے وقت 1979ء میں ان
کے متعدد آرٹیکل شائع ہوئے۔ جن سے سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ حال ہی میں
انہوں نے ”لیاقت علی کا قتل تصویر کا ڈھنڈلا پہلو“ کے عنوان سے ایک اور انکشاف کرتے
ہوئے اپنے کالم میں لکھا ”اب آئیں مل کر لیاقت علی کے دور حکومت سے یہ نتائج نکالیں
کہ لیاقت علی نے ہمیں کتنی اسلامی غیرت دی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنائے گئے
ملک میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کتنی پابندی کی اپنے محسن قائد اعظم محمد علی جناح
کے ساتھ زیارت میں آخری ملاقات کی تو بقول مس فاطمہ جناح اس کے بعد قائد اعظم
پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئے؟ اور وہ کیوں زندہ نہ رہنا چاہتے تھے۔۔۔ لیاقت علی کی
سفارش پر ممتاز دولتانہ نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے کنارے زمین دی۔ جہاں
انہوں نے ایک جھوٹے نبی کا مرکز (ربوہ) بنایا“ (8)

فاضل صاحب مضمون نے زیر نظر سلسلے کی بہت سی کڑیاں گنوائیں ہیں۔ جن کی یہاں گنجائش نہیں۔
ادب کی دوا ہم کتب میں بھی بالوضاحت بعض راز ہائے سربستہ سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ (9)

جب پاکستان کی باگ ڈور خواجہ ناظم الدین جیسے لوگوں کے ہاتھ میں گئی تو برطانوی عہد کے مہروں
کی قسمت جاگي۔ خواجہ صاحب عوامی احتجاج کو مسلسل یہ بہانہ بنا کر ٹالتے رہے کہ ہمیں گندم درکار ہے

کے برابر بھی جگہ ملی تو مجھے قابل قبول ہوگی۔ (4) انہیں آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ سے
عقیدت اور والہانہ لگاؤ تھا۔ انہوں نے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کی۔ تاہم ان کا اصل میدان
اور قانون تھا۔ وہ زندگی بھر مذہبی اختلافات میں نہیں اُلجھے۔ خاندانی نا طے سے بابائے قوم کا مسل
کسی فرقے سے تھا لیکن کسی بھی موڑ پر انہوں نے آبائی مسلک سے دلچسپی نہ جتلائی یہ مرد آئین
پکا اور سچا مسلمان تھا اور ہمیشہ اسلام کی بات کرتا رہا۔

اب سوال یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ اس نظریاتی مملکت کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی کیوں
گیا؟ جواب پہلا حصہ یہ ہے کہ

”بانی پاکستان کو حصول آزادی کی خاطر بعض ناگوار معاہدات اور سخت شرائط پر بھی مجبور
دستخط کرنا پڑے آپ کے پاس وقت کم تھا اور کام زیادہ۔ انہوں نے غلامی پر لو لے لنگڑے
پاکستان کو ترجیح دی ان کے نزدیک پروانہ خود مختاری مل جانا ہی محرومیوں کا مداوا تھا۔ تاکہ
جاتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا اور دھمکی دی کہ جب تک
یہ اعلان نہیں کیا جاتا، اختیارات کی منتقلی نہ ہو سکے گی۔ انہی مسائل کے سبب قائد اعظم
نے علاوہ اس کے پاکستان کا پہلا وزیر قانون بھی سردار جوگندر ناتھ منزل کو مقرر کیا
تھا۔“ (5)

اس حوالہ سے آپ کو مور دا الزام ٹھہرانے والے خود قصور وار نکل آتے ہیں۔

”دوسرے جزو کی رو سے سیاسی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بعض مسلم لیگی کارکنوں کا کہنا
ہے کہ سر میاں فضل حسین کی سفارش پر ظفر اللہ خاں چودھری کو وائسرائے کنسل میں لیا جانا
ایک باقاعدہ سازش تھی۔ ایک مدت تک اسے سیاسی تربیت دی جاتی رہی اور باقی آزادی
ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ سر ظفر اللہ خاں کو چارو چارو وزارت خارجہ کا قلم دان سونپنا پڑا۔“

اس باب کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ قبل ازیں مرزا یوں کی منافقت کا کوئی عملی تجربہ نہ تھا۔ اور قائد اعظم
ان کے خطرناک عزائم سے مطلقاً علم تھے۔ اگر بطور غائر دیکھا جائے تو آپ جیسے مخلص لیڈر اور
شخصیت کی نیت پر شبہ کیا جانا درست نہیں۔ انہوں نے تو ہر دورا ہے پر اپنی عظمت کردار سے ہر
خواہی ثابت کیا اور مسلمانان ہند کے روشن مستقبل کی خاطر اپنی جدوجہد کے عملی ثبوت دیئے۔ جب کہ
حقیقت بھی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہے کہ جب تک آپ بقیہ حیات رہے، اس گرد و گھول
کھیلنے کی اجازت نہ تھی۔ اور یہ بھی ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ قائد اعظم نے 1948ء میں
صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں

اور قادیانیوں پر پابندیاں عائد کرنے کی صورت میں امریکہ سے خیرات منل سکے گی۔

ملک غلام محمد صاحب اور جناب فیروز خان نون کو دین سے دلچسپی تھی نہ ملک سے کوئی نفس کے گھوڑے پر سوار تھے جو ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔ سابق صدر و میجر جنرل اسکندر مرزا کو ڈیفنس سیکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ ان کا شجرہ نسب چند پشتوں کے واسطے سے بنگال کے نندارا عظم سے جاملتا ہے۔ (10)

یہ کس قدر ستم ظریفی ہے، جن کی ایمان فرودیشیوں سے اسلامی حکومت کا چراغ گل ہوا۔ زنجیریں کٹ جانے پر زمام اقتدار انہی لوگوں کے ہاتھ آئی یہ شخص بھی اپنے آباء کے حال و عادات و خصائل سے کچھ مختلف نہ تھا۔

جب 1953ء کی تحریک راست اقدام سر پر گئی تو مرزا صاحب کو اکثر یہ فرماتے سنا کہ کی غلطی ہے کہ اس نے ان ملاؤں کو چھانی نہیں دی۔ ہمارے مشورہ کے مطابق چندہ میں علماء کو رکھ دیا جاتا یا گولی سے اڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جاتی جس میں وزارت بر خاست کی گئی، اس رات گورنمنٹ ہاؤس میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا۔ مجھے یہ فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہو گیا ہے یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ وہاں کتنی لاشیں پھال کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی۔ (11)

ایوبی دور میں مرزا نیت کو پر پھیلانے کا سنہری موقع ملا۔ سر ظفر اللہ خاں عالمی عدلیہ انصاف بن چکا تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خان پر شب و روز آمریت کا بھوت سوار رہا۔ چونکہ وہ فوج سے متعلق اس لئے وہ ”نو“ (NO) سننا ہرگز گوارا نہ کرتے اس پر ایک اور حادثہ ہوا۔ ایوب خان کے عہد ربوہ کے قصر خلافت میں آنا جانا ہو گیا یہاں سے انہیں ضرورت کی ہر ”شے“ مل جاتی تھی۔ ان کی عیاشیوں کے ریلے میں ڈوب گئیں۔ یوں پریذیڈنٹ ہاؤس اور قصر خلافت کے درمیانی فاصلے سد رہ گئے۔ زیادہ قربت ہوئی تو حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اخبارات کے نام اس سرکلر جاری کر دیا کہ اشارات، کنایہ، یا تفصیلاً و اجمالاً کسی بھی طرح قادیانی فرقے پر خفی دہلی ہو جائے۔ خلاف ورزی کا مرتکب قانون کی رو سے مستوجب سزا ہوگا۔ (12)

دوسرے موقع پر صدر ایوب کی حکومت نے ایڈووکیٹ جنرل کی معرفت لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیان دیا کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک ہیں۔ (13) ایوبی صدارت کے دور میں زرعی اصلاحات اور محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قادیانی سربراہ کی زمین اس قانون سے مستثنیٰ کر دی گئی اور کہا کہ یہ زمین جو ان کے نام ہے۔

ملک کی ملکیت ہے جو زرعی اصلاحات کے دائرہ میں نہیں آتی۔ (14)

دستا نے اتارو تو لہو رنگ ہیں بچے

یہ ظاہری انسان درندے کی طرح ہے

جناب آغا بچی خان اپنے پہلو میں ایک بے قرار دل رکھتے تھے۔ اگر کوئی نوجوان نہ جیسنے پر آمادہ دیتی تو انہیں چین سا آجاتا۔ صدر صاحب کو آشوب چشم کی بھی شکایت تھی۔ اس لئے وہ اکثر اپنی ہاتھ سینوں کے گرم سانسوں کے لو سے سینکتے، قادیانی امت اپنے محسن ایوب خان کے جانشین کو خوش آمدید کہتی کیونکہ ممکن تھا۔ لہذا بچی صاحب شب و روز رنگ رلیاں مناتے رہے سنا ہے۔ صدارتی محل کے والے پر مرزائی خدمت گار باری باری کھڑے ہوتے تھے اور صنف نازک کے تحفے برابر پیش کئے جاتے کہ کہیں صدر صاحب کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ابھی یہ مکر وہ کھیل جاری تھا کہ ہمارا مشرقی بازو کٹ گیا۔

مرحوم وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 4 ستمبر 1970ء کو میجر عزیز بھٹی کے مقام پر شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک (قادیانی) کی کارروائی چاہئے۔ اگر یہ اب نہ ہوا تو جب پینل پارٹی برسر اقتدار آئے گی۔ ان کی یادگار ضرور قائم کرے گی۔ (15) آئندہ صفحات میں جنرل مذکور کا تفصیلی تذکرہ آنے والا ہے۔ مگر چونکہ مرزائیوں کو غیر مسلم امت قرار دیئے جانے کا فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے عہد حکومت میں ہوا تھا۔ اس لئے ان کی ذات کو تلخ تبصرہ احسان فراموشی و ناقدری ہے۔ گواہندہ قادیانیوں کے خیر خواہ تھے۔ لیکن وقت کے خد خیالات بھی بدل جاتے ہیں۔ 11 جون 1974ء کی رات ان کے خطاب نے عوام کو بے حد متاثر کیا۔ ان کی یہ جذباتی تقریر بہت پسند کی گئی۔ وزیر اعظم نے فرمایا۔ جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے اور قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کا شرف انشاء اللہ انہیں حاصل ہوگا اور یہی اعزاز انہیں ہمارے حضور سرخرو کر دے گا۔ (16) یہ کہا جاسکتا ہے کہ بھٹو صاحب نے اس مذہبی فیصلے سے سیاسی لحاظات اٹھانا چاہے۔ مگر پہلوں نے ایسا کیوں نہ کیا؟ تاہم اس خیال میں صداقت کے پہلو موجود ہیں کہ عوام کے فکری انقلاب اور زبردست احتجاج نے انہیں سوچنے پر مجبور کر دیا۔ یہ آئینی اقدام نہ صرف درست تھا۔ بلکہ پاکستان بھی متعدد خطرات سے بچ گیا۔

انہیں افسانہ غم ڈرتے ڈرتے

سنایا کچھ کہیں سے، کچھ کہیں سے

ہم کالی بھیڑوں کی ذہنیت کا ماتم کر چکے، دیکھنا ابھی باقی ہے کہ سیاسی فتنہ نظر سے قادیانیوں کے اراد و کار کیا تھے۔ مرزا تمام زندگی انگریزوں کی کفش برداری پر نازاں رہا۔ ایک ایک لمحہ ان کی مدح ثناء

اداری کے نام پر نرم گوشہ رکھتا تھا) اس میں مندرج ہے۔

”1945ء سے لے کر 1947ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو نیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔“ (18)

یہ جذبہ ان کے دلوں میں واقعتاً کارفرما تھا۔ وہ ہر قیمت پر حکومت کی باگ ڈور خود سنبھالنا چاہتے تھے خواہش ابھی تک سینوں میں بیدار ہے۔ ”الفضل“ کی اشاعت خاص میں اس گمراہ ٹولے کے اہلکاروں کی ایک تقریر کا یہ جزو خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہئے۔

”ہم احمدی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔“ (19)

آگے چل کر جب یہ تمام آرزو روگ بن جاتی ہے تو بیان ہوا۔

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے۔ تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔“ (20 الف)

”یہ کانٹے“ کیا بلا ہے؟ ایک اصطلاح ہے جو ابھی آپ کے ذہن نشین ہو جائے گی۔ مزید ملاحظہ ہو۔ اس سے تین برس قبل حور و قصور کے دلدادہ خلیفہ اپنے انداز میں بڑبڑاتی ہوئی چکے تھے۔

”ملکی سیاست میں خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی رہنما نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔“ (20 ب)

شاید کسی سبب سے یہ امید بندھ چکی تھی کہ محض خود کو طفل تسلی دے رہے تھے یا پھر دنیاوی لالچ اور مستقبل کی امید پر اپنے پیروکاروں کو ثابت قدم رکھنے کی پلاننگ تھی ایک اور جگہ مقرر قادیانی نے اس میں بوضاحت یہ الہامی پیش گوئی مرقوم ہے۔

”نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“ (21)

جماعت احمدیہ کو اپنے سیاسی عزائم کے بارے میں صوبہ بلوچستان سے کس قدر گہری دلچسپی ہے۔ اس سے وہ اسے مرزائی شئیٹ میں بدلنے کے کیسے ناپاک منصوبے بناتے رہے ہیں؟ اس کی ایک مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مندرجہ ذیل بیان میں موجود ہے۔

”بلوچستان کی آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت احمدیہ اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں

میں گزارا۔ ایسی صورت میں ان کے امتی یہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ سفیدان مغرب اس سرزمین میں جائیں۔ اس کا تذکرہ گزشتہ باب میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ آچکا ہے ان صفحات میں واپس آنے کے ساتھ ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گروہ مذکور مختلف ادوار میں کیا سیاسی عزائم رکھتا تھا۔ چاہئے، قادیانی جماعت اور دیگر سیاسی و مذہبی پارٹیوں میں نمایاں فرق ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلامی جماعتیں قیام پاکستان کی مخالف تھیں۔ لیکن ان میں کسی ایک کی فکر و سوچ کو پوری تنظیم کا مسئلہ جاسکتا وہاں اختلاف رائے کا حق محفوظ ہے گا۔ یہ لوگوں کے سیاسی عقائد میں تبدیلیاں رونما رہی ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد متعدد مخالف رہنماؤں نے اپنا

سرزمین سے ہی وابستہ کیا۔ انہیں اپنی غلط پالیسیوں کا اعتراف تھا۔ اب ان کی نیت پر شبہ کیا جاتا ہے کہ گویا ایک ایسی مذہبی و سیاسی جماعت بھی موجود ہے جس کے افراد علامہ اقبال اور قائد اعظم سے ملحقہ حاصل کرنے کی بجائے ہر بات میں اپنے مخصوص قائدین کی آراء کے منتظر رہتے ہیں۔ (17)

سلسلہ سے منسلک اشخاص کا رنگ خدا ہے۔ یہ مرزا کو محمد و وقت، مہدی معبود، مسیح موعود، کرشن رام اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قادیانی مستدرج کی زبان کا ایک ایک حرف، وحی الہی اور اللہ کے نوک قلم سے نچکا ہوا لفظ لفظ نوشتہ تقدیر ہے۔ قادیانیت کے عقیدہ میں۔

”مرزا کے جانشین زمین پر نائب خدا ہیں۔ انہیں ہر بات الہامی سند کی صورت میں عطا ہوتی ہے۔ ان کے تمام افعال خدائی حکومت قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نیز قادیانی خلفاء ہر وقت مشیت ایزدی کی تائید حاصل رہتی ہے“

اس لئے وہ فطرتاً اس کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ہمارے مذہبی آقاؤں کے ارشاد و احکام بحرف سچ ثابت ہوں۔ یہ بات اچھی طرح ان کے اذہان میں جاگزیں ہے کہ الہامات کی صداقت ہر قادیانی کا دینی فرض ہے۔ اور وہ اس کے لئے ہمہ وقت کوشاں بھی رہا کرتے ہیں۔ لہذا ان کے قادیانی جرائد کے تبصرے اور مذہبی رسالوں کی عبارات کو عام حالات پر قیاس کرنا داناتی نہیں ہے۔ اگر مبینہ نکتے کو مد نظر رکھا گیا تو میں اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ بد قسمتی سے کوئی ہماری قائد اعظم کے مقبرے پر پاؤں کی ٹھوکریں لگانے نہ آجائے۔ جب وہ بابائے قوم کے مزار پر کھڑے کر تھارت سے کہہ رہا ہوگا۔

”مجھے بتاؤ تو سہی کہاں ہے اب وہ تیرا پاکستان“

منیر انکوائری رپورٹ جو ایم آر کیانی اور جنس منیر کی 1953ء کے واقعات سے متعلق ہے اور مرزائیوں کے نزاع پر تحقیقاتی دستاویزات کا نام ہے۔ (حالانکہ جنس منیر قادیانیوں کے

تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں جماعت
اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ اس سے فائدہ
اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنائیں
تا کہ تاریخ میں اپنا نام رہے۔“ (22)

جماعت احمدیہ شروع شروع سے تقسیم ہند کے خلاف تھی۔ مگر جب قیام پاکستان فیملی نظر
انہوں نے قادیان کو ”مولدِ نبوت“ قرار دے کر ریڈ کلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت دی کہ
جنرل کریمپن اور لارڈ مونٹ بیٹن سے اپنی وفاؤں کا صلہ چکانے کی اساس پر پخت و پز کرتے رہے۔
موقع پر قادیانیوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ نظر نامہ پیش کیا۔ موقف یہ تھا کہ
اور مسلم لیگ دونوں پارٹیوں کا منظور ہمارے لائحہ عمل کے خلاف ہے۔ ہم ان سے الگ نظر
چاہتے ہیں۔ لہذا قادیان کو بینکن سٹی قرار دیا جائے۔ اس یادداشت میں قادیانیوں کی مہالدا آباد
اپنے علیحدہ مذہب اور متعلقہ فوجی و سول ملازمین کی کیفیت کے علاوہ دیگر تفصیلات و جزئیات
تھیں۔ (23) بلکہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انہوں نے 1940ء میں
کیا تھا۔ اس نقشے میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا گیا۔

گورنر زانیوں کا یہ مطالبہ درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔ البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے
کو بہانہ بناتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دیا۔ یوں گورداسپور کو مسلم اکثریت کا
قرار دے کر اس کے اہم ترین اور فوجی نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل علاقے بھارت کے علاقے
آسان ہو گئے۔ نہ صرف کشمیر پاکستان سے کٹ کر رہ گیا۔ بلکہ اس راستے سے ہندوستان کا
آج بھی بچے کچے کشمیر اور ملحقہ علاقے کی شاہ روگ پر ہے۔

سید نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اس سے متعلق پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اپنی یادداشتوں
کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔

”لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع
کے متعلق جس میں 19 اگست اور 17 اگست کے درمیانی عرصہ میں رد و بدل کیا گیا اور ریڈ کلف
ترمیم شدہ ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈ کلف نے 8 اگست کو دستخط کئے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ
ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی انواہ یہی ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوئی۔
ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر رد و بدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ
ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبران کا تاثر، ریڈ کلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد کہ

پور جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا۔ قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے۔ لیکن جب
اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکر
پاکستان کا حصہ بنا کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ
اس کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پنٹا کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا
نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نظر سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈ کلف کو اس
کوئی علم ہی نہ ہو۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پنٹا کوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن
کال کے راستے کھل سکتے ہیں۔ اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر
تھا اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈ کلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا
تھا اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار اعظم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ
کو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے۔ خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے
ایوان کا نقطہ نظر عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جدا گانہ حیثیت میں پیش
کی۔ قادیانیوں کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کریں گے۔ لیکن جب سوال
کے مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ
کے مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر قادیانی یہ حرکت نہ کرتے تب
ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔

اس دن محمد کو مسلم لیگ کے میمورنڈم کا مطالبہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد کسی تقریب میں چودھری
ظفر اللہ خان سے (جو مسلم لیگ کے وکیل تھے) ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے علیحدگی میں چودھری
ظفر اللہ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ

”میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ خطرناک
ثابت ہو سکتا ہے۔ چودھری صاحب نے جواب دیا کہ مسلم لیگ نے مجھے اپنا وکیل مقرر کیا
ہے۔ مطالبات مرتب کرنا مسلم کا کام تھا۔ وکیل کا فرض موکل کے مطالبات کی وکالت کرنا
ہے۔“ (24 ب)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں۔
”اب ضلع گورداسپور کی طرف آئیے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی

شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹنہا ٹکونٹ تحصیل اگر ہمارے میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔ اگر اس برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے معاون نالے کیوں نہ قبول کیا گیا۔ بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا۔ جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم ارادہ تھا۔“

اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔

”میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ قادیانیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کون اہتمام کیا۔ اگر قادیانیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لئے حقائق اور اعداد و شمار پیش کئے۔ اس طرح قادیانیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بستر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اسی دعویٰ کے لئے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اچھ اور نالہ بھین کا درمیانی از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علاقہ ہمارے حصے میں آگیا ہے۔ لیکن گورداسپور کے متعلق قادیانیوں نے اس وقت سے ہمارے لئے سخت غصہ پیدا کر دیا۔“ (25 الف)

مسٹر ظفر اللہ خان کی مزید بحسن کارکردگی کا حدود اربعہ بحسن و وجہ بالکل واضح ہو کر نظر آ جاتا ہے۔ اگر روزنامہ ”مشرق“ لاہور کے ایک ایڈیٹوریل کا مطالعہ کیا جائے جس سے حقائق کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”بھارت کے مشہور اخبار ”ہندوستان ٹائمز“ میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خودنوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر محمد ظفر اللہ خان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ 1947ء میں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ مسٹر سری پرکاش

نے مزید لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائد اعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔“ (25 ب)

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کو حسن ظن کے باعث محض الزام تراشی خیال نہ کر لیا جائے۔ قادیانی سیاست کے موثر جریدہ ”الفضل“ کے متعدد پرچے اس دعویٰ پر شاہد ہیں۔ جب قیام پاکستان کے بعد نظر آنے لگا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے 17 مئی 1947ء کو بدحواسی کے عالم میں بیان داغ دیا۔ یہ ”الفضل“ اخبار کے صفحہ اول پر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ بناء بریں سینکڑوں ان نبوت موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی قوم آج تک اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی ہے۔ الغرض مذکورہ بیان کی چند سطور نذر قسطاں ہیں۔

”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے، ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔“ (26)

نا مکمل ہے سقوط کارواں کی داستان

اس میں تھوڑا سا بیان رہبر بھی چاہئے

منقولہ عبارت سے عجمی نبوت کے مقلدین کی پاکستان دشمنی بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کیونکہ ان کے نام نہاد خلیفہ نے برملا کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت برصغیر پاک و ہند کو وفاق کی لڑی میں پروئے لگانا چاہتی ہے۔ اور۔۔۔ تو پھر یہ لوگ وطن عزیز کے لئے مخلص کیسے ہو سکتے ہیں۔ چند دیگر حوالہ جات کی تسلسل ملاحظہ فرمائیں۔

لاشہ قائد اور نفرتوں کی آگ:

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال سے پوری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہو گیا ہو لیکن اس جانکاہ حادثہ پر بھی قادیانیوں کا رویہ انتہائی توہین اور قابل اعتراض رہا پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ سر ظفر اللہ خاں نے بانی پاکستان کی لالہ جنازہ پڑھنا پسند نہ کی۔ اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ حالانکہ اس وقت یہ وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھا۔ جب اخبارات اس معاملے کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے درج ذیل جواب دیا گیا۔

”جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“ (27)

دوسری جگہ لکھا گیا۔

”کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے مسلمان تھے۔ مگر مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔“ (28)

ایک اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائد اعظم کے جنازہ کے وقت مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟

”آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر یا ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم خیال کر لیں۔“ (29)

چند برس پہلے ایک رسالے میں ظفر اللہ خاں صاحب کا مفصل انٹرویو شائع ہوا تھا۔ ان سے کہا گیا آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا۔ جواب دیا۔

”ہاں یہ بات ٹھیک ہے میں نے نہیں پڑھا۔ یعنی قائد اعظم کا جنازہ پڑھنا تو ایک اعتراض کی بات ہے کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے پڑھ لیا۔ تب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے، عمل کچھ کرتا ہے۔ اس نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائد اعظم کا جنازہ تو پڑھ لیا تھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے۔ تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے۔ ان کی اپنی کروتوتو سامنے ہونی چاہئے نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہاں کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ۔“ (30)

اس جسارت کا مختصر آپس منظر حوالہ قرطاس ہے۔

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (31)

مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ناجائز حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔“ (31)

کھل کے رو لینے کی فرصت پھر نہ اس کو مل سکی
آج پھر انور بنے گا بے تحاشا دیکھنا

یادوں کے جھروکے:

لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے لوگ جھنجھلا اٹھتے ہیں کہ ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ چڑتے ہیں کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر گالیاں دیتے اور دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن (پاکستانی مسلمان) یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوتی تو ہم اس کے مذہب کو کھٹا جائیں گے۔“ (32)

قادیانی چیلنج:

”اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو ملک (پاکستان) سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔“ (32)

”یہ آٹھ دس موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجے میں فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں، لیکن وہ نوکری اسی طرح کیوں نہ کرائی جائے اس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اسی طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں آدمی موجود ہوں اور لوگ ہماری آواز پہنچ سکے۔“ (33)

3 اپریل 1947ء کو چودھری ظفر اللہ خاں کے بھتیجے کی شادی کے موقع پر غلیفہ ربوہ مرزا بشیر حسین محمود نے رویاء کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے۔ غور کیا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے مشارکت رکھنی چاہئے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس (Base) جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع مہیا کی

ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے۔ اور سب کے لئے میں احمدیت کا جواز ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال الٹ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں، تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع میں پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس روایہ میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں خدا اللہ را رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہیں گے کہ اٹھند ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (34 الف)

مرزائیوں کے دامن سے اقتدار کی خواہش کس طرح لپٹی ہوئی تھی اس کا ہلکا سا اندازہ

اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

”پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے، وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے؟ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔“ (34 ب)

قادیانی سیاست کا نصب العین یہ ہے کہ بہر صورت قادیانی ریاست قائم ہو۔ اسی موضوع پر کرتے ہوئے خلیفہ قادیانی نے اپنے پروگرام پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی۔

”ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل کرنی ہوگی۔ بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔۔۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔“ (35)

”میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے

ہیں، عدم تعاون سے نہیں ہوں گے۔“ (36)

خلیفہ محمود نے اپنے خطبہ میں ایک الہام کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو! سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں، ہم اسلام کی ساری تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے۔“ (37)

مرزائی خلیفہ نے منیر انگواڑی کمیٹی کے روبرو تسلیم کیا کہ

”انہوں نے 11 جون 1944ء کو اپنی ایک تقریر میں پاکستان کے مطالبہ کو غلامی مضبوط کرنے والی ذنجیر قرار دیا تھا۔“ (38)

خلیفہ مذکور نے ”سکھ قوم کے نام درو مندا نہ اچیل“ نامی ایک پمفلٹ میں جو 3 جون 1947ء کو شائع ہوا۔ یہ الفاظ لکھے۔

”میں دعا کرتا ہوں اے میرے رب، میرے اہل ملک کو سمجھ دے، اول تو یہ ملک بے نہیں اور اگر بے تو پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔“ (39)

سازشوں کے شعلے:

اپنی غیرت بچ ڈالیں، اپنا مسلک چھوڑ دیں

رہنماؤں میں بھی کچھ لوگوں کا یہ منشاء تو ہے

یہ تو خیر قبل آزادی کی باتیں تھیں۔ اب بعد از تقسیم ان کے عزائم کا جائزہ لیتے ہیں، صوبہ بلوچستان قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کے منصوبے کو جناب خلیفہ محمود صاحب اپنے ایک خطبہ میں بیان کرتے ہیں۔

”یہی علاقہ جس کے متعلق میں نے کہا تھا بہت چھوٹا سا ہے۔ اگر تم کوشش کرو اور ہمدردی کے جذبات لے کر لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ سارا علاقہ احمدی ہو سکتا ہے۔ اس بات پر تین سال گزر گئے، لیکن اس کام کے کرنے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ بے شک کتے بھونکتے رہیں گے قافلہ چلا رہے گا۔“ (40)

13 اگست 1948ء کے الفضل میں بھی مرزا بشیر الدین کا خطبہ اسی خیال کا حامل ہے۔ یہ اس کی اولیٰ الحاقی تمنا نہیں بلکہ بار بار اس کا اعادہ کرتا رہا۔ اس عزم کا ایک نمونہ یہ بھی ہے۔

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے، ایک ایسی تبدیلی ایک قلیل ترین عرصہ میں اُسے دوسری قوتوں پر غالب کر دے۔“ (41)

مؤلف ”تاریخ احمدیہ“ نے واضح طور پر لکھا ہے۔

”ہم دل سے پہلے ہی اکھنڈ ہندوستان کے قائل تھے، جس میں مسلمانوں کا پاکستان اور ہندوستان برصاوت و غبت شامل ہوں اور اب بھی ہمارا عقیدہ یہی ہے۔“ (42)

ایک وقت گزر جب قادیانی امیر کا جذبہ جوان تھا کیوں نہ ہوتا؟ اربابِ بست و کشادان کی طرف سے اسی سبب سے لہجہ میں بانگین آگیا۔ ایک خطبہ میں کہا۔

”اپنا بیگانہ، کوئی اعتراض کرے کوئی پرواہ نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔“ (43)

ایک مرتبہ اس نے اعلان کیا کہ اب صوبہ بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے نکلا نہیں، یہ ہماری ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے علاقہ نہیں چھین سکتیں۔ 23 جولائی 1948ء کو کہا۔

”ہم بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔“

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تجوں نے لکھا کہ ”ان کی تقریر نہ صرف نامناسب بلکہ غیر آئینہ اور اشتعال انگیز تھی۔“ (44)

مرزا ناصر احمد نے مسندِ خلافت پر متمکن ہو کر اپنے ارادہ مندوں کو ایک لمبا چوڑا منصوبہ دیا اس کی آخری ہدف کیا تھا۔ کچھ معلوم نہیں، گزشتہ تحریروں کی نسبت سے یہ نشانہ مسلمان ممالک پر مامور ہے۔ اظہار ہوا۔

”میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہے کہ جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی۔ اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتیں۔“ (45)

کروٹ بدل رہے تھے نہ خاک نہ لڑلے

کہنے کو پُر سکون تھی فضا میرے سامنے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزائی علیحدہ اسلامی ریاست قائم کرنے کے خلاف تھے تو وہ نقل مکانی کر کے یہاں کیسے آئے؟ ایک لمحہ یہ بات چھوڑ دیجئے! تاریخ کے طالب علم اکثر اس شش و پنج میں پڑے

ہیں کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو مسلم لیگ سے اختلاف رکھنے کے باوجود بالآخر اس سے بھاگ کر پاکستان کیوں آنا پڑا۔ ایک قومی نظریہ کے حامی ان گنت علماء کو ہندو قیادت قبول کر لیں۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو نفسیاتی اعتبار سے تاحیات اپنی آزاد روش کا قلعہ رہا۔ جو قومی مفاد کا لنگھ لگا دیں، انہیں غیازہ بھگتتا ہی پڑتا ہے۔

آپ جوش ملیح آبادی جیسے باطل فکر کی سرگزشت سے قیاس کر سکتے ہیں وہ اسلام سے کلیتہاً باغی تھا۔ ان کے گلے میں مالا اور پیشانی پر تلک سجا کر خراب مسجد کو پاؤں تلے روند بھی ڈالا اور ”کوئی موجود نہیں الا“ کے ترانے بھی گائے۔ لیکن مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے کا گناہ کسی صورت میں بھی ناقابلِ معافی نہ ہو سکا۔ غیرت کا جو ہر زندہ ہوتا تو اسے چاہئے تھا کہ اپنے من کی دنیا ”روس“ میں جا بستا۔ ہندو ماتا میں تابع فرمان بننے کو قبر کے لئے جگہ نہ مل سکی، سودہ پاکستان دوڑ آیا۔ انحصار پاک وطن میں

ہندوؤں کی آمد کا پس منظر خاصا متنوع ہے۔ دیگر چند اہم وجوہات سپردِ قلم کئے دیتا ہوں۔

اس ٹولے کو بذریعہ انگریزی و شیطانی الہام مکمل یقین تھا کہ وہ خاکِ بدین جلد یا بدیر پاکستان کو کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے دائرہ اختیار میں لے آئیں گے اور یہ کہ باوجود معمولی اقلیت ہونے کے وہ ایک اہم عنصر کی حیثیت سے مملکتِ خدا داد میں وہی اہمیت حاصل کر سکتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے کی ہے۔

اکھنڈ بھارت کے خواب کی تعبیر کسی اور ذریعہ سے شاید خاصی دشوار تھی۔ مناسب سمجھا گیا کہ شراب پر زرمز اور کفر پر اسلام کا لیلیل چکا دو۔ مزید برآں سور کا گوشت فروخت کرنے کی خاطر دکان پر حلال جانور کا چمڑا لٹکا دیا جائے۔ بالفاظ دیگر حلقہ قادیانیت میں مخلص مانیں وہی ہیں جو اپنی کوکھ سے مثیل جعفر (بنگل) بروزی رنگ میں صادق (دکن) جیسے اور ظلی طور پر میر قمر الدین جیسے بیٹوں کو جنم دیں۔ (ہمیں اعتراف ہے اس جنس میں مرزائی نہ صرف خود غفیل ہیں بلکہ ان کی انجمن تاجرانِ برآمد کا کاروبار کے زیرِ کثیر کما چکی ہے۔)

انہیں خدشہ تھا کہ وہ ہندوستان میں مختلف وجوہ کی بنا پر کوئی یادگار رول ادا نہ کر سکیں گے۔ چونکہ مسلمانوں کو اقلیت بن کر رہنا تھا۔ اس لئے امور حکومت میں عدوی اکثریت کے مقابل ان کو کون سنتا۔ ویسے بھی کلمہ گو قادیانیوں کو اپنا حصہ تقسیم کرنے والے نہ تھے۔

ہندوؤں کی خواہش تھی کہ ایک ایسا گروہ پاکستان میں موجود رہے جو بوقتِ ضرورت ہمیں ہر قسم کی معلومات فراہم کرے۔ انگریز نے بھی معنوی اولاد کی پیٹھ ٹھونک دی پس ان کا مقصد قیامِ فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنا۔ صوبائی تعصب پھیلاتا، نشیات کو عام کرنا، تخریب کاری کا عمل

جاری رکھنا، سینوں سے یاد رسول اللہ ﷺ کی تڑپ مٹا دینا اور اہم مراکز سے فوجی و سیاسی اہلکاروں کے راز پھرا کر اپنے ہندو بھائیوں تک پہنچا کر داد پانا ہے۔

5:

قادیانی مجلس شوریٰ خیال کرتی تھی کہ مسلمانوں کی مذہبی پارٹیاں غلط سیاسی موقف پر ہندو کر عوام کے ہاتھوں پھٹ چکی ہیں۔ نیز مسلم لیگ کے بااثر حلقے میں محدود سے ہندو افراد موجود ہوں گے جن کا ہر معاملہ اسلام کے عین مطابق ہو اور یہ کہ کامیابی کے آثار اور اکثر مفاد پرست، ابن الوقت، جاہ طلب اور ایمان فروش اس پارٹی میں در آئے ہیں۔ اس لئے ماسوائے خواص کے ہر ایک بک سکتا ہے اور ضرورت مند خریدار بھاری قیمت کاٹنے سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ لہذا ہونہ ہو منظم طریقے سے ہر قسم کے جال بچھا چاہئیں۔ تاکہ ہماری خباثتیں بے نقاب نہ ہوں اور لوٹنے کا عمل جاری رہے۔

لاکھوں جانیں ضائع کر کے اپنی جان بچاؤ گے

لیکن اتنا یاد رکھو، تم لاشوں میں گھر جاؤ گے

نشیش محل:

ریکارڈ گواہ ہے کہ قادیانی ٹولہ آزادی سے پہلے پاکستان کا کھلا دشمن تھا، اور مملکتِ خداداد کے معرض وجود میں آ جانے کے بعد اس کا بچھا ہوا دشمن ہے۔

قیام پاکستان کو ابھی زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ایک بار سر ظفر اللہ خان نے خواجہ ناظم الدین کی مرضی کے خلاف جہانگیر پارک کراچی میں 17، 18 مئی 1953ء کو انجمن احمدیہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

”احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے۔ اور اب جڑ پکڑ چکا ہے تاکہ قرآن کے وعدے کی تکمیل ہو اسلام کی حفاظت کا ضامن ہو۔ اور اگر یہ پودا اکھیر دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا۔ بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا۔ اور دوسرے مذاہب پر اپنی برتری کے ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔“ (46)

ان یا وہ گویوں سے قوم میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان دنوں ہر شخص کہہ رہا تھا کہ پاکستان خطرے میں ہے اور اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ اندرونی دشمن ہیں۔

زنجیر کے حلقے تو سلامت ہیں مری جان

سہی ہوئی جھنکار سے دل ڈوب رہا ہے

”تاریخ احمدیت“ مولفہ دوست محمد شاہد جلد 6، صفحہ 677 پر پاکستان کے پہلے انگریز کمانڈر جنرل گریسی کا تحسین و ستائش سے بھرپور خط مرقوم ہے۔ جس میں ”فرقانِ بٹالین“ کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔

آغا شورش کشمیری اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر 1947ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی اُمت (اپنے مفادات کی خاطر) فی الفور کود پڑی۔ اس نے فرقانِ بٹالین (مرزئیوں کی ایک خطرناک عسکری تنظیم) کے نام سے ایک پلانٹون تیار کی جو سیالکوٹ کے نزدیک جھوں کے محاذ پر واقع گاؤں ”معراجیکہ“ میں متعین کی گئی۔ اس نے وہاں کیا خدمات انجام دیں؟ اس کے تذکرہ و افشاء کا محل نہیں۔ لیکن اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ جن کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنے کے خلاف تھے اور شخصی طور پر کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے بلکہ ان کی معرفت بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکن لیک تک پہنچتی رہیں۔“ (47)

افغانستان اور پاکستان میں تعلقات کی کشیدگی کا سب سے پہلا اور اہم سبب بھی سر ظفر اللہ خان کی تھے۔ قرائن بتاتے ہیں مرزا محمود افغانستان کے لئے اور افغانستان ان کے لئے ناقابل قبول تھے۔ انہوں نے تین قادیانی مبلغوں کے قتل پر افغانی سفیر مقیم برطانیہ کو عذابِ خداوندی کی وعید سنائی۔ انہوں نے مرزا محمود تب سے افغانستان کے خلاف تھے۔ اور ان کے نزدیک افغانستان کا ہر ابتلاء ان کی دعا کا نتیجہ تھا۔ (48)

مختصر واقعہ یوں ہے افغانستان میں نعمت اللہ قادیانی جولائی 1924ء میں گرفتار ہوا۔ اس کے خلاف جاسوسی ارتداد، اطاعتِ انگریز اور تبلیغِ ترکِ جہاد کے ثبوت مل گئے تو سب سار کر دیا گیا۔ فروری 1928ء میں دواود قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی کو اسی جرم میں موت کی سزا دی گئی۔ مرزائی خلیفہ کے اطاعت گزار کسی بھی فرد کو یہ گوارا نہیں ہو سکتا تھا کہ افغانستان اور پاکستان میں خوشگوار تعلقات استوار ہوں۔ ابتداء میں وزیر خارجہ کی غلط پالیسیوں، متعصب رویے اور مشنمانہ جذبات کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی تھی، آگے چل کر اس نے ایک خطرناک صورت حال اختیار کر لی۔ اب اس کے تمام نتائج و عواقب سامنے ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان کے بعض پرچوں میں مشہور سر اغرساں جیمز سالوینسن کی یادوں کے

حوالے سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہو چکا ہے۔ اس سچے سے سارے ملک کے ہائی کمانڈر جبروت زدہ رہ گئے۔ بتایا گیا تھا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے قتل کیا۔ ایک جرمن قادیانی جبروت کنزے نے قتل کیا۔ اس قادیانی کی پرورش اور سازش کا پورا ڈراما اٹھائی گئی تھی۔ خان کے زرخیز ذہن کی پیدوار تھا۔ لیاقت علی خان کے قتل کی یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلیجنس کے دفتر میں موجود ہے۔ (49 الف)

چند دیگر ذرائع سے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بار ملاقات ایک وفد نے کراچی میں لیاقت علی خان سے طویل ملاقات کی۔ اور ان کے سامنے قادیانیوں کے عقائد و سیاسی عزائم کے دستاویزی ثبوت پیش کئے۔ کہتے ہیں، اس موقع پر لیاقت علی خان کو ان سامنے گماشتوں کے مکارانہ افکار اور عیارانہ کردار کا پہلی مرتبہ احساس ہوا۔ ایک اور ملاقات کا اہتمام سید اکبر نے کیا گیا تھا۔ یہاں لیاقت علی خان مرحوم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ عنقریب عملی اقدام اٹھانے والے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب لیاقت علی خان نے سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا عزم کر لیا تھا۔ اور وہ راولپنڈی کے جلسہ عام میں اسی کا اعلان کرنے والے تھے۔ انہیں گمان تھا کہ عوام کے رویہ پر یہ بیان دینے سے ان کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہوگا۔ (49 ب)

گذشتہ دنوں میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل کا ایک سنسنی خیز آرٹیکل بعنوان ”لیاقت علی کا قتل“ شائع ہوا۔ دھندلا پہلو، روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور کے صفحات کی زینت بنا۔ وہ حقائق کے بیان میں رقمطراز ہیں۔ ”دوسرا تاریخی پہلو یہ ہے کہ کیا سید اکبر لیاقت علی کا قاتل تھا؟ ہمارے ایک فقیر قسم کے بریگیڈیئر نوشیرواں مرحوم ہوتے تھے۔ ایک دن انہوں نے جنرل ایوب کی سیکورٹی افسر میجر ظفر اور اہم چند دوسرے افسروں کے سامنے ایک ”ڈرامہ“ کیا۔ ہم بات کو نہ سمجھے کہنے لگے۔ ”نادانوں! بڑے افسروں کے ساتھ پھرتے رہتے ہو معمولی بات نہیں سمجھتے۔ میں نے سید اکبر پر لیاقت کے قتل کا الزام کا ڈرامہ کیا ہے۔ سید اکبر بے چارہ بے قصور تھا۔ اس کو قربانی کا کبرا بنایا گیا۔ لیاقت کو گولی مارنے والے اور تھے۔ اور سید اکبر کو پولیس والے ہی ایبٹ آباد سے پنڈی اس غرض سے لائے تھے کہ اس کو قربانی کا کبرا بنائیں وغیرہ۔ یہ 1954ء کی بات ہے۔ یعنی لیاقت علی کے قتل کے صرف تین سال بعد کی بات ہے۔ بریگیڈیئر صاحب نے مزید کہا کہ لیاقت علی کو ان لوگوں نے مروایا جو اس کے بعد برسرِ اقتدار آئے۔“ (50)

ملک کے پہلے وزیر اعظم کی ہلاکت کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ لیکن قاتل کا معرہ آج تک صیغہ راز میں

کے بعد اقتدار سے کون چھٹے؟ اور وہ مرزائیوں کے بارے میں کیا خیال رکھتے تھے؟ یہ کوئی سوال نہیں۔ اس سیاسی قتل کے سبب ایک تو سر ظفر اللہ خاں کی وزارت کا قلمدان محفوظ رہا۔ دوسرا ملک کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں آگئی جو ان کے پسندیدہ لوگ تھے۔ اس کے بعد قادیانیوں کو کس حد تک ملی؟ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کیونکر ایک اہم عنصر بن گئے؟ ان کی اہمیت یہاں تک بڑھی کہ ان میں اس ٹولے کا عمل دخل بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔ بالکل امریکہ کے نظام ریاست میں ان کے اثر و رسوخ کی طرح۔

وزارت خارجہ کی تمام توجہات اور سب سرگرمیاں ربوہ کی اہمیت بڑھانے اور قادیانیت کو بڑھانے تک مرکوز ہیں۔ آہستہ آہستہ وہ قوت پکڑتے رہے۔ جب ایک معینہ مدت گزر گئی تو مرزا بشیر علی کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا قادیانی سیاست کے مہرے حکومت کی جانب لپچائی ہوئی نظروں سے نہ گئے۔ لیجے میں کرختگی عود کر آئی۔ درشت پن اور مکارانہ منصوبوں کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔ ”ہم فتح یاب ہوں گے، ضرورتاً (مسلمان) ہجڑوں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گئے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا، جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔“ (51)

”پاکستانی مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اشارت و کنایات ترک کر دیئے گئے۔ اور واضح الفاظ میں اعلان ہوا۔ 1952ء کو گزرنے نہ دیجئے۔ جب تک کہ احمدیت کا رعب، دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کریں کہ اب احمدیت مٹانی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی گود میں آگرے۔“ (52)

یہ ان دنوں کی بات ہے جب لوگ اپنا دبدبہ جمانے کے لئے خود کو مرزائی ظاہر کیا کرتے۔ مرزا پر دہریہ جرح کو قانوناً جرم قرار دیا جا چکا تھا۔ اس کی ذرا سی خلاف ورزی پر کوڑوں، بھاری جرمانے اور قید و محنت کی سزائیں دی جایا کرتیں۔ سفارت خانوں پر تسلط، افواج میں ان کا اثر و رسوخ اور ہر اہم محکمے کی آسامیوں پر قادیانی افسر براجمان تھے۔ دفاتر میں مرزائی تصویریں آویزاں کی جانے لگیں۔ ان میں مرزائی اساتذہ کی وافر کھپ آئی۔ ہر جگہ قادیانیت کا لٹریچر تقسیم ہوا۔ ان نازک حالات کو دیکھتے ہوئے سیاسی مبصروں نے پوچھنا گویاں داغ دیں کہ اب وہ وقت دور نہیں جب اسلام کے نام پر ترابریاں دے کر حاصل کیا جانے والا ملک قادیانی امت کے رحم و کرم پر ہوگا۔ تاحد ننگہ خطرات کو لے کر لڑا دینے والے بادل اُٹھ آئے تھے۔ اس پر درو مند مسلمان زعماء تڑپ اٹھے۔ 13 جولائی 1953ء کو آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں طے پایا کہ مسئلہ قادیانیت پر آخری غور ان کی خاطر 16، 17، 18 جنوری 1953ء کو کراچی میں تمام مکتاہیب فکر کا ایک نمائندہ اجلاس

بلا یا جائے۔ اس نشست میں اتفاق رائے کے ساتھ تمام پارٹیز سے پندرہ ارکان پر مشتمل مجلس تشکیل گئی۔ اور باہمی مشاورت سے حکومت وقت کے سامنے ذیل کے مطالبات پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔

✽ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

✽ چودھری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

✽ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

✽ ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

چنانچہ 21 جنوری 1953ء کو اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت ان مسائل کو ایک ماہ کے اندر حل نہ کرے تو مجلس عمل ڈائریکٹ ایکشن (راست اقدام) کرے گی۔ خواجہ باغیہ الدین (ممبر اعظم پاکستان) نے یہ مطالبات مسترد کر دیئے اور گرفتاریوں کا وسیع سلسلہ شروع ہو گیا۔

جیلوں کی رونق بڑھی۔ قتل و غارتگری کا میدان گرم ہو گیا۔ مارشل لاء نافذ ہوئی انہوں نے دسم کئے کہ بیگانے بھی شرمائیں۔ بعض اعداد و شمار کے مطابق اس ایجنسی ٹیشن میں دس ہزار مہاجر اپنے خون کو رسول کریم ﷺ کے تقدس پر قربان کیا۔ جب کہ ایک اور غیر سرکاری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ تیس ہزار کو پہنچتی ہے۔ خوف طوالت سے فی الحال اس پہلو کو نہیں چھیڑا جا سکتا۔

مگر یہ احساس جانکسل ہے کہ قیام پاکستان کے صرف چھ سال بعد جوان ملت مسلمان گولیوں کا شکار ہو گئے۔ ان کا قصور کیا تھا؟ کیا انہوں نے گنہگار راتیں گزارنے والے عسکرانہ مصلحت کے نقاب نوح لینا چاہے تھے؟ کیا دیوانوں نے ناؤ نوش اور لہو و لعب کے رسیا ہلا کو خانہ عظمیٰ کردار سے پردہ ہٹانا چاہا؟ نہیں ایسا تو نہیں کہ کسی کو محمد شاہ رینگیلے کی حقیقی اولاد کے خطوط میں عریاں جسم کے لمس کی سحر کاریوں پر اعتراض تھا؟ غالباً یہی خیال کیا گیا۔ حالانکہ بات فقہانی ہے چند مسلمان قصر شامی پر یہ بھیک مانگتے گئے تھے۔ خدا را! ہمیں مرزائیوں کے چنگل سے نجات دلاؤ۔ ملک جس کا دامن آج بھی بے حساب کلمہ گوؤں کے مقدس لہو سے مہک رہا ہے، اسے آقائے مکی کے دشمنوں کو کوہ میں ڈال دینا اچھا نہیں۔ ایسا نہ ہو اسلام کا قلعہ انگریز کی فکری نسل کے حصار میں ان کی صرف یہ التجا تھی کہ صیاد کو باغبان کا لباس نہ پہنا دینا۔ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان ہی رہا تاکہ باغی اور وفادار میں امتیاز برقرار رہے۔ وگرنہ اہل چمن بھی طعنہ خریب سے بچ نہ سکیں گے۔

سخت تذبذب میں ہوں اس سے اگر اپنا حق

چھینوں تو مجرم بنوں، مانگوں تو ملتا نہیں

آنکھ بھر آئی:

گزشتہ دنوں علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب تیار ہے تھے۔

”تحریک کے دوران جو بہانہ سلوک کیا گیا، نہایت خونچکاں کہانی ہے۔ ایک روز ہم رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں سنتے رہے۔ صبح تھوڑی دیر کے لئے کرفیو میں وقفہ ہوا تو میں کسی ضروری کام کی غرض سے دہلی دروازے کے باہر جا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دیواروں سے انسانی گوشت کے چھتھرے چپکے ہوئے ہیں۔ زمین لہو سے تر ہوتی ہوئی۔ جسم کے کٹے ہوئے اعضاء تو کئی روز بعد تک اس قیامت صغریٰ کا پتہ دیتے رہے۔“ (53)

ایک طالب علم کتابیں ہاتھ میں لئے کالج جا رہا تھا۔ سامنے دیکھا تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی ہیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا، کسی نے پوچھا یہ کیا؟ جواب دیا، آج تک پڑھتا رہا ہوں کہ اللہ کا وقت ہے۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی، مگر گیا، پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گر جدار پر لٹ پڑا۔

غلام گولی ران پر کیوں ماری ہے، عشق مصطفیٰ ﷺ تو دل میں ہے۔ اس کا نشانہ بناؤ۔ (54)

ایک نوجوان ملٹری ہسپتال میں زخموں سے چور چور بے ہوش پڑا تھا۔ جب اُسے قدرے ہوش آیا اس نے پہلا سوال سرجن سے یہ کیا کہ میرے چہرے پر کسی خوف یا اضطراب کے نشان تو نہیں ہیں۔ اسے کہا گیا کہ ”نہیں“ تو اس کا چہرہ فرط مسرت سے تھمٹا اٹھا۔ (55)

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے اور اس نے دیوانہ دار سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس پر جانیں قربان کیں۔ صبح کے بعد جب جلوس نکلتے بند ہو گئے تو ایک بابا اپنے پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے اہمیت کا نعرہ لگایا۔ معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق تو قلی زبان میں زندہ باد کا دوسناتی ہوئیں گولیاں آئیں۔ جو باپ اور ننھے فرشتے کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ گنبد خضر اہل بیت پر لرز کر رہ گیا۔ (56)

معلوم ہوا کہ جب اس تحریک میں کرفیو لگ گیا تو اذان کے وقت ایک مسلمان اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ مسجد میں پہنچ کر اذان دینا چاہی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگنے کا میرا ہو گیا۔ دوسرا جان باز آگے بڑھا۔ ابھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا کہ گولی آئی جو سینے میں پیوست ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا۔ ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اشہد ان محمد رسول اللہ کہہ رہا تھا کہ گولی لگی اور شہید ہو گیا۔

میں غلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل ہوتی رہیں۔“ (60)

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں غسال کاہل سے، کفن جاپان سے

یہ حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران قادیانی جماعت نے
ان میں نہایت گھناؤنا، تباہ کن اور بھیاں تک کروا دیا کیا۔ پاک فضائیہ کے ہیر اور قوم کے مایہ ناز
ایم ایم ایم عالم بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ دراصل یہ لڑائی قادیانیوں کی گہری سازش کا نتیجہ
اس جماعت کے سرغنوں نے جنگ چھیڑنے کے لئے جانے کیا کیا پڑ پڑیلے۔ شورش کا شیریں نے
کالا باغ کے حوالہ سے اس بارے میں بعض مستند تفصیلات قلم بند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

”نوائے وقت“ کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب اور سر علامہ اقبال کے بیٹے محترم
ڈاکٹر جاوید اقبال اس روایت کے مصدق ہیں۔ نواب موصوف نے مجید نظامی کے ساتھ
بھی اس موضوع پر گفتگو کی تھی۔ جب کہ ڈاکٹر صاحب کو سر ظفر اللہ خاں نے استعمال کرنا
چاہا۔ منصوبہ یہ تھا کہ کسی طرح مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو
عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی حصہ نیچٹا الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد
سرحد، بلوچستان اور سندھ، عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں
گی۔ اس طرح ایک تو بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے پرانے خواب کی تعبیر ممکن
تھی۔ دوسرا یہ خیال کہ مسلمان سیاسی طور پر ناکارہ ہو کر مجبوراً ہماری مذہبی سیادت تسلیم کر
لیں گے، لیکن رحمت ایزدی سے حالات کا رخ یکسر پلٹ گیا اور سازشوں کے سوداگر منہ
کی کھا کر رہ گئے۔“ (61)

1965ء کی جنگ کے دوران سارے ملک میں بحکم سرکار بلیک آؤٹ کا راج تھا۔ مگر
پورے پاکستان میں ”ربوہ“ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بوجہ اس اہم حکم نامے کی صریحاً
خلاف ورزیاں ہوتی رہیں۔ بعض خفیہ رپورٹوں کے مطابق ربوہ کی یہ روشنیاں بھارتی
میلیارڈوں کو سرگودھا ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لئے تھیں۔ یہ بات اور بھی تعجب انگیز
ہے کہ سرگودھا کئی مرتبہ اندھیرے میں دشمن کے نشانوں کا شکار ہوا۔ جب کہ فضا میں کھرتی
ہوئی روشنیوں کے باوجود اہل ربوہ دشمن کے حملوں سے کلیہ محفوظ رہے۔ بالآخر ایئر فورس
کی شکایت پر واپڈا کو ربوہ کا بجلی کا کنکشن کاٹنا پڑا۔ آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج چھٹی نمبر
1135 مجریہ 14 ستمبر 1965ء ہے۔ کہتے ہیں بعد ازاں قادیانی جماعت نے واپڈا

ہو گیا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت تک اذان مل
تھی۔ (57)

میو ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کے بقول پولیس کی گاڑیاں دھڑا دھڑ لاٹھیں پہنچا رہی تھیں۔
دیکھتا ہوں کہ سامنے بالکونی پر دو نو عمر و خیر و مجاہد کھڑے دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے
تھے۔ پھر وہ نیچے اتر آئے اور ٹھٹھے بول لاپٹے ہوئے سڑک پر دوڑتے آگے بڑھتے گئے۔ ایک گھنٹہ
ہسپتال میں دونوں کی لاشیں پہنچیں معلوم ہوا، اس گھر کے یہی دو روشن چراغ تھے جو گل
ہیں۔ (58)

ذمہ دار افراد کا کہنا ہے کہ

”ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ حال دیکھا کہ مرزائی غنڈے وزیر خارجہ کی شہ پر کھڑے
بہانہ ڈھونڈتے اور راہ گزرتے مسلمانوں کو موت کی نیند سلا کر آگے نکل جاتے۔“ (59)

گریبان چاک ہوتا ہے:

فخر عالم شاہید کے شیدائیوں نے جس ولولے اور جذبہ کے ساتھ قربانیاں دیں وہ تاریخ کا
باب ہے اور سر فروشی کی اس روایت پر یہاں کے مسلمانوں کا سر ہمیشہ بلند رہے گا۔ مگر چونکہ وہ
راج کی یہ ستم کاریاں کس کے نامہ اعمال میں جائیں گی؟ جب ایک غدار کا قلم دان بچانے کی خواہش
ہزار گھروں کو اجاڑ ڈالا۔ حالانکہ خود حکومت پاکستان کی نظر میں بھی اس گروہ کی وفاداریاں معتبر
1957ء میں حکومت پاکستان نے ملک کے اعلیٰ حکام کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا جس
ریاست ربوہ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی سے محتاط رہنے کی تلقین کی گئی۔ مراسلے میں مفہوم کچھ یوں تھا
”حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسائی کا
ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو سیاسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرتا ہے۔
احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ
فرقہ سے متعلق ہیں ان کے ذریعے سرکاری اطلاعات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ
جس سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسائی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے وہ
حکومت سے پنشن یافتہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساتھیوں اور مانتوں
اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان
کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے شک و شبہ جاتا رہے۔ اور وہ آزادی سے تمام مسلمانوں

کے دفتر سے غداری کی اس تاریخی دستاویز کو غائب کر دیا۔ تاہم اس کا ثبوت کی اور جگہوں پر بھی موجود ہے۔“ (62)

ان دنوں مرزائیوں کے ”پیش کو صلح موعود“ نامی ایک اشتہار کا بہت چرچا ہوا۔ جو آزاد کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ اس میں لکھا تھا۔

”ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیوں کے ہاتھ سے“ (63)

یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحد کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی۔ 1965ء کے معرکہ میں محکمہ جوڑیاں کے ابتدا قادیانی جرنیل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی مقرر تھے۔ (64الف)

کیا ہوا، یہ نہ پوچھ اے اہم
بلکہ صرف اتنا پوچھ کیا نہ ہوا

اور بازو کٹ گیا:

بقول علامہ عزیز انصاری۔

”1953ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنا محاذ بدل لیا۔ اور پاکستان کے سیاسی و اقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے، وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔“ (64ب)

مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی مختلف تقاریر اور بذریعہ مکتوبات مرزائیوں میں تحریک پیدا کی کہ اپنے علاقے اور علاقہ اثر میں ہر طریق سے موزوں افراد کو رام کرنے کی جستجو کریں۔ متوسط طبقے میں نوکری دلوا کر نکل آیا۔ اور اونچے گھرانوں میں تربیت یافتہ چھوکر یاں جادو پھونکنے لگیں، بڑے بڑے فوجی و دولتمندوں کی زلف و زنجیر سے قابو میں آگئے۔ چونکہ اہل ثروت کی زندگی میں ہامہ و اقدار کا عمل دخل کچھ زیادہ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے اولاً تو ان کا ایمان بیگم صاحبہ کے نازخروں کی قفل پکسل جاتا ہے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں بھی غیر مستحکم مذہبی جذبے مدجینوں کے ہونٹوں کی شراب سے بہک کر تلوں کو چاٹتے ہوئے اکثر سو جاتے ہیں۔ وگرنہ اولاد کا اس راستے پر چل نکلتا تو یقینی ہے۔ اس تجربے سے انہوں نے جو کچھ پایا، بچھا رہے مسلمان وہ راز سمجھنے سے مدت تک قاصر رہے۔ چند برس بعد اسی درخت کی ثمر باریوں نے انہیں ایک سیاسی قوت بنادیا کہ اقتدار کی دیوداسیوں کے پجاری ان

دھانے پر مجبور تھے۔

ایک وقت ایسا بھی گزرا، جب یہ سازشی گروہ نوکر شاہی پر مضبوط گرفت کی وجہ سے نازاں و فرحان القادری کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لندن میں قادیانیوں کے یورپی کنونشن کے موقع پر سرفظر اللہ خاں کی مدد کی میں قادیانی حکومت کا منشور ان الفاظ میں بیان کیا گیا ”اگر قادیانی برسر اقتدار آجائے تو اس پر ٹیکس لگائے جائیں گے، دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے گا، اور سود پر پابندی لگا دی جائے گی، اور ہوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔“

چونکہ مرزائی اپنے ظلیفہ کی ہدایت پر من حیث القوم، ہینلز پارٹی کو وفاداریوں کا یقین دلا چکے تھے۔ اور کمان تھا کہ چند ماہ کے دوران منعقد ہونے والے انتخابات میں سوشلسٹ نظام کی داعی یہ سیکولر پارٹی، پاکستان میں غالب اکثریت سے جیت جائے گی۔ اس متوقع کامیابی کے پیش نظر ان کے حوصلے تھے۔ اسی دوران ”الفضل“ میں مدیر نے ادارتی کالم میں نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر درج کیا۔

زمین کے گونج اٹھے ہیں کنارے
کہو مرزا غلام احمد کی ہے ”جے“ (66)

اس کے فقط دس یوم بعد مرزا ناصر محمود کا ایک بیان شائع ہوا۔ جس میں یوشن گوئی کم مکر و مکی کا زیادہ ہے۔ دعویٰ تھا۔

”احمدی فرقہ کو خدا کی خوشنودی اور حمایت حاصل ہے دنیا کی کوئی طاقت یا تمام طاقتیں مل کر بھی ہماری تحریک کو ختم نہیں کر سکتیں۔“ (67)

اس سے بہت پہلے ایک محب وطن پاکستانی عبدالرحمن شاہ ولی مقیم قاہرہ نے بذریعہ مکتوب ہمارے سفارت خانوں پر قادیانیوں کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

”مجھے کچھ عرصہ قبل بغداد کے اندر پاکستانی سفارت خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا، وہاں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ لاہوری قادیانیوں کے تبلیغی رسالے سرکاری ٹیلیل پر نہ صرف موجود ہیں بلکہ ان کو سرکاری لٹریچر سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔۔۔ جس سفارت خانہ میں ان کو ملازمت مل جاتی ہے وہ اسے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔“

”اسی طرح سرفظر اللہ خاں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کی حیثیت سے جزائر غرب الہند کا دورہ کیا اور ٹریفنڈاؤ میں مرزا قادیانی کا آخر الزمان کے حوالے سے تعارف کرایا۔“

شورش کشمیری نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ یہ انکشاف کیا ہے۔ ”اور یہ حقیقت ہے کہ تل ایبیب

کاسرمایہ پاکستان کے عام انتخابات میں مقامی مرزائیوں کی معرفت اسی مشن کی وساطت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے صدر ریجنلڈ رینڈولف سے اس کی روایت کی تھی۔“ (68)

سابق وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور ملک دشمن عناصر سے خفیہ تعلقات کے بعض گوشوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

”برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے صدر پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا سنگ (فرقہ - Sect) ہے۔ ان کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب امریکہ کے سرکاری دورہ ہوا تب بھی یہی بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی، رہنما کی خاطر میں پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔“ (70)

”چند برس قبل گروپ کیمپٹن عبدالستار کے بقول انہوں نے صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو حکومت کا تختہ الٹنے کی قادیانی سازش سے باخبر کیا تھا۔ لیکن قادیانی سازش خبردار کرنے والے شخص کو از خود اسی الزام میں گرفتار ہونا پڑا۔“ (71)

ٹھوکر سے میرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور

رستے میں جو کھڑا تھا وہ کہسار ہٹ گیا

25 جولائی 1974ء کو جنس صدائی کی عدالت میں فوری نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا۔ ٹریبونل نے 31 اگست کو اس کے اہم اجزاء خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے کئے جو آئندہ روزنامہ پندیر ہوئے۔ بیان ہوا کہ۔

”قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پروگرام یہ بنا کہ ایک تقریب میں انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس سے پہلے امراتل ظفر چودھری نے اپنی سبکدوشی کے بعد مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ قتل کی سازش خود حکومت کے علم میں ہے۔ مزید برآں یہ کہ مسٹر ایم ایم احمد کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائرلیس ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہو چکے ہیں۔“ (72)

مشرقی پاکستان کیوں علیحدہ ہوا، حمود الرحمن کمیشن رپورٹ نامعلوم وجوہ کی بناء پر ابھی نظروں اوجھل ہے۔ شاید اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں کہ اتنا کاری دھم کھانچنے پر بھی نشانہ بن گئے۔

مطلقاً نہیں بتایا جاتا۔ مشرقی پاکستان سے قیام بنگلہ دیش تک کی داستان بڑی المناک ہے۔ اس ایک دوئیں بیویوں محرکات ہیں۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں قادیانی اُمت کا بھی نمایاں اثر رہا ہے۔ انہوں نے اولاً مشرقی پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کیں پھر تنہی کارنگ بھرا۔ ازاں بعد قوت کو حقارت میں بدل دیا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تعصب و بغاوت کے شعلے بھڑکانے میں یہ گروہ سب آگے رہا۔ گو علیحدگی کا بیج پہلے سے بویا جا چکا تھا۔ مگر اسے پروان چڑھانے کا فریضہ ان لوگوں نے ادا کر دیا۔ اقتصادی ماہرین کے نزدیک بنگالیوں کی تاریکی کا سب سے بڑا سبب تفریق معیشت اور محکمہ اہل کی غلط منصوبہ بندیاں تھیں۔ ملک غلام محمد کے عہد میں قادیانیوں نے فوجی قوت بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اسکندر مرزا کے زمانے میں یہ لوگ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت محکمہ دفاع پر چھا گئے۔ ایوب خان کے دور میں مرزائیت نے عسکری طاقت کے علاوہ سیاسی دنیا میں یدھ رچانے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ کی امداد پر مرزا غلام احمد کے پوتے مسٹر ایم ایم احمد کو سیکرٹری مالیات کا عہدہ سونپا گیا۔ ایک بڑی طاقت کی بدولت وہ اقتصادی منصوبہ بندی کا مختار کل بن بیٹھا اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے معاشی استحکام کے وسائل فراہم کئے۔ اقتصادی زندگی پر دسترس نے سیاسی نازیمنوں کو ان کی داشتہ بنا دیا۔ اب بعض سیکولر پارٹیوں نے انہوں نے اعزازی عقد باندھ لیا تھا۔ الغرض اس قادیانی سپوت نے مالی مشیر، سیکرٹری فنانس اور منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا۔ ہر موقع پر ان کا حصہ دہانے کی کوشش کی۔ ہر سال بجٹ میں معاشی کشمکش پیدا ہوتی رہی۔ مشرقی بازو کے لئے مختص سرمایہ، ربوہ کے خلافتی نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی پلاننگ پر برپا کیا۔ بالی بے بس اور بیزار تو تھے ہی اس بلائے ناگہانی پر وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے اس کے مسئول اپنے خلیفہ کے ذریعہ سے مسٹر ایم ایم احمد تھے۔“ (73)

شیخ مجیب الرحمن نے قادیانی اُمت کی ان چالوں کو بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے ایم ایم احمد کی حرکات و سکنات میں بیان دیا کہ ہم اس کی فوری علیحدگی چاہتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد چودھری ظفر اللہ خان ان سے ملنے ڈھا کہ گئے۔ تحلیل میں طویل ملاقات ہوئی۔ لیکن شیخ صاحب کو مطمئن نہ کیا جا سکا۔ مسٹر ایم ایم احمد نے ہٹائے گئے مگر بنگالی ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی نفرت کے سودا گروں اور تشدد کے لپکتے ہوئے شعلوں نے اپنا کام نہ دکھایا تھا۔ اخبارات کی فائلیں گواہ ہیں، یہ مطالبہ ماقبل الیکشن شروع ہوا اور سقوط ڈھا کہ تک اس پر وقتاً فوقتاً تکرار ہوتی رہی۔“ (74)

ڈھا کہ ڈوب گیا، مشرقی پاکستان کی فضاؤں میں لہراتے ہوئے قوی پرچم سے خون کے قطرے لہ رہے تھے اس سے پوری ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے سر جھکے ہوئے دکھائی دیتے

لیکن قادیانی اکثر اکثر چلتے۔ انہوں نے بیدتان کر اور سر اٹھا کر چلنے کا شعار اپنایا ابھی تک ہزاروں آدمی موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ جب بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ و لاہور میں مرزائیوں نے ٹوٹی ٹوٹی کرتے ہوئے مٹھائی بنائی۔ اپنے مکانات پر چڑھا لیا اور شب بھر سڑک پر رقص کرتے پھر اسرائیل میں ماسوائے یہودیت کے کسی مذہب کی تبلیغ و اشاعت قانوناً جرم ہے حتیٰ کہ یورپ اور یوں کو بھی ترویج عیسائیت کی اجازت نہیں۔ لیکن اس ملک میں قادیانی مشن قائم ہے۔ ان کے لئے چارے ہیں اور جو خدمات وہ سرانجام دیں گے کوئی دھکی چھپی بات نہیں یہ ایک دردناک و مہربان لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر دوست کا دشمن نہیں ہوتا تو دشمن کا دوست، دوست کیسے ہو سکتا ہے۔

ایک موموں سی امید پہ اب بھی ہم نے

اپنے خوابوں کے جزیرے کو سجا رکھا ہے

1972ء میں قادیانی قصر خلافت کے معتدین کا نیشنل میڈیکل کالج کے طلباء کو ربوہ ریلوے

پر زد و کوب کرنا (اس جملہ میں اٹھارہ طالب علم لگان ہوئے تھے) ان کا سامان چھین کر مال غنیمت گردانا نیز قوم کے جیالوں کی پٹائی اور زنجیروں کی آؤ بکا پر تین چار سو عورتوں کا تالیاں پیٹ پیٹ کر رقص کرنا رہنا، اس مضمون کا موضوع نہیں۔ عوامی احتجاج اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جرأت مندانہ قدم تاریخ کا حصہ ہیں۔ دین، قوم اور وطن کے خلاف مرزائی ٹولے کی قابل اعتراض سرگرمیاں دبانے کے لئے صدارتی آرڈیننس کا نفاذ اور قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ زیر طبع، میری ایک الگ کتاب کا جزو ہیں۔ اس میں قادیانی قوم کے خلاف ہزاروں امت کی جدوجہد، مشاہیر ملت کا اضطراب، نڈاریوں اور وفاداریوں کے ایک ایک لمحے کی تفصیل درج کی جائے گی۔ انہی اوراق میں مرزائیوں کی پوری تاریخ، ان کے افکار و کردار، سیاست و معاشرت کے جملہ پہلو اور ہر قسم کے خطرناک عزائم کو ٹھوس حوالہ جات کے ذریعے بے نقاب کرنے کا پروگرام بھی رکھتا ہوں۔ راقم الحروف چاہتا ہے، مرزائیت کے واقعی پوسٹ مارٹم اور نشتر زنی کے بعد اس امر کا سراغ بھی لگا لیا جائے، جس سے معلوم ہو طبقہ مذکور سے متعلق سرکاری افسروں اور حکومت کے چھوٹے بڑے ملازمین کی دلچسپیوں کا مرکز کیا تھا؟ اور انہوں نے کس کس طریقے سے پاکستان کی سلامتی کھوکھلی کیں۔

ایک بار مشہور قادیانی وائس ایئر مارشل ایس ایم اختر نے پریس کانفرنس سے کہا کہ اس نے پاکستان کے افسر و سز کے نام پر ایک نئی ادارہ قائم کیا ہے۔ وائس ایئر مارشل نے نمائندگان صحافت کو بتایا کہ اس کی معرفت پاکستان کے تمام دوست ممالک کو افرادی قوت کے علاوہ تربیت یافتہ ماہرین بھی مہیا کئے جائیں

گوار ہوا بازی کے تربیتی ادارے قائم کرنے میں ان کا معاون ہوگا۔ (76)

خوش قسمتی سے عرب ممالک کے سفیروں کی مداخلت اور عوام کے پرزور مطالبے پر یہ ادارہ اپنی تلاش کے ساتھ ہی زندگی کی جنگ ہار گیا۔

بھٹو کے دور حکومت میں نا اہلی، اعتبارات سے تجاوز، فرائض منصبی سے غفلت اور رشوت کے لائق بہت سے گزٹڈ افسروں کو جبراً ریٹائرڈ کرنا پڑا۔ سبکدوش ہونے والے عہدیدار یقیناً اسی کے مستحق تھے۔ لیکن سرکاری ذمہ داریوں سے ہٹائے جانے والے افراد میں ایک بھی قادیانی نہ تھا۔ کیا مرزائی افسر کوئی معاملہ تھے؟ ادھر یہ ستم ہوا کہ بعض بڑے اہم عہدے ان کے کنٹرول میں آگئے اور انہوں نے اپنے ملک کے افراد کی بھرتی کو دینی فریضہ خیال کیا۔

پاکستانی فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری بڑے متعصب قادیانی اور سخت گیر طبیعت کے مالک تھے۔ انہوں نے ایئر فورس پر مرزائیوں کو قابض کرنے کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا؟ جب کسی بھرتی کا مرحلہ آیا تو ہم عقیدہ افراد کو فوقیت دی گئی۔ امریکہ وغیرہ میں کسی نوجوان کو بغرض تربیت کیے کا سوال اٹھا تو قادیانی افسر کا چناؤ ہوا۔ حتیٰ کہ فضائیہ میں ان کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ اسی لئے تاحال وہ ملک دفاع کے بعض اہم اور نازک عہدوں پر چھائے ہوئے ہیں۔

ایک بار ظفر چودھری کے ہاتھوں کورٹ مارشل کی بھیٹ چڑھنے والے ایک مسلمان فضائی افسر نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تک رسائی حاصل کی اور انہیں ظفر چودھری کی گھنڈا ذہنیت و اغراض مشومہ و نامومہ سے آگاہ کیا، یہ لرزہ خیز داستان سن کر مسٹر بھٹو بہت حیران ہوئے۔ کہتے ہیں اس روز بھٹو صاحب بہت پریشان تھے۔ ان کے ماتھے پر معنی خیز شکن ابھرا آئی اور کہا۔

”اچھا یہ ہے ان کا اصلی روپ۔“ (77)

شاید بھٹو صاحب اس بات کو زیادہ اہمیت نہ دیتے۔ لیکن ایک واقعہ نے انہیں عملی اقدام اٹھانے پر ابھار دیا اور وہ درگزر نہ کر سکے کہ چند روز بعد ظفر چودھری یا ان کے کسی ہم عقیدہ افسر نے طیاروں کی ایک تعداد کا گروپ تشکیل دے کر ربوہ کے سالانہ جلسے پر پھولوں کی چیتاں نچھاور کرنے کو بھیج دیا۔ جہازوں کی اس ٹکڑی نے سر اجلاس مرزا ناصر احمد کو عسکری انداز میں سلام کیا۔ یہ رپورٹ جرائد و رسائل میں پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔ خفیہ ذرائع سے جناب مسٹر بھٹو صاحب بھی اس کی تصدیق کر چکے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر حکومت نے ظفر چودھری کو رخصت کر دیا۔ اس خبر سے پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فضائیہ کے ہر افسر پر جانباڑوں نے یوم تشکر منایا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مرزائی بارجمبر اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب میں نفرتوں نے جنم لیا اور قادیانی انشاء پر داز مسٹر بھٹو کے خلاف زبان

انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ سرگودھا میں برخلاف دیگر دفاتر کے بہت زیادہ مرزا لائے موجود ہیں۔ ایک وقت میں ان کی تعداد ساٹھ فی صد کے لگ بھگ تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ راجہ غالب سیکرٹری بورڈ اور مرزا طاہر احمد اسٹنٹ سیکرٹری تھا چونکہ یہ دونوں قادیانی تھے اور صرف امیدواروں کو ملازمتیں فراہم کی جاتیں۔ جن کے لئے ربوہ سے اشارہ ملتا۔ یوں ایک حیر سے دے جاتے اور صرف مرزائیوں کی تقرریاں عمل میں آئیں۔ تانیا نوکری کالاج دے کر غیر مسلمانوں کو پر مجبور کیا گیا۔ (78)

”1983ء کی بات ہے کہ اسلام آباد میں پروفیسر جمیل احمد قادیانی روی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ پروفیسر مذکور غالباً حکیم نور الدین کا نواسہ ہے۔“ (79)

اس خبر سے دینی حلقے و ربط حیرت میں پڑ گئے۔ ہر شخص اس سوچ میں غرق تھا کہ قادیانی کا کیونٹ ملک روس سے کیا تعلق؟ خیال ہے ان کے قریبی مراسم 1978ء میں استوار ہوئے۔ روی سفیر سے قادیانی جماعت کے سربراہ نے ملاقات کی۔ اس کے بعد باقاعدہ ان کا روی لائی رابلہ قائم ہو گیا۔ پھر معروف مرزائی صنعت کار نصیر اے شیخ میننگ ڈائریکٹر کالونی ٹیکنیکل ملازمتوں روی سفیر محبیہ پاکستان کولہور میں اپنی رہائش پر عشائیہ میں مدعو کیا، اس میں بڑے بڑے قادیانی اور بعض نام نہاد مسلمان سیاسی لیڈر بھی شریک ہوئے تھے۔ (80)

پیر محمد کرم شام ایم، اے (الازہر) جیسی محقق و فاضل شخصیت لکھتے ہیں۔

”واضح رہے کہ مرزائی جماعت ٹیل اور گاندھی سے زیادہ پاکستان کے بارے میں اندیش ہے ان کے کارکنوں نے کسی زمانہ میں بھی پاکستان کو کمزور بنانے میں وقت نہ فروگذاشت نہیں کیا۔ سر ظفر اللہ خاں کی وزارت کا دورہ ہوا ایم ایم احمد کی اقتصادی پالیسی ہر ایک نے پاکستان کو کھوکھلا ہی کیا ہے۔۔۔ ستم کی بات تو یہ ہے کہ اس اسلامی جمہوریہ کے مختلف تعلیمی اداروں میں غیر مسلم مرزائی اسلامیات کی تعلیم دینے پر مامور ہیں اور طلباء کے معصوم اذہان کو مسموم کرنے کے دھندوں میں مصروف ہیں۔ عوام کے بار بار اصرار کے باوجود محکمہ تعلیم کے کارپروائٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مگر گورنمنٹ انٹر کالج بھیرہ ضلع سرگودھا اور گورنمنٹ البیرونی کالج پنڈاؤ خان اس کی واضح مثالیں ہیں۔“ (81)

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا سابق چیئرمین (غالب احمد) قادیانی تھا۔ اُس نے پانچویں اور چھٹی جماعت کی تاریخ اور جغرافیہ کے نصاب میں جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کی سرنگی تصویریں

کی ہیں۔ یہ انہیں 1965ء کی جنگ کا ہیرو ثابت کرنے کی ایک کوشش تھی۔ حالانکہ حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔ یہ دونوں سکے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانی العقیدہ تھے۔ ابتداً جھمب جوڑیاں اور ملکوت کے محاذ کی کمان انہی کے ہاتھ میں رہی۔ جنرل اختر حسین ملک ترکی میں موت سے دو چار ہوئے اس کی نعش وہاں سے ربوہ لائی گئی۔ جہاں بہشتی مقبرے سے باہر اس کی جائے تدفین عبرت کا ایک نمونہ ہے۔ (82 الف)

ایک اور جہاں دیدہ شخصیت کے نزدیک (یہ چال) مرزائی امت کا پنجاب میں نئی پود کوڑھنا اپنی طرف منتقل کرنے کا ہتھکنڈہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اقبال کے شاہینوں کے دلوں میں مرزائی پرزوں کی خود ساختہ عظمت کی دھاک بٹھادی جائے۔

مرزائی مذہب کے افراد ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے ان کا مکتبہ فکر ترقی پائے اس سلسلہ میں اسلامی غیرت و حمیت کے خلاف ایک گہری سازش خاص طور پر قابل غور ہے۔ وہ سمجھتے ہیں، جب مسلمانوں کا علاقائی دیوالہ نکل جائے گا تو پھر ان سے کوئی بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک مثال۔

1979ء میں راولپنڈی کے (جیڑاؤ انز) ہوٹل پر پولیس کی چھاپہ مارٹیم کے اقدامات سے

منظر عام پر آئی۔ یہاں اٹھائیس افراد تیرہ لڑکیوں کے ساتھ داؤد عیش دے رہے تھے۔ اُن

میں سے بیشتر شراب کے نشہ میں دھت تھے اور وہ لڑکیاں لباس سے بے نیاز برہنہ رقص

میں مصروف تھیں۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ گھناؤنا کاروبار ہوٹل کے مالک ریٹائرڈ ڈپٹی

کمشنر صلاح الدین اور اس کے بیٹے محی الدین احمد مظاہر کے سبب سے کسی خوف و خطر کے

بغیر کھلے بندوں جاری تھا۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق یہ بدکار شخص آنجنابی مرزا ناصر

محمود کا خالو ہے۔ ملزم نے دوران تفتیش تسلیم کیا کہ اس نے کاروبار کو زیادہ وسعت تحریک

ختم نبوت 1974ء کے بعد دی۔ نیز لڑکیوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ ہم اپنے

رنگ میں مسلمانوں کو بدکاری پر آمادہ کر کے ان سے انتقام لے رہے تھے۔ اور یہ کہ

کاروبار میں میرے بعض بااثر ہم فرقہ افراد بھی شامل ہیں۔ (82 ب)

روزنامہ جنگ میں بلدیہ کراچی کے ایک معزز رکن ہاشم زیدی کا بیان شائع ہو چکا ہے۔ وہ یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ سندھ کے حالیہ ہنگاموں میں احمدیہ فرقے کا ہاتھ ہے۔ اپنے اس الزام کی تائید انہوں نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

”جمعہ کی رات تقریباً چار بجے بلاک نمبر 28 فیڈرل بی ایریا کراچی میں ملزم بم کا دھماکہ

کرنے کے بعد جیپ پر سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ ان میں ایک فرد چھو کر گلے سے گر گیا اور

اس کی ڈائری زمین پر گر پڑی جس میں شناختی کارڈ کا فارم ”ب“ بھی تھا۔ ڈائری تو اس نے اٹھالی لیکن فارم سرک پر پڑا رہ گیا۔ جس کے مذہب کے کالم میں قادیانی درج ہے۔ مسٹر ہاشم زیدین صاحب نے اپنے بیان کے ہمراہ اس فارم ”ب“ کی نقول بھی جاری کیں۔ (82 ج)

درحقیقت مرزائی قوم اتحاد و ملت سے بدحواس ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتیب گرامی و فردی اختلافات بھلاتے ہوئے رسول پاک ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جذبہ جہاد سے سرشار ہو کھڑے ہوئے ہیں۔ اب اس شر پسند ٹولے کو اپنا منطقی انجام صاف نظر آ رہا ہے۔ وہ سوچتے ہیں، ان کی عافیت اسی میں ہے کہ صوبائی تعصب کی آگ بجڑ کے۔ لسانی جھگڑے پیدا ہوں اور جہاں تک مسلمان فرقے آپس میں گتھم گتھا رہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک جامع منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ ”گزشتہ برس لاہور میں یوم عاشورہ کے موقع پر سنی و شیعہ فساد بھی اس پلان کی ایک کڑی تھی۔ بکثرت ثبوت موجود ہیں کہ ان دو فرقوں کے درمیان اشتعال پیدا کرنے والی کوئی بات نہ ہوتی اور نہ ہی ایسا پروگرام تھا۔ بلکہ دونوں طرف کے زعماء نے اسے اسلام دشمن عناصر کی خفیہ سازش کا شاخسانہ قرار دیا۔“ (83)

میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں 23، 24 مارچ 1987ء کی درمیانی رات کو الحمد للہ لاہور کے جلسہ میں جو دردناک حادثہ پیش آیا۔ یہ بھی مرزائیوں کی پلاننگ تھی۔ اگر تفتیش کا دائرہ کار وسیع کر دیا جائے اور اس منہج کے خطوط پیش نگاہ رہیں تو پولیس کو اصلی مجرموں تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ بات میں یوں ہی نہیں کہہ رہا۔ قبل ازیں بھی قادیانیت کے غنڈوں نے علامہ احسان الہی ظہیر کو ہلاک کرنے کی ایک دوکشیش کی تھیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ (84)

آخر میں مرزائی گماشتوں کی ابتدائی کارستانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ جب تک قائد اعظم جی حیات رہے۔ سر ظفر اللہ خاں محتاط تھا۔ جوں ہی آپ نے رحلت فرمائی اس نے خلافت ربوہ کی ہدایت جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتا شروع کر دیا۔ صاحب بہادر نے وزارت خارجہ کے نظام کو کس طرح چلایا، اس کی واضح جھلک درج ذیل خبر میں موجود ہے۔

”پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سہروردی آج کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں جو ہمارے سفارت خانوں میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اس دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے جوائنٹ سیکرٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے اسی فیصد ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز

ہیں۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جوائنٹ سیکرٹری گریفٹھ کوئین ٹیم سے پہلے پنجاب ہائی کورٹ کا رجسٹرار تھا۔ چونکہ یہ عہدے کے لحاظ سے ناموزوں انسان تھا۔ اس لئے اس کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ وزارت خارجہ کا جوائنٹ سیکرٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسر نو جوان اور ناتجربہ کا رہتے۔ اس لئے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں یہودی، عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ کے قابل اعتماد افسر صاحب اسرائیل میں چھٹیاں منا رہے تھے۔۔۔ ہمارے مصری سفارت خانے کے سٹاف میں دو نو جوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا۔ جس سے مصری عوام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہو گئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی سفیر کا پریس اتاشی بھی یہودی تھا۔ (85)

ظاہریت کی کتابوں میں مچھا کر رکھ دیئے
آہ! وہ نوے جو تار یخوں کے خستہ دل میں ہیں

کتاب جفا کے اوراق:

منیر انکوائری رپورٹ کے اوراق پیہم صدائیں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ راقم الحروف نے ادھر توجہ دے کر ماضی نے رو رو کر اپنی جگر گداز سرگزشت کہہ سنائی جو درج ہے۔

”مارچ 1951ء میں ایک سازش کا انکشاف ہوا جس میں بڑے بڑے فوجی افسر شریک تھے۔ اور جس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت پاکستان کا تختہ الٹ دیا جائے۔ اس مقدمے کے طرموں میں جسے بعد میں مقدمہ سازش راولپنڈی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ایک میجر جنرل نذیر احمد بھی تھے جو قادیانی ہے۔ مولوی محمد علی جالندھری نے 15 اپریل 1951ء کو ملھری کی جامع مسجد رشیدیہ کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ پاکستان کی ہوائی فوج میں اسی فیصد پائلٹ قادیانی ہیں۔ راولپنڈی کی سازش کیس کے انکشاف سے قادیانی افسروں کی غداری بے نقاب ہو چکی ہے۔ اس سازش نے حکومت کو حقائق کی طرف سے خبردار کیا ہے۔ میرے پاس تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس سازش میں قادیانیوں کی شمولیت ظاہر ہے۔ اور چودھری ظفر اللہ خان نے مملکت پاکستان کے روپیہ سے امریکہ میں ”پریذیڈنٹ ٹرومین“ کے محل کے عین سامنے ایک عظیم الشان عمارت خرید

کی ہے تاکہ وہاں قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔“ (86)

ربوہ کے علاوہ مرزا نیت کا دوسرا بڑا گڑھ ”گنری“ ضلع تھر پارکر (سندھ) ہے۔ یہاں برٹش گورنمنٹ نے 35، 36 ہزار ایکڑ زمین چند کوڑیوں کے بھاد اپنے با اعتماد خدمت گزاروں کو عطا کی تھی۔ یہ جگہ بھی ایک آزد اور خود مختار ریاست کا درجہ رکھتی ہے۔

سندھی عوام کہتے ہیں کہ براستہ انڈیا کنری میں اسرائیل کی ڈاک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ اس کی طرف اکثر و بیشتر بھارتی گاڑیاں آتی جاتی دیکھی گئیں، عہد ایوبی میں چند جیپیں باقاعدہ حراست میں لگی تھیں۔ جن کا تذکرہ اخبارات میں موجود ہے۔ چونکہ یہ علاقہ بارڈر سے بالکل قریب ہے۔ اس لیے ان پر کڑی نظر اور زبردست احتیاط چاہئے۔ (87)

گزشتہ دنوں کراچی کے ایک دردمند شہری نے اپنے سندھی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ہفت روزہ میں حقائق کی نقاب کشائی کچھ اس طرح کی ہے۔

”وہاں یوں تو متعدد تنظیمیں بن چکی ہیں۔ لیکن آج جس تنظیم کا ذکر کر رہے ہیں، وہ ”بھائی پرچار کمیٹی“ ہے۔ جس کی پشت پناہی اور سرپرستی مشہور قادیانی صنعت کار نصیر اے شیخ کر رہا ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور کے ایک ہوٹل میں اس کمیٹی کی طرف سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں قادیانی مذکور نے عظیم مسلمان ہیر و محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کو قاتل قرار دے کر اپنے حبیب باطن کو ثبوت مہیا کیا۔ نصیر اے شیخ قادیانی کی یہ تقریر لاہور کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ چونکہ لاہور کے اخبارات کراچی میں قلیل تعداد میں پہنچتے ہیں اس لئے ہمیں اصل تقریر منسلک کی۔ البتہ اس کے بیان پر صرف ایک جماعت کے سیاسی رہنما نے تنقید کی جسے کراچی کے مرزائی نواز اخبار ”امن“ نے اپنے انداز میں شائع کر کے اس سیاسی رہنما کا منہ چڑایا۔ اور یہ تاثر دیا کہ محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی واقعی قاتل تھے۔“ (88)

قادیانیوں کی جی۔ ایم سید اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں سے ہم فکری کا یہ سلسلہ جاری نہیں ہو جاتا بلکہ اور بھی بہت سے الم ناک پہلو توجہ طلب ہیں۔ ناپاک جسارت کی شوخی کا رنگ دیکھ کر ”گھارو ضلع ٹھٹھہ میں گزشتہ سال ایک قادیانی صحافی گرفتار ہوا تھا۔ جس نے ایک علیحدگی پسند تنظیم کے اجلاس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ تقریر بھی کی تھی۔ جس میں اس نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ صوبہ سندھ کا فائدہ ہندوستان کے ساتھ الحاق میں ہے۔“

گزشتہ دنوں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع لندن کے مضافات میں ہوا اور اس جگہ کا نام

انہوں نے ”اسلام آباد“ رکھا ہے۔ (89)

میر اس ملک پہ آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

بکھری یادیں:

نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم اور تیز و طرار سیاست دان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پر مسعود محمود وعدہ معاف گواہ تھا۔ یہ شخص ایف۔ ایس ایف کا ڈائریکٹر اور متعصب قادیانی تھا۔ یاد رہے، بھٹو صاحب کے زوال میں اس کے خفیہ ہاتھ اور پخت و پز کا گہرا تعلق ہے۔

سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی تنگ نظر فطرت اور نجس باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا تھا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا مرزا کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ مرزا احمد قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔ (90)

حالانکہ مرحوم وزیر اعظم نے وہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ ان کی یہ کارنامہ خدمت تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اور اس معاملے میں ہم انہیں قوم و ان کا حسن گردانتے ہیں۔

تقسیم ملک کے وقت سر ظفر اللہ خاں کے ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلم لیگ کا موقف بیان کرتے ہوئے مرزائیوں کی طرف سے بھی باؤنڈری کمیشن کے روبرو احمدیہ میمورنڈم پیش کیا۔ ملاحظہ ہو۔

”اس تقسیم کا بنیادی اصول مذہب ہے۔ قادیان اسلامی دنیا کی ایک بین الاقوامی (انٹرنیشنل) یونٹ بن چکا ہے۔ اس لئے یونٹ کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آیا ہندو یونین میں آنا چاہتی ہے یا پاکستان میں۔“ (91)

قرارداد پاکستان پر تبصرہ کرتے ہوئے چوہدری مذکور نے اپنے سیاسی عقیدہ کا برملا اظہار کیا تھا۔ ”جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔“ (92)

مطالبہ پاکستان کی تغلیظ میں مرزائی موقف بھی بغیر کسی لاگ لپٹ کے ہمارے سامنے موجود ہے۔ ”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم

اصولاً غلط ہے۔“ (93)

5: خلیفہ محمود کا بیان ثانی بھی کچھ کم چونکا دینے والا نہیں۔ ”مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں رہنے میں فائدہ ہے۔“ (94)

6: اکھنڈ ہندوستان سے متعلق قادیانیوں کا یہ الہامی عقیدہ تو ایک بہت بڑی سلاسل میں ”چنانچہ خدائی اشارہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے کہ عارضی طور پر افتراق ہو جائے“ لے قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور کچھ وقت کے بعد دونوں قومیں جدا جدا رہیں گی۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (95)

(خدا نہ کرے کہ یہ خدا دین و ملت کل کلاں اس پیش گوئی کو مرزا مردود کی صداقت میں ثبوت پیش کریں۔)

7: ”حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے ہیں کہ عاشقان احمد (مرزائی) ہجرت کر رہے ہو گئے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت مسیح کے بعض صحابہ (قادیانی کہنی کے حصص دار) اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے کاش انڈین یونین میری بات کو سمجھے کہ احمدی بنے قادیان اور قادیان والوں کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا ہے۔ اب وہ اس کو کیسے پہونچا رہے ہیں۔“ (96)

8: قادیانی حلف نامہ جو سر ظفر اللہ اور مرزا محمود خلیفہ قادیان نے مل کر تیار کیا۔ احمدیہ والہ اس مجلس خدام الاحمدیہ، نیشنل لیگ، حزب اللہ، انصار اللہ، مجلس اطفال احمدیہ کے ممبران سے لیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

”میں خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو جماعت احمدیہ کا مرکز بنایا ہے میں حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کروں گا۔ اور میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا تعالیٰ کی یہی مشیت ہو تو اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق فرما۔“ (97)

9: آنجنابی سر ظفر اللہ خاں اپنے سرکاری عہدے پر قائم رہتے ہوئے اور غیر سرکاری حالت

میں بھی مرزا محمود کے نمائندہ کی حیثیت سے مرزائیوں کے لئے پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں بھی صرف اور صرف مرزائیوں کے حقوق میں مصروف کار رہا۔ اپنا قلم اپنا چہرہ کے مصداق ایک حوالہ دیکھئے۔

”میں نے ایک نمائندہ کی معرفت (سر ظفر اللہ خان اگر نام نہیں لیا) ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جاویں۔ جس پر اس آفیسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں تم ایک پارسی پیش کرو، میں اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کروں گا۔“ (98)

جب پاکستانی مسلمانوں میں اس مطالبے نے زور پکڑا کہ چودھری ظفر اللہ خاں کو فی الفور سبکدوش کیا جائے تو ایک تقریر کرتے ہوئے اس نے صاف صاف کہہ دیا۔ ”اگر مجھے وزارت سے علیحدہ کیا گیا تو میں پاکستان میں نہ ٹھہروں گا بلکہ کسی اور جگہ چلا جاؤں گا۔“ میں چاہتا ہوں کہ ذمہ دار بھی خواہان پاکستان کا اضطراب خود ان کی زبانی بیان کر دیا جائے۔ آزیہل خان جلال خان وزیر بلدیات و بحالیات صوبہ سرحد نے ایبٹ آباد میں ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”پاکستان کی پانچ سالہ تاریخ میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے کہ حکومت کا جو معاملہ سر ظفر اللہ خاں کے سپرد ہوا۔ اس میں حکومت کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جس کے ساتھ پاکستان کی حیات وابستہ ہے۔ جب تک وزارت خارجہ کے عہدے پر سر ظفر اللہ موجود ہے۔ کشمیر پاکستان کو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔“ (100)

کراچی کی مسلم پارٹیز کنونشن مورخہ 2 جون میں محمد ہاشم گزدر ممبر دستور ساز اسمبلی پاکستان نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”چودھری ظفر اللہ خاں کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لیے ایک سکلیس گئے ہوئے تھے۔ میں ان دنوں وہاں موجود تھا۔ وہاں لابی میں مشہور تھا کہ سر ظفر اللہ خاں وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان چاہتا ہے۔ میں اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے منشر کو مطلع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزائیت کی تبلیغ کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چودھری ظفر اللہ

ہر اک لحظہ نئی بحثوں میں الجھتا ہے لوگوں کو
منافق ہے وہ مگر مثبت صدا کہیں رکھتا ہے
قادیانیوں نے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے بڑے غور و فکر سے مسلمان ریاستوں پر قبضہ
کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ریاست کے حکمرانوں اور رؤساء و امراء کو مرزائی بنانے کے لئے مبلغ
اور نوڈ بھیجے الغرض وہ خواب جس کی تعبیر کبھی ممکن نہ ہو سکی، اس کا اظہار کرتے ہوئے ایک
جگہ بیان ہوا۔

”ہمیں کیا معلوم کہ ہماری زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بے شک ہمارا
مذہبی مرکز ہے۔ مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ
ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور چین، جاپان، فلپائن، سائرا، جاوا، روس،
امریکہ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہو سکتا ہے۔“ (105)

یادش بخیر 65ء میں جنرل اختر حسین ملک نے ”آپریشن جبرالٹر کے نام سے کشمیر پر چڑھائی
کا منصوبہ تیار کیا اور سر ظفر اللہ خان نے بیرون ملک اس کی جس طرح پیروی کی۔ اگر
قدرت پاکستان کی مدد نہ کرتی تو قادیانی اپنے مذموم مقاصد میں 65ء میں ہی کامیاب ہو
چکے تھے۔“ (106)

یاد رہے۔ ابتداً راضی ربوہ قادیانیوں کو نوے سال کی مدت کے لئے پڑی گئی تھی۔
ربوہ کے آباد ہو جانے پر اس قادیانی سٹیٹ میں باقاعدہ عدالتیں قائم ہوئیں اور ہر قسم کے
مقدمات کی سماعت خود ربوہ میں قادیانی فیصل کرتا جسے نام نہاد خلیفہ نامزد کرتا تھا۔ ہر فیصلہ ہر
قادیانی ماننے پر مجبور تھا۔ چیف جسٹس کے اختیارات خلیفہ ربوہ کے پاس تھے گویا مرزائیوں
نے حکومت کے اندر حکومت قائم کر رکھی تھی جیسا کہ مرزا محمود نے خود اعتراف کیا۔ ”ناظر
ہمیشہ میں خود نامزد کرتا ہوں۔“ (107 الف)

پاکستان کی سر زمین پر قائم ہونے کے باوجود وہاں کی حکومت قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کی
ہوتی ہے، وہاں حیرت تو یہ ہے کہ ساری زمین قادیانی انجمن کی ملکیت ہے۔ وہاں رہائش
پزیر قادیانیوں کو حق نہیں کہ وہ اپنے مکان بیچ سکیں۔ اگر کوئی قادیانی ربوہ کا رہنے والا مسلمان
ہو جاتا تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ گویا ربوہ میں ایک مستقل حکومت قائم ہے۔ وہاں
سیکرٹریٹ کے مقابلے میں ”ایوان محمود“ ہے۔ وزارت کے مقابلے میں ”نظارت“ ہے۔
الفرقان بینالین جو قیام پاکستان کے وقت جنرل گریسی نے بنائی تھی۔ اگرچہ بعد میں توڑ دی

کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں۔ سر ظفر اللہ قادیانی پاکستان سے زیادہ
اپنے امام مرزا بشیر کے وفادار ہیں۔ اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان
کے احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہوئے کہا) میرے کئی دوست محض دنیاوی فوائد
کے لئے مجبوراً قادیانی ہو گئے۔ پاکستان میں جو شخص اکھنڈ ہندوستان کے نعرے لگاتا ہے وہ
پاکستان کا دشمن ہے۔ اور ہماری بد قسمتی ہے کہ اکھنڈ ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے مرزائی
ملک کی ستر فیصدی کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وقت جنگ ہوگی تو
معلوم نہیں ہمارا کیا حال ہوگا۔ اور آفیسران کی پوزیشن کیا ہوگی۔“ (101)

13: ایک اردو روزنامہ کی حب الوطنی اور حقیقت پسندی کا رویہ نہایت ہی چونکا دینے والا ہے۔
دردمند صحافی نے کالم سپر وکلم کرتے ہوئے لکھا۔ ”ہمارے وزیر خارجہ کی خارجہ پالیسی
سے ناکام ہو چکی ہے۔ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ چکی ہے اور اس بلاک
ماگنی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔“ (102)

14: ان خدشات سے آگاہی پر مصر کے مفتی اعظم سید محمد حسین الخلوف نے لکھا۔ ”کہ مصر
مؤلفین خاتم النبیین ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پاکستان جیسی اسلامی ریاست میں ایک قادیانی
کو وزیر خارجہ کیسے مقرر کر دیا گیا۔“ (103)

15: ایک فاضل کالم نویس نے روزنامہ ”جنگ“ لاہور میں سیاسی تجزیہ کرتے ہوئے ایک
بصورت ”لیاقت علی خان روس کا دورہ کیوں نہ کر سکے؟“ کے تحت لکھا ہے۔

”چنانچہ 21 جولائی 1949ء کو پاکستان میں برطانوی ہائی کمیشن سر ایل گریفری سمٹھ نے
یہ یادداشت مرتب کی کہ اس کا غالب امکان تھا کہ دعوت دینے میں روس نے پہل کی ہو
مگر حال میں اس کا ثبوت ملا ہے کہ یہ نظریہ قابل قبول تھا۔ لیاقت مرحوم روس کا دورہ نہیں
کر سکیں گے۔ اس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے کراچی میں امریکی
سفارت خانے کے ایک استقبالیہ میں یہ بات واضح کر دی تھی پاکستان اس کا منتظر تھا کہ
روس اپنا اگلا قدم اٹھائے انہوں نے ہمیں مدعو کیا۔ ہم نے دعوت قبول کر لی اب دوسرا قدم
اٹھانا روس کی اپنی ذمہ داری ہے مگر روس نے یہ اگلا قدم نہیں اٹھایا۔“ (104)

یہ ایک تسلیم شدہ تجزیہ ہے کہ روس دشمنی سر ظفر اللہ خان نے دانستہ مول لی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ
ملت لیاقت علی خان امریکہ کا دورہ کریں تاکہ آگے چل کر پاکستان خطرات میں گھر جائے۔

گئی۔ لیکن اس کا نام بدل کر ”خدام الاحمدیہ“ رکھ دیا گیا اور الفرقان بنالین کا پاکستان کو نہیں دیا گیا۔ جواب تک قادیانیوں کے پاس ہے۔ (107ب)

موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا۔ ”ایک وقت آٹھ ملک پاکستان میں مرزائی قادیانی کے ذریعے وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا تھا۔ (آپ ﷺ کا نام محض تکلفاً استعمال کیا گیا ہے۔) (108)

21: قادیان کے بدل ربوہ کی روداد اور نقل مکانی کے واقعات کی تفصیل ایک مرزائی صفحات پر پڑھیں۔

”جماعت احمدیہ کا نیا مرکز پاکستان کے ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ”ربوہ“ کے نام سے آباد کیا جا رہا ہے۔ ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی کے ہیں۔۔۔ آبادی کے لئے اس جگہ سر دست دس سو چونتیس ایکڑ زمین خریدی گئی ہے۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے یہ جگہ فیصل آباد اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔“

”20 ستمبر 1948ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اس سرزمین میں آبادی کا افتتاح فرمایا۔ حضور والا لاہور سے بذریعہ کارروانہ ہو کر ربوہ پہنچے۔ حضور نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور ایک موٹر اور درو سے بھری ہوئی تقریر کے بعد ایک لمبی دعا فرمائی۔۔۔ اس موقع پر ربوہ کی سرزمین کے چاروں کونوں میں ایک ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ اور ایک بکرا زمین کے عین وسط میں، حضور نے مسنون دعائیہ الفاظ پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ چار بج کر چالیس منٹ پر حضور واپس لاہور روانہ ہو گئے۔“

25 مارچ 1949ء کے ”الفضل“ میں اعلان ہوا کہ ربوہ کے لئے ہلنگ ریلوے شیش بن گیا ہے۔ چنانچہ یکم اپریل 1949ء کو صبح سات بجے سب سے پہلی گاڑی اس اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس پر مکرم جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علی السلام کے تین سو تیرہ صحابہ میں ہیں۔ جملہ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی۔ ربوہ کے سب سے پہلے اسٹیشن ماسٹر ایک احمدی ہوئے ہیں۔

’15، 16 اگست 1949ء کو ربوہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جس کا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ اپریل کو نوبہ صبح لمبی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ اس

نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں مل کر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ربوہ کو ہماری اشاعت کا مرکز بنائے۔ جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کی شرکت کی توقع تھی۔ لیکن سولہ ہزار سے زیادہ احباب تشریف لائے۔

10 اگست 1949ء کو ربوہ میں تاریک گئی اور تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 10 ستمبر 1949ء کو ربوہ میں ڈاک خانہ بھی باقاعدہ کھل گیا۔ ڈاک خانے کے پہلے انچارج ایک احمدی مقرر ہوئے ہیں۔

19 ستمبر 1949ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے مع حضرت ام المؤمنین مدظلہ العالی دو دیگر اہل بیت رتن باغ لاہور سے بذریعہ کارروانہ لے گئے۔۔۔۔۔ ربوہ پہنچ کر حضور نے سب سے پہلے نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر تقریر فرمائی۔ اس وقت ربوہ کی آبادی ایک ہزار نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر علاوہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ، نگر خانہ، مہمان خانہ اور نور ہسپتال کی عارضی تعمیر تیار ہو چکی ہیں اور بازار بن چکے ہیں اور ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ (109)

قادیان سے ربوہ کی طرف کن حالات میں سفر اختیار کیا گیا۔ یہ خود ان کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ ہم مندرجہ ذیل کڑیوں سے ایک تاریخی ارتباط چاہتے ہیں۔ ”جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے اور سیاست سے بالکل الگ رہتی ہے اور اپنے اصولوں کے ماتحت جس حکومت کے ماتحت بھی اس کے افراد ہوں۔ وہ اس کے فرماں بردار ہو کر رہتے ہیں۔۔۔ اس لئے ہم نے انڈین یونین کو اپنی روایات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے فرماں بردار رہیں گے۔ مگر چند لاکھ چھوٹی سی مذہبی جماعت کی کون سنتا ہے۔“ (110)

۔۔۔ ان حالات کے پیش نظر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنا مرکز جو دھامل بلڈنگ لاہور میں تبدیل کر لیا ہے۔ اس کا نام ”احمدیہ پاکستان مرکز“ رکھا گیا ہے۔ اس جگہ قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزین فروکش ہیں اور الفضل اخبار یہیں سے شائع ہو رہا ہے۔ (111)

- انجمن احمدیہ نے ربوہ کی تعمیر سے قبل مندرجہ ذیل شرائط طے کی تھیں۔
- 1: ربوہ کی زمین پر کسی شخص کو سلکیتی حقوق نہیں دیئے جائیں گے۔
 - 2: ہنگامے اور مکانات، نقشے اور قواعد کے مطابق ہی بن سکیں گے۔
 - 3: ہر سال ان مکانات کی از سر نو الاٹمنٹ ہوا کرے گی۔ یہ تجدید خلیفہ صاحب

کریں گے۔

25:

29 مئی 1974ء کو قادیانی غنڈوں نے شرمناک طریقے سے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر بد معاشی کیا۔ نشتر میڈیکل کالج، ملتان کے سینکڑوں طلباء بڑی طرح زخمی ہوئے۔ جب مسلسل احتجاج ہونے لگا اور اس میں روز بروز شدت آنے لگی تو حکومت نے عدالت کی تحقیقات کا فیصلہ کیا۔ اب ذرا جٹس صدیقی کی مرتب کردہ رپورٹ کی طرف آجائے۔ انہوں نے مقرر کردہ کمیشن کے رپورٹ پیش کی۔ واقعہ ربوہ کی چھان بین کرنے والے ان کے واحد ممبر جٹس صدیقی 20 جولائی کو ربوہ تشریف لے گئے۔ تاکہ جانے دو کہ ان کے اس کیس اور دوسری معلومات حاصل کریں۔ وہ وہاں ساڑھے پانچ گھنٹہ کے قریب ٹھہرے۔ جب کہ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل، وکلاء اور صحافی حضرات بھی تھے۔ اس تمام دوران جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، ان کا بیان بغرض معالجہ حاضر خدمت ہے۔ جٹس صدیقی کی آمد پر پاک فضائیہ کے دو طیارے بڑی گھن گرج کے ساتھ نمودار ہوئے۔ انہوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تمام سرکاری اور قادیانی دفاتر میں مرزا غلام احمد کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ بابائے پاکستان اور علامہ اقبال کی تصویروں پر نظر نہ آئی نیز ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا قومی پرچم نظر نہ آیا۔ البتہ قصر خلافت پر جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔

1956ء میں ربوہ بدر کئے جانے والے ”صالح نور“ نامی قادیانی پر ایک عجیب قسم کا خوف طاری تھا۔ اس کے رشتہ داروں نے جھروکوں سے دیکھ کر محض آنسو بہائے۔ لیکن آئیں قادیانی میں ”قانونی جرم“ کے تحت بات کرنے کی جرأت نہ کی۔ ناظم امور عامہ کے دفتر کا جب معائنہ کیا اور فائلیں دیکھیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آٹری فیصل خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔ ٹریبونل نے ربوہ کی چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی جرم کی رپورٹ نہیں اس موقع پر تھا نہ ”لالیاں“ کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا نظام ”ربوہ“ کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بعض عمارات پر قادیانی پرچم ”نوائے احمدیت“ لہراتے دیکھا گیا۔“ (112)

پاکستان کے ایٹمی راز:

واشنگٹن پوسٹ کی ایک اشاعت میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی بحریہ میں اعلیٰ عہدے

پرفائز جونا تھن جے پولارڈ کو 1985ء میں اسرائیل نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ واشنگٹن پوسٹ نے پولارڈ کے مقدمہ سے اچھی طرح واقف ایک شخصیت کے حوالہ سے بتایا ہے کہ پولارڈ نے اسرائیل کو پاکستان کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔ اور اسلام آباد کے قریب واقعہ ایٹمی تنصیبات سے آگاہ کیا ہے اور اسلام آباد کے قریب واقعہ ایٹمی تنصیبات کی مصنوعی سیاروں کے ذریعے لی گئی تصاویر بھی فراہم کی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولارڈ نے اسرائیل کو جو معلومات فراہم کی ہیں ان میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد کی تفصیلات کے علاوہ تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر میں موجود تمام انتظامات شامل ہیں۔ اور ان ہی معلومات کی بنیاد پر اسرائیل نے یکم اکتوبر 1985ء کو تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر کو بآسانی نشانہ بنایا تھا۔“ (پاکستان کے محکمہ جاسوسی میں ایک اہم عہدے پر فائز ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ہمارے سیاسی و عسکری تمام راز پاک افواج میں موجود قادیانی افسروں کے ذریعے بیرون ملک پہنچتے ہیں۔) (113)

امریکہ کی سرپرستی:

27:

گزشتہ دنوں امریکہ کی سینٹ کمیٹی برائے تعلقات خارجہ نے مشروط طور پر پاکستان کے لئے چار ارب بیس کروڑ ڈالر کی امداد (خیرات) منظور کی۔ یہ امداد مجموعی لحاظ سے چھ برس میں مکمل ہوگی۔ مگر اس پر چار شرائط عائد کی گئیں ہیں۔ آخری شرط بالخصوص قابل ذکر ہے۔ ”غور فرمائیے! یہ کہ پاکستان میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔“۔ اس پر آزاد خیال کے حامل اخبار کا اعتراف یہ تبصرہ خاص دلچسپ ہے۔ ”چوتھی شرط جو مذہبی آزادیوں سے متعلق ہے بالواسطہ طور پر قادیانیوں، احمدیوں اور لاہوریوں (قادیانیوں کا فرقہ، لاہوری جماعت) سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔“ (114)

تجھ کو خرید لیں نہ کہیں دے کہ دو جہاں
کم ہے یہ نرخ، اس کو کم از کم دو چند کر

قائد اعظم بمقابل مرزا:

28:

ایک قادیانی جریدہ میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لکھا گیا۔
پہلے مسلمانوں کے لیڈر اور مسلمانوں کے نمائندہ سر میاں فضل حسین صاحب رہے اور اس

وقت مسٹر جناح کے خیالات کا نگریں تھے۔ اور وہ کانگریس کی تائید میں تھے اور مسلم لیگ کا ادارہ اس وقت اتنا وسیع نہ تھا۔ جتنا اب ہے۔ کچھ عرصہ کانگریس میں کام کرنے کے بعد مسٹر جناح مسلم لیگ میں آگئے اور آہستہ آہستہ اپنی قابلیت منواتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ تمام مسلمان لیڈر ان کے پیچھے لگ گئے اور وہ مسلم لیگ کے صدر بن گئے۔ کیا مسٹر جناح دنیا کے سارے مسلمانوں کے نگران ہو سکتے ہیں۔ اور کیا مسٹر جناح اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور غریبوں کو دور کر سکتے ہیں، کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نمائندہ آج پھر ایمان کو ایسی پہلی حالت میں قائم کر سکتا ہے جو حالت کے قرونِ اولیٰ کی تھی ہر انسان جو سو فیصد عقل سے جواب دے گا۔ وہ یہی جواب دے گا کہ مسٹر جناح ہندوستان کے سیاسی لیڈر ہیں۔ دنیا بھر کے لیڈر نہیں۔ یہ کام سوائے ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا جو سو فیصد من اللہ ہو اور جسے اللہ تعالیٰ خود مقرر کر دے۔ اور وہ تمام مسلمانوں کا نگران ہو، مسلمانوں کے ہر مرض کا علاج کرنے والا اور مسلمانوں کی ہر تکلیف کا مداوا ہو جو اسلام کو اذیانِ باطلہ پر غالب کرنے والا ہو۔ آج ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے۔ (115)

29: ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر کاہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے (کانگریس اور مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طہالغ میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات اور ہندوستان میں موجود ہیں اور جو بفضلِ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی، مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔“ (116)

30: پاک فضائیہ کا سابق ایئر مارشل ظفر اللہ چودھری، سر ظفر اللہ خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور میجر جنرل نذیر احمد اس کا ہم زلف۔

تاریک اُجالے روشن حوالے:

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے قتل کے محرکات۔۔۔ چند مزید حالات و واقعات ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے قائد ملت کی شہادت کی بابت مختلف شکوک و شبہات کو دستاویز و واقعات کی

ش درج کیا ہے۔

”جب تک دشمن کا پتہ نہیں چل سکتا۔ قاتل تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ چنانچہ لیاقت علی خان کا کابینہ میں سے ایک وزیر کی لیاقت علی خان کے ساتھ محاذِ رائی کی داستانِ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ اُس وقت عوام کی بھاری اکثریت کا مطالبہ تھا کہ ظفر اللہ خان کو وزارتِ خارجہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس بات کا دستاویزی ثبوت سید نور احمد کی کتاب ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں بھی موجود ہے کہ ”خان لیاقت علی خان نے جلد عام میں تقریر کرنے سے قبل سردار بہادر خان کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنی کابینہ کے دو وزراء خواجہ شہاب الدین اور سر چودھری ظفر اللہ خان کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سر ظفر اللہ خان سلامتی کونسل میں تقریر کرنے کے لئے ایک مسودہ لے کر قائد اعظم کے پاس آئے۔ جسے لیاقت علی خان نے قائد اعظم کے ایماء پر پھاڑ دیا تھا۔ اور ایک نیا مسودہ تیار کرایا گیا۔۔۔ انہی ایام میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم نے خان لیاقت علی سے ملاقات کی تھی اور اس جماعت کا دل آزار لٹریچر لیاقت علی خان کے سامنے رکھا تھا۔ انہوں نے مولانا مرحوم سے بھی یہ وعدہ کیا کہ میں چودھری ظفر اللہ کو وزارتِ خارجہ سے علیحدہ کر رہا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے وہ کون سا خفیہ ہاتھ تھا کہ جس نے موقع پر ہی لیاقت علی خان کے قاتل کو مار ڈالا۔ اور یہ مشہور کر دیا تھا کہ مشتعل ہجوم نے قاتل کو مار ڈالا ہے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ نجف خان کا خاندان اس قبیل کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا۔ ان حالات کے اندر اس قتل سے قبل راولپنڈی سازش کیس مشہور ہو چکا تھا۔ جس کے اندر فیض احمد فیض، میجر جنرل اکبر خان، بریگیڈیئر نذیر، ایر کوڈور جنجوعہ اور کپٹن پوشنی جیسے لوگ مبینہ طور پر شامل تھے۔ جن پر خان لیاقت علی خان کے قتل کی سازش کا الزام تھا۔۔۔ ہمیں سب سے پہلے یہ بات دیکھنی ہوگی کہ 1951ء میں یہ قبیل (قادیانی طائفہ) اقتدار کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔ 1951ء میں اس قبیل کے سربراہ نے ایک اخبار ”الفضل“ میں اپنے خواب کا ذکر یوں شائع کرایا تھا۔ ”کہ میں پاکستان کی کرسی پر خون کے چھینے دیکھ رہا ہوں۔ (کتنارزہ خیرج ہے)۔۔۔ 1952ء میں اس منظم اور طاقت ور قبیل کے سربراہ نے کہا کہ وہ وقت قریب آنے والا ہے۔ جب ملا صدر الدین، ملا بخاری، ملا بدایونی، ملا احتشام الحق اور پانچویں سوار مودودی بھی میرے سامنے مجرموں کی طرح پیش ہوں گے۔ (غور کریں خلیفہ ربوہ کا یہ کہنا کس حیثیت سے تھا)۔۔۔ 1947ء سے لے کر 1952ء

تک جو مجرمانہ سازشی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں ان میں سے ایک یہ بھی ٹولی ک سازش تھی جس میں میجر شیر بہادر (جو پاکستان کے پہلے مسلم کمانڈر انچیف بنے والے تھے) اور میجر جنرل افتخار کو فضا کی سفر کے دوران ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہلاک کرا دیا تاکہ میجر جنرل شیر بہادر پاکستانی افواج کے کمانڈر انچیف نہ منتخب ہو سکیں۔ ان کی ہلاکت کے بعد فوج میں بعض جرنیلوں کو سینئر ہونے کا موقع ملا، یہ بے درپے واقعات اسی قبیل کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔ (117)

تھے آپ کے ستم ہی جو دور سکوت میں
ان پتھروں کو قوت گویائی دے گئے

لیاقت علی خان کے مبینہ قاتل کی سرگزشت:

مرد کو کہن نے ”قلم قتل“ کے باب میں ارباب حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے پاکستان کو چڑیا گھر نہ بنائیں۔

آگے چل کر وہ بیان کرتے ہیں۔

”پاکستان کے پہلے وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خان جس منظم سازش کے نتیجے میں قتل ہوئے اس کا باضابطہ انکشاف تو آج تک نہیں ہو سکا۔ یہ ملک اور قوم کے لئے یقیناً بڑی ہدف قسمی کی بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود عوام پر یہ امر غفلت نہیں کہ اس گھناؤنی سازش میں اندرونی و بیرونی دونوں ہاتھ تھے۔ اگرچہ اس کیس کی تفتیش کرنے والے پشیمانی سٹاف کے انسپکٹر جنرل نواب زادہ اعتراف الہ دین کو جہلم کے قریب ہوائی جہاز نے نام نہاد اتفاقی حادثے سے مروا دیا گیا۔ اور سید اکبر جس نے گولی چلائی اسے بھی نہایت ہوشیاری کے ساتھ بین موقعہ واردات پر قتل کروا دیا گیا۔ تاہم اس ضمن میں برطانیہ اور اندرون ملک سر ظفر اللہ خان اور ملک غلام محمد وغیرہ کا نام لیا جاتا رہا اور اُس دور کے حالات و واقعات اس کی توثیق کرتے ہیں۔۔۔ حال ہی میں بھارت کے بزرگ صحافی جمناداس اختر نے اپنی یادداشتوں (مطبوعہ ”نوائے وقت“، جمعہ ایڈیشن، مورخہ 28 اکتوبر 1983ء) میں سید اکبر کے ساتھ پشاور میں اپنی جون 1947ء کی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھ کر کہ سید اکبر نے مجھے کہا گورنر سے ملنا چاہتے ہو؟ اخبار جاری کرنا چاہتے ہو میں سب کچھ کرا سکتا ہوں۔ اور یہ کہ سید اکبر انگریز کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا۔ اُسے اور اس کے بھائی کو

ہا قاعدہ طور پر سرکاری خزانے سے الاؤنس ملتا تھا۔ اس بیرونی و اندرونی ہاتھ کو مزید بے نقاب کر دیا ہے۔ جو نواب زادہ لیاقت علی خان کے سفاکانہ قتل میں ملوث تھے۔“ (118)

پردہ اٹھتا ہے:

یہ حقیقت ہے کہ قائد اعظم کی رحلت کے بعد مرزائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ ان کا ہر قانون شکنی پر متوجہ ہوتا۔ گزشتہ اوراق میں منقول ان کے مذموم بیانات، نازک حالات اور خطرناک حملے نے محبت وطن عناصر کو شہادت میں مبتلا کر دیا۔

”یہ صورت حال جیسا عرض کر چکا ہوں۔ محبت وطن طبقے کے لئے از حد پریشان کن تھی اس سلسلے میں ملک بھر میں مذہبی کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور علماء حق نے امت مسلمہ کو قادیانیوں کے مکروہ ارادوں سے خبردار کیا۔ اس کے ساتھ ہی مجلس ختم نبوت کے ممتاز عالم دین، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے مسلم لیگ کے برسر اقتدار اکابرین اور دیگر زعمائے ملت سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور انہوں نے وزراء، سیاسی لیڈروں اور عدالت عالیہ کے بعض ججوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو مرزائیت کی مذہبی اور سیاسی حیثیت اور اس کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا۔ ان میں بیشتر زعمائے ملت کے علاوہ خواجہ ناظم الدین مرحوم، چودھری محمد علی مرحوم، سردار عبدالرب نشتر، سردار بہادر خان شیخ دین محمد گورنر سندھ، ملک امیر محمد خان، چیف جسٹس محمد منیر، سکندر مرزا، سید ہاشم گزدر وغیرہم شامل تھے۔ لیکن قاضی صاحب کی سب سے اہم ملاقات خان لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کے ساتھ تھی۔۔۔ آپ نے انہیں قادیانی پس منظر، مذموم مذہبی، اور سیاسی عزائم کی ایک بھرپور بھلک پیشتر حوالوں سے ان کے سامنے رکھی۔۔۔ لیاقت علی خان ان تمام حوالوں کو خود اندر لائن کرتے گئے اور وہ کتابیں اپنے میز پر رکھ دیں۔۔۔ یہ ملاقات 45 منٹ جاری رہی اور رخصت ہوتے وقت یہ الفاظ کہے۔ ”مولانا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔“۔۔ ایک ملاقات میں چودھری محمد علی سابق وزیراعظم جن سے قاضی صاحب کے تعلقات انتہائی عزیزانہ ہو گئے تھے، نے کراچی میں قاضی صاحب سے کہا کہ جب سے لیاقت علی خان نے آپ سے ملاقات کی ہے۔ اب کیبنٹ میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ ایک میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو ان الفاظ سے لیاقت علی خان

نے مخاطب کیا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔۔۔“ قاضی صاحب نے ان کی شہادت کے بعد انکشاف کیا کہ لیاقت علی پروگرام تھا (برطانیہ وعدہ) کہ قادیانیوں کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر مخالف قانون قرار دیا جائے لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔“ (119)

گلستانِ تمنا کا مقدر دیکھتے جاؤ!
بہاریں چند لمحوں کے لئے عہد خزاں برسوں

گزشتہ سے پیوستہ:

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیانیوں نے آزادی ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غداری کی، شہادت کی شہادت، تحریک خلافت، جلیانوالہ باغ کا خونیں حادثہ، سائمن کمیشن کی آمد ہند، گول میز کانفرنس، غرضیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں کیں۔ پہلی گول میز کانفرنس میں سر فضل حسین اور اسرائل کوئل نے سر ظفر اللہ خان کو کھنص اس لئے لندن بھجوا دیا کہ وہ کانگریس زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دودھ و جواب دے سکے۔ یو، پی کے گورنر سر میکلم ہیل کو 10 مئی 1930ء کو ایک خط میں سر فضل حسین نے لکھا۔ (120)

”میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا نڈر آدی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کو دودھ و جواب دے سکے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی بالخصوص ایسی حالت میں جب اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے، حیثیت بہت بلند ہو، مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجا آوری میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے، شفیق کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی رقابت پر محمول کیا جائے۔“ (121)

”تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر جب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ ”اب یا کبھی نہیں“ پر بحث ہو رہی تھی تو سر ظفر اللہ خاں نے لفظ پاکستان اور اس سکیم کو طباء کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔“ (122)

قرارداد پاکستان 1940ء کے بعد قادیانیوں نے تحریک آزادی کے خلاف جدوجہد تیز کر دی۔ سر ظفر اللہ نے مختلف مواقع پر تحریک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے علاوہ

1944ء میں ایک پمفلٹ تالیف کیا۔ اس وقت آپ فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے۔ یہ پمفلٹ مرزا محمود احمد کے خیالات اور اس کی شخصیت کے بارے میں تھا، اس کا نام ”دی بڈ آف احمد یہ مومنٹ“ تھا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ مرزا محمود احمد اکھنڈ بھارت کے مؤید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔ (لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی تھی) (123)

رستہ ہوا زخم:

پنجاب سی آئی ڈی کے (ریٹائرڈ) سب انسپکٹر دبیر حسین رضوی لکھتے ہیں کہ۔
”8 جولائی 1947ء کو سی آئی ڈی کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسٹر جینکسن نے آپ کو ایک اہم لفافہ واسرنگل لاج پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ رضوی صاحب پنجاب سیکرٹریٹ سے باہر آئے تو ان کی ملاقات مس ممتاز شاہ نواز سے ہوئی۔ انہوں نے یہ لفافہ دیکھ لیا۔ جس پر سر چارج اسٹبل پرائیوٹ سیکرٹری کا پتہ درج تھا۔ قوی جذبہ سے مغلوب ہو کر آپ نے یہ لفافہ کھولا جس کے اندر ایک اور لفافہ تھا۔ جس پر مسٹر لنڈل چیف آف برٹش سیکرٹ سروس لندن کا پتہ درج تھا۔ اس لفافے کو کھول کر اس کی نقل قائد اعظم کو پہنچائی گئی۔ 4 ستمبر 1947ء کو پاکستان بننے کے بعد ”پاکستان ٹائمز“ نے یہ خط چھاپ دیا۔ اس اخبار نے اسے دوبارہ 25 دسمبر 1976ء کو شائع کیا۔ خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے۔

(خفیہ اور ذاتی) پنجاب کلب لاہور

8 جولائی 1947ء میرے پیارے لنڈل۔

آپ کا خط نمبر 5 ایف 205 / انڈیا / 5 / ڈی او جی / 18 جون 1947ء موصول ہوا۔
پاکستان کے بارے میں سب کچھ طے پا چکا ہے تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں مسٹر جناح ایک آمر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ایسا موزوں وقت نہیں آیا۔ جب ان افراد کی نشاندہی کی جاسکے۔ یا ان سے روابط استوار کئے جاسکیں تاکہ کچھ پتہ نہیں کون لوگ سامنے آنے والے ہیں۔ میرے خیال میں رابطہ انفر لائن پر عمل کرنا درست ہے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے۔ لیکن احمد کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے دوران اسی انتقام کے بارے میں اتفاق رائے پایا گیا تھا۔ امید ہے ”احمد“ کو پاکستان میں بڑی اہمیت

حاصل ہوگی۔ چنانچہ وہ گزشتہ تصوات و نظریات سے پسپائی کو پسند کرے گا۔
آپ کا مخلص ”ڈبلیو این پی جیکسن“ (124)

بزمِ مقتل جو سچے کل تو یہ امکان بھی ہے
ہم سے نکل تو رہیں آپ سا قاتل نہ رہے

طلوعِ حشر:

17 مارچ 1948ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے ایک پریس کانفرنس کراچی میں کہا۔

”کراچی (17 مارچ نامہ نگار) پی پی (حضرت امام جماعت احمدیہ نے پناہ گزینوں کو آبائی گھروں میں بسانے کے مطالبے کے بعد فرمایا۔ اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلانے دیا گیا تو ہم قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے واپس جائیں گے۔“ (125)

اس کے ساتھ مرزا محمود نے قادیان میں مقیم اپنے آدمیوں کے متعلق کہا۔

”ہم وہاں بیٹھے ہیں اور آٹھویں دسویں دن انڈین یونین کو لکھ دیتے ہیں کہ ہم انڈین یونین کے وفادار باشندوں کی حیثیت سے قادیان میں واپس آنا چاہتے ہیں۔“ (126)

تعزیت نامہ:

ایک معروف ہندو نیا کے انتقال پر مرزا مذکور نے پنڈت نہرو کو ایک اندوہناک اور حسرت انگیز مکتوب ارسال کیا جس میں تعزیتی الفاظ کے بعد حلفاً لکھا۔

”ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے ہمیں زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔“ (127)

سر ظفر اللہ خان نے ایک انٹرویو میں قادیانی جماعت اور اسرائیل کے روابط کو باقاعدہ تسلیم کیا ساتھ ہی یہ توضیح کر دی کہ

”جماعت احمدیہ کا اسرائیل میں اسرائیل کے قیام سے پہلے کا دفتر موجود ہے۔“ (128)

ایک وحشت اثر انکشاف:

راقم الحروف کو ایڈیٹر ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد نے اپنے والد محترم حضرت مولانا تاج محمود صاحب کے حوالے سے بتایا کہ 1974ء میں تحریک حتم نبوت کے دوران علماء کے ایک وفد نے چالاک اور معاملہ فہم وزیراعظم مسٹر بھٹو صاحب سے ملاقات کی۔ یہ

میٹنگ بہت دلچسپ اور حوصلہ افزا تھی۔ اور اس میں انہیں قادیانیوں کی سیاسی سازشوں سے آگاہ کیا گیا۔ جب علماء کرام الوداع ہو رہے تھے تو مسٹر بھٹو (اللہ تعالیٰ انہیں اس احسانِ عظیم کا صلہ دے) نے قائد و فد کو پیچھے سے آواز دے کر بلایا اور کہا مولوی صاحب میں اس مقدس مقصد اور عظیم مطالبے کو دل و جان سے تسلیم کر چکا ہوں اور انشاء اللہ میری حکومت برسوں پرانے اس فتنے کا آئینی سد باب کر دے گی۔ مگر میں یہ حقیقت بھی جانتا ہوں کہ آپ لوگ ایک طرح سے میری گردن میں امریکہ کی پھانسی کا پھندا ڈالوا رہے ہیں۔“ (129)

مندرجہ بالا خاکوں اور مجمل پس منظر سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کے سرہانے کندہ عبارت اس کے سازشی ذہن کا پورا خلاصہ ہے یہی وجوہات ہیں کہ اُسے اپنی ہر ہمت کدہ تعمیر کروانا پاکستان کی پاک سرزمین میں برداشت نہ تھا۔ ایسے ناقابل تردید تاریخی حقائق کی رو سے میرا نظریہ یہ ہے کہ امت مرزائیہ وطن عزیز کے لئے کسی طور بھی ایک زہریلے سانپ کے نمونے ہیں۔

ان حالات و واقعات اور خیالات و تاثرات کی بناء پر میں نے متعدد دردمند شہریوں کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے میں مسلمان خطرے میں ہیں لیکن پاکستان میں ایمان، وہاں غیر کے پنجہ ظالم میں اہل ایمان کی زندگی اجیرن، جب کہ یہاں انہوں کے اندازِ جفا سے خود اسلام کی روح زخمی ہو چکی ہے۔ ادھر کے بٹھے ہوئے عظیم سانحوں سے مسلمان جان بلب ہیں اور ادھر ان کا دین ایک اجنبی مسافر کی طرح ہمارا رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا روح کے کا رسی زخم الفاظ کے مرہم سے کبھی مندمل ہو سکتے ہیں۔“ (130)

اب تو خوابوں کے مناظر سے پلٹ آتی ہے روح
ایک دن یہ بھول جائے گی بدن کا راستہ

کتابیات

- 1۔ موضعِ ڈگیاں کا نام ربوہ کیسے؟ (پاکستان کے اندر سٹیٹ در سٹیٹ) تحریر منظور احمد شاہ اور قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 51۔
- 2۔ بحوالہ ”قادیانی مذہب (ایڈیشن ششم) کا مقدمہ“ مؤلفہ پروفیسر محمد الیاس برنی

- 3:- جنس صدائی رپورٹ بحوالہ "قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 18" از صاحب طارق محمود صاحب، ایڈیٹر ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد۔
- 4:- قائد اعظم کی تقاریر۔
- 5:- پاکستان کی پہلی کابینہ بحوالہ "پاکستان کیوں ٹوٹا" صفحہ 307، از ڈاکٹر صدر محمد
- 6:- بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی صفحہ 16، 6، 4 فروری 1987ء۔
- 7:- "لیاقت علی کا قتل - تصویر کا ڈھنڈلا پہلو" تحریر، میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل نوائے وقت، لاہور مورخہ یکم جنوری 1986ء
- 8:- "لیاقت علی کا قتل - تصویر کا ڈھنڈلا پہلو" تحریر، میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل نوائے وقت، لاہور مورخہ یکم جنوری 1986ء
- 9:- آوازِ دوست (مختار مسعود)۔ اقبالیت کی آخری دو سال، ڈاکٹر عاشق حسین
- 10:- تحریک ختم نبوت از قلم شورش کشمیری، مطبوعات چٹان، لاہور صفحہ 147۔
- 11:- تحریک ختم نبوت از قلم شورش کشمیری، مطبوعات چٹان، لاہور صفحہ 146۔
- 12:- ہفت روزہ "چٹان" لاہور، تحریک ختم نبوت مولفہ شورش کشمیری صفحہ 143۔
- 13:- ہفت روزہ "چٹان" لاہور، تحریک ختم نبوت مولفہ شورش کشمیری صفحہ 143۔
- 14:- صاحب زادہ طارق محمود صاحب۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ۔ صفحہ 52، 51۔
- 15:- پاکستان ٹائمز صفحہ 11-8 ستمبر 1970ء
- 16:- بھٹو مرحوم کی تقریر مندرجہ اردو و انگریزی اخبارات (پاکستان) بحوالہ "نبوت" صفحہ 241۔
- 17:- پاکستان کی بعض موجودہ مذہبی و سیاسی پارٹیوں کی طرف اشارہ ہے۔
- 18:- منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 196۔
- 19:- اخبار "الفضل" قادیان۔ 14 فروری 1922ء
- 20:- اخبار "الفضل" قادیانی۔ 8 جولائی 1935ء۔
- 20:- بیان خلیفہ قادیان مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل"۔
- 21:- اخبار "الفضل" قادیان۔ 7 جون 1940ء۔
- 22:- اخبار "الفضل" قادیان۔ 3 اگست 1945ء۔

- 23:- (PARTITION OF THE PUNJAB) تقسیم پنجاب جلد 1، صفحہ 468۔
- 24:- الف:- "مارشل لاء سے مارشل لاء تک مولفہ سید نور احمد (ریٹائرڈ) ڈائریکٹر (حکومت عامہ)
- 24:- ب:- "مارشل لاء سے مارشل لاء تک صفحہ 319۔ بحوالہ حکومت مغربی پاکستان کے پانچ سوال اور ان کا جواب" از فرزند توحید۔ صفحہ 19۔
- 25:- الف:- روزنامہ نوائے وقت لاہور، 7 جولائی 1964ء قادیانیوں کے عقائد و
- 25:- ب:- روزنامہ "مشرق" لاہور مورخہ 15 فروری 1964ء
- 26:- اخبار "الفضل" 17 مئی 1947ء۔
- 27:- قادیانی ٹریکٹ نمبر 22، بعنوان "احرارِ علماء کی راست گوئی کا نمونہ"
- 28:- اخبار "الفضل" ربوہ۔ 28 اکتوبر 1952ء
- 29:- مولانا محمد اسحاق ماسمہ سے چوہدری صاحب کی گفتگو (راد، مولانا موصوف)
- 30:- "آتش فشاں" صفحہ 24۔ مئی 1981ء۔
- 31:- الف:- انوار خلافت صفحہ 90، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود۔
- 31:- ب:- مرزا بشیر الدین محمود، انوار خلافت صفحہ 3۔ 9۔ الفضل
- اگست 1917ء/30 جولائی 1931ء۔
- 32:- الف:- خطبہ امیر الفضل 16 جولائی 1949ء۔
- 32:- ب:- الفضل، 13 نومبر 1953ء۔
- 33:- خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار "الفضل" ربوہ 11 جنوری 1954ء۔
- 34:- الف:- اخبار "الفضل" قادیان، 5 اپریل 1947ء
- 34:- ب:- خطبہ خلیفہ، مندرجہ اخبار الفضل، 13 اگست 1962ء۔
- 35:- اخبار "الفضل" قادیان، 2 اکتوبر 1939ء۔
- 36:- اخبار "الفضل" قادیان، 18 جولائی 1935ء۔
- 37:- اخبار "الفضل" قادیان، 5 فروری 1935ء۔

- 38:- بحوالہ تحریک ختم نبوت صفحہ 84، از شورش کاشمیری۔
- 39:- رسالہ ”سکھ قوم کے نام دردمندا ناپیل“ از مرزا محمود، 3 جون 1947ء۔
- 40:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 5 جولائی 1950ء۔
- 41:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 22 جولائی 1949ء۔
- 42:- تاریخ احمدیت (مولفہ دوست محمد شاہ قادیانی) جلد 10، صفحہ 276۔
- 43:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 29، 30 جولائی 1952ء۔
- 44:- منیر اکواری رپورٹ (اردو) صفحہ 280۔
- 45:- اخبار ”الفضل“ ربوہ، 24 دسمبر 1962ء۔
- 46:- منیر اکواری رپورٹ، صفحہ 76۔
- 47:- ”عجمی اسرائیل“ مرتبہ شورش کاشمیری، صفحہ 31۔
- 48:- دعوة الامیر معصفہ مرزا بشیر الدین محمود ”قادیان سے اسرائیل تک“ از مہر بابا۔
- 49 الف:- ہفت روزہ ”تکبیر“ کراچی، مارچ 1986ء اور روزنامہ ”جنگ“ مورخہ 9 مارچ 1986ء۔
- 49 ب:- قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے روایت مندرجہ قادیانیت کا بیان تجزیہ صفحہ 25۔
- 50:- ”لیاقت علی کا قتل، تصویر کا ڈھنڈلا پہلو، (مبصر بنیائڑ) امیر افضل، روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور یکم جنوری 1986ء۔
- 51:- اخبار ”الفضل“ ربوہ، 3 جنوری 1952ء۔
- 52:- اخبار ”الفضل“ ربوہ، 16 جنوری 1952ء۔
- 53:- راقم، کی علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب سے ایک معلوماتی ملاقات۔
- 54:- ایمان پروریادیں- ترتیب مولانا اللہ وسایا صفحہ 53۔
- 55:- تحریک ختم نبوت صفحہ 137۔
- 56:- ایمان پروریادیں صفحہ 56۔
- 57:- ایمان پروریادیں صفحہ 54، 55۔
- 58:- ایک مجاہد ختم نبوت سے انٹرویو۔
- 59:- مجاہدین ”تحریک راست اقدام (1953ء) کی یادداشتیں۔
- 60:- ”ربوہ سے قل ابیب تک“ از سید محمد یوسف بنوری صفحہ 22۔
- 61:- تحریک ختم نبوت صفحہ 204، 205۔
- 62:- قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 32۔
- 63:- قادیانی اشتہار ”پیش گوئی مصلح موعود“
- 64 الف:- عجمی اسرائیل، (ایک انڈر گراؤنڈ خطرے کا تجزیہ) از شورش کاشمیری
- 64 ب:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور۔ 5 جنوری 1976ء صفحہ 18۔
- 65:- روزنامہ ”جنگ“ راولپنڈی، 4 اگست 1965ء
- 66:- اخبار ”الفضل“ ربوہ۔ 17 دسمبر 1970ء
- 67:- روزنامہ ”مسادات“ لاہور 27 دسمبر 1970ء
- 68:- بحوالہ ”ایشیا“ لاہور، 17 اگست 1962ء۔
- 69:- رسالہ ”عجمی اسرائیل“ صفحہ 23۔
- 70:- قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 25۔
- 71:- روزنامہ ”نوائے وقت“ 8 اگست 1973ء
- 72:- رپورٹ جسٹس صدائی ٹریبونل مندرجہ اردو اخبارات بتاریخ یکم اگست 1974ء
- 73:- اخباری بیانات، مولانا شاہ احمد نورانی بحوالہ تعارف علماء اہلسنت صفحہ 38، اور اہلنامہ ضیائے حرم بھیرہ (ختم نبوت نمبر صفحہ 22)
- 74:- بیان، ایسٹرن کمانڈر باقر صدیقی صاحب، بیان، راؤ فرمان علی (سابق گورنر مشرقی پاکستان) بیان ابن پروفیسر فرید احمد صاحب، مندرجہ اخبارات و رسائل بحوالہ ”تحریک ختم نبوت اور قادیانیت کا سیاسی تجزیہ“
- 75:- متعدد اردو رسائل و جرائد بحوالہ تحریک ختم نبوت صفحہ 172۔
- 76:- روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 5 مارچ 1970ء
- 77:- موید قومی ہیرو، مسٹر ایم عالم تحریک ختم نبوت صفحہ 183، 184 نوائے وقت، اگست 1973ء
- 78:- مؤلف کا بورڈ کے صاحب دردمسلمان سے خفیہ انٹرویو۔ ”سروس ریکارڈ“ اہالیان

سرگودھا کے اخباری بیانات۔

- 79:- قومی پریس کورپورٹ کا بحوالہ "قادیانیت کا سیاسی تجزیہ" صفحہ 42، 43۔
- 80:- دیکھئے، 1978ء کے ملکی اخبارات۔
- 81:- فتنہ آشکار ختم نبوت مصنفہ بیگم محمد کرم شاہ ایم اے الازہر، صفحہ 63۔
- 82الف:- پانچویں، چھٹی جماعت کے نصاب میں رائج مطالعہ پاکستان اور اسلامی کی سابقہ کتب ملاحظہ کریں۔
- 82ب:- ہفت روزہ "زندگی" لاہور، 15 تا 9 نومبر 1979ء۔
- 82ج:- روزنامہ "جنگ" کراچی 8 فروری 1987ء
- 83:- مذکورہ ایام کے اخبارات میں شائع شدہ فریقین کے ذمہ دار افراد کا موقف۔
- 84:- ریکارڈ ماہنامہ "ترجمان الحدیث" تحریک ختم نبوت بعض مبصرین کے خدشات۔
- 85:- "گارجین" بحوالہ "کوثر" لاہور بتاریخ 27 دسمبر 1949ء
- 86:- منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 28۔
- 87:- مصنف کے قائدین تحریک ختم نبوت سے انٹرویو، سندھی اہل قلم قبیلہ کی یادداشتیں۔
- 88:- روزنامہ "امن" کراچی ماہ جنوری 1987ء ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی سلسلہ 14
- 6 فروری 1987ء
- 89:- بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 12 تا 6 فروری 1987ء اور دیگر اخبارات
- 90:- بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 26 جون تا 2 جولائی 1987ء
- 91:- مندرجہ اخبار الفضل، 31 دسمبر 1949ء
- 92:- "ڈیوائیڈ انڈیا" (DEVIDE INDIA) صفحہ 207۔
- 93:- بیان خلیفہ محمود اخبار "الفضل" قادیان۔ 13 اپریل 1947ء
- 94:- اخبار "الفضل" قادیان، 14 اپریل 1947ء
- 95:- اخبار "الفضل" قادیان، 15 اپریل 1947ء
- 96:- اخبار "الفضل" قادیان، 26 مئی 1948ء
- 97:- "پاکستان میں مرزائیت" مصنفہ مرتضیٰ احمد خان ایڈیٹر روزنامہ "مغربی پاکستان" لاہور۔
- 98:- بیان "مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار "الفضل" قادیانی 13 نومبر 1946ء

- 99:- تقریر سر ظفر اللہ خاں مندرجہ روزنامہ "زمیندار" لاہور 13 اگست، 1952ء
- 100:- اخبار "آزاد" لاہور۔ 30 جون 1952ء
- 101:- بحوالہ ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد صفحہ 12، مورخہ 19 جون 1987ء
- 102:- روزنامہ "آفاق" لاہور۔ 3 اپریل، 1952ء
- 103:- روزنامہ "زمیندار" لاہور 8 جولائی 1952ء
- 104:- روزنامہ "جنگ" لاہور بحوالہ ڈان۔ پاک روس تعلقات کا تجزیہ (تیسری قسط) کالم اہل احمد صدیقی، روزنامہ "جنگ" لاہور۔
- 105الف:- مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، 28 نومبر 1934ء
- 105ب:- ہفت روزہ "چٹان" لاہور۔ 21 نومبر 1983ء
- 106:- اخبار "الفضل" ربوہ۔
- 107:- روزنامہ "نوائے وقت" لاہور 2 جولائی 1974ء
- 108:- اخبار "الفضل" ربوہ، 10 نومبر 1982ء
- 109:- ربوہ کی روداد مندرجہ قادیانی اخبار الرحمت لاہور جلد 1، نمبر 1، مورخہ 21 نومبر
- 110:- مندرجہ اخبار "الفضل" لاہور نمبر 118، جلد 12 مورخہ 26 مئی 1948ء بحوالہ
- 111:- اخبار "پیغام صلح" لاہور (لاہور جماعت کا پرچہ) جلد 35، نمبر 35، مورخہ یکم ستمبر
- 112:- جسٹس صدیقی رپورٹ ہفت روزہ "ختم نبوت کراچی مطابق 30 اکتوبر تا۔۔۔ 1987ء
- 113:- "آغاز" کراچی۔ 26 فروری 1987ء
- 114:- روزنامہ "امن" کراچی۔ اپریل 1987ء
- 115:- بحوالہ قادیانی مذہب (ایڈیشن ششم) کا مقدمہ مولفہ پروفیسر محمد الیاس برنی صفحہ 128۔
- 116:- قادیانی "اشتہار" اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت، مطبوعہ 1907ء از مرزا۔
- 117:- روزنامہ "جنگ" لاہور 16 اگست 1983ء

118:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور۔ صفحہ 7، شمارہ 21 نومبر 1983ء

119:- اثر خامہ، ابن فیض، مندرجہ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی (قسط ال)

28 مئی 1987ء (رسالہ) مذکور (آخری قسط) 12 جون 1985ء

120:- اقبال کے آخری دو سال از قلم ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صفحہ 259-

121:- اقبال کے آخری دو سال از قلم ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صفحہ 259-

122:- جی الائنہ قائد اعظم، صفحہ 307-

123:- سر ظفر اللہ دی بید آف احمدیہ مومنٹ (لندن) صفحہ 26-

124:- پاکستان ٹائمز لاہور قائد اعظم نمبر 25 دسمبر 1976، ماہنامہ اردو لاہور۔

صفحہ 30، اپریل 1976-

125:- مندرجہ اخبار ”الفضل“ 18 مارچ 1948ء

126:- اخبار ”الفضل“ صفحہ 9، کالم 4، مورخہ 19 مارچ 1948ء

127:- اخبار ”الفضل“ ربوہ خاص نمبر-

128:- سر ظفر اللہ خاں کانٹروپو مطبوعہ روزنامہ ”جنگ“ لاہور۔ 17 دسمبر 1983ء

129:- راقم کی ایڈیٹر ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد سے خصوصی ملاقات تاریخ 1987ء

1987ء

قادیانی کی قبر کو آگ لگ گئی:

ڈیرہ غازی خان کے قصبہ الہ آباد میں ایک قادیانی ماسٹر تھا، جو اہل متعصب اور گستاخ تھا، جب فرشتہ اجل نے اسے آدھو چا تو مسئلہ پیدا ہوا کہ کہاں دبایا جائے؟ مسلم قبرستان میں اگر دباتے تو مسلمانوں میں اشتعال کا پھیل جاتا ضروری امر تھا، آخر اس کے عزیز واقارب نے اسے اس کی اپنی زمین میں دبا دبانے کے ٹھیک تین دن بعد اس کے گڑھے کو آگ لگ گئی، اور یہ کیفیت تین دن جاری رہی، اور بالآخر وہ جگہ پھٹ گئی، اس کے بعد قادیانیوں نے اس گڑھے کو کھود کر دیا۔ اس واقعے کی تصدیق وہاں کے علمائے کرام حتیٰ کہ اس قادیانی ماسٹر کے نے بھی کی ہے۔

سر محمد الیاس برنی

قصبہ معاشیات، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد دکن

مصر کا معرکہ

عام طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کو علم نہیں ہے کہ مصر میں بھی قادیانیوں کے ساتھ اور بالخصوص اہل جماعت لاہور کے ساتھ ہمارا خوب معرکہ رہا، اور بفضلہ تعالیٰ از ہر شریف میں ہم کو فتح مبین مل ہوئی۔ قصہ تو طولانی ہے یہاں مختصر یادداشت درج کرتے ہیں۔ ممکن ہے آئندہ کبھی مفصل روداد کراچی میں شائع ہو۔

اسلامی ممالک میں مصر کو علم دین اور مرفہ الحالی میں خاص امتیاز حاصل ہے چنانچہ عالم اسلام کا مرکز دھر شریف تقریباً ہزار سال سے وہاں قائم ہے، اور فی الجملہ وہاں مسلمان بھی زیادہ خوش ہیں۔ اس لیے یہ کیوں کر ممکن تھا کہ قادیانی صاحبان کی لچائی نظریں مصر پر نہ پڑیں۔ چنانچہ یہ وہاں گئے۔ ایسے موقع پر قادیانی جماعت لاہور اپنی منافقت سے بہت فائدہ اٹھاتی ہے۔ بلا تکلف مانوں کو یقین دلادیتی ہے کہ مرزا قادیانی صاحب نہ تو نبی تھے نہ نبوت کے مدعی تھے۔ خادم اسلام کی بات سے اپنے آپ کو مجھو کہتے تھے۔ چنانچہ ان کی ہدایت کی بناء پر ہم اسلام کی خدمت میں مشغول سیدھی سی بات کون تعرض کرے اور کیوں تعرض کرے۔ ناواقفیت میں مسلمان کھلے دل سے مدد دے کر دیتے ہیں اور واقفیت ہوتے ہوتے یہ خوب اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں، لیکن اب اس چال کا اور ہا ہے۔ پہلی سی غفلت باقی نہیں رہی۔ اس کے مقابل قادیانی جماعت قادیان اپنے مسلک میں اخلاقی جرأت دکھاتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے کثیر دعوؤں کے مد نظر مرزا قادیانی کو نبی اور مان نبی مانتی ہے اور ڈنگے کی چوٹ پر اس کا اعلان کرتی ہے لاہوری جماعت کی طرح قادیانیت کا معاملہ میں دنیا کو مغالطہ نہیں دیتی۔ حق باطل دوسری بحث ہے لیکن جماعت لاہور کے مقابل میں لاہور سے یہ استقامت ضرور قابل قدر ہے اور اسی خلوص کا یہ اثر ہے کہ جماعت لاہور سے کہیں جماعت قادیان قادیانی فرقہ میں مقبول ہے۔ جماعت لاہور زیادہ تر مسلمانوں کی خوشنودی

ذہونڈتی ہے لیکن مغالطہ کھل جانے پر ان کو یہ سہولت حاصل نہ رہے گی۔ چنانچہ قاضی محمد یوسف قادیانی اپنی کتاب ”کتاب الحیات“ میں سچ لکھتا ہے کہ:

”لاہور احمدیہ بلڈنکس (قادیانی جماعت لاہور کا مرکز) میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو مولانا احمد مسیح موعود نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور صادق رسول اور آنے والا نبی مانتے ہیں اور نہ غیر احمدی مسلمانوں میں صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں۔“ (لکھنؤ، لاہور، ہواکر مسلمان رہنا چاہتے ہیں۔ للمؤلف برنی)

قصہ مختصر اوّل قادیانی جماعت لاہور کے امیر نے اسی غفاق کی ترکیب سے ازہر شریف قادیانہ ڈورے ڈالے اور حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے معاملہ میں مغالطہ سے گرا کر درجہ مطمئن کر دیا کہ دو قادیانی طالب علم جو البانوی تھے جماعت لاہور کی طرف سے ازہر شریف کے اصول دین میں داخل ہو گئے جہاں صرف مسلمان تعلیم پاسکتے ہیں۔ گویا اس ترکیب سے قادیانیت کی موافقت میں ازہر شریف کی عملی سند حاصل کر لی تاکہ وہ آئندہ عالم اسلام پر حجت بن سکے اور اپنی کاپی پر اس درجہ مطمئن ہو گئے کہ غالباً ان ہی دو قادیانی طالب علموں کے نام سے دو عربی رسالے قادیانہ کے متعلق اپنی تعبیر کے مطابق خاص ازہر شریف سے شائع کئے۔ ایک رسالہ ”تعالیم الامم“ اور دوسرا رسالہ ”الاحمدیہ کما عرفتھا“ ہر دو کا منشاء یہی کہ مغالطہ دے کر ازہر شریف میں قادیانیت کے لئے راہ ہموار کریں۔

اس سے مصر کے بعض واقف کار حلقوں میں اندر ہی اندر بے چینی پھیلی لیکن علانیہ شیخ الازہر کے مقابل آتا بھی خلاف مصلحت تھا چنانچہ ہمارے پاس بھی مصر سے اضطراب کے خط آئے کہ جلد کچھ تدبیر کی جائے ورنہ مصر کے بعد ترکی تمام ہے۔ چنانچہ مصر کے بعض معزز احباب اور ازہر شریف کے علماء سے اضطراب کے خط آئے مراسلت شروع کی گئی اور ہوائی ڈاک سے دونوں طرف خطوط دوڑنے لگے۔ خود حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے بارے میں نہایت مفصل یادداشت لکھی بھیجی گئی۔ علیٰ ہذا حضرت علامہ شیخ عبدالحجید الملہان عمید کلیہ اصول دین کو حضرت علامہ شیخ ابراہیم الہمالی اور دیگر سربرآوردہ علماء ازہر شریف کو خطوط لکھے گئے۔ مصر کے مشہور اخبار الفتح کے مالک اور مدیر عبد الدین الخطیب سے بھی ربط پیدا کیا گیا کہ مدوح کا حوصلہ دینی امور میں معروف و مسلم تھا۔ خدا کا ان کا شکر کہ سعی مشکور ہوئی۔ ازہر شریف میں اچھے اچھے چونک اٹھے کہ کیسے قادیانی دھوکا چل گیا۔ چنانچہ مصر کے شیخ الازہر نے فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی ”طبۃ التحقیق“ مقرر فرمائی اور علامہ شیخ عبدالحجید الملہان اس کے سربراہ قرار پائے۔ شیخ ابراہیم جبالی۔ شیخ محمد فاتح الحنان۔ شیخ محمود آلسی اور شیخ محمد العدوی یہ چار علماء و

ان میں آخر الذکر رکن جو مصری وفد کے ساتھ ہندوستان آئے تھے لاہور میں مولوی محمد علی قادیانی جماعت لاہور سے مل چکے تھے اور قادیانی جماعت لاہور کے معترف اور موید مانے جاتے تھے۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رہنمائی کے واسطے خود اپنی طرف سے 17 اور خود کمیٹی کے مطالبہ پر ہم کو یہاں کئی یادداشتیں بھیجی پڑیں۔ جن میں متعلقہ امور کی بات مرزا قادیانی کی تحریرات کے بہت سے نکاسات کا عربی ترجمہ درج کیا گیا۔ مزید برآں کافی تعداد میں قادیانی کتابیں بھیجی گئیں تاکہ یادداشتوں کے مندرجہ اقتباسات کی توثیق کر لی جائے۔ جری سوالوں کے جواب بھی لکھ لکھ کر بھیجے گئے۔ ہر طرح حق تحقیق ادا ہوا جائے۔ ادھر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی طرف سے بھی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رسالے اور یادداشتیں چل رہی تھیں۔ اور یہ سب کام انہی دو البانوی طالب علموں کے نام سے انجام پارہا تھا۔ چنانچہ کیفیت ملاحظہ ہو:

ہمارے البانوی بھائی بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ان کے تازہ خط سے جو حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ وہ تانہوز الازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کمیٹی جوان کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جو مراد ضروری تھا وہ انہوں نے سارا ہم تک پہنچا دیا ہے انہوں نے اپنی طرف سے پوری طرح اتمام حجت کر دیا ہے۔ آگے ہم اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (فیصلہ خلاف ہوا۔ اور ہر دو طالب علم جامعہ ازہر سے خارج ہو گئے للمؤلف برنی) مصر کے روزانہ اور ہفتہ وار اخباروں میں جو بیانات ان کے متعلق شائع کئے۔ ان کے تراجم فارغین کرام تک پہنچتے رہے ہیں۔ پچارے قادیانی مبلغ نے جو آج کل محمودیت کی تبلیغ عربی ممالک میں کر رہا ہے۔ ہتھیرا اور وگایا کہ کسی طرح اس کو بھی ازہر تک رسائی ہو جائے تاکہ وہ خلیفہ صاحب (میاں محمد احمد) کی خدمت میں ایک لمبی چوڑی رپورٹ دینے کے قابل ہو سکے، مگر یونیورسٹی مذکور نے مبلغ مذکور کو خطاب کے اہل نہ سمجھا۔ جس کی بھڑاس نے اپنے الفضل کے ایک تازہ پرچے میں نکالی ہے۔

اب قادیانی اس بات پر بہت تملارہے ہیں کہ ہمارے البانوی دوستوں نے اس جھوٹ و افترا کا ہتھ چاک کر دیا ہے۔ جو آج تک یہ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پھیلاتے رہے۔ اور جماعت لاہور کے کارناموں اور اس کے مسلک کو واضح طور پر دکھایا کہ جو کچھ خدمت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ وہ حقیقت میں جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ قادیانیوں کو خدمت اسلام اور تائید دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ یہ قادیانی ہندوستان سے باہر جاتے ہیں۔ تو جماعت لاہور کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور لفظ احمدی کے مشترک ہونے کی وجہ سے دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری مساعی کا نتیجہ۔ یہ قرآن حکیم کے ترجمہ یہ مفت اسلامی لٹریچر یہ اسلام کی تائید میں کتابیں

یہ سب کچھ حضور خلیفۃ المسیحؑ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس جماعت کو ایک ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد (27) نمبر 69 مورخہ: 21 نومبر 1939ء) یوں تو قادیانی جماعت لاہور کے فریب اور مغالطوں کو واضح اور زائل کرنے کے واسطے ان کا جامعہ ازہر سے ہم کو مسلسل مفصل مراسلت کرنی پڑی۔ ان کو کتابیں بھیجی پڑیں۔ اقتباسات کے عربی تراجم بھیجے پڑے۔ تاہم قادیانی جماعت قادیان نے بھی ان کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ باطل کا یہی انہماک ہوا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

مصر کے اخبار میں قادیانی مبلغ کا ایک بیان چھپا ہے۔۔۔ آج تک تو قادیانی حضرات کو مصر میں بولنے کی جرأت نہ ہوئی، ہماری کامیابی کو دیکھ کر یہ کب خاموش رہ سکتے تھے۔ محض ہمارے بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کا مبلغ فلسطین کے ایک کونے سے بولا ہے کہ پیغامیوں یعنی ہمارے الہانوی بھائیوں نے جو کتب کمیشن کے سامنے پیش کی ہیں۔ بیشک وہ کتابیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف کردہ ہیں۔ لیکن ان میں آپ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے ان سے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ بعد کی کتب میں آپ کا اقرار موجود ہے۔ یہ ہیں قادیانی مبلغ۔ یہ ہیں ان کے عقائد۔ اور یہ ہے حضرت اقدس کی عزت ان کی آنکھوں میں۔ جب لوگ یہ پڑیں گے تو ضرور دل میں سوچیں گے کہ خدا یا یہ نبی کیسا ہے کہ کبھی کچھ کہتا ہے، کبھی کچھ نہیں کہتا، لیکن قادیانیوں کو اس سے کیا۔ ان کا مقصد تو پیغامیوں کو نپاؤ کھانا ہے۔ حضرت اقدس کی عزت رہے یا نہ رہے۔ بسلسلہ بدنام ہوتا ہے تو ہوتا ہے۔ (عبرت۔ للمؤلف برنی)

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد (27) نمبر 49 مورخہ: 18 اگست 1939ء)

بہر حال ”لجۃ التحقیق“ نے ہر طرح خوب تحقیق کی اور تحقیق پختہ ہو جانے پر دونوں قادیانی الہانوی المذکور کو کلیہ اصول دین سے خارج کر دیا کہ مسلمانوں کے سوا اور کوئی اس کلیہ میں تعلیم نہیں پاسکتے۔ لاہوری قادیانیوں کے پیر تلے سے زمین نکل گئی، مگر زیادہ دواویلا نہیں کیا کہ اور رسوائی ہوئی۔ مغالطہ آخر کب تک چلتا۔ راجکار سے کند عاقل کہ باز آید پیشانی۔

لجۃ التحقیق نے ہمارے تعاون کی بہت قدر فرمائی۔ حالانکہ ہم نے صرف اپنا دینی فرض ادا کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنی تحقیقات کا حاصل ایک فتویٰ کی شکل میں مرتب کر کے عالم اسلام میں شائع کرے اور اس فتوے میں بطور ضمیرہ ہماری بعض یادداشتیں بھی شریک رکھے۔ یہ 1358ھ کا واقعہ ہے اسی زمانہ میں جنگ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ پھر جنگ جیسی چلی، معلوم ہے، ادھر علامہ محمد مصطفیٰ المراقی شیخ الازہر کا بھی وصال ہو گیا۔ اس تجویز پر عمل کی نوبت نہ آئی۔ تاہم اس فتویٰ کے نفاذ کی مصر کے اخباروں میں

اشاعت ہوئی۔ چنانچہ مشہور عربی اخبار الفتح (قاہرہ) کے کئی پرچوں میں اس کا اعلان ہوا۔ مثلاً نمبر (653) مورخہ 21 ربیع الاول 1358ھ (نمبر 677) مورخہ 13 رمضان 1358ھ (نمبر 678) مورخہ 30 رمضان 1358ھ۔

ہمارے تعلق سے بھی بعض امور قاہرہ کے اخباروں میں شائع ہوئے، مثلاً ایک مفصل مکتوب جماعت قادیانی تحریک کے متعلق ہم نے اپنے رفیق عبدالحمید السید کے نام لکھا تھا۔ وہ ضروری تمہید کے ساتھ بہ تمام وکمال اخبار الفتح کے نمبر (671) مورخہ 30 رجب 1358ھ میں اطلاع عام کے واسطے شائع کیا گیا۔ ہم نے جو قادیانی کتابیں لجۃ التحقیق کے واسطے بطور ثبوت بھیجی تھیں۔ ان کا ذکر بھی اخبار الفتح کے نمبر (684) مورخہ 3 ذی قعدہ 1358ھ میں شائع ہوا۔ اسی طرح لجۃ التحقیق کے ساتھ ہمارے تعاون کی مختصر کیفیت اخبار الادستور (قاہرہ) مورخہ 15 ذی الحجہ 1358ھ میں شائع ہوئی، دوسرے مصری اخباروں میں بھی چرچا رہا۔

الحاصل قادیانی مغالطہ کے متعلق مصر میں بھی خاصی بیداری پھیل گئی، چنانچہ قادیانی جماعت (لاہور) کے جو رئیس القادیانیہ مصر میں منتخب ہوئے تھے مولانا احمد حمادی اسمعیل، نائب ہونے کے بعد انہوں نے ایک مکتوب ہمارے پاس بھیجا اور لکھا کہ ”علاقہ مصر میں مذہب قادیانی کی کیفیت یہ ہے کہ جب سے میں اور میرے بھائی اس سے علیحدہ ہوئے ہیں اور جب سے ظاہر ہو گئی قادیانیوں کی گمراہی، ان کی بدنیتی اور وہ تمام چیزیں جن کو وہ اپنے ناپاک قلوب میں لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے، جب سے وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اب تک ان کے لئے کوئی جلسہ کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ (شعبان 1352ھ)

امیر صاحب قادیانی جماعت لاہور کی کارگزاری تو اوپر بیان ہوئی۔ خلیفہ صاحب جماعت قادیان کی تحریک بھی اپنے طور پر چلتی رہی۔ چنانچہ اپنے ایک رفیق کا خط ماہ مئی 1939ء میں قاہرہ سے وصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ خلیفہ صاحب کے دونوں لڑکے یہاں آئے تھے اور کچھ عرصہ تک یہاں رہنے کے بعد چلے گئے۔ اور یہاں اپنی ایک خاص جماعت بنا گئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ وہ لڑکے شیخ الازہر سے بھی ملے۔ یوں کوئی قادیانی جماعت کہیں بنائے بنائے، ہر جماعت کے واسطے ہر جگہ کچھ نہ کچھ مہر مل سکتے ہیں اور اُس زمانہ میں تو مصر میں انگریزوں کا بھی خاصا رسوخ تھا۔ اور انگریزوں میں قادیانیوں کا خاصا رسوخ تھا۔ ہر طرح کی سہولت حاصل تھی۔ بہر حال مصر میں قادیانی جماعت بننا عجیب نہیں۔ البتہ مغالطہ دے کر امیر جماعت لاہور نے ازہر شریف میں جس طرح قدم جمانا چاہا تھا وہ دیانت سے بعید تھا۔

نظر بریں ہمارے ایک دوست نے قاہرہ سے ایک خط ماہ مئی 1939ء میں ایک دوسرے کو حیدرآباد بھیجا اور لکھا کہ:-

”آپ سے بار بار عرض کیا گیا کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب ”قادیانی مذہب“ کے عربی ترجمہ کو نشر کرنے کی نہایت سخت ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ آپ صاحبان اس کی جانب توجہ نہیں فرماتے۔ حیف ہے کہ حیدرآباد جیسے ملک میں جہاں کے خود تاجدار نامدار اور ان کی رعایا دین کی خدمت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے مشہور ہے۔ ایک معمولی ضخامت کی لیکن دین کی خدمت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم کتاب ”قادیانی مذہب“ کا عربی ترجمہ چھپوانا ہے تو موقع کو غنیمت سمجھ کر اس وقت چھپوا لیجئے ورنہ اگر جنگ شروع ہوگئی تو پھر مصر محاذ جنگ بن جائے گا اور کتاب کا چھپوانا مشکل ہو جائے گا۔ نیز جنگ میں انگریزوں کی خدمت کی وجہ سے مصر اور دیگر قرب وجوار کے ممالک میں قادیانیوں کا پایہ زیادہ محکم ہو جائے گا۔ (یہ فتنہ تو انگریزوں کی سیاسیات میں مسلمانوں کو ہر جگہ حیران پریشان کرتا رہا ہے۔ لہٰذا فتنہ برنی) اس لئے قبل اس کے کہ یہ پنچیں ان کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے۔“

حاصل کلام یہ کہ مصر میں قادیانی جماعت بننا عجب نہیں ہے، لیکن از ہر شریف پر جو چھاپا مارا تھا وہ عالم اسلامی میں ایک فتنہ کھڑا کر دیتا مسلمانوں کو سخت دھوکا ہوتا کہ گویا از ہر شریف سے قادیانی اسلام کی سند مل گئی۔ اور یہ امیر قادیانی جماعت لاہور کا منشاء تھا۔ اسی سے ان کی چالوں کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ بیٹھا زہر کروے زہر سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

اپنے زمانہ میں حضرت علامہ محمد مصطفیٰ الراغی الاذہر رحمہ اللہ نے اس فتنہ کا انداد کر دیا۔ ان کے بعد شیخ الاذہر حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق رحمہ اللہ بھی اس فتنہ سے خوب باخبر ہو گئے تھے۔ ہم بہت عنایت و شفقت فرماتے تھے، لیکن حضرت کا زمانہ مختصر رہا۔ اب ماشاء اللہ حضرت علامہ شیخ عبدالرحمن حسن شیخ الاذہر کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید اور دعا ہے کہ از ہر شریف اب آئندہ بھی فتنوں سے محفوظ رہے اور صراطِ مستقیم پر استقامت ہمیشہ جاری ہے، بطفیل رسول کریم ﷺ

ہمارے پاس حیدرآباد میں تو ایک ایسے رفیق تھے جو عربی خط و کتابت اور تراجم میں ہم کو بہت قابلیت اور سرعت سے مدد دیتے تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سلمہ کو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں جزائے عظمیٰ دے کہ عربی تراجم میں ان کا تعاون حد کو پہنچ گیا تھا۔ یہی حال مصر میں دوسرے رفیق عبدالجید السید مرہم مغفور کا تھا کہ وہ تمام کوششوں کا مرکز قاہرہ میں بنے ہوئے تھے ان کا خلوص اور ان کی جدوجہد بھی

بلکہ سچ پوچھے تو ان کے توسط بغیر قاہرہ میں اس پیمانہ پر کوشش اور کامیابی ہونی محال تھی۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت دین کا اجر اعلیٰ سے اعلیٰ انہیں عطا فرمائے۔ ان کے سوا بعض دیگر رفیق بھی قابل یادگار خاص کر السید ابوالعصر احمد الحسینی الہندی اور پروفیسر محمد ولی خاں مہندی سباح۔ جو مراسلت کے ذریعہ مشہورے اور معلومات مہیا فرماتے رہے۔

اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے مولانا سید محبت الدین الخطیب مالک مدبر اخبار الفتح نے بھی اس سرگرمی میں کئی طرح پیش بہامد دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات میں ان کی مدد فرمائے۔ آمین۔ قاہرہ میں سال معرکہ تو 1358ء میں پیش آیا، لیکن آپس کی مراسلت اور مشاورت کا سلسلہ قادیانیت کے اٹل کی سال پہلے سے جاری تھا، اور وقت پر یہی سلسلہ کام آیا۔

شام میں بھی ہمارے ایک مخلص محب تھے، مختار ادیب علامہ السید محمد علی الحوانی جو مشہور مجلہ العربیہ و ملت سے شائع کرتے تھے۔ جب وہ حیدرآباد آئے تھے تو کتاب ”قادیانی مذہب“ کے چوتھے ایڈیشن اصل عربی ترجمہ ان کے حوالہ کیا گیا تھا کہ وہ اس کو بیروت میں طبع کرا دیں کہ وہاں کی طباعت نفاست میں مشہور ہے۔ طباعت کے نمونے اور تجنیے بھی آئے مگر کام شروع ہونے کی نوبت نہ آئی۔ ان کی صحت بالاب ہوگئی تھی۔ مدت سے کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے بخیریت ہوں۔ نہ معلوم ترجمہ کا مسودہ کہاں کا قصد ہے کہ منتخب مقامات کا عربی ترجمہ تالیف کر کے قاہرہ میں شائع کیا جائے۔ انشاء اللہ۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العارفین، سراج السالکین، حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ کے والد گرامی تھے۔ آپ بیک وقت ایک شیخ طریقت، عالم دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے تحریک خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا، رزمِ مرزائیت میں آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں، ایک معرکہ الآرا کتاب ”معیار المسیح“ مطبوعہ ۱۳۲۹ھ کے نام سے لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

حکیم نورالدین سے مولانا اصغر علی روجی کی ایک علمی جھڑپ

مرزا قادیانی سخن سازی اور پروپیگنڈا بازی کے فن میں توفیق تھا لیکن علمی استعداد سے ایک لالی تک بے نصیب تھا۔ البتہ مولوی حکیم نورالدین اور مولوی محمد احسن امر وی مرزائیوں میں ذی علم اور صاحب استعداد ہستیاں مانی جاتی تھیں۔ اور یہی وہ دو شہیرے تھے جن کے سہارے الہامی صاحب اتنا زمانہ فضا میں پرواز کرتے رہے۔ اور پھر ان دونوں میں حکیم نورالدین صاحب کو خاص اہمیت حاصل تھی بلکہ اصل ہے کہ وہی مرزائیت کی عمارت کے بانی و موسس تھے اور مرزا مردود تو محض آلہ کار اور کھڑی پتلی کا حکم رکھتا تھا جب حکیم صاحب پیچھے سے ڈوری کھینچتے تو یہ پتلی حرکت میں آجاتی۔ ایک مرتبہ بانی سلسلہ حکیم نورالدین لاہور آیا اور کشمیری دروازہ میں مولوی محرم علی چشتی کے مکان میں ٹھہرا۔ مولوی محرم علی سے حکیم نورالدین کی پرانی دوستی تھی۔ ایک نہایت معمر طبیب نے جو مہاراجہ جنوں کشمیر کی ملازمت میں حکیم نورالدین کے قریب آئے تھے مجھے بتایا کہ حکیم نورالدین اور مولوی محرم علی ایک ساتھ جنوں سے خارج کئے گئے تھے۔

جب حکیم نورالدین لاہور آکر مولوی محرم علی کے مکان پر ٹھہرا تو مولانا اصغر علی صاحب رومی ساہی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت مولانا اصغر علی صاحب کا عقنواں شباب تھا۔ ان کے جانے سے پیشتر مولوی زین العابدین مدنی عربی اسلامیہ ہائی سکول دروازہ شیراں لاہور میں مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ مہیاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے اقرباء میں سے تھے حکیم نورالدین سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولوی زین العابدین اچھے لسان اور مقرر نہیں تھے۔ ایک سوال کے جواب میں مولوی زین العابدین نے کہا کہ اس سے تو ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی۔ حکیم نورالدین نے کہا کہ ترجیح بلا مرجع تو محض منطقیوں کا ایک ڈھکوسلہ ہے۔ ترجیح بلا مرجع ہاں ہے۔ مولوی زین العابدین نے ہر چہ کہہ دیا؟ حکیم نورالدین نے درو پے جیب سے نکال کر ہاتھ پر رکھے اور مولوی صاحب سے کہا ایک الفاظ

انہوں نے ایک روپیہ اٹھایا۔ پوچھا اس دوسرے کو کیوں نہیں اٹھایا؟ مولوی زین العابدین سے کہہ دیا کہ جواب نہ بن پڑا۔ مولانا اصغر علی صاحب ایک طرف بیٹھے تھے مولوی زین العابدین سے کہنے لگے مولوی صاحب! کہہ دیجئے ارادہ ازلی اس کے اٹھانے سے متعلق تھا۔ دوسرے سے متعلق نہیں تھا۔ یہی ترجیح ہے۔ حکیم نورالدین نے کہا بس صاحب یہ ٹھیک نہیں۔ یا یہ بولیں یا آپ خود گفتگو کر لیں۔ مولوی زین العابدین روجی صاحب سے کہنے لگے اچھا آپ آکر گفتگو فرمائیے۔ اس مجلس میں فقیر جلال الدین مرحوم مجسٹریٹ بھی موجود تھے۔ وہ بولے ہاں مولوی صاحب آپ آئیے اور گفتگو فرمائیے۔ غرض مولانا روجی کو زبردستی ان کے مقابل کر دیا۔

اس سے پیشتر حکیم نورالدین بہت لافیں مار چکا تھا کہ ہم نے مصر سے منطق کی ایک نئی کتاب لکوائی ہے جس میں منطقیوں کی متعدد تصویروں غلط اور باطل ثابت کی گئی ہیں اور اس سلسلہ گفتگو میں وہ امام غزالی رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ پر بھی ہاتھ صاف کر گئے تھے۔ روجی صاحب نے حکیم نورالدین سے سوال کیا کہ آپ نے منطق کو باطل کہا ہے کیا ساری منطق باطل ہے یا اس کا کوئی حصہ یا اس کے کوئی خاص قواعد؟ حکیم نورالدین نے کہا یہ بتانا تو بہت مشکل ہے کہ منطق کا کتنا حصہ باطل اور کتنا صحیح ہے۔ مولانا اصغر علی نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں بتلا سکتے تو ممکن ہے کہ آپ اثناے گفتگو میں کسی سوال کے جواب میں کہہ دیں کہ یہ غلط اصول پر مبنی ہے۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ اس لئے جب تک یہ مسئلہ صاف نہ ہو جائے کہ آپ کون کون سے اصول مانتے ہیں اور کون کون سے نہیں مانتے اس وقت تک گفتگو بیکار ہے۔ حکیم نورالدین لا جواب سے ہو گیا اور سوچنے لگا۔ ان ایام میں مولانا روجی کی رگوں میں جوانی کا خون اڑ رہا تھا۔ جب دیکھا کہ حکیم نورالدین کے منہ پر بالکل مہر سکوت لگ گئی تو جوش میں آکر کہنے لگے۔ اے برتے پر آپ نے امام غزالی رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ پر حملہ کر دیا تھا؟ یہی آپ کی استعداد ہے؟ آپ کو تو مدلل والے لڑکوں کے برابر بھی لیاقت نہیں۔“

یہ سن کر مولوی محرم علی چشتی اور فقیر جلال الدین کہنے لگے نہیں مولوی صاحب! جانے دیجئے ایسا کس نے کہا ہے۔ چونکہ نماز عصر کا وقت قریب تھا یہ لوگ کہنے لگے اچھا کسی دوسرے موقع پر گفتگو ہوگی۔ مولانا مدنی چلے آئے اور یہ خبر بجلی کی رو کی طرح شہر میں پھیل گئی کہ روجی صاحب نے حکیم نورالدین کو پچھاڑ دیا۔ پھر دوسری مرتبہ حکیم نورالدین حلی کا بلبل مل آیا۔ صوفی غلام محی الدین وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولوی زین العابدین مذکور روجی صاحب کے مکان پر گئے اور کہا کہ حکیم نورالدین آیا ہوا ہے۔ آپ چل کر مرزا کے دعاوی کے متعلق اس سے گفتگو کیجئے۔ روجی صاحب نے کہا۔ اغلب ہے کہ حکیم نورالدین گفتگو پر راضی نہیں ہوگا۔ مولانا روجی نے ان کے کہنے پر حکیم نورالدین کو رقعہ لکھا کہ مرزا کے

دعاویٰ باطلہ کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“ حکیم نور الدین نے جواب میں لکھا کہ آپ میرے پیر کی توہین کرتے ہیں اس لئے میں آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔

اس کے بعد شاید 1915ء میں حکیم نور الدین لاہور آیا۔ روجی صاحب کے ایک شاگرد نے حکیم نور الدین آیا ہوا ہے۔ اگر آپ اس سے گفتگو کرنا چاہیں تو میں جا کر دریافت کروں؟ روجی صاحب نے کہا ہاں جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور قاضی ظہور الدین اکمل مرزائی متوطن موضع کوٹلی سے ہوا اس خواہش کا اظہار کیا۔ قاضی ظہور الدین کہنے لگے واقعی مولوی اصغر علی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں اہل حق نے کہا ہاں واقعی چاہتے ہیں۔ قاضی ظہور الدین نے حکیم نور الدین سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا ہم مولوی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اصغر علی ہویا کوئی اور۔ اس وقت بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ نے ایک سال تک مرزائی بلکہ مرزا کے خاص حواری رہ کر تائب ہوئے تھے مرزا کے رد میں ایک رسالہ ”پہرہ الیقین“ وہ شہر میں مفت تقسیم کر رہے تھے۔

کفار کے لئے ہوگا کہ اس کے قدر برابر آگ کے صندوق میں اسے بند کریں گے پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل لگایا جائے گا پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں آگ کا قفل لگایا جائے گا پھر اس طرح اس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اب ہر کار کا کبھی گھر اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لئے عذاب ہے۔ جب سب جنتی جنت میں داخل ہو لیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے ان کو ہمیشہ کے لئے اس میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کریں گے۔ پھر منادی جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے۔ کہ شاید اس میں سے رہائی ہو جائے۔ پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں۔ یہ موت ہے وہ دوزخ گردی جائے گی اور کہے گا اے اہل جنت! بیشکی ہے اب مرنا نہیں اور اے اہل نارائشکی ہے اب موت نہیں۔ اس وقت ان کے لئے خوشی پر خوشی ہے اور ان کے لئے غم بالائے غم (نَسْفَاتُ اللّٰهِ الْعَلَمِ وَالْعَاقِبَةِ فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) (بہار شریعت)

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

فتنہ قادیانیت کے بارے میں مختلف ممالک کے عدالتی فیصلے

قرار داد پاکستان کے اکابرین:

ڈاکٹر اقبال کے فرمان کے مطابق مرزائیوں کے فساد کا علاج یہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ماہنامہ ”مصلح الدین“ کراچی، مجریہ ستمبر 2007، شعبان المعظم 1428ھ)

آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا فیصلہ:

قادیانی اسلام سے خارج ہیں: آئینی و قانونی طور پر باقاعدہ قادیانیت کو کفر قرار دینے میں پہل آزاد کشمیر اسمبلی نے کی، چنانچہ مصباح الدین لکھتے ہیں کہ

”آزاد کشمیر کے زعماء پر جب قادیانیوں کی سازشوں کا انکشاف ہوا تو الحاج میجر محمد ایوب نے 28 اپریل 1973ء کو اسمبلی میں ان کے خلاف ایک قرارداد پیش کی کہ جس میں ان کو اقلیت قرار دینے اور ریاست میں ان کی تبلیغ کو ممنوع قرار دینے وغیرہ کا ذکر تھا۔“

اور قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی اور 24 مئی 1973ء کو جناب سردار عبدالقیوم خان صاحب صدر اسلامی جمہوریہ حکومت آزاد کشمیر نے توثیق فرمائی۔

قادیانی خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد قرارداد پر چراغ پا ہو گیا اور ایک کتابچہ بعنوان ”امام جماعت کا یہ آزاد کشمیر کی ایک قرارداد پر تبصرہ“ شائع کر کے اپنا غیظ و غصہ اُتار، آزاد کشمیر پر ہی غصہ نہیں اُترا بلکہ پاکستانیوں کو بھی دھمکیوں سے نوازا، ان میں سے ایک یہ تھی کہ

”اس قسم کے فساد (قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جانا) کے نتیجے میں پاکستان قائم نہیں رہے گا۔“ (صفحہ 4)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”تعارف قادیانیت اور مسئلہ فتنہ نبوت مصنفہ مصباح الدین

پاکستان کی قومی اسمبلی کا تاریخ ساز فیصلہ:

مصباح الدین لکھتے ہیں:

”ہوایہ کہ 29 مئی 1974ء کو قادیانیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ”ریلوے اسٹیشن پر“ چناب ایکسپریس کو اس وقت تک روکے رکھا جب تک اس پر سوار شہریت ملتان کے طلباء کو بڑی بے دردی سے دل کھول کر زد و کوب نہ کر لیا اور اس بات کا ثبوت ہم ”ربوہ“ قادیانی ریاست ہے۔

قادیانی ٹولہ کی یہ حرکت ایک ایسا اقلیت تھی جس سے فساد کی ملک گیر آگ بھڑک اٹھی، حکومت ”صدائی ٹریبونل“ مقرر کر کے مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا۔ ارباب اقتدار کو بھی احساس ہو گیا کہ قادیانی مسئلہ کا تصفیہ جس کو اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ملک کی سلامتی کے لئے ناگزیر ہے اور اس طرف سے مطالبہ کی تکمیل کے لئے ایک مجلس معرض وجود میں آئی۔ (اور) وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اس قضیہ کے لئے ایک مناسب صورت اختیار کی کہ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا اور وہ غور و خوض کے بعد فیصلہ دے کر قادیانی مسلمان ہیں یا غیر مسلم، اس مسئلہ کی چھان بین کے لئے ممبران قومی اسمبلی کی ایک خصوصی کمیشن کی تشکیل ہوئی۔

7 ستمبر 1974ء کو وہ مبارک شام آئی جب جناب وزیراعظم (ذوالفقار علی بھٹو) نے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے فیصلے سنائے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والی دونوں جماعتیں (یعنی مرزا ناصر قادری کی جماعت اور لاہوری جماعت) غیر مسلم قرار دے دی گئیں۔

فیصلہ سناتے ہوئے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں کہا کہ: ”مکر میں ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پوری قوم کی خواہشات کا آئینہ دار ہے۔ اس مسئلہ کو دبانے کے لئے 1953ء میں خالمانہ طور پر طاقت استعمال کی گئی تھی۔“ (ملخصاً) ماخوذ از تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت، مصنفہ مصباح الدین صفحہ 115-120

کیا ان کو اقلیت قرار دینا درست تھا؟

یہ ایک سوال آپ نے پڑھا کہ آزاد کشمیر اسمبلی اور پاکستان اسمبلی کے فیصلے پڑھے کہ جن میں ان کے اقلیت ہونے کا ذکر ہے مگر اصول شرعیہ کی رو سے دیکھا جائے تو ان کی سزا وہ نہیں جو انہیں دی گئی۔ اگر یہ سزا انہیں ہے تو پھر ان کی سزا کیا ہے اس کا جواب ہم آزادی ہند کے ہیرو، تحریک پاکستان کے علمبردار رہنما شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ

ہدی میں منعقدہ مشائخ کانفرنس کے موقع پر فرمایا۔

کہا جاتا ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دو، اقلیت تو ذمیوں کو کہا جاتا ہے جو شخص اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے وہ (صرف) کافر نہیں، (بلکہ) وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا شریعت (اسلامیہ) میں قتل ہے، اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرتا جس کی نظیر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔

(بحوالہ ضیائے حرم لاہور، بحریہ دسمبر 1974ء)

اور پہلی سالانہ عظمت تاجدار ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر فرمایا:

”قادیانیت عالم اسلام کے اتحاد میں زبردست رکاوٹ ہے، اس کا قلع قمع کئے بغیر ملت اسلامیہ کا وجود خطرے میں ہے، قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کی گہری سازش ہے، اس بدترین ناسور کے خلاف جہاد مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔“

قادیانیوں کو اسلام کی دعوت، صفحہ 7، ماہنامہ تحفظ کراچی، اولیا امت اور قادیانیت کا بھیا تک (مئی 1974ء) جلد نمبر 3، شمارہ نمبر 10، صفحہ 12

جب یہ لوگ مرتد ہیں اور مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے جس کی بے شمار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں اس سزا پر عالم اسلام کا اجماع بھی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ان مرتدین کو صرف اقلیت قرار دے دینا کافی نہیں۔ اس سے قبل مدعیان نبوت کو دیکھا جائے تو اس دور کے حکام نے ان کو مرتد سمجھ کر قتل کر دیا اور طاقت ہونے کی صورت میں ان سے جہاد کیا۔ بعض کے ساتھ اسلامی لشکروں کا جہاد ایک طویل عرصے تک جاری رہا، غرض یہ کہ انہوں نے اس فتنے کو جڑ سے اکھیڑنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس میں بڑے نقصانات بھی برداشت کئے، بے شمار مسلم مجاہد بھی شہید کروادئے مگر اس فتنے کو بڑھنے نہ دیا۔

رفاقتی شرعی عدالت کا فیصلہ:

حسب دستور آئین اور آرڈیننس 1984ء کی پابندی کرنے کی بجائے شرعی عدالت سے خود کو ملتان اور (اپنے) عقیدہ کو اسلام کی توثیق کرانے کے لئے قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں نے الگ الگ درخواستیں داخل کیں۔ فاضل ججوں نے بحث و تحقیق کے بعد دونوں پیشینہ خارج کرنے (کے) غیر مسلم ہونے پر تصدیق ثبت کر دی۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیڈرل اسمبلی ملائیشیا کا فیصلہ:

اکتوبر 1975ء میں فیڈرل اسمبلی نے قادیانی مسئلہ کی چھان بین کرنے کے بعد اعلان کیا کہ قادیانی خارج از اسلام ہیں۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

جلال الدین احمد نوری نے اسے ان الفاظ میں تحریر کیا:

”عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ قادیانیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ لہذا مسجد میں صرف مسلمان نماز پڑھیں گے۔“

(بحوالہ القادیانیہ اقلیت غیر مسلمہ، صفحہ 120، ماہنامہ صلیح الدین، کراچی، مئی 1977ء، 2007ء)

المعظم 1428ھ صفحہ 63)

ابوظہبی کی امارت کا فیصلہ:

حکومت ابوظہبی کا فیصلہ ہے کہ اس نے قاضی القضاۃ (عدالت عالیہ) کی سفارشات کے مطابق غیر مسلم ہیں۔ ان کو بے نقاب کیا جائے اور ان کا داخلہ یہاں بند کیا جائے۔ وغیرہ کو قبول کر لیا ہے۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 140)

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا اعلان:

بھاپور عدالت 1923ء کے فیصلے بموجب قادیانی مسلمان نہیں، بورڈ میں ان کو نمائندگی حاصل نہیں، تقسیم ہند سے پہلے ہی عدالت نے اپنے فیصلے میں واضح کر دیا تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 142)

بہاولپور کے مقدمہ کا تاریخی فیصلہ:

فریقین کے علماء جمع ہوئے، دلائل عقلیہ و عقلیہ زیر بحث آئے، جج محمد اکبر نے قادیانوں کے ارتداد کی توثیق فرمائی، مسماۃ غلام عائشہ (مسلمان) کا عبدالرزاق (قادیانی) سے فسخ نکاح کا فیصلہ صادر فرمایا۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 142)

فیصلہ شیخ محمد اکبر (راولپنڈی):

ایڈیشنل جج راولپنڈی مورخہ 3 جون 1955ء مسماۃ لکھنویہ الکریم قادیانیہ بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین صاحب نے فیصلہ سنایا کہ عدالت سماعت نے جو نتائج (قادیانیہ مسلمان نہیں) اخذ کیے ہیں درست ہیں۔ مسماۃ لکھنویہ الکریم کی اپیل میں کوئی جان نہیں۔ لہذا اسے خارج کرتا ہوں۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیصلہ عدالت جیمس آباد:

مدعیہ مسماۃ الہامیہ۔ مدعا علیہ نذیر احمد برق قادیانی:

جناب شیخ محمد رفیق گریج جیمس آباد نے فیصلہ صادر فرمایا کہ

”مدعیہ ایک مسلمان عورت ہے، مدعا علیہ نے اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے، غیر مسلم ہے

لہذا مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعا علیہ کی بیوی نہیں۔ فسخ نکاح کے بارے میں

مدعیہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے حق میں دیا جاتا ہے۔“

یہ فیصلہ 13 جولائی 1969ء کو جناب قیصر احمد حمیدی جانشین جناب شیخ محمد رفیق گریج نے مکمل

عدالت میں پڑھ کر سنایا۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیصلہ ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ:

جناب جسٹس افضل لون (جج ہائی کورٹ، راولپنڈی بینچ) کا تاریخی فیصلہ:

حسب شریعت محمدیہ علیہ الخیر والثناء قادیانی غیر مسلم کسی مسلمان کی میراث کا وارث نہیں ہو

سکتا اور نہ مسلمان کسی غیر مسلم کا وارث بن سکتا ہے۔

(بحوالہ پاکستان ٹائمز 30 اپریل 1981ء) (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

ماریشس (افریقہ) کی عدالت عالیہ کا تاریخی فیصلہ:

ماریشس سپریم کورٹ (ایک غیر جانبدار مسلم عدالت) کا مسجد روبل کے متعلق سب سے پہلا

حکم (جو ہماری نظر سے گزرا)۔ دو سال کی طویل جرح و قدح کے بعد 19 نومبر 1920ء کو عدالت

نے یہ فیصلہ سنایا:

”مسلمان اور قادیانی ہم مذہب نہیں، مسجد مسلمانوں کی ہے۔ امامت اور نماز کا حق صرف

مسلمانوں کو حاصل ہے۔“ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 142)

حکومت افغانستان کا جرأت مند فیصلہ:

امیر امان اللہ خان کے دور حکومت میں حکومت کو کچھ قادیانیوں کے بارے میں اطلاع ہوئی کہ وہ

اپنے جھوٹے نبی کے جھوٹے دین کی تبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔ لہذا ان کو پکڑا گیا اور مرتد قرار دے کر قتل

کر دیا گیا۔

اور حکومت افغانستان کے اس فیصلے اور جرأت کو ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے 16-19 مارچ

1929ء/شعبان 1343ھ مراد آباد میں منعقد ہونے والے چار روزہ اجلاس میں سربراہ گورنمنٹ افغانستان کے اس راست اقدام کی بھرپور تائید کی گئی اور اس کی کچھ تفصیل ”سنی کانفرنس کا تاریخ تسلسل“ (مصنفہ مولانا نسیم احمد صدیقی صفحہ 19) میں ہے۔

قادیانیوں کے خلاف علماء اسلام کے فتاویٰ اور قراردادوں کی تفصیل علامہ فروغ احمد اعلیٰ مصباحی کی کتاب ”تحریک ختم نبوت اور قادیانیت“ کا مطالعہ کیجئے۔

مسلمانوں سے گزارش:

لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور اگر کسی طرح سے ان کے اسلام دشمن یا ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث پائیں تو حکومت یا عدالت سے رجوع کریں کیونکہ ہمارے ملک پاکستان کے آئین میں بھی انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اور عدالتی نظام میں بھی انہیں غیر مسلم قرار دے کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔

مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی:

حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی نے ۳۰۳ھ/۱۳۰۳ھ میں جہلم سے ایک ہفتہ وار پرچہ ”سراج الاخبار“ کے نام سے جاری کیا، اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں، خاص طور پر فتنہ مرزائیت کی تردید میں بڑا کام کیا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری ”سراج الاخبار“ کے کارناموں سے شینٹا اُٹھے، چنانچہ انہوں نے ہر امکان کی کوشش سے ”سراج الاخبار“ کو بند کرانے کے حربے استعمال کئے، آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا، مگر عالی قدر ہستیاں ان مصائب و آلام سے کب گھبرانے والی تھیں، ابتلاء و آزمائش کی آندھیاں اُن کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر منتج ہوا، مرزا قادیانی کی خوب گت بنی، اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی اور مولانا کرم دین صاحب کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، جن میں ”حدائق حنفیہ“ کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

صادق قسوری

رد قادیانیت پر کتب و رسائل کی فہرست

جہاں تک رد قادیانیت اور تردید مرزائیت کے حوالے سے تقریر کا معاملہ ہے تو اس کا ریکارڈ تو نا اہل میں سے ہے لیکن اس مسئلہ میں تحریری ریکارڈ بڑی حد تک محفوظ ہے۔ نقطہ نظر کے اختلاف کے باوجود ”مالی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان“ کے کارکنان بہر طور لائق تبریک ہیں کہ محترم اللہ وسایا صاحب ”قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت“ کے نام سے بڑی جامع کتاب مرتب کر کے اس طرح پر لکھنے پڑھنے اور مطالعہ کا شوق رکھنے والے اہل علم کے ذوق کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ بلاشبہ موضوع پر اب تک ہزاروں کتب لکھی اور چھاپی گئی ہیں۔ ذیل میں قارئین کی ضیافت علمی کے لئے مختصر فہرست کتب دی جا رہی ہے۔ جسے پڑھ کر اس میدان میں علماء کی خدمات کا اندازہ لگانا ایک ہماری کے لئے آسان ہو جائے گا۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	مقام اشاعت	سن اشاعت
1	تحقیقات دہلیہ فی رد اغلو طات ابراہیمیہ	مولانا غلام دہلیہ قسوری		1882ء/1303ھ
2	فتح الرحمنی بدفع کید قادیانی	ایضاً		1896ء/1314ھ
3	رحم فیاض طین بر اغلو طات ابراہین	ایضاً		1882ء/1302ھ
4	الصارم الربانی علی اسراف قادیانی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ خان بریلوی		1897ء/1315ھ
5	جزاء اللہ عدوہ بابا ختم نبوت	ایضاً		1899ء/1317ھ
6	شمس الہدیٰ فی اثبات حیات المسیح	میر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ		1899ء/1317ھ

7	السود والعقاب علی المسیح الکذاب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> خان بریلوی	1902ء/1930ء
8	قبر الدیان علی مرتد بقادیان	مولانا حسن رضا خان بریلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	1905ء/1933ء
9	اشد العذاب علی مسلمۃ النجاب	مرقس علی حسن چاند پوری	1928ء/1941ء
10	سیف چشتیائی	میر میر علی شاہ گلزوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	1914ء
11	ہدیۃ المہدی	وحید الزمان حیدر آبادی	1907ء/1925ء
12	خاتم النبیین	سید محمد علی مونگیری	
13	ختم رسالت	مولانا محمد بخش مسلم بی اے	لاہور
14	خاتم الانبیاء	مولانا سیف الاسلام	
15	فتنۃ الکفر ختم نبوت	میر محمد کرم شاہ بھیروی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	لاہور 1984ء
16	الحکین ختم النبیین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> خان بریلوی	1908ء/1926ء
17	ختم نبوت	ملک محمد اکبر خاں ساقی	1968ء
18	تردید قبر مسیح در کشمیر	بابو میر بخش	1919ء
19	اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست	بابو میر بخش	1919ء
20	الاستدلال المسیح فی حیات	ایضاً	1924ء
21	لامہدی الایحی	ایضاً	
22	تائید اسلام ماہانہ رسالہ	ایضاً	1932ء
23	تفریق در میان اولیائے اُمت	ایضاً	1926ء
24	حرف محرمانہ	ڈاکٹر غلام جیلانی برق	1954ء

25	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	لاہور	بارنہم
26	قادیانی مقدمہ	ایضاً		
27	قادیانی قول و فعل	ایضاً		
28	قادیانی مودومنت	ایضاً		1955ء
29	قادیانیت (انگریزی)	علامہ محمد اقبال <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>		
30	الکادی علی الغادیہ (دو جلد)	مولانا محمد عالم آسی امرتسری	امر تسر	1933ء
31	ماہنامہ ”ترجمان الہدیت“ کراچی ختم نبوت نمبر	مفتی سید شجاعت قادری	کراچی	1972ء اگست نمبر
32	قادیانی چکر چن بش و	پروفیسر محمد الیاس برنی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>		1957ء
33	مرزائی حقیقت کا اظہار	مولانا شاہ عبدالحلیم صدیقی میرٹھی		1929ء
34	مرزائی لاریب غیر مسلم ہیں	خلیل احمد قادری		1988ء
35	کرم الہی بجاہ انعام الہی	مفتی عزیز احمد		1952ء
36	تحفظ ختم نبوت	محمد طاہر عبدالرزاق		
37	دجال قادیان	محمد طاہر عبدالرزاق		1999ء
38	قادیانیت کش	محمد طاہر عبدالرزاق		2006ء
39	قادیانی افسانے	محمد طاہر عبدالرزاق		1998ء
40	قادیانیت حکم	محمد طاہر عبدالرزاق		
41	مرگ مرزائیت	محمد طاہر عبدالرزاق		
42	قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹھنرے میں	عرفان محمود برق (سابق قادیانی)		2004ء
43	ثبوت حاضر ہیں	محمد متین خالد		2004ء

44	السید الکلامہ القطع الدعادی الغلامیہ	محمد عبداللطیف القادری	1934ء
45	توہین رسالت کی سزا	حاتی ثواب دین	1406ھ
46	مرتد کی سزا	محمد انور قریشی	
47	قصر مرزا بیت پر ایک بم	سلطان احمد فاروقی	1974ء
48	قادیاں کفریات	محمد اقبال الخیری	1974ء
49	مرزا قادیانی کی کہانی	ایضاً	1974ء
50	قادیاں مسئلہ	ایضاً	1974ء
51	کرشن قادیانی کے بیانات ہزانی	مولانا سید ابوالحسنات قادری	لاہور
52	قادیاں بیت کے مختلف پہلو	عبدالحمید قادری	
53	ہفت روزہ ”رضوان“ لاہور، ختم نبوت نمبر	سید محمود احمد رضوی	لاہور 1952ء
54	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیاں	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	لاہور 1995ء
55	عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی	ایضاً	لاہور 1989ء
56	مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت	ایضاً	لاہور 1989ء
57	مرزائے قادیانی اور تشریح نبوت کا دعویٰ	ایضاً	لاہور 1989ء
58	عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیانی کا متنازعہ موقف	ایضاً	لاہور 1989ء
59	مفتاح الاعلام	مولانا محمد انوار اللہ خاں	

60	خطبہ صدارت ختم نبوت کانفرنس	صاحبزادہ سید فیض الحسن	1951ء
61	معیاس بلوہ (تین جلدیں)	مولانا محمد عمر اچھری	لاہور
62	برقی آسمانی برحقین قادیانی	مولانا تلہود احمد بکوی	1932ء
63	تحریک ختم نبوت 1953ء	مولانا عبدالستار خان نیازی	لاہور 1957ء
64	القول الفاصل بین الحق الباطل	محمد غوث سعید	1324ھ
65	گستاخی رسول ﷺ کے دورخ مرزا قادیانی اور شیطان رشدی	احمد میاں حمادی	1988ء
66	ماہنامہ ”فیاض حرم“ لاہور تحریک ختم نبوت نمبر	پیر محمد کرم شاہ	لاہور دسمبر 1974ء
67	قادیاں کذاب	مفتی رفاقت حسین کانپوری	کانپور 1953ء بھارت
68	فتنہ قادیان	سید محمود احمد رضوی	لاہور
69	الہامات مرزا	مولانا ثناء اللہ امرتسری	1988ء
70	عقائد مرزا	ایضاً	امرتسر 1928ء
71	علم کلام مرزا	ایضاً	امرتسر 1932ء
72	عجائب مرزا	ایضاً	امرتسر 1933ء
73	قادیاں بیت	مولانا ابوالحسن علی ندوی	1954ء
74	قادیاں حساب	پروفیسر محمد الیاس برنی	لاہور
75	مطالعہ احمدیت اور دعوت انصاف	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	لاہور 2006ء

76	ذات محمدی اور نبوت محمدی پر قادیانیوں کا مذاکرہ	غلام حسین کلیانوی	
77	قادیانی دھرم	مفتی عبدالواحد قادری	
78	انظر الرحمانی فی کشف القادیانی	مفتی غلام مرتضیٰ	
79	حیات عیسیٰ علیہ السلام	محمد نعیم اللہ خاں قادری	2003ء
80	ارشاد فرید الزمان متعلق مرزائے قادیان	مولانا غلام جہانیاں	
81	تاریخانہ عبرت	مولانا کریم دین بھٹی	
82	قادیانی سیاست	مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	لاہور 1951ء
83	محاسبہ	ایضاً	ایضاً 1954ء
84	مسئلہ ختم نبوت	علامہ سید محمود رضوی	
85	سازشوں کا دیباچہ	رائے محمد کمال	لاہور کن سدا رند
86	قادیانی امت اور پاکستان	ایضاً	لاہور 1989ء
87	مرزا طاہر کے نام گھلا خط	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	لاہور 1988ء
88	تصدیق المسیح	مولانا فقیر محمد جہلمی	1902ء
89	مرزائیت کا جال	مولانا کریم الدین دبیر	1904ء
90	نیام ذوالفقار علی برگردن خاطی مرزائی	قاضی فضل لدھیانوی	1907ء
91	ہدیہ عثمانیہ و صحیفہ انوار یہ	علامہ انوار اللہ خاں دکن	حیدرآباد دکن 1914ء
92	معیار المسیح	خواجہ ضیاء الدین سیالوی	1911ء
93	فتویٰ در تردید دعاوی مرزا قادیانی	مولانا شاہ حسین راپوری	1896ء
94	حجۃ الجبار	سید محمد عبدالجبار	1900ء

95	الالہام المسیح فی اثبات حیات المسیح (عربی)	علامہ غلام رسول امرتسری	امرتسر 1893ء
96	مخزن رحمت بر قادیانی دعوت	قاضی فضل لدھیانوی	1926ء
97	تحریک قادیان (حصہ اول)	سید حبیب احمد مدیر "سیاست"	لاہور 1933ء
98	خاتم المرسلین علیہ السلام	حافظ مظہر الدین رمداسی	1937ء
99	اتمام الحجۃ عن عرض عن الحجۃ	مولانا اصغر علی روحی	لاہور
100	مرزا قادیانی کی حقیقت	مولانا اصغر علی قادری	سیالکوٹ 1975ء
101	لانی بعدی	سید محمد امین علی نقوی	فیصل آبادی 1988ء
102	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت	صادق علی زاہد	ملتان 1996ء
103	مسئلہ ختم نبوت	مولانا غلام علی اوکاڑوی	
104	مشاہدات قادیان	مولانا عنایت اللہ چشتی	ملتان 1987ء
105	اسلام اور قادیانیت	مولانا عبدالغنی پٹیلوالی	ملتان جنوری 1988ء

پیران تونسہ شریف:

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کے جانشین خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے زمانے میں مرزا قادیانی نے سر اٹھایا، آپؒ نے پورے ملک کے مریدوں کو مراسلے جاری کئے، خصوصاً متحدہ پنجاب میں مرزا کی ایسی تردید کی کہ مرزا قادیانی کا گھیرا جنگ کر دیا، مرزا قادیانی کی طوفان بدتمیزی کے سامنے آپؒ نے اپنی جرأت سے ایسا بند تعمیر کیا کہ جس سے پوری ملت اسلامیہ محفوظ ہو گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا، آپؒ بیماری کے باعث صاحب فراش تھے، مگر یہ منحوس خبر سن کر بستر مرگ سے یوں اٹھے جیسے سویا ہوا شیر انگڑائی لیتا ہے، پھر عمر بھر اس فتنے کی تردید میں نبرد آزما رہے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ

علامات ظہور مہدی رحمۃ اللہ علیہ

ان کو بھی قمر کی طرح خسوف عارض ہوگا۔ تو گویا ہلال قمر ہوا۔ لہذا اس حدیث میں قمر کا اطلاق بھی پہلی بار کے چاند پر کیا گیا۔ چنانچہ تغیر زمانہ کی وجہ سے قریب قیامت کے ایک دن والے کو بوڑھا کہا جائے گا۔ سو یہ آج تک واقع نہیں ہوا اور نیز یہ نزول مسیح کی علامت نہیں بلکہ یہ ظہور مہدی کی علامت ہے کہ خلاف عادت زمان اور برخلاف حساب مہمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اسی کی پندرہویں کو کھول ہوگا اور جیسا کہ یہ علامت ظہور مہدی کی وقوع میں نہیں آئی۔ ایسا ہی مندرجہ ذیل باقی علامات بھی آج تک ظاہر نہیں ہوئیں۔

قریب ظہور مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ آسمان سے ندا ہوگی الا ان الحق فی ال محمد اے لوگو حق آل محمد علیہ السلام میں ہے۔

شناخت مہدی علیہ السلام کی علامات:

ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کتبہ تیغ اور علم ہوں گے۔ یہ نشان بعد آں حضرت ﷺ کی کسی نہ نکلے ہوں گے۔ ان پر لکھا ہوا ہوگا۔ البیعتہ اللہ بیعت اللہ کے واسطے ہے۔

امام مہدی ﷺ کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا۔ اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔ هذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ یہ مہدی خلیفہ خدا کا ہے اس کا اتباع کرو۔

وہ ایک سو سگی شاخ زمین میں لگائیں گے جو اسی وقت ہری ہو جائے گی اور اس میں برگ و بار آئے گا۔

وہ کعبہ کے فرائض کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

دریا ان کے لیے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا۔

ان کے پاس تابوت سیکنہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔ مگر چند۔

امام مہدی علیہ السلام اہل بیت نبوی ﷺ سے ہوں گے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ ﷺ لا تذهب الدنيا ولا تنقص حتى يملك رجل من اهل بيتي

یو اطی اسمہ اسمی۔ (ابوداؤد ترمذی) دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میری اہل بیت سے ایک

فصل جس کا نام میرے نام پر محمد۔۔۔ ہوگا۔ دنیا کا مالک نہ ہو جائے۔ ابوداؤد کی دوسری

روایت میں ہے یو اطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ اس کا نام میرے نام پر اور

اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ یعنی محمد بن عبد اللہ المہدی من

عترتی من ولد فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد۔ حاکم۔ ابن ماجہ۔ عن ام سلمہ۔ مہدی رضی اللہ عنہ میرے کنبہ

امروئی (قادیانی) اپنے اس قول (واشهدان محمدًا خاتم النبیین لا نبی بعدہ) میں صریحاً کہے جاویں گے جب کہ مرزا قادیانی کو نبوت کے دعوے میں کاذب سمجھیں اور مشاہیر مہدی کے لالچ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو مطلق رازق جانیں۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ قادیانی صاحب نے اس موعود ہونے پر اس حدیث رسول اللہ ﷺ سے استدلال کیا ہے جس میں خسوف اور کسوف رمضان مبارک میں جمع ہونا نزول مسیح کی علامت فرمائی گئی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میرے دعویٰ کے ثبوت میں دونوں باتیں جمع ہو گئیں۔ دیکھو مکتوب عربی صفحہ 177 ایسا ہی اس نجی کے مومن امر وی صاحب کتاب شمس بازغہ صفحہ 3 سطر 20 پر فرماتے ہیں۔

قولہ

مثلاً اجتماع سورج گرہن و چاند گرہن کا ماہ مبارک رمضان شریف میں جو نشان صدق مہدی علی السلام کا کتب احادیث میں مندرج تھا جب کہ 1211ھ میں واقع ہوا تو تمام دنیا میں بیشتر وقوع ہی اس کا شہرہ ہو گیا تھا۔ ہیئت دانوں اور منجموں نے بیشتر وقوع سے ہی اس کو شائع کر دیا تھا اور بعد از وقوع کوئی ہستی بھی نہ رہی ہوگی جس میں اس کا چرچا واقع نہ ہوا ہو۔ اب کس کی مجال ہے کہ اس کو مخفی کرے۔

اقول:

دارقطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے ظہور کے لیے دو ایسی علامتیں ہیں جو انشاء پیدائش آسمان و زمین سے کبھی واقعہ نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔ ان للمہدی آیتین لم تکنونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی نصف منہ الفاظ "فی اول لیلۃ من رمضان" کا ترجمہ لڑکے بھی جانتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات یعنی پہلی رات رمضان میں خسوف ہوگا اور رمضان کے پندرہویں دن کو کسوف۔ انقلاب زمانہ کی وجہ سے ہرگز

میں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

8-

ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔ گندم رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان دار دونوں ابرو میں فرق، بزرگ اور سیاہ چشم، سر میں آنکھ دانت روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر تل سیاہ چہرہ نورانی ایسا روشن جیسا کھوکھلے سر پریش پرانیوہ کشادہ ران، عربی رنگ، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت، جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے کف دست میں نبی ﷺ کی نشانی ہوگی۔

یہ سب احادیث مولفات نواب محمد صدیق حسن سے لگی ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ پیشین گوئی اور ایسی ہی مسیح والی اور ایسی ہی دجال شخص کی ان سب میں آنحضرت ﷺ نے مفصل طور پر حلیہ کا بیان فرمایا۔ جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو، گویا یہ پیشین گوئی درپیش کوئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی یا امثال اس کے مسیح موعود ہونے یا مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخص کا ہوگا۔ گویا آپ ﷺ نے پہلے ہی مفصل حلیہ بیان فرما کر ان کی تکذیب پر علامات سمجھا دیئے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ان غفل اندازوں کا آنحضرت ﷺ کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی ضرورت ہی نہ ہے۔ ضرورت کی وجہ تو یہی ہے کہ یہ مدعیان اور ان کے مویدان جیسے امروہی صاحب۔

بدوز طمع دیدہ ہوش مند

یا یوں کہو

ازاں بہ کہ جاہل بود غم گسار

کے مصداق اور ان جیسے دوسرے حضرات جو حق بین والی آنکھ سے اور صراط مستقیم پر چلنے والے قدم سے محروم ہیں اور عزت اسلام سے سربرہند۔ بیت

مجنان و لنگران و کو ران و شل

ہر آنجا کہ باشند در آن جاہل

امت مرحومہ کو دھوکا نہ دے سکیں۔ فسبحان من جعلہ ﷺ حریص علیکم بالموہب دوف رحیم۔ آپ نے کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیلی فرمایا۔



احمد نذیری

مسیح علیہ السلام اور مہدی رحمۃ اللہ علیہ، دو شخصیتیں

قادیانی عقیدہ کے مطابق ”مسیح موعود“ اور مہدی ”معبود“ دونوں دو شخصیتیں نہیں بلکہ دونوں ایک شخصیت کے دو لقب ہیں۔ یہ عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں سے وجود میں آیا جو ”حقیقۃ مہدی“ ”حقیقۃ الوحی“ ”نزول المسیح“ ”اعجاز احمدیہ“ ”ازالہ اوہام“ اور ”ضرورۃ الامام“ وغیرہ کی شکل میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی ”معبود“ دونوں کا معادق وہ خود ہے۔

ایہا الناس انی انا المسیح المحمدی و احمد المہدی

اے لوگو! میں ہی مسیح محمدی اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

(خطبات الحامیہ مطبوعہ 1902ء)

”ضرورۃ الامام“ میں لکھتا ہے۔

”اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزماں کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزماں میں ہوں اور مجھ میں خدائے تعالیٰ نے وہ تمام علائق، شرطیں جمع کی ہیں“

(ص 42)

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے۔

”پس یہ تمام مختلف راہیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے، سودہ حکم میں ہوں، میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں، انہیں دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔“ (ص 43)

مرزا قادیانی کا ایک امتی قاضی محمد نذیر لکھتا ہے۔

”پس یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ مسیح موعود اور مہدی ”معبود“ کا

بنیادی کام ہو چکا ہے۔“
 یہی مردودان سطور سے پہلے ص 16 پر اپنی جماعت کی تحقیق ان الفاظ میں پیش کر چکا ہے۔
 ”امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔“
 (کتاب مذکور ص 16)

قادیانی دعوے کا جائزہ:

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کا یہ دعویٰ صحیح نہیں، احادیث کے مطابق موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور امام مہدی کے بارے میں جو تفصیلات موجود ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں شخصیتیں ہیں سب سے پہلے وہ احادیث ملاحظہ کیجئے جن میں مسیح موعود کے نزول کا تذکرہ ہے۔
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ 'والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان یُنزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقراؤ ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

(بخاری ج 1 ص 490، مسلم ج 1 ص 87)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں، حاکم عادل کی حیثیت سے، پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ کو ختم کر دیں گے مال (پانی کی طرح) بے گناہ۔ لیکن اُسے کوئی لینے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ سجدہ واحد دینا و مافیا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو (کیونکہ اس میں اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے) وان من اهل الکتاب۔ الخ بیشک اہل کتاب ضرور بالضرور ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی وفات سے پہلے۔

دوسری روایت میں ہے۔

واللہ ینزلن ابن مریم حکماً عادلاً

خدا کی قسم! ابن مریم ضرور بالضرور نازل ہوں گے حاکم عادل بن کر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من اسماء میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔
 (کنز العمال جلد 7 صفحہ 268 و صفحہ 259)

لو اس سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لیبعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء الشرقی دمشق بین مہر و نقین واضعاً یدہ علی اجنحة ملکین۔

(مسلم جلد 2 صفحہ 401، ترمذی جلد 2 صفحہ 147 ابوداؤد جلد 2 صفحہ 245، ابن ماجہ صفحہ 306)

پس اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا، پس وہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس دو چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ مراسل حسن بصری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا تھا۔

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامة

(تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 230)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی، وہ تمہاری جانب قیامت سے پہلے اتریں گے۔

بخران کے عیسائی وفد سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت و ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء

کیا تم جانتے نہیں کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے مرے گا نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئیگی۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 388، درمنثور صفحہ 203)

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں

آسمان پر اٹھالیا تھا، قیامت کے قریب انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا۔ وہ آسمان سے دو فرشتوں کے ہاتھوں دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔

ان احادیث یا جتنی بھی حدیثیں نزول مسیح سے متعلق ہیں، کسی میں مثیل مسیح کا ذکر نہیں ہے بلکہ

صاف بغیر کسی ابہام و استعارہ کے مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم یا صرف ابن مریم کے الفاظ مذکور

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ تمام حدیثوں میں ”نزول“ یعنی اترنے کا تذکرہ ہے۔ جس سے صاف

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں سے اتریں گے بعض میں تو آسمان کی بھی صراحت ہے۔ اور ظاہر

ہے کہ جب آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو نزول بھی وہیں سے ہوگا۔

نزول کا وقت کیا ہوگا؟ اس کے متعلق یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

واما مهم رجل صالح فبينما اما مهم قد تقدم يصلي بهم الصبح اذا نزل عليهم عيسى بن مريم الصبح فرجع ذلك الامام ينكص مشى القهقري ليقدّم عيسى يصلي فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له تقديم فصل فانها لك القيمة فيصلي بهم امامهم۔

ان کا امام ایک صالح مرد ہوگا پس جس درمیان کہ وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لئے بڑھے گا۔ اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتر آئیں گے۔ پس وہ امام پیچھے ہٹے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھیں گے اور کہیں گے آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ ہی کے لئے اقامت مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا۔

(ابن ماجہ ص 300)

دوسری حدیث میں ہے۔

فينزل عيسى ابن مريم فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرومة الله تعالى لهذه الامة۔

پس حضرت عیسیٰ ابن مریم اتریں گے تو ان کا امیر کہے گا! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ کہیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہے اس بزرگی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کی ہیں۔ (مسلم جلد 1 صفحہ 87)

ایک اور حدیث میں ہے۔

كيف انتم انزل ابن مريم فيكم امامكم منكم۔

تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

(بخاری جلد 1 صفحہ 490، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال کو قتل کریں گے۔ حج بھی کریں گے۔ شادی بھی ہوگی۔ اولاد بھی ہوگی۔ وفات کے بعد حضور ﷺ کے پاس آپ کے روضہ کے اندر دفن ہوں گے۔

(دیکھئے مسلم جلد 1 صفحہ 408، جلد 2 صفحہ 401 مسند احمد جلد 2 صفحہ 29، عون المعبود جلد 1)

داؤد جلد 4 صفحہ 405، مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 480 وغیرہ)

امام مہدی کا نام اور خاندان:

اب امام مہدی کے نام خاندان اور کام کے متعلق احادیث ملاحظہ کیجئے۔

عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي۔ (ترمذی، جلد 2، صفحہ 46)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا ختم نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ (اس) دنیا کا مالک میرے اہل بیت میں سے ایک عرب نہ ہو جائے جس کا نام میرے ہی نام جیسا ہوگا۔

یعنی اس کا نام محمد ہوگا دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔

لويق من الدنيا الايوم قال زائدة لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً۔ (ابوداؤد جلد 2، صفحہ 247)

اگر دنیا کا ایک ہی دن رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو لہا کر دے گا۔ یہاں تک کہ اس میں ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو مجھ سے ہوگا۔ یا حضور ﷺ نے یوں فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا آنا بالکل یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔

المهدي من عترتي من ولد فاطمة

(کتاب مذکور صفحہ 248)

”مہدی میرے خاندان سے اولاد فاطمہ سے ہوگا۔“

امام مہدی کی یہ خصوصیت بکثرت احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ وہ دنیا کو۔ جب کہ دنیا ظلم و جور سے بھر چکی۔۔۔ ہوگی۔ عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ بخشش و سخاوت کے دریا بہائیں گے ان کے زمانہ میں مال و دولت کی فراوانی ہوگی بارش بھی خوب ہوگی پیداوار بھی خوب ہوگی لوگ آرام و راحت اور زمین و سکون سے گزر بسر کریں گے۔ (دیکھئے مشکوٰۃ ج 2 ص 470، باب اشرط الساعة)

صحیح مسلم میں اگرچہ ”مہدی“ کے لفظ کی صراحت نہیں مگر جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اور جو وقت بتایا گیا ہے وہ مہدی کے علاوہ کسی پر صادق نہیں آتا۔

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ يكون في اخر امتي خليفة

بحشی المال حیثاً ولا یعده عدا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال عطا کرے گا۔ لیکن اُسے شمار نہیں کرے گا۔

(مسلم جلد 2 صفحہ 305)

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خلفاء کم خلیفۃ یحشوا المال حیثاً ولا یعده عدا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ مال لٹائے گا مگر اُسے شمار نہیں کرے گا۔ (حوالہ مذکورہ)

ایک اور حدیث میں ہے۔

یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعده

آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کریگا اور اُسے شمار نہیں کریگا۔ (حوالہ مذکورہ)

امام مہدی کی یہی خصوصیت بغیر کسی ابہام و جمال کے لفظ ”مہدی“ کی صراحت کے ساتھ ترمذی میں یوں موجود ہے۔

قال فیجی الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی قال فحشی لہ فی ثوبہ فلا استطاع ان یحملہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ایک آدمی اس کے پاس آکر کہے گا اے مہدی! مجھے دو پس وہ اس کے کپڑے میں دیتا جائے گا یہاں تک کہ وہ اُسے اٹھانے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔“ (جلد 2 صفحہ 46)

حاکم نے مستدرک میں شرط شیخین پر کئی روایات نقل کی ہیں جن میں لفظ ”مہدی“ کی صراحت ہے۔ اور وقت اور صفات بھی وہی بیان کی گئی ہیں جو احادیث بالا میں ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ 319)

ان تمام احادیث پر جو شخص انصاف کی نظر ڈالے گا اُسے یہ فیصلہ کرنے میں ذرا بھی تردد نہ ہوگا کہ مسیح موعود اور مہدی معبود دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ایک باحیات ہے آسمان سے اترے گی دوسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہوگی۔ ایک کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔ دوسرے کا نام محمد بن عبد اللہ۔ س کے علاوہ اور بھی بہت سی الگ الگ خصوصیات ہیں۔

پھر اس حدیث جس کی سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ نے بالکل ہی فیصلہ کر دیا کہ مسیح اور

دو شخصیتیں ہیں۔

عن جعفر عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تہلک امۃ اولہا والہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولكن بین ذالک فیج الموح لیسو امنی

ولا انا منهم رواہ رزین

جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ محمد باقر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں۔ درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح لیکن درمیان میں کچھ کج روگردہ ہونگے جو مجھ سے نہ ہوں گے۔ اور نہ میں اُن سے ہوں گا۔ (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 583)

”حدیث لامہدی الا“ موضوع و منکر ہے:

ابن ماجہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ولا المہدی الا عیسیٰ بن مریم

عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہیں۔ (صفحہ 302 باب شدۃ الزمان)

حدیث کے متعلق قاضی محمد نذیر لکھتے ہیں۔

”اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ہی ”المہدی“ ہے اور اس کے علاوہ کوئی ”المہدی“ نہیں ہے۔“ (امام مہدی کا ظہور صفحہ 20)

لیکن یہ حدیث ”ناطق فیصلہ“ تو کیا ہوتی ’سے لائق استناد ہی نہیں۔ وہ بھی اُن احادیث کی موجودگی میں جن میں صراحۃً عیسیٰ ابن مریم اور ”مہدی“ کو الگ الگ شخصیت قرار دیا گیا ہے۔

اگر قادیانی اس حدیث کا حوالہ دینے سے پہلے ابن ماجہ کا حاشیہ ہی دیکھ لیتے تو بھی انہیں پتہ چل جاتا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے کیسی ہے؟ اور اس لائق ہے یا نہیں کہ اُسے مشہور و مستفیض احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ ابن ماجہ کے حاشیہ پر صاف لکھا ہوا ہے کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ ہذا خبر منکر (یہ حدیث منکر ہے) پھر آگے چل کر اُسے منقطع بھی کہا ہے۔ سلسلہ سند میں ایک راوی محمد بن خالد ہے جس کے متعلق حاکم کہتے ہیں کہ مجہول (وہ مجہول ہے) اسی طرح حافظ نے بھی اُسے ”رجل مجہول“ قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ 302 حاشیہ نمبر 3)

مقدمہ ابن خلدون میں ہے۔

(صفحہ 322)

وبالجملة فالحدیث ضعیف مضطرب
خلاصہ کلام حدیث ضعیف و مضطرب ہے۔
مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

حدیث لامہدی الا عیسیٰ بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح
به الجزری علی انہ من باب لافٹی الا علی
حدیث "لامہدی الا عیسیٰ بن مریم" باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ جیسا کہ ابن
جزری رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ یہ لافٹی الا علی کے باب میں ہے۔

(جلد 5 صفحہ 180)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قال ابو الحسن الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی تو ائرت الاخبار بان
المہدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکره ذلك ردالحدیث
الذی اخرجه ابن ماجه عن انسؓ وفیه ولا مہدی الا عیسیٰ۔

ابو الحسن حسنی ابدی رحمہ اللہ "مناقب شافعی" میں کہتے ہیں کہ مہدی کے اسی امت میں سے
ہونے کے متعلق احادیث متواتر ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے
ابو الحسن حسنی نے یہ بات اس حدیث پر رد کرتے ہوئے لکھی ہے۔ جسے ابن ماجہ نے انسؓ
سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ (فتح الباری ج 6 صفحہ 493)

علامہ طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مہدی کے اولاد و فاطمہ میں سے ہونے کی احادیث میں تصریح ہے۔
لہذا حدیث "لامہدی الا عیسیٰ بن مریم" ظاہری معنی میں قبول نہیں کی جاسکتی جب کہ وہ ضعیف
ضعیف بھی ہے۔ (مرقات المفاتیح جلد 5 صفحہ 180)

چنانچہ بعض حضرات نے تاویلات بھی کی ہیں اور وہ بھی انہیں آراء کے دوش بدوش موجود ہیں۔
جہاں انہیں ضعیف و منکر کہا گیا ہے۔ مگر جب اس حدیث کا باتفاق محدثین ضعیف و منکر ہونا ثابت ہو گیا
ہے۔ تو میرے خیال میں تاویلات کے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے ص 302 باب شذلة الزمان کے تحت
نقل کیا ہے۔ جب کہ آگے چل کر ص 309 پر خود ہی باب خسروج المہدی (مہدی کے خسرون کا
ب) باندھا ہے۔ وہاں اس حدیث کو نہیں لائے وہاں صرف وہی حدیثیں نقل کی ہیں جو مہدی کے
مت محمد یہ یا اولاد و فاطمہ میں سے ہونے کے متعلق ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابن ماجہ خود بھی اس

حدیث کو ظاہری معنی پر محمول نہیں کرتے تھے۔ ورنہ باب خسروج المہدی میں اُسے ضرور نقل کرتے۔
جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کنز العمال میں بھی یہ حدیث موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ
وہاں پر اس سند کے ساتھ ہے جو ابن ماجہ میں ہے لہذا اس کے بھی وجوہ ضعیف وہی ہوں گے۔ جو ابن
ماجر کی روایت کی روایت کے ہیں۔

یوشک من عاش منکم ان تلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً حکماً عدلاً الخ۔
قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے درآں حالانکہ
وہ امام مہدی اور حاکم عادل ہوں گے۔

اس روایت کے متعلق قاضی محمد نذیر قادری لکھتا ہے۔

اس میں صاف الفاظ میں موعود عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 19)

مگر قاضی کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "امام مہدی" لغوی معنی میں کہا
گیا ہے نہ کہ اصطلاحی معنی میں۔ "مہدی" کے لغوی معنی ہیں "ہدایت یافتہ" ظاہر ہے پیغمبر ہدایت یافتہ نہ
ہوگا تو کون ہوگا؟ اور امام کے معنی ہیں پیشوا اور مقتدی۔ ظاہر ہے کہ پیغمبر پیشوا اور مقتدی ہوتا ہی ہے۔

یہاں پر "مہدی" کو لغوی معنی پر محمول کرنے کی خاص اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن جن احادیث
میں "مہدی" کو اصطلاحی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں مہدی کے ساتھ کوئی صفت نہیں لائی گئی۔
بلکہ مطلقاً لفظ "مہدی" لایا گیا ہے۔ (اس سلسلے میں قارئین کرام پچھلے صفات میں مہدی سے متعلق
احادیث کو ایک بار پھر دیکھ لیں۔

اس کے علاوہ ان احادیث میں "مہدی" کو مسند الیہ یا متبوع کی حیثیت سے لایا گیا ہے نہ کہ بطور
صفت۔ اور یہاں پر "مہدی" عیسیٰ بن مریم کی صفت واقع ہے۔ اور یہی ایک صفت نہیں ہے بلکہ اس کے
علاوہ بھی اس لفظ سے پہلے امام اور بعد میں "حکم" اور "عدل" کل تین تین صفتیں اور بھی موجود ہیں۔

بحث اصطلاحی مہدی سے ہے نہ کہ لغوی مہدی سے۔ لغوی اعتبار سے تو مسلمانوں کے ہر امیر
خلیفہ کو جو کہ صحیح راہ پر گامزن ہو "امام مہدی" کہا جاسکتا ہے لیکن اس لغوی اطلاق سے وہ اصطلاحی مہدی
نہیں بن سکتا۔

"امامکم منکم" کا مطلب

قادیاہنیوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور امام مہدی کے ایک ہونے کو اس حدیث سے بھی ثابت کیا ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم
تم کیسے ہو گے جبکہ تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

(بخاری جلد 1 صفحہ 490، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

حدیث کے الفاظ ”وامامکم منکم“ کا ترجمہ قادیانی یوں کرتے ہیں۔

اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ یعنی یہ امام باہر سے نہیں آئے گا امت محمدیہ میں سے قائم ہوگا۔

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 11)

قارئین اس بنیادی نکتہ کو یاد رکھیں کہ اس حدیث کے متعلق اصل بحث یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ تو نماز کی امامت کون کرے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا امام مہدیؑ اس بات کے صاف ہونے کے بعد ہی ثابت ہو سکے گا کہ قادیانیوں کا مذکورہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور ان کا مقصود اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

اس سلسلے میں یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله تعالیٰ لهذا الامۃ۔

پس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں اس تعظیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عطا فرمائی۔

(مسلم جلد 1 صفحہ 87)

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مسند احمد کے حوالہ سے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کرتے ہیں۔

واذا هم بعسیٰ فیقال تقدم یا روح الله فیقول لیتقدم امامکم فلیصل بکم

(فتح الباری، جلد 6، صفحہ 493)

اچانک ان کے سامنے حضرت عیسیٰ ہو گئے پس کہا جائے گا۔ اے روح اللہ! آگے بڑھئے وہ کہیں گے چاہئے کہ تمہارا ہی امام آگے بڑھے۔ اور نماز پڑھائے۔

ابن ماجہ میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہو گئی ہے کہ امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ ہوں گے بلکہ امام مہدی ہوں گے۔

وامامهم رجل صالح فبینما امامهم قد تقدم فصلی بهم الصبح اذا نزل

علیہم عیسیٰ بن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القهقری

لیقدم عیسیٰ یصلی فیضع عیسیٰ یدہ بین کتفہ ثم یقول له تقدم فصل

فانها لك اقیمت فیصلی بهم امامهم۔

مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ پس جس درمیان کہ وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اتر آئیں گے پس وہ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھیں گے۔ اور کہیں گے۔ آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ ہی کے لئے اقامت کہی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا۔

اب شارحین کی آراء ملاحظہ کیجئے۔

فتح الباری میں ہے۔

قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان

المہدی من هذه الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ۔

ابو الحسن حسنی ابدی رحمہ اللہ مناقب شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں احادیث تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ مہدی اس امت کے فرد ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(جلد 2 صفحہ 493)

عمدة القاری میں ہے۔

معناه یصلی معکم بالجماعة والامام من هذه الامۃ

”امامکم منکم“ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ تمہارے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں گے۔ اور امام اسی امت میں سے ہوگا۔

(جلد 16 صفحہ 40)

مرقات الفاتح میں ہے۔

والحاصل ان امامکم واحد منکم دون عیسیٰ

حاصل یہ کہ امام تمہیں میں سے ایک شخص ہوگا نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(جلد 5 صفحہ 222)

ان احادیث و عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے وقت امامت امام مہدی ہی کریں گے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز امام مہدی ہی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ ان احادیث سے یہ

بات بھی صاف طور پر معلوم ہو گئی کہ نزول صبح کے وقت امام مہدی پہلے سے موجود ہوں گے۔

لہذا ”امامکم منکم“ کا ترجمہ۔۔۔ ”در آنحالیکہ وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔“ صحیح

نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہونا چاہئے۔۔۔ ”در آنحالیکہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا“ یعنی وہ امام پہلا موجود ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ اسی امام کی اقتداء کریں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام امام مہدی سے افضل و برتر ہوں گے۔ بلکہ اشکال یہ ہے کہ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت کیوں امام مہدی کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی انہی کو آگے بڑھانے پر کیوں اصرار کریں گے۔ جبکہ افضل طریقہ یہی ہے کہ امامت افضل شخص ہی کرے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی افضل طریقہ چھوڑ کر غیر افضل کیوں اختیار کریں گے؟

اس اشکال کا جواب بھی شارحین حدیث نے دیا ہے۔

چنانچہ ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کے لئے آگے بڑھ جائیں گے تو یہ شبہ پیدا ہونے لگے گا کہ پتہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آگے بڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ہے۔ یا مستقل شارع کی حیثیت سے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شبہ کو دور کرنے کے لئے امام مہدی کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے۔ تاکہ یہ بات صاف ہو جائے کہ ان کا نزول بحیثیت شارع کے نہیں بلکہ بحیثیت شریعت مصطفویہ کے ایک قبیح کے ہے یہاں تک کہ نبی ہونے کے باوجود انہوں نے امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان لائمی ہندی (میرے بعد کوئی نبی نہیں مبعوث ہو سکتا) کی عملی تصدیق ہو گئی۔

(فتح الباری ج 6 صفحہ 493)

مرقات الفاتح میں ہے۔

(فیقول لا) ای الامیر اماما لکم لتلا یعوہم بامامتی لکم نسخ دینکم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں تمہارا امام نہیں بنوں گا۔ یہ اس لئے تاکہ میری امت میرے ذریعہ تمہارے دین کے نسخ کا وہم نہ پیدا کرے۔ (جلد 5 صفحہ 222)

لیکن امام مہدی کی ہی امامت مستقل امامت نہ ہوگی۔ بلکہ صرف اسی وقت ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اس کے بعد جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔ یعنی جو افضل ہوگا۔ وہی امامت کرے گا۔ البتہ پہلے دن امامت سے گریز لئے ہوگا تاکہ جو شبہ پیدا ہونے والا ہو۔ وہ زائل ہو جائے۔ اب جب ایک وقت (وہ بھی آتے ہی)

امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھ لی وہ احتمال رفع ہو گیا اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال و دوام ثابت رہا تو بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امامت سے کسی قسم کا اشکال ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا اس لئے مستقلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔

(دیکھئے تفصیلات کے لئے فتح المہمل جلد 2 صفحہ 303 مرقات الفاتح جلد 5 صفحہ 222)

کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ:

مسلم شریف کی بعض روایات میں ”وامامکم منکم“ اور ”فامکم منکم“ کے الفاظ آئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی فرمائیں گے اور امام مہدی مقتدی ہوں گے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اس سے بھی قادیانیوں کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے مذکورہ بالا باب سے صاف ظاہر ہے کہ امام مہدی کے مقابلے میں اصل اور واقعی امام (افضلیت کے اعتبار سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے اور صرف ایک وقت امام مہدی کا امامت کرنا اسی شبہ کو زائل کرنے کے لئے ہوگا۔ جو اوپر بیان کیا گیا اور اس وقت کی امامت بھی حضرت عیسیٰ کے ہی حکم اور مرضی سے ہوگی۔

اس کے ساتھ ہی مسلم شریف کی اس روایت نے قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب بھی فراہم کر دیا جو ان کے خیال میں نہایت ہی معرکہ الاراء اعتراض ہے اور غالباً وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اس باب نہیں ہے۔

اعتراض یہ ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے عالم کی طرف اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسیح موعود بن کر آئیں گے؟

اور کیا یہ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت (سارے عالم کے لیے نبی ہونا) کو نہیں توڑتا؟

اگر ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا کیا ختم نبوت کے منافی نہ ہوگا؟

اس اعتبار سے خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوں گے کیوں کہ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔

(دیکھئے نزول المسیح صفحہ 153 از قاضی محمد نذیر)

اس اعتراض کا بہت ہی آسان اور سیدھا سادہ جواب ہے جو اعتراض کی تینوں شکلوں کو شامل ہے۔ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث

نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور مکی علیہ السلام سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ اور جب بعثت نہ ہوئی تو یہ سوال ہی نہ ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوں گے یا حضور مکی علیہ السلام کی طرح سارے عالم کیلئے۔ بعثت پر ہی دار و مدار تھا۔ عقیدہ ختم نبوت کا بھی جب بعثت نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور مکی علیہ السلام ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب ہی یہی ہے کہ حضور مکی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو اور ظاہر ہے کہ حضور مکی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

رہا یہ سوال کہ کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت بعثت نہ ہوگا۔ اس کا جواب مسلم شریف کی اسی زیر بحث روایت میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔

”وامکم منکم“

اور وہ امامت کریں گے تمہاری، تمہیں میں سے۔

یعنی تنہا شریعت کے مطابق نماز پڑھائیں گے (نہ کہ اپنی شریعت کے مطابق)

اس روایت کے ایک راوی ابن ابی ذئب ہیں اور ان سے روایت کرنے والے ولید بن مسلم
ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ ابن ابی ذئب نے مجھ سے کہا۔ اتدروی ما امکم منکم (کیا تم جانتے ہو کہ
حضرت عیسیٰ تمہاری کیا امامت کریں گے۔ تمہیں میں سے؟) ولید بن مسلم نے کہا اخباری (آپ
بتائیے) انھوں نے کہا۔ فامکم بکتاب ربکم عز وجل۔

”وَسَنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ“ یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے

تمہارے رب عزوجل کی کتاب (قرآن) نبی ﷺ کی سنت کے مطابق۔

(مسلم جلد 1 صفحہ 87، فتح الباری جلد 6 صفحہ 493، فتح الملہم جلد 2 صفحہ 202)

طبرانی میں عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

”ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد علی ملته“

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے ان کے مذہب پر

(فتح الباری جلد 6 صفحہ 491)

نووی میں ہے۔

"اي ينزل حاكما بهذه الشريعة لا ينزل نبيا برسالة مستقلة وشريعة

فاسخه بل هو حاكم من حكام هذه الامة.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اسی شریعت کے مطابق مستقل رسالت و شریعت لے کر نہیں

آئیں گے کہ وہ ادیانِ باقیہ کے لیے ناسخ بن جائے بلکہ وہ اسی امت کے حکام میں سے

ایک حاکم ہوں گے۔ (نووی علی المسلم جلد 1 صفحہ 87)

فتح الکملہم میں ہے۔

طیسی عیسیٰ فرماتے ہیں یومکم کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت کریں گے۔

کے ہونے کی حالت میں تمہارے دین پر۔

مرقات المفاتيح میں ہے۔

”ای یو مکم عیسیٰ! حال کو نه من دینکم“ (جلد 5 صفحہ 22)

امامت کریں گے عیسیٰ علیہ السلام ان کے ہونے کی حالت میں تمہارے دین پر۔

ایک نکتہ!

ایک قابل غور نکتہ یہ بھی ہے کہ زیر بحث حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اُمتِ محمدیہ کی خوش قسمتی اور

سید درو کو بیان فرمایا ہے۔ ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما کم منکم“ (تم کتنے

مے اور خوش قسمت ہو گے۔ جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، حال یہ کہ تمہارا امام تمہیں

کس سے ہوگا۔)

اس خوش قسمتی کی دوہی شکل ہو سکتی ہیں، تیسری نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امت محمدیہ کا یہ اعزاز ہو کہ امامت امت کا ہی کوئی فرد

کے

ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

”كيف حالكم وانتم مكرمون عند الله تعالى والحال ان عيسى ينزل فيكم

وامامكم منكم وعيسى عليه السلام يقتدى بامامكم تكملة لدينكم ويشهد له

الحديث الاتي الخ“ (مرقات المفاتيح جلد 5 صفحہ 222)

کیا حال ہوگا تمہارا (یعنی تم کتنے خوش قسمت ہو گے کہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اعزاز

واکرام ٹھہرو گے حال یہ کہ عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے

[illegible]

ظاہر کرتے ہوئے اور اس کی تائید آنے والی حدیث (روایت جابر رضی اللہ عنہ) بھی کرتی ہے۔ امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کریں، لیکن اپنی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ امت محمدیہ کو عطا کردہ شریعت کے مطابق جیسا کہ ابن ابی ذؤب کی روایت سے پتہ چلا۔

دونوں میں سے جو مفہوم بھی لیا جائے قادیانیوں کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ”امامت کرنے والے عیسیٰ امت محمدیہ میں ہے ہوں گے وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نہ ہوں گے۔ جن کے متعلق رطل الی السماء کا عقیدہ ہے۔

مذکورہ بالا مباحث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ جو زمین و آسمان پر اٹھالیے گئے اور مہدی امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے لہذا دونوں ایک شخصیت نہیں، دو شخصیتیں ہیں۔

امام محمد عبداللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ داری

یہ دنیا دار العجائب ہے اس میں ایسے عجائبات ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ ظہور سے قبل ان کے ظہور کی ہر شخص جھٹلائے گا۔ اس قسم کے عجائبات کی فہرست بڑی طویل ہے ان ہی میں سے ایک عجوبہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے اور پھر اس دعویٰ پر جو دلیلیں خود مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں اور امتیوں نے پیش کی ہیں وہ خود عجیب تر ہیں۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر شخص اس کو یہ کہہ کر جھٹلا دیتا کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا ہر مدعی جھوٹا ہے لیکن وہاں تو ختم نبوت کے اجماعی اصول ہی کو غلط رکھنے والے موجود ہو گئے اور آیت شریفہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا ترجمہ اور دو مطلب اپنی طرف سے تجویز کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے ہونے والے امتیوں سے دس برس پہلے ختم نبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ختم نبوت کے بارے میں وہی کہتے جو ہمیشہ سے پوری امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کہتی چلی آئی ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگ اس کی امت میں شامل ہونے چلے گئے جو ہوش و حواس والے اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے والے ہیں اور جو بیدار مغزی کے حامل ہیں سر دس اور بزنس چلاتے ہیں ان لوگوں کو محبوظ الحواس اور مجنون بھی کہیں تو کس طرح کہیں جبکہ سب کام ہوش و سمجھ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ معمولی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے نوکر بھی سوچ کر اور اس کی صلاحیت اور استعداد دیکھ کر رکھتے ہیں مگر اپنا پیغمبر بغیر ہوش و گوش کے ایک ایسے شخص کو مان لیا جو کافر گورنمنٹ کا خوشامد تھا اور فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبعین کو بازاری میں دیتا تھا اور جس کی ہر پیش گوئی خداوند کریم نے جھوٹی کر دکھائی۔

مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کو اپنا ایک بہت ضروری مشغلہ بنا لیا ہے۔ اور اس وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کا بانی خود مرزا

خان احمد یار خان، رئیس اعظم قلات:

ان سے ایک دفعہ ظفر اللہ قادیانی ملنے گیا، مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی، جب اس کی بات ختم ہوئی تو خان صاحب نے فرمایا: ”ظفر اللہ خاں! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں اور مجھے حکم فرمائیں کہ مرزا قادیانی سچا ہے، اسے مان لو، تو بھی سمجھوں گا کہ میرے ایمان کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی درخواست کروں گا کہ آقا! آپ کی ختم نبوت پر میرا ایمان اتنا پختہ ہے کہ اس امتحان میں بھی میں کامیاب ہوں کہ مرزا قادیانی جھوٹا اور کذاب ہے۔“ اس پر ظفر اللہ خان نے مارے ندامت کے سر جھکا دیا۔

اس مجلس میں ظفر اللہ خاں نے والی قلات سے کہا کہ: ”آپ کی ریاست میں ہمارا ایک قادیانی رہتا ہے، اس سے ملا دیں۔“ خان قلات نے کہا کہ: ”میری ریاست میں کوئی قادیانی نہیں!“ ظفر اللہ خاں کے بتانے پر معلوم ہوا کہ کسی دور دراز کے شہر میں ایک موچی قادیانی منشی گیری کرتا تھا، اس سے پتا چلتا ہے کہ مرزائی افسران اپنے مرزائیوں کی کس طرح امداد کرتے ہیں۔

[illegible]

بیشک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے مگر اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور
میں کے گئے۔ لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت
گئے۔ اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ اور
کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھ جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا
ہو اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح
طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے دونوں یہود و نصاریٰ اسی کے
میں تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے اور قتل کئے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے
کسی سے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔

ترجمہ: ”حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی، لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا۔ جو لوگ اس امر میں کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ہاں انکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھا لیا اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔“

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا۔

اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کا ہوگا۔ اور ان کے گواہ۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے رب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سولی دیئے گئے اور قتل کئے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ اور اسے دنیا جاتی ہے کہ قتل اور پھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

فرماتا ہے۔ ہوب موسیٰ و ہرون دوسری جگہ فرماتا ہے ہوب ہرون و موسیٰ اگر واد ترتیب کا اچانے تو ان دونوں آیتوں میں ایک گچی ہوگی اور ایک جھوٹی، حالانکہ دونوں آیتیں گچی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ واد ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب ”انی متوفیک“ کا اصل مطلب سنئے۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ تو یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت نفرت تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ انی متوفیک ورافعک الی یعنی اے عیسیٰ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر کہ یہ تجھے نہ سولی پر چڑھا سکتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے زرخے میں پھنسے گا تو میں تجھ کو اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دشمنوں کے زرخے میں پھنسے تو اللہ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر ص 30 پر یہ مانا ہے کہ انی متوفیک ورافعک تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے خدا نے پہلے فرمایا عفا اللہ عنک اس کے بعد فرمایا الم اذنت لہم پس دونوں جگہ رفع سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے ثبوت نہیں لائے ہیں۔ اور عیسائی جیسا مانتے ہیں وہ ظاہر ہے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ ابھی تک زندہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل دجال فرمائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ پھر مدینہ منورہ میں طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں جو ایک جگہ خالی ہے وہاں دفن کئے جائیں گے۔ بحمد اللہ دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہو گیا۔

قادیانی اس موقع پر یہ کہتے ہیں کہ رفع اللہ سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ رفع جسم مادی یہ ان کا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے واما قصلوہ واما قصلوہ کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی دی گئی اور قتل کیا گیا تا کہ رفع درجات ہو جائے۔ حالانکہ خدا سولی قتل کی نفی کرتا ہے۔ یہ امر قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل و صلب کے بعد ”بل“ کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت ادریس علی نبینا علیہ السلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف اٹھالیا۔ اس آیت میں بنی قابل غور ہے۔ اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جاتا نہ مانتا ہوتا تو آیت کے لفظوں کی ترتیب غلط ہوتی ہے اور سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی نہ قتل کیا گیا۔ تو وہ مادی جسم کا ہوا کیا اس لئے کہ طبعی موت کا کوئی ثبوت نہ یہودیوں میں نہ عیسائیوں میں اور نہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور پھر ”وکان اللہ عزیزاً حکیماً“ یہاں کیا جوڑ؟ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ جس کام کو دنیا ان ہوئی اور خلاف فطرت سمجھتی ہے اور حیرت و تعجب کرتی ہے اس پر بھی خدا غالب ہے اور اپنے غلبہ و حکمت سے کام کرتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ہمارے دعویٰ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیت کے دوسرے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی موت سے قبل تمام یہود و نصاریٰ آپ ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے پیروں میں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ جس طرح کے بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے۔

پہلی دلیل:

قادیانی اس سلسلہ میں آیت پیش کرتے ہیں یعنی

انی متوفیک ورافعک الی

اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا مرزا ان اس میں بھی عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں واد ترتیب کا ہے جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے مر گئے اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ واد ترتیب کا ہوتا ہی نہیں ورنہ اس کے پہلے ہوں گے کہ خدا کے اس ارشاد اقیمو الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے نماز پڑھو اس کے بعد زکوٰۃ دو۔ اگر نماز سے پہلے زکوٰۃ دی تو وہ ناجائز یا اقیمو الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد شرک چھوڑ دو حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ واد ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا واد مان لیا جائے تو قادیانی یہاں کیا جواب دیں گے۔ ایک

ورفعناه مکانا علیا۔ اس آیت میں بل نہیں ہے اور نہ الیہ ہے پس اس آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکا ہے۔ رفع درجات کے لئے وہ کسان اللہ عز ویزا حکیم۔ کا کیا تعلق اور اس کی ضرورت کیا۔ اس لئے کہ شہداء کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ تو عام بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسان پر جانا اور وہاں پر اتنے دنوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک تعجب کی اور انہونی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اللہ اس پر غالب ہے۔ وہ اپنے غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آیت اور بحث ہے ہم نے حضرت مسیح کا رفع الی السماء اور نزول ثابت کیا ہے اب ہم قادیانیوں کی دلیلیں جان کر کے شافی جواب تحریر کرتے ہیں۔

ایک آیت اور پیش کرتے ہیں فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی اور جب تو مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اس کا جواب یہ ہے کہ گفتگو حضرت مسیح علیہ السلام کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بیشک قیامت سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوں گے ہم مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب لد پر دجال کو قتل فرمائیں گے۔ شریعت محمدیہ کی تکمیل فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اس کے بعد حسب وعدہ خداوندی (انی متوفیک) آپ طبعی موت سے مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن کیے جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ کے درمیان اس مزار مقدس سے انھیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کرے گا کہ کیا تمہیں (خدا کے ماننے) کی تعلیم آپ نے (اے عیسیٰ) دنیا میں دی تھی؟ حضرت مسیح اس کا یہ جواب دیں گے کہ اے خدا تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہو گیا مگر چونکہ حضرت مسیح کو اپنی بیزارگی کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی۔ اس لئے استحقاق شفاعت پر برقرار رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی ضمنت سفارش بھی کی ہے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں۔ کوئی تجھے روک نہیں سکتا اگر تو ان کو بخشے تو تو غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت نہ

کی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ

کانا کلان الطعام

یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں ﷺ کھانا کھاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مر گئے اس لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال ہی خیال ہے۔ اس لئے اول تو کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی بات نہیں ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سال صوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں بھی کچھ نہ کھایا جائے بلکہ پے درپے بے خواب و نان گزارا ہو اس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ انی ابیت بطعمی ربی ویسقینی۔ یعنی میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھاتا ہے۔ پانی پلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا کے پاس ہیں وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب کہف قرآن شریف کے فرمان کے بموجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے۔ جس طرح خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے پس یہ ثبوت بھی مرزانیوں کا محض دھوکا اور فریب ہے۔

چوتھی دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہو گئے۔ غلت کا ترجمہ جو مرزا اور مرزائی فوت ہو جانے اور مر جانے کا کرتے ہیں وہ بالکل غلط ہے غلت کا معنی مرنے کے نہیں آتے بلکہ گزرنے خالی ہونے وغیرہ کے ہیں۔ جیسے خدا نے فرمایا: واذا خلوا الی شیطانیہم لدخلت من قبلکم سنن فی الایام الخالیہ۔ ان آیتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے یعنی ان کے فرائض نبوت ختم ہو گئے۔ اس آیت کو بھی حضرت مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

وما جعلنا البشر من قبلك الخلد

یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ آیت بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح دنیا میں نزول فرما کر اپنی طبعی موت مریں گے۔

چھٹی دلیل:

قادیانی سلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

واوصانی بالصلوة والزكوة مادامت حیا۔

مرزا نے اس آیت کو پیش کر کے محض زکوٰۃ پر ہی زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہوں گے اور کیا دیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہی ہے۔ انسان کب اور کہاں مکلف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں زندہ ہی تھے کیا وہ جنت میں بھی کسی قسم کی عبادت کرتے تھے؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر رہ کر کیسے مکلف ہوئے؟ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ یہ ثابت کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے فرمایا:

والسلام يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا

مرزا کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔ کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم شی لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

آٹھویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

اوترقی فی السماء قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔

مرزا اس آیت پر یہ کہتا ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھ جائیں۔ جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بحمد غفری

ان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں۔

مرزا نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل غلط ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ جب تک تم آسمان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایسے آدمیوں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو صرف اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہوگا۔ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں بتلائیے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے کہ ایسے عارف عادت عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔ مگر ہل کنت الا بشرا رسولا کو کیا کریں گے جو بعد عبودیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومنکم من یعرفی ومنکم من یرد الی اذذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیا

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہا گیا کہ آدمی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر گئے۔

مرزا کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کے عمر طبعی کا خیال کر کے مرزا نے انکل سے یہ بات کہی ہے حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر طبعی کتنی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی، نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوئی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر تینتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محدود زمانہ ہے۔ جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہیں آئی۔

دسویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا اس لئے کہ جگہ اور گزارے کی

میں ہے۔ مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت مسیحؑ رہنے و گزرا
نے آسمان پر نہیں گئے بلکہ عارضی طور سے ہیں ورنہ اس آیت ولکم فیہا منافع و مشارب اللہ
کسروں سے محض یہی ماننا پڑے گا کہ سوائے چار پایوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے
کے اور کچھ نہیں پی سکتے۔ حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور پانی شربت اور
دودھ پیتے ہیں اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محمدؐ ہی اللہ کے
ہیں اور موسیٰ و عیسیٰ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہو سکتا
چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے لئے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومن نعمہ نلکسہ فی الخلق

یعنی درازی عمر میں جو اس عقل زائل ہو جاتی ہے۔ پس مسیح کی عقل میں فرق آگیا ہوگا۔ اس لئے
کئے ہوں گے۔

مرزا نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے۔ حضرت نوحؑ جو ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے
تھے بقول مرزا اس درازی عمر میں وہ حواس و عقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بدحواسی اور بے عقلی کی
میں تبلیغ کرتے ہوں گے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا کی درازی عمر کو سامنے رکھ کر حضرت
ﷺ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ بہر حال اس آیت کو وفات سے دور کا
ق نہیں۔

ارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

انما مثل الحیلۃ الدنیا کماء انزلنا من السماء فاخطلط بہ نبات الارض مما
یاکل الناس والانعام۔

یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔ پس مسیح کمال سے زوال کی
آئے اور مر گئے۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہی مر جاتے ہیں
بچے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی طرح ہزار سال تک
س کو نہیں پہنچتے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آتا

ہے اور اس میں کیا استحالہ ہے۔ پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے
بھی ثابت نہیں ہوتا۔

تیرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

وما ارسلنا من قبلك من المرسلین الا انہم لیاكلون الطعام ويمشون فی
الاسواق۔

اس کا مفصل جواب اوپر گذر چکا ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کو کھانا پلاتا ہے۔
جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال صیام کے موقع پر فرمایا۔ اور زندگی کے لئے کھانا اور بازاروں میں چلنا
ضروری نہیں ہے۔ بہر حال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

چودھویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر
احیاء وما یشعرون ایان یمنون۔

کہتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیحؑ بھی ان
کے مصنوعی معبود تھے۔ اس لئے وہ بھی مر گئے۔

اس آیت میں لفظ اموات ہے جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو ہی کہتے ہیں اور بے جان کو بھی آیت
شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مورتیاں مراد ہیں جملہ مصنوعی معبود بے جان اور جان دار مراد ہونے کی
کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں
دوسری آیت میں موجود ہیں۔ لوگ تو چاند ستاروں اور سورج کو بھی اپنا معبود جان کر ان کی عبادت کرتے
ہیں۔ کیا یہ سب بھی ہلاک ہو چکے ہیں؟ پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیحؑ مر گئے۔

پندرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین

اور کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آ سکتے۔ پس
معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ ناہنجی ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح پہلے تورات کے تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کے تابع ہو کر رہیں گے اس میں کوئی حرج نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو کان موسیٰ حیالما وسعه الاتباعی۔ خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آئے تو تم اس کو مان لیتا اور اس پر ایمان لانا پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

سولہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

فاستلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اس آیت کو پیش کر کے مرزائی کہتے ہیں کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اہل کتاب حضرت مسیح کی طبعی موت کے متعلق کچھ نہیں کہتے ہیں اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

سترہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں۔ خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا اور بہو جب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے روئے فوت شدہ ہیں۔

یہ بھی محض غلط اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ موجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت ﷺ نیک روں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر اس کے بعد آپ دوسری زندگی سے آئے تھے۔ یا اسی زندگی سے؟ لاکہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔ اے نفس خدا کے ذکر سے تلی پانے والے! خدا کی طرف چل اور فی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو۔

(تفسیر معالم اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟)

اتھارہویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

الله الذي خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم

مرزا کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں۔ پیدائش پھر انسان کی تکمیل و تربیت کے لئے رزق مقسوم ملنا پھر اس پر موت وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ مگر شاید مرزا کو یہ معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

انیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام

اس میں بھی مرزا کو دھوکا لگا ہے یا مرزا دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے۔ لفظ علیہا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ زمین والا ایک نہ ایک دن فاضل ہوگا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بمطابق احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے اور مختلف کام کریں گے آخر میں آپ فوت ہوں گے اور روضہ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

بیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ان المتقين في جنت ونهر في مقعد صدق عند مليك مقتدر۔

یعنی خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہے۔

بیشک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت مسیح مرگے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے۔ اس جنت میں چلے گئے۔ پس اس آیت کو بھی وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

اينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة۔

فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہو جاتے ہیں۔ بیشک صحیح ہے لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر۔ ارشاد ہے۔ اذا جاء اجلهم لا

يستأخرون ساعة ولا يستقدمون کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی ضرور لیکن اپنے وقت پر۔ پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود مر گئے۔

بائیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا۔

یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔ مرزا اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو دیا ہے اعمار امتی ما بین السنین الی السبعین واقلم من یجوز یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں اور بہت کم اس سے زیادہ بڑھیں گے نیز آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا:

ما من نفس منقوسة یاتی علیها مائة سنة وہی حیة۔

پہلی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزا کے دعویٰ وفات مسیح سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے حدیث آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے اور حضرت مسیح ابھی آپ ﷺ کی امت میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دنیا میں دوبارہ تشریف لاکر آپ ﷺ کی امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزا نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزا نے اس میں تحریف سے کام لیا ہے اس حدیث میں لفظ علمی ظہر الارض بھی تھا جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی۔ خود نہیں رہیں گے۔ چونکہ حضرت مسیح زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزا کی دلیل میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا اور تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمان علیحدہ موجود ہیں۔ کیف اذا انزل فیکم ابن مریم من السماء واما مکم منکم یعنی کیسے اچھے ہو گئے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ قادیانیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور قرآن کی کتر بیونت کے بدتر جرم سے باز رکھے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

لریم طاہر رضوی

ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفیٰ ﷺ سے شرار بولہبی

(اقبال مصطفیٰ)

کفر نے اپنے ترکش سے جسد اسلام پر جتنے بھی تیر آزمائے ہیں، ان میں سے قادیانیت کا تیر مہلک ترین ہے۔ قلب مسلم سے عشق مصطفیٰ ﷺ کا لے کے لئے فرنگی نے ارتداد کے زہر میں بجھا ہوا یہ تیر قلب مسلم میں اتار دیا۔ جس سے پوری ملت اسلامیہ چیخ اٹھی، کمین گاہ اور افرنگ کی طرف سے یہ تیر مرتد اعظم مرزا قادیانی کی صورت میں آیا جس نے قرآن و سنت کے دامن کو تار تار کیا، ختم المرسلین ﷺ کی ذات قدس کو زخم لگائے، جسد اسلام پر چر کے لگائے اور شریعت اسلامیہ کے وجود کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ اسی

اندادی تیر کے زہر ارتداد نے ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنادیا اور آج بھی یہ فعل خطرناک جاری ہے۔ انگریز نے اپنے انگریزی نبی اور اس کی انگریزی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سائے تلے پروان بڑھایا۔ جھوٹی نبوت کے چھکڑے کو چلانے کے لئے پوری حکومت کا زور لگا دیا۔ کار تبلیغ کے لئے محوریوں کے منہ کھول دیئے گئے۔ ایمانوں کے سودے ہونے لگے۔ قادیانی ہونے والوں پر حکومت کے انعامات، موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے۔ گلے میں قادیانیت کا طوق پہننے والوں کے سروں پر اعلیٰ عہدوں کے تاج رکھے گئے۔ جو گردہ قادیانیت میں مل گئے، انہیں جاکیروں سے نوازا گیا۔ فاقوں کی جلن سے جن کے دل کباب تھے، ایمان فروشی کر کے نواب بن گئے۔ بس یونہی دولت اور لالچ کے اور سے قادیانی نبوت کا چھکڑا چھتا رہا۔ اس چھکڑے کا کوچوان مرزا قادیانی 1908ء میں اسہال سے مر کر جہنم واصل ہو گیا۔ جھوٹے نبی نے اپنی غلیظ طبیعت کے عین مطابق اپنی پرتعفن زندگی کا آخری سانس ہی ”نئی خانہ“ میں لیٹا پسند کیا۔ مرزا قادیانی کے جہنم رسید ہو جانے کے بعد حکیم نور الدین، درحقیقت ”نور الدین“ (گدھی نشین) ہوا اور اس نے خانہ ساز نبوت کا کاروبار شفیق سنبھالا۔ چھ سال تک اپنے غلیظ ہاتھوں سے منزہ و پاکیزہ منصب نبوت و رسالت سے کھیلتا رہا اور آخر 1914ء میں موت کے آہنی

ہاتھوں نے جانشین مرزا قادیانی کو آتش جہنم میں ہم نشین مرزا قادیانی بنادیا۔ فتورالدین کی فتیہ سازوں کے بعد مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنی موروثی نبوت کی مسند فراڈ پر نمودار ہوا۔ 1947ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو مرزا بشیر الدین رات کی تاریکی میں برقع پہن کر ”شہر ارتداد“ قادیاں سے فرار ہو کر لاہور آگیا اور پاکستان کے اندر قادیانیت کا دام تلخس بڑی مہارت سے بچھانا شروع کر دیا۔ بے شمار کلیدی عہدے، جامدائیں اور مراعات لوٹیں، ظفر اللہ خان قادیانی کو اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا اور اسلام اور ملت اسلامیہ کا مذاق اڑایا گیا۔

جب قادیانیوں کی خرمستیاں اور چہرہ دستیاب حد سے بڑھ گئیں تو مسلمانوں کا پیاناہ صبر لبریز ہو گیا اور 1953ء میں ملت اسلامیہ پاکستان نے ایک طوفانی اور تاریخی تحریک چلائی۔ مسند حکومت پر بیٹھے ہوئے جابر حکمرانوں نے مجاہدین ختم نبوت پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ انہیں دیکھ کر ہلا کو دچکیز کی گردنیں بھی شرم کے مارے جھک جائیں۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ درندہ صفت جنرل اعظم خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ اس پتھر دل مرزائی نواز جرنیل نے صرف لاہور میں دس ہزار عاشقان مصطفیٰ ﷺ کو شہید کیا، اور ہزاروں علماء اور عوام کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔

شہداء کی لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹا جاتا اور انہیں کارپوریشن کی کوڑا کرکٹ اٹھانے والی گاڑیوں میں باندھ کر دور دراز کے علاقوں میں گڑھے کھود کر دفن کر دیا جاتا، دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا جاتا۔ پولیس کے انتہائی ظلم و تشدد اور فوج کی گولیوں کی بوچھاڑ میں تحریک کو دبا دیا گیا لیکن دلوں کے اندر چھلنے والا طوفان اپنی زبوں حالی سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

ہری ہے شاخ تننا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دہی ہے مگر بجھی تو نہیں
جھٹ کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میداں، مگر جھکی تو نہیں

لہذا اکیس سال بعد 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی کوکھ سے 1974ء کی تحریک ختم نبوت نے جنم لیا۔ تحریک ایک طوفان بن کر اٹھی اور ہر طرف پھیل گئی۔ عوامی سیلاب کے سامنے قادیانی اپنے تمام سہاروں اور سازشیوں سمیت خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 نومبر 1974ء کو انہیں کافر قرار دے دیا۔ لیکن قادیانی اپنے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ جمہوریت کی تبلیغ و ترویج کے زوروں سے جاری ہے اور مسلمان نوجوانوں کو مختلف ہتھکنڈوں سے قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی خرافات چھپ رہی ہیں۔ شعائر اسلامی کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ یہ فوج ابلیس، نہاد

کرمی ﷺ کو (نحوذ باللہ) ملیا میٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

لیکن دوسری طرف امت مسلمہ کی ایک کثیر تعداد قادیانیوں کی زہرناکیوں اور ان کے خبث باطن سے بالکل ناواقف ہے، جس سے قادیانی جی بھر کے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور انہوں نے اپنی ارتدادی مہم بہت تیز کر رکھی ہے۔ حالات کی ان سنگینوں کو بھانپتے ہوئے راقم نے اس مضمون میں قادیانیت کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کو یہود و نصاریٰ کا یہ پالتو قادیانی ناگ، دم توڑنا دکھائی دے گا۔

خطیبوں اور ادیبوں سے رابطہ:

جیسا کہ آپ حضرات اس امر سے بخوبی آشنا ہیں کہ بین الاقوامی صحافت پر یہودی لابی کا قبضہ ہے۔ چونکہ قادیانی پورے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے خلاف یہودیوں کے ایجنٹ ہیں، اس لئے یہودی صحافت پوری دنیا میں قادیانیوں کو مظلوم، ستم رسیدہ اور مسلمان ثابت کرنے کے لئے اپنے سارے وسائل استعمال کرتی ہے۔ اس پراپیگنڈہ کے لئے خود قادیانیوں کے بھی پاکستان سے درجنوں رسالے نکلتے ہیں، جن میں بچوں، نوجوانوں، عورتوں، بوڑھوں کے لئے الگ الگ رسائل ہیں۔ علاوہ ازیں چند ضمیر فروش مسلمان صحافیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ کراچی سے شائع ہونے والا ماہنامہ ”مسرت ڈائجسٹ“ اور لاہور سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ ”مہارت“ اس کی واضح مثال ہے۔ اور کبھی دین سے بے بہرہ کسی سیاستدان سے اپنے حق میں بیانات اور آرٹیکلز شائع کروا کر اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈو راپٹتے ہیں۔ ان کے اس پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر سادہ لوح مسلمان انہیں مظلوم سمجھنے لگتے ہیں۔ اور بعض انہیں اب بھی مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کے اس خطرناک حملے کا دندان شکن جواب دیں۔ اپنے علاقہ کے خطیبوں کے پاس جائیں اور ان کی توجہ ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کی طرف مبذول کرائیں۔ ان کی خدمت میں گزارش کریں کہ اپنے جمعہ کے خطابات میں مسئلہ ختم نبوت بیان کریں۔ مرزا قادیانی، اس کی جھوٹی نبوت اور قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے عوام الناس کو روشناس کرائیں۔ ادیبوں کی خدمت میں التماس کریں کہ وہ اپنے قلم کو قادیانیوں کے خلاف جہاد میں استعمال کریں۔ رسائل و جرائد اور اخبارات میں قادیانی سازشوں کو بے نقاب کریں۔ امت مسلمہ کے سامنے ان کا مکروہ ماضی رکھیں اور مستقبل میں ان کے شیطانی منصوبوں سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ جب خطیب، بیانون سے ان کے تارو پود بکھیریں گے اور ادیب، اپنے نوک قلم سے ان کی بھیانک سازشوں کے نیچے ادھیڑیں گے تو آپ کو قادیانیت کا لاشہ

ترہتا ہوا دکھائی دے گا۔

پیران عظام سے رابطہ:

فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے برصغیر کے پیران عظام نے بڑی جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ خصوصاً پیر مہر علی شاہ گولڑی رحمۃ اللہ علیہ، پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ غلام دھگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی خدمات آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ موجودہ دور کے پیران کرام بھی اپنے اسلاف کی غیرت و حمیت کے امین ہیں۔ وہ مرزائیت سے شدید ترین نفرت رکھتے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت ان بزرگوں کی قیادت میں قادیانیت کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ پیران عظام کے مریدان آپ کے ہم رکاب ہوں گے۔ ادھر آپ کے قافلہ ختم نبوت کی لٹکار فضا میں گونجے گی، ادھر قادیانیت شیطان کے کندھوں پر سوار ہو کر نو دو گیارہ ہو جائے گی۔

بڑے جو مجاہد تو بولے نقیب
نہر من اللہ و فتح قریب

سیاستدانوں سے رابطہ:

پاسبان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے ممبران یونین کونسل، چیرمین یونین کونسل، کنسلرز، ناظمین، صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ممبران، سینئر حضرات اور وزراء حکومت سے ملاقاتیں کریں۔ علاوہ ازیں علاقہ تھانہ کے ایس ایچ او، ڈی ایس پی، ایس ایس پی، اے سی، ڈی سی اور کمشنرز صاحبان سے رابطہ قائم کریں۔ عدالتوں میں وکلاء، مجسٹریٹ اور جج صاحبان کے پاس جائیں اور انہیں فتنہ قادیانیت سے آگاہ کریں۔ ملک و ملت کے خلاف قادیانیوں کی ناپاک سرگرمیوں سے انہیں مطلع کریں۔ اور نہایت سلیقہ و اہتمام کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کالٹریچر خود جا کر ان کی خدمت میں پیش کریں تاکہ ضلعی انتظامیہ سے لے کر صوبائی اسمبلیوں اور حکومت کے ایوانوں تک ختم نبوت کی صدا بلند ہو اور قادیانیت ذلیل و خوار ہو۔

طلباء کی ذمہ داریاں:

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے اداروں کے قادیانی طلباء کی فہرٹیں تیار کریں اور اگر قادیانی استاد بھی ادارے میں پڑھا رہے ہوں تو ان کے نام بھی نوٹ کریں اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ اداروں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام کریں اور طلباء اور اساتذہ میں لٹریچر تقسیم کریں۔ ان میں دینی غیرت پیدا

کریں اور قادیانی طلبہ کا مکمل سوشل بائیکاٹ کرائیں۔ ہوسٹلوں میں ان کے کھانے کے برتن الگ کرائیں۔ مسلمان طلباء قادیانی اساتذہ سے نفرت کریں کیونکہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے، وہ بارے کے لئے محترم نہیں ہو سکتا۔ اگر بد قسمتی سے کوئی قادیانی استاد اسلامیات کا مضمون پڑھاتا ہو تو مسلمان اس سے اسلامیات پڑھنے سے صاف انکار کر دیں۔ اور سربراہ ادارہ کے نوٹس میں فوراً یہ بات لیں۔ کیونکہ کوئی کافر، مرتد اور زندیق مسلمانوں کو اسلامیات پڑھانے کا حق نہیں رکھتا۔

سادہ لوح قادیانیوں سے رابطہ:

قادیانیوں میں کچھ ایسے بھولے بھالے افراد بھی موجود ہیں جو اپنی فلاح داریں کے لئے مرزا قادیانی کو نبی اور مجدد (نعموذا اللہ) تسلیم کرتے ہیں۔ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور دیگر عبادات و ریاضات میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ (اگرچہ یہ سب کچھ ان کے اپنے طریقہ کار اور عقائد کے مطابق ہوتا ہے) مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ ایسے سادہ لوح قادیانیوں سے رابطہ رکھیں۔ ان کے سامنے مرزا قادیانی کا کاریکٹر رکھیں۔ مرزا قادیانی کی خرافات سے پردہ اٹھائیں۔ مرزا قادیانی کے نبی جیے کی کہانی سنائیں۔ ختم نبوت کا صحیح اسلامی مفہوم سمجھائیں۔ قادیانیوں کی اللہ تعالیٰ، دین اسلام، قرآن مجید اور دیگر انبیائے کرام کے بارے میں کی ہوئی بکواس دکھائیں۔ آخرت کے انجام سے ڈرائیں۔ انشاء اللہ آپ کی کوششیں کارگر ثابت ہوں گی۔ اور بہت سے لوگ قادیانیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کے اجالے میں آجائیں گے۔

لیٹروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

نومسلموں کا تحفظ:

رب العزت کے فضل و کرم سے جب کوئی قادیانی، قادیانیت کے خارزار سے نکل کر اسلام کے گزار میں آجاتا ہے تو قادیانی اپنے جال سے نکلے ہوئے شکار کا تعاقب کرتے ہیں۔ اسے مختلف قسم کے لالچ دیتے ہیں، ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ لہذا مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ اپنے اس نومسلم بھائی کو سینہ سے لگا کر رکھیں۔ اس کی ہر طرح سے حفاظت کریں۔ اگر وہ غریب ہے تو اس کی مالی معاونت کریں۔ اگر وہ پڑھا لکھا یا ہنرمند ہے تو کسی دفتر یا فیکٹری میں ملازمت دلوانے کا بندوبست کریں۔ انشاء اللہ رب العزت آپ کو دنیا و آخرت میں اس کا خیر کار اجر عظیم عطا کرے گا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان، میں اسی لئے نمازی

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں:

قادیانی وطن عزیز کی بیشتر کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ کچھ تو خود کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں اور کچھ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر معاشرہ میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور اپنے اختیارات سے قادیانیت پال رہے ہیں۔ اپنے اپنے محکموں میں قادیانیوں کو بھرتی کر رہے ہیں، مسلمان ملازمین سے امتیازی سلوک کرتے ہیں اور قادیانی ملازموں کو ترقی کے زینوں پر چڑھا رہے ہیں۔ بیسیوں محکمے اس وقت مکمل طور پر ان کے قبضہ میں ہیں اور سینکڑوں کو لوٹ کر ان کا، دیوالیہ نکال چکے ہیں۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اندر قادیانی تنظیمیں قائم ہیں اور حسب ضرورت ان کے اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے ماتحت کام کرنے والے مسلمان ملازمین بے بسی اور بے کسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ان کے خلاف تنہا اٹھ کھڑا ہو تو یہ بااثر ہونے کی وجہ سے دور دراز کے علاقوں میں اس کی ٹرانسفر کروا دیتے ہیں۔ دفتری ریکارڈ خراب کر دیتے ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ ملک، اسلام اور مسلمان ملازمین کے لئے سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں تحفظ ختم نبوت کی تنظیمیں قائم کی جائیں۔ قادیانی افسروں کی فہرستیں مرتب کی جائیں، ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے، جہاں کسی مسلمان ملازم کی حق تلفی ہو، وہاں اعلیٰ حکام سے فوراً رابطہ قائم کیا جائے اور اس پر احتجاج کیا جائے۔ اداروں میں تحفظ ختم نبوت کا لٹرچر تقسیم کیا جائے۔ مسلمانوں کو دینی غیرت دلا کر قادیانیوں سے ان کے تعلقات ختم کرائیں۔ ان تجاویز پر عمل کرنے سے آپ تھوڑی ہی مدت میں قادیانیت کے بت کو اوندھے منہ پڑا پائیں گے۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

گناہ عظیم:

قادیانیوں کو دستوری طور پر اقلیت قرار دیئے جانے سے پہلے بہت سے مسلمانوں نے قادیانیوں سے رشتے ناٹ کر رکھے تھے۔ مسلمانوں کی بیٹیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیہابی ہوئی تھیں۔ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد کچھ مسلمانوں نے تو قادیانیوں سے اپنی بیٹیوں کی طلاقیں حاصل کر لیں اور قادیانیوں کی بیٹیوں کو طلاقیں دے کر ہمیشہ کے لئے رشتے ناٹ کر ختم کر لئے۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج بھی کئی عاقبت نا اندیش مسلمانوں اور قادیانیوں کی بیٹیاں

میں ایک دوسرے کے ہاں بیہابی ہوئی ہیں۔ یوں خدا کی دھرتی پر ایک گناہ ہو رہا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت ایسے مسلمانوں سے فوراً رابطہ قائم کریں اور انہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ کہ قادیانی کافر اور مرتد ہیں، اس لئے ان کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح نہیں ہو سکتے۔ ساتھ امام احمد علی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ”مرزائی اور مرزائیت نواز دونوں گمراہ ہیں“ اسے کثیر تعداد میں چھپوانے کے بعد فری تقسیم کیا جائے۔ انشاء اللہ آپ کی کوششیں رنگ لائیں گے۔ اور بہت سے مسلمان اس گناہ کبیرہ اور ذلت کی دلدل سے نہ صرف باہر نکل آئیں گے بلکہ اپنی جان بچنے ہوئے دیگر مسلمانوں کو نکالنے کے لئے آپ کے ساتھی اور معاون ہوں گے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت:

قادیانی استعماری قوتوں کے ایجنٹ ہونے کے ناطے پوری دنیا میں دبا کی شکل میں پھیل چکے ہیں۔ ان کی ریل پیل ہے۔ ہزاروں تربیت یافتہ مبلغین اپنے ایلیمی مذہب کا پرچار بڑے منظم انداز میں کر رہے ہیں۔ ایک مربوط پروگرام کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر دافروں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ جو ایک خطرناک صورت حال پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے ایسے تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ جن کے دوست یا رشتہ دار یا واقف علمائے کرام، بیرونی ممالک خصوصاً افریقہ میں موجود ہیں۔ رو قادیانیت سے متعلق لٹریچر ان کے پاس بھیجیں اور انہیں کہیں کہ وہ مقامی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے اپنے اپنے ملک میں تقسیم کریں تاکہ ہر جگہ پر فتنہ قادیانیت کا سد باب ہو سکے۔ اپنے عزیزوں اور غریبوں سے کہیں کہ وہ خود یہ کام سنبھالیں اور دوسروں کو بھی اس جہاد میں شامل کریں، کیونکہ

جو ختم نبوت کا طرف دار نہیں

لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں

قادیانی مردہ مہم:

شرعاً کوئی قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ لیکن قادیانی خود کو مسلمان ہونے کے لئے اپنے مردے اکثر مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں شہرہ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین لڑائی جھگڑے ہوئے اور مسلمانوں نے جوش و خروش سے قادیانی مردوں کو قبروں سے اکھاڑ باہر پھینکا۔ لہذا حکومت پاکستان نے مسلمانوں کے اصولی

موقف کو ماننے ہوئے ملک کے تمام ڈی سی حضرات کو حکم نامہ جاری کیا ہے کہ جس کی رو سے کوئی قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے علاقہ میں قادیانی ایسی غلیظ حرکت کرنے کی کوشش کریں تو فوراً مقامی پولیس سے رابطہ قائم کریں اور اس قانون پر عمل درآمد کریں۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ:

قادیانی مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی مصنوعات فروخت کر کے خوب دولت کماتے ہیں۔ اور یہ مسلمانوں سے کمائی ہوئی دولت کا ایک کثیر حصہ ربوہ بھیج دیتے ہیں۔ جو حضور ﷺ کی پاکیزہ ختم نبوت کے خلاف خرچ ہوتا ہے۔ اس رقم سے قادیانی مبلغین کو تنخواہیں ملتی ہیں۔ قادیانی نبوت کا لٹریچر بھی ہے۔ رائل فیملی مچھرے اڑاتی ہے۔ قادیانی ادارے پرورش پاتے ہیں۔ غرض کہ کاذب نبوت کا ذہب کا سارا کاروبار چلتا ہے۔ لیکن حقیقت سے نا آشنا مسلمان غفلت میں اس سنگین جرم میں شریک ہیں۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس نازک اور اہم نقطہ کی طرف مبذول کرائی جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ جس طرح قادیانی مردوں کا بائیکاٹ ضروری ہے، اسی طرح قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی انتہائی ضروری ہے۔ قادیانی مصنوعات میں ”شیزان“ سرفہرست ہے۔ مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ عوام الناس سے شیزان، بوتل، شربت، چٹنی، اچار، جام اور جیلی وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ کرائیں۔ اپنے حلقہ میں مقامی علماء اور معززین کو ساتھ لے کر بازاروں کا دورہ کریں اور دوکانداروں کو دینی غیرت دلاتے ہوئے شیزان کی مصنوعات نہ رکھنے کی پرزور اپیل کریں۔ با اثر لوگوں کی مدد سے علاقہ کی شیزان کی ایجنسی منسوخ کرائیں۔ شیزان کی مصنوعات کا بند کرنا قادیانی معیشت کے گلے پر چھری چلانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ شیزان ہی وہ شیطان ہے، جو شیطانی نبوت کو چلا رہا ہے۔

محبت ہے مجھ کو رحمان، قرآن اور صاحب قرآن سے

نفرت ہے، مجھے کو شیطان، شیزان، اور قادیان سے

شیطانی کمپنی کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تقریبات میں شیزان کی سپلائی فری مہیا کرتی ہے۔ علماء برادری پر یہ احسان چڑھا کر اس کے عوض کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ہوشلوں اور کینٹینوں میں شیزان سپلائی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو شیزان پلا پلا کر لاکھوں روپے کمائے جاتے ہیں۔ مختلف کھیلوں کے میچوں، علمی و ادبی سیمیناروں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے پروگراموں کی اشتہار بازی کر کے شیزان کمپنی زبردست شہرت حاصل کر رہی ہے اور اس شہرت کی قوت سے اپنا کاروبار بڑھ رہی ہے۔ مجاہدین ختم نبوت متعلقہ اداروں سے فوری رابطہ قائم کریں اور مسلمانوں کو شیزان کمپنی کے ہمساک

میں سے آگاہ کرتے ہوئے ان اداروں میں شیزان کا داخلہ ممنوع قرار دلائیں۔

قادیانیوں کی کلمہ مہم:

مسلمانوں کے پرزور مطالبے پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روکنے کے لئے 1984ء میں اقتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت

”قادیانی گروپ یا لاہور گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بلا واسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا الفاظ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرقی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی ہی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مرتکب ہوگا۔“

لیکن قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اپنے مکانوں، اپنی دکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمہ عبادت اور دیگر آیات قرآنی لکھتے ہیں، اور اپنے ناپاک سینوں پر بھی کلمہ طیبہ کے بیج لگاتے ہیں۔ ختم نبوت کے لابیوں سے گزارش ہے کہ ایسے قادیانی جنہوں نے اپنے پلیدی سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوں، انہیں بلا کر حوالہ پولیس کریں۔ اور دفعہ C-295 کے مطابق مقدمہ درج کرائیں۔ جن قادیانیوں نے مکانوں، دوکانوں، اور عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ یا کوئی قرآنی آیت لکھ رکھی ہو، وہاں علاقہ تھانہ میں ان کے خلاف زیر دفعہ C-295، C-298، رپورٹ درج کرائیں اور پولیس کے ذریعے ان مقامات سے کلمہ طیبہ ہٹوائیں اور اگر پولیس بہانہ بازی کرے تو فوراً عدالت میں مقدمہ دائر کریں۔ اس طرح اگر کوئی قادیانی اپنی عبادت گاہ میں اذان دے تو اس کے خلاف بھی کارروائی کرائیں۔

حلقہ وار تنظیمیں:

قادیانی ناسوروں نے اپنے انگریزی نبی کی انگریزی نبوت چلانے کے لئے حلقہ وار تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور ہر حلقہ کے لئے ایک مربی مقرر ہے، مجاہدین ختم نبوت کو چاہئے کہ وہ بھی ختم نبوت کی حلقہ وار تنظیمیں قائم کریں، دفتر ختم نبوت کا قیام عمل میں لائیں۔ قادیانی مربی کا مربہ بنانے کے لئے اپنا ایک امیر مقرر کریں، دفتر ختم نبوت میں لائبریری کا قیام عمل میں لائیں، پورے علاقہ میں عقیدہ ختم نبوت کے دشمنان موضوع پر جلسے منعقد کرائیں۔ لوگوں سے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرائیں۔ مسلمان، قادیانی

دوکانداروں سے سودا سلف نہ خریدیں اور مسلمان دوکاندار، قادیانیوں کو سودا سلف نہ دیں۔ اگر قادیانی ڈاکٹر علاقہ میں موجود ہو تو مسلمانوں کو منحوس کے پاس جانے سے روکیں۔ مسلمانوں کو قادیانیوں کی شادیوں اور دیگر تقریبات میں شامل نہ ہونے دیں۔ خیال رکھیں کہ کہیں کوئی مسلمان کسی قادیانی لیس کا نام نہ یاد نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ ہی کوئی قادیانی آپ کے علاقہ کی کسی مسجد میں نماز پڑھے۔ ایسی صورت ہو تو اس مردود کو فوراً پکڑ کر حوالہ پولیس کریں۔ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ کہیں آپ کے علاقہ کا کوئی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے کسی دفتر میں ملازمت تو نہیں کر رہا یا بیرون ملک ملازمت تو حاصل نہیں کر رہا یا حج وغیرہ کے لئے سعودی عرب تو نہیں جا رہا۔ ان اہم امور پر توجہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مدت میں قادیانیوں کو دن میں تارے اور رات کو سورج نظر آنے لگے گا اور انشاء اللہ ان میں سے ہر نائب ہو کر مسلمان بھی ہو جائیں گے۔

قادیانی اور ملکی الیکشن:

1974ء میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن قادیانیوں نے قومی اسمبلی کے اس تاریخ ساز فیصلے کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ وہ آج بھی آئین پاکستان کی مکمل بجاوٹ کا اعلان کر رہے ہیں۔ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ بنا تک ذیل مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں۔ دیگر غیر مسلم اقلیتوں (ہندو، عیسائی، پارسی وغیرہ) کو حکومت نے ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں نشستیں دی ہیں دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے نمائندہ تو اپنی اپنی نشستوں کے لئے بڑے زور و شور سے الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرتے ہوئے آج تک الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ اور ان کی نشستیں بھی ہمیشہ خالی رہی ہیں۔ لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ قادیانی ہمیشہ اپنے نام مسلم و وٹروں کی فہرست میں درج کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایک بڑا موثر اور خطرناک ہتھیار ہے۔ جس سے وہ لادین سیاست دانوں سے اپنے دونوں سودا کر کے انہیں اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ ان سے مراعات حاصل کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ان سے اپنے حق میں اخبارات میں بیانات چھپواتے رہتے ہیں۔ بعض قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے بطور امیدوار الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ ماضی میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آچکی ہیں۔

مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ الیکشن کے دنوں میں انتہائی مستعد رہیں۔ حالات و واقعات گہری نظر رکھیں۔ قادیانی نواز امیدواروں کے خلاف موثر مہم چلائیں۔ عوام سے قادیانی نواز سیاسی جماعتوں کا بائیکاٹ کرائیں۔ اور جو قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے الیکشن میں حصہ لے رہا ہو اور

قادیانیوں نے اپنے نام مسلمان و وٹروں کی فہرست میں درج کرائے ہوں، ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں اور قادیانیوں کے اس خطرناک حربے کا قلع قمع کر دیں۔

رد قادیانیت کورس:

ملک میں فتنہ قادیانیت سے صحیح طور پر آگاہ افراد کی تعداد بہت کم ہے۔ اس افرادی کمی سے قادیانی خاصا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لہذا طلباء، وکلاء، علماء، سرکاری وغیرہ سرکاری ملازمین غرض کہ زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا چٹا پھر تا مبلغ بنانے کے لئے بریلوی مسلک کے ترجمان، عظیم عاشق رسول ﷺ، ہدایت رسول شاہ صاحب فیصل آباد گلبرگ میں اپنے مدرسے میں ہر سال دس روزہ رد قادیانیت کورس کرواتے ہیں۔ جس میں نامور علماء کرام قادیانیوں کی بھیا تک سازشوں اور فتنہ قادیانیت کے دیگر خطرناک منصوبوں سے آگاہ کرتے ہیں اور اس فتنہ کا محاسبہ کرنے کا فن سکھاتے ہیں۔ قیام و طعام کا فری بندوست ہوتا ہے، مجاہدین ختم نبوت اپنے اپنے علاقہ سے زیادہ سے زیادہ احباب کو لے کر تشریف لائیں۔ خوب تربیت حاصل کریں اور دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کی ڈیوٹی سنبھالیں۔

نو مسلم کے قبول اسلام کی تشہیر:

جو قادیانی بھی اسلام قبول کرے، اخبار و رسائل کی مدد سے اس کی خوب تشہیر کی جائے۔ اس کے اعزاز میں پارٹیوں کا اہتمام کیا جائے۔ ان پارٹیوں میں رد قادیانیت کے موضوع پر اس سے تقریریں کرائی جائیں۔ اس کی پریس کانفرنس کرائی جائے جس میں وہ قادیانیت پر لعنت بھیجے اور اسلام قبول کرنے کی وجوہات بیان کرے۔ اس سے قادیانیت ذلیل و خوار ہوگی اور انشاء اللہ بہت سے قادیانیوں کو یہ ہمت و حوصلہ ہوگا کہ وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو سکیں گے۔

ایڈیٹر کی ڈاک میں خطوط لکھے جائیں:

اخبارات، ذرائع ابلاغ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اخبارات کے صفحات سیاسی لیڈروں کی تصویروں، ان کے بیانات اور پریس کانفرنسوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں ادارتی صفحہ بھی بڑے بڑے لوگوں کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ لیکن "ایڈیٹر کی ڈاک" ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں عوام اپنے مذہبی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی مسائل پر آواز اٹھاتے ہیں اور ایک عام آدمی کی آواز پورے ملک میں خواص و عوام تک پہنچ جاتی ہے۔ مسئلہ جس وزارت سے متعلق ہو، اس وزارت تک پہنچ جاتا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت اس موثر ہتھیار کو فوراً استعمال میں لائیں اور مندرجہ بالا تجویز پڑھتے ہی "ایڈیٹر کی

ڈاک“ کے ذریعے حکومت کے سامنے قادیانیوں کے متعلق اپنے مطالبات پیش کریں۔ ملت اسلامیہ کے جذبات سے حکومت کو آگاہ کریں اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے حکومت کو آشنا کریں۔ اخبارات کے علاوہ ملک کے تمام مذہبی و سیاسی رسائل و جرائد میں یہ سلسلہ ”آپ کا ڈاک“ آپ کے خطوط ”” آپ نے لکھا“ وغیرہ وغیرہ کے عنوانوں سے قائم ہے آپ فوری طور پر ان رسائل و جرائد میں قادیانیت کے خلاف اپنے جذبات پیش کریں اور عوام و حکومت کو ان کی فتنہ سامانیوں سے ہوشیار کریں۔ آپ کے ایک روپیہ کا ڈاک ٹکٹ قادیانیت کی چولیس ہلا کر رکھ دے گا۔ انشاء اللہ۔ خود اس تحریر کو دیکھ کر بنائے اور احباب کو اس کار نیکی کی دعوت دیجئے۔

چند مفید تجاویز:

عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ و تشہیر اور عوام کو اس عقیدہ کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے مجاہدینِ نبوت مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کریں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

- 1: ہر سال ختم نبوت کیلئے رشائع کیا جائے۔
2: ہر سال ختم نبوت ڈائری شائع کی جائے۔
3: مساجد میں جہاں دیگر آیات قرآنی و احادیث مقدسہ لکھی ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہوئی قرآنی آیات اور احادیث مقدسہ جلی حروف میں لکھی جائیں۔
4: دینی مدارس اور سکولوں میں ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ کے چارٹ دیواروں پر لگائے جائیں۔
5: ختم نبوت کے موضوع پر آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ کی بہترین شیلڈز بنوائی جائیں اور وہ گھروں میں لگائی جائیں۔
6: پنسلین تیار کی جائیں جن پر لکھا ہو کہ ”قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے خدار ہیں۔“
7: سکولوں اور کالجوں کے لئے ایسے سلیکرز تیار کئے جائیں جن میں اوپر ختم نبوت یا رد قادیانیت کے بارے میں ایک بہترین جملہ تحریر ہو اور اس کے نیچے۔

نام۔۔۔۔۔ رول نمبر۔۔۔۔۔ کلاس۔۔۔۔۔ سکول۔۔۔۔۔ کی جگہ ہو۔

صدائے حق کی جرأت سے تو زعمہ کر زمانے کو
کہ تیرے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

مسلمانو!

ختم نبوت دین کی اساس ہے۔۔۔

ختم نبوت دین کی روح ہے۔۔۔

ختم نبوت دین کی آبرو ہے۔۔۔

مسلمانو! جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے!

وہ کلمہ طیبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کی توحید کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کے قرآن کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ناموس رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ انبیائے سابقین کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ فرشتہ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کے امین ہونے کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مکہ مکرمہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مدینہ منورہ کی نعمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ نہایت اللہ کی حکمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموں کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ حجابہ راسم ہی اللہ کی عزتوں کی حفاظت کرنا ہے۔

وہ اہل بیت کے ہمدن کی حفاظت کرنا ہے۔

وہ امت اسلامیہ کے ایمان کا پوسیدار ہے۔

وہ اس اسلام فکر خدا کا علمس وار ہے

وہ اکستانہ کا نظم لائی اور جعفر افغانی

وہاں عزیز کے خلاف سازشیں کرنے والے غداروں کے لئے بھی

وہ یہود و نصاریٰ کی خط ناک حالوں کو ناکام بنانے والا بیدار مغز سناہی ہے۔

اور جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام نہیں کرتا۔ وہ ان تمام اسلامی عظمتوں سے

منہ موڑتا ہے۔ بے رغبتی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ !!!

ہے۔ نہ موڑتا ہے۔ بے رغبتی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ !!!

اے افراط اسلام! اٹھو! اللہ کے لئے۔ اللہ کے رسول کے لئے۔ اللہ کے دین کے لئے۔ جاگو۔ اور جگاؤ۔ اور قادیانیوں سے برسرِ پیکار ہو جاؤ۔ اے میرے مسلمان بھائیو! حضور سرورِ عالم ﷺ کا ایک فرمانِ خصوصی توجہ سے سنئے۔ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا۔

”جو لوگ منکر کو دیکھیں اور بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک ہی عذاب میں لپیٹ لے۔“

مسلمانو! اس وقت روئے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہوگی۔ اور اس برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے۔

آؤ دیکھتے ہیں کہیں میں مجرم تو نہیں۔ کہیں آپ مجرم تو نہیں۔ آؤ جلدی سے اپنی شناخت پر یز کرتے ہیں۔

مبادا کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں کڑک پڑیں۔

کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔

کہیں فرشتے زمین کے اس ٹکڑے کا ٹھاکر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پھینکیں۔ جلدی کیجئے۔۔۔ جلدی کیجئے۔

چو کھئے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

مرزائی مربی اور سور کے گوشت کا لوٹھرا:

ماسٹر خدا بخش، مونگیر سے ایک نکاح کے سلسلے میں الہ آباد گئے، واپسی پر بانگی پور میں قیام کیا، رات کو خواب دیکھا، ایک عورت گوشت کا لوٹھرا لئے کھڑی ہے، پوچھنے پر عورت نے کہا کہ: ”یہ سور کے گوشت کا لوٹھرا ہے جو عبدالماجد مرزائی کے منہ پر مارنے کے لئے میں نے پکڑ رکھا ہے۔“ ان دنوں اس علاقے میں عبدالماجد مرزائی، مرزائیت کی ترویج میں مصروف کار تھا۔

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی

حضرات شعراء کے فیصلے

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارِكِ صَلَوَاتُ
صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا:

کہا جاتا ہے کہ ”الشعراء تلاميذ الرحمن“ شاعر حضرات رحمن کے شاگرد ہوتے ہیں، ہماری نظر میں نامری بھی دراصل وہی قابلِ قدر ہے جس میں کوئی پیغام پوشیدہ ہے۔ محض لب و رخسار کی باتیں تو ضعیف و ناتواں کا باعث ہو سکتی ہیں، قوم و ملت کی بیداری کا پیش خیمہ نہیں۔ جب ملت اسلامیہ مختلف ادوار میں اٹھ کر شکار ہوئی تو شاعری کی مقصدیت و افادیت سے آشنا اور اس نعمت سے مالا مال لوگوں نے اپنے سنِ کلام سے مردہ تنوں میں روح پھونک دی، ان کے رقت اثر لفظوں نے صور اسرافیل کا کام دکھایا، کیا مائدہ مولانا رومی، مولانا جامی، شیخ سعدی، حافظ شیرازی کی معجز بیانیوں کو فراموش کر سکتا ہے، کیا اقبال و نثری کی دھڑلہ پر دازیاں ختم ہونے والی چیزیں ہیں، جب برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے سبز قدم لائے تو انہوں نے ایمانیانِ ہند کے جسم کو ہی نہیں روح کو بھی تخیل کرنا شروع کر دیا، ان کی خودی اور برت ملی کو چیلنج کرنے لگے، مسلمان بدل رہے تھے، تہذیب بدل رہی تھی، تمدن بدل رہا تھا، لباس و زبان میں تہذیبی آری تھی، عقیدوں میں تغیر آ رہا تھا۔ انہوں نے غلامانِ اسلام کو اپنا غلام بنانے کے لئے کی محاذ کھول رکھے تھے، اس دھشتاک ماحول میں چند شعراء اسلام نے اپنے کلام، بیان سے ملت کے عروقِ مردہ میں جان ڈال دی، حضرت اکبر الہ آبادی رحمہ اللہ، حضرت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ، حضرت قمر علی خان رحمہ اللہ اور حضرت حفیظ جالندھری رحمہ اللہ جیسے ملی شاعروں کا نام آفتابِ نیروز کی طرح روشن ہے۔

آج بھی غیر مذہبی تمدن عام ہے۔ انگریز جانے کے باوجود ہمارے فکر و شعور میں پروان چڑھ رہا ہے۔ نئی نسل اس کی عادات و خصائل کی دلدادہ نظر آتی ہے۔ اس کی تہذیب کے گہرے اثرات لوگوں کی روحِ دل پر نقش ہو رہے ہیں۔ افسوس اسلام، اپنے چھین اسلامی ملکوں میں ایک پر دہی کی زندگی گزار رہا

ہے۔ بڑے بڑے مذہبی گھرانوں کی اولاد بے راہروی کا شکار ہو رہی ہے، دنیا داروں کا ذکر ہی کیا؟
ان حالات سے قادیانی رہزن خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، کاش ٹی وی کے ہوش رہا مناظر
جان چھڑا کر کوئی ان ملی شاعروں کے کلام و بیان سے روشنی مانگے، ہم کتنی عجیب بات لکھ رہے ہیں علم
کے پاس تو قرآن پڑھنے کے لئے وقت نہیں ظفر و اقبال کے دیوان کون پڑھے، یہ پوری قوم گمراہ
فکر یہ ہے۔

اس باب میں چند شہرہ آفاق شعراء کا ایمان افروز اور شیطان سوز کلام پیش کیا جاتا ہے، شاید
دلوں سے نکلنے والی کوئی آواز، کسی کے مضرب دل پہ ٹھوکر لگا کر سوائے ہوئے نعمات جاں کو بیدار کر دے
اور اس میں احساس زیاں کی کسک نمودار ہو جائے۔ اس باب میں ان اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں
حضور ﷺ کی ختم نبوت کا بالخصوص ذکر پاک موجود ہے۔ چند بزرگ صوفیہ کا کلام بھی اس موضوع
شامل تحریر ہے۔ پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت امام زین العابدینؑ

قرآنہ برہاننا فسحا لادیان مضت
اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم
ان کا قرآن ہمارے لئے دلیل کا حل ہے۔ جس نے سابقہ ادیان کو منسوخ کر دیا۔ اس
کے احکام آئے تو پچھلے صحائف معدوم ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ

سب سے اوّلیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
مجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
قرون بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

علامہ محمد اقبال:

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لئے مہمیز
اس کے نفس کرم کی تاثیر ہے ایسی ہو جاتی ہے خاک چمنستان شرّ آمیز
اس مرد خود آگاہ و خدا مست کی صحبت دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پردیز

مکالم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

مولانا ظفر علی خان:

اکملت لکم پڑھ کے زبان عربی میں ظلی و بروزی کی نبوت کو مٹا دوں
ہے جن کو محمد کی مسادات کا دعویٰ مہوہ جہنم کی وعید ان کو سنا دوں
کچھ فرق بروز اور تاسخ میں نہیں ہے انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرادوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

اکبر الہ آبادی:

ابھرے ہیں عیب ان کے اور خوبیاں دہلی ہیں
بے دین اگر نہیں ہیں تو شیخ جی غبی ہیں
اپنی ہوس کے آگے ملت کو چھوڑ بھاگے
اور کہہ دیا کہ ہم تو اس عہد کے نبی ہیں

جناب شورش کاشمیری:

طاعت رب العلیٰ عشق محمد مصطفیٰ رہو ان دین پیغمبر کی بنیادیں ہیں دو
نیسوا کا عارض گلگوں ہے زعم سلطنت دامن فرمان روائی خون ناحق سے نہ دو
سید الکونین کی پہنکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوت کا تصور گوگو

جناب علی اصغر چشتی:

آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا ابلیس کے پھندے میں گرفتار ہے مرزا
فرعون کو جس نفس نے دریا میں ڈبوایا اس نفس خبیثہ کا پرستار ہے مرزا
شیطان کی غلامی میں ملی جس کو نبوت رسوائے زمانہ وہ سید کار ہے مرزا
گر گھٹ کی طرح رنگ بدلنا پڑا جس کو پھر بھی رہا ناکام وہ مکار ہے مرزا
ساقی نے دیئے جام جو چشتی کو مسلسل
پی پی کے کہا اس نے کہ مردار ہے مرزا

جناب منتظر درانی:

وہ کاذب ہے کذب ہے جھوٹا نبی ہے وہ جھوٹا ہے مہدی وہ شیطان جلی ہے
کبھی ہے بروزی کبھی ہے وہ ظلی حقیقت میں انگریز کا ہے مصلی
مسلمہ طحہ کا ہے وہ برادر وہ دریائے کذب و ریا کا شادور
وہ بیگم حمی پہ مرتا رہا ہے سدا اس کی فرقت میں جلتا رہا ہے
فقط لٹی لٹی ہے پیغام اس کا جہنم کے ماتھے پہ ہے نام اس کا

جناب عارف صحرائی:

پالا پڑا ہے قتل سے امت کو جس قدر
دیں کے خلاف برپا کیا سب ہی نے غدر
اس حد تک نہ کوئی بھی بڑھ پایا آج تک
قتل ہے قادیان کا سب سے عجیب تر
برطانوی نبی تیری پرواز خوب ہے
دیں میں نقب لگائی ہے ایمان لوٹ کر
الحاد کی بنیاد کو ڈھانے کا عزم ہے ربوہ و قادیان ہو یا ہو کوئی نگر

جناب ناشر حجازی:

ترے ہی واسطے حق نے کئے ہیں بحر و بر پیدا
ستارے اور قمر پیدا، گلستاں اور شجر پیدا
فدا ہے جان میری عظمت ختم نبوت پر
کچل دوں گا خلاف اس کے، کہیں ہو قتل گر پیدا
کیا انگریز نے تھا دامن ملت کو صد پارہ
خدا کے فضل سے اب ہو رہے ہیں بخیر گر پیدا
شہیدان وفا کا خون ضائع ہو نہیں سکتا
کہ ملت کے صدف میں ہو رہے ہیں پھر گھر پیدا

جناب فیروز فتح آبادی:

نبی کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے
سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے
ڈراتا ہے ہمیں دار و رسن سے کیوں ارے نادان
نبی کے عشق میں سولی پہ چڑھنا عین ایمان ہے
جو قتلہ ملت بیضا کی بنیادوں سے کھرائے
میرے نزدیک اس کا سر کھلنا عین ایمان ہے
چلا ہوں سوئے مقتل پھر لگائے جان کی بازی
تقاضے مسکراتے کھیل جانا عین ایمان ہے

جناب ازہر درانی:

حشر تک ماتم کر گئی زمین قادیان کیوں لیا تو نے جہنم اس پر لعین قادیان
قتلہ دجال جس کی تو نے رکھی تھی بنا اس کا مرن بن رہی ہے لب زمین قادیان
جاگ اٹھے ہیں پاسان دین ختم المرسلین
اب منا کر چین لیں گے جگ سے دین قادیان

جناب مظفر وارثی:

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی
مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے مسلمان نہیں ہیں
تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی
مرعوب کسی دعوے سے ہوتا نہیں قانون
انصاف کی آواز میں لکنت نہیں ہوتی
چپ رہتا مظفر تو گنہگار ٹھہرتا
سچ کہنے سے تو بین عدالت نہیں ہوتی

مولانا نظامی گندجوی:

کشت نیا کہ علم پیش برو ختم نبوت محمد سپرد

پروفیسر محمد حسین آسی:

شاہ کونین شہنشاہ رسالت بھی ہیں
فاتح و خاتم ادوار نبوت بھی ہیں
نائب حضرت حق، مالک دین و دنیا
خازن قاسم ہر دولت و نعمت بھی ہیں
وجہ تخلیق ہیں یہ خواجہ لولاک لما
جان مخلوق بھی ہیں، شان ہدایت بھی ہیں
ان کے دربار سے کوئی نہیں خالی پھرتا
مرجع خلق بھی، معیار بھی، رحمت بھی ہیں

غلام مصطفیٰ مجددی:

نبی اعظم، رسول آخر محمد، احمد، شفیع و حاشر
تمام جس پر ہوئی نبوت وہ خاتمیت کا کنز ظاہر
وہ آئینہ جمال مولا وہ جلوۂ اختیار قادر
جو مگر ختم مرسلین ہے جہان محشر میں ہوگا خاسر
مجھے لحد کی سزا کا غم کیا میرا نبی ہے جو میرا ناصر
اسی کی آمد کے منتظر تھے قیام ہستی کے سب مظاہر
اسی کی خوشبو سے کھل رہے ہیں زمانے بھر کے حسین مناظر
وہ جس کے نطق و بیاں سے سبے یہودی، کاہن، مجوسی، ساحر
غلام کیوں کر بیاں کریں گے

شائے خواجہ ہے حد سے باہر

میاں محمد بخش جھلسی:

نور محمد روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا
موسیٰ خضر نقیب انہا ندے اگے بھجن راہی
اول آخر، دویں پاسے اوہو مل کھلا
اوہ سلطان محمد والی مرسل ہو رہا

جناب ماهر القادری:

رسول محمدی کہئے محمد مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اسکے بعد کیا کہئے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے
محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا
اسی کو ابتدا کہئے اسی کو انتہا کہئے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم:

رخشدہ ترے حسن سے زخار یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایمان کی جبین ہے
چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتم دوراں کا درخشدہ نکلیں ہے

جناب جلیل نقوی:

میری جانب بھی ہواک نگاہ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نور ازل، آپ شمع حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء
اے رسول خدا، خاتم الانبیاء
رہبر حق نما، خاتم الانبیاء

خواجہ غلام دستگیر قصوری:

مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر
بے بدل، خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں؟ آپ کی کتاب
”تقدیس الوکیل“ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فقہ مرزائیت کی تردید میں
بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی، جس کا جواب مرزائی حلقے آج تک
نہیں دے سکے۔

تحفظ ختم نبوت کی قانونی جنگ کے مجاہد اول حضرت امام احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ

بابائے غلط بیانی مرزا غلام قادیانی آنجنابی کے دعوائے نبوت کے ساتھ ہی اہل اسلام نے اس شدید زبانی و قلمی رد شروع کر دیا تھا اور اس عمل میں تمام چھوٹے بڑے مسلم رہنما شامل تھے خاص طور پر بدیش میں امام احمد رضا اور ان کے بڑے بیٹے مولانا حامد رضا، مشرقی پنجاب میں مولانا نواب الدین رضا اسی مغربی پنجاب میں مولانا غلام قادیانی بھیروی اور شمالی پنجاب میں سید سید علی شاہ گولڑوی۔ قیام پاکستان سے قبل یہ نظریاتی جنگ مناظروں کتابوں رسائل اور اخبارات کے محاذ پر لڑی رہی تھی۔ حضرت امام احمد سعید کاظمی امروہہ سے پڑھ کر نئے نئے فارغ ہوئے تھے اور اسلام کے یہ مبلغ تھے اس دور میں آپ ایک ہندو پنڈت سے ”سات جنم“ کے موضوع پر مناظرہ جیت کر شہرت حاصل کر چکے تھے۔ ایک روز آپ قادیان جا پہنچے اور قادیانیوں کے مبلغین سے مناظرہ کر کے انہیں ان کے مین شکست سے دوچار فرمایا۔

قیام پاکستان کے بعد قانونی محاذ پر تحفظ ختم نبوت کی جنگ حضرت امام احمد سعید کاظمی نے شروع کی۔ جبکہ آپ پاکستان مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ 1952ء کو مسلم لیگ صوبہ کونسل کے اجلاس میں آپ نے یہ مسئلہ اٹھایا اور بڑی شدت و یکساہت یہ قرارداد منظور کرائی کہ قادیانیوں کا فرم نہ قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

یہی وہ نقطہ آغاز تھا جس کی بناء پر اہل سیاست و حکومت تک یہ موثر آواز پہنچی اور بالآخر 22 سال کی جدوجہد کے بعد 1974ء میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے کافر اور مرتد قرار دیا۔ قومی اسمبلی میں یہ تحریک مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے پیش کی اور ہماری اکثریت سے منظور کرائی۔ البتہ غلام غوث ہزاروی اور عبدالحق (جمعیت علمائے اسلام) نے اس قرارداد کی تائید و حمایت نہ کی۔

خانوال کے مولانا محمد حنیف اختر اپنی کتاب ”گلدستہ نقاری“ مطبوعہ اولیس بک سنال میں لکھتے ہیں۔

”جسٹس منیر اکوڑی رپورٹ صفحہ 97 میں تحریر موجود ہے کہ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلی قرارداد مسلم کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب نے پیش کی تھی۔“

1952ء میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ اجلاس میں آپ نے جو قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد میں مسلم لیگی اکابرین سے کہا گیا تھا کہ وہ قادیانیت کے مضمرات اور ان کی اسلام دشمن کاوشوں سے باخبر رہیں اور انگریز کے پیدا کئے ہوئے اس فتنے کے استحصال کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ کرنا ہے تو ہمیں عظمت رسول ﷺ کو ہر پہلو سے مقدم رکھنا ہوگا۔ ”اسلام“ حضرت ﷺ کی ذات اقدس سے عبارت ہے اور آپ کی ختم نبوت کا مسئلہ حل کے بغیر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ممکن نہیں ہے۔

1953ء میں سیالکوٹ کے ایک مضافاتی علاقے ”ملکے کلاں“ میں مرزائیوں کا کافی زور تھا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ علاقہ مرزائی اسٹیٹ بنا ہوا تھا اور یہاں پر مرزا قادیانی کو ”حضرت صاحب“ کے علاوہ پکارنا جرم تھا۔

حضور غزالی زماں کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے اس علاقہ کی ایک چھوٹی سی مسجد میں ”جلسہ ختم نبوت“ رکھوایا جس میں خطاب کرنے کے لئے آپ خود تشریف لے گئے۔ جلسہ میں مقامی علماء میں سے ایک مولانا صاحب نے تقریر شروع کی تو ایک مرزائی چودھری ریو اور اٹھائے جلسہ کا پہنچ گیا اور ریو اور تان کر کہا۔ مولوی صاحب جو تقریر کرنا چاہو کر لو لیکن ہمارے ”حضرت صاحب“ کے خلاف کوئی بات نہ کرنا ورنہ تمہارا سیدہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ وہ مرزائی چودھری علاقے میں ایک مشہور بد معاش کے طور پر مانا جاتا تھا۔ اس نے جب بھرے مجمع میں یہ دھمکی دی تو تقریر کرنے والے مولانا صاحب کی قوت گویائی جواب دے گئی اور وہ ادھر ادھر کی باتوں سے مجمع کو بہلانے لگا۔

حضور غزالی زماں نے جب یہ منظر دیکھا تو برداشت نہ کر سکے اور مولانا کی تقریر بند کر کے خود اسٹیج پر تشریف لائے اور مختصر عربی خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ

”مسلمانو! پورے ہوش و حواس کے ساتھ سنو۔ یہ میرے اور آپ کے ایمان کا مسئلہ ہے۔

میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو شخص بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا

دعویٰ کرے وہ کافر، مرتد اور بے ایمان ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی بھی کافر اور مرتد ہے اور جو اس کو کافر مرتد نہ سمجھے وہ بھی کافر اور قطعی کافر ہے۔ اس عقیدے کے بیان کرنے پر چودھری مجھے گولی مارنا چاہتا ہے تو احمد سعید کاظمی کا سینہ حاضر ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور فرمایا ”مار گولی“ میں دیکھتا ہوں کہ تو کتنا بہادر ہے۔ تیرا گردن تو بہت بڑا تھا تو کہاں سے بہادر نکل آیا ہے۔ تیرا مرزا غبیث انگریز کا پٹھو اور اس کا نوڈی تھا۔ تم بھی اس کے نوڈی ہو۔ انگریز کے جوتے چاٹ کر دنیا بناتے اور ایمان منواتے ہو۔“

پھر عوام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ

”کیا ہم نوڈی اور انگریزی نبی کو مانیں؟ حاضرین بولے نہیں نہیں۔“

پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور بے ایمان ہے۔ مسلمانوں اپنے ایمانوں کو بچاؤ۔

حضور امام اہلسنت کاظمی سرکار نے جس جرأت سے یہ تقریر فرمائی یہ صرف آپ ہی کی شان تھی ورنہ ایسے موقعوں پر بڑوں بڑوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ آپ جب دلائل و براہین کے ساتھ مرزائیوں پر برسنے لگے تو اس مرزائی چودھری کے ہاتھ لک گئے اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی ساری چودھراہٹ خاک میں ملا دی۔

حضرت امام کاظمی کے خطاب کی تاثیر سے کئی مرزائی آپ کے دست اقدس پر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اب اس علاقے میں کوئی مرزائی نظر نہیں آتا۔

(بھکرپور، روزنامہ نوائے وقت لاہور 8 جولائی 2008ء)

پیر ظہور شاہ سجادہ نشین جلال پور جٹاں:

پیر ظہور شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلال پور جٹاں، ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے، آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے، فقہ مرزائیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب ”قبریز دانی بر سر دجال قادیانی“ لکھی تھی۔

محمد متین خالد

قادیانیوں کی شرعی حیثیت

اور ان کا مکمل بائیکاٹ

ہمارے ہاں بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ درست ہے کہ قادیانی غیر مسلم اور کافر ہیں۔ لیکن دنیا میں غیر مسلم اور کافر تو اور بھی ہیں۔ مثلاً یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی، بہائی وغیرہ۔ لیکن صرف قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کی مہم چلائی جاتی ہے۔ آخر کیوں؟

اس سوال کا جواب عرض کرنے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ کفار کی چار مشہور اقسام ہیں۔

- 1- عام کافر: ایسا شخص جو اعلانیہ کافر ہو، اسے عام کافر یا مطلق کافر کہتے ہیں۔ اس میں یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی وغیرہ سب داخل ہیں۔ ایسے کافر کھلے عام علانیہ اپنے کفر کا اظہار کرتے ہیں۔ کفر ہر حال میں کفر ہے۔ یہ اسلام کی مکمل ضد ہے۔ دنیا کے تمام کافر اپنے کفر پر اسلام کا لبیل نہیں لگاتے۔ وہ لوگوں کے سامنے اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کرتے، بلکہ ان کے مذاہب کی اپنی الگ الگ پہچان ہے اور ان کے شعائر اور عقائد بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔

- 2- منافق: ایسا شخص جو زبان سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہتا ہے مگر اپنے دل کے اندر کفر کو چھپاتا ہے، ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ منافق کافر عام کافر سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس نے کفر اور جھوٹ کو جمع کیا۔ منافق بہت خطرناک ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی بھی وقت دھوکہ دے کر اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ معروف منافق عبد اللہ بن ابی کاردار کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

- 3- مرتد: ایسا شخص جو دین اسلام میں داخل ہو کر پھر اسے چھوڑ دے اور کفر اختیار کر لے یا کسی اور مذہب (کتابی یا غیر کتابی) میں داخل ہو جائے، اسے مرتد کہتے ہیں۔

مرتد کے بارے میں حکم ہے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام کے بارے میں اس کے ذہن میں کوئی شک وشبہ یا الجھن ہو تو اسے دور کیا جائے۔ اگر وہ نہ مانے تو اسے 3 دن تک قید میں رکھا جائے

اور ہر ممکن طریقے سے اسے سمجھایا جائے۔ اس دوران میں اگر وہ واپس اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ تمام مہذب ملکوں، حکومتوں اور قوانین میں باغی کی سزا موت ہے۔ اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے، اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے۔ لیکن اسلام نے اس میں بھی رعایت دی ہے۔ حکومتیں باغیوں کو کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں دیتیں۔ گرفتار ہونے کے بعد اگر جرم ثابت ہو جائے تو حکومت اپنے باغی کو فوری طور پر سزائے موت دے دیتی ہیں۔ وہ ہزار معافی مانگے، توبہ کرے، قسمیں اٹھائے کہ آئندہ ایسا ارتکاب نہیں کروں گا، ساری عمر حکومت کا وفادار بن کر اچھے شہری کی طرح زندگی بسر کروں گا۔ مگر حکومت ایک نہیں سنتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے۔ مگر اسلام میں اتنی رعایت ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کر لے، معافی مانگ لے تو سزا سے بچ جائے گا۔ افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا اعتراض کیا جاتا ہے۔

مرتد کے واجب القتل ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ فقہاء کے نزدیک زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر میاں بیوی علیحدگی اختیار نہ کریں اور اس دوران میں اگر کوئی اولاد پیدا ہو جائے تو وہ ولد الحرام ہوگی۔ مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے، خواہ وہ اہل کتاب کے مذہب میں داخل ہوا ہو یا کسی اور مذہب میں۔ ارتداد سے نکاح، ذبیحہ، گواہی اور وراثت وغیرہ باطل ہو جاتی ہے۔ فقہاء کے نزدیک مرتد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی لاش کو گھینٹے ہوئے کتے کی طرح کسی گھرے میں ڈال دیا جائے۔

4۔ زندیق: ایسا شخص جو بظاہر تو اسلام کو اختیار کیے ہوئے ہو لیکن باطن میں عقائد کفر رکھتا ہو اور باطل تاویلات سے انہیں عقائد اسلام قرار دیتا ہو یا اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتا ہو یا قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ یا صحابہ کرامؓ کے ارشادات کو توڑ موڑ کر باطل تاویلات کر کے اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو یا اسلام کے عقائد متواترہ میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرتا ہو یا تبدیل کرتا ہو یا شرعی اصلاحات والفاظ تو نہ بدلے لیکن ان کے اجماعی اور متفق علیہ مفہوم کو بدل دے۔ مثلاً ختم نبوت، نزول مسیح، معراج اور جہاد کا انکار تو نہ کرے لیکن ان کے اجماعی مفہوم کو بدل کر نئے مفہوم اور مطالب بیان کرے، اسے زندیق کہتے ہیں۔

زندیق کا معاملہ مرتد سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ زندیق کی توبہ قبول نہیں کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ اس کے باطن میں سازش پوشیدہ ہے، اس پر سزائے موت لازماً جاری کی جائے گی

لواہ ہزار بار توبہ کرے۔ جیسے زنا کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی بلکہ ہر حال میں اس پر سزا جاری کی جاتی ہے۔ اسی طرح زندیق کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوگی، اس پر سزائے موت لازماً جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے زندگی کے جرم کا ارتکاب کیا ہے یعنی اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں شراب حرام ہے۔ اس کا پینا، بنانا یا خرید و فروخت کرنا ممنوع ہے۔ اب کوئی شخص شراب فروخت کرتا ہے تو وہ ایک جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک دوسرا شخص شراب بیچتا ہے لیکن اس نے شراب کی بوتل پر آب زم زم کا لیبل لگایا ہوا ہے۔ اس کا یہ جرم پہلے شخص سے ہزار گنا زیادہ ناقابل معافی ہے۔ اس طرح شریعت میں خنزیر حرام اور نجس العین ہے۔ اس کا گوشت فروخت کرنا، خریدنا، کھانا قطعاً حرام ہے۔ اب اگر کوئی آدمی خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے اور صاف صاف کہتا ہے کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے، جس کو لینا ہے، لے لے، جو نہیں خریدنا چاہتا، وہ نہ لے۔ یہ شخص خنزیر کا گوشت بیچنے کا مجرم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خنزیر کے گوشت کو بکرے کا گوشت کہہ کر فروخت کرتا ہے تو اس کا جرم پہلے شخص کے جرم سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ دونوں مجرم ہیں۔ لیکن دونوں کے جرم کی نوعیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک حرام کو بیچتا ہے حرام کے نام سے جس سے کوئی دھوکہ نہیں۔ ایک حرام کو فروخت کرتا ہے حلال کے نام سے جس سے ہر شخص آسانی سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔ بالکل یہی فرق، یہودیوں، عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں کا قادیانیوں سے ہے۔ یہودی، عیسائی، سکھ اور ہندو وغیرہ اپنے کفر کو کفر کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن قادیانی اپنے کفر کو اسلام کہہ کر پیش کرتا ہے۔ لہذا اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قادیانی زندیق ہیں کیونکہ یہ لوگ بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ کا بے کراہ، ہمار، روزہ سے ظاہری وابستگی ظاہر کرتے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی لاکھ دعویٰ کرے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا بلکہ مصلح، ہادی یا امام مانتا ہے تو ایسی صورت میں بھی اسے زندیق سمجھا جائے گا کیونکہ اس نے ایک کذاب مدعی نبوت اور مفتی کو مصلح اور ہادی مانا ہے۔ فقہاء کے نزدیک جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی مدعی نبوت کو نبی، پیغمبر، مصلح، مجدد، راہبر حجتی کہ مسلمان تسلیم کرے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو خود مدعی نبوت کا ہے۔

علماء و فقہاء کے نزدیک قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں۔ شریعت میں زندیق واجب القتل ہے۔ زندیق، مرتد سے بھی زیادہ بدتر اور سنگین ہے۔ کیونکہ مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ قبول ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ مرتد کی اولاد کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ جس نے خود ارتداد اختیار کیا، وہ اصلی مرتد ہے، اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا

اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ مرتد والدین کی صلیبی اولاد والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد کہلاتی ہے، اس لئے ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ جس و ضرب کی سزا دی جائے گی۔ اہل تیسری پشت میں مرتد کی اولاد پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، بلکہ عام کافر کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی سوسلیں بھی بدل جائیں تو اس کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا۔ سادہ کافر کا حکم نہیں ہوگا، کیونکہ ان کا جو جرم ہے، یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، یہ جرم ان کی آئندہ نسلوں میں پایا جاتا ہے۔

الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، یا وہ ”پیدائشی احمدی“ ہوں یعنی قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفران کو ورثے میں ملا ہو تو ان سب کا ایک ہی کفر ہے یعنی مرتد اور زندیق کا۔ کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کا نام دتے ہیں اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہوا یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے، بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

جو شخص اسلام چھوڑ کر قادیانی مذہب اختیار کر لے، وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔
اس کی صلیبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہو۔ نہ کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔
اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے، چاہے ہزار سلیں ہوں۔ سب زندیق ہیں۔

مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے ہر قسم کے معاشی و معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کو اپنے ظاہر پر رکھنا لازم اور ضروری ہے۔ اس میں ہر تاویل، باطل ہو گی جو تاویل کرنے والے کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔ قادیانی مذہب کی تمام تر بنیاد تاویلات پر ہے۔ مرزا علی شریعتی کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ یہ گروہ باب تاویل میں باطنیہ جیسے باطل پرست فرقہ سے بھی روتم آگے ہے۔ قادیانیوں کے عقائد اور اس پر ان کی تاویلات سراسر زندقہ ہیں۔ فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھائے لیکن ضروریات دین (مثلاً عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جہاد وغیرہ) کے

خلاف عقائد رکھتا ہو تو وہ زندیق ہے۔ یا بعض ضروریات دین کی ایسی من مان تاویل کرے جو صحابہ کرام، تابعین اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہو تو ایسا شخص شریعت میں زندیق ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بے شک حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ظلی یا بروزی نبی آ سکتا ہے۔

چاروں آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ زندیق واجب القتل ہے۔ اس لیے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ ایک دفعہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کیلئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف نے خلیفہ سے کہا: ”اے امیر المومنین! دیر نہ کیجئے، تلوار منگوائے اور ابھی اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق ہے، مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ اس زندیق کا ایک لمحہ بھی زندہ رہنا اسلام کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“

(تاریخ بغداد از خطیب ابو بکر ج 14 ص 253)

امام الانبیاء، سید الکونین حضرت محمد ﷺ ”نذہ ابی وائی“ کی ختم نبوت پر غیر متزلزل اور پختہ ایمان کسی آدمی کے مومن ہونے کیلئے لازم شرط ہے۔ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریحی، غیر تشریحی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور آپ ﷺ خاتم النبیین، یعنی آخر الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد آخری نبی ماننا ضروریات دین اور عقائد اسلام میں سے ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر و ضلالت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ”عقیدہ ختم نبوت“ کہلاتا ہے۔

ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اول نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ:

”دعویٰ النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع“

”یعنی ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع امت کفر ہے۔“

مفسرین ختم نبوت قادیانیوں کے تمام عقائد و نظریات زنادقہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ صفات کی قلت کے پیش نظر ان کے صرف چند زندقہانہ عناصر درج کیے جاتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ لگالیں کہ قادیانی، دیگر کافروں سے کتنے زیادہ خطرناک اور مہلک ہیں۔

قادیانی زنادقہ نمبر 1: مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ)

قادیانیوں کا سب سے بڑا زندقہ عقیدہ یہ ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی بذات خود محمد رسول اللہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس سلسلہ میں مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے:

”پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ دئی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رجاء پیغم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)

”میں آدم ہوں میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔“

(تمتہ حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کے دعویٰ ”محمد رسول اللہ“ کی تشریح ان الفاظ میں کرتا ہے:

”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم ﷺ میں کوئی

دوئی (فرق) باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود

مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صارو جودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث

میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن

کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی

کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں

آئے گا تا کہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و

دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام

حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی

شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارنا کہ اپنے وعدہ کو پورا

کرے جو اس نے آخرین منهم لما یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 104، 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو

کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ ﷺ کے تمام کمالات کو

حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ غلطی نبی کہلائے پس غلطی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو

پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو پہ پہلو لا

کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ

سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صارو جودی وجودہ نیز من فرق بنی و بین

المصطفیٰ فاعرفنی و ماری اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم

النبین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منضم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود

خود محمد ﷺ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے

ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد ﷺ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت

پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

گویا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے معانی قادیانیوں کے نزدیک ”لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ“

ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے۔ لہذا ہم

مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مان کر یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی کا ایک خاص مرید قاضی ظہور الدین اکمل مرزا قادیانی کی شان میں ایک نظم لکھتے

ہوئے اپنا یہ عقیدہ اس طرح واضح کرتا ہے۔

غلام احمد ہے عرش رب اکرم

مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق

شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

جب اس دلخراش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو قادیانی قیادت نے جلتی پر تیل کی طرح جو جواب دیا وہ نہایت افسوسناک ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ وہ نظم ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی۔ پس حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت دے۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء ص 4)

قادیانیوں سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، امت مسلمہ کے منبرین، محدثین، بزرگان دین، اکابرین بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قادیان میں دوبارہ مبعوث کرے گا؟ (نعوذ باللہ)

اس زندیقانہ عقیدہ کے باوجود قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس کفریہ عقیدہ کو عین اسلام کہتے ہیں۔ اس عقیدہ کے نہ ماننے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ گویا اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ تسلیم نہ کرے یا کلمہ طیبہ میں ”محمد رسول اللہ“ سے مراد مرزا قادیانی نہ لے تو وہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ اس سے بڑا بھیانک جرم اور کیا ہو سکتا ہے؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانی اپنے اس عقیدہ کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ مکر و تحریر کے ذریعے اپنے اس زندیقانہ عقیدہ کی بھرپور تشہیر کرتے ہیں اور اگر انہیں منع کیا جائے تو وہ مظالم بن جاتے ہیں اور پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق زندگی بسر کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ حقوق انسانی کی خلاف ورزی اور آزادی اظہار پر قدغن ہے۔ سوچنا چاہیے کہ یہ کیسی آزادی ہے کہ جس سے اکثریت کی دل آزاری ہوتی ہو، بلاشبہ اس عقیدہ کی بناء پر ہر قادیانی زندیق ہے کہ وہ اپنے کفر کو اسلام کہتا اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

قادیانی زندیقہ نمبر 2: حضور نبی کریم ﷺ کی توہین

قادیانیوں کا عقیدہ ہے: ”آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کا پتیرا لیتے تھے حالانکہ مشہور یہ تھا کہ سورگی چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5، جلد 10، 17 جولائی 1922ء)

قادیانی کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی شخصیت تمام انبیاء کرام بشمول حضرت محمد ﷺ کا مجموعہ ہے۔ (حقیقت الوحی ص 73 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 76 از مرزا قادیانی)

قارئین کرام! آپ خود فیصلہ کریں کہ ایسے گستاخانہ اور زہریلے عقائد رکھنے والا کتنا بڑا بھیانک کافر ہوگا۔ راجپال، سلمان رشدی اور قادیانیوں میں کیا فرق باقی رہ گیا ہے؟ ظلم یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کو اسلام کہتے ہیں۔ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص تنقید کرے کہ آپ شان رسالت ﷺ میں توہین کے مرتکب ہوئے ہیں تو قادیانی ایسے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس کو زندیقہ کہتے ہیں۔ قادیانی زندیقہ نمبر 3: نبوت جاری ہے۔

قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے۔ وہ مسلمانوں کے اس اہم عقیدہ کو مردہ یعنی، شیطانی اور قابل نفرت عقیدہ کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

(ملفوظات ج 10 ص 127 از مرزا قادیانی، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 139، 138، 183 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 354، 306 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ”مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 56، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 161 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ پانخانوں کی نجاست اٹھائیو الاچو ہرا بھنگی جو چور ہو، زانی ہو، جیل میں قید بھی رہ چکا ہو۔ اس کی ماں، دادیاں اور نانیاں بھی ایسے ہی نجس کاموں میں مشغول رہی ہوں، وہ مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہوں، اگر مسلمان ہو جائیں تو وہ نبی اور رسول بن سکتے ہیں۔

(ترقیات القلوب ص 152 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 279-280 از مرزا قادیانی)

قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں مختلف زندیقانہ تاویلات کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی

نبیوں کی مہر ہے۔ یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عطا کرتے تھے لیکن اب حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت نبوت ملے گی۔ یعنی جو شخص آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کرے گا، آپ ﷺ اس پر مہر لگا دیں گے اور وہ نبی بن جائے گا۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے پہلوں کیلئے آخری ہیں، آئندہ آنے والے نبیوں کے لئے نہیں۔ کبھی کہتے ہیں: ”نبوت کسی ہے، وہی نہیں“۔ یعنی ہر شخص اپنی محنت و کوشش اور یا مسند و مجاہدات سے نبی بن سکتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبوت بھی ایک نعمت ہے، امت محمدیہ اس سے کیوں محروم ہوگئی ہے؟ اسے ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔

ان کفریہ عقائد کے باوجود قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ان عقائد کے نہ ماننے والوں کو کافر اسے کہتے ہیں زنادقہ یعنی نام اسلام کا لیتے ہیں لیکن اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ کس قدر ظلم اور نا انصافی کی بات ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں تو اتر کے ساتھ رہا اس متفقہ اور غیر متزلزل عقیدہ کے ماننے والوں کو کافر کہا جا رہا ہے۔

قادیانی زنادقہ نمبر 4: قرآن مجید مرزا قادیانی پر نازل ہوا۔

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید، مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے: ”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 173 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 77 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

وہ مزید کہتا ہے: ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 19، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ مکہ، مدینہ

قادیان۔ (ازالہ اوہام ص 40 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 140 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی آیات میں تحریف بھی کی۔ صرف ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

”انا انزلناه قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناه وبالحق نزل صدق اللہ و

رسولہ۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہیں۔ اب ان آیات کے مصداق حضرت محمد ﷺ نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ (نعمو باللہ)

”انا اعطینک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانک هو الابر۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 73 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”ورفعنا لک ذکرک۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 74 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”تبت یدا ابی لہب و تب۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 198 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 73 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 398 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 64 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

اسے کہتے ہیں زنادقہ۔ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیات حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہیں۔ مگر قادیانی کہتے ہیں کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہیں (نعمو باللہ) اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات انجہانی مرزا قادیانی پر نازل نہیں ہوئیں تو قادیانیوں کے نزدیک ایسا شخص کافر اور مرتد ہے اور یہ ہے زنادقہ جس کا مرتکب ہر قادیانی ہے۔

قادیانی زنادقہ نمبر 5: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے، بدزبانی اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ انہوں نے انجیل چر کر لکھی۔ ان کا کوئی معجزہ نہیں بلکہ معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم حاشیہ ص 5، 6، 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 289 تا 291 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

(کشتی نوح ص 73 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 71 مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تانیاں زنا کار اور کبھی نہیں آپ کجریوں سے محبت کرتے تھے۔

(انجام آقہم حاشیہ ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 291 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مریم نے ناجائز حمل کی وجہ سے یوسف نجارتی ایک شخص سے نکاح کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اپنی والدہ حضرت مریم علیہم السلام کے نکاح کے دو ماہ بعد پیدا ہوئے۔

(کشتی نوح ص 20 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 18، چشمہ مسیح ص 24 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 355، 356 از مرزا قادیانی)

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کا خاص انتخاب ہوتے ہیں۔ وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی شان اقدس میں معمولی سی بھی گستاخی ایک شخص کو ازہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کئی آیات نازل ہوئی ہیں۔ لیکن آنجنابی مرزا قادیانی نے آپ کے متعلق جو بازاری زبان استعمال کی ہے، وہ قابل صد نفرت ہے۔ افسوس! ہر قادیانی اپنے گرومرزا قادیانی کی اتباع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی گستاخانہ عقائد رکھتا ہے، اس کی تشہیر کرتا ہے اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنے مذہب کو اسلام اور خود کو مسلمان کہتا ہے۔ اسے کہتے ہیں زندقہ۔

قادیانی زنادقہ نمبر 6: دیگر مقدس ہستیوں و مقامات کی توہین

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ساتھی صحابہ کرام ہیں۔

(سیرت المہدی ج 3 ص 128 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی ام المومنین ہے۔

(ملفوظات احمدیہ ج اول ص 555 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔

(درمبین ص 45 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی 100 امام حسینؑ کے برابر ہے۔

(نزل المسح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ اب جو جہاد کرتا ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔

(تختہ گولڑیہ فیہ ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 77، 78 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان (مرزا قادیانی کی جنم بھومی) جانے پر حج سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص 352 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 352 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت (انگریز) کی جس نے امن قائم کیا ہوا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں قادیانیوں کو پناہ دی، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

مسجد اقصیٰ امت مسلمہ کا قبلہ اول ہے۔ یہ حضور سرور کائنات ﷺ کے سفر معراج کی پہلی منزل تھی۔

یہاں تمام انبیاء کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں یہاں سے عفت افلاک طے کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ جبکہ آنجنابی مرزا قادیانی مسجد اقصیٰ کے بارے میں کہتا ہے:

”والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان“۔

مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جسے قادیان میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بنایا۔

(خطبہ الہامیہ ص 25 مندرجہ روحانی خزائن ج 16 ص 25 از مرزا قادیانی)

”معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے، وہ مسجد اقصیٰ

یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا

ہے۔“ (خطبہ الہامیہ ص 22 مندرجہ روحانی خزائن ج 16 ص 22 از مرزا قادیانی)

مندرجہ بالا قادیانی عقائد اس قدر گستاخانہ اور دل آزار ہیں کہ یہ ہر مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہیں لیکن افسوس قادیانی ان عقائد کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ وہ ان عقائد کو اسلامی عقائد کا نام دیتے ہیں، اسے کہتے ہیں زندقہ۔

قادیانی اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے آنے کے بعد دنیا میں موجود ایک ارب بیس کروڑ مسلمان کافر ہو گئے کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ حتیٰ کہ جنہوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا، وہ بھی مسلمان نہیں رہے۔ گویا مسلمانوں کی تعداد سوا ارب سے کم ہو کر ہزاروں میں رہ گئی۔ اب قادیانیوں/مرزائیوں کے نزدیک مسلمان ہونے کیلئے مرزا قادیانی کو ماننا لازم ہے، اگر کوئی شخص حضور ختم النبیین حضرت محمد ﷺ کی سچی اطاعت میں ساری زندگی گزار دے مگر مرزا

قادیانی کو نہ مانے تو اس کی نجات ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة و المودة ينفع من معارفها و يقبلنى و يصدق دعوى الا فرية البغايا“۔

ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کجخیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 548, 547 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 548, 547 از مرزا قادیانی) ”دشمن ہمارے بیٹوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدی ص 53 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 53 از مرزا قادیانی)

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلمۃ الفضل ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(آئینہ صداقت ص 35 مندرجہ انوار العلوم ج 6 ص 110 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی) بقول مرزا قادیانی اسے الہام ہوا کہ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کر رہا ہے اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کے ان زندیقانہ عقائد کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (3) 260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا

تاریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کیلئے بلایا۔ اسمبلی میں اس کے بیان کے بعد حکومت کی طرف سے انارنی جنرل جناب یحییٰ مختیار نے قادیانی عقائد کے حوالے سے اس پر جرح کی جس کے جواب میں مرزا ناصر نے نہ صرف مذکورہ بالا تمام عقائد و نظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ باطل تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی، پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت، پارلیمنٹ یا کوئی اور ادارہ انہیں ان کے عقائد کی بناء پر غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا بلکہ انہوں کو کافر اور خود کو مسلمان کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم نہیں کرتے، اسے کہتے ہیں زندق۔

قادیانی پوری دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں آزادی اظہار نہیں ہے۔ وہ کبھی اقوام متحدہ سے اپیلیں کرتے ہیں، کبھی یہودیوں اور عیسائیوں سے دباؤ ڈالتے ہیں۔ حالانکہ ہم بڑی سادی سی جائز بات کہتے ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہ کہو۔ کلمہ طیبہ مسلمانوں کا ہے۔ تم اس پر قبضہ نہ کرو یعنی شراب پر زہم کا لیبل نہ لگاؤ، کتے اور خنزیر کا گوشت حلال ذبیحہ کے نام پر فروخت نہ کرو۔ اپنے کفر اور زندقہ کو اسلام نہ کہو۔ لیکن قادیانی اس سے باز نہیں آتے بلکہ اپنے کفریہ عقائد و نظریات کی بھرپور تبلیغ و تشہیر کرتے ہیں۔

قادیانی کا نبی الگ، قرآن الگ، شریعت الگ، کلمہ الگ، امت الگ ہے۔ اس سلسلہ میں قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا اعتراضی بیان ملاحظہ فرمائیں۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

اس کے باوجود قادیانی اپنے مذہب کو اسلام کہتے ہیں اور ہمارے دین کا نام کفر رکھتے ہیں یعنی مرزا قادیانی کا دین اسلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دین کفر۔ کیسی عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا دین اسلام اور اس کے ماننے والے مسلمان، مرزا قادیانی کی آمد کے بعد

حضور نبی کریم ﷺ کا دین کفر اور اس کے ماننے والے کافر۔ (نعوذ باللہ) اس لحاظ سے مرزا قادیانی کے دو جرم ہوئے۔ ایک یہ کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اپنا الگ مذہب بنایا اور اس کا نام اسلام رکھا۔ دوسرا یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے دین اسلام کو کفر کہا۔

قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور اس کی توہین سے روکنے کیلئے 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو وفاقی شرعی عدالت لاہور ہائی کورٹ، کوسٹ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بالآخر قادیانیوں نے پوری تیاری کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں اطراف سے دلائل وبراہین دیے گئے۔ اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کئے گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ کے یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے مفتی صاحبان نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان نے جب قادیانی عقائد پر نظر دوڑائی تو وہ لرز کر رہ گئے۔ فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 اور C-298 کے تحت سزائے موت کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلاتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ہم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں جس سے بعض اوقات لامحالہ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ خود سپریم کورٹ کے فل بچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا: ”ہر مسلمان کیلئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (صحیح بخاری، ”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی

مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیچ یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1817 scmr 1993ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کیلئے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کیلئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

☆ جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری صاحب

☆ جناب جسٹس محمد افضل لون صاحب

☆ جناب جسٹس سلیم اختر صاحب

☆ جناب جسٹس ولی محمد خان صاحب

(تعمیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

اسلامی شریعت اور قانون نہ ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانی زندیقوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ کافروں سے بائیکاٹ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لا يتخذ المومنون الكافرين اولياء من دون المومنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء

(آل عمران: 28)

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں (یہودیوں، عیسائیوں، قادیانیوں) کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں۔
لا تعبد قوما يومنون بالله واليوم الآخر يوادون من هاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشيرتهم

(مجادلہ: 22)

اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ کے ہی کیوں نہ ہوں؟

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالموودة وقد كفروا بما جاءكم من الحق۔

(ممتحنہ: 1)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے۔ کفر کرتے ہیں۔
يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا بآءكم و إخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظالمون۔

(التوبہ: 23)

اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا، وہ پورا ظالم ہے۔
حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں بڑے کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جن کو تم نے نہ سنا ہوگا، نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور

رہنا (یاد رہے) وہ تم سے دور رہیں، وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈالیں۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ 10)

امام ابن قدامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرتد کو توبہ کی ترغیب دی جائے گی لیکن زندیق کو توبہ کی ترغیب نہیں دی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جو عیسائی ہو گیا آپ نے اسے توبہ کرنے کیلئے کہا، اس نے انکار کر دیا جس پر اس کی گردن اڑادی گئی۔ ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا جو نمازیں تو پڑھتے تھے لیکن زندیق تھے جس کی عادل گواہوں نے شہادت بھی دی۔ انہوں نے بے دینی سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا دین تو صرف اسلام ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا اور ان کی گردن اڑادی۔ پھر آپ نے فرمایا

”تمہیں معلوم ہے کہ میں نے نصرانی کو کیوں توبہ کی ترغیب دی تھی؟ میں نے اس لیے ایسا کیا تھا کہ اس نے اپنے دین کا اظہار کر دیا تھا، لیکن زندیقوں کا یہ نولہ جس کے خلاف ثبوت بھی مہیا ہو گئے تھے، اسے میں نے اس لیے قتل کر دیا کہ یہ اپنے کفر کو کفر کہنے سے انکاری تھے، حالانکہ ان کے خلاف گواہی قائم ہو چکی تھی۔“

(المغنی ابن قدامہ 141/8)

قادیانی / مرزائی اسلام کے باغی ہیں اور دنیا کا اصول ہے کہ باغیوں سے کسی قسم کے کوئی تعلقات نہیں رکھے جاتے بلکہ باغیوں سے تعلق رکھنے والا بھی باغی تصور کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں سے کوئی تعلق رکھنا بالواسطہ ان کے زندیقانہ عقائد کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر حدیث رسول ﷺ ”من بدل دینہ فاقطعوا“ کے مطابق شرعی تعزیر نافذ کر کے اس فتنہ کا قلع قمع کرے اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال نے فرمایا تھا: ”قادیانیت، یہودیت کا چہرہ ہے۔“
قادیانی، اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔“ لہذا مسلمانوں کو ان سے کسی بھی قسم کی روداری برتنے قطعاً طور پر حرام ہے کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ حقیقت میں ان کا مقصد حیات و وفات مسیح یا آمد مہدی کا موضوع چھیڑ کر آنجنابی مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کو تسلیم کروانا ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، سلام و کلام، میل جول، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، شادی غمی میں شرکت کرنا یا کرنا، ہر طرح کے معاشی، معاشرتی، سیاسی تعلقات رکھنا قطعاً حرام ہے۔ ان سے تجارت، لین دین، خرید و فروخت، ان کے سکولوں، ہوٹلوں، ریستورانوں اور ہسپتالوں میں جانا حرام ہے۔ ان کا جنازہ جائز نہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت نہیں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ دنیا کی عارضی

زندگی میں کافر و مسلمان کو اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے۔ کسی قادیانی کو لڑکی دینا یا لینا حرام ہے۔ اس سے ایک مسلمان دائرہ اسلام خارج ہو جاتا ہے۔ کسی قادیانی کا ذبیحہ حلال اور جائز نہیں بلکہ حرام اور مردار ہے۔ اے شیخ ختم نبوت ﷺ کے پر وانو! آؤ ہم بھی اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں، کیا ہمارے قادیانیوں کے ساتھ معاشی اور معاشرتی تعلقات تو نہیں؟ کیا ہمارا کوئی دوست مرزائی تو نہیں؟ کیا ہم قادیانیوں کے ساتھ کھاتے پیتے تو نہیں؟ کیا ہمارا کسی قادیانی کے ساتھ کوئی کاروبار تو نہیں؟ کیا ہم قادیانیوں کی مصنوعات مثلاً شیزان وغیرہ کا استعمال تو نہیں کرتے؟ کیا ہم قادیانیوں کے بیاہ شادیوں و دیگر تقریبات میں شریک تو نہیں ہوتے یا انہیں اپنے ہاں مدعو تو نہیں کرتے؟ کیا وہ ہمارے کسی عزیز کی نماز جنازہ تو نہیں پڑھتے اور اپنے کسی مردے کو ہمارے قبرستان میں دفن تو نہیں کرتے؟ اگر ایسا ہے تو ہم سوچئے! کیا ہم مسلمان ہیں؟ کیا ہم نبی آخر الزماں ﷺ کے امتی ہیں؟ کیا ہمیں بروز عشر شفاعت اور ﷺ نصیب ہوگی؟ خدا را غور کیجئے اور فکر کیجئے! سیدنا حضرت علی کا ارشاد ہے: ”ایک گھڑی کا فکر زندگی بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔“

قادیانی اسلامی شعار کو مخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے اور مارا آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہیں۔ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دانیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ ہر سطح پر مسلمانوں کو جانی و مالی ہر طرح کا نقصان پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رواداری کی اجازت ان کافروں سے ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں۔ قادیانی اپنی شرانگیزیوں کے باعث اس زمرے میں نہیں آتے۔ اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ اس فتنہ کا مکمل قلع قمع کرے اور اگر حکومت یہ فریضہ سرانجام نہ دے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کا مکمل سماجی و معاشی مقاطعہ اور بایکات کریں۔ اگر وہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے ان کے بایکات ایسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے مجرم ہوں گے۔ بایکات کے سلسلہ میں سیرت کی کتابوں سے ہمیں ایک ایسا اہم واقعہ ملتا ہے کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے تین کبار صحابہ حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی نفرت کی پاداش میں ان کے بایکات کا حکم دیا۔ فرمایا: لا تجالسوہم ولا تکلموہم نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے بات چیت کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (سورۃ نبوۃ: 102، 103) کے ذریعے ان کی برأت کا اعلان کیا گیا۔ سوچنا چاہیے کہ اگر صحابہ کرام کا بایکات ہو سکتا ہے تو زندیق قادیانیوں کا بایکات

کیوں نہیں؟

ہر زمانہ کے مسلمان اسی بایکات کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بایکات کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بایکات کرتے تھے۔ (شرح مشکوٰۃ، جلد 10 ص 290) یہ بایکات قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پروا نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے، وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں، اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلد کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔ (زاد المعاد علی الزرقانی، ج نمبر 4 ص 205)

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ عمار بن یاسر نے ”خلق“ (زعفران) لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ غور فرمائیے کہ معمولی خلاف سنت بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام و کلام اور لین دین کی اجازت کب ہو سکتی ہے؟ کافروں سے بایکات کے سلسلہ میں سیرت کی کتابوں میں ہمیں کئی ایک واقعات ملتے ہیں لیکن ذیل کے ایک اہم واقعہ سے ہمیں نہ صرف اسلامی غیرت و حمیت کا سبق ملتا ہے بلکہ ان کافروں سے جو ہمارے نہایت قریبی رشتہ دار ہیں، مکمل بایکات کا طریقہ بھی۔

قرآن پاک کی رو سے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات درجہ میں امت کی جملہ خواتین سے بلند تر ہیں۔ آیہ تطہیر النبی کی شان میں ہے، اسی نسبت سے انہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔ قرآن ہی کی رو سے وہ امت کی مائیں ہیں۔ ماؤں کی طرح نہیں فرمایا، بلکہ مائیں فرمایا:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا۔ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں نے بخت کے ابتدائی دور میں اکٹھے اسلام قبول کیا۔ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر خاوند مرتد ہو گیا اور اسی حالت ارتداد میں انتقال کیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیوگی کا زمانہ حبشہ ہی میں گزارا۔ حضور ﷺ نے وہیں نکاح کا پیام بھیجا اور حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائیں۔ صلح کے زمانہ میں ان

کے باپ ابوسفیان مدینہ طیبہ آئے کہ حضور ﷺ سے صلح کی مضبوطی کیلئے گفتگو کرتا تھی۔ بنی سے ملنے گئے، وہاں بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھے لگے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف ناگواری کا اظہار کیا بلکہ وہ بستر الٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی الٹ دیا۔ پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا، اس لیے لپیٹ دیا یا میں بستر کے قابل نہیں تھا؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاک اور پیارے رسول کا بستر ہے اور تم بوجہ مشرک ہونے کے ناپاک ہو۔ اس پر کیسے بٹھا سکتی ہو؟ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا کہ تم مجھ سے جدا ہونے کے بعد بری عادتوں میں مبتلا ہو گئیں۔ مگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور ﷺ کی جو عظمت تھی، اس کے لحاظ سے وہ کب اس کو گوارا کر سکتی تھیں کہ کوئی ناپاک مشرک باپ ہو یا غیر ہو، حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھ سکے۔

ہمیں تنہائی میں بیٹھ کر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیے کہ کیا ہم بھی گستاخان رسول قادیانوں کے ساتھ یہی رویہ اختیار کرتے ہیں یا اس کے برعکس؟ جو لوگ قادیانیوں سے بایکاٹ کو قلم کہتے ہیں، ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے اور ہمیں رواداری اور برداشت کا درس دیتے ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ کیا وہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ خوش اخلاق، رحم دل اور اسلام دوست ہیں۔ اگر ہم قادیانیوں کا مکمل بایکاٹ کرتے ہیں تو یہ عین اسلام کے مطابق ہے اور اگر خدا خواستہ ہم قادیانیوں کو اپنے بستر، صوفوں یا کرسیوں پر بٹھاتے ہیں تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمارے دل و دماغ اسلامی غیرت و حمیت سے کالے ہو چکے ہیں، ذلت اور بے غیرتی پوری طرح ہماری روح میں اتر چکی ہے۔ صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے کیا خوب فرمایا تھا: ”جو شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کی حفاظت نہیں کرتا، وہ اپنی ماں اور بہن کی عزت و آبرو کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا، غور کیجئے کہ کہیں ہمارا شمار ایسے لوگوں میں سے تو نہیں؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی محبت اور کافروں سے نفرت کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔ اشد علی الکفار ورحماء بینہم یعنی وہ کافروں اور دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں لیکن آپس میں رحم دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت ہی سے اللہ اور رسول ﷺ سے محبت و عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن محبوب کے دشمنوں سے بغض و عداوت نہ رکھے، وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت، محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ دھوکہ ہے، فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔ افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی کرنا، بہترین عمل ہے۔“

رسول اکرم ﷺ پر بارالہی میں یوں دعا کرتے ہیں:

”یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر۔ یا اللہ! ہم کو گمراہ اور گمراہ کر نیوالا نہ کر، یا اللہ! ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ! ہم تیری محبت کی وجہ سے، تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے، ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے، اسے قبول فرما۔“

تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا، وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔“

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا ہے:

☆ ”دو بھتیج جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع مدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی بھتیج محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل جلالہ ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔“

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر 165 جلد اول)

☆ ”تا جادہ مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔“ (مکتوب نمبر 1/165)

☆ ”کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیے اور ان بد بختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہیے۔“ (مکتوب نمبر 165)

☆ ”خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیے۔“ (مکتوب نمبر 165)

☆ ”اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو خوار و ذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے، وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔“ (مکتوب نمبر 1/163)

☆ ”رسول اکرم ﷺ شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانو الا یہی ایک راستہ ہے (کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی، عداوت رکھی جائے) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی

مشکل ہے۔“

(مکتوب نمبر 1/165)

ہر نمازی نماز تو رکی دعائیں پڑھتا ہے: ونخلع ونترك من يفجرك (یا اللہ ہم ہر اس شخص سے قطع تعلق کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا نافرمان ہے) عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الہی میں مودبانہ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں، مخالفوں کیساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن ان میں سے بعض مسجد سے باہر آ کر ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گستاخان رسول قادیانیوں سے نفرت کرنا اس طرح فرض ہے، جس طرح حضور نبی کریم ﷺ سے محبت و عقیدت رکھنا۔ جب تک گستاخان رسول قادیانیوں سے دشمنی اور نفرت نہ ہو، اس وقت تک حضور شافع محشر ﷺ سے صحیح طور پر دوستی اور گہری محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر مسلمان کو قادیانیوں سے کراہت اور نفرت کرنی چاہیے۔ گستاخ رسول ﷺ سے دوستی کا مطلب اپنے دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو رخصت کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ میں اپنی معمولی متاع حیات سے لے کر اپنی زندگی کا عزیز ترین ساز و سامان بھی لٹا دیا تھا۔ ایک ام ہیں کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے گستاخوں کے ساتھ دوستی ختم نہیں کر سکتے۔ یاد رکھیے! جب تک مسلمان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں سے دوستی اور محبت کی پینکٹیں بڑھاتے رہیں گے، ان کیلئے اپن دل میں ہمدردی کے جذبات پالتے رہیں گے، اس وقت تک وہ ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں کا شکار رہیں گے۔ ناکامیاں ان کا مقدر رہیں گی۔ ذلت و رسوائی اور بے بسی کا عذاب ان پر مسلط رہے گا۔

عجیب بات ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے ماں باپ کو گالی دے تو ہم مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں..... کوئی ہماری بیوی کی بے حرمتی کرے تو ہم غیرت کے نام پر ہر قدم اٹھا لیتے ہیں..... کوئی ہماری بیٹی کو میلی آنکھ سے دیکھے تو ہم اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں..... کوئی ہمارے کاروبار کو نقصان پہنچائے تو ہم اس سے مستقل دشمنی مول لے لیتے ہیں..... بعض اوقات معاملات تھانوں اور عدالتوں تک پہنچ جاتے ہیں..... لیکن اگر کوئی بد بخت ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرے تو ہم ہر ماں خاموشی اختیار کر لیتے ہیں..... ہمیں غصہ آتا ہے نہ ہم پریشان ہوتے ہیں..... یہاں ہماری رگ محبت نہیں پھڑکتی..... نہ ہمارے خون میں جوش پیدا ہوتا ہے..... ہم خاموش تماشائی بن جاتے ہیں، جیسے ہمارا نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں..... حضور ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی واسطہ نہیں..... صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں..... اس کے برعکس ہم کتنے خود غرض اور سیانے ہیں اگر ہمیں ملے پریش ہو جائے تو نمک کا استعمال چھوڑ دیتے ہیں، اگر شوگر کا مرض لاحق ہو جائے تو چینی کا بائیکاٹ کر

دیتے ہیں۔ یہاں ٹائٹس ہو جائے تو ڈاکٹر کی ایک ایک بات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس چیز سے نفرت کرتے ہیں جو اس بیماری کو پروان چڑھاتی ہے۔

یاد رکھیے! جس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہو رہی ہو، وہاں آپ ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت کرنا فرض عین ہے۔ اس سے ذرا سا بھی اعراض کرنا خود کو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم کرنے کے مترادف ہے کیونکہ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی دیکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کو گنبد خضرا میں تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھ کر منکرین ختم نبوت کی تکذیب کرنا ہر مسلمان کے ایمان فریضہ ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر کسی قادیانی سے معاشی یا معاشرتی تعلقات رکھتا ہے، تو علماء و فقہاء کے فتویٰ کے مطابق اس کا ایمان فاسد ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

”اھل ایمان کی ارواح اکٹھے لشکروں کی مانند ہیں جو ان سے جان پہچان کر لیتا ہے، وہ ان سے مل جاتا ہے اور جو ان سے جان پہچان نہ کرے، وہ ان سے جدا ہو جاتا ہے۔“

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر، باز پہ باز

اگر ہم گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کے ساتھ اپنا تعلق رکھیں گے، ان کی خوشی غمی میں شریک ہوں گے، ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے تو پھر ہمارا انجام نہایت عبرتناک ہو گا۔ لوگ ہمیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے لیکن ہماری مرزائیت نوازی کی وجہ سے راتوں رات ہماری لاش ربوہ یا قادیان کے قبرستان میں پہنچا دی جائے گی۔ فاعبر وایا اولی الابصار۔

حضور شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بدعتی کی عزت کرے گا تو (اس کا مطلب ہے کہ گویا) اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ (مٹکوۃ) اسی طرح مٹکوۃ ہی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قارئین کرام! آپ اس سے خود اندازہ لگالیں کہ بدعتی اور فاسق شخص گنہگار ہونے کے باوجود اسلام کے دائرے میں رہتے ہیں اور مسلمان کہلوانے کا حق بھی رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں حکم ہے کہ نہ ان کی عزت کی جائے اور نہ ان کی کوئی دعوت ہی قبول کی جائے۔ گویا ان کے مکمل بائیکاٹ کا حکم ہے..... اس کے برعکس قادیانی جو نہ صرف گستاخ رسول، مرتد اور زندیق ہیں اور ان کی تمام تر سرگرمیوں

اور عزائم کا مقصد صرف اور صرف اسلام کو نقصان پہنچانا ہے، ہم ان کے ساتھ ہر قسم کے سوشل تعلقات رکھتے ہیں، محبت و احترام کی بیشک بڑھاتے ہیں بلکہ بعض مواقع پر ان کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ ہماری حرکات پر کیا نبی کریم ﷺ کا دل نہیں دکھتا..... کیا آپ ﷺ اس پر رنجیدہ نہیں ہوتے..... کیا ہمیں روز محشر آپ ﷺ سے شفاعت کی امید رکھنی چاہیے؟ سوچیے..... ضرور سوچیے.....!

یاد رکھیے! محض ختم نبوت پر ایمان لانے سے اپنا ایمان معتبر نہیں ہوگا بلکہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ اور ان کی سرکوبی بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص قادیانیوں کے ساتھ معاشی و معاشرتی تعلقات رکھے گا، ان کی ہر خوشی و غمی میں شریک ہوگا، ہر موقع پر ان کا ساتھ دے گا تو بلاشبہ ایسے شخص کا انجام بھی قادیانیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

قادیانیت نوازی ایسی مٹھوس و ملعون چیز ہے کہ یہ مسلمان کے اندر محبت رسول ﷺ کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔ اس سے دل سیاہ، دماغ مفلوج اور چہرہ پر نخوت کے آثار جلد ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص شفاعت رسول ﷺ کی لازوال نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کتنا کبیرہ کے مرتکب افراد کی (جی تو بہ کرنے پر) سفارش تو فرمائیں گے مگر اپنے دشمنوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی سفارش ہرگز نہ فرمائیں گے۔ لہذا ہر مسلمان کو، قادیانی نواز جو مار ہائے آستین ہیں، سے بہت احتیاط لازم ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نادر روزگار، عظیم المرتبت فقیہ اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے وقف تھی۔ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو کافرا و مرتد سمجھتے تھے اور انہیں نفرت و حقارت سے ہمیشہ ”غلامیہ“ کہتے اور کہتے رہے۔ گستاخان رسول مرزائیوں اور مرزائی نوازیوں کے بارے میں ان کا شہرہ آفاق فتویٰ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ عشق رسول ﷺ اور دینی غیرت و حمیت میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق اس لیے کہ کلمہ اسلام بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا ذبیح محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب کسی قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا نام نہاد مسلمان اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے

(احکام شریعت ص 112، 122، 177، از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ ”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سبب تعلق

ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے تو پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا بھی حرام۔“

(فتاویٰ رضویہ ص 15 ج 12 مولانا احمد رضا خان بریلوی)

اعلیٰ حضرت کے ان فتاویٰ کے مطابق مرزائی اور مرزائی نواز یعنی وہ شخص جو مرزائیوں کے ساتھ معاشی اور معاشرتی تعلقات رکھتا ہے، وہ کافر ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

شیزان گستاخان رسول ﷺ مرزائیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر ربوہ جاتا ہے۔ مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 پیسے فی روپیہ ربوہ فٹڈ میں جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور ختم النبیین حضرت محمد ﷺ کو دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ہولناک انکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیزان کمپنی کے مالک شاہنواز قادیانی کی خصوصی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد ہشتی مقبرہ کی ناپاک مٹی بطور تبرک استعمال کی جاتی ہے۔ لہذا شیزان کی تمام مصنوعات اور اسکے دیگر اداروں شیزان، ریسٹورنٹ، شیزان بیکری، ذائقہ گھی، دلی آئل اور OCS کو ریٹرسروس وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجئے۔ یہ آپ کی دینی غیرت و حمیت کا اولین تقاضا ہے۔

دیکھا جائے تو قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ سے ان کو یہ احساس ہوگا اور سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ امت مسلمہ سے جدا ہو کر ہم خسر الدنیا و لاخرہ کے مصداق بن گئے ہیں۔ لہذا ان سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول کریم ﷺ ہے۔ ایک مسلمان کی حضور سرور کائنات ﷺ سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی قسم کی نام نہاد روداداری کا شکار ہو۔ اسلامی عدل و انصاف کے مطابق قادیانیوں سے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور اقتصادی یعنی مکمل بائیکاٹ فرض ہے اور کسی بھی قسم کا معاملہ کرنا حرام ہے۔ جس کی ایمانی و دینی غیرت و حمیت باقی ہو وہ قادیانیوں سے کسی قسم کا سلام، کلام، لین دین، خرید و فروخت کا سوچ بھی نہیں سکتا، ہاں اگر غیرت ایمانی مرجائے تو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور تحریک ختم نبوت

بلغ اسلام فاتح قادیانیت الشاہ احمد نورانی 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے متعدد غیر ممالک کے دورے کئے انسائیکلو پیڈیا پاکستان میں آپ کا تعارف لکھتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

”آپ کی تبلیغ کے اثر سے ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں جن میں تعلیم یافتہ خواتین و حضرات شامل ہیں۔ آپ نے 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔“

(انسائیکلو پیڈیا پاکستان کا صفحہ نمبر 586)

رد قادیانیت کے سلسلہ میں امام شاہ احمد نورانی کی خدمات کیلئے تو ایک مستقبل کتاب کی ضروریات ہے لیکن چند اہم واقعات و حالات قلمبند کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو امام شاہ احمد نورانی اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر تحریک میں شامل ہو گئے۔ پشیمپور انگریزی رپورٹ میں آپ کا نام بار بار منتظمین تحریک کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

1954ء سے 1968ء تک آپ بیرون ملک تبلیغی دورہ پر رہے اس دوران آپ نے افریقہ اور امریکہ وغیرہ کے متعدد ممالک کا دورہ کر کے اسلام کی دعوت عام کرنے کی کوشش کی۔ اس دوران بعض مقامات پر آپ کی قادیانیوں سے مٹ بھیڑ بھی ہوئی مثلاً نیروبی، دارالسلام، ماریش اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش گیانا اور ٹرینیڈاڈ میں آپ نے کامیاب مناظرے کئے اور قادیانیوں کا ناظرہ بند کر دیا۔ ان مناظروں کے نتیجے میں تقریباً 6 سو قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

(ماہنامہ ضیاء حرم ختم نبوت نمبر صفحہ نمبر 41)

1969ء میں جب آپ طویل غیر ملکی دورہ کے بعد واپس وطن تشریف لائے تو آپ نے اس

”اس وقت عالم اسلام کا سب سے زیادہ سنگین اور عظیم خطرہ قادیانی ہیں۔ جو یہودی صیہونیت کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں جہاں جہاں گیا، قادیانیوں کو اپنی بھرپور فتنہ سامانیوں اور بے شمار وسائل کے ساتھ موجود پایا۔ میں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں مقدور بھر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور بعض مناظروں میں ان کو عبرت ناک شکستیں دیں۔ لیکن یہ فتنہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری پاکستان قوم اس کا مقابلہ نہ کرے اور اسے پاکستان میں غیر مسلم اقلیت نہ قرار دیا جائے۔ حکومت پاکستان تبلیغ کے سلسلے میں جو بیرونی زرمبادلہ دیتی ہے اس کا 75 فیصد قادیانیوں کو جاتا ہے۔ قادیانیوں نے اسرائیل کے شہروں حیفہ اور تل ابیب میں اپنے مراکز بنا رکھے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات نہیں لیکن پاکستانی قادیانی جب چاہیں اسرائیل جاسکتے ہیں۔ بعد ازاں مولانا نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ قادیانی کس طرح اسلام کے نام پر یورپ اور افریقہ اور امریکہ میں اپنا جال پھیلا رہے ہیں اور ان کا زیادہ تر نشانہ غیر مسلموں کی بجائے بھولے بھالے مسلمان ہیں۔“

(تحریک ختم نبوت اور مولانا شاہ احمد نورانی صفحہ 5)

مولانا ظہور الحسن بھوپالی سابق مرکزی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے پاکستان مولانا نورانی کی رد قادیانیت کے سلسلہ میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی ذاتی یادداشتوں کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

”مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کے ساتھ مجھے بھی 30 جنوری 1971ء کو شیخ مجیب الرحمن سے ڈھاکہ میں ملاقات کا موقع ملا ہے اس ملاقات میں جو سیاسی اور دستوری معاملات زیر بحث آئے انہیں کسی اور وقت کے تذکرے کیلئے چھوڑ کر میں صرف اس گفتگو کا حوالہ دے رہا ہوں جو خالصتاً امرزانیوں کے بارے میں ہوئی۔“

اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے شیخ مجیب سے فرمایا کہ ہماری جانب سے ایک اہم مطالبہ یہ بھی ہوگا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ اس پر آپ کا کیا طرز عمل ہے۔ مجیب الرحمن نے جواب دیا۔

دیکھئے قادیانیوں کا فتنہ آپ کے علاقہ ہی کا پروردہ ہے ہمارے یہاں ڈھاکہ میں انہوں نے ایک مشن قائم کیا تھا۔ جسے مسلمانوں کے دباؤ اور مظاہروں کے باعث وہ خود ہی ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہم

نے اس فتنہ کو کہیں سر نہیں اٹھانے دیا۔ آپ دیکھئے ایم ایم احمد ڈھاکہ میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں۔ کوئی مقصد نہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ (قادیانی) جانور نہیں ملتا۔

بعد ازاں شیخ مجیب الرحمن سے ملاقات کے بعد جب ہم ہوٹل شاہ باغ پہنچے تو مولانا نورانی ہوٹل میں ہی ٹھہر گئے اور ہم لوگ ڈھاکہ گھومنے نکل گئے رات کے بارہ بجے واپسی ہوئی تو مولانا نورانی کے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی، ہم نے یہ سوچا کہ مطالعے میں مصروف ہیں۔ اس لئے اپنے اپنے کمرے میں سو گئے، صبح جب ناشتے کی میز پر مولانا سے ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھیں سوچی ہوئی تھیں جیسے وہ رات بھر سو نہ سکے ہوں۔ ناشتہ کے دوران وہ تشکر اور خاموشی ہی رہے جب ہم نے ان سے اس خاموشی اور فکر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ:

”مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اب مشرقی پاکستان نہیں بچ سکتا۔ قادیانی صرف اس لئے پاکستان توڑنے کی سازش کر رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ان کے قدم نہیں جم سکتے اور صرف مغربی پاکستان اگر پاکستان رہ جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی اسٹیٹ کے قیام کے سلسلے میں ان کے عزائم زیادہ آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکومت پوری طرح ان کا آلہ کار بن چکی ہے۔“

مولانا بڑی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ذہن اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا کہ پاکستان ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ مگر اس گفتگو سے یہ ضرور ہوا کہ فضا سو گوار ہو گئی اور دل انجانے خطروں سے دھڑکنے لگا۔

28 فروری 1971ء کو مجھے مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرح الحق اور مولانا محمد حسین حقانی کے ساتھ کراچی کے ایوان صدر میں صدر یحییٰ خان سے ملاقات کا موقع ملا۔ گفتگو میں قادیانیوں اور مرزائیوں کا ذکر زیادہ ہی تفصیل سے ہوا۔ مولانا نے اس موقع پر انگریزی میں گفتگو کی انہوں نے کہا

”جناب صدر کیا آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا مشن اسرائیل میں کام کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ قادیانی جب چاہیں جیوڈا کے راستے اسرائیل چلے جاتے ہیں اور پاکستان میں یہودی سرمایہ کے ذریعے ملکی سالمیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ مولانا نورانی نے یہ سوال بھی کیا کہ جناب صدر۔ کیا آپ کو علم ہے کہ ربوہ دراصل پاکستان کے

اندر ایک آزاد ریاست کی طرح ہے۔ اس کی اپنی عدالتیں اور نیم فوجی تنظیم الفرقان فورس ہے؟ یحییٰ خان نے مولانا کے ان دونوں سوالات پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ مولانا نے یحییٰ خان سے یہ بھی کہا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ایم ایم احمد سے نفرت کرتے ہیں لیکن آپ پھر بھی ایم ایم احمد کو اپنے ساتھ مشرقی پاکستان لے جا رہے ہیں۔ اس کے اچھے تاثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ اس کے جواب میں یحییٰ خان نے کہا کہ ”مجیب بھی یہی کہتا ہے“۔ مولانا نے جب یہ دیکھا کہ یحییٰ خان مسئلہ کی سنگینی کو سمجھ ہی نہیں پارہا تو وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ صدر صاحب یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اسے اس آسانی سے ضائع نہ کیجئے۔“

3 مارچ 1971ء کو اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ اور مشرقی پاکستان میں حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ اس دوران مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیں اس فیصلے سے آگاہ کیا کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں قادیانیوں کی سازشوں کی تفصیلات کا اعلان کراچی میں جلسہ عام میں کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس طرح کم از کم وہ اپنا فرض پورا کر دیں۔ یہ جلسہ 19 مارچ 1971ء کو آرام باغ میں ہوا۔ عوام کی بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی اور دوبار اس جلسہ پر شرپسندوں کی طرف سے حملے ہوئے اور جب انہیں جلسہ گاہ میں کارکنوں نے مار بھاگایا تو ان لوگوں نے ہی جا کر روزنامہ ”جسارت“ پر حملہ کیا۔ وہاں توڑ پھوڑ کی اور باہر کھڑی ہوئی ایک گاری کو آگ لگا دی۔ اس جلسہ میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جو تقریر کی اسے سن کر بہت سی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بعض لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے، دوبار غنڈوں کے حملے کے باوجود مجمع پورے صبر و سکون سے بیٹھا رہا۔ مولانا نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

”انگریزی استعمار کی پیداوار مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے پاکستان کے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ قادیانیوں نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ہے۔ برسرِ اقتدار ٹولہ اور مغربی پاکستان کی اکثریتی جماعت ان کی آلہ کار بن گئی ہے اور اب مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازش کا آخری راؤنڈ شروع ہونے والا ہے۔ مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کی جائے گی اور بھارت مداخلت کرے گا۔ اس ضمن میں ایم ایم احمد اور سورن سنگھ کے درمیان حال ہی میں نیویارک میں ملاقات ہوئی ہے۔ ایم ایم اے نے گزشتہ ہفتہ کراچی میں ہاتھ آئی لینڈ کے ایک ہنگامے میں

ملک کی بعض اہم شخصیتوں سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر قائل کیا ہے کہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان پر ایک بوجھ ہے اور اس کا آمدنی کا حصہ صرف 9 فیصد ہے۔ قادیانیوں کا اس ضمن میں بھارت اور اسرائیل سے رابطہ ہے۔

مولانا نورانی نے اس ضمن میں جو تفصیلات بیان کیں وہ بعض اخبارات میں تھوڑی بہت شائع ہوئی ہیں اور اس کا ایک سائیکلو سٹائل پمفلٹ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کی ممکن ہے کہ چند کاپیاں اب بھی بعض لوگوں کے پاس موجود ہوں۔ مولانا کے اندیشے بجا نظر آئے اور نیا نے دیکھ لیا کہ 25 مارچ 1971ء کو مشرقی پاکستان میں جو کارروائی ہوئی وہ بالآخر مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر ختم ہوئی۔

25 مارچ 1971ء کے بعد ملک میں موجود شدید سیاسی گھٹن کے باوجود بھی مولانا شاہ احمد نورانی ارباب حل و عقد کے سامنے قادیانیوں کے بارے میں قوم کا موقف پیش کرتے رہے۔ 7 اپریل 1971ء کو انہوں نے یحییٰ خان کو کھلا خط لکھا جس میں مشرقی پاکستان میں کی جانے والی نااعابت اندیشی کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں خصوصاً ایم ایم احمد کی وطن دشمن سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ اکتوبر 1971ء میں مولانا نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ ملک کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک 5 نکاتی فارمولا پیش کیا جس کی ملک گیر پیمانے پر تشہیر بھی ہوئی ان نکات میں بھی قادیانی مسئلہ سرفہرست تھا۔ کیونکہ مولانا نے اسے کبھی پاکستان کی سالمیت سے الگ متصور نہ کیا۔ وہ نکات کیا تھے۔

1- اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے کیا جائے۔

2- مشرقی پاکستان کے مسئلہ کا سیاسی حل نکالا جائے۔

3- قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

4- قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

5- 1954ء کے دستوری مسودہ کو دستور کی بنیاد کے طور پر اختیار کیا جائے۔

بعد ازاں جب ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آ گئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کا پہلا باقاعدہ اجلاس مارشل لاء کی تلواریں کے زیر سایہ 14 اپریل 1972ء کو بلا یا گیا تو وہاں موجود مولانا نورانی نے اپنے سابق موقف کا اعادہ کیا اور پارلیمانی تاریخ میں پہلی بار پارلیمنٹ کے اندر مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ انہوں نے 15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی سے خطاب کیا۔ آپ کی تقریر روداد قومی اسمبلی کے صفحات 118 تا 120 پر شائع ہوئی ہے۔ مولانا نے فرمایا۔

”عبوری دستور میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا۔ مگر مسلمان کون ہے اس کی وضاحت نہیں۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں۔ وہ مسلمان بن

کر یہاں حکومت کر سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے یہاں آ سکتے ہیں۔ مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں پھر کیسے چور دروازہ سے آ کر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔“ (اقتباس)

اس کے بعد ستمبر 1972ء میں جب ترجمان اہلسنت پاکستان کراچی کا ختم نبوت شائع ہوا تو اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا ایک معرکتہ الآرا انٹرویو بھی شامل تھا۔ جسے حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ”شاہ احمد نورانی“ میں بھی شامل کیا ہے۔ اور یہ انٹرویو اپنی جگہ ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس انٹرویو میں مولانا نے قادیانیت سے متعلق اپنا موقف بہت واضح طور پر بیان کیا ہے۔

قومی اسمبلی کی آئین ساز کمیٹی نے جب اپنا کام شروع کیا تو اس کے اجلاس میں بھی جمعیت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی پہلی مرتبہ ترمیم مسلمان کی تعریف و ریاست کا سرکاری مذہب اسلام قرار دینے سے متعلق پیش کی۔ آئینی مذاکرات کے دوران مولانا کو اپنے اس مطالبہ کو تسلیم کرانے کیلئے واک آؤٹ کی دھمکی دینی پڑی۔ مذاکرات کے دوران مولانا نے سیاسی تدبیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایوان اسمبلی میں پیش کردہ مسلمان کی تعریف کے انگریزی ترجمے پر انٹرنی جنرل جناب یحییٰ بختیار سے اتفاق رائے کر لیا۔ واضح رہے کہ یہ ترجمہ جمعیت کے قابل فخر رہنما پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل دستور پر مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے ساتھیوں نے رائے شماری میں یہ کہہ کر حصہ نہیں لیا کہ ہمارے بہت سے مطالبات مان لئے گئے ہیں لیکن ابھی دستور مکمل طور پر اسلامی نہیں ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کلیدی عہدوں کیلئے بھی مسلمان کی پابندی ہونی چاہیے۔

(مولانا شاہ احمد نورانی اور تحریک ختم نبوت صفحہ 118 از مولانا ظہور الرحمن بھوپالی)

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رقمطراز ہیں کہ

امام انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کو بلند رکھنے کیلئے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان سے آپ نے فرمایا خان صاحب آج شام میں آرہا ہوں قرارداد کے مسودے پر آپ کے دستخط کروانے ہیں شام کو آپ خان صاحب کے پاس تعریف کیلئے خان صاحب نے پوچھا ”مولانا فرمائیے

کیا حکم ہے علامہ نورانی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسودہ ہے بولے کیا اس پر میرے دستخط چاہئیں میں نے کہا آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے علامہ نورانی صاحب نے کہا کہ آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں بولے کوئی ضرورت نہیں اور بلا تردد انہوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیئے اس وقت غوث بخش بزنحو صاحب ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی بلا تامل و لعل دستخط کر دیئے۔

اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 افراد (جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی) نے دستخط کی البتہ جمعیت العلمائے اسلام کے (دوبندی مکاتب فکر) مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولانا مہد علی نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کئے۔ اس تحریک میں امام نورانی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور ہر ممبر منتخب کر لیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے انہیں آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو مشہور قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

(مولانا شاہ احمد نورانی صفحہ 160 از مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب)
قرارداد جب اسمبلی میں پیش کرنے کیلئے آپ سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان کے پیش میں گئے تو اہر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو بھی تشریف فرما تھے۔ وزیر اعظم کے ساتھ آپ کی جو گفتگو ہوئی وہ بھی قابل مطالعہ ہے جناب سلیم مست قادری صاحب کی زبانی اس گفتگو کا خلاصہ ملاحظہ فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جب آپ قرارداد کا مسودہ صاحبزادہ فاروق علی خان سپیکر قومی اسمبلی کو پیش کرنے کیلئے ان کے چیئرمین تشریف لے گئے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور حفیظ جیڑا زادہ بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اس وقت بہت پریشان تھے اور وہ اس قرارداد کے پیش کرنے پر علامہ نورانی سے ملنا چاہتے تھے۔ ان کا موقف تھا کہ مولانا آپ نے میرے لئے خواہواہ ایک مسئلہ اور مصیبت کھڑی کر دی ہے مسٹر بھٹو کہنے لگے دیکھئے مولانا قومی اسمبلی کو اسمبلی رہنے دیں کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ ہوگی دلیہ وغیرہ۔ مسٹر بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اس سلسلہ میں علماء کرام کے فتوؤں سے ہم نے انکار تو نہیں کیا پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ بھٹو نے کہا کہ یہ سب جنوں کی باتیں ہیں علامہ نورانی صاحب نے کہا بھٹو صاحب! یہ سب محض ملال

مسئلہ نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا مرزانا صر الدین نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یکطرفہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزانا صر الدین کو بلا لیجئے۔ بھٹو کہنے لگے مرزانا صر الدین کو اسمبلی میں کیسے بلایا جاسکتا ہے۔ علامہ نورانی نے کہا کہ مرزانا صر الدین کو کیمبرے میں لایا جاسکتا ہے۔ اسے پارلیمنٹ ان کیمبرہ کہتے ہیں کوئی شخص اس میں نہیں آسکتا البتہ ہم اراکین پارلیمنٹ ہوں گے۔ مرزانا صاحب آئیں اور اپنا بیان دے دیں۔ آپ ان کی سن لیجئے۔ اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے گی کرے گی۔ اس قرارداد پر قومی اسمبلی میں دو ماہ سات روز تک بحث ہوتی رہی اسی دوران بھٹو صاحب سے اس سلسلہ میں آپ کی تین میٹنگز ہوئیں میٹنگ رات دو بجے تک چلتی تھی۔ اس میں سردار شیر باز مزاری، حاجی مولا بخش سومرو (الچی بخش سومرو کے باپ) اور جسٹس افضل چیمہ بھی موجود تھے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی۔ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں۔ امام نورانی نے کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ بات پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ بھٹو صاحب بڑی مشکل سے قائل ہوئے تو انہوں نے یہ قرارداد اسمبلی سے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی۔ جے رحیم اور شیخ رشید نے اس کی بہت شدید مخالفت کی۔ مگر بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ اسلام کی بات ہے۔ مذہب کا معاملہ ہے۔ پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ جے رحیم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہو۔ اس دوران قادیانی بھی اپنا کام کرتے رہے اور مسلمان ممبروں کے کان بھرتے رہے۔ چنانچہ ایک رکن اسمبلی نے حضرت امام نورانی سے کہا مرزانا صر قادیانی کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فتانی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقام صدمہ یقینیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کیلئے نبوت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ امام نورانی نے یہ بات سن کر اس ممبر سے کہا مرزانا صر قادیانی کا یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ جب کوئی مسلمان عبادت و ریاضت سے فتانی اللہ کا درجہ حاصل کر لے تو اس کیلئے الوہیت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ یہ جواب اس ممبر کی سمجھ میں آ گیا۔ اس نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

(فاتح مرزا ایت صفحہ 8 از جناب سلیم مست قادری صاحب)

مفکر اسلام پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی ایس پی ریٹائرڈ سیکرٹری وزارت صنعت و حرفت حکومت پاکستان نے ذکر کیا ہے کہ
”آپ کے صدر جمعیت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دو لفظوں کے اطلاق پر

انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی۔ مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہوری گروپ سے متعلق وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرمائے ہیں۔ ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں میں ان لوگوں کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا بات ہے ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایک صاحب نے کہا جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے۔ حالانکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا آپ کی پیشکش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لئے کہ ہمارا جوتا اس پیش کش سے قیمتی ہے مرزا دعویٰ نبوت ہے اور جو اسے مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا۔ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آنی جانی چیز ہے۔ اصلی دولت ایمان کی دولت ہے جو سرمایہ آخرت ہے۔

(علامہ شاہ احمد نورانی، صفحہ 157 از ابوداؤد محمد صادق)

سرینام جو ساؤتھ امریکہ میں واقع ہے۔ وہاں پر عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں سرینام کے وزیر اعظم کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ میں اسٹیج پر پروفیسر شاہ فرید الحق، میں (علامہ ارشد القادری) اور دیگر علمائے کرام تشریف فرما تھے۔ امام شاہ احمد نورانی صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ وزیر اعظم سرینام اپنے ساتھ ایک وزیر کو لے کر آیا۔ سوئے اتفاق کہنے کہ وہ وزیر قادیانی تھا۔ اور امام شاہ احمد نورانی اسے جانتے تھے کہ یہ قادیانی ہے۔ جیسے ہی وزیر اعظم نے اسٹیج پر قدم رکھا۔ امام نورانی نے ان کا غیر مقدم کیا اور فرمایا کہ پرائم منسٹر صاحب آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ تشریف رکھئے اور قادیانی وزیر کی طرف دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ ”خبیث“ کہاں سے آگیا۔ پرائم منسٹر صاحب آپ اس کو یہاں سے ہٹائیے گا آپ کی مہربانی ہوگی۔ یہ قادیانی ہے یہ ہمارے اسٹیج پر نہیں بیٹھ سکتا۔ چنانچہ وزیر اعظم کو مجبور ہو کر

اس قادیانی وزیر سے یہ کہنا پڑا کہ اچھا تم چلے جاؤ۔ اس طرح وہ قادیانی چلا گیا۔ علامہ ارشد القادری صاحب نے دردمبرے لہجے میں کہا کہ لوگوں نے امام شاہ احمد نورانی کو سمجھا نہیں ہے۔ جب وہ نہیں رہیں گے اس وقت آپ سمجھیں گے۔ اس وقت سمجھنا بے کار ہوگا۔ امام نورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور پوری دنیا نے اس فیصلے کی بیرونی کی۔

قسم خدا کی، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا مرد مجاہد، بے لوث ظرو بے خوف مجسمہ حق و صداقت قادیانیوں کیلئے نگلی تلوار اور ایسا مستغنی قائد میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس لئے آپ کو ایسے بے باک قائد کی قدر کرنی چاہیے۔

(فاتح مرزا نیت، از سلیم مست قادری)

آپ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ذمہ داری بھی قادیانی گروہ کے ذمہ لگاتے ہیں۔ ”ماہنامہ ترجمان اہلسنت“ کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے سقوط ڈھاکہ کے اسباب و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مشرقی پاکستان میں ان کیلئے پھلنے پھولنے کا موقع میسر نہیں ہے۔ جیسے کہ مغربی پاکستان میں ہے۔ مشرقی پاکستان کے عوام قادیانیوں کے سلسلہ میں حدود درجہ جذباتی اور ان سے متنفر ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کو ہونا چاہیے۔ مشرقی پاکستان کے عوام کسی طرح مرزائیوں کو قبول نہیں کرتے اور سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے اور خاص طور پر اس خطے کو جس میں سو فیصد صحیح العقیدہ یعنی اہلسنت و جماعت حنفی مسلمان ہیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔

چونکہ مشرقی پاکستان اکثریت میں تھا اور اگر وہ آجاتے تو ان کو سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان کے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ سخت رویہ اختیار کرتے۔ اس کے مشاہدہ کا موقع مجھے جبیب الرحمن سے ملاقات میں ہوا۔ دوران گفتگو جبیب الرحمن نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے کہ ایم ایم احمد اٹھارہ سال مارا مارا پھرتا ہے۔ یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں اور کوئی مقصد نہیں۔ وہ مجھ سے ملتا چاہتا تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔ بعد میں اس کی درخواست پر ملاقات ہو گئی۔ ساتھ ہی جبیب نے کہا کہ یہ قادیانیت اور مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ جانور نہیں ملتا۔

اخبارات اس کے گواہ ہیں اور تفصیل کے ساتھ یہ واقعات اخبارات میں آئے ہیں کہ قادیان میں

محمد احمد حسن قادری

ختم نبوت پر رسائل و جرائد کے خصوصی شمارے

نام ماہنامہ	نام اشاعت خاص	نام ایڈیٹر	صفحات	سن اشاعت سن اشاعت هجری	سن اشاعت سن اشاعت میلادی
تائید اسلام	بشارت محمدی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	104	1330ھ	1918ء
تائید اسلام	کرشن قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	32	1338ھ	1920ء
تائید اسلام	مباحثہ حقانی البطال رسالت قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	164	1339ھ	جون 1921ء
تائید اسلام	کاشف مغالطہ قادیانی	چودھری محمد حسین ایم۔ اے	44	1339ھ	جولائی 1921ء
تائید اسلام	تحقیق صحیح فی قبر مسح	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	54	1341ھ	ستمبر 1922ء
تائید اسلام	تردید نبوت قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	231	1343ھ	1925ء
تائید اسلام	کھلی چٹھی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	32	--	--
شمس الاسلام	برق آسانی بر خرمن قادیانی	حضرت مولانا ظہور احمد گبوی	215	1350ھ	1932ء
شمس الاسلام	قادیانی نمبر	حضرت مولانا ظہور احمد گبوی	56	1351ھ	1933ء

رہنے والے قادیانیوں نے سب سے پہلے باقاعدہ بنگلہ دیش تسلیم کر لیا ہے۔ اور انہوں نے بنگلہ دیش کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان ایک ہو کر رہیں گے۔ ان کے ساتھی اب بھی یہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کا مرکز قادیان رہے۔ کیونکہ وہی ان کا قبلہ و کعبہ ہے اور وہ براہ راست اپنے مرکز سے رابطہ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی ختم نبوت نمبر اگست 1970ء)

قادیانیوں کی طرف سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازشوں کے دوران اس ملک کو ان کی مذموم سرگرمیوں سے بچانے کیلئے قائد اہلسنت نے بہت طویل جدوجہد کی۔ آپ نے قادیانیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے عوام الناس اور حکمرانوں کو بروقت اس مذموم فتنہ سے آگاہ کیا اور اس فتنہ کی بیخ کنی کیلئے نہ صرف اسمبلی کے اندر اور باہر بلکہ بیرونی ممالک کے طویل دورے کر کے شب و روز کام کیا۔

علاوہ ازیں جب ظفر اللہ قادیانی عالمی عدالت انصاف کا چیف جسٹس تھا اس نے ڈن ہاک (ہالینڈ) میں ایک مسجد بنا کر قادیانیت کی تبلیغ کا اڈہ کھول لیا تو آپ نے بہت کوشش کر کے اس مسجد کے قریب ہی اندازاً 12 ایکڑ زمین حاصل کر کے اس پر جامع مسجد طیبہ تعمیر کرا دی اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں ایک پلیٹ فارم بنا کر تبلیغی کام شروع کر دیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج بھی جاری ہے۔ ہالینڈ میں قادیانیت کو پھیلنے سے روکنے میں جامع مسجد طیبہ (ڈن ہاک) کا اہم کردار ہے۔

1956ء میں آپ مولانا عبدالحمید بدایونی کی رفاقت میں مصر گئے اور مصر کے صدر جمال عبد الناصر سے ملاقات کے دوران اسے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی سازشوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا تو جمال عبد الناصر نے مصر میں موجود تمام قادیانیوں کو ایک ماہ کے اندر مصر سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور آئندہ سے ان کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔

1971ء میں یحییٰ خان نے پارلیمانی لیڈروں سے ملاقات کی جب مولانا نورانی کو میٹنگ کی دعوت دی گئی تو آپ نے ایم ایم احمد قادیانی کو تمام مسائل کی جزا قرار دیتے ہوئے اس کی موجودگی میں کسی قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ایم ایم احمد کو اگرچہ وہ منصوبہ بندی کمیشن کا چیئرمین تھا میٹنگ سے اٹھا دیا گیا۔



رضوان	ختم نبوت نمبر	حضرت سید محمود احمد رضوی	118	1372ھ	1952ء
ماہ طیبہ	بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان	حضرت ابوالنور بشیر کوٹلوی	112	1372ھ	1952ء
ترجمان اہلسنت	ختم نبوت	حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی	120	1391ھ	1972ء
ضیائے حرم	تحریک ختم نبوت نمبر	حضرت میر محمد کرم شاہ	160	1394ھ	1974ء
قوی ڈائجسٹ	قادیانیت نمبر	جناب مجیب الرحمن شامی	285	1408ھ	1988ء
منہاج القرآن	ختم نبوت کانفرنس نمبر	جناب محمد جاوید القادری	104	1408ھ	1988ء
کنز الایمان	ختم نبوت نمبر	محمد نعیم طاہر رضوی	112	1418ھ	1997ء
جہان رضا	ختم المرسلین نمبر	میرزا وہد اقبال فاروقی	64	1421ھ	2001ء
الھدیۃ	ختم نبوت نمبر	حضرت پروفیسر محمد حسین آسی	64	1422ھ	2001ء
لائبیری بعدی	ختم نبوت نمبر	سردار محمد خان لغاری	240	1423ھ	2002ء
لائبیری بعدی	مجاہدین ختم نبوت نمبر	صلاح الدین سعیدی، محمد افضل نقشبندی	296	1424ھ	2003ء
اسلامی فیضان	ختم نبوت نمبر (اخبار)	صاحبزادہ عزیز الرسول صدیقی	04	1425ھ	2004ء
معراج انسانیت	ختم نبوت نمبر	ڈاکٹر آر۔ اے امتیاز	224	1426ھ	2005ء
معارف ختم نبوت	ختم نبوت نمبر	محمد احمد حسن قادری	32	1428ھ	2007ء
تعمیر فکر	تحفظ ختم نبوت	محمد عرفان قادری	18	1428ھ	2007ء
دین فطرت	ختم نبوت نمبر	جناب محمد امجد جاوید سعیدی	32	1429ھ	2008ء
سوئے حجاز	ختم نبوت نمبر	جناب ملک محبوب الرسول قادری	560	1429ھ	2008ء

راجا رشید محمود، مدیر ماہنامہ ”نعت“ لاہور

قادیانیت اور ابوالکلام آزاد

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ ”اقبال اور ابوالکلام کے ذہنی فاصلے“ میں لکھتے ہیں کہ ”قادیانیوں سے متعلق اقبال کے خیالات سب کو معلوم ہیں مگر ابوالکلام کی کوئی تشہودانہ رائے ان کے بارے میں ظاہر نہیں ہوئی۔ قتل مرتد کے مسئلے پر بھی یہی حال ہے۔ غرض اس نوع کے جملہ مسائل میں ابوالکلام کا میلان لبرل اور اقبال کا میلان تشہودانہ ہے۔“

(سید عبداللہ ڈاکٹر۔ مسائل اقبال۔ مغربی پاکستان اُردو اکادمی لاہور ایڈیشن اول 1974ء۔ صفحہ 225)

6 اپریل 1956ء کو ڈاکٹر انعام اللہ خان سالانہ پبشر بلوچستان نے ابوالکلام کو لکھا۔

”یہ مرزائی آپ کی طرف مختلف معاملات منسوب کرتے رہتے ہیں اور بعض حوالہ جات بھی دیتے رہتے ہیں مثلاً تذکرہ، وکیل وغیرہ۔ وہ کہتے ہیں مولانا وفات مسیح کے قائل ہیں۔ کبھی کہتے ہیں مولانا نے مرزا صاحب کی تعریف کر دی ہے۔ براہ کرم ایسی فیصلہ کن کتاب لکھ دیں کہ پھر بولنے کی جرأت نہ رہے۔“

ابوالکلام نے سائل کو جو جواب دیا وہ جتنا مستور ہے، حقیقت میں اس سے زیادہ کھلا ہے۔ کہتے

ہیں۔

”وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے۔ مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے کہ

تو بُرا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوق

وہ بُرا خود ہے کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے“

(اجمل خاں (مرتب)۔ ملفوظات آزاد۔ مکتبہ ماحول، کراچی۔ پہلی بار۔ اکتوبر 1961ء۔ صفحہ 130)

عبدالحمید سالک بٹالوی نے ”یاران کہن“ میں ابوالکلام کے ذکر میں لکھا تھا:

”مولانا ابوالکلام مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی

سرکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حریت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار ”وکیل“ کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال بھی انہی دنوں میں ہوا تھا تو مولانا نے مرزا صاحب کی حمایت اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالے تک گئے۔۔۔۔۔“ ”یاران کہن“ مطبوعات چٹان لمیٹڈ لاہور نے چھاپی تھی۔ کوئی گیارہ سال بعد کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو سالک صاحب فوت ہو چکے تھے۔ ناشر (شورش کشمیری) نے لکھا کہ سالک صاحب 23 اپریل 1956 کے ”چٹان“ میں اس تحریر کی تردید صریح فرما چکے ہیں۔ اس لیے مولانا غلام رسول مہر نے حسب تردید صریح فرمادی ہے۔

(عبدالجید سالک - یاران کہن - مطبوعات، چٹان لمیٹڈ، لاہور - ایڈیشن دوم 1967ء، صفحہ 5)
اس طرح شورش اور غلام رسول مہر صاحبان نے بزمِ خویش معاملہ ٹھیک کر دیا لیکن نہیں جانتے تھے کہ سید انیس شاہ جیلانی اس مسئلے پر عبدالجید سالک کے خطوط شائع کر کے معاملے کو پوری طرح ”بگاڑ“ دیں گے۔ جیلانی نے اپنی کتاب ”نوازش نامے“ میں اس موضوع پر لکھا

ہفت روزہ ”دعوت“ لاہور اسے لے اڑا اور اپنی 31 جنوری 1956ء کی اشاعت میں ”مسٹر عبدالمجید سالک کی بہتان طرازی“ عنوان باندھا اور لکھا۔۔۔ آئندہ شمارے میں پس منظر یہ پیش کیا گیا کہ ”دکیل“ کا شذرہ مولانا کے قلم سے نہیں تھا، بٹالہ نہیں گئے۔ شورش سے التجائیں (الجھے اس ڈر سے نہیں کہ جواب ترکی بہ ترکی ملتا۔۔۔) کہ یہ صفحات ہی کتاب سے اڑا دو۔۔۔ ”دعوت“ کی تحریک پر مولانا آزاد کے سیکرٹری اجمل خاں کا ایک تردیدی ”چٹھا“ بھی آ گیا اور ”چٹان“ میں شائع بھی ہو گیا۔ ادھر سالک نے بھی ازراہ مروت و رفیع شرائط لکھے پر اصرار نہ ہونے کا اقرار نامہ چھپوا دیا۔ یاروں نے بزع خود میدان مار لیا تھا لیکن سنجیدہ طبقہ سالک اور واقعات کو بخوبی جانتا تھا۔۔۔ شورش جیسا عالی ابوالکلامی پوری ذمہ داری کے ساتھ ناشر کے فرائض انجام دے تو اس میں شک نہیں رہ جاتا کہ جو کچھ سالک کے قلم سے نکلا وہ حقائق کی واضح اور صحیح تصویر ہے۔۔۔ اور مولانا قادیانیوں کے باب میں آخر وقت تک رواداری ہی برتتے رہے۔ ہاں دکھاوے کے لئے تردید بھی کر دی۔“

(انیس شاہ جیلانی، سید (مرتب)۔ نوازش نامے حیرت شملوی اکادمی محمد آباد۔ ایڈیشن اول 1965ء - صفحہ 11، 12، 13)

”نوازش نامے“ مرتبہ سید انیس شاہ جیلانی میں سالک کا 9 فروری 1956ء کا خط ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”میں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بالکل حقیقت ہے۔ وکسنی! باللہ شہید۔ مولانا ابوالکلام آزاد سے بارہا لوگوں نے استفتا کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دیں لیکن انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا صاحب کافر نہیں، موڈل ضرور ہیں۔ اور موڈل کو گمراہ کہا جاسکتا ہے، کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ واقعہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد جب اخبار ”وکیل“ کے ایڈیٹر تھے اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ بیس سال کے تھے، مرزا غلام احمد کے انتقال پر ان کے جنازے کے ساتھ ہالہ تک گئے اور انھوں نے مرزا صاحب کے انتقال پر ”وکیل“ میں ایک تعریفی نوٹ لکھا جس کو مرزائی سینکڑوں دفعہ دہراچکے ہیں۔ لیکن مولانا نے کبھی اس کی تردید نہیں کی، نہ یہ لکھا کہ یہ نوٹ میرے قلم سے نہیں ہے۔۔۔ میں نے جو کچھ دیکھا، لکھ دیا ہے۔ اس کے غلط یا صحیح ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں۔“

(ایضاً۔ صفحہ 15، 16)

13 فروری 1956ء کو انیس شاہ جیلانی کے نام اپنے دوسرے خط میں عبدالمجید سالک بنالوی نے لکھا:

”مجھے شورش صاحب نے بتایا کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے پرائیویٹ سیکرٹری مولوی اجمل نان نے دو باتوں کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ مولانا، مرزا غلام احمد کے جنازے کے ساتھ امرتسر سے بٹالہ تک نہیں گئے اور مرزا صاحب کے انتقال پر جو شذرہ ”وکیل“ میں چھپا تھا، وہ مولانا کا لکھا ہوا نہ تھا، بلکہ کوئی صاحب عبدالحجید کپورتھلوی تھے، انھوں نے لکھا تھا۔۔۔ اب میں کیا عرض کروں۔ مرزائیوں نے آج سے 48 سال پہلے بیان کیا تھا کہ مولوی محی الدین احمد آزاد ”کلکتہ والے“ جو ”وکیل“ کے ایڈیٹر ہیں، انہوں نے بے حد ہمدردی کا اظہار کیا اور ہمارے ساتھ امرتسر سے بٹالہ تک گئے جب ہم مرزا صاحب کا جنازہ لے جا رہے تھے۔ اب اگر مولانا نصف صدی کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں تو میرے لیے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ سر تسلیم خم کر دوں۔ شذرہ کو شائع کر کے اس کو مولانا

ابوالکلام سے منسوب کیا لیکن اس طویل مدت میں مولانا یا ان کے کسی قریبی نیاز مند نے اس کی تردید نہ کی۔ حالانکہ اُس وقت تردید کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ جب مولانا ”وسیل“ کے ایڈیٹر تھے تو اس کے ایڈیٹر ویل صفحہ کے تمام مندرجات کی ذمہ داری لازماً انہی پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مجھے اپنی تحریر پر ہرگز اصرار نہیں۔ مجھے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ گزشتہ چالیس سال سے جو قلبی و روحانی تعلق ہے وہ مرزا غلام احمد یا احمدیوں سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں ایک مختصر سا کھلا مکتوب ”چٹان“ کے ذریعے سے پیش کر رہا ہوں جو غالباً آئندہ ہفتے کے ”چٹان“ میں شائع ہو جائے گا۔“

(ایضاً۔ صفحہ 17، 18، 19)

7 مارچ 1956ء کے خط میں سالک بٹالوی نے مزید لکھا:

”آج ربوہ۔۔۔ مجھے یہ اقتباس موصول ہوا ہے از آئینہ صداقت مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب مطبوعہ جولائی 1908ء نول کشور سٹیم پریس لاہور۔ ص 113۔
”مسلمان صاحبان نے بھی ایسا ہی شرافت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ مثلاً خواجہ یوسف شاہ ربکیں و آنریری مجسٹریٹ امرتسر ایڈیٹر ”کرانیکل“ کلکتہ اور جناب مولانا ابوالکلام آزاد جو ہمدردی کے اظہار میں اسٹیشن تک تشریف لائے۔۔۔ (وغیرہ)۔“ مجھے یاد تھا کہ مولانا اسٹیشن تک ہی تشریف نہیں لائے بلکہ گاڑی میں بیٹھ کر بٹالہ تک گئے۔ کم از کم ان کا بہ نیت اظہار ہمدردی اسٹیشن تک تشریف لانا تو مسلم ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ امرتسر سے بٹالہ تک کا سفر بھی کسی نہ کسی ماخذ سے ثابت ہو جائے گا۔“

(ایضاً۔ صفحہ 20، 21)

6 اپریل 1956ء کو انھوں نے اپنے ایک اور خط میں جیلانی صاحب کو لکھا:

”بہر حال میں تو اب اس بحث میں خاموش ہو چکا ہوں۔ مولویوں اور احمدیوں کو آپس میں بحث کرنے دیجئے۔ اصل معاملہ تو آپ کو لکھ ہی چکا ہوں۔“ (ایضاً۔ صفحہ 23)

مرزا صاحب کی زندگی پر لکھی جانے والی کتاب ”حیات طیبہ“ از عبدالقادر (سابق سوداگر مل) میں ہے کہ ابوالکلام حسین آہ کی قادیان آمد اپریل 1905ء میں ہوئی اور انھوں نے ابوالکلام کے اخبار ”وسیل“ امرتسر میں تاثرات لکھے۔ کتاب میں یہ تاثرات ”بدر“ (25 مئی 1905) کے حوالے سے نقل کئے گئے ہیں جن میں مرزا صاحب کی بہت تعریف ہے۔ حاشیے میں لکھا ہے ”باخبر اصحاب سے معلوم ہوا

ہے کہ مولانا ابوالکلام صاحب نے بیعت کر لی تھی“

(حیات طیبہ۔ اشاعت دوم۔ مارچ 1960ء صفحہ 369، 370)

”تاریخ احمدیت“ میں ہے کہ 5 جولائی 1905ء کو ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی

ابوالنصر آقا دیان گئے اور 25 مئی 1905ء کو آزاد قادیان گئے۔

(دوست محمد شاہد (مؤلف) تاریخ احمدیت جلد سوم۔ ادارۃ المصنفین ربوہ۔ صفحہ 409)

سفر قادیان کے متعلق آزاد نے اپنے تاثرات لکھوائے تو بتایا کہ جمعہ کی نماز انھوں نے

وہیں پڑھی۔ مولوی عبدالکریم امام تھے۔ مرزا صاحب صف سے آگئے مگر امام سے دواغ

پیچھے تنہا کھڑے رہے۔ لوگوں نے مجھے پہلی صف میں جگہ دی۔“

(عبدالرزاق سلج آبادی۔ ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی۔ مطبوعات چٹان لاہور۔ اشاعت دوم۔ یکم

جنوری 1963ء۔ صفحہ 330)

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات پر ابوالکلام نے ”وسیل“ امرتسر میں ایک طویل ادارہ لکھا:

”وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے

اسے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا

میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزند ان تاریخ بہت کم منظر عالم پر

آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 571، 572 (بحوالہ بدر 18 جون 1980ء۔ صفحہ 2، 3)

مرزا صاحب کی طرح دوسری ”نازش فرزند ان تاریخ“ شخصیت ابوالکلام کی رہی کہ وہ بھی دنیا

میں انقلاب پیدا کر کے دکھا گئے۔ ابوالکلام کے والد حضرت مولانا خیر الدین خیوڑی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ساری زندگی اپنے آقا حضور ﷺ کی عزت و تکریم میں زبان کھولی اور قلم اٹھایا۔ ان کا تجربہ علمی درس

و تدریس اور وعظ و تذکیر میں ان کی مخلصانہ کاوشیں اور تبلیغ و فروغ شعائر دینی کے لئے مختلف ممالک میں

ان کے اسفار سب لائق تہنیک و تحسین ہیں۔ لیکن اُن کے ان فرزند (ابوالکلام) نے کتاب ”رہگیا

رسول“ کے حوالے سے بڑی طول طویل خامہ فرسائی کے بعد جو نتیجہ نکالا اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی

نہ ہوگا۔

ابوالکلام کے ایک ”عزیز طالب حق“ ہندو نے انھیں لکھا کہ ”جمعیت العلماء نے ”رہگیا رسول“ لکھنے

والے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ اس پر ابوالکلام نے جمعیت العلماء کی بریت کے لیے کہا:
 ”کم سے کم اتنی بات ہر شخص کی سمجھ میں آجانی چاہیے کہ برٹش انڈیا میں کوئی شخص یا جماعت
 اپنے آپ کو گرفتار کرانے بغیر کسی انسان کے قتل کی اعلانیہ ترغیب نہیں دے سکتی۔ اگر
 جماعت نے یا انجمن نے ایسا اعلان کیا ہوتا تو یہ صریح ایک انسان کے قتل کا اقدام تھا۔“

(ابوالکلام آزاد، مولانا، تصدیقات آزاد، مکتبہ اشاعت ادب، لاہور۔ 8 اؤل دسمبر 1960ء۔
 130، 131)

ابوالکلام کتاب ”رنگیلا رسول“ کی اشاعت کو ناموس رسول ﷺ کے خلاف تسلیم ہی نہیں کرتے۔
 یہ وہ کتاب تھی جس کے ناشر کو غازی علم دین شہید ﷺ نے واصل جہنم کیا تھا۔ مولانا خیر الدین دہلوی
 ﷺ جیسے غیر متنبہ باپ کے یہ ”مولانا“ بیٹے تحفظ ناموس رسالت کے اس مسئلے کو سمیٹتے ہوئے
 ”خلاصہ بحث“ میں لکھتے ہیں:

”یقیناً حکومت اور قانون وقت کا فرض ہے کہ اس قسم کی دل آزاد تحریروں کی اشاعت جائز
 نہ رکھے اور جائز نکتہ چینی اور مذہبی دل آزاری میں امتیاز کرے۔ لیکن میں ایک لمحے کے
 لیے بھی یہ طریق عمل پسند نہیں کر سکتا کہ مسلمان اپنی طبیعت اس انداز میں بنالیں کہ جہاں
 کسی ٹپ پونجے نے ایک چار ورق رسالہ چھاپ کر شائع کر دیا، ایک سرے سے لے کر
 دوسرے سرے تک تمام مسلمان شور وادایا مچانا شروع کر دیں کہ اسلام کی کشتی غرق ہو گئی
 اور تحفظ ناموس رسول کا سوال پیدا ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔ اگر چند جاہل اور کورچشم انسانوں کے
 بکواس کر دینے سے ناموس رسول کی حفاظت کا سوال پیش آسکے یا اسلام اور مسلمانوں
 کے لئے یہ کوئی مصیبت ہو، ایسا سمجھنا اسلام کی عزت و شرف اور مسلمانوں کی مذہبی
 خودداری کے اس درجہ خلاف ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا
 ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ کیا معنی؟ اگر ایک ہزار یا ایک لاکھ رسالے بھی چھاپ دیے
 جائیں، جب بھی نعوذ باللہ اسلام اور داعی اسلام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی سوال پیدا نہیں
 ہو سکتا۔“ (ایضاً۔ صفحہ 164، 165)

ابوالکلام کے کہنے پر حکومت اور قانون وقت نے ایسی کتابوں کی اشاعت کو تو ”ناجائز“ نہ کیا، البتہ
 غازی علم الدین کو شہید کر دیا۔ ان ”مولانا“ نے جس ہندو عزیز کے سوالنامے کے جواب میں یہ دعویٰ
 رہنے والی تحریر لکھی، اس نے ”الصارم المسلمول“ کا حوالہ بھی دیا تھا لیکن ابوالکلام اپنے امام ابن تیمیہ کی

اس کتاب کو اپنے جواب میں زیر بحث ہی نہیں لائے۔

آج تحفظ ناموس رسالت کے نام پر اپنی دکانداریاں چکانے والوں میں کوئی شخص یا جماعت ایسی
 نہیں جو اس ضمن میں ابوالکلام کی تحریر کے حوالے سے انھیں مطعون کر سکے یا قادیانیت کے ساتھ ان کے
 خصوصی تعلقات کو زیر بحث لائے۔ لیکن مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح اپنے اس ناخلف بیٹے کے
 افکار و عقائد پر کیسے کیسے نہ تڑپتی ہوگی۔

عقیدت میں غلو کیا کیا رنگ دکھاتا ہے، مرزا غلام احمد کے ساتھ ابوالکلام کی محبت و عقیدت اور
 قادیانیت کی تائید کے ساتھ ”رنگیلا رسول“ کے حوالے سے محولہ بالا عبارت دوبارہ پڑھ کر ابوالکلام کے
 بارے میں شورش کاشمیری کی رائے دیکھیے:

”(آزاد) عربوں میں ہوتے تو ابن تیمیہ ہوتے، ہندوؤں میں ہوتے تو اب تک ان کے
 بت پیچتے ہوتے لیکن وہ مسلمانوں میں تھے۔۔۔۔۔“

(شورش کاشمیری، چہرے، مکتبہ ماحول، کراچی، بار اؤل، جنوری 1965ء، صفحہ 39)

حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور مرزائی:

تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں نے اشتہارات اور پینڈل
 وغیرہ شائع کر کے یہ پروپیگنڈا کیا کہ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ قادیانیوں کے بارے
 میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ ۱۷ جون ۱۹۳۵ء کے روزنامے ”منادی“ کی مندرجہ ذیل
 تحریر غالباً آئینہ دکھانے کے لئے کافی ہے، خواجہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

”میرے پیر و مرشد حضرت مولانا مہر علی شاہ چشتی
 نظامیؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف کا ایک بیان میری نظر سے گزرا،
 جس میں حضرت اقدس نے ایک فیصلہ کن حکم صادر فرمایا ہے،
 اور وہ یہ ہے کہ: قادیانی اپنے عقائد مخصوصہ کے سبب مسلمان
 نہیں کہلا سکتے، ان واسطے کسی مسلمان کو ان سے کسی قسم کا تعاون
 جائز نہیں۔“ (بحوالہ مہر نمبر ص ۲۹۳)

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی

دور حاضر کا مسلم، امت کے تیس دجالوں میں سے ایک دجال، مرزا قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعاوی سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ، نبوت کرنا تو مشہور ہے لیکن خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق خدا ہونے تک کے متعدد دعاوی کئے ہوئے ہیں۔ موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو بھی جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون وغیرہ متعدی مرض کے ساتھ ذلیل کر کے مارے۔ مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہی ہیضہ سے 26 مئی 1908ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن راہی ملک عدم ہو گیا اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بین ثبوت پیش کر گیا۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا قادیانی کا مد مقابل سرزمین پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کو یہ صفت ورثہ میں ملی تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے۔

”میرے والد کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہو سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان بچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔“

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندریوں لکھتا ہے۔

”والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔“

(مرزا قادیانی: ازالہ اوہام صفحہ 50)

ان کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فخریہ انداز میں یوں رقمطراز ہیں۔

”سن ستاون (یعنی 1857ء) کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ سو سوار سے خدمت گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔“

(مرزا قادیانی: شہادت قرآن صفحہ 84)

اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی انگریز دوستی کے بارے میں موصوف نے یوں تصریح کی ہے۔

”اس عاجز کا بڑا بھائی، مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد محترم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔“

(مرزا قادیانی: شہادت قرآن صفحہ 84)

خود مرزا قادیانی (المتوفی 1908ء) جہاد کے سخت خلاف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے۔ اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے۔

”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ سال برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مصروف رہا ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ سے دور کر دوں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“

(مرزا قادیانی: تبلیغ رسالت جلد 7، صفحہ 10)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

”میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی علیہ السلام) اور مسیح خونی (حضرت مسیح علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) اور جہاد کے جوش والے والے مسائل (جو حکم خدا اور عمل دارشاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جو امتوں کے دلوں کو ظراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(مرزا قادیانی: تریاق القلوب، صفحہ 25)

موصوف نے انگریزی حکومت سے استحکام کی خاطر اس کی حمایت میں جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کرائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے پر یوں تحریر کیا ہے۔

”میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

(مرزا قادیانی: تریاق القلوب، صفحہ 25)

شاید پنجاب کے مشہور شاعر ظفر علی خاں نے یہ شعر اسی لئے کہا تھا۔

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو

اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت و فرماں برداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برائے گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مرزا قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ کیا اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

”مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کریں اور دل سے اس حکومت کا شکر گزراں اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کروادیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو تاہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“

(مرزا قادیانی: ستارہ قیصر، صفحہ 7)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا ملت فروش یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے کہ وہ یہ فخر نہ کرتے بلکہ معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دے کر سب سے ممتاز ہو گئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروش کے باعث انہیں خود احساس تھا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں کوئی مسلمان حکمران ان کے وجود کو برداشت نہ کر سکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ہا

تحت اور اس کی سرپرستی میں جو یہ عظیم فتنہ پرورش پارہا ہے اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑے بغیر رہ سکتی۔ اس حقیقت کا خود مرزا قادیانی نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہم کو حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ منورہ میں اور نہ سلطنت روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(مرزا قادیانی: تریاق القلوب، صفحہ 26)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واضح گاف اعتراف یوں کیا ہے۔

”اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ہے۔“

(مرزا قادیانی: تحفہ قیصر، صفحہ 47)

مرزا قادیانی اس امر کا بھی معترف ہوا کہ اس کو ملکہ و کنوریہ کے حکم سے بنی بنایا گیا تھا۔ نبی بنا۔ والے گورنر جنرل یا دائرہ اس کے نام چونکہ اس نے تحریر نہیں کیا، لہذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ برطانیہ متعلق بیان ملاحظہ ہو۔

”اے بابرکت قیصر ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔“ (مرزا قادیانی: ستارہ قیصر، صفحہ 15)

مرزا قادیانی کو ملکہ و کنوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور اس کو کس ڈیوٹی پر معمر کیا گیا تھا؟ موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے۔

”اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق، جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا، تاکہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللہم میں پیدا ہوا اور ناصر یہ میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول رہوں۔“

(مرزا قادیانی: ستارہ قیصر، صفحہ 15)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اسی لئے اپنے ہی والدوں کی خدمت میں اپنی خدمات یاد لا کر یوں دست بستہ عرض پر داز ہے۔

”التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار، ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جاٹار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چشیات میں یہ گواہی دی کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس کا خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت عزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“

(مرزا قادیانی: تبلیغی رسالت جلد 7، صفحہ 19)

اپنی منقادوں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

پہلے شہید ختم نبوت:

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو میلہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے، میلہ کذاب نے حضرت حبیب سے پوچھا کہ: ”کیا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟“ جواب دیا: ”ہاں مانتا ہوں!“ میلہ نے دوسرا سوال کیا کہ: ”کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟“ جواب میں اس صحابی رسول نے ارشاد فرمایا: ”ان فی اذنی صمًا عن سماع ما تقول“ میرے کان تیری اس بات (وغوی نبوت) کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔

میلہ نے اس صحابی رسول کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا، جو کاٹ دیا گیا، میلہ نے اپنا سوال دہرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دوسرا ہاتھ کاٹا گیا، مگر سوال دہرانے پر جواب حسب سابق تھا، حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی اور کے لئے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لئے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔ (الاستیعاب)

حضرت مولانا شاہ قاری احمد نورانی صاحب ناظم دفتر جمعیتہ العلماء پاکستان کراچی۔

قادیان کا خود ساختہ نبی

قائد ملت اسلامیہ فاتح قادیانیت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (صدر جمعیت علماء پاکستان) کا ایک مضمون جو کہ ادارہ پاکستان شناسی کے ڈائریکٹر محمد ظہور الدین خان امرتسری نے ارسال کیا جو کہ حضرت علامہ شاہ عارف اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ”سالک“ راولپنڈی مارچ 1953ء میں شائع ہوا۔ ظہور الدین صاحب کے شکریہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

اسلام میں ختم نبوت ہی وہ مسئلہ ہے جو اگر مجروح ہوا۔ تو اسلام کے احکام اور بنیادی قوانین ٹھہر جائیں گے۔ الحمد للہ! کہ مسلمان ہر دور میں آقائے کونین روحی لہ الضمیر کے تحفظ و خاتمیت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے کمر بستہ رہا۔ اور آج بھی ناموس رسالت کی حفاظت و بنگال کی کھاڑیوں سے لے کر سرحد کی چٹانوں تک پایا جا رہا ہے۔ مرزا نیت اور اسلام میں اتنا فرق ہے۔ جتنا لیل و نہار کی ظلمت اور روشنی میں ہو سکتا ہے۔ بانی مرزا غلام احمد کا وجود بے شمار بولچھویوں کا مجموعہ ہے۔ وہ کبھی خالق بنے۔ کبھی محدث و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ کبھی ہونے کا خواب دیکھا۔ اور کبھی کرشن جی کا چوغہ پہنا۔ غرض اُس نے ہر وہ روپ بھرا۔ جو کسی مسلمان کٹار ایک ادنیٰ سمجھ رکھنے والے کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ آئیے اب آپ مرزا کے پڑھنے اور ان کی اس خوش بختی میں ماتم کیجئے۔ کہ ساحرانِ فرنگ جا چکے ہیں۔ مگر ان کا خود کاشتہ زمین پاکستان پر کس طرح پھل پھول رہا ہے۔ مرزا کے ان اقوال کو پڑھ کر وہ لوگ ہمت حاصل جو تحریک قادیانیت سے اختلاف کو معمولی فردی، اختلاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

”مرزائیوں کی توحید“ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564 اور 565 پر مرزا کا ایک خواب بڑا درج ہے۔ اس کا ترجمہ نیچے۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں، میں نے یقین کر لیا، کہ میں وہی ہوں

اور میرا ارادہ باقی رہا۔ اور نہ خطرہ رہا۔ اس حال میں جبکہ (زمین بھینچ رہی تھی) میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان، نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان و زمین اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دے دی۔ میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا کہ (انا زینا السماء الدنیا مباح) میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا۔ اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔ (مرزا معاذ اللہ خدا ہو گیا)۔

”میں خدا کے بیٹے کی طرح ہوں“ حقیقۃ الوحی صفحہ 86 (انت منی بمنزلہ والدی) یعنی اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔ البشریٰ صفحہ 129 جلد دوم (انت منی بمنزلہ اولادی) یعنی تو مجھے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ (مرزا نے معاذ اللہ خدا کے لئے بیٹا ہونا تسلیم کر لیا)۔

”میرا نام خدا کا سب سے بڑا نام ہے“ البشریٰ جلد دوم صفحہ 61 (انت اسمی الاعلیٰ) اے مرزا تو سب سے میرا بڑا نام ہے۔

”میں قرآن کی مثل ہوں“ البشریٰ جلد دوم (ما انا الا کالقرآن ویظهر علی یالے ما ظہر من الفرقان) یعنی میں تو بس قرآن کی طرح ہوں۔ اور قریب ہے میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جو قرآن سے ظاہر ہوا۔

”مرزا مدینۃ العلم ہے“ البشریٰ جلد دوم صفحہ 61 (انت مدینۃ العلم) یعنی اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔

”میرا الہام قرآن کی طرح ہے“ دُرّ شین فارسی صفحہ 123 (بچو قرآن منزہ دائم، از خطا ہائے ہمیں است ایانم) یعنی میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔

مذکورہ بالا الہامات میں آپ نے مرزا کی صفات باری قرآن کی مثل ہونے کا حال پڑھا۔ اب حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کے الہامات سنیجے۔

”میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں“ دُرّ شین فارسی صفحہ 163 (انبیاء گرچہ بودہ اند بے، زمن عرفان نہ کمترم ز کسے) یعنی اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے مگر میں عرفان میں ان نبیوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔

”میں مسیح عیسیٰ محمد احمد ہوں“ (محمد رسول اللہ و الذین معنہ شد آء اعلیٰ الکفار و حماء بینہم) اس وحی الہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی، منقول از ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3۔
تزیان القلوب صفحہ 3

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ تجھے باشد

یعنی میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(مسلمانوں اب آپ نے سمجھا کہ جب مرزا کی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے معاذ اللہ مرزا مراد لیتے ہیں۔)

”عیسیٰ کا ذکر چھوڑ دو میں اس سے بہتر ہوں“ دافع البلاء صفحہ 20، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو کہ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

”عیسیٰ تو میرے منبر پر پاؤں بھی نہیں رکھ سکتا“ ازالہ صفحہ 58

ایک منم کہ حسب بشارت آدم

عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم

یعنی میں وہ ہوں جو حسب بشارت آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں بھی رکھ سکے۔
”میں حجرِ اسود ہوں“ البشریٰ بار اول صفحہ 48 (خضے پائے من بوسید من گفت کہ سگ اسود منم)

ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ سگ اسود ہوں۔

”قادیان ارضِ حرم ہے“ دُرّ شین اردو صفحہ 52 زمین قادیان اب محترم ہے جو مطلق سے ارضِ حرم ہے۔ (پاکستان! سوچو جو جماعت قادیان کو ارضِ حرم سمجھتی ہے۔ اس کا دلی لگاؤ بھارت سے ہوگا یا

پاکستان سے۔)

”نواسہ رسول کی توہین“ (کر بلا یست سیر ہری۔۔۔ صد حسین است در کعبان) یعنی میری سیر ہر وقت کر بلا میں ہے۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔

مسلمانو! یہ ہیں وہ بنیادی اصول جن کی وجہ سے ہر کتب فکر کے علماء مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔



زندگی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کامل نمونہ ہو گئی

شاعر نعت راجا رشید محمد

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "نعت" لاہور

زندگی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کامل نمونہ ہو گئی
انہما تک جب نظامِ خلق بھی پہنچا گئے
جب وہی سارے عوالم کے لئے رحمت بھی ہیں
پھر نیا ہادی مرا رب بھیجتا کس واسطے

ان گنت ہیں میرے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور پھر
منفرد ہے ہر خصوصیت مرے سرکار کی
ہوتا ختم المرسلین ، اللہ کی مجھ کو قسم!
مومنوں پر خاص ہے رحمت مرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی

داری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث
مُرسلوں کا رہنما ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر
حشر تک کوئی نہ میرے بعد آئے گا نبی
ایسا ختم الانبیاء ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر

دی ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی عمارت کی مثال
جو بہت آراستہ پیراستہ کر دی گئی
رہ گئی تھی اُس میں بس اک اینٹ کی باقی جگہ
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ مجھ سے پُر ہوئی

ختم ہے ان پر نبوت، بعد میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے
مدعی جتنے ہیں، سب دجال ہیں، کذاب ہیں
یہ لکھا ہے ترمذی میں اور ابوداؤد میں
قول جن کے مستند ہیں، اور بھی اصحاب ہیں

مومنو! آیا ہوں سارے انبیاء کے بعد میں
یاد رکھو! تم ہو ساری امتوں میں آخری
ابنِ ماجہ میں ہے یہ ارشادِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ثقف ہے اس پر، جو نبوت کا ہو اب بھی مدعی

مائدہ میں دین کی تکمیل کا اعلان ہے
مطمئن دل جس سے ہو جاتا ہے حق آگاہ کا
بعد ازاں دعویٰ نبوت کا سراسر کذب ہے
اسودِ عسلی کا، مرزا کا، بہاء اللہ کا

مولانا عبدالحامد بدایونی:

حضرت مولانا بدایونی کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی
حفاظت تھا، چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا، تحریک تحفظ ختم نبوت کی
حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا، ایک سال
تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں مولانا ابوالحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے، قید و
بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا، ان کی مدبرانہ فراست نے
پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

7 ستمبر 1974ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے
قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا، اس تاریخ ساز فیصلے کی یادگار

قطعہ تاریخ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔ حسن ابدال

”اعلانِ حقیقتِ اوج خاتم النبیین“ ”آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان“
1974ء 1394ھ

مقبولِ مدام ہے شہادتِ حق کی
مردودِ تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں از روئے آئین
انجام ہے رسوائی برائے باطل
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
”بروقتِ تدارک وہائے باطل“

1394ھ



سیلہ عصر حاضر مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء
برطانیق 25 ربیع الثانی 1326ھ واصلِ جہنم ہوا۔
اُس رئیس الکاذبین و راس الفضالین کی عبرت ناک موت کا

قطعہ تاریخ

”ہلاکتِ عدوئے پیغمبرِ حق“

1908ء

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔ حسن ابدال

مرزا کو نبی بنا ڈالا ذہنِ افرنگ ہی کا ہے یہ کمال
عصر حاضر کا بدترین کذاب عہدِ موجود کا بڑا دجال
اُس کے اقوال قابلِ نفرت شرمناک اُس خبیث کے اعمال
فتنہ، پالا ہے جس کو مغرب نے مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں نے جس کا
دے کے جائیں، کیا ہے استیصال
ایسی قربانیاں انہوں نے دیں جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال
مرحبا اُن کا جذبہ ایثار واہ واہ اُن کا عزم و استقلال
سر میں تھا جو قادیانیوں کے جو کبر حق پرستوں نے کر دیا پامال
ہو گیا، ذہن میں جو تھا اُن کے نقوۃِ اقتدار، خواں و خیال
اس وطن میں یہ فتنہ انگیز پھر ہو منہ زور، ہے یہ امر محال
مرا بیٹے سے وہ رذیل آخر ہے بُرا دشمن نبی کا حال

نقشِ عبرتِ وفات کا اُس کی
”دوزخی، لعنتی الحق“ ہے سال

1326ھ

عظمتِ ختمِ نبوت زندہ باد

سید عارف محمود مجبور رضوی

آج میرے لب پہ میرے دوستو تذکرۂ عظمت و اقبال ہے
حفظ ناموس مقامِ مصطفیٰ ﷺ باعثِ آبادیِ اعمال ہے
خاتمِ دورِ رسالت بالیقین رب کا پیارا، آمنہ کا لال ہے
شک ذرا اس میں نہیں کرنا روا سوچ یہ، ایماں کرے کنگال ہے
منکرِ ختمِ نبوت جو بھی ہو واقعی بد بخت ہے، بد حال ہے
قادیانی پر ہوں سب کی لعنتیں سرتاپا کذاب یہ دجال ہے
یہ معاذ اللہ کہے نود کو نبی کفر یہ ہر ایک اس کی چال ہے
کاشتہ پودا ہے یہ طاغوت کا انگلی سرکار کا دلال ہے
رائدۂ دارین مرزا ہو گیا موت پائی اس نے حسبِ حال ہے
رد و تردید غلامِ قادیاں سنیوں کے شاملِ احوال ہے
خوب یہ خوب ان کا مشغلہ دشمنانِ دین کا ابطال ہے
کام ہے احقاقِ حق سے ان کو بس کیا مثالی ان کا استقلال ہے
جب بھی آیا وقت تو اسلاف نے حل کیا مجرأت سے ہر اشکال ہے
زندہ و تابندہ ان کا ہے عمل فاتحانہ انکی چال اور ڈھال ہے
دولہ ان کا رہا باطل شکن عالمانہ ان کا استدلال ہے
آج بھی اس سابقہ معمول میں ہو رہی سرکوبیِ اضلال ہے
حرمتِ سرکارِ ﷺ کی تقدیس کی ہر کوئی سنی سراپا ڈھال ہے
تاج و تختِ خاتمیت پر فدا اہلِ سُنّت کی تمامی آل ہے
مرحبا صد مرحبا نبر یہ خاص خوب سعیِ طاہر خوش حال ہے

اک صدی میں جو ہوئی ہیں کاوشیں اُن کی تفصیلات کا اجمال ہے
کس طرح مرزا ہوا رسوا و خوار؟ کس طرح مرزا ہوا پامال ہے؟
کفر مرزا کس نے ثابت کر دیا؟ کس نے توڑا سازشوں کا جال ہے؟
کس نے کی مرؤد کی مٹی پلید؟ کس نے ملغوں کو کیا بے حال ہے؟
معرکے جو سر کئے اسلاف نے ان کی تفصیلات پر یہ دال ہے
”کنز الایمان“ کا خصوصی یہ ہیئوع شانِ ماضی آبروئے حال ہے
الغرض یہ خاص نبر واہ وا ایک دستاویز یک صد سال ہے
ہے دعا یہ عارف مجبور کی
درجہ مقبولیت اس کو ملے
شہرۂ ختمِ نبوت عام ہو
باغ اس سے عظمتِ دیں کا کھلے

قادیانی کے جسم کا قبر میں غیر محفوظ ہونے کا چیلنج:

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے مرزا محمود کو چیلنج دیا کہ احادیث و
نصوص کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ اپنی قبور میں محفوظ ہیں، تم مرزا
قادیانی کی قبر کھولو، اگر اس کا جسم محفوظ ہو تو مان لوں گا۔ اس پر مرزائیوں پر اس پر گئی،
ندامت کے مارے دلوں کی طرح ان کے چہرے بھی سیاہ ہو گئے۔

حکیم صاحب نے خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی قبر میں ہے، فرشتے سوال
کرتے ہیں، انتہائی مکروہ قسم کی آئیں بائیں شائیں کرتا ہے، دوسری طرف اس کی قبر
میں شیطان کھڑا کہہ رہا ہے کہ: ”مرزا صاحب! آپ نے میرے مشن کا خوب کام کیا،
خلقِ خدا کو گمراہ کرنے میں خوب ہاتھ بٹایا، مگر میں آپ کی قبر میں کوئی مدد نہیں کر سکتا،
مگر قیامت کے دن تمام ذریت (شیطان) میں تمہیں بلند مقام حاصل ہوگا، اس لئے
کہ میں صرف شیطان تھا، تو سید الشیطان ہے۔“

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلال

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا
 اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیاں ختم نبوت کا
 ملائک کی جماعت روز و شب واں پہ اترتی ہیں
 ذکر جاری ہمیشہ ہے جہاں ختم نبوت کا
 تھے جتنے بھی نبی دیگر نبوت ان کی وقتی تھی
 مگر ہے حشر تک سارا زماں ختم نبوت کا
 یہ نعرہ ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر علیہ السلام کا
 کرو اپنے لبو سے بھی دھیاں ختم نبوت کا
 مٹا دو زور بازو سے کفر ہر قادیانی کا
 یمامہ سے اٹھا لو ہر سناں ختم نبوت کا
 دیا ختم نبوت پہ رضا علیہ السلام کے علم نے پہرہ
 بنا جس کا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا
 بنا کلک رضا ہر اس کینے کے لئے خنجر
 ہے جس نے بھی کیا کوئی زیاں ختم نبوت کا
 انوکھی شان اس فن میں کیا مہر علی علیہ السلام کی ہے
 کیا جس نے عقیدے سے بیاں ختم نبوت کا
 الٰہی شاہ نورانی علیہ السلام کی قبر پہ رحمتیں برسیں
 بنایا جس نے پورا کارواں ختم نبوت کا
 سنو جتنے بھی یاں ختم نبوت کے فدائی ہو
 رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا
 دبانے کو زمانے میں گلا ہر قادیانی کا
 لگائے نعرہ ہر پیرو جواں ختم نبوت کا
 خداوند مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
 بنا دے اپنے آصف کو حساں ختم نبوت کا

نظم در مذمت مرزا غلام احمد قادیانی

نبوت کا جھوٹا دعویدار

حضرت علامہ محمد ابراہیم عاجز قادری۔ امیر تبلیغ اسلام

بڑا عیار اور جھوٹا ہے مرزا قادیانی
 کہ اک شیطان کا چیلہ ہے مرزا قادیانی
 خدا کا بے ادب ہے اور پیہر کا ہے گستاخ
 بنا دوزخ کو یوں مٹتا ہے مرزا قادیانی
 جناب عیسیٰ و مریم کے بارے میں اسے بد بخت
 عقیدہ ہی ترا گندا ہے مرزا قادیانی
 خدا کے انبیاء کی شان میں بیہودہ گوئی
 یہ تجھ جیسے کا ہی شیوہ ہے مرزا قادیانی
 تری رہ پر چلا جو بھی وہی گمراہ ٹھہرا
 ذلالت ہی ترا رستہ ہے مرزا قادیانی
 نبی جس نے بھی ہے مانا تجھے مرتد ہوا وہ
 کہ بے شک تو نبی جھوٹا ہے مرزا قادیانی
 حبیب رب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آخری پھر بھی اسے جاہل
 نبوت کا ترا دعویٰ ہے مرزا قادیانی
 غلام احمد رکھا ماں باپ نے تو نام اس کا
 خلاف احمد کے ہی بتاتا ہے مرزا قادیانی
 جو پیروکار ہیں مرزا کے وہ سارے ہی سن لیں
 بڑا انگریز کا چمچہ ہے مرزا قادیانی
 رسول پاک کی حرمت پہ حملہ کر کے تو نے
 مسلمانوں کو للکارا ہے مرزا قادیانی
 بیٹ الخلاء میں جا کے تو مردود ایسے
 کیا ہے رب نے تجھے زسوا ہے مرزا قادیانی
 ترے ہی ساتھ دوزخ میں جلے گا وہ ہمیشہ
 ہوا تیرا جو گردیدہ ہے مرزا قادیانی
 جہاں بھر کے مسلمانوں کو عاجز یہ بتا دو
 کہ امت میں بڑا فتنہ ہے مرزا قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی "علامہ اقبال" کی نظر میں

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
میرے زمانے نے ایک نبی بھی پیدا کیا
آنکہ در قرآن بجز خود را ندید
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا
تن پرست و جاہ مست و کم نگاہ
خود پسند، عزت چاہنے والا کوتاہ نظر
اندرویش بے نصیب از لا الہ
اس کا دل لا الہ سے خالی ہے
در حرم زاد و کلیسا را مرید
مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا
پردہ ناموس مارا پر درید
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا

سب سے آخری خبر:

جب حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود غسی کو قتل کیا، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے حضرت فیروز دیلمی کی کامیابی اور اسود غسی کے قتل کی خبر دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر خوشی و انبساط کا اظہار فرمایا، اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعے سب سے آخری غیر ملکی خبر جو سماعت فرمائی وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت اسود غسی کے قتل کی خبر تھی۔

ترانہ ختم نبوت

محمد صلاح الدین سعیدی

ہے ہر اک اہلسنت پاساں ختم نبوت کا
مجاہد ہے ہر اک ہیرو جواں ختم نبوت کا
وہ جس کے علم نے میدان سے دوڑایا "مرزے" کو
ہے شاہ گولڑہ کوہ گراں ختم نبوت کا
دعا جس کی گری تھی برق بن کر جان مرزا پر
خدا کا شیر وہ برق تپاں ختم نبوت کا
ترپن (53) میں چلی تحریک جب ختم نبوت کی
تھا بوالحسنات "میر کارواں" ختم نبوت کا
چوہتر (74) میں چلی تحریک جب قومی اسمبلی میں
مرا قائد تھا میر کارواں ختم نبوت کا
وہ پیکر جاہ و حشمت وہ نیازی میڈاں کا
تھا اپنی ذات میں وہ کارواں ختم نبوت کا
مجاہد بے ریا جس نے بنا ڈالی "فدایان" کی
وہ صوفی با صفا ایاز خان ختم نبوت کا
مقام مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کے منکرو سن لو
تمہارا کام ہے سب رائیگاں ختم نبوت کا
فدائی مصطفیٰ ﷺ کا اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا ہو
وہی سچا فدائی ہوگا ہاں ختم نبوت کا
ہمارا واعظان خوش نوا کو مشورہ ہے کہ
ہو کم سے کم ماہانہ اک بیاں ختم نبوت کا
اپنی رحمت سے شہیدوں کے وسیلے سے
سعیدی کو بنا دے نغمہ خواں ختم نبوت کا

ترانہ ختم نبوت

محمد اقبال فاروقی موضع شاہ عالم ضلع بکر

محفوظ ہے اس واسطے ایمان ہمارا
بند ہو گیا دروازہ نبوت کا جو نبی کہ
ہیں آپ ہی محمود و محمد بھی اور احمد علیہ السلام
ذاتی ہیں یہ نام اُن کے محمد علیہ السلام اور احمد علیہ السلام
کوئی نہ ہو اُن سا جہاں میں نہ ہی ہوگا
صدر شہنشاہی ہے اُس در کی غلامی
مرزا نے کیا دعویٰ نبوت کا جو ہند میں
قربان ہو جان حرمت و ناموس نبی علیہ السلام پر
پچھا کیا مرزا کا اکابر نے ہمارے
تکفیر کی کذاب کی جس ہستی نے پہلے
مہبوت کیا دجال کو قطب جلی نے
مرزا نہ ہوا جس کے مقابل وہ مجاہد
تھا جس نے کیا ناطقہ بند مرزائیت کا
پھانسی کے بھی پھندے کو لیا چوم تھا جس نے
دجال کے دعویٰ نبوت پر نصاریٰ
اک عرصہ سے جو چاہتے اغیار تھے کرتا
مرزاؤ! پچتا ہے جہنم سے جو تم نے
فاروقیا! مرزائیوں کو احمدی مت کہہ
تلقین یہی کرتا ہے وجدان ہمارا

وجاہت ختم نبوت

وجاہت کس قدر ہے مرجا ختم نبوت کی
زمینوں آسمانوں میں ضیاء ختم نبوت کی
خدا نے روز اول ہی رسولوں سے لیا وعدہ
تمہاری روح میں ہوگی وفا ختم نبوت کی
کوئی دجال کیا اس نقش فطرت کو مٹا پائے
خرد سے ماورا ہے ہر ادا ختم نبوت کی
کسی کذاب کا منہ دیکھنا شایاں نہیں لوگوا
ہمیں ہر روز ملتی ہے عطا ختم نبوت کی
محمد فاتح ہر جاں، محمد خاتم دوراں
محمد کو ملی شان علا ختم نبوت کی
جن میں گل کھلے، بلبل تھے سکان شب جاگے
مہک لے کر چلی باد صبا ختم نبوت کی
غلام زار کے لب پر بچہ اللہ جاری ہے
بیاں ختم نبوت کا، ثنا ختم نبوت کی



غدار وطن

غدار وطن، غدار نبی ﷺ اس پاک وطن میں کیوں کر ہیں؟
 میں پوچھتا ہوں یاران وطن یہ خار چمن میں کیوں کر ہیں؟
 ناموس محمد ﷺ عربی پر ہم جان نچھاور کر دیں گے
 گردقت نے ہم سے خون مانگا، ہم وقت کا دامن بھر دیں گے
 باطل نے بھی ہم کو جانا ہے، ہم دارو رکن کے راہی ہیں
 ہم موت سے لڑنا جانتے ہیں، اس بات کی قسمیں کھاتی ہیں
 باطل کی نبوت باطل ہے، یہ زہر ہے ابن آدم کو
 یہ ٹولہ ہے اہلیوں کا، کہہ دو سارے عالم کو
 ہوتا دیاں یا پھر ربوہ ہو، میٹھانے ہیں افرنگ کے یہ
 یوں نگ شرافت کہنے انہیں، اسلام کی راہ میں نگ ہیں یہ
 جمہور تقاضا کرتی ہے، یہ کفر کی بستی ختم کرو
 یہ جاسوسوں کا ڈیرہ ہے، اس ڈیرے کو بھی ختم کر دو
 ورنہ پھر میدان میں ہیں، سمجھو کہ کفن بردوش بھی ہیں
 ہم ختم نبوت کے وارث، اس راہ میں سرفروش بھی ہیں
 تم سانپوں کے رکھوالے ہو، کیوں دودھ پلاتے ہو ان کو
 یہ پاک وطن کے دشمن ہیں، تم دوست سمجھے ہو جن کو
 ہمت تو کرو جانباز ذرا، یہ بیڑہ ڈوبنے والا ہے
 تم دیکھتے ہو دجالوں کا، اس دنیا میں منہ کالا ہے



آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا

آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا
 اہلیں کے پھندے میں گرفتار ہے مرزا
 فرعون کو جس نفس نے دریا میں ڈبویا
 اس نفس خبیثہ کا پرستار ہے مرزا
 سلطان کی غلامی میں ملی جس کو نبوت
 رسوائے زمانہ، وہ سیاہ کار ہے مرزا
 گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا پڑا جس کو
 پھر بھی رہا ناکام، وہ مکار ہے مرزا
 اپوں کو اور بیگانوں کو دھوکہ دیا جس نے
 خود بھی رہا دھوکے میں وہ عیار ہے مرزا
 تھی جس کے رگ و ریشہ میں انگریز پرستی
 انگریز کا پالا ہوا غدار ہے مرزا
 جس دل پر لگی مہر، بصیرت گئی جس کی
 اور سلب بصارت ہوئی وہ عار ہے مرزا
 دن جس نے گزارے مرض کفر میں سارے
 اور شس سے ہوا مس نہ وہ بیمار ہے مرزا
 ساقی نے دیئے جام جو چھتی کو مسلسل
 پی پی کے کہا اس نے کہ مردار ہے مرزا



جھوٹا نبی

حکیم محمد شریف خاں مختصر درانی

وہ کاذب ہے اکذب ہے جھوٹا نبی ہے
وہ جھوٹا ہے مہدی وہ شیطان جلی ہے
کبھی ہے بروزی کبھی ہے وہ غلی
حقیقت میں انگریز کا ہے مصلی
مسلمہ طلحہ کا ہے وہ برادر
وہ دریائے کذب و ریا کا شاور
وہ بیگم محمدی پہ مرتا رہا ہے
سدا اس کی فرقت میں جلتا رہا ہے
لفظ ٹپٹی ٹپٹی ہے پیغام اس کا
جہنم کے ماتھے پہ ہے نام اس کا
نہ کی نہ مدنی وہ ہے قادیانی
کہیں اس کو ابلیس و دجال مانی
منافق ہے کافر ہے دجال ہے وہ
کہ جھوٹی نبوت کی فٹ ہال ہے وہ
وہ شیطان مجسم ہے نکار بھی ہے
سنو مختصر کہ وہ بدکار بھی ہے



غازی ختم نبوت

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

سید عارف محمود پور رضوی، گجرات

اللہ اللہ دین حق کی آبرو غازی ختم نبوت، ضمیمہ اسلام تھا
مرد غازی، مرد حق، مرد خدا بالیقین قدرت کا اک انعام تھا
عزم و ہمت کا بجا تھا تاجدار استقامت کا تھا وہ کوہ وقار
اپنے قول و فعل سے ثابت کیا خود کو محبوب خدا ﷺ کا جاں نثار
غازی ختم نبوت، مرد حق آج بھی تجھ پر جہاں کو فخر ہے
جرات و مردانگی کی سلطنت حق نے کی کیا واہ حیرتی نذر ہے
جان کو رکھ کر ہتھیلی پر چلا حرمت سرکار ﷺ کی شاہراہ پر
کوئی بھی نہ چال باطل کی ہوئی کارگر، اس مرد حق آگاہ پر
دار کو چوما بنام مصطفیٰ ﷺ عزت و توقیر بخشی جیل کو
غازی ختم نبوت کے سبب مل گئی اکسیر دیں کی تیل کو
اہل سنت کی بڑھائی آبرو لاج رکھی ہے رن اور دار کی
ظہنہ تجھ سے شجاعت کو ملا شان ہے تو جرات اظہار کی
زندگی بھر ہے رہا پیش نظر عظمت ختم نبوت کا فروغ
تیرا ہم پایہ نہیں کوئی کہیں کچھ نہیں اس میں ذرا سا بھی دروغ
قادیانی کا کیا بند ناطقہ کی سدا تردید ہے مردود کی
تیری ثروت پر ہوں رب کی رحمتیں راہ تو نے کفر کی مسدود کی

تمہیں محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا عشق اب بھی پکارتا ہے

سنو محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا نام نامی زبان اپنی پر لانے والو
اسی کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو
اسے حرامیں رلانے والو
اسے محبت جتانے والو

مگر محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے دشمنوں سے، محبتوں کو بڑھانے والو
تمہارے اندر نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی الفت کی اک رنق بھی نہیں رہی ہے
تمہارے چہرے پر اس کی یادوں کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے
نبی مصطفیٰ علیہ السلام سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو
ذرا محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے پیار کا اپنے واسطے تم مقام دیکھو
گر بیاں اپنے بھی جھانک دیکھو
اس نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی محبتوں کا مقام دیکھو
کہ جس نے امت سے پیار کرنے پر چن طائف میں زخم کھائے
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس نے اپنے

تمام آنسو خدا کے آگے تمہاری خاطر ہی ہیں بہائے
شہید و ندان بھی کرائے! شدید صدمات بھی اٹھائے
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس نے تم کو ہیں درس انسانیت سکھائے
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس نے تمہارے پیار خاطر ہی اپنا آبائی شہر چھوڑا
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس نے فاقے تو کر لئے پر نہ تم سے عہد وفا کو توڑا
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس کے ہونٹوں سے پتھروں کے عوض دعاؤں کے پھول برے
وہی محمد مصطفیٰ علیہ السلام کہ جس کی چند مسکراہٹوں پر خدا تمہارے گناہ بخشے

اسی کی روح عظیم تمہاری الفتوں کو تلاش کرنے میں سرگرم ہے
مگر تمہاری محبتوں کے خزانے خالی پڑے ہیں لوگو!
تمہارے آقا مصطفیٰ علیہ السلام تمہاری غیرت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو
نبی کے دشمن بڑے ہیں لوگو، کفر کے پہرے کڑے ہیں لوگو
مگر ہم اپنی محبتوں پر

رسول مصطفیٰ علیہ السلام سے بے وفائیوں کے لبادے اوڑھے کھڑے ہیں لوگو!
ہمارے آقا مصطفیٰ علیہ السلام ہماری چاہت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!
سنو! محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا نام سنتے ہی آنسوؤں کو بہانے والو!
سنو! محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکلے حروف کو سچ کھانے والو!
سنو! نبی مصطفیٰ علیہ السلام کے نقوش پاکی تلاش میں نکلے راستوں کو منانے والو!
سنو! محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو!
تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے

کہ قادیانی تمہارے آقا مصطفیٰ علیہ السلام کی عصمتوں کو
طویل مدت سے ماند کرنے میں سرگرم ہیں
وہ کب سے تمہاری بے بسی اور بے حسی پر
خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں
نبی مصطفیٰ علیہ السلام کے دیں کو مٹا رہے ہیں
بنائے اسلام ڈھا رہے ہیں

تمہیں تمہارے عظیم آباء سے ملنے والی
میراث عشق محمدی مصطفیٰ علیہ السلام کو مٹا رہے ہیں
سنو! محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا دیں بچانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
تفرقہ بازی کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نحاست قادیاں مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نبی مصطفیٰ علیہ السلام سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
سنو محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے بے وفاؤ
تمہیں کو اپنے نبی مصطفیٰ علیہ السلام سے وعدے نبھانے ہوں گے

عبدالرسول رب سیاف

تعارف کنز الایمان سوسائٹی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے اسلام اس عظیم شخصیت کے کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ خصوصاً تصنیف و تالیف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں انہوں نے مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب تصنیف کیں وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بنام ”کنز الایمان“ بھی کیا ہے ترجمہ ان کی دوسری تصانیف کی طرح ان کے عشق رسول ﷺ کا آئینہ دار ہے۔ ”کنز الایمان سوسائٹی“ کا قیام اس ترجمہ قرآن حکیم کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں مارچ 1983ء میں عمل میں آیا۔

اغراض و مقاصد

اردو ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کی اشاعت و مفت تقسیم۔

اختر رضا لاہوری کا قیام۔

اعلیٰ حضرت فری ڈھنسی کا قیام۔

سچ بخش سائنس کالج کا قیام۔

اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لئے غیر مطلوبہ و ناایاب

کتب و رسائل کی معیاری اشاعت و تقسیم۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“

کا انعقاد۔

اسلامی، قومی، تہواروں پر خصوصی اجتماعات کا اہتمام۔

درس قرآن و حدیث کا خصوصی اہتمام۔

انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہنا۔

تمہیں کو امت کو ایک رستے پہ لانا ہوگا
تمہیں کو بی دشمنان امت دہانے ہوں گے
تمہیں کو فتنہ قادیان کو مٹانا ہوگا
نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو!
تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے
خدا بھی سکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے
چلو خدا را!

مناقت کے قبیح لہاوے اتار ڈالیں

نبی ﷺ کے دشمن اُجاڑ ڈالیں

خدا کی رحمت اُڑ ڈالیں

چلو کہ فتنہ قادیان کو

جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں

چلو کہ اپنے لہو کو عشق محمدی ﷺ پر شاد ڈالیں

عالم برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔ برزخ میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف۔ عقیدہ۔ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔ اس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں اس لئے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہو گئیں۔

خدمات کا مختصر جائزہ:

1۔ اختر رضا لائبریری:-

19 اکتوبر 1984ء کو دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ میں ”اختر رضا لائبریری“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ لائبریری نمبرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خان الازہری مدظلہ العالی صدر سنی جمعیت العلماء ہند کے نام نامی سے منسوب ہے۔

لائبریری میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہزاروں مفید ترین کتب اور 100 سے زائد رسائل و جرائد کے علاوہ اخبارات اور علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی، اور دروس قرآن و حدیث کے آڈیو ویڈیو کیسٹ، ہی ڈی عوام کے استفادہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔

قرب و جوار کے تشنگان علم شام کے اوقات میں لائبریری آکر سیر ہوتے ہیں لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات رسائل و جرائد کے فائل بھی موجود ہیں۔

2۔ قاری کلاس:-

سوسائٹی کی جانب سے چالیس روزہ قاری کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سولہ سال سے پینسٹھ سال کی عمر تک کے احباب ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اس کلاس کے ذریعے ناظرہ قرآن پاک پڑھ چکے ہیں۔ قاری کلاس کے طلباء کے کورس کی کتابیں اور کتابچاں، پین وغیرہ سوسائٹی کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی ہیں اور کلاس کے اختتام پر اسناد دیگر کتب کے علاوہ مترجم قرآن پاک کنز الایمان کے نسخے بھی تمام طلبہ میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

3۔ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانا:-

سوسائٹی کی جانب سے قرآن حکیم و حدیث شریف کے مقدس اوراق کو دفتر میں جمع کر کے انہیں اسلامی طریقہ سے تلف کر دیا جاتا ہے۔

4۔ معاشرہ میں غیر شرعی حرکات روکنا:-

کنز الایمان سوسائٹی کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے لئے مختلف مواقع پر علمی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر کے ذریعے معاشرہ میں موجود برائیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی طرف سے اصلاحی

پوسٹر بھی شائع کیے جاتے ہیں جن میں عوام کو غیر شرعی رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر شائع کئے جا چکے ہیں۔

☆ محکمہ اوقاف سے اپیل (درگاہ حضرت میاں میر رحمہ اللہ کے بارے میں)

☆ کیا حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے کہا تھا یا کیا تھا کہ؟

☆ اپیل بنام اسسٹنٹ کمشنر صاحب (جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ڈسکو ڈانس وغیرہ کے بارے میں)

☆ آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

☆ 5۔ کتب و رسائل کی اشاعت:-

سوسائٹی کی طرف سے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت کتب و رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

☆ لکھ فکریہ ☆ روزہ کے فضائل و مسائل

☆ چالیس احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆ نماز مترجم

☆ وصایا قمریہ ☆ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں

☆ شاہ فہد کے نام مکتوب گرامی ☆ حقوق والدین

☆ رہبر و راہنما ☆ تاثیر قرآن

☆ شب برأت کی حقیقت ☆ سورہ یسین شریف

☆ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو

☆ کیا غائبانہ نماز جنازہ سنت نبوی ہے؟

☆ کنز الایمان سوسائٹی و اختر رضا لائبریری اور باب فکر و نظر اور مشاہیر کی نظر میں

☆ کئی ایک مسودے سرمایہ کمی کے پیش نظر اشاعت کے منتظر ہیں۔

6۔ قومی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام 1987ء سے الحماہال لاہور میں امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی یاد میں ہر سال ملکی سطح پر ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے علماء مشائخ دانشور، شاعر، ادیب، قانون دان، اور صحافی

وغیرہ امام اہل سنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

7:- ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور کا اجراء:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام مارچ 1991ء سے انگریزی اور اردو میں ماہنامہ ”کنز الایمان“ کا اجرا کیا جا چکا ہے جس کے ذریعے دین اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی اشاعت و ترویج کا کام کیا جا رہا ہے۔

8:- خصوصی اجتماعات:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر سال رمضان المبارک کے دوران جامع مسجد قاسم خان لاہور چھاؤنی میں چھٹی کے دن بعد نماز فجر درس قرآن کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور کی مختلف مساجد میں

☆ 3 رمضان المبارک کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے یوم وصال پر

☆ 10 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کے یوم وصال اور فتح مکہ کے موقع پر۔

☆ 17 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے یوم وصال اور جنگ بدر کے موقع پر۔

☆ 21 رمضان المبارک کو خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اور 26 رمضان المبارک کو جشن نزول قرآن کے موقع پر روحانی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

روحانی محافل بعد نماز عصر ہوتی ہیں۔ اور افطاری کا بھی انتظام ہوتا ہے اس کے علاوہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بعد نماز عصر اختر رضا لاہوری میں محفل میلاد النبیؐ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

9:- محفل نعت:-

امام احمد رضا کے یوم وصال (انگریزی حساب سے) کے موقع پر 2000ء سے اکتوبر کے آخری ہفتہ کو بعد نماز مغرب اختر رضا لاہوری میں سالانہ محفل نعت کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک کے نامور نعت خواں حضرات کلام اعلیٰ حضرت پیش کرتے ہیں۔ اور کسی عالم دین کا بیان بھی ہوتا ہے۔

10:- ماہنامہ درس قرآن (برائے خواتین)

کنز الایمان سوسائٹی کی طرف سے جون 2004ء سے خواتین کے لئے ماہانہ درس قرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو سہ پہر سید فاؤنڈیشن سکول دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتا ہے۔ مبلغات جامعہ سراجیہ نعیمیہ درس قرآن دیتی ہیں۔

11:- کنز الایمان نعت اکیڈمی کا قیام:-

جولائی 2004ء سے ”کنز الایمان نعت اکیڈمی“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ کلاس ہر اتوار کو بعد نماز مغرب دفتر کنز الایمان سوسائٹی 1422/6 دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتی ہے۔ نعت خوانی سیکھنے کے خواہش مندوں کے لئے اچھا موقع ہے۔

12:- بڑی گیارہویں شریف:-

2006ء سے ہر سال غوث صدیقی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی یاد میں عظیم الشان محفل بڑی گیارہویں شریف (ربیع الآخر) کا انعقاد کیا جاتا ہے نامور علماء حضرات خطاب کرتے ہیں۔

13:- ماہانہ درس قرآن (برائے مرد حضرات):-

2007ء سے لاہور صدر کی مساجد میں ماہانہ درس قرآن (برائے مرد) کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ نامور کالرز دروس قرآن دیتے ہیں۔

14:- روحانی اعتکاف:-

ستمبر 2009ء سے روحانی اعتکاف کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے۔ معقلین کو علماء کالرز حضرات لیکچر کے ذریعے تربیت کرتے ہیں۔ معقلین کے لئے سحری و افطاری کا بلا معاوضہ معقول اہتمام کیا جاتا ہے۔

آئندہ عزم (انشاء اللہ عزوجل)

گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فری سائنس کالج:-

مخدوم الاولیاء سند الواسلین حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ کی یاد میں گنج بخش کالج کے قیام کا منصوبہ ہے۔ جہاں پر مستحق و ناوار طلباء کی سرپرستی کی جائیگی اور انہیں زبردست تعلیم

آراستہ کرنے کے لئے مفت تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرہ میں اپنا مقام بنا سکیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فری ڈپنسری:-

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی یاد میں ”اعلیٰ حضرت فری ڈپنسری“ کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر غریب و متوسط طبقہ کے افراد کو علاج معالجہ کی مفت سہولتیں دستیاب ہوں گی۔

قرآن پاک کی اشاعت و مفت تقسیم:-

دنیا کے دیگر مذاہب کی مقدس کتب کی تقسیم مفت ہوتی ہے ان کا کوئی ہدیہ نہیں لیا جاتا لیکن قرآن حکیم جو کہ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے کو حاصل کرنے کے لئے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ ”کنز الایمان سوسائٹی“ کا سب سے اہم اور بڑا منصوبہ یہی ہے کہ قرآن پاک کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا جائے۔ اس منصوبہ پر لاکھوں روپے کی لاگت آئیگی اس لئے اس کی اشاعت کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس میں صرف اشاعت قرآن پاک کے لئے فنڈ جمع ہوگا اس کا نام ”کنز الایمان فنڈ“ ہے قرآن پاک اردو ترجمہ کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

کنز الایمان سوسائٹی اپنے ان عظیم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس گراں دور میں علوم و فنون اور قرآن کی خدمت کچھ آسان کام نہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت حضرات سوسائٹی کی سرپرستی فرماتے ہوئے مقدور بھر تعاون فرمائیں تاکہ یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

ترسیل زر کا پتہ

محمد نعیم طاہر رضوی۔ بانی و صدر

کنز الایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ۔ پاکستان

پوسٹ کوڈ:- 54810 فون نمبر:- 36681927 - 36680752

موبائل:- 0333-4284340

بذریعہ چیک ڈرافٹ بنام ”کنز الایمان“ کا بنوا کر بھیجیں۔

حبیب بینک لمیٹڈ لاہور کینٹ۔ برانچ اکاؤنٹ نمبر 5685-71